هَل یَستَوِی الَّذِینَ یَعلَمُونَ وَالَّذِینَ لَا یَعلَمُونَ ط

روداد

اجلاس دوازدہم ندوۃ العلماء

منعقدہ

۱۰، ۱۱، ۱۲ ربیع الاول ۱۳۲۹ھ مطابق ۲۶-۲۷-۲۸ مارچ ۱۹۱۱ء
روز شنبہ یک شنبہ دو شنبہ واقع شہر دہلی

حسب ایماے
مجلس انتظامیہ ندوۃ العلماء

مولوی رشید احمد انصاری مالک مطبع کے اہتمام سے
مطبع احمدی علی گڑھ میں چھاپی گئی
(دفتر ندوۃ العلماء لکھنؤ سے شائع ہوئی)

رودادہائے سنین گزشتہ

دفتر ندوۃ العلما میں جلسہ ہائے گزشتہ کی روداد یں موجود ہیں جن کے پڑھنے سے اس مذہبی انجمن کے مقاصد، اغراض، اور عظمت کا اندازہ ہوسکتا ہے، ہم اُن کی فہرست مع قیمت درج کرتے ہیں، ناظرین دفتر ندوۃ العلما لکھنؤ سے اُن کو طلب فرما سکتے ہیں۔

(۱) روداد سال اول حصہ اول جلسہ کانپور ۶/
(۲) روداد سال اول حصہ دوم جلسہ کانپور ۶/
(۳) روداد سال دوم جلسہ لکھنؤ ۱۴/
(۴) روداد سال سوم جلسہ بریلی ۱۲/
(۵) روداد سال چہارم جلسہ میرٹھ ۱۴/
(۶) روداد سال پنجم جلسہ کانپور ۴/
(۷) روداد سال ششم جلسہ شاہجہانپور ۶/
(۸) روداد سال ہفتم جلسہ پٹنہ ۵/
(۹) روداد سال ہشتم حصہ اول جلسہ کلکتہ ۸/
(۱۰) " " " دوم " ۸/
(۱۱) روداد سال نہم جلسہ مدراس ۱۲/
(۱۲) روداد جلسہ عطائے سند لکھنؤ ۸/

المعلن عبدالحی معتمد دفتر ندوۃ العلما، لکھنؤ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ والصلوٰۃ والسلام
علی سیدنا ومولانا محمد والہ وعلی من نصر دینہ وحماہ۔

چند سال سے اگرچہ ندوۃ العلماء کی تدریجی ترقیوں نے، اُسکے تنزل کا افسانہ ختم کردیا
اور اُسکی نوحہ خوانی کی وہ صدائیں پست ہوگئیں، جو اُسکے ہوا خواہونکے دردمند دلوں
سے نکل نکل کر مذہبی دنیا میں بلند ہوتی تھیں، لیکن جو نگاہیں ندوۃ العلماء کے گذشتہ
جلسونکی پراثر کیفیت، اور شاندار منظر کو دیکھ چکی تھیں، وہ ایک دوسرے جلوے
کی منتظر تھیں، عام قیاس یہ تھا کہ جلسہ سنگ بنیاد نے، جو ندوۃ العلماء کی تاریخ کا دیباچہ
زریں تھا، اُنکی ان دیرینہ آرزوؤنکو پورا کردیا ہوگا، لیکن اُنکے دلوں کے ٹوٹنے سے معلوم
ہوا کہ اس سے اُنکی آتش شوق اور بھی بھڑک اٹھی، اور اب جب تک ندوۃ العلماء کے ابتدائی
زمانہ کی طرح ہر سال اس قسم کے مناظر پیش نظر نہوں، اُنکو سیری نہیں ہوسکتی، اسی بنا پر
ارکین ندوۃ العلماء کی تمام تر توجہ انعقاد جلسہ سالانہ کی طرف مبذول تھی، تاکہ ندوۃ العلماء
کی مجموعی ترقیونکا مرقع قوم کے پیش نظر کردیا جائے، ندوۃ العلماء کا اثر جس وسعت
کے ساتھ ملک میں پھیلتا جاتا ہے اُسکے لحاظ سے اگرچہ اب جلسہ سالانہ کی تحریک ایک

آسان چیز ہوگئی ہے، اور جو لوگ اسلام، اور علوم اسلام کے دل سے حامی ہیں، وہ
ندوۃ العلماء کے خیر مقدم کے لیے آمادہ نظر آتے ہیں، تاہم ندوۃ العلماء کے جلسوں میں
جن خصوصیات کا ہمیشہ لحاظ رکھا جاتا ہے اُسکی بنا پر جلسہ کے لیے ایک عمدہ مقام کا انتخاب
لازمی ہوگیا تھا، ندوۃ العلما ترقی کی رفتار میں دین و دنیا کو پہلو بہ پہلو اور دوش بدوش
دیکھنا چاہتا ہے، جلسہ سنگ بنیاد نے اُسکے دنیوی پہلو کو نمایاں کردیا تھا۔ اس بنا پر جبتک
علما و مشائخ کا ایک ایسا مجمع نہوتا، جو اُسکے دینی پہلو کو روشن کردیتا مذہبی گروہ کو تسکین
نہیں ہوسکتی تھی، ہندوستان میں اگرچہ مختلف مقامات نے مذہبی، اور علمی حیثیت قائم
کرلی ہے، لیکن دہلی کو ان تمام مقامات پر متعدد حیثیتوں سے امتیاز اور تفوق حاصل ہے
ہندوستان میں دہلی ہی ایک ایسا مقام ہے، جہاں سے علم حدیث، اور علم اسرار شریعت
کی شعاعیں پھیلیں، اسی خاک نے شاہ ولی اللہ جیسے حکیم الملۃ پیدا کرکے پھر اپنے
آغوش میں لے لئے، آج اگرچہ دہلی مٹ گئی ہے، تاہم اُس کے کھنڈر، اُن علماء و
فقراء اور صوفیہ کا مدفن ہیں جنکی خاک اہل بصیرت کی آنکھ کا سرمہ ہے، چنانچہ ان قدیم
خصوصیات کا اثر ابتک دہلی میں قائم ہے، مدارس عربی کی کثرت، طلباء، اور علماء کا مجمع
عام لوگوں کے دلوں میں جوش مذہب، وضع و لباس میں شعار اسلامی کی پابندی، غرض
جو چیزیں، مذہبی جذبات کی معبّر ہوسکتی ہیں اُنکا منظر دہلی کے کوچہ و بازار میں صاف
نظر آتا ہے، مذہبی حیثیت کو چھوڑکر دنیوی حیثیت سے دہلی، ہندوستان کے تمام
شہروں کا مرکز ہے، یہاں اگر ایک طرف جامع مسجد کے بلند مینارے، مذہبی جذبات
کو اُبھار رہے ہیں، تو دوسری طرف قلعہ معلی کی برجیاں، سلاطین تیموریہ کی شان
وشوکت کا افسانہ سنا رہی ہیں، الغرض ندوۃ العلما کے مقاصد و اغراض کا حقیقی
منظر، اگر کوئی مقام ہوسکتا تھا تو وہ دہلی تھا اس بنا پر نگاہ انتخاب بار بار اسی قدیم شہر کے
سواد پر پڑتی تھی، چنانچہ اوائل جنوری سنہ ۱۹۱۰ء میں مولانا شبلی نعمانی مسئلہ وقف علی الاولاد

اور مقاصد ندوۃ العلما، کی اشاعت کی غرض سے وہاں تشریف لے گئے، اور جلسہ سالانہ کے تحریک کی ابتدا اگرچہ ایک محدود حلقہ میں ہوئی تاہم مقاصد ندوۃ العلماء کے لحاظ سے دہلی کی موزونیت، اسقدر بدیہی اور عام طور پر مسلم تھی کہ تمام قومی اخباروں نے ارکین ندوۃ العلما کے اس حسن انتخاب کی داد دی، اور اہل دہلی کو اپنی قدیم روایات اور خصوصیات کے قائم رکھنے پر آمادہ کیا، چنانچہ ابھی تک یہ تجویز صیغہ راز میں تھی کہ وکیل اخبار امرتسر نے جو ندوۃ العلما، کا ہمیشہ ہی خواہ اور معاون رہا ہے، اسکے متعلق ایک مختصر نوٹ لکھا، اسکے بعد تمام قومی اخباروں میں اسکا غلغلہ بلند ہوگیا، لیکن دہلی کی قدامت اور عظمت نے جس وسیع پیمانے پر ملک وقوم کے سامنے اس تحریک کو پیش کیا تھا، اُس سے زیادہ موانع سدراہ تھے، جس زمانہ میں یہ تحریک شروع ہوئی، اُس سے پہلے اہل دہلی آل انڈیا مسلم لیگ کو مدعو کر چکے تھے، اور تمام طاقتیں اُسکے کامیاب بنانے میں صرف ہو رہی تھیں، اس بنا پر ارکین کو انعقاد جلسہ کی طرف سے بالکل مایوسی کے سامان نظر آتے تھے، اسی بنا پر اُنھوں نے اسکے قطعی فیصلہ کے لیے مولانا غلام محمد صاحب شملوی کو اعیان دہلی کی خدمت میں روانہ کیا، دہلی میں اگرچہ اس تحریک کے ساتھ مخالفت بھی جو ابتدا ہی سے جلسہ سالانہ ندوۃ العلما، کے لیے ایک لازمی چیز ہوگئی ہے شروع ہوگئی تھی تاہم تمام اکابر واعیان کو ندوۃ العلما کے مقاصد واغراض سے اتفاق عام تھا، اور قوم کی وہ خوشگوار اُمیدیں اُنکے پیش نظر تھیں جو اس تحریک نے پیدا کر دی تھیں اس بنا پر اُنہوں نے تمام قوم کو مایوس کرنا گوارا نہیں کیا، چنانچہ مولوی سید عبد السلام صاحب مالک مطبع فاروقی کی کوششوں سے جو تحریک جلسہ کے ابتدائی معاونین میں سے تھے، دعوت نامہ جسپر اکثر تجار، اعیان، علما ومشائخ کے دستخط ثبت تھے، مرتب کرکے دفتر ندوۃ العلما، میں روانہ کیا گیا، اور ارکین نے جلسہ انتظامیہ میں باتفاق دعوت قبول کرنے کی منظوری دی، منظوری دعوت کے بعد ارکین ندوۃ العلما کی طرف سے اخباروں میں اعلان عام کیا گیا،

اور علمار ومشائخ، واعیان واکابر کو ندوۃ العلمار کی طرف سے شرکت کی دعوت دی گئی، چونکہ منظوری دعوت کے پہلے ملک کے خیالات و توقعات کی بنا پر یہ صحیح طور پر معلوم ہوگیا تھا، کہ دہلی کی کشش ہندوستان کے اکثر افراد کو اس جلسہ میں کھینچ لائیگی، اس بنا پر اہل دہلی نے نہایت مستعدی اور سرگرمی کے ساتھ جلسہ کی تیاریاں شروع کیں، چنانچہ انتظامی امور پر غور کرنے کے لیے، ابتدار میں انجمن خادم المسلمین کے متعدد جلسے ہوے، لیکن اسکے بعد باقاعدہ اور منتظم طور پر کام کرنے کے لیے، جناب حاذق الملک حکیم محمد اجمل خاں صاحب، وجناب مولوی عبد الاحد صاحب مالک مطبع مجتبائی کی سرپرستی اور جناب مولوی عبد الماجد صاحب خان بہادر کی صدارت میں منتخب اصحاب کی ایک استقبالی کمیٹی قائم کی گئی جسکے، جلسے حاجی حافظ محمد یعقوب صاحب سوداگر پانی والے کے مکان پر منعقد ہوتے تھے، اور جناب حافظ صاحب، اور اُنکے فرزند رشید حافظ محمد یوسف صاحب تمام شرکار جلسہ کے خاطر و مدارات بذات خود فرماتے تھے جلسہ کا زمانہ جسقدر قریب ہوتا جاتا تھا، اسیقدر ممبران کمیٹی کی سرگرمی اور مستعدی روز بروز زیادہ ہوتی جاتی تھی، چنانچہ اخیر میں اس جوش و خلوص کی یہ نوبت پہونچی کہ کمیٹی کے روزانہ جلسے ہونے لگے، اور اس میں وہ حضرات بھی بلا ناغہ شرکت کرتے تھے، جنکے تمام اوقات کثرت مشاغل سے معمور رہتے ہیں، چنانچہ کمیٹی کے عہدہ داروں اور پرجوش ممبروں کے نام حسب ذیل ہیں:-

(۱) جناب حاذق الملک حکیم محمد اجمل خاں صاحب	سرپرست
(۲) جناب مولوی عبد الاحد صاحب مالک مطبع مجتبائی دہلی	؍؍
(۳) جناب حکیم امجد علی صاحب امام مسجد کشن گنج دہلی	سکرٹری
(۴) جناب مولوی عبد الماجد صاحب خان بہادر آنریری مجسٹریٹ درجہ اول دہلی۔	پریسیڈنٹ
(۵) جناب حاجی مرزا داود بیگ صاحب دہلی	وائس ؍؍

(۶) جناب حاجی عبدالرزاق صاحب دہلی — وائس پریسیڈنٹ

(۷) جناب مولوی سید عبدالسلام صاحب نبیرہ مولانا نذیر حسین صاحب مرحوم محدث دہلوی - - - - - - ممبر

(۸) جناب مولوی سید احمد صاحب امام جامع مسجد دہلی ″

(۹) جناب نواب فیض احمد خاں صاحب رئیس دہلی ″

(۱۰) جناب حاجی عبدالغفار صاحب مالک کوٹھی حاجی علی جان مرحوم ″

(۱۱) جناب سید منظفر علی صاحب سجادہ نشین درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ ″

(۱۲) جناب مولوی سید عبدالسلام صاحب جائنٹ سکرٹری انجمن خادم المسلمین دہلی ″

(۱۳) جناب حاجی محمد صدیق صاحب خلف حاجی احمد صاحب مرحوم سوداگر دہلی ″

(۱۴) جناب حاجی محمد یوسف صاحب خلف حاجی محمد یعقوب صاحب ہائی والی دہلی ″

ان اصحاب کے علاوہ اور بھی متعدد حضرات کمیٹی کے ممبر تھے جنہوں نے نہایت سرگرمی کیساتھ اپنے فرائض ادا کیے چنانچہ اُنکا نام اُنکی خدمات کے سلسلہ میں آئیگا، استقبالی کمیٹی نے تقسیم عمل اور انتظام کی آسانی کے لحاظ سے ممبروں اور اُنکے کاموں کے مختلف حصے کردیے تھے: چنانچہ اُنکی تفصیل حسب ذیل ہے،

۱- انتظام طعام

جناب حافظ نورالدین صاحب ،

جناب حاجی احمد حسین صاحب سوداگر ،

جناب حاجی امجد علی صاحب سکرٹری ،

جناب حاجی عبدالغفار صاحب

جناب مولوی سید عبدالسلام صاحب اسسٹنٹ سکرٹری

جناب نواب فیض احمد خاں صاحب ،
جناب مولوی عبدالاحد صاحب مالک مطبع مجتبائی ،
جناب مولوی سید عبداللطیف صاحب خلف مولوی عبدالاحد صاحب ،
جناب سید محمد میاں صاحب مالک مطبع نظامی ،
جناب منشی محمد دین صاحب سوداگر ،
جناب منشی عطاء اللہ صاحب منیجر یتیم خانہ دہلی ،
جناب انوارالحق صاحب خلف خان بہادر مولوی عبدالحامد صاحب ،
جناب سید سجاد حسین صاحب اڈیٹر دہلی گزٹ ،
جناب مولوی سید احمد صاحب امام جامع مسجد دہلی ،

۲۔ تیاری پنڈال

جناب شیخ کرم الٰہی صاحب سوداگر ،
جناب حاجی مرزا داؤد بیگ صاحب ،
جناب عبدالرشید خاں صاحب ،
جناب حاجی ابوالخیر صاحب سوداگر ،
جناب سید سلطان خاں صاحب ،
جناب حاجی عبدالرزاق صاحب ،

۳۔ انتظام فرودگاہ

جناب مولوی عبدالاحد صاحب مالک مطبع مجتبائی ،
جناب حاجی عبدالغفار صاحب مالک کوٹھی حاجی علی جان مرحوم ،
جناب حافظ نورالدین صاحب ،

جناب حاجی محمد یامین صاحب سوداگر ،
جناب مولوی سید عبد السلام صاحب جائنٹ سکرٹری انجمن خادم المسلمین دہلی ۔
جناب شیخ اعزاز الدین صاحب سوداگر دہلی ۔
جناب مولا بخش صاحب سوداگر پٹنہ ،
جناب حاجی امجد علیصاحب ناظم معین الندوہ ،
جناب شیخ احمد جان صاحب سوداگر ،
جناب مرزا داؤد بیگ صاحب نبیرہ جناب مولانا مولوی قطب الدین صاحب مرحوم
جناب مسٹر فضل الدین صاحب ہیڈ ماسٹر عربک اسکول دہلی ،
جناب مولوی محمد حسین صاحب سوداگر ،

۴- انتظام تقسیم ٹکٹ شرکت جلسہ

حاجی حافظ محمد یعقوب صاحب سوداگر پائی والے دہلی ،
حاجی حافظ محمد رشید صاحب ،
جناب مولوی سید عبد السلام صاحب جائنٹ سکرٹری ،

۵- انتظام صحت و دواخانہ

جناب حکیم مقصود علیخاں صاحب سند یافتہ مدرسہ طبیہ دہلی ،

۶- انتظام استقبال مہمانان

جناب قاضی عبد الرؤف صاحب ،
جناب سید محمد میاں صاحب مالک مطبع نظامی ،

طلباے مدرسہ طبیہ دہلی ،

۷۔ انتظام مزاج پرسی مہمانان

جناب مولوی سید احمد صاحب امام جامع مسجد دہلی ،
جناب نواب فیض احمد خاں صاحب ،
جناب مولوی عبد الاحد صاحب مالک مطبع مجتبائی دہلی ،
جناب مولوی سید عبد السلام صاحب نائب سکرٹری ،

۸۔ انتظام روشنی

جناب مولوی سید عبد السلام صاحب ،
جناب حاجی ابو الخیر صاحب ،

۹۔ انتظام دار المعلومات

جناب پیرجی سید مظفر علیصاحب ،
جناب سید صفدر علیصاحب ،
جناب سید افتخار علیصاحب ،
جناب سید سجاد حسین صاحب ،
جناب انوار الحق صاحب خلف خان بہادر مولوی عبد الحامد صاحب ،

ان تمام حضرات نے اپنے اپنے فرائض، حسن خلوص، جوش اور جانفشانی کے ساتھ ادا کیے، اس کی داد دہلی میں تو زبان خاموشی کے ساتھ دی گئی، یعنی اس زمانہ میں اگرچہ قومی مذاق عام ہو گیا ہے، ہر شہر میں کسی نہ کسی انجمن کے جلسے ہو چکے ہیں، جو لوگ عموماً جلسوں میں

شریک ہوتے رہتے ہیں، انکو انتظامی مشکلات کا تجربہ ہو چکا ہے، اس بنا پر قیاس تو یہ تھا
کہ ہر شخص انتظامی شکایت کے وقت اپنے گذشتہ تجربات کو پیش نظر رکھیگا، لیکن افراد قوم کی
حالت یہ ہے کہ عمدہ سے عمدہ انتظام، مستعد سے مستعد منتظم عام جلسوں کے موقعوں پر خوردہ گیری
سے نہیں بچتے۔ لیکن امسال یہ شرف صرف دہلی ہی کو حاصل ہوا کہ باوجود مختلف المذاق مہمانوں
کے اجتماع کے ایک زبان بھی حرف شکایت سے آلودہ نہیں ہوئی، اس بنا پر یہ خاموشی
کی داد اہل دہلی کے فخر کے لیے کیا کم تھی، لیکن اہل دہلی نے حسن انتظام کے جو وسائل
اختیار کیے، اور اسکے ساتھ اُنکو جن مشکلات سے دوچار ہونا پڑا، اُسکے لحاظ سے ضرورت
ہے کہ اُنکو علانیہ داد دی جاے۔

ہندوستان اور دیگر ممالک اسلامیہ میں آج جو انجمنیں قائم ہیں وہ اگرچہ مختلف الاغراض
والمقاصد ہیں، تاہم اُن سب کا مشترک اور عام مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں میں باہم رشتہ
اخوت واتحاد کو ترقی اور استحکام حاصل ہو، اس مقصد کے پورا کرنیکا آسان ذریعہ یہ ہے
کہ مہمانوں کے قیام کا ایسا انتظام کیا جاے کہ ہر شخص کو تبادلہ خیالات، اور تعارف باہمی کا
موقع حاصل ہو،

یہ مقصد اگرچہ ابتدا ہی سے اہل دہلی کے پیش نظر تھا، تاہم مقامی حالات کچھ ایسے پیچیدہ
واقع ہوے تھے کہ اسکا پورا ہونا مشکل نظر آتا تھا تاہم مولوی عبد الاحد صاحب مالک
مطبع مجتبائی کے مساعی جمیلہ سے یہ مشکل ایک ایسی آسان اور موزوں صورت میں حل
ہوئی جس نے انتظام کے تمام سلسلوں کو باہم مربوط کر دیا، دہلی میں عربک اسکول کی
خوشنما، اور عظیم الشان عمارت تمام مہمانوں کے قیام، آسائش، اور مذہبی ضروریات
کی کفیل ہوسکتی تھی، لیکن اولاً تو یہ عمارت اب گورمنٹ کے ہاتھ میں آگئی ہے، دوسرے یہ
مسلم لیگ کے جلسے کے زمانہ میں یہ عمارت اس کام میں آچکی تھی، اس بنا پر اسقدر
جلد اسکا دستیاب ہونا متعذر تھا، لیکن باوجود ان موانع کے مولوی عبد الاحد صاحب

کی کوشش اس مشکل پر غالب آئیں چنانچہ انھوں نے منیجنگ کمیٹی کے تمام ممبروں کے دستخط
سے ایک درخواست مرتب کر کے صاحب ڈپٹی کمشنر کی خدمت میں پیش کی، اور ہمکو صاحب
موصوف کا شکر گذار ہونا چاہیئے کہ انھوں نے اس متفقہ کوشش کو ناکام نہیں کیا، اس
عمارت کے حاصل ہونے سے علاوہ مہمانوں کے قیام کے ایک دوسری مشکل بھی آسان
ہوگئی، اس عمارت کے حاصل ہونے کے پہلے، مہمانوں کے قیام کے لیے تو جناب
حاذق الملک حکیم حافظ محمد اجمل خاں صاحب نے متعدد وسیع مکانات متعین کردیے
تھے، لیکن جلسہ گاہ اور پنڈال کے لیے کوئی موزوں مقام اب تک منتخب نہیں ہوا
تھا، نواب صاحب دوجانہ کے مکان واقع مٹیا محل کے وسیع میدان پر اکثر
لوگوں کی نگاہ انتخاب پڑتی تھی، لیکن عربک اسکول کے شمالی جانب میں جو وسیع میدان
ہے، وہ اس سے زیادہ موزوں، اور مہمانوں کی فرودگاہ سے بہت زیادہ قریب تھا،
اس بنا پر بالاتفاق اسی مقام پر پنڈال بنانے کی تجویز قرار پائی، لیکن یہ عمارت جلسہ کے
چند ہی روز پیشتر حاصل ہوئی تھی، اس بنا پر پنڈال بنانے کے لیے نہایت قلیل زمانہ کی
مدت ملی، تاہم کمیٹی نے اس مشکل کام کے انجام دینے کے لیے، حاجی مرزا داؤد بیگ
صاحب، و حاجی ابوالخیر صاحب، و حاجی عبدالرزاق بیگ صاحب جیسے مستعد، اور پرجوش
ممبر منتخب کیے تھے، جنکی سرگرمی اور جانفشانی سے تین روز میں ایک ایسا وسیع، اور
موزوں پنڈال تیار ہوگیا، جس میں ایکہزار کرسیاں نہایت آسانی کے ساتھ آسکتی
تھیں۔

اس عمارت کے حاصل ہو جانے اور مہمانوں کے یکجائی قیام سے اگرچہ، فرودگاہ
جلسہ گاہ، دواخانہ، روشنی، مزاج پرسی، اور دارالمعلومات کا انتظام آسان ہوگیا تھا،
تاہم جن حضرات نے انتظام طعام، اور استقبال کا کام اپنے ذمہ لیا تھا، انکی مشکلات اب تک
قایم تھیں، اور جلسہ کے پورے زمانہ تک قایم رہیں، دہلی میں اور غالباً ہر شہر میں ہر شناسی پر

گاڑیوں کی مرمت اور رنگ سازی ہوتی ہے، سوء اتفاق سے اسی ششماہی میں جلسہ کا زمانہ تھا، اس بناپر مہمانوں کے استقبال کے لیے گاڑیوں کا مہیا کرنا وقت سے خالی نہ تھا۔ انتظام طعام کے لیے اس سے بھی زیادہ دشواریاں تھیں، جلسہ ہی کے زمانہ میں خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کا عرس تھا اور عام قاعدہ یہ ہے کہ اس موقع پر شہر کے اکثر نان پز وہاں چلے جاتے ہیں، اور شہر میں عام طور پر تنور گرم نہیں ہوتے، لیکن باوجود ان تمام مشکلات، اور موانع کے کسی مہمان کو ان مشکلات کا احساس تک نہوا، مہمانوں کو اسٹیشن سے فرودگاہ تک آنے میں کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوئی، اور کھانا تو باوجود مختلف الالوان، اور خوش ذائقہ ہونے کے وقت سے پیشتر تیار ہوجاتا تھا، ان تمام باتوں کے ساتھ ہر موقع پر کفایت شعاری کا پہلو بھی ملحوظ رہتا تھا، لیکن اس موقع پر سب سے زیادہ مستحق شکریہ وہ اہل ہمت بزرگ ہیں، جنھوں چندہ ضیافت سے تمام مالی مشکلات کا خاتمہ کردیا تھا،

الغرض ۲۵ مارچ کی شام تک جلسہ کے تمام ضروری سامان مہیا ہو گئے تھے، اور اہل دہلی مہمانوں کی تشریف آوری کے انتظار میں چشم براہ تھے، ندوۃ العلماء کے عام اثر اور اُن تجاویز کی اہمیت کی بنا پر جو جلسہ سے پہلے تمام قومی اخبارات میں شائع ہوچکی تھیں، اگرچہ یہ توقع تھی کہ ملک کے ہرگوشہ سے بکثرت مہمان، علماء، مشائخ اور ڈیلیگیٹ شریک ہونگے، لیکن اسکے ساتھ شرکت کے متعدد موانع بھی موجود تھے، جلسہ کی تاریخیں ایسٹر کی تعطیلوں میں مقرر کی گئی تھیں، یہ ایک ایسا زمانہ تھا جس میں متعدد انجمنوں کے جلسے منعقد ہونیوالے تھے، انجمن حمایت الاسلام لاہور، اور اولڈ بوائز ایسوسی ایشن علیگڈھ کا جلسہ تو عموماً اسی مہینے اور انھیں تاریخوں میں ہوتا ہے، لیکن انکے ساتھ امسال انجمن راجپوتان پنجاب، اردو کانفرنس بدایون وغیرہ کے جلسے بھی اسی تعطیل میں ہونیوالے تھے، اس بناپر شرکاء جلسہ کی جماعت

متعدد حصوں میں تقسیم ہو گئی تھی، لیکن با ایں ہمہ ندوۃ العلماء کی کشش ملک کے مختلف گوشوں سے اپنے ہواخواہوں کو کھینچ لائی تھے، پنجاب، اور ممالک متحدہ کے علاوہ صوبہ بمبئی، اور کشمیر تک کے ڈیلیگیٹ شریک جلسہ ہوئے تھے پنجاب کے اعیان ریاست بہاول پور جن میں مولوی محمد الدین صاحب بی اے چیف جج ریاست بہاول پور، ڈاکٹر محمد دین صاحب افسر خزانہ، ملک محمد الدین صاحب کا نام شرکاء جلسہ میں امتیاز کے ساتھ لیا جا سکتا ہے علیگڈھ سے جناب نواب وقار الملک بہادر، مولوی عبدالحق صاحب حقی بغدادی تشریف لائے تھے، صوبہ متحدہ سے نواب سید علی حسن خاں صاحب بہادر، اور آنریبل مولوی محمد نسیم صاحب وکیل ہائی کورٹ شریک جلسہ تھے، اکثر اسلامی اخباروں نے اپنے رپورٹر روانہ کیے تھے، اور بعض معزز اخباروں کے اڈیٹر بذات خود موجود تھے، ہز ہائنس سر آغا خاں، ہز ہائنس نواب صاحب رام پور، سر کریم فضل بھائی کی شرکت کا فخر اگرچہ جلسہ کو نہ حاصل ہو سکا تاہم انکے ہمدردی آمیز خطوط اور تار جنکو ہم اجلاس اول کی کارروائی کے سلسلہ میں نقل کرینگے، انکی شرکت کے قائم مقام تھے،

الغرض ہر صوبہ کے معزز طبقہ اور علماء و مشائخ کی شرکت کے لحاظ سے یہ جلسہ ہندوستان کی اسلامی جماعت کا صحیح قائم مقام تھا۔

کارروائی جلسہ ۲۶ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء

اجلاس اول

۲۷ - مارچ کی صبح سے ۶ بجے تک اسکول کے احاطہ میں قومی چہل پہل، اور زندہ دلی کے آثار نظر آنے لگے، مہمانوں کی آمد کا سلسلہ اگرچہ ۲۵ مارچ سے شروع ہو گیا تھا۔ لیکن ۲۷ کی صبح تک قیام گاہ کے اکثر کمرے مہمانوں سے بھر چکے تھے، ۱۰ بجے جلسہ کا وقت مقرر تھا

لیکن شوق کی یہ حالت تھی کہ ۹ بجے سے شرکا، پنڈال میں جمع ہونا شروع ہو گئے، ٹھیک
دس بجے جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی، اور سب سے پہلے ندوۃ العلماء کے عام
قاعدہ کے موافق، جناب مولوی سید احمد صاحب امام جامع مسجد دہلی نے قرآن مجید
کی چند آیتیں نہایت خوش الحانی کے ساتھ تلاوت کیں، تلاوت کے وقت تمام حاضرین
جلسہ نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ سر وقد کھڑے رہے، ان پراثر آیتوں کی تلاوت
کے بعد جلسہ کی اصلی کارروائی شروع ہوئی، اور جناب خان بہادر مولوی عبد الحامد خاں
صاحب صدر انجمن استقبالی کمیٹی نے مہمانوں کی خیر مقدم میں ایک مطبوعہ تقریر بیان فرمائی
جس میں خیر مقدم کے ساتھ ندوۃ العلمار کی اصلی حقیقت، اور اُسکے اغراض ومقاصد
پر کافی روشنی ڈالی گئی تھی، چنانچہ وہ تقریر حسب ذیل ہے۔

تقریر خان بہادر مولوی عبد الحامد صاحب پریسیڈنٹ استقبالی کمیٹی دہلی

علمائے کرام مشائخ عظام ودیگر حضرات!

۱۔ میں ندوۃ العلمار کی استقبالی کمیٹی دہلی کی طرف سے آپ حضرات کا نہایت جوش
مسرت اور تپاک قلب کیساتھ خیر مقدم کرتا ہوں۔ اور ہندوستان کے اس قدیم دار السلطنۃ
میں دینی مقاصد سے آپکے ورود فرما ہونے پر اہل اسلام دہلی کی جانب سے آپ
کی خدمت میں تبریک اور تہنیت پیش کرنیکی اجازت چاہتا ہوں۔

۲۔ حضرات! ندوۃ العلمار کی دعوت ومہمانداری کا ایک مدت سے مسلمانان دہلی
کو ارمان تھا۔ کئی مرتبہ یہ ارمان دلولہ خیز ہوا لیکن شاید ہمارے قومی ارمانوں کی تعریف ہی
یہ ہے کہ دل میں آئیں اور دل سے نکلنے نہ پائیں۔ مگر الحمد للہ آج یہ دیرینہ آرزو پوری ہوئی ہے!
موجودہ سال میں ندوۃ العلمار کی مہمانداری ہمارے لیے زیادہ مسرت انگیز ہے۔
کیونکہ اسی سال میں اہل اسلام دہلی کو تمام مسلمانان ہند کی قائم مقام دینیاوی جماعت یعنی

مسلم لیگ کی خدمت وتواضع کی عزت نصیب ہوئی اور اسی سال دینی پیشواؤں کی محترم جماعت ہمارے شہر میں تشریف لائی۔ اور ہمیں اسکی خدمت و مدارات کا افتخار حاصل ہوا

۳۔ حضرات! اس محترم اور باوقار مجمع کے سبب جسکا آج اس ہال میں اجتماع ہے۔ ایک نہایت دلکش منظر نمایاں ہے۔ اور میں اس نظارہ کی عظمت کو محسوس کرتا ہوں۔ جبکہ میں یہ دیکھتا ہوں کہ اس مجمع کا غایۃ المقصود **فلاح ملت** ہے۔ اور یہ اجتماع اُس شہر میں ہے جو ہندوستان کا قدیمی دار السلطنت ہے۔ اور جسکے نام سے مسلمانان ہند کی گذشتہ عظمت وجلالت وابستہ ہے۔!!

حضرات! یہ وہ سرزمین ہے جو مدتوں تک ہمارے سطوت واقبال کا گہوارہ رہی ہے۔ یہ وہ خاکِ پاک ہے جسنے حضرت **شاہ ولی اللہ** جیسے حکیم الامت اور فخر ملت کو پیدا کیا ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت خواجہ **قطب الدین** بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سلطان الاولیا **محبوب الٰہی** قدس سرہٗ جیسے آسمان تصوف کے **آفتاب و ماہتاب** پنہاں ہیں۔ یہ وہ **مقام** ہے۔ جہاں صدہا علماے صوفیہ اور بہت سے **ولیِ کامل** آسودہ خواب راحت ہیں۔ اور جن کی وجہ سے یہ شہر "بائیس خواجہ کی چوکھٹ" کہلاتا ہے۔ یہ وہ زمین ہے جسکے نیچے مسلمانوں کے بڑے بڑے مدبر بڑے بڑے اہل سیف واہل قلم۔ بڑے بڑے فقیہ ومحدث ہمیشہ کی نیند سو رہے ہیں۔ یہ وہ شہر ہے جو ہمارے جاہ واقبال کا **مدفن** ہے۔ اور گو اسوقت یہ خاک ایک ڈھیر ہے تاہم آج بھی کچھ عظمت رکھتا ہے۔ آج بھی اس میں کچھ خیر وبرکت ہے آج بھی قطب مینار اور قلعہ معلےٰ کے کنگورے اور مسجد جامع کے در و بام **زبان گویا** رکھتے ہیں۔ اور اس زبان گویا کے پیغام میں آج بھی کچھ کشش ہے کہ دنیا کے ہر مہذب حصہ سے اسکے سننے والے کھنچے چلے آتے ہیں اور وہ کچھ سنتے ہیں کہ ہمارے اسلاف کی عظمت وجبروت کے نقش ولپرلے کے جاتے ہیں۔

حضرات! حضرات دو سو برس پہلے دلی کی اسلامی عظمت کا تمام ہندوستان میں ایک غلغلہ بلند تھا۔ اور غلغلہ بھی کیسا یسبح الرعد بحمدہ والملٰئکۃ من خیفتہ" مگر لطیفۃ اللہ باب اولد دی الفل۔ اس غلغلہ جہالت کی ایک ضعیف صدا رہ گئی ہے۔ مشرق میں جو آسودگان خواب تنزل کی ایک مدت سے خوابگاہ چلا آتا ہے۔ یورپ نے بیداری اور ترقی کے لیے ایک ہلچل ڈال دی ہے۔ خود ہندوستان میں انگریزوں نے کرشمہ دکھایا ہے اور اس وسیع براعظم میں ایک انقلاب پیدا کر دیا ہے۔ بیداری کی عالمگیر رَو ہندوستان اور ہندوستان سے دلی میں بھی آئی اور رحمت کے بادل اس فضا پر بھی محیط ہوئے۔ مگر آہ! دلی کے مسلمانوں کو ابھی تک محرومی قسمت کا گلا ہے۔ ترقی کی ایک پیش پا افتادہ تدبیر تعلیم ہے۔ مگر ہماری تعلیمی حالت یہ ہے کہ تعلیم جدید کا صرف ایک اسکول ہے۔ گو وہ مزید سرمایہ کا خواستگار ہے (خدا گورنمنٹ کا بھلا کرے۔ کہ اُسنے اس مدرسہ کو معقول گرانٹ دیکر سنبھالا۔ اور اس چراغ کی مدہم روشنی میں نئی چمک پیدا ہوئی ورنہ چراغ گورغریباں کا مردہ چراغ ہونے کو تھا) تعلیم جدید کے اس مدرسہ کے علاوہ (جس کی اشد ضرورتیں ابھی تک باقی ہیں) تین چار مدارس عربیہ اور ہیں جن میں پرانا نظامیہ نصاب داخل درس ہے۔ اور جہاں اکثر پنجاب اور پورب کے طلاب تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ ان مدرسوں کا چندہ پر گذران ہے۔ البتہ ان میں سے مدرسہ فتحپوری کی حالت قابل اطمینان ہے کہ اسکی آمدنی کرایہ دکاکین متعلقہ مسجد سے حاصل ہوتی ہے۔ مسلمانان دہلی کی تعلیمی کوششوں میں قابل ذکر مدرسہ طبیہ ہے۔ جو یونانی میڈیکل اسکول ہے۔ اور ایک زنانہ طبیہ مدرسہ و شفاخانہ ہے جس سے نہ صرف دہلی بلکہ تمام ہندوستان کی اہم طبی ضرورتیں وابستہ ہیں۔ ان تین مدارس عربیہ کے علاوہ کہیں کہیں اپنے طور پر درس قرآن ہوتا ہے اور کہیں کہیں اپنے طور پر درس حدیث و فقہ۔ وعظ بھی بکثرت ہوتے ہیں۔ اور مذہبی مناظرات آریوں کے ساتھ اکثر عیسائیوں کیساتھ کمتر۔ کہ میں انکو بھی ایک طرح کی تعلیم سمجھتا ہوں۔

تعلیم نسواں بھی پردہ کے ضروری التزام کے ساتھ شرفا کے گھروں میں ہو رہی ہو مگر صرف قرآن خوانی تک۔

حضرات! مسلمانان دہلی کی تعلیمی حالت کا مینے بر سبیل حکایت یہ تذکرہ نہیں کیا۔ بلکہ مینے یہ دکھانا چاہا ہے کہ دلی کے مسلمان تعلیم سے غافل نہیں ہیں اور اس محرومی قسمت پر بھی انھوں نے کچھ نہ کچھ کیا ہے۔ معتدبہ نتائج اسپر اسلیے مترتب نہیں ہوتے کہ یہ کوششیں ایک ارادہ کی محکوم نہیں یعنی وحدت فی الکثرت نہیں جسکا ہونا حسن انتظام کے لیے ضروری ہے۔

حضرات! گو یہ قافلہ لٹ چکا لیکن پھر بھی یہ جہاں آباد ہے۔ اور تمام اسلامی ہند میں مرکزی حیثیت رکھتا ہو۔ تیرہویں صدی میں بھی (جو مسلمانوں کے عالمگیر تنزل سے منسوب ہو) اس جواہر سے وہ گوہر درخشاں پیدا ہوے ہیں جنھوں نے مسلمان ہند کی نئی ترقی کی داغ بیل ڈالی ہو اور جنکے نام اور کام دونوں شہرت کے فلک الافلاک پر تاباں ہیں!

بزرگان محترم! دلی کی یہ عظمت و جلالت استحقاق رکھتی تھی کہ ندوۃ العلما اسکو اپنا مستقر قرار دیتا۔ میں ارکان ندوۃ العلماء کا شکرگزار ہوں کہ سب سے پہلے دہلی کی طرف اُنکے گوشۂ چشم التفات کو توجہ ہوئی اور وہ اپنے ارادے میں کامیاب ہو جاتے۔ اگر دہلی کی نسبت اُنکا یہ عزم زیادہ مستقل رہتا۔ اور دہلی اُنکے ارادے کا کافی خیر مقدم کرتی لیکن لکھنؤ اور دہلی کے قدیمی عزیزانہ تعلقات کی وجہ سے ہمیں اسکی شکایت نہیں ہو۔ کہ ندوۃ العلماء کا مستقر لکھنؤ قرار دیا گیا۔ اگر کسی اور مقام کو منتخب کیا جاتا۔ تو اصولاً جب بھی ہمیں کوئی گلہ نہوتا کیونکہ جس کام کی غرض و غایت ترقی اسلام و اہل اسلام ہو۔ اور خواہ کسی مقام کو اُسکا مستقر بنایا جاے۔ وہ تمام ہندوستان کے مسلمانوں کی یکساں ہمدردی اور اعانت کا مستحق ہو۔ بہرحال ہماری آرزو ہو کہ ندوۃ العلماء کا دار العلوم پہلے اور پھولے

اور ندوۃ العلمار کو اپنے مقاصد میں پوری کامیابی حاصل ہو۔

حضرات! ندوۃ العلمار کے مقاصد کی اہمیت سے اختلاف محال ہی۔ علمار کو اُنکے فرائض کی طرف متوجہ کرنا۔ علمار میں اتحاد و یگانگت کو ترقی دینا مسلمانوں کی ترقی کے لیے آیڈیل علمار کے روبرو پیش کرنا۔ نونہال دارالعلوم سے متکلم۔ محدث۔ فقیہ اور کامل الفن علمار پیدا کرنا۔ ندوۃ العلمار کے یہ مقاصد ہر مسلمان کے لیے دل کش ہیں۔ اور جسقدر دلکش ہیں اسیقدر مفید بھی۔

بزرگان محترم! میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ آپ مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لیے جو کچھ کرنا چاہتے ہیں روشن خیال اور ضروریات زمانہ سے باخبر مسلمان اُس کام کی تحسین و تصویب کرتے ہیں اور آپکو ہمیشہ اُنکی اعانت حاصل ہوتی رہیگی۔

کون مسلمان ہی جو یہ نہیں چاہتا کہ مسلمانوں میں نفاق و شقاق کا خاتمہ ہو۔ اور مسلمانوں میں قدیمی اخلاق و عادات پیدا ہوں کس مسلمان کی یہ خواہش نہیں ہی کہ جہالت جسنے قوم کی اخلاقی اور ذہنی قوتوں کو خاک میں ملا رکھا ہے۔ دور ہو اور قوم میں علم کی روشنی پھیلے۔ رسوم جاہلانہ جنھوں نے مسلمانوں کو تباہ کر دیا ہے۔ غارت ہوں۔ اور نہ صرف پُرانی وضع کے مسلمان بلکہ نئی روشنی کے نوجوان جس اسراف و تبذیر میں مبتلا ہیں۔ اور جسکے سبب قومی ثروت و دولت گھٹتی چلی جاتی ہو اُس سے اُنکو مخلصی حاصل ہو کونسا مسلمان ہی جو علمار کی ہمت و استقلال علما کے احسان اور علمار کے عملی جوش کے ذریعے سے مسلمانوں کی اس قسم کی بہت سی خرابیوں کے انسداد کا امکان باور نہ کرتا ہو۔ کون مسلمان انکار کرسکتا ہے کہ نکاح و طلاق اور وراثت کی نزاعات میں علما کے تلقین و ارشاد سے فائدہ اٹھانا مسلمانوں کے لیے خیر و برکت نہیں ہی اور کس مسلمان کو عذر ہوسکتا ہے کہ علمار کے اثر اور رسوخ کو ترقی ہو اور قوم دینی پیشواؤں کے شرعی ارشادات پر عمل کرے۔ کون مسلمان اتحاد وسیلہ دینی کی ہستی کا قائل نہیں اور

کون باخبر مسلمان ہے جو یہ نہیں جانتا کہ ملک میں دہریت و الحاد کا ایک سیلاب اُمنڈ آیا ہے اور مسلمان ایک جدید علم کلام کے بغیر اس فتنۂ عظیم سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔ اور اس جدید علم کلام کو پیدا کرنے کا علماء کے سوا کوئی دوسرا گروہ ذمہ دار نہیں ہے اسلئے مجھے امید ہے کہ کوئی مسلمان اسکو جائز نہیں رکھیگا کہ اگر علماء اپنے فرائض کی طرف متوجہ ہیں تو اُنکو اس کام سے باز رکھے۔

حضرات "تقسیم عمل"، کا اصول اسکو ضروری قرار دیتا ہے۔ کہ قوم کی تمام دینی ضرورتوں کا انتظام علماء کو سپرد کردیا جاے۔ قوم متفقہ طور پر علماء کو مدد دے تاکہ وہ اپنے منصبی کام کو کامیابی سے انجام دیتے رہیں

۴۔ لیکن حضرات علماے کرام۔ جبکہ آپ پر قوم کو اعتماد ہے اور آپ قوم کی دینی ضرورتوں کے سرانجام کا ذمہ لیتے ہیں۔ تو یقیناً آپکو غیر معمولی محنت۔ غیر معمولی مشکلات۔ غیر معمولی نفس کشی کا تحمل کرنا ہوگا۔ قوم خطرات میں مبتلا ہے۔ اور اُسکی ضرورتوں کا یہ حال ہے کہ ایک ضرورت پوری نہیں ہونے پاتی۔ کہ دوسری اُس سے زیادہ شدید ضرورت پیدا ہو جاتی ہے۔ امید ہے کہ آپ اس اجلاس میں یہ اعلان کرینگے کہ ان روز افزوں ضرورتوں کے اقتضا اور قوم کی نازک حالت کے اعتبار سے آپنے اپنے لیے کیا طریق عمل قرار دیا؟ اور آپ اپنے آیندہ سال کو کن امور میں مصروف اور پر شغل رکھنا چاہتے ہیں۔

بزرگان محترم!۔ اب ہمارا دور اس حد سے گذر چکا ہے کہ صرف شاندار جلسے اسکی دوا ہو جائیں۔ اب ہمیں تجویزوں اور تقریروں کی ہنگامہ آرائی کو موقوف اور اپنے جلسونکو بالکل عملی بنانا ہوگا یقین ہے کہ یہ اجلاس مسلمانوں کی نازک حالت کو محسوس کرکے یہ قرار دیگا۔ کہ ہمارے دینی پیشواؤں اور دوسرے بزرگان قوم کو اس اجلاس کا ممبر ہونیکی حیثیت سے کیا؟ اور کس طریق عمل کو اختیار کرنا چاہیئے۔ جس سے ضروریات کا کوئی معتد بہ حصہ پورا ہو۔ اور سال آیندہ کے ہر ایک کام کا اندازہ ہوسکے۔ اور جسکے

طریق عمل میں کوئی نقص معلوم ہو اُسکی اصلاح ہو جائے۔

۵۔ حضرات! نئی دینی ضرورتوں کے سلسلہ میں ایک سب سے زیادہ اہم ضرورت فی زمانہ اشاعتِ اسلام ہے۔ چند سال سے ہمارے مخالفین اس کوشش میں سرگرم ہیں کہ ہندوستان کے دیہات میں جسقدر نومسلم راجپوت اور جسقدر نومسلم اقوام ہیں اُنکو مرتد بناویں میں سمجھتا ہوں کہ یہ مسئلہ اس درجہ تک پہنچا چاہتا ہے کہ اسکو ہندوستان میں ہماری فنا و بقا کا مسئلہ قرار دیا جائے۔ قوم نے اس خطرہ کو کچھ محسوس کیا ہے۔ اور گزشتہ ایام میں جبکہ ارتداد کی ضلع اٹاوہ میں ایک عظیم واردات ہوئی۔ دفعتًا قوم میں ایک جذبہ پیدا ہو گیا تھا۔ افسوس ہے کہ ندوۃ العلماء اس موقع پر اشاعت اسلام کی ایک باقاعدہ مشن قائم نہ کرسکا۔ ورنہ آج اسطرف سے مسلمانوں کو معتدبہ اطمینان و فراغ حاصل ہوتا یہ دین کی خدمت ہے۔ اور ندوہ علماے دین کا مرکز۔ تو کیا یہ واجبی بات نہیں ہے کہ دینی کام کا مرکز علماء کا مرکز ہو۔ ندوۃ العلماء اگر اس کام کی طرف سے تامل روا رکھنا چاہیے تو اسکے یہ معنی ہونگے کہ اُسے اپنے ایک بہت بڑے فرض کا احساس نہیں ہوا۔ ندوہ کا کام اس غرض سے نہیں ہوسکتا۔ کہ مسلمانوں کے کسی فوری جوش سے فائدہ اُٹھائے کیونکہ ایسی ضرورت ندوہ کو اسوقت پیش آسکتی تھی۔ جبکہ ندوہ کا منشا یہ ہوتا کہ وہ کسی شخص خاص کے اغراض کو پورا کرنے یا اُسے شہرت دینے کی غرض سے قائم ہوا ہے ندوہ ایک جماعت سے عبارت ہے اور اس جماعت کا کام حسن خلوص اور حسن صداقت سے انجام پذیر ہو رہا ہے وہ خلوص و صداقت اب اور آیندہ اُسکی کامیابی کی پوری ضمانت ہے۔ امید ہے کہ ندوۃ العلماء اپنی ذمہ داری کو محسوس کریگا۔ اور یہ اجلاس اس نازک مسئلہ پر غور کریگا۔ کہ آیا مخالفین اسلام کی سرگرم کوششوں کے مقابلہ میں یہ قرین مصلحت ہے کہ اشاعتِ اسلام کے کام کو مہتم بالشان اسلوب۔ باقاعدہ اور مفید شکل میں شروع نہ کیا جائے۔

حضرات! مجھے اُمید ہی کہ آپ کے دل میں درد اسلام ہی۔ آپ مخالفین کی اُن کارگر اور مؤثر کوششوں کا علم رکھتے ہیں۔ جنکا منشایہ ہی کہ اسلام کو ہندوستان میں خدانخواستہ فنا کرایا جاوے۔ آپ اس راز کے سمجھنے میں بھی قاصر نہیں ہیں کہ ایسے لوگوں کے مقابلہ پر جنھوں نے اپنی زندگی کو آئیڈیل کے لیے وقف کردیا ہی۔ کس قسم کے لوگ کامیابی حاصل کرسکتے ہیں۔ اور کس طریقے پر عمل کرنیسے کامیاب ہوسکتے ہیں؟۔

حضرات! اگر اشاعتِ اسلام کی طرف سے غفلت اختیار کی گئی تو خدانخواستہ جلد وہ وقت آنیوالا ہی کہ لاکھوں نومسلموں کی جماعتیں ہمارے قبضے سے نکل چکی ہونگی۔ اور چارہ کار حسرت و پشیمانی کے سوا کچھ نہو گا۔ تمام شخصی اغراض۔ اور تمام شخصی خواہشات کو قربان کرنیکے بعد کوئی دینی کام کامیاب ہوسکتا ہے۔ صاحبان! اگر آپ کو یہ منظور ہے۔ کہ قوم کی خطرہ سے حفاظت ہو تو اسلام کی محبت میں ترک اغراض اور ترکِ لذات کیجیے۔ تاکہ یہ کام منتظم۔ باضابطہ۔ اور مفید شکل میں شروع ہو۔

حضرات! امید ہے کہ آپ اس اجلاس میں سیرتِ نبوی یعنی جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لائف کے مسئلہ پر بھی غور کرینگے۔ اور اسلام کی اس مہتم بالشان خدمت کو اعلیٰ پیمانہ پر انجام دینے کا انتظام کرینگے۔

۸۔ حضرات اراکین ندوۃ العلماء! آپ کی قیمتی خدمات کے سلسلہ میں وہ موثر اور مفید تحریک سزاوار تحسین ہی جو مسئلہ وقف علی الاولاد کا صحیح منشا ظاہر کرنیکو آپ نے اختیار کی ہی شاہی کونسل کے اجلاس منعقدہ مارچ ۱۹۱۱ء میں آنریبل مسٹر محمد علی جینا (قائم مقام مسلمانان بمبئی) نے وقف علی الاولاد کی نسبت سوال پیش کیا ہی۔ اور گورنمنٹ نے اس سوال کے جواب میں غایت لطف و کرم سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ایسی تجویز پر جو تمام مسلمانوں کے اتفاق رائے سے وقف علی الاولاد کی نسبت قرار دیجاوے غور کریگی" لیکن صرف خاص خاص خاندانوں کی حفاظت مسئلہ وقف کی صحیح تعبیر نہیں ہی۔ جس کی آنریبل

مسٹر جینا کے جواب میں آنریبل ہوم ممبر نے صراحت کی ہی۔ **وقف** بالعموم تمام مسلمانوں کے لیے ہی نہ مخصوص خاندان کے لیے۔ بہرحال امید ہی کہ یہ اجلاس نہایت دقتِ نظر سے نہایت سنجیدگی سے اور نہایت محفوظ شکل میں اس مسئلہ پر غور کریگا اور مسلمانوں کو اس مسئلہ کے لیے صحیح طریق عمل بتائیگا۔ مجھے یقین ہی کہ اگر وقف علی الاولاد کی اصلی تعبیر ثابت کرنیکے لیے مسلمانوں کو جدّ و جہد کی ضرورت ہوئی تو وہ ہمیشہ ادب اور وفاداری کے لہجہ میں عرض مدعا کرینگے اور اپنے اس مخصوص قومی امتیاز کو روشن رکھیں گے مجھے اسپر کامل وثوق ہی کہ یہ وہی مجلس وقف علی الاولاد کے صحیح شرعی تعبیر مطلب سے زیادہ کوئی خواہش نہیں رکھتی۔ اور اسکا مطالبہ بالکل وہی حیثیت رکھتا ہی۔ جو حیثیت "عقد بیوگان" ہنود کے مطالبہ کی تھی جسے گورنمنٹ نے پورا کیا۔ اور عقد بیوگان کے لیے ایک قانون بنادیا۔ ہمیں بھی اسی مہربانی کا گورنمنٹ سے متوقع رہنا چاہئے۔ کیونکہ **یونین جیک** کا سایہ سب کی جائز مذہبی آزادی کا محافظ ہے۔ اور گورنمنٹ کل اقوام کے جائز حقوق کے مطالبہ کو اور تمام اہالیانِ مذاہب کی حقیقی مذہبی خواہشوں کو پورا کرتی ہے۔ اور کسی کے مذہبی معاملات میں نہ تصرف روا رکھتی ہی۔ اور نہ کسیکو اس شکایت کا موقع دیتی ہی۔ کہ اُس کی واقعی مذہبی معاملات کو محکوم بنایا گیا!

بزرگانِ ندوہ! اس مہتم بالشان تحریک اور اُسکے متعلق آپ کی خدمات کا اعتراف کرنے کے علاوہ میں آپکے اس **مقصد اعظم** کی جلالت قدر کو محسوس کرتا ہوں۔ جسکا منشا یہ ہی کہ آپ ندوۃ العلماء کے دار العلوم میں اس پایہ کے عالم پیدا کریں جو مسلمانوں کے قدیم علمی تفوق و امتیاز کی شان ظاہر کردیں اور جو اسلام کے مرتبہ اور مسلمانوں کے علمی اعزاز کے لحاظ اس قابل ہوں کہ قوم کے دینی پیشوا بنیں۔ حقیقت میں آپ نے عربی اور دینی تعلیم کی مشکل کو حل کردیا ہی۔ اور وہ کامیابی حاصل کرلی ہی جو ازہر کو ابھی تک حاصل نہیں ہوئی۔ آپ کا دار العلوم فی الواقع تمام دنیاے اسلام میں ایک لاثانی

چیز ہے اور اس کی ہستی نہ صرف ہندوستان بلکہ کل اسلامی دنیا کے لیے فخر و مسرت کا سبب ہو سکتی ہے۔ آپ نے ایک مبارک علمی انقلاب کی بنیاد رکھدی ہے اور اگر دار العلوم کا آئیڈیل آپ پورا کرسکیں تو یہ اسلام کی نہایت مہتم بالشان خدمت ہوگی مجھے امید ہے کہ آپ اس جلسہ کو اس درسگاہ کے طلاب سے تعارف کرائینگے اور اُسے موقع دینگے۔ کہ وہ ان ہونہار بچوں کی لیاقت کا صحیح معیار دریافت کرکے خوشی حاصل کرے۔ لیکن حضرات ہمیں لیاقت اور لیاقت کیساتھ کرکٹر کی ضرورت ہے دار العلوم سے اس قسم کے عالم پیدا کیجیے۔ جو نہ صرف اس قابل ہوں کہ سائنس کی روشنی میں اسلام کی صداقت کو ثابت کرسکیں بلکہ ان میں احساس ہو عملی جوش ہو۔ ایثار ہو۔ اسلام سے فدائیانہ محبت ہو۔ اور یہ حوصلہ ہو کہ اپنی تمام زندگی آئیڈیل پر قربان کرکے بھی دل شاد رہیں اور کبھی قوم سے صلہ ستایش کے خواستگار نہوں۔ اور دل۔ دماغ۔ لیاقت اور سرمایہ زندگی قوم کی خدمت پر صرف کرنیکے بعد بھی اُنھیں اس سے عذر نہو کہ اگر اُنکو تحسین کے بدلے تحمیق اور شماتت انعام دیجاے تو اُسے شکریہ کا دامن پھیلا کر قبول کرلیں۔ یہی لوگ نصرت الٰہی کے حقدار ہونگے۔ اور انھیں کو بقاے دوام اور حیات جاودانی عطا ہوگی۔

بزرگان ندوہ میں دوبارہ اس درخواست کو پیش کرنیکی اجازت چاہتا ہوں۔ کہ موجودہ اجلاس میں مسلمانانِ ہند کی اہم دینی ضرورتوںکو پورا کرنے کے لیے مناسب تدابیر اختیار کیجائیں اور اس اجلاس کے کام کو زیادہ عملی اور مؤثر بنایا جاے جیسا کہ مجھے اُمید ہے کہ آپ سب کی آرزو ہے۔

حضرات! آپ مسلمانوں میں اور مسلمانوںکے تمام دینی کاموں میں ہیئتِ اجتماعی کی شان پیدا کرنی چاہتے ہیں۔ اور جوابِ ترقی کی صحیح تعبیر کا نقشہ دکھا دینا چاہتے ہیں۔ جو کثرتِ تعبیر سے پریشان رہا اور ابتک پریشان ہے۔ آپکا یہ ارادہ جسقدر مبارک و محمود ہے اسیقدر عسیر الحصول بھی۔ لیکن اگر آپکا یہ مہتم بالشان مقصد عسیر الحصول نہوتا۔ تو آپکی

طرف تمام مسلمانِ ہند کی نگاہیں کیوں اُٹھتیں۔

حضرات! آپنے قدم رنجہ فرمایا۔ ہمارے سرآنکھوں پر۔ ہمنے آپ کا خیر مقدم کیا۔ اسی تعظیم و تکریم کے ساتھ جسکے آپ مستحق ہیں۔ جناب حاذق الملک نے اپنی وجاہت سے آپ کی مدارات کے لیے نقد موعود چندہ بھی کرا دیا۔ اور دورانِ قیام میں آپ کی خدمت و تواضع کو ہم نے اپنا فخر سمجھا۔ اور آپنے بھی اس دینی جلسہ کے لیے زحمت سفر کو گوارا کیا۔ اور ہمیں اپنا احسانمند بنایا۔ لیکن ہم اپنے لیے اس احسان و ورود کی یادگار کے علاوہ کوئی اور یادگار چاہتے ہیں اور ہماری۔ اے پیشوایانِ دین آپسے یہ استدعا ہے کہ آپ اپنی عملی قوتوں سے فلاحِ ملت کا کچھہ بہتر سامان کیجیے اور نہ اپنے لیے بلکہ خدا کے لیے مسلمانوں کی ضعیفی اور بیچارگی کا مداوا کیجیے۔ اے حاملانِ شریعت اسی شریعت غرا نے ہمکو خاکِ مذلت سے اٹھاکر اوجِ رفعت پر چمکایا تھا۔ اب پھر وہی خاک مذلت ہی اور وہی ہم ہیں تو کیا وہ اکسیر اب اس جانِ ناتواں کے لیے تاب و تواں نہیں پیدا کرسکتی؟ نہیں قرآن اب بھی وہی ہے۔ اسلام اب بھی وہی ہے۔ خدا اب بھی وہی اور خدا کی رحمت اب بھی وہی ہے۔ ہاں ہم میں اہلیت اب وہ نہیں ہے اور یہی دوا ہم آپ سے مانگتے ہیں۔ کار مسیحائی کیجیگا اگر یہ اہلیت آپ ہم میں پیدا کردیں۔!

حضرات! مجھے اندیشہ ہی۔ کہ میں نے آپ کا زیادہ قیمتی وقت لیلیا ہے اسلیے میں اس اڈریس کو ختم کرتا ہوں۔ آخر میں میں انجمن خادم المسلمین کی طرف سے جس کا میں پریسیڈنٹ ہوں اور جسکے پرجوش اراکین نے معین الندوہ کی شکل میں آپ کی مہمانی کے لیے خدمات انجام دی ہیں آپ کا خیر مقدم ادا کرتا ہوں۔ اور اُس قادرِ کریم کی درگاہ میں جو رحمت و فضل۔ اور توفیق کا سرچشمہ ہی استدعا کرتا ہوں کہ اسکی توفیق آپکی مددگار ہو اسکا فضل آپ کی رہنمائی کرے۔ اور اُس کی رحمت آپ کو

اور آپ کی کاموں کو برکت دے۔ آمین

محمد عبدالحامد

دہلی۔ ۲۶ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء

جب خان بہادر مولوی عبدالحامد خاں صاحب اپنی بیش بہا تقریر ختم فرما چکے، تو صدارت کا انتخاب ہوا۔ ندوۃ العلما کے جلسے کی صدارت کے لیے جن بزرگوں پر نگاہِ انتخاب پڑتی ہے، اُنکے لیے صرف یہی ضروری نہیں ہی، کہ ملک میں عام اثر رکھتے ہوں۔ ذی وجاہت ہوں، روشن خیال ہوں بلکہ اسکے ساتھ یہ بھی شرط ہی کہ وہ اسلام اور علوم اسلام کے بہت بڑے حامی ہوں، کسی معزز اور قدیم خاندان سے تعلق رکھتے ہوں جلسہ میں اگرچہ اِس قسم کے بزرگ، بالخصوص علماء و مشائخ نہایت کثرت سے موجود تھے۔ جن میں یہ تمام اوصاف مجتمع تھے، لیکن مقامی حالات، اور اہل دہلی کی خواہشوں کے لحاظ سے جناب حاذق الملک حکیم حافظ محمد اجمل خاں صاحب سے زیادہ کوئی شخص کرسی صدارت کے لیے موزوں نہ تھا اس بنا پر جناب حکیم صاحب موصوف باتفاق جلسہ کے صدر انجمن منتخب ہوے، اور کرسی صدارت پر رونق افروز ہوکر ایک نہایت مبسوط مفصل اور پرمغز تقریر کی جسمیں ندوۃ العلما کی تاریخ، اُسکے مقاصد و اغراض، کو نہایت وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا تھا۔ چنانچہ وہ تقریر حسب ذیل ہی۔

تقریر افتتاحی جناب حاذق الملک حکیم حافظ محمد اجمل خانصاحب رئیس دہلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایہا السادۃ الکرام!

سب سے پہلے میرا فرض ہے کہ میں معززارکان ندوہ کے اس حسن ظن کا جو وہ میرے متعلق رکھتے ہیں اور جسنے انکے مقدس دلوں میں میرے انتخاب کے خیال کو پیدا کیا شکریہ ادا کروں اور صاف دلی کے ساتھ اس بات کا اعتراف کروں کہ انھوں نے جو بوجھ میرے اوپر رکھا ہے درحقیقت وہ میری تاب و تواں سے زیادہ ہے۔

حضرات! میری خوش قسمتی ہے کہ آج مجھے اس برگزیدہ دینی مجلس میں اپنے ناچیز خیالات کے ظاہر کرنیکا موقع ملا ہے۔ گو عرصہ دراز سے میری دلی تمنا تھی کہ "میں ندوۃ العلما کے کسی سالانہ جلسہ میں شرکت کی عزت حاصل کروں۔ مگر افسوس ہے کہ اس سے پہلے میری یہ دیرینہ آرزو پوری نہو سکی۔

ندوۃ العلماء کے قیام کی ضرورت

قبل اسکے کہ میں ندوۃ العلماء کے مقاصد کو بیان کروں یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں اُسکے قیام کی ضرورت کو ظاہر کروں۔ غدر ۱۸۵۷ء کے بعد سے مسلمانوں کی جو حالت رہی وہ کسی صاحب سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اُن میں جہالت اُسیقدر تھی جسقدر کہ افلاس تھا اور افلاس اتنا ہی تھا جتنا کہ بغض و عناد تھا غرض اُنکی ٹھیک وہی حالت تھی جو اوج سے حضیض اور بلندی سے پستی کی طرف جانیوالی قوم کی ہوتی ہے۔ اُنکی یہ حالت عرصہ تک قایم رہی وہ اپنے علوم سے بے بہرہ ہوتے گئے اور موجودہ "علوم مغربیہ" سے کوئی فائدہ حاصل نہ کر سکے۔ البتہ مذہب سے اُنھوں نے یہ کام لیا کہ مسلمانوں کو گروہوں پر تقسیم کر کے اُنکی رہی سہی اجتماعی حالت کو بھی درہم و برہم اور اُنکے شیرازہ جمعیت جیسا کچھ بھی وہ تھا پراگندہ کر دیا۔ اسکے علاوہ اُن لوگوں کو جو خداوند تعالیٰ کو ایک جاننے والے اور "رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام" کی رسالت پر ایمان رکھنے والے تھے اُس دائرہ اسلام سے نکالنا شروع کر دیا جس میں دوسری قوموں کو داخل کرنے کیلئے

وہ مکلف تھے گو میں ٹھیک طور پر نہیں بتا سکتا لیکن میرا خیال یہ ہے کہ ابتداے اسلام سے غدر ۱۸۵۷ء تک جسقدر تکفیر کے فتوے لکھے گئے ہیں اگر انھیں ایک جلد میں جمع کیا جائے تو ہرگز اس جلد کی ضخامت اُس جلد کی برابر نہ ہوسکے گی جو ۱۸۵۷ء سے لیکر آجتک کے کفر کے فتوونکی جمع کیجاے - یہ وباے تکفیر صرف اشخاص تک ہی محدود نہیں رہی بلکہ اُسنے ترقی کرکے گروہوں تک بھی متعدی ہوگئی اور یہانتک نوبت پہنچی کہ شیعہ سنیونکو - اور سنی شیعونکو - مقلدین اہل حدیث کو - اہل حدیث مقلدین کو دھڑلّم جبرًا کافر بنانے لگے اسکا نتیجہ یہ ہوا اور ہونا بھی چاہیئے تھا کہ غیر مذہب والے ہندوستان کے مسلمانوں کی نسبت کہنے لگے کہ ان میں بقول انکے سرگروہوں کے کوئی بھی مسلمان نہیں ہے - گو سب علما کی یہ حالت نہیں تھی ان میں بہت سے نفوس قدسیہ ایسے بھی تھے - اور اب بھی بعض بعض ایسے ہیں کہ انکی ذات پر اسلام اور مسلمان صحیح طور پر فخر کرسکتے ہیں (کثر اللہ امثالہم) لیکن مجھے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ عام طور پر ایسی حالت نہیں تھی - اس تکفیر نے باہمی مسلمانوں میں منافرت پیدا کردی جس سے ہمیں بے انتہا نقصانات پہنچے - اُدہر لکھنؤ میں کئی مرتبہ شیعہ اور سنیونکے درمیان شرمناک فقرے پیش آئے تو ادہر دہلی میں بھی مقلدین اور اہل حدیث نے کسی قسم کی کوتاہی نہیں کی بلکہ دہلی لکھنؤ پر شرف لے گئی کہ یہاں صرف ولا الضالین اور آمین بالجہر پر آپس کی رشتہ داریاں منقطع ہوگئیں - روپیہ عدالتوں میں برباد ہوا - اور سب سے زیادہ اسلام اور مسلمانونکی رسوائی ہوئی یہ ہماری خواص کی حالت تھی - اور اسی سے عوام کا اندازہ صحیح طور پر کیا جاسکتا ہے -

جہانتک میرا خیال ہے تقریبًا ربع صدی سے مسلمانوں میں تعلیم کی طرف میلان پیدا ہوا اور تدریج کے ساتھ اس میں ترقی ہوتی گئی - گو پہلے بھی علوم مشرقیہ کی تعلیم کے کچھ مدارس تھے لیکن اس عرصہ میں ان میں نمایاں ترقی ہوئی - باوجود مدارس کی تعداد بڑھنے کے نصاب تعلیم کو بہتر کرنے کی کوشش نہیں کی گئی - ان مدارس میں اب بھی بعض علوم

کی ایسی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں جو مشکل پسند طبیعتوں کے لیے ممکن ہو کہ مناسب ہوں مگر عام طور پر طلبہ کے دماغوں پر اُنکے مطالعہ کا بے ضرورت بار پڑتا ہی (جیسے کہ نحو میں کافیہ) اور بعض ایسی بھی کتابیں درس میں داخل ہیں جو ایک مخصوص فن میں لکھی گئی ہیں۔ لیکن اُن میں دوسرے فن کی چاشنی بھی دی گئی ہی جو طلبہ کے اذہان پر اچھا اثر نہیں ڈالتی۔ بلکہ اُنکے دماغوں میں اس فن کا صحیح مذاق پیدا ہونے نہیں دیتی (جیسے کہ اسی فن نحو میں فوائد ضیائیہ) بعض کتابیں ایسی بھی نصاب تعلیم میں داخل ہیں۔ جن کی نسبت اساتذہ اچھا خیال نہیں رکھتے اور پڑھاتے وقت اُنکے عیوب بھی ظاہر کرتے جاتے ہیں لیکن انھیں نصاب تعلیم سے خارج نہیں کرتے (جیسے کہ ملا حسن منطق میں) اسکے علاوہ بعض فنون جنپر ایک مسلمان طالب علم کو عبور ہونا چاہیئے بالکل درس سے خارج کر دیے گئے ہیں۔ حالانکہ وہ خاص اہمیت رکھتے ہیں جیسا کہ علم تاریخ ہی گو وہ دقیق فن نہیں ہے۔ اور یہ سمجھا جاتا ہے کہ ہر ایک طالب علم دوسرے فنون سے واقف ہو کر اس علم کو بطور مطالعہ کے حاصل کر سکتا ہے۔ لیکن یہ دیکھا گیا ہے کہ جو فن نصاب تعلیم میں داخل نہیں ہوتا الفراغ تعلیم کے بعد اُس کی طرف کوئی شخص بھی توجہ نہیں کرتا۔ طب میں اسی غلط خیال کی وجہ سے علم الادویہ نہیں پڑھایا جاتا۔ جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بڑے بڑے اطباے ماہرین علم الادویہ سے علی العموم کم بہرہ ور ہوتے ہیں۔

ہمارے نصاب تعلیم میں جہاں یہ عیب ہی کہ بعض ضروری فنون درس سے خارج کر دیے گئے ہیں ہاں یہ نقصان بھی ہی کہ بعض علوم کی ضرورت سے زیادہ کتابیں پڑھائی جاتی ہیں اور بعض اہم علوم کی مفید کتابیں ضرورت سے بہت ہی کم داخل نصاب کیجاتی ہیں میں سمجھتا ہوں کہ کوئی عالم اس سے انکار نہیں کریگا کہ منطق کی کتابیں جسقدر پڑھائی جاتی ہیں وہ اس نسبت سے زیادہ ہیں جو باہمی ان علوم کی کتابوں میں ہونی چاہیے۔ نہ کوئی فاضل اس سے انکار کر سکتا ہی کہ تفسیر جیسے ضروری علم کی صرف دو تین کتابیں ناقص طور پر پڑھائی

اس اہم علم سے اُسکے طالب علم کو بے نیاز کرسکتی ہیں غرض یہ اور اسی قسم کی اور بہت سی فروگذاشتیں ہمارے نصاب تعلیم میں پائی جاتی تھیں اور اب بھی برابر پائی جاتی ہیں۔

ہماری عام غفلتوں نے جہاں ہم میں یہ سب خرابیاں پیدا کردیں وہاں ایک سب سے بڑی خرابی یہ پیدا کردی کہ ہم اپنے اُس فرض سے غافل ہوگئے جو اسلامی احکام میں ہمیشہ سب سے زیادہ امتیاز رکھتا ہے۔ اور جس کی تعمیل کے لیے اکثر آیات میں خداوند تعالےٰ نے سخت تاکید فرمائی ہے منجملہ اُن آیتوں کے جیسا کہ آپ سب یا اکثر حضرات کو معلوم ہوگا۔ یہ آیت بھی ہو۔ یَا اَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ۔ اس آیۃ شریفہ کے الفاظ اس بات کی کامل شہادت دی رہے ہیں کہ تبلیغ اسلام کیسا ضروری رکن ہے۔ اسلام میں یہ سب سے پہلا اور سب سے بڑا رکن ہو۔ مگر ہم نے اسکے متعلق کیا کیا؟ اسکا جواب میں کچھ بھی نہیں دینا چاہتا۔ جو کچھ اس کے متعلق کیا گیا ہے وہ سب ہماری آنکھوں کے سامنے ہی ہم نے اپنی آنکھوں پر وہ عینکیں لگائی ہیں جو ہمیشہ آپس کے فسادوں کو قریب اور ایسے مقدس اور ضروری احکام کو دور دکھایا کرتی ہیں۔ یہ اعلیٰ اور برگزیدہ فرض ہم میں سے جن لوگوں نے بھی ادا کیا ہے افسوس ہو کہ بطور ایک پیشہ کے ادا کیا ہے۔ ہمیں اعتراف کرنا چاہیے کہ ہم نے اس پاک مقصد کے حاصل کرنے کے لیے کبھی کوئی کوشش نہیں کی۔

حضرات! یہ مضمون بہت وسیع ہے اور میرا دل چاہتا ہے کہ میں اسے تفصیل کے ساتھ بیان کروں۔ لیکن مجھے اور چند ضروری باتیں بھی عرض کرنی ہیں۔ اسلیے میں اتنا اور کہتا ہوں کہ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد مسلمانوں پر ایسے حملے شروع ہونے والے ہیں کہ ہمکو تبلیغ اسلام تو درکنار حفاظت اسلام کے بھی لالے پڑجائینگے اور چاروں طرف سے ہمارے اوپر وہ تیر برسائے جائینگے جنکا روکنا ہمارے حیطہ امکان سے باہر ہوگا

ولو کان سہما واحدا لاتقیتہ ۔ ولکنہ سہم وثان وثالث

یہی وہ بڑی بڑی ضرورتیں ہیں جنکے پورا کرنیکا ارادہ ہمارے علمار کی ایک مقدس
جماعت نے کیا ہے ادھر یہ بزرگ کار خیر کے لیے کھڑے ہوے۔ اور اُدھر اُن بزرگوں
نے جو ہمیشہ تکفیر کی کمین گاہوں میں منتظر رہتے ہیں۔ ندوۃ العلمار کی طرف تیز نگاہوں سے
دیکھنا شروع کیا اسکے بانیوں پر وہریت ۔ نیچریت کے الزام لگاے۔ انھیں کافر کہا اور
کہہ رہے ہیں۔ بلکہ جو ان کے جلسوں میں شریک ہو اور جو اُنکی امداد کرے۔ اُسکا
نام بھی اسی دفتر میں لکھا جاتا ہے ٭

ندوۃ العلماء کی مخالفت

ندوۃ العلماء کے ساتھ اس وجہ سے مخالفت اور بھی زیادہ تھی کہ وہ آپس کے
جھگڑوں کو مٹانا چاہتا تھا۔ اسکا مقصد تھا (اور ہے) کہ شیعہ ۔ سنی ۔ مقلد اہل حدیث
سب ایک جگہ بیٹھکر اپنی صلاح وفلاح کے متعلق تدابیر اختیار کریں اور اختلافی مسائل
میں کوئی جھگڑا نہ کریں۔ یہ مقصد اگر کم بینی کی وجہ سے برا سمجھا جا سکتا ہے تو تمام اسلامی
فرقوں کو علی السنا وی اسے برا سمجھنا چاہئے۔ لیکن جہانتک مجھے علم ہے ندوہ کی مخالفت
کرنیوالے اور اُسکے ہر ایک اجلاس کو برہم کرنیکی عملی کوشش کرنیوالے صرف سنی علمار
ہی ہیں گو خدا کا شکر ہے کہ یہ مخالفت اب روز بروز کم ہوتی جاتی ہے مگر ابھی تک اسکے جراثیم
بعض بعض مقاموں میں پاے جاتے ہیں۔

میں نہایت ادب سے اُن بزرگوں کی خدمت میں جو ندوۃ العلمار کی حق پرستی
یا نفس پرستی کی وجہ سے مخالفت کرتے ہیں۔ یہ عرض کرتا ہون کہ آپ اسلام پر رحم
کریں۔ آپ اس درخت پر تبر نہ ماریں جسپر آپ خود بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ اگر واقعی
ندوہ کے مقاصد کو اسلام کے خلاف سمجھتے ہیں تو آپ ندوہ میں شریک ہو کر اسکی
اصلاح کریں۔ آپ حامل دین محمدی ہیں اسلئے مخالفت کے وقت آپ کو ہمیشہ

"والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس" پر عمل کرنا چاہیئے۔ اگر اس سے گزر کر مجادلہ کی نوبت آئے تو "وجادلھم بالتی ھی احسن" کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔ آپ خود بھی واقف ہیں کہ ہمارے رسول کریم (ارواحنافداہٗ) دوسری قوموں کے ساتھ کس طرح برفق مدارا پیش آتے تھے۔ مگر افسوس ہو کہ آپ علمائے اسلام کے ساتھ بھی رفق اور نرمی سے پیش نہیں آتے۔ آپکو محمدی اخلاق کا نمونہ بنکے دنیا کو اسلام کی خوبیوں کا شیدا بنانا چاہیے لیکن آپ معاف کریں اگر میں یہ کہوں کہ آپ دنیا کے سامنے وہ نمونے پیش نہیں کرتے جو آپ کے سلف نے پیش کیے تھے۔ اگر آپ ندوہ کے اغراض ومقاصد کے ساتھ اسکی بدقسمتی کی وجہ سے اتفاق نہیں کرسکتے تو کم سے کم آپ کو شریک ندوہ ہوکر اسکی اصلاح کرنی چاہیئے۔ ارکان ندوہ کو اپنے دوستانہ اور قیمتی ارشادات سے فوائد حاصل کرنیکے مواقع دینے چاہیئں۔ اگر یہ بھی نہیں ہوسکتا تو اس شور وشر کے زمانہ میں خاموشی ہی اختیار کیجیئے۔ آپکو معلوم ہو کہ رسول مقبول نے مومن کی علامت میں ارشاد فرمایا ہے "المومن من سلم المسلمون عن یدہ ولسانہ" آپ عالم ربانی ہیں۔ دوسرونکو آپ اپنی تحریروں اور تقریروں میں برابر فتنہ انگیزی سے بچتے رہنے کی ہدایتیں فرماتے رہتے ہیں۔ اور آیہ "والفتنۃ اشد من القتل" انھیں اکثر سنانے رہتے ہیں۔ لیکن جب خود آپکو اس قیمتی نصیحت پر عمل کرنیکی ضرورت ہوتی ہی تو آپ کا نفس آپ پر تاویل کے خوشنما دروازے کو کھول دیتا ہی۔ اگر ایسے موقع پر آپ اپنے پاک ایمان سے استشارہ کریں تو میرا خیال یہ ہے کہ آپ خود انصاف پسندی اور نصفت شعاری اختیار کرلینگے۔

آپ تاریخوں میں اُن بزرگوارونکے حالات پڑھیں جو درحقیقت اساطین اسلام تھے یہ اہل تصوف کا گروہ تھا جسکا ہر ایک آسمان اسلام پر آفتاب ہوکر چمکا تھا جسکے نورانی اخلاق نے تمام عالم کو منور کردیا تھا اس گروہ کا ہر ایک فرد ایسا تھا کہ اُس کی ایک ایک

منٹ کی صحبت سے آدمی وہ وہ فائدے حاصل کرلیتا تھا جو عمر بھر کے مواعظ سے حاصل نہیں ہونے تھے۔ اس گروہ کے اکثر بزرگوار علوم ظاہریہ سے بھی ایسے ہی آراستہ ہوتے تھے جیسے کہ علوم باطنیہ سے۔ کیا یہ بھی آپ کی طرح آپس کے فسادونکو بھڑکایا کرتے تھے۔ حاشا وکلا۔ انکے خیال میں بھی ایسی باتیں نہیں گزرتی تھیں۔ اس زمانہ کو چھوڑکر اگر ہم موجودہ متنزل زمانہ کو دیکھیں تو ہمیں اب بھی اسی کان کے ایسے جواہر کہیں کہیں ملینگے جن کی ایک ایک نگاہ دل کے امراض کے لیے پیغام شفا ہوتی ہو اب آپ خود ہی خیال فرمائیں کہ آپ میں اور اُن میں یہ فرق کیوں ہو۔ میرے ناقص خیال میں اسکی وجہ یہی ہے کہ آپنے صرف سطحی درس حاصل کیا ہے اور اُنکے دل نے اس مکتب دنیا میں عمیق سبق لیا ہے۔ ؎

ما ومجنوں ہم سبق بودیم در دیوان عشق
او بصحرا رفت وما در کوچہا رسوا شدیم

اب میں اُن بزرگوارونکی خدمت میں جو کرسی ہدایت پر جلوہ فرما ہیں نہایت ادب سے التجا کرتا ہوں کہ ان آپس کے قصونکو چھوڑکر ندوہ کے ساتھ شامل ہو جائیں اور اپنی قیمتی رایوں سے اُسے فوائد حاصل کرنیکا موقع دیں۔

ندوۃ العلماء کی تاریخ اُسکے مقاصد اور اُسکی کارگزاری

حضرات! یہ امور جنکا مینے اوپر ذکر کیا ہے درحقیقت ندوۃ العلماء کے قیام کا باعث ہوے ہیں اسلیے اُنکے ذکر کے بعد میں اجازت چاہتا ہوں کہ ندوۃ العلماء کی تاریخ اور اُسکے مقاصد اور اُسکی کارگزاری کا سرسری طور پر یہاں بیان کروں تاکہ غور کرنے والی طبیعتیں یہ فیصلہ کرسکیں کہ ندوۃ کی مخالفت (خواہ وہ کتنی ہی چھوٹی جماعت کیوں نہ کرتی ہو) کسی نیک خیال پر مبنی ہو یا معترضین کی ذاتی کدورتوں اور نفسانی خواہشوں نے

اس نیک کام میں خلل اندازی کے لئے آمادہ کیا ہی۔ ندوۃ العلماء کا پہلا اجلاس ۱۸۹۴ء میں شہر کانپور میں ہوا۔ اُسکی آج کی تاریخ سے پہلے ہندوستان کے مختلف مقامات میں بارہ جلسے اچھی کامیابی کے ساتھ ہوے۔ ارکان ندوہ نے غور کرنیکے بعد مناسب سمجھا کہ اس انجمن کی رجسٹری کردیجاے چنانچہ ۱۸۹۰ء میں ندوہ کی باضابطہ رجسٹری ہوگئی جس سال ندوہ کی رجسٹری کی گئی ہی اسی سال کی ۲ ستمبر کو ایک مدرسہ کی بنیاد رکھکر اُسکا ابتدائی درجہ کھولاگیا جو خدا کے فضل سے ترقی کرتے کرتے ۱۹۰۱ء میں دارالعلوم بنگیا اور تمام ہندوستان میں علوم عربیہ کے لئے ایک ممتاز تعلیم گاہ سمجھا جاتا ہے صرف تین برس کی حقیر مدت میں مدرسہ کی ترقی نہایت ہی حیرت انگیز ہے۔ اور اس بات کی صاف شہادت دیتی ہی کہ راستی اور سچی خدمت گزاری ہمیشہ نیک نتائج دکھاتی ہی۔

مجلس ندوۃ العلماء جن مقاصد کو پیش نظر رکھکر قایم ہوئی وہ حسب ذیل ہیں۔

(۱) علما کے مختلف گروہوں میں اتحاد پیدا کرنا۔

(۲) مسلمانونکے باہمی جھگڑوں کا دور کرنا۔

(۳) علوم شرقیہ کے نظام تعلیم کی ضروری اصلاح۔

(۴) علوم عربیہ اور دینیہ کی ترقی اور اُنکے ابقا کی کوشش۔

(۵) اشاعت اسلام۔

(۶) ایک دارالافتا کا قیام۔

ان اغراض کو مدنظر رکھتے ہوے کون شخص ہی جو ندوہ کے خلاف ایک حرف بھی زبان سے نکال سکتا ہے۔ اگر ان مقاصد کے علاوہ پس پردہ دوسرے مقاصد ہوں تو انھیں بیان کرنا چاہیے۔ مگر آجکل کی مخالفت کے لئے کسی سبب کی ضرورت نہیں ہے وادی العداوۃ لا اری اسبابہا۔

تاریخ پیدا و سبہا لیش نہاں غصہ در جوش ست اسبابش خموش

ندوہ نے جس کی بنیاد مذکورہ بالا مقاصد پر مبنی ہے صرف یہی نہیں کیا کہ ایک دار العلوم
ہماری آنکھوں کے سامنے حیرت انگیز سرعت کیساتھ کھڑا کر دیا۔ بلکہ اُسنے اس قلیل زمانہ میں
اور بہت سے ایسے نمایاں کام کیے جسکے لیے وہ ہر ایک حیثیت سے ہم مسلمانان ہندوستان
کی سچی اور گہری شکرگذاری کا مستحق ہے۔ اُس نے ۲۸۔ نومبر ۱۹۰۸ء کو دار العلوم کی عمارت
کا بنیادی پتھر رکھا۔ اُسنے کانپور میں ایک یتیم خانہ کھولا۔ اُسنے لکھنؤ میں ایک دار الافتا
قایم کیا۔ اُسنے بورڈنگ ہوس کی بنیاد ڈالی۔ اُسنے نصاب تعلیم جو ایک سخت اور دشوار
جانکاہی کا کام تھا خاص طور پر اپنے دار العلوم کے لیے منتخب کیا اُسنے طلبہ کو عربی
زبان میں تقریر کرنیکی مہارت پیدا کرائی۔ اُسنے فلسفۂ جدید کو داخل نصاب کیا۔
تاکہ اسکے طلبہ جدید فلسفہ کے بدنما اعتراضونکو اسلام اور اُسکی مقدس تعلیم کے خوشنما
چہرہ سے دور کرنیکی قابلیت پیدا کریں۔ اُسنے دار العلوم اور علماء کے خیالات کے
اظہار کے لیے الندوہ کو مسلمانوں کے سامنے پیش کیا۔ اتنے کام جو مینے سرسری
طور پر گنوائے ہیں لکھنے اور کہنے میں بہت آسان معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن جو لوگ
ایسے کاموں میں منہمک رہتے ہیں وہ سمجھ سکتے ہیں کہ جب خیالات کو عملی لباس پہنایا
جاتا ہے تو کتنی دشواریوں اور مشکلوں کا سامنا ہوتا ہے۔

ندوۃ العلماء نے اس تھوڑے عرصہ میں ہندوستان کی اسلامی آبادی کو
اپنی طرف متوجہ کرنے میں بھی کچھ کم تعجب خیز ترقی نہیں کی ہے بلکہ اُسنے گورنمنٹ
کی طرف سے بھی اعتماد کا ووٹ حاصل کر لیا ہے۔ ہم مسلمانونکو اور علی الخصوص واجب الاحترام
علماء کو خاص طور پر ممالک متحدہ آگرہ و اودھ کے لفٹننٹ گورنر عالیجناب ”سر جان ہیوٹ
صاحب بہادر“ بالقابہ کا دلی احسانمندی کے ساتھ شکریہ ادا کرنا چاہیئے۔
جنکی خاص توجہ اور مہربانی سے ہمیں دار العلوم کے لیے ایک قطعہ زمین کا ملا اور پانچسو
روپیہ ماہوار کی گرانقدر امداد حاصل ہوئی۔ اسیطرح اسی صوبہ کے روشن خیال اور ہمدرد

قوم عالیجناب کرنل نواب سر حامد علیخاں صاحب بہادر بالقابہ والی ریاست رام پور کا بھی جو ایک عرصہ سے اُن تمام قومی کاموں سے گہری دلچسپی لے رہے ہیں۔ جو محض مسلمانوں کی تعلیم کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ منت گزار ہونا چاہیے کہ اُنھوں نے پانچسو روپیہ سالانہ کے عطیہ سے ندوہ کے ساتھ اپنی خاص دلچسپی کا اظہار فرمایا۔ اُنکا یہ عطیہ اُنکی توجہات کا پیش خیمہ ہے جس سے امید ہے کہ ندوہ منوا تر بیش قیمت فوائد حاصل کرتا رہیگا ان دو ذاتوں کے علاوہ جناب ہز ہائنس سر آغا خاں بالقابہ نے بھی گہری دلچسپی کا ندوہ کے ساتھ اظہار کرتے ہوئے پانچسو روپیہ سالانہ کی رقم سے اسکی امداد فرمائی ہے جسکے لیے ارکان ندوہ اور تمام مسلمان اُنکے شکر گذار ہیں۔

جس طرح ہم ان تین جلیل القدر اور ممتاز حضرات کے رہین منت ہیں اُسیطرح ہم اسلامی خواتین کی مایۂ ناز عالیجناب ہز ہائنس نواب سر سلطان جہاں بیگم صاحبہ والی ریاست بھوپال کے بھی بیحد شکر گزار ہیں جنکی علمی دلچسپیوں نے اکثر اسلامی درسگاہوں اور قومی کاموں کو اپنا زیر بار احسان کر رکھا ہے اور جنھوں نے ۱۱۵ روپیہ ماہوار کی قیمتی امداد سے ندوۃ العلمار کی بے انتہا قدر افزائی فرمائی ہے ہز ہائنس ام اقبالہما کے اسم گرامی کے ساتھ ہم ذیبدۂ وقت عالیجناب ہز ہائنس نواب صاحب بہادر والی ریاست بہاولپور کی جدہ محترمہ کے بیحد ممنون ہیں کہ اُنھوں نے پچاس ہزار کے گرانقدر عطیہ سے ہمیں اسبات کا موقع دیا کہ ہم اپنے دار العلوم کے لیے ایک عالیشان مکان کی بنیاد ڈال سکیں۔ مجھے یقین ہے کہ اس معزز خاتون کا نام ہمیشہ ندوۃ العلمار کی تاریخ کے ساتھ جلی حرفوں میں پڑھا جائیگا۔ اس امداد کے ذکر کے ساتھ احسان فراموشی ہوگی اگر جناب مولوی رحیم بخش صاحب سی آئی۔ ای پریسیڈنٹ کونسل ریاست بہاولپور کا ذکر شکر گذاری کے ساتھ نہ کیا جاوے۔ جنکی علم دوستی اور خاص کوشش اس گرانقدر عطیہ کا باعث ہوئی ہے۔

یہ وہ امدادیں ہیں جنکا ذکر خاص طور پر کرنا ضروری تھا۔ انکے علاوہ اور بہت سے چھوٹے چھوٹے عطیات ہیں۔ جنکا ذکر طوالت کے خیال سے اسجگہ نہیں کیا جاتا۔ بہرحال اس سے یہ نتیجہ نکالنا چاہیئے کہ ندوۃ العلما نے اس تھوڑے زمانہ میں اُن خدمات کی علاوہ جنکا ذکر ہے اوپر کیا ہی پبلک میں ندوہ کے ساتھ دلچسپی پیدا کرنے میں بھی کسی قسم کی کوتاہی نہیں کی ہی۔

ندوۃ العلما کے متعلق دو لفٹنٹ گورنر صاحبونکی رائیں

ندوۃ العلما کے متعلق اعلیٰ یوروپین حکام کی رائیں بھی بہتر معلوم ہوتی ہیں ہز آنر سر جیمیس لاٹوش صاحب بہادر سابق لفٹنٹ گورنر ممالک متحدہ آگرہ و اودہ نے اپنے ایک لیکچر میں کہا ہی کہ "آپکا مقصد اور منشا تعلیم سے تعلق رکھتا ہی یعنی تعلیم دنیوی کا اوصاف مذہبی و اخلاقی حصول کے ساتھ شریک کیا جانا یہ مقصد نہایت اعلیٰ ہے"

اسیطرح ہز آنر سر جان ہیوٹ بالقابہ ندوہ کے ایڈریس کے جواب میں ایک جگہ یہ فرماتے ہیں کہ "میں یقین کرتا ہوں کہ کل ملک ہند میں صرف یہی ایک ایسا مدرسہ ہی جہاں مولویونکو درس دینے کی تعلیم دیجاتی ہی" ہز آنر موصوف اسی موقع پر دوسری جگہ ارشاد کرتے ہیں کہ "اب ایسا زمانہ ہی کہ پیروان مذہب اسلام کو مناسب ہی کہ اتفاق کرکے چھوٹی چھوٹی اختلافی باتونکو فراموش کردیں اور متحد و متفق ہوکر کل قوم کی عام بہبود و رفاہ کے لیے سعی و کوشش کریں" ہز آنر کی یہ نصیحت آب زر سے لکھنے کے قابل ہی۔ اگر ہم اس نصیحت کو کسی بڑے مقتدا سے سنتے تو کسقدر ہمیں مسرت ہوتی مگر ہم خوگر ہوتے جاتے ہیں کہ اچھی اور ضروری باتیں ہمیں دوسرے ذرائع سے پہنچتی ہیں میرے خیال میں ندوۃ کی کارگزاری کا مجموعی طور پر خداوند تعالیٰ کی طرف سے اسی صلہ مل رہاہے اور اسکی خدمات کے اعتراف میں ہر ایک طبقہ کی آوازیں آرہی ہیں۔

اسلئے خدائے عزوجل کا شکریہ ادا کرنا چاہیے کہ اس تھوڑے زمانہ میں اُس نے بہت کچھہ حاصل کرلیا ہی - گو اُسے ابھی کئی حصے اور حاصل کرنے باقی ہیں -

دار العلوم میں کسطرح تعلیم دیجاے اور اُس کی تعلیم کا کیا مقصد ہو

ندوۃ العلما کے مختصر حالات اور مقاصد بیان کرنے کے بعد میں اس ضرورت کو بھی محسوس کرتا ہوں کہ اسکی موجودہ حالت کے متعلق ایک دوسری حیثیت سے اپنے خیالات کا اظہار کروں -

ندوہ درحقیقت ایک اسلامی درسگاہ ہی اسیلئے اُسکی طلبہ کی تعلیم - تہذیب اور اخلاق میں عنصر غالب بلکہ اغلب اسلامی تعلیم اسلامی تہذیب اور اسلامی تربیت کا ہونا چاہیے - اور خاص طور پر اس بات کا اہتمام کیا جاے کہ طلبہ میں نئے تقلیدی خیالات پیدا نہوں جن کی وجہ سے ایک حد تک نہ صرف ہماری قوم کو بلکہ ہندوستان کو نقصان پہنچا ہے اسکے ساتھ ہی میں ایک اور ضروری بات بھی اس موقع پر کہنی چاہتا ہوں کہ ندوہ کے طلبہ کو کوئی فن بھی ہو - اُس کی کتابیں ہی نہیں پڑہانی چاہئیں بلکہ خاص طور پر اس بات کی کوشش کرنی چاہیے کہ ہمارے دار العلوم کے ہونہار طلبہ فن کو سیکھیں اُسکے مسائل پر انتقاد کریں - ہر ایک مسئلہ کی جیسی کچھ بھی حقیقت ہو اُسے سمجھیں - کیونکہ صرف فن کی کتابیں پڑھنے اور پڑھانے سے کوئی فن نہیں آتا ہی - ہرگز ندوہ کے طلبہ کے لیے یہ عیب نہیں ہونا چاہیے کہ وہ کسی مصنف کی عبارت کو پڑھ کر اُسکے مفہوم کو نہیں بتا سکتے بلکہ اُنکے لیے یہ عیب ہونا چاہئے کہ وہ اُس مسئلہ کو اچھی طرح نہیں سمجھتے - کوئی فن بھی ہو سمجھہ کر پڑھنے اور مطالعہ کی کثرت سے حاصل ہو سکتا ہے - بشرطیکہ بہتر اور اعلی کتابیں مطالعہ کے لیے مل سکیں -

میں ایک اور ناچیز خیال اس جلسہ میں پیش کرنا چاہتا ہوں - مینے بھی سنا ہے

اور اکثر اصحاب نے سنا ہوگا کہ عام طور پر یہ سوال کیا جاتا ہے کہ دارالعلوم سے فارغ ہوکر اسکے طلبہ کیا کرینگے یا دوسرے الفاظ میں اس سوال کو اس طرح سمجھنا چاہئے کہ بانیان دارالعلوم کا مقصد تعلیم دلانے کے بعد کیا ہے - اس سوال کا کوئی درست جواب میرے ذہن میں نہیں آتا - میری یہ راے ہے کہ جب اشاعت اسلام ندوہ کے مقاصد میں سے ایک مقصد ہی تو پھر کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ یہ کام فارغ شدہ طلبہ سے کیوں نہ لیا جائے اشاعت اسلام گو بڑا کام ہے - لیکن ندوہ امید ہو کہ اسے زیادہ دشواری سے انجام نہیں دیگا - اُسکے پاس اچھے وسائل موجود ہیں اور وہ اس پاک مقصد کی تکمیل نہایت سہولت کے ساتھ کرسکتا ہی - بہتر ہو کہ ندوہ انھیں اجلاسوں میں اس مفید تجویز پر غور کرے ندوہ کے طلبہ کو مختلف مذاہب کی کتابیں کافی تعداد میں اُسکے کتب خانہ میں ملنی چاہئیں تاکہ اُنکی معلومات کو وسعت ہو اور وہ اُن اعتراضات کی جو غلط فہمی کی وجہ سے اسلام پر کئے جاتے ہیں عقلی اور نقلی دلائل سے تردید کرسکیں - اُنھیں فن خطابت میں اہتمام کے ساتھ مہارت پیدا کرانی چاہئے تاکہ وہ بڑے بڑے مجامع میں اپنی تقریروں سے اسلام کی حمایت کرسکیں اور اسلام کی خوبیوں کو پبلک کے سامنے شستگی اور پاکیزگی کے ساتھ بیان کرسکیں -

دارالعلوم کے طلبہ اور علماے اسلام کو گورنمنٹ کی وفاداری ملک میں پھیلانی چاہئے -

ہمیں اپنے طلبہ کو صرف نصاب تعلیم ہی نہیں سکھانا چاہئے بلکہ اُسکے ساتھ ساتھ مستحکم طور پر اُنھیں وفاداری کا سبق بھی دینا چاہئے - جسے امید ہے کہ وہ اپنی زندگی کا ایک اعلی مقصد ہمیشہ سمجھتے رہیں گے وہ اپنے وعظوں میں برابر لوگوں کو اُس کی تلقین کرتے رہینگے - چونکہ یہاں گورنمنٹ کیساتھ مسلمانوں کے تعلقات کا ذکر آگیا ہی - اسلیے

میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اُن اسلامی پیشواؤں کی خدمت میں جو اطراف ہندوستان سے اس جلسہ کی شرکت کے لیے تشریف لائے ہیں یہ التماس کروں کہ زمانہ نے نیا دور شروع کیا ہے۔ اب ہمارا یہ کام نہیں ہی کہ ہم گورنمنٹ کو کسی مصیبت میں مبتلا دیکھکر صرف افسوس کریں بلکہ ہمارا اب یہ فرض ہونا چاہیئے کہ ہم اپنی ہر ایک ممکن امداد کو ملک میں امن قائم رکھنے کے لیے گورنمنٹ کی خدمت میں پیش کریں۔ ہمارے مقدس گروہ علما کا ایک یہ بھی فرض ہونا چاہیئے کہ وہ اپنے وعظوں میں اہل اسلام کو برابر گورنمنٹ کے ساتھ ساتھ چلنے کی ہدایت فرماتے رہیں۔ اور اُن ناعاقبت اندیش اشخاص کی مجرمانہ حرکات کو روکنے کی کوشش کرتے رہیں۔ جنھوں نے ملک کے امن میں خلل ڈال رکھا ہی۔ ایسا کرنا صرف اس فرض سے سبکدوش ہونا نہیں ہی جو ہمارے منصف مزاج اور مہذب گورنمنٹ کا ہمارے اوپر ہے بلکہ میرا خیال یہ ہی کہ اگر ہم ایسا کرینگے توساتھ کے ساتھ اُن اسلامی احکام کی تعمیل بھی کرینگے۔ جنھیں مجھ سے زیادہ جاننے والے اور بتانے والے بہت سے بزرگوار اس جلسہ میں شریک ہیں۔ امید ہے کہ یہ تمام ہندوستان کی اسلامی آبادی کا مذہبی حصہ ایک دو رزولیوشن بھی اسکے متعلق تجویز و تائید کے بعد پبلک کے سامنے پیش کریگا۔

علامہ شبلی کی مساعی جمیلہ کا شکریہ

حضرات! قبل اسکے کہ میں اپنے بیان کو ختم کروں میرا دل چاہتا ہی کہ میں اپنے محترم دوست علامہ شبلی کے اُن احسانات کا شکریہ قوم کی طرف سے ادا کروں جو اُنھوں نے اس پیرانہ سالی اور معذور ہونیکی حالت میں قوم پر کیے ہیں۔ وہ ایک قابل اور روشن خیال عالم ہونیکے علاوہ بڑے باہمت بزرگ ہیں۔ جو ترقیاں ہم ندوہ کی دیکھ رہے ہیں وہ اسی ذات کی اُن تھک کوششوں کا نتیجہ ہیں۔ اگر میں ایسے

اس عمر میں اتنا کام کرتا ہوا خود نہ دیکھتا تو معتبر شہادت کو بھی الخبر یحتمل الصدق والکذب کہکر تسلیم کرنے میں تامل کرتا۔ ایسے شخص کے احسان کا اعتراف کرنا ہمارا سب کا فرض ہے۔ ہمیں دعا کرنی چاہیئے کہ خداوند تعالیٰ اُنکی عمر صحت اور ہمت میں برکت عطا فرمائے

اس ضمن میں مجھے مولانا عبدالحی صاحب معتمد ندوۃ العلما کا نام لینا بھی ضروری ہے۔ مولنا جس تندہی اور جانفشانی اور خلوص کے ساتھ دفتر ندوہ کا کام سرانجام دے رہے ہیں وہ ضرور اس کی مستحق ہیں کہ اُنکا جلسہ کیطرف سے شکریہ ادا کیا جائے

افتتاح اور دعا

ایہا السادۃ ! اب میں آپکا قیمتی وقت زیادہ لینا نہیں چاہتا۔ میری خواہش ہے کہ جلسہ کی کارروائی کا آغاز کیا جائے اور اس سے پہلے کہ جلسہ کا آغاز ہو ہمیں خداوند تعالیٰ کی بارگاہ میں نہایت عجز و انکسار کے ساتھ دعا مانگنی چاہیئے۔

اللھم افتح علینا ابواب الخیر والصلاح ۔ وصب علینا امطار النجاح والفلاح۔ اللھم انا نشکر علی فضلک الجسیم ولطفک العمیم۔ انت الذی ترجی عند النوائب وتغاث حین الدواھی والمصائب۔ اللھم انصر ندوۃ العلما ومجلس الفضلاء۔ فانھم قاموا لخدمۃ دین الاسلام فتقبل مساعیھم یا ذا الجلال والاکرام۔ اللھم اسق حدائق علومنا بجداول دار العلوم۔ واحفظ اشجارھا من ان تنالھا ایدی السموم۔ آمین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

اجمل

دہلی ۱۴۔ ربیع الاول ۱۳۲۵ھ

جناب صدر انجمن صاحب کی تقریر کا لفظ لفظ اگرچہ سچائی، صداقت، اور جوش تاثیر میں ڈوبا ہوا تھا، لیکن اسکا وہ حصہ جسمیں قوم کے مختلف فرقونکو اتحاد و اتفاق کی نصیحت کی گئی تھی، خاص طور پر موثر تھا، اس بنا پر جناب نواب سید سلطان مرزا صاحب جو دہلی کے ایک شیعی رئیس ہیں، اس جوش اثر کو نہ ضبط کرسکے اور ایک مختصر تقریر میں صدر انجمن صاحب کی اجازت سے اس کی تائید کی،

اسکے بعد جناب شیخ عبد القادر صاحب بیرسٹر ایٹ لا لاہور نے حاضرین کو وہ تمام تار اور خطوط پڑھکر سنائے، جو والیان ملک، اور اعیان قوم نے شرکت جلسہ کی معذرت، کے لیے روانہ فرمائے تھے، چونکہ ان تمام خطوط اور تار سے اس امر کا اندازہ ہوتا ہے کہ والیان ملک، اور اکابر قوم کو ندوۃ العلماء کے ساتھ کیسی ہمدردی ہے، اور انھوں نے جلسہ سالانہ دہلی کو کس عظمت اور وقعت کی نگاہ سے دیکھا ہے، اس بنا پر ہم ان کو اس موقع پر درج کرتے ہیں۔

ترجمہ تار ہز ہائینس نواب صاحب بہادر والی رام پور

ریاست رام پور۔

بنام مولانا شبلی نعمانی مجتبائی پریس دہلی

منجانب چیف سکرٹری نواب صاحب بہادر،

آپ کا تار پہونچا، ہز ہائنس ارکان ندوۃ العلماء کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انکو دہلی کے سالانہ جلسہ میں مدعو کیا گیا، انکو اس امر کا بہت افسوس ہے کہ اخیر ہفتہ مارچ میں بوجہ ہجوم کار دربار رام پور سے باہر تشریف نہ لیجا سکینگے،

ترجمہ خط ہز ہائنس سر آغا خاں صاحب بہادر

مائی ڈیر مولوی شبلی صاحب!

مجھکو نہایت ہی قلق ہے کہ ندوہ کا جو اجلاس اس سال مارچ میں ہوگا اس کی شرکت سے قاصر رہونگا، اسکے ساتھ میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ میری خیر اندیشی کا ارکان ندوہ کے خدمت میں اظہار فرما دیجیے، میں امید کرتا ہوں کہ جلسہ خوب کامیاب ہوگا؛

ترجمہ تار جناب وزیر صاحب جوناگڈھ

میں دل سے دعا کرتا ہوں کہ ندوہ کی کاروائی میں کامیابی ہو۔
مبلغ تین سو روپیہ مرحومہ امین بو صاحبہ کی غمناک یادگار میں ندوہ کے یتیم بچوں کے کپڑوں اور کتابوں وغیرہ کی ضروریات کے لیے قبول فرمایے۔

ترجمہ تار جناب جسٹس شاہدین صاحب جج چیف کورٹ لاہور

افسوس ہے کہ ندوۃ العلماء کے جلسہ میں شریک ہونیسے قاصر ہوں، اُسکے اغراض کے ساتھ مجھے پوری ہمدردی ہے، میں اُسکی کماحقہ کامیابی کی دعا کرتا ہوں

ترجمہ تار جناب خان بہادر حاجی قادر بخش صاحب رئیس و آنریری مجسٹریٹ فیض آباد

شرکت جلسہ سے قاصر ہوں مگر ہمیشہ مجھے اُسکے خیرخواہوں میں شمار کیجیے۔

نقل خط جناب آنریبل شیخ صادق علی صاحب وزیر ریاست خیرپور

جناب مولانا معظم و مکرم زاد عنایتکم۔
السلام علیکم، عنایت نامہ پہنچا عنایات کا از حد شکرگذار ہوں، بیشک اس عالی شان جلسہ میں جو خاص مسلمانونکی دینی و دنیوی ہدایات کا بڑا ذخیرہ ہے، شامل ہونا عین سعادت

ہے مگر خاکسار کو چونکہ اب بمبئی کا سفر درپیش ہی، جو شاید دو تین ہفتے اس سفر میں پڑینگے بنا؟ علیہ تاریخ مقررہ جلسہ پر شاید شرف شمول حاصل نہ کرسکونگا،

زیادہ خیر و السلام ۲۰ فروری سنہ ۱۹۱۰ ع

صادق علی وزیر ریاست
خیرپور

نقل خط مرزا علی محمد خاں صاحب آنریری سکرٹری انجمن اسلام بمبئی

انجمن اسلام بمبئی
مورخہ ۲۲ ماہ مارچ سنہ ۱۹۱۰ ع

جناب مکرم مولوی شبلی صاحب نعمانی دام اشفاقکم

تسلیم، آپ کا خط مورخہ ۱۵ ماہ رواں بتاریخ ۱۹ ہمدست ہوا، وقت نہایت تنگ تھا لیکن خوش قسمتی سے انجمن کی ایک خاص مجلس بتاریخ ۲۱ - بلوائی گئی تھی جس میں وہ پیش کیا گیا، اور ہمیں ہدایت کی گئی کہ آپ کا اس یادآوری کے لیے شکریہ ادا کیا جائے لہذا ہم آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں، اگر وقت تنگ نہوتا تو شاید انجمن اپنی طرف سے کسی کو ڈلیگیٹ بنا کر شریک جلسہ ہونیکی ترغیب دیتی، لیکن افسوس ہو کہ تنگی وقت کے باعث مجبور ہی، انجمن آپ کو اور اراکین ندوہ کو مبارکباد دیتی ہو اور ندوہ کی ترقی و کامیابی کی درگاہ الٰہی سے ملتجی ہی۔ والسلام

نیازمند مرزا محمد علیخاں
آنریری سکرٹری انجمن اسلام بمبئی

نقل خط جناب وزیر صاحب بہادر ریاست جوناگڈہ

جامع الفضائل والکمالات جناب مولانا مولوی عبدالحی صاحب معتمد ندوۃ العلماء لکھنؤ دام مجدکم

بعد سلام مسنون، مراسلہ ارکان انتظامیہ ندوۃ العلماء دستخطی آں مکرم بخدمت عالیجناب معلی القاب امیر الامرا ناصر الاسلام خان بہادر شیخ بہاء الدین صاحب وزیر اعظم سی آئی۔ ای۔ دام حشمتہم ہوپنچا، اس سال ندوۃ العلماء کا سالانہ جلسہ بدعوت حاذق الملک حکیم محمد اجمل خاں صاحب و دیگر عمائد دہلی۔ دہلی میں متعین ہونا اور اُس میں دارالعلوم کا نمونہ ملک و قوم کے سامنے پیش کیا جانا اور ضروری ضروری تجویزوں پر غور کی جانیکی کیفیت معلوم ہوئی حسب الارشاد جناب ممدوح الصدر جواب تحریر ہوتا ہے کہ عالیجناب موصوف اس بات سے بہت مسرور ہوے کہ ہندوستان کے قدیم تخت گاہ دہلی میں ندوۃ العلما کا جلسہ سالانہ بڑے کروفر کے ساتھ ہوگا، اور دارالعلوم کا نمونہ قوم کے دلوں پر اچھا اثر ڈالیگا، ایسے بڑے جلسہ میں اہل علم و عمل کے سامنے تجویزیں پیش ہوکر اُنکا عمدہ عطر نکل آئیگا اور آپ حضرات صدق دل سے دین مقدس اسلام کی ایسی خدمت شائستہ کررہے ہیں۔ خداے اکبر بجاہ نبی اطہار ارباب ندوہ کی مساعی جمیلہ میں خیر و برکت و مقاصد ملحوظہ میں اپنی امداد و اعانت ارزانی فرماے، اور جناب وزیر صاحب بہادر دام اقبالہم کو ابتداء ندوہ سے دلچسپی و ہمدردی رہتی آئی ہے جو کہ آپ حضرات پر مخفی نہوگی، جناب ممدوح الشان ندوہ کا نشو و نما خداے کریم سے ہمیشہ چاہتے ہیں اور اس شجر کی بالیدگی اور ثمر آوری میں اپنی بڑی خوشی جانتے ہیں بنا بر علیہ تاریخی ایام جلسہ میں روانہ ہوتا ہی۔ عالیجناب وزیر صاحب بہادر کے محل جناب امین بو صاحبہ مغفورہ مرحومہ نے جنہوں نے ۶ مارچ کو انتقال فرمایا ہی اپنی رحلت سے کچھ دنوں پیشتر ارادہ کیا تھا کہ اُسکے مطابق بغرض امداد یتامی و اخلین دارالعلوم ندوہ مبلغ تین سو روپیہ بذریعہ بال

۲۶- مارچ سنہ جاریہ کو روانہ ہونا ہی اسکو صرف صحیح امدادیتیاں ہیں یہ رقم صرف کیجائے
اور ادہر اطلاع دیجائے

الراقم محمد سعید

میر منشی وزیر صاحب بہادر

ان خطوط کے علاوہ اور بھی متعدد رئیسوں کے خطوط تھے، جن میں ندوۃ العلما
کے مقاصد و اغراض کے ساتھ ہمدردی ظاہر کی گئی تھی- لیکن تطویل کے لحاظ سے ہم
انکو قلم انداز کرتے ہیں- اسکے بعد جناب مولوی سید عبدالحی صاحب معتمد دفتر ندوۃ العلما
نے عام قاعدہ کے موافق ندوۃ العلما کی سالانہ رپورٹ پڑھکر سنائی، جسکو تمام حاضرین
نے نہایت خوشی اور اطمینان کے ساتھ سنا، چنانچہ وہ رپورٹ یہ ہے،

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

جن بزرگونکو ندوۃ العلمار کی تاریخ سے واقفیت ہی انکو معلوم ہوگا کہ ندوۃ العلمار پر
ایک ایسا زمانہ بھی گذرا ہی جس میں ناگزیر اسباب سے اس کی ترقی کی رفتار رک گئی تھی
یہانتک کہ ایک دو سال تک اسکے سالانہ جلسے بھی نہیں ہوسکے۔
مگر اسی تنزل میں ندوۃ العلمار کی کامیابی کا راز مخفی تھا ایک طرف تو ندوۃ العلمار کی
مخالفین اس افسوسناک حالت کو اپنی کامیابی سمجھکر چراغ سحر کی طرح خاموش ہو بیٹھے۔
دوسری طرف ارکان ندوۃ العلما اس جد و جہد میں مصروف ہوے کہ اس خطرناک
حالت میں ندوۃ العلما کا سنبھال لینا اُس کی بہت بڑی کامیابی ہی چنانچہ انھوں نے
نہایت عزم و استقلال کے ساتھ ندوۃ العلما کے اصلی خاکہ کو دست برد زمانہ سے

محفوظ رکھا۔ جب وہ حالت خدا کے فضل و کرم سے گذر گئی تو وہ پھر اس کوشش میں
مصروف ہوئے کہ ندوۃ العلما کا خاکہ مسلمانوں کے سامنے اسی آب و تاب سے
پیش کریں چنانچہ اس غرض سے انھوں نے ۱۳۲۴ھ میں بنارس میں ندوۃ العلماء کا
گیارھواں سالانہ اجلاس منعقد کیا اسکے بعد ۱۳۲۵ھ میں خود لکھنؤ میں جلسہ عطائے
سند کیا گیا یہ جلسہ اگرچہ ندوۃ العلماء کا سالانہ جلسہ نہ تھا تاہم ندوۃ العلماء کا سب سے روشن
کارنامہ یعنی دار العلوم کی تعلیم و تربیت کے نتائج اسی جلسہ میں ملک و قوم کے سامنے
پیش کیے گئے، جن لوگوں کو گونہ دل سردی پیدا ہو گئی تھی وہ نہایت شوق و شغف کے
ساتھ اس جلسہ میں شریک ہوئے اور بہت سی امیدیں لیکر واپس گئے۔

مگر صاحبو! ندوۃ العلماء کے حقیقی کامیابی کا دور اسوقت سے شروع ہوتا ہے
جبکہ اسکی طرف گورنمنٹ نے عنایت آمیز توجہ فرمائی۔ ندوۃ العلما اپنے مقاصد
کی حقانیت اور صداقت کی بنا پر اگرچہ قوم کو مسخر کر چکا تھا لیکن گورنمنٹ ابھی تک
اسکے اغراض و مقاصد سے ہمدردی نہیں رکھتی تھی لیکن اس سال گورنمنٹ کی ہمدردی
کا بھی ظہور ہوا اور ایسی شکل میں ہوا جو ہماری توقعات سے بالاتر تھی۔

"مرد از غیب بروں آید و کاری بکند"

ندوۃ العلما کی ترقی اور وسعت میں جو چیز سب سے زیادہ سنگ راہ تھی وہ
دار العلوم کے کسی کافی عمارت کا مہیا نہونا تھا، ارکان ندوۃ العلماء مدت سے اس
کوشش میں مصروف تھے، کہ دار العلوم کی عمارت کے لیے کوئی خوش منظر وسیع
موزوں قطعہ زمین انتخاب کیا جائے لیکن شہر میں یا شہر کے متصل اس قسم کی زمین کا
دستیاب ہونا نہایت مشکل تھا شہر کے باہر جناب منشی احتشام علی صاحب معتمد صیغہ
مال ندوۃ العلماء اور جناب مسٹر مشیر حسین صاحب قدوائی بیرسٹر ایٹ لا نے اپنے
اپنے موضعوں میں وسیع قطعات عطا فرمائے تھے لیکن یہ مقامات شہر سے اسقدر

دور تھے کہ دار العلوم کے مقاصد کے لحاظ سے وہاں اُسکی عمارت کا تعمیر ہونا چنداں موزوں اور مناسب نہیں تھا، اُسی زمانہ میں حسن اتفاق سے جناب خان بہادر کرنل عبد المجید خاں فارن منسٹر پٹیالہ لکھنؤ تشریف لائے اور دار العلوم کے دیکھنے کو قدم رنجہ فرمایا، اُنکو جب یہ معلوم ہوا کہ دار العلوم کے لیے ابتک کوئی موزوں جگہ حاصل نہیں ہوئی اُنھوں نے پہلے جناب ٹبل صاحب ڈپٹی کمشنر لکھنؤ سے ملکر اس بارہ میں گفتگو فرمائی اسکے بعد ہم لوگونکو یہ مشورہ دیا کہ ہم گورنمنٹ سے درخواست کریں کہ کوئی قطعہ زمین کا نزول سے وہ ہمکو عنایت فرمائے چنانچہ مینے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی خدمت میں حاضر ہوکر یہ درخواست پیش کی اور صاحب ممدوح نے ازراہ عنایت اپنی سفارش کیساتھ محکمہ نزول میں بھیجدیا ہنوز کارروائی آگے نہیں بڑھی تھی کہ صاحب ممدوح ترقی کیساتھ حضور وایسرائے کے فارن سکرٹری ہوگئے اُنکے قایم مقام مسٹر چابلنگ نے بھی ہمارے ساتھ عنایت آمیز ہمدردی فرمائی اور قطعہ زمین کے انتخاب کرنے میں ہماری خواہش کا پورا لحاظ رکھا اور جو مقام لکھنؤ میں باعتبار اہمیت اور باعتبار موقع کے بہترین مقام ہوسکتا تھا اُسکے لیے رپورٹ فرمائی اور گورنمنٹ عالیہ نے ہماری درخواست کو شرف پذیرائی عطا فرماکر ۳۲ بیگہ زمین دریاے گومتی کے اُس پار منٹگمری روڈ پر لبِ دریا ہمکو عنایت فرمادی جسکے لیے ہم سب مسلمانونکو عالی جناب آنریبل سر جان پرسکاٹ ہیوٹ صاحب کے - سی - ایس - آئی - سی - آئی - ای لفٹنٹ گورنر بہادر ممالک متحدہ آگرہ واودھ کا شکر گذار ہونا چاہیے۔

چونکہ گورنمنٹ کا یہ پہلا عطیہ دار العلوم کو ملا تھا اس بنا پر ارکان و بہی خواہان ندوۃ العلما نے اسکو نہایت منت پذیری کے ساتھ قبول کیا چنانچہ اطراف ملک میں اسکی خوشی میں جابجا جلسے ہوے اور جناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کی خدمت میں شکر گذاری کا تار روانہ کیا گیا خود ارکان ندوۃ العلما کی طرف سے عالیجناب سید اجر علی محمد خاں صاحب بہادر ریاست

محمود آباد کی صدارت میں ایک نہایت عظیم الشان جلسہ کیا گیا جس میں شہر کے تمام عمائد رؤسا
بیرسٹر، وکلا، علما، موجود تھے ۔

ایک زندہ زبیدہ خاتون کی عظیم الشان فیاضی

صاحبو! خوش نصیبی سے جب اچھے دن آنیکو ہوتے ہیں تو ہر طرف سے خوشی کے
سامان مہیا ہوتے جاتے ہیں، ایک زمانہ وہ تھا کہ ہم اس بات کو ترستے تھے کہ دو بیگہ
زمین کسی عمدہ موقع پر ہمکو دار العلوم کے لیے ملجائے اسکے لیے کیا کیا کوششیں نہیں
کیں مگر نہ ملنا تھی نہ ملی۔ جب زمانہ ہموار ہوا تو نہایت آسانی سے ۳۲ بگیہ زمین لکھنؤ کے
بہترین موقع پر ہمکو ملگئی ادہر زمین کی کارروائی جاری تھی اُدھر غیب سے دوسرا سامان
ہو رہا تھا زمین بھی ملجاتی اور روپیہ ہمارے ہاتھ میں نہوتا تو اُسکا ملنا نہ ملنا بیکار تھا ۔

ہماری خوش قسمتی سے **خان بہادر مولوی حاجی رحیم بخش صاحب بہادر**
سی ۔ آئی ۔ ای بھاولپور اسٹیٹ کے کونسل آف رجنبسی کے پریسیڈینٹ مقرر ہوئے
جناب ممدوح کو ندوۃ العلما کے ساتھ ہمیشہ سے دلاویزی تھی اُنکے اس معزز عہدہ پر
معزز ہونیسے ہم سب کو مسرت کا ہونا لازمی امر تھا ہمنے ارکان ندوۃ العلما کی طرف سے
اظہار مسرت و مبارکباد پیش کی اور اُنسے اس بات کی اجازت چاہی کہ ندوۃ العلماء کا
وکیل بھاولپور جاکر اُنکی مہربانی سے فایدہ اٹھائے جناب ممدوح کے حوصلہ دلانے سے
ندوۃ العلماء کے سرگرم اور نہایت قابل وکیل **مولوی غلام محمد صاحب شملوی** کو
ہمنے ہدایت کی کہ وہ بھاولپور جائیں، بھاولپور پہونچکر مولوی صاحب ممدوح نے اپنے
قابل قدر کوششوں سے بہت جلد ہر دلعزیزی حاصل کرلی اور دار العلوم کے لیے انھوں
نے کچھ کچھ چندہ بھی فراہم کیا اسکے ساتھ ہی یہ خیال اُنکو پیدا ہوا کہ بیگمات عالیہ کی خدمت
میں بھی دار العلوم کی ضرورتوں کو پیش کریں **ڈاکٹر محمد دین صاحب** میڈیکل افسر و مشیر

نصرلفات بہاولپور کی عنایت سے انکو ایسی کامیابی ہوئی اور اُنکی درخواست آسانی کیساتھ تحلسر اے شاہی میں پہونچ گئی - یہ امید نہیں تھی کہ اس درخواست پر ہمکو کسی طرح کی غیر معمولی کامیابی ہوگی مگر خدا کی عنایت و مہربانی جب شامل حال ہوتی ہے تو ایسی صورتیں پیدا ہو جاتی ہیں جو کسی کے وہم و خیال میں نہیں ہوتیں اسی کی ایک روشن مثال یہ ہے -

جناب معلی القاب رکن الدولہ نصرت جنگ حافظ الملک مخلص الدولہ ہز ہائینس نواب حاجی صادق محمد خاں صاحب بہادر عباسی جانشین خاس دام اقبالہ

کی

جدہ ماجدہ عالیجناب عصمت مآب دام اقبالہا

نے اپنی جیب خاص سے مبلغ پچاس ہزار روپیہ دارالعلوم کی عمارت کے لیے عنایت فرمانیکا ارادہ ظاہر کیا ڈاکٹر محمد دین صاحب نے اس معاملہ کو فوراً کونسل تک پہنچایا اور کونسل کی خواہش سے جناب مولوی محمد الدین صاحب معہ صیغہ مال و آنریری ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم بہاولپور (حال چیف جج) و ڈاکٹر محمد دین صاحب ڈکیل افسر مع ایک سپرنٹنڈنٹ کے لکھنؤ تشریف لاکر دارالعلوم کو معائنہ فرمایا اور اُن مقامات کو ملاحظہ کیا جہاں جہاں دارالعلوم کے بنانیکے ہم آرزومند تھے انکی واپسی کے بعد پچاس ہزار روپیہ کا گرانقدر عطیہ ہمکو حاصل ہوگیا جسکے لیے ہم تمام ارکان ندوۃ العلما ہمیشہ جناب عالیہ ممدوحہ کے شکر گذار رہینگے اور جب تک دارالعلوم کے در و دیوار قایم رہینگے زبانِ حال سے بیگم صاحبہ ممدوحہ کی فیاضی کو ظاہر کرتے رہینگے

گورنمنٹ عالیہ کی مہربانی کا دوسرا ثبوت

اسی اثنا میں ڈاکٹر ہار وتھر پروفیسر محمڈن کالج علیگڈھ لکھنؤ تشریف لاے اور دارالعلوم

کے کتب خانے کو دیکھنے کے ساتھ دارالعلوم کے طلبہ سے بھی ملے اور اُن سے گفتگو کرنے کے بعد اُنہوں نے یہ راے قائم کی کہ یہ مدرسہ نتیجہ تعلیم کے لحاظ سے نہ صرف ہندوستان بلکہ ممالکِ اسلامیہ کے مدارس میں سب سے بہتر مدرسہ ہے اُسی زمانہ میں شیخ شبیر حسین صاحب بیرسٹرایٹ لا و تعلقہ دار گدیہ نے انڈین ڈیلی ٹیلگراف لکھنؤ میں دارالعلوم کے متعلق ایک چٹھی شایع کرائی تھی اور اُس میں ڈاکٹر ہورو وتھنز کے معائنہ کا حوالہ دیتے ہوئے توجہ دلائی تھی کہ ملک اور قوم اور گورنمنٹ اس کی امداد کرے اُسی چٹھی کے حوالے سے ڈائرکٹر پبلک انسٹرکشن ممالک متحدہ نے ۱۲ جنوری ۱۹۰۹ء کو الہ آباد سے ایک چٹھی بھیجی جسکا مضمون یہ تھا کہ آیا انجمن کا ارادہ گورنمنٹ گرانٹ لینے کے لیے باقاعدہ درخواست دینے کا ہے یا نہیں اس چٹھی کے موصول ہونے پر جلسہ انتظامیہ کیا گیا اور موجودہ ممبران کی آراے حسبِ ذیل تجویز منظور ہوئی کہ ممبران ندوۃ العلما نے صاف طور پر یہ طے کر لیا ہے کہ مذہبی اور قومی ضروریات ہندوستان کا لحاظ رکھکر ندوۃ العلما نے جو اپنا دارالعلوم مجبور ہو کر قائم کیا ہے جس میں تعلیم اور نصاب کی نگرانی اُسکے ہاتھ میں ہے اگر گورنمنٹ نصاب و طرز تعلیم اور کلیۃً انتظام میں مداخلت کو لازمی نہ قرار دیگی تو گورنمنٹ سے ضرور امداد حاصل کرنی چاہیے۔ ۱۰ فروری ۱۹۰۹ء کو جلسہ نے یہ تجویز منظور کی اُسی دن صاحب ڈائرکٹر بہادر کو جواب بھیجا گیا اُسکا جواب ۲۷ فروری کو موصول ہوا اور آمد و خرچ کا نقشہ طلب کیا گیا اور یہ دریافت کیا گیا کہ کن دیگر مقصدہاے تعلیم کیلیے مدد کی ضرورت ہے اسکا مناسب جواب دیا گیا اور ایک عرصے تک خط و کتابت جاری رہی جس میں سب سے زیادہ ضروری اور قابلِ اظہار وہ چٹھی ہے جو ۲۱ جون کو نینی تال سے روانہ کی گئی تھی۔ اُس میں یہ صاف طور پر ظاہر کیا گیا ہے کہ محکمہ کو کوئی خواہش کسی طریقے پر تعلیم عربی میں دخل دینے کی نہیں ہے جو آپ مقرر کرنا چاہتے ہیں۔

آخر کار گورنمنٹ آرڈر مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۰۹ء کے ذریعے سے یہ مژدہ جانفزا

سنایا گیا کہ عالیجناب لفٹننٹ گورنر بہادر ممالک متحدہ نے پانسو روپیہ ماہوار دارالعلوم کے لیے منظور فرمائے ہیں نقل اسکی حسب مندرجہ ذیل ہے -

نقل گورنمنٹ آرڈر نمبر ۱۵۲۲ مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۰۸ء منجانب سی اچ بی کنڈیل ای سی-اس-انڈر سکرٹری گورنمنٹ صوبجات متحدہ بنام ڈائرکٹر پبلک انسٹرکشن صوبجات متحدہ

بجواب آپ کے خط نمبر الف ۴۸۷ مورخہ ۲۸- اکتوبر ۱۹۰۸ء کو مجھے ہدایت ہوئی ہے کہ ندوۃ العلما لکھنؤ کے لیے پانچسو ماہوار گرانٹ ایڈ کی منظوری کی اطلاع دوں (یہ رقم اس غرض سے دیجاتی ہے) تاکہ مجلس انتظامیہ انگریزی اور ریاضی کے مناسب تعلیم کا انتظام کرے اور موجودہ عربی کے ایک لائق پروفیسر اور ایک موزوں پرنسپل کی خدمات حاصل کرے کمیٹی کو سمجھا دینا چاہیئے کہ یہ مدد خالصتاً دنیاوی تعلیم کے لیے دیجاتی ہے اور یہ کہ دینی اور دنیاوی تعلیم کے درمیان ایک حد فاصل کھینچ دینا چاہئے اور نیز یہ کہ دنیاوی تعلیم کا معائنہ محکمہ کی جانب سے ہو سکیگا-

(۲) اس گرانٹ کی رقم موجودہ مالی سال میں محکمہ کے بجٹ کی بچت سے نکالنا چاہیئے

(۳) کاپی سکرٹری ندوۃ العلماء کے یہاں بھیجی جاے -

گورنمنٹ گرانٹ کے متعلق جسقدر خط و کتابت ہو چکی ہے وہ بطور ضمیمہ کے اسی رپورٹ کے ساتھ آپ کی خدمت میں پیش کرنیکی میں عزت حاصل کرتا ہوں - اسی سلسلہ میں مجھکو یہ بات بھی عرض کر دینی چاہیئے کہ اس عنایت آمیز عطیہ کے حاصل ہونے میں بھی ہمارے مخدوم کرم جناب خان بہادر کرنیل **عبدالمجید خاں** صاحب فارن منسٹر پٹیالہ کی تحریک شامل ہے جناب ممدوح نے پنجاب سے تشریف لاکر دوبار عالیجناب لفٹننٹ گورنر بہادر ممالک متحدہ سے

شرف ملازمت حاصل کیا اور دارالعلوم کے حالات عرض کیے اور دیر تک اسمیں گفتگو فرمائی لہذا ہم سب کو خان بہادر کے اس احسان کو بھی یاد رکھنا چاہیئے۔

دارالعلوم کے سنگ بنیاد نصب کرنیکا جلسہ

نواب لفٹننٹ گورنر بہادر ممالک متحدہ نے منظور فرمایا تھا کہ وہ دارالعلوم کا سنگ بنیاد اپنے ہاتھ سے رکھینگے یہ تقریب ۲۰ نومبر ۱۹۰۸ء کو عمل میں آئی چونکہ ندوۃ العلما کا سالانہ جلسہ بھی انھیں تاریخوں میں ہونیوالا تھا اسلیے دو طرفہ کشش کی وجہ سے اطراف ہند سے لوگ اُمنڈ آئے یہ کوئی تعطیل کا زمانہ نہ تھا ورنہ شاید منتظمین جلسہ انتظام مہمان داری مین ہمت ہار جاتے ۲۸ نومبر ۱۹۰۸ء کو تین ارکان انتظامیہ ندوۃ العلما نے ہز آنر کا استقبال کیا، اور صاحب کمشنر لکھنؤ نے معتمد دارالعلوم کو ہز آنر سے ملایا اور معتمد دارالعلوم نے ارکان انتظامیہ کا ایک ایک کرکے ہز آنر سے تعارف کرایا ہز آنر سرخ بانات کے خیمہ میں لیڈی صاحبہ کے ساتھ چاندی کی کرسی پر رونق افروز ہوے اول دارالعلوم کے قاری صاحب نے قرآن مجید کی چند آیتیں تلاوت کیں پھر ہز آنر کی خدمت میں اڈریس پیش کیا گیا جو ساٹن پر چھپا ہوا تھا اور زریں کار چوبی خریطہ میں رکھا ہوا تھا ہز آنر نے خود اپنے ہاتھ میں لیکر اڈیکا نگ کے حوالہ کیا، پھر سنگ بنیاد نصب کرنے کے لیے تشریف لے گئے، اور سنگ بنیاد نصب کرنیکے وقت دوبارہ قاری صاحب نے قرآن مجید کی تلاوت کی وہاں سے واپس آکر ہز آنر نے اڈریس کا جواب دیا اڈریس اور جواب دونوں چھپکر شائع ہو چکے ہیں جواب مین ہز آنر جس عنایت اور فیاضی کے ساتھ ندوۃ العلما کی ضرورت تسلیم فرمائی ہے وہ احسانمندی کے ساتھ ہمیشہ یاد رہیگی۔

ہز آنرنے ندوۃ العلماء کی ضرورت کا حسب مندرجہ ذیل فقروں میں اعتراف کیا ہے

بیشک آپنے جو مقاصد ندوہ کے قائم کئے ہیں یعنی تعلیم کی ترقی اور نصابِ عربی کی اصلاح اور مسلمانوں کے اخلاق کی درستی اور علمائے دین کے باہمی اختلاف کا دُور کیا جانا اور مسلمانوں کی عام فلاح و بہبودی کی ترقی یہ نہ صرف اس قابل ہیں کہ پیروان مذہب اسلام انکی حمایت و اعانت کریں بلکہ یہ ایسے کُل اشخاص کی حمایت و اعانت کے بھی قابل ہیں جو دوسرے مذہب کو صدق دل سے مگر غیر متعصبانہ طور پر مانتے ہیں۔ آپ پولٹیکل یعنی سیاست ملک کے معاملات سے احتراز کرتے ہیں اور ندوہ کے قیام کے متعلق قواعد میں سے ایک یہ ہے کہ آپ پولیٹکل معاملات سے کچھ تعلق نہ رکھینگے بجز اس حالت کے کہ گورمنٹ خود کسی مسئلہ کی نسبت آپ کی راے دریافت کرے یہ سُنکر بہت خوشی ہوئی کہ آپنے گورمنٹ برطانیہ کی نسبت خیالات وفاشعاری کا اظہار ایسے صاف الفاظ میں کیا ہے جنکے معنی میں کچھ شک نہیں ہوسکتا ہے اور مجھکو یقین ہے کہ آپ کا ندوہ اپنا اثر ۔۔ اسطرح ڈالیگا کہ حکام کی تائید ہو اور شورش و فساد و خیالاتِ بد اندیشی کی مخالفت کی جاے ؛؛

ایک دوسرے مقام پر ہز آنر دار العلوم کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں ؛

"صاحب ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم سے معلوم ہو کر مجھکو نہایت مسرت ہوئی کہ مشہور عالم زبان عربی ڈاکٹر ہارونہر صاحب کی راے میں آپ کا مدرسہ عربی ممالک متحدہ میں سب سے بہتر اور مکمل ہے صرف اسی مدرسہ میں عربی بطور مروج زبان کے سکھائی جاتی ہے اور علم ادب عربی کی محض بغرض تحصیل علم تعلیم دی جاتی ہے۔ میں یقین کرتا ہوں کہ کُل ملک ہند میں

صرف یہی ایسا مدرسۂ عالی ہے جہاں مولویوں کو درس دینے کی تعلیم دی جاتی ہے آپکا منشاء یہ ہے کہ یہاں کے طلبہ کو عمدہ تربیت و تعلیم دیجائے اور اُن میں امانت و تربیت اور وفا شعاری کے خیالات قائم کیے جائیں۔"

"ندوۃ العلماء کے سالانہ جلسے"

۲۸- نومبر کو دار العلوم کے سنگِ بنیاد نصب کرنے کا جلسہ ہوا- ۲۹ و ۳۰ نومبر ندوۃ العلماء کے سالانہ جلسے نہایت کامیابی سے انجام پائے چونکہ ان جلسوں کی مفصل رپورٹ علیحدہ شائع نہیں ہوئی لہٰذا ان جلسوں کی کیفیت کسیقدر تفصیل کے ساتھ بیان کرنیکی میں آپ سے اجازت چاہتا ہوں- جنابِ من! ندوۃ العلماء کے بارہویں اجلاس کا کامیابی اور شان و شوکت کیساتھ آغاز ہوا تھا اور اُسی تزک اور احتشام کے ساتھ اُسکا انجام ہوا- مہمانوں کے قیام و طعام اور تمام لوازم مہمانداری کا ساز و سامان اُسیطرح سے کیا گیا- جیساکہ اس جلسے کے لیے مخصوص ہے-

۲۹- نومبر کو ۱۰ بجے سے اجلاس اول شروع ہوا سب سے پہلے ندوۃ العلماء کے عام قاعدہ کے موافق جناب قاری حسن افندی صاحب نے قرآن مجید کی چند آیتیں تلاوت کیں- اُسکے بعد مولوی شاہ محمد سلیمان صاحب چشتی قادری باتفاق آراء اس جلسے کے صدر نشین منتخب ہوئے- اور جناب ممدوح نے تقریرِ صدارت سے حاضرین کو مستفید فرمایا اسکے بعد مولانا شبلی نعمانی نے اپنا ترکیب بند پڑھا جو چھپکر شائع ہو چکا ہے- اِسکے بعد مندرجۂ ذیل تجویزیں منظور ہوئیں-

تجویز نمبر ا- ندوۃ العلماء کا یہ سالانہ اجلاس عام گورنمنٹ صوبجات متحدہ کی اُس فیاضانہ ہمدردی کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہے جس سے اُنھوں نے دار العلوم ندوۃ العلماء کے لیے یہ وسیع اور خوش فضا قطعۂ زمین عنایت کیا اور چھ ہزار روپیہ

سالانہ کی بیش بہا امداد دارالعلوم کے لیے عطا فرمائی۔

تجویز نمبر ۲۔ ندوۃ العلماء کا یہ سالانہ جلسہ عام ہر ہائنس بیگم صاحبہ بھاول پور دام اقبالہا کا شکریہ ادا کرتا ہے کہ انھوں نے شاہانہ فیاضی سے تعمیر دارالعلوم کے واسطے پچاس ہزار روپیہ عنایت فرمایا۔

تجویز نمبر ۳۔ ندوۃ العلما کا یہ سالانہ جلسہ عام گورنمنٹ عالیہ برطانیہ اور ہز مجسٹی حضور قیصر ہند دام اقبالہم اکے ساتھ مسلمانوں کے مسلمہ وفاداری کا اعلان کرتے ہوئے اس بیجا شورش اور فساد سے جو بعض اطراف ملک میں نمودار ہے دلی نفرت کا اظہار کرتا ہے

ان ضروری تجویز کی منظوری کے بعد نماز ظہر کے لیے جلسہ برخاست کیا گیا اور بعد نماز کے پھر کارروائی شروع ہوئی سب سے پہلے مولوی شبلی صاحب نعمانی نے مجلس کی فرمائش اور صدر انجمن صاحب کی اجازت سے اپنا ترکیب بند دوبارہ سنایا اور جوش میں آکر لوگوں نے اُس کی مطبوعہ کاپیاں ایک ایک روپیہ میں خریدکیں اور نواب علی حسن خاں صاحب نے ایک کاپی تیس روپیہ میں خرید فرمائی اُسکے بعد طلباے دارالعلوم پیش کیے گئے۔ جناب سیٹھ محمد حسن صاحب مقبہ رئیس بمبئی نے ایک عبارت دی جسمیں زیادہ تر قانونی اور تمدنی الفاظ تھے اور یہ فرمایش کی کہ اسکا ترجمہ عربی میں اسیوقت طلبہ کردیں چنانچہ چار طالب علموں نے اُسیوقت نہایت فصیح و بلیغ عربی عبارت میں اُسکا ترجمہ کیا اُسکے بعد ایک طالب علم نے عربی میں نہایت شستہ و رفتہ تقریر کی جسپر تمام حاضرین نے تحسین و آفرین کی اور جناب صدر انجمن صاحب اور جناب بابو نظام الدین رئیس امرت سر نے دس دس روپیہ کا نوٹ بطور انعام کے عنایت فرمایا اُس طالب علم نے اُس نوٹ کو اُس ایثار نفسی کی بنا پر جو طلباے دارالعلوم کی سرشت میں ہے دارالعلوم کو دیدیا اسپر شمس العلما مولوی شبلی نعمانی نے فرمایا کہ وہ تعلیم کا نمونہ تھا اور یہ تربیت کا معیار۔

اس تقریر کا حاضرین پر ایسا بہتر اثر ہوا کہ دار العلوم کے لیے چندہ عام کی تحریک پیدا ہو گئی اور تقریباً آٹھ سو بیس روپیہ سالانہ کے وعدے لوگوں نے اُسی جلسہ میں فرمائے اور دارالعلوم میں چند کمروں کے بنانیکا منشا بھی لوگوں نے ظاہر کیا اُسکے بعد جلسہ برخاست کیا گیا۔

شب کو ڈاکٹر ضیاءالدین صاحب پروفیسر محمڈن کالج سے نظام بطلیموسی و نظام فیثاغورسی پر ایک مبسوط لکچر دیا اور تمام عملی تجربات دکھائے اُسکے بعد پروفیسر فیروز الدین صاحب نے طبیعات و برقیات کے متعلق نہایت عمدہ عملی تجربے دکھلائے جسکو علما و طلبا و تمام حاضرین نے نہایت شوق سے دیکھا اور محظوظ ہوئے۔

دوسرے دن بھی اسی ترتیب سے جلسہ کا آغاز و انجام ہوا اس جلسہ کے صدر انجمن خان بہادر مولوی ابوالخیر فصیحی غازیپوری قرار پائے تھے۔ اس جلسہ میں مولوی عبدالودود صاحب سکرٹری انجمن تقویۃ الایمان ڈیک نے تحریک کی کہ ندوۃ العلما و انجمن تقویۃ الایمان کو جو خالص الاسلام کی اشاعت اور آریونکے حملے کی مدافعت کے لیے قایم کی گئی ہے اپنی سرپرستی میں لے اُنھوں نے تفصیل کے ساتھ آریوں کے حملونکا ذکر کیا اور اسکے انجمن کی ضرورت ظاہر کی مولوی غلام محمد صاحب شملوی نے اس کی تائید کی اور یہ تجویز بالاتفاق منظور ہوئی۔

اُسکے بعد یہ تجویز منظور ہوئی کہ ہندوستان کے ہر ہر شہر سے کم از کم ایک ایک کمرہ دارالعلوم میں تعمیر کرنی کی جس کی لاگت تخمیناً ایکہزار ہوگی درخواست کی جائے اس تجویز کو پیش کرتے ہوئے مولوی شبلی صاحب نعمانی نے دین و دنیا کے تعلقات پر نہایت بسط و تفصیل کیساتھ تقریر فرمائی مولوی حبیب الرحمن خاں صاحب شروانی رئیس بھیکن پور و مولوی غلام محمد صاحب شملوی و دیگر حضرات نے اسکی تائید کی اور بالاتفاق یہ تجویز بھی منظور ہوئی اور اُسیوقت چند کمرونکے لیے لوگوں نے وعدے بھی فرمائے اسکے بعد معتمد ندوۃ العلماء نے رپورٹ سالانہ اور جمع خرچ پیش کیا اور وقت کی

تنگی کی وجہ سے صرف جمع خرچ سے مداخل و مخارج کو بالاجمال بیان کیا مگر بعض لوگوں نے اسپر نکتہ چینی کی اور اسی بات کے طالب ہوئے کہ اُنکو تفصیل سب چیزونکی بتائی جائے لہذا اُنھوں نے ہر چیز کو تفصیل وار بیان کیا اور گزارش کی کہ اگر کسی صاحب کو حساب کتاب کے متعلق اطمینان درکار ہو تو دفتر میں قدم رنجہ فرماکر تمام رجسٹروں کو ملاحظہ فرماکر اور بغور و تامل دیکھکر اطمینان فرما سکتے ہیں۔

اسکے بعد اُن حضرات کا شکریہ ادا کیا گیا جنھوں نے اس جلسے کے لیے ہر طرح کی سہولتیں بہم پہونچائی تہیں اور مدد دی تہی۔ خصوصاً جناب مسٹر جا بلنگ صاحب ڈپٹی کمشنر لکھنؤ و جناب راجہ سر علی محمد خان صاحب والی محمود آباد و راجہ نوشاد علی خانصاحب تعلقہ دار سیلا رائے گنج و مسٹر شاہد حسین صاحب تعلقہ دار گدیہ سکرٹری انجمن تعلقہ داران اودھ و منشی احتشام علیصاحب رئیس کاکوری و مسٹر شبیر حسین صاحب بیرسٹرایٹ لا و خواجہ سید فرید الدین صاحب آنریری مجسٹریٹ لکھنؤ و خواجہ قطب الدین صاحب و دیگر عمائد و رؤسائے لکھنؤ کا جنکی خدمتیں ہر طرح سے دلی شکرگزاری کے قابل ہیں۔

منشی احتشام علیصاحب نے خاص طور پر مولوی غلام محمد صاحب شملوی کی خدمات کا اظہار کیا اور اُن کی حُسن خدمات کے صلہ میں تحریک کی کہ اُنکو ندوۃ العلما کی طرف سے ایکسو روپیہ کا ایک چاندی کا تمغہ عطا فرمایا جائے یہ تجویز منظور ہوئی اور منشی صاحب نے تیس روپیے اِس مد میں اپنی طرف سے عنایت کیے اور تمام حضرات یہ کہکر رخصت ہوئے۔ ع۔ خوابِ خوشی دیدم و دیگر مپرس۔

کارروائی مجلسہائے انتظامیہ

صاحبو! قاعدہ کی رُو سے سال میں تین مرتبہ جلسۂ انتظامیہ کا منعقد ہونا ضروری ہے

لیکن بصد نہایت افسوس کے ساتھ ظاہر کرنا پڑتا ہی کہ اس سال صرف دو جلسے ہوئے لیکن ساتھ ہی اسکے یہ بھی ہی کہ جو جلسے ہوئے وہ اپنی اہمیت کے اعتبار سے نہایت عظیم الشان ہوئے ان دونوں جلسوں میں ۱۵ تجویزیں منظور ہوئیں جن میں سے ۸ تجویزیں دارالعلوم کے متعلق تھیں جن میں ترتیب نصاب عربی وانگریزی پر نظر ثانی کی گئی درجہ اعلی کا افتتاح ہوا۔ اُسکا نصاب مرتب کیا گیا جسکے تفصیلی حالات دارالعلوم کی رپورٹ سے آپ کو معلوم ہونگے، اور چار تجویزیں وقف علی الاولاد کے متعلق ہوئیں جسکے تفصیلی حالات اور ابتک اسکے متعلق جو کچھ کارروائی ہوئی ہی عنقریب آپکو معلوم ہونگے اور پانچ تجویزیں اشاعت اسلام کے متعلق تھیں منجملہ اُنکے ایک تجویز یہ تھی کہ دارالعلوم کے فارغ التحصیل طلبہ کو وظیفہ دیکر جناب مولانا شاہ محمد سلیمان صاحب کے ساتھ رکھا جائے تاکہ جناب موصوف اُنھیں وعظ کی تعلیم دیں لیکن افسوس ہی کہ اس تجویز پر جناب شاہ صاحب کی علالت اور تردوات اور تفکرات نے عملی کارروائی کا موقع نہ دیا اُسکے بعد کے جلسے میں مولوی شبلی صاحب شمس العلماء کے متعلق یہ صیغہ بھی کر دیا گیا اور چار تجویزیں دارالعلوم کے متعلق تھیں جنمیں یہ تجویز بھی تھی کہ ایک بلڈنگ کمیٹی قائم کیجائے جو تعمیر کے متعلق تمام کاروبار کو انجام دے۔

دوسری تجویز یہ تھی کہ دارالعلوم کے ساتھ تعمیر دارالاقامہ اور تعمیر مسجد کا بھی کام شروع ہو اور ملک سے درخواست کیجائے کہ ہر شہر سے ایک ایک کمرہ بنانیکا انتظام روساے شہر اپنے ذمہ لیں۔ اس تجویز کو عملی قالب میں لانے میں پوری کوشش کی جارہی ہی۔

عام اغراض ندوۃ العلماء کے متعلق تین تجویزیں منظور ہوئی تھیں جن میں سے ایک تجویز یہ تھی کہ ضلع جالندھر کے زمینداروں اور نمبرداروں نے اس بات کو منظور کیا ہے کہ رقم کو وہ بجاے فضول کاموں پر صرف کرنیکے اُسکو یکجا کرکے کسی انجمنوں کی

کی امداد پر صرف کیا جاے اور ہر ایک انجمن کی طرف سے ایک واعظ بھیجا جاے جو وعظ
کریں اور اس قسم کی رقوم کو جمع کریں اور واعظوں کی تنخواہوں کا بار انجمنوں کے ذمہ ہوگا۔
چنانچہ اسی تحریک کی بنا پر مولوی غلام محمد صاحب ہوشیارپوری کا تقرر ہوا اور مولوی
صاحب وہاں تشریف لے گئے وہ تین ماہ تک کام کیا اور مختلف جگہوں کا دورہ فرمایا
تین مہینے کے دورہ میں کوئی مفید نتیجہ نہیں نکلا۔

دوسری تجویز ترمیم دستورالعمل کے متعلق تھی کہ اُسکو ضروریات موجودہ سے کہافی
ازسرِنو مرتب کیا جاے اور تمام ارکانوں سے درخواست کیجاے کہ وہ اپنے اپنے
خیالات کے لحاظ سے اسکی کمی و بیشی کرکے دفتر ندوہ میں بھیجدیں اور دفتر سے تمام رائیں
سید ظہور احمد صاحب وکیل لکھنؤ کے پاس بھیجدی جائیں وہ اُنکو مرتب کرکے دفتر
میں بھیجدیں اسکے بعد دفتر اسکو چھپوا کر شائع کرے اور تمام اراکین و بہی خواہان
ندوہ کے پاس بھیجا جاے کہ وہ لوگ اسپر نظر ثانی فرماکر جو کچھ کمی و بیشی ہو اُسکو دور کرکے
دفتر میں بھیجدیں اسکے بعد جلسہ خاص میں پیش کرکے منظوری حاصل کیجاے اس تجویز
کی تعمیل دفتر نے کی اور تمام رائیں بہت محنت سے مرتب کرکے سید صاحب موصوف
کی خدمت میں بھیجدیں مگر سید صاحب ان دنوں غیرمعمولی طریقے سے عدیم الفرصت رہے
اسلیے بقیہ کارروائی میں غیرمعمولی توقف ہوا آخرکار ۱۶۔ جنوری سنہ ء کے جلسہ انتظامیہ
میں یہ راے قرار پائی کہ سید ظہور احمد صاحب سے درخواست کی جاے کہ وہ ازراہ
عنایت ۱۵ دن میں اسکو پورا کردیں ورنہ اُنسے کاغذات لیکر منشی اطہر علی صاحب بی اے
وکیل کے متعلق یہ خدمت کیجاے مگر یہ کاغذات ابتک دفتر میں واپس نہیں آئے
تیسری تجویز اُسی وقف کے متعلق تھی جسکو جناب نواب عظمت علیخاں بہادر مرحوم رئیس
کرنال نے کیا تھا اُس جائداد پر نواب صاحب مرحوم کے ورثا نے قبضہ کرلیا ہے۔ مظفرنگر
میں ایک سب کمیٹی قائم ہوئی ہے جسنے مقدمہ کی پیروی اپنے ذمہ لی ہے اُس کے

سکرٹری نے ندوۃ العلماء سے بھی خرچ دینے اور مقدمہ لڑنے کی خواہش کی تھی اس کے متعلق یہ تجویز منظور ہوئی کہ مولوی حبیب الرحمن خاں صاحب رئیس بھیکن پور و رکن انتظامی ندوۃ العلماء نواب وقار الملک بہادر اور سکرٹری انجمن حمایت اسلام سے گفتگو کر کے مطلع کریں جناب موصوف نے بذریعہ تحریر اطلاع دی کہ ہر دو صاحب پیروی مقدمہ کے لیے تیار ہیں اس بنا پر یہ تجویز قرار پائی کہ خاص خاص ارکان سے قرض حسنہ کے طور پر چندہ لیا جائے اور مصارف مقدمہ کے لیے روپیہ فراہم کیا جائے چنانچہ اسوقت تک مختلف اصحاب کے چندہ سے تقریباً ڈھائی سو روپیہ جمع ہوا جو بعد کو فیاض معطوں کی خدمت میں واپس کر دیا گیا ہے۔

چوتھی تجویز یہ قرار پائی کہ ارکان انتظامیہ سے درخواست کی جائے کہ جب وہ جلسہ انتظامی میں تشریف لائیں تو دارالعلوم اور دفتر کا معائنہ ضرور کریں اس کی عملی کارروائی کی گئی اور وقتاً فوقتاً جب ارکان تشریف لائے اپنے فرائض کو نہیں بھولے۔ اس مختصر بیان سے آپکو معلوم ہوا ہوگا کہ اراکین جسکے متعلق دارالعلوم ندوۃ العلماء کا کام سپرد کیا گیا ہے وہ اپنے اپنے فرائض منصبی کو بھولے نہیں بلکہ اپنے اوقات عزیز کا بہت بڑا حصہ صرف کیا۔

کارروائی مجلسہائے ماتحت

مجلسہائے ماتحت کی کارروائی مختصراً یہ ہے کہ اسوقت تک ۲۷ مقاموں پر معین الندوہ کے نام سے ماتحت انجمن قائم ہیں جسمیں سے بعض کا عدم وجود دونوں برابر ہیں اور بعض کا وجود صرف صفحہ کاغذ پر رہگیا ہے اور بعض نے اپنے ذمہ صرف یہ کام مقرر کر لیا ہے کہ جلسہ کے اشتہارات و اعلان کو تقسیم کرا دیں بعض انجمنیں ایسی بھی ہیں جنھوں نے اپنا فرض منصبی سمجھکر ندوۃ العلما کو معتد بہ مالی فائدہ پہونچایا ہے سب سے زیادہ اسوقت معین الندوہ مدراس قابل ستائش ہے جسکے سکرٹری ہمارے معزز

رکن انتظامی مولانا عبد السبحان صاحب تاجر رئیس اعظم ہیں جنھوں نے اپنا عزیز وقت صرف کرکے بہت کچھ مالی فائدہ پہونچایا ہی اسکے بعد معین الندوہ شملہ کا نمبر ہے تیسرا نمبر معین الندوہ کوھاٹ کا ہی جسنے اوروں کے اعتبار سے تھوڑا بہت فائدہ ندوۃ العلماء کو پہونچایا ہے ان انجمنوں کے علاوہ اور کسی انجمن کی ایسی کوئی کارروائی نہیں ہوئی جسکا اظہار ضروری ہو۔

کارروائی جائداد ہاے موقوفہ

جب ندوۃ العلماء کا سالانہ جلسہ شاہجہانپور میں ہوا اتفاقاً اسوقت لوگوں نے ندوہ کے لیے جائدادیں وقف کی تھیں جن میں سے جناب عبد الواحد خاں صاحب مرحوم کی جائداد پر انکے انتقال کے بعد ورثا نے قبضہ اور داخلخارج اپنے نام کرانا چاہا اور منسوخیت وقف کا دعوی کیا

چنانچہ سال زیر بیان کے جلسہ انتظامیہ میں یہ تجویز منظور ہوئی تھی کہ تمام کاغذات متعلقہ جائداد سید ظہور احمد صاحب وکیل و مرزا سمیع اللہ بیگ صاحب کو دکھاے جائیں اگر انکی راے ہو کہ مقدمہ چلسکتا ہے تو مقدمہ کی کارروائی کی جاے اور ایک سب کمیٹی قائم کی جاے کہ وہ بعد حصول راے وکلاء کے مقدمہ چلانیکی کارروائی کرے اسکے متعلق جوکچھ کارروائی ہوئی اُسکا خلاصہ یہ ہی کہ ندوہ کے نام داخل خارج ہوگیا ہے اور ندوہ کی طرف سے ایک کارندہ مقرر کرکے قبضہ کرنیکے لیے بھیجدیا گیا ہے۔ چندوسی ضلع مرادآباد میں ندوۃ العلماء کے لیے ایک دوکان وقف کی گئی تھی لیکن مدت کے بعد ہمارے معزز اور ہمدرد رکن ندوہ مولوی عبد الحی صاحب وکیل چندوسی کی کوششوں سے اس سال اُسپر قبضہ ہوگیا اور کرایہ پر دیدی گئی خدا سے دعا ہے کہ اور حضرات بھی اسکی تقلید کریں اور ندوۃ العلما کے لیے مستقل سرمایہ کا انتظام فرمائیں۔

دورہ وفود

سال زیر بیان میں ایسے اسباب پیش آگئے جنسے دورہ وفود کا کام اچھی طرح انجام نہ پا سکا پھر بھی ایک وفد پشاور۔ کوہاٹ وغیرہ کا دورہ کر آیا جسکے ممبر جناب شمس العلما مولانا شبلی صاحب نعمانی معتمد دار العلوم اور جناب مولانا شاہ محمد سلیمان صاحب پھلواروی تھے جس طرح ہاتھوں ہاتھ لوگوں نے ہمارے معزز ممبرونکو لیا اور جس جوش وخروش سے استقبال کیا وہ قابل شکر گذاری ہی اسکے علاوہ وہاں کے باشندوں نے ایک معتدبہ رقم چندہ کر کے ندوۃ العلماء کی امداد کی اور کوہاٹ میں ایک معین الندوہ قائم کی اسی کے ساتھ نئے بورڈنگ کے لیے ایک کمرہ مسلمانان کوہاٹ کی طرف سے بنوانے کی تجویز منظور کی۔

عام حالات

کارروائی مذکورۂ بالا سے آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ اس سال بھی وفود اور وکلا کے دورے اچھی طرح پر نہیں ہوے لیکن جو کچھ ہوے وہ نہایت کامیاب ہوے مسلمانوں نے ندوۃ العلماء کے ساتھ زیادہ دلچسپی اور دلاویزی ظاہر کی جسکی کیفیت موصولہ اور مجاریہ اور ارکان چندہ دہندگان کی تعداد سے معلوم ہو سکتی ہی سال زیر بیان میں جو خطوط باہر روانہ کیے گئے اُنکی تعداد ۲۹۲۴ ہی جو خطوط باہر سے دفتر میں آئے اُنکی تعداد ۱۱۲۰ ہے اور جو کتابوں کے پلندے باہر روانہ کیے گئے اُنکی تعداد ہے اور کل چندہ دہندگان کی تعداد ۴۰۰ ہی اسکے علاوہ چند حضرات رکن اعزازی بھی ہیں جنکے نام ماسبق کی رودادوں میں شائع ہو چکے ہیں۔ اسکے ساتھ ایک حادثہ عظیم کا بھی ذکر کیے بغیر نہیں رہ سکتا وہ حضرت مولانا شیخ حسین بن محسن الانصاری الیمانی کی وفات حسرت آیات ہے۔ آپ اس آخری دور میں فن حدیث میں اپنا مثل نہیں رکھتے

تھے جلسہ انتظامیہ سال زیر بیان میں یہ تجویز منظور ہوئی تھی کہ جناب شیخ صاحب مرحوم کو تعلیم حدیث کے لیے تکلیف دیجاے اور دار العلوم میں جناب موصوف اس خدمت کو انجام دیں لیکن افسوس زمانہ نے مہلت ندی اور طلباء دار العلوم کو اُن سے استفادہ کا موقع نہ ملا۔

ایک دوسرا حادثہ جناب مولانا محمد رونق صاحب چڑیا کوٹی کے وفات کا ہے آپ کی ذات گرامی اس زمانہ پرآشوب میں باعتبار فضل وکمال کے مغتنمات سے تھی ایک مدت دراز تک آپ دار العلوم کے مدرس اعلیٰ رہ چکے تھے چند روز بوجوہ ناگزیر دار العلوم کی خدمت سے سبکدوش ہوکر اپنے مکان پر اقامت کی تھی سال زیر بیان میں جب علم ادب اور علم کلام کا درجہ اعلی کھولا گیا تو جناب موصوف کا علم ادب کے پروفیسر اول کی خدمت پر تقرر ہوا لیکن افسوس ہے کہ اُنکا وقت آگیا تھا داعی اجل کو لبیک کہتے ہوے اس دار فانی سے تشریف لے گئے۔

جمع خرچ

یہ آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ ندوۃ العلما اور دار العلوم کے خزانے الگ الگ ہیں ایک مد کا روپیہ دوسری مد میں صرف نہیں ہوتا ندوۃ العلماء کی آمدنی چندہ رکنیت اور عطیات پر شامل ہے جس میں بڑا عطیہ سرکار عالی حیدرآباد دکن کا ہے یہ روپیہ تنخواہ ملازمین ندوۃ العلما اور ڈاک و طبع وغیرہ میں صرف کیا جاتا ہے۔ دار العلوم کی آمدنی کا مدار عطیات اور وظائف پر ہے عطیات میں سب سے بڑی رقم سرکار عالیہ بھوپال کی فیاضی کا نتیجہ ہے اسکے بعد بہاول پور کا عطیہ تین سو روپیہ سالانہ ہے اسکے بعد ہم اپنی گورنمنٹ کے عطیہ کا بھی ذکر کرنا ضروری سمجھتے ہیں جو ہماری دینوی تعلیم کے لیے عطا ہوا ہے یہ عطیہ ایک نعمت غیر مترقبہ ہے جسنے ہمکو دنیاوی تعلیم اور کوشش سے سبکدوش کردیا۔

یہ تمام روپیہ مدرسین و ملازمین دارالعلوم و طلبہ کی خور و نوش میں صرف کیا جاتا ہے
اسکے ساتھ ہی حتی الامکان اس بات کی کوشش کی جاتی ہی کہ ایک مد کا روپیہ دوسری
مد میں نہ صرف ہو خصوصاً زکوٰۃ وغیرہ کے روپیہ میں پوری طور پر یہ امر ملحوظ ہوتا ہے کہ
اُسی کے مصارف میں صرف ہو مالی انتظام ایک ایسے شخص کے متعلق کیا گیا ہے
جو نہ صرف ہمارے معتمد علیہ بلکہ صیغہ مال براہ راست ایک سب کمیٹی کے متعلق ہے
جسکے سکرٹری جناب منشی احتشام علیصاحب رئیس لکھنو ہیں۔ خزانہ الہ آباد بنک میں
رہتا ہے اور روپیہ نکالنے کے لیے چک پر دو ممبران مال کے دستخط کا ہونا شرط کر دیا
گیا ہے۔

تمام ارا کین انتظامی سے یہ درخواست کی گئی ہی کہ جب وقتاً فوقتاً دارالعلوم میں
تشریف لائیں تو حسابات وغیرہ کی جانچ پڑتال کرلیں کہ روپیہ بموقع اور فضول تو صرف
نہیں ہوا ہے غرض یہ ہے کہ تحفظ مال کی جو صورتیں ممکن تھیں اُپر عمل درآمد ہوتا ہے اور
اب بھی اسکے متعلق ہم تمام مفید تجویزوں اور مشوروں کے قبول کرنیکو تیار ہیں جو ذی سلیقے
اور صاحب تجربہ اشخاص کی طرف سے وقتاً فوقتاً پیش ہونگے۔

مولانا سید عبد الحی صاحب کے بعد اگرچہ پروگرام کی ترتیب کے لحاظ سے شمس العلما
مولانا شبلی نعمانی دارالعلوم کی رپورٹ پیش کرنے والے تھے لیکن بعض مصالح کے
لحاظ سے جناب صدر انجمن صاحب نے تحریک کی کہ رپورٹ کے پیش کرنے سے
پہلے جناب شمس العلما مولانا شبلی صاحب نعمانی مقاصد ندوۃ العلماء پر تقریر کریں۔
چنانچہ مولانا ے موصوف کھڑے ہوے اور تقریباً ایک گھنٹہ تک حسب ذیل تقریر
کی :-

شمس العلماء مولانا شبلی

کا لکچر

ندوۃ العلماء کی ضرورت پر

حضرات! میں اسوقت جس عنوان پر تقریر کرنے کے لیے کھڑا ہوا ہوں وہ اس سوال کا طے کرنا ہے کہ قوم کو ندوۃ العلماء یعنی ایک مجمع علماء کی ضرورت ہے یا نہیں؟
اس مسئلہ کے طے کرنے کے لیے پہلے یہ طے کرنا چاہیئے کہ قوم کی کچھ مذہبی ضرورتیں ہیں یا نہیں؟ مذہبی ضرورت، اور مذہبی ترقی کا لفظ، گو آجکل جدید گروہ میں چنداں گوش آشنا نہیں ہے لیکن "قومی ضرورت" اور "قومی ترقی" کے جملے اسقدر، اور اس بلند آہنگی سے بار بار دُہرائے گئے ہیں کہ تمام ملک اس صدا سے گونج اُٹھا ہے۔
اب سوال یہ ہے کہ مسلمانوں کی قومیت کیا ہے؟ دنیا کی تمام قوموں کی قومیت، ملک یا نسل یا خاندان کی بنا پر ہوتی ہے، مثلاً یہودی وہ قوم ہے جو بنی اسرائیل کے خاندان سے ہو، اگر اور کوئی شخص یہودیوں کے تمام معتقدات پر ایمان لائے تو وہ یہودی نہیں ہو سکتا اور اسکو یہودیوں کے مذہبی اور ملکی حقوق نہیں حاصل ہو سکتے، یورپین قوموں کی قومیت، ملک کی بنا پر ہے، کسی اور ملک کا آدمی اگر عیسائی ہو جائے تو اُسکو وہ ملکی حقوق نہیں حاصل ہو سکتے، جو یورپ کو حاصل ہیں ایک یورپین پادری جب افریقہ یا ایشیا میں عیسائیت کا وعظ کہتا ہے لوگوں سے کہتا ہے کہ اگر تم عیسائی ہو جاؤ تو گو تم اس ذلیل دنیا میں، یورپین حقوق میں ہمسر نہ ہوگے، لیکن قیامت میں تم کو اور یورپین کو ایک ہی رتبہ حاصل ہوگا، یعنی یسوع کے دائیں پہلو میں جگہ ملیگی،
لیکن مسلمانوں کی قومیت، نہ ملک پر ہے، نہ خاندان پر، نہ رنگ پر، بلکہ جو شخص لا الٰہ الا اللہ کہدے، وہ دفعۃً مسلمان ہو کر، تمام مذہبی اور ملکی حقوق میں، کل مسلمانوں کا

ہمسر ہو جاتا ہے۔ اگر ایک بھنگی یا چمار، کلمۂ توحید پڑھ کر، قسطنطنیہ کی جامع مسجد میں چلا جائے اور سلطان کے پہلو میں کھڑا ہو جائے تو سلطان کو اس کہنے کی جرأت نہیں ہو سکتی کہ "ہٹ جا" ایک چمار، شاہنشاہ ٹرکی کے پہلو میں کھڑا نہیں ہو سکتا، کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس سے بالاتر عدالت سے چمار نے یہ حکم صادر کرا لیا ہے کہ انما المومنون اخوۃ مسلمان سب بھائی بھائی ہیں"

یہ صرف قول نہیں ہے بلکہ اسلام کی ابتدائے تاریخ سے آج تک، علانیۃً اسپر عمل رہا ہے۔ اسی اصول کی بنا پر دنیائے اسلام کے سب سے بڑے تاجدار (عمر فاروق) نے ایک حبشی غلام کے مرنے کے وقت کہا تھا، الیوم مات سیدنا۔ آج ہمارا آقا مر گیا، اسی اصول نے ایک خواجہ سرا غلام (کافور) کو مصر و شام کا حکمران بنا دیا تھا اور حرمین میں اُسکے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا، اور یہی اصول تھا جسنے عرب و عجم، غلام اور آقا، شریف اور رذیل، امیر اور غریب کا تفرقہ بالکل مٹا دیا تھا ؎

کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

اس بنا پر مسلمانونکی "قومی ترقی"، اور "قومی ضرورت"، کا مسئلہ در اصل "مذہبی ترقی" اور "مذہبی ضرورت" کا مسئلہ ہے قوم کا لفظ جو نہایت بلند آہنگی سے ہزاروں دفعہ دُہرایا گیا اور اُسنے کوئی زندگی نہیں پیدا کی اس کی وجہ یہی ہے کہ لفظ خود غلط تھا اس لفظ کو بدل کر اسلام کا لفظ اختیار کرنا چاہئے، ہماری قومیت ہمارا مذہب ہے، اور ہم میں یہی لفظ اور صرف یہی لفظ زندگی پیدا کر سکتا ہے، قوم کے غلط لفظ کے استعمال سے صرف یہی نقصان نہیں ہوا کہ وہ کوئی زندگی نہیں پیدا کر سکا بلکہ سخت نقصان یہ ہوا کہ قومی ترقی، قومی تعلیم، قومی زندگی، میں مذہبی پابندی اور مذہبی شعائر کا احساس نہیں باقی رہا ہے جو لوگ قومی ترقی کا سب سے زیادہ غل مچانیوالے۔ مذہب میں سب سے زیادہ بے پروا ہیں۔

اس امر کے تسلیم کر لینے کے بعد کہ قومی ضرورت کا مسئلہ ہے، سوال یہ ہے کہ آج مسلمانوں

کی کچھ مذہبی ضروریات ہیں یا نہیں؟ اور زمانہ کی نئی حالت نے، کچھ نئی ضرورتیں پیدا کردی ہیں یا نہیں؟

حضرات میںنے تمام ہندوستان کا دورہ کیاہے، اور (سندھ کے سوا) تمام مسلمانان ہندوستان کے حالات آنکھوں سے دیکھ چکا ہوں مجھکو ہرجگہ جو چیز سب سے زیادہ پرخطر نظر آئی وہ یہ ہوکہ مسلمانوں کا مذہبی احساس روز بروز کم ہوتا جاتا ہی انکو خبر نہیں ہوتی کہ کیا چیز ہاتھ سے نکلتی جاتی ہو، ہرجگہ آزادانہ بلکہ ملحدانہ خیالات پھیلتے جاتے ہیں آریہ ہرطرف چھائے جاتے ہیں، رسول اللہ صلعم، اور اسلام کی تاریخ کے متعلق نہایت غلط واقعات، انگریزی لٹریچر کے ذریعہ سے پھیل رہے ہیں انگریزی تاریخوں میں اسلام کو بزور شمشیر پھیلنے والا مذہب لکھاہے، یہ سب ہورہا ہی لیکن قوم کو احساس تک نہیں انصاف کرو، جدید تعلیم پھیلانے کے لیے کسقدر شور وغل برپاہے، کسطرح تمام ملک میں ہنگامہ مچ رہا ہی، کسطرح ملک کے ایک ایک کونہ میں اسکی منادی ہورہی ہی بے شبہہ یہ جو کچھ ہورہاہے بجا، اور بالکل بجاہے، اور ابھی اس سے بڑھکر ہونا چاہیے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ ان باتوں کے ساتھ ہم مذہبی حفاظت کے لیئے بھی کیا کررہے ہیں۔

اس موقع پر مجھکو تفصیل سے بتانا چاہیے کہ اسوقت کیا کیا مذہبی خطرات درپیش ہیں جسکے روک تھام کے لئے ہمکو تیار ہونا چاہیے، اور وہی جوش، وہی سرگرمی، وہی جاں نثاری ظاہر کرنی چاہیے جو دنیوی مقاصد کے لیے ہم کررہے ہیں۔

۱۔ سب سے پہلا اور سب سے بڑا خطرہ یہ ہی کہ یورپ کے افق سے ملحدانہ خیالات کی گھٹائیں اٹھکر ہمارے ملک کی فضا میں چھائی جاتی ہیں، ان خیالات سے نہ صرف وہ لوگ متاثر ہوتے ہیں جو انگریزی پڑھتے ہیں بلکہ واسطہ در واسطہ چپکے چپکے تمام قوم میں انکا زہر سرایت کرتا جاتاہے، سیکڑوں ہزاروں دل ہیں جن میں مذہب کی طرف سے شکوک پیدا ہوگئے ہیں، ہزاروں اشخاص کا خیال ہی کہ موجودہ فلسفی

تحقیقات نے مذہب کے بڑے بڑے مسائل باطل کر دیے، بہت سے لوگ جرأت سے کام لیکر علانیہ کہنے لگے ہیں کہ مذہب اور سائنس ایک جگہ نہیں رہ سکتے بہتوں کا خیال ہے کہ مذہب ایک اخلاقی قانون ہے اسکے لیے وحی یا الہام کی ضرورت نہیں،

۲- ایک دوسرا خطرہ یہ ہے کہ اسلامی احکام مثلاً تعدد ازواج - جواز غلامی - تعزیرات جرائم وغیرہ کی نسبت یورپ نے غلط تعبیری سے یہ خیالات پھیلا دیے ہیں کہ وہ تمدن اور انصاف کے خلاف ہیں، اور چونکہ یہ احکام خود قرآن مجید میں مذکور ہیں، اسلیے قرآن خدا کا کلام نہیں ہوسکتا،

۳- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاے راشدین کی تاریخ جسطرح یورپ نے لکھی ہے اس سے تقدس اور پاک باطنی کا خیال نہیں پیدا ہوتا، بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی، ایک فاتح- ایک جابر- ایک انتقام گیر، ایک دنیا طلب کی زندگی نظر آتی ہے اور چونکہ انگریزی خوانوں کا سرمایہ معلومات یہی کتابیں ہیں اسلیے صرف دو صورتیں ہیں، یا وہ ان کتابوں کے دیکھنے سے باز رکھے جائیں (لیکن یہ ناممکن ہے) یا دیکھیں تو خواہ مخواہ ان خیالات سے آلودہ ہو جائیں،

۴- عدالتوں میں بعض فقہی مقدمات، اسوجہ سے شریعت اسلام کے خلاف فیصل ہو جاتے ہیں (مثلاً وقف اولاد) کہ حکام، قرآن اور حدیث سے واقف نہیں، اور مسلمان بیرسٹر اور وکلا کا سرمایہ معلومات بھی یہی انگریزی کتابیں ہیں،

۵- سیکڑوں ہزاروں قصبات اور دیہات کے مسلمان، مذہبی احکام سے اسقدر ناواقف ہیں کہ نماز روزہ تک نہیں جانتے بلکہ بہت سے دیہات ہیں، مسلمانوں کے نام- رام بخش اور لچھمن سنگھ ہوتے ہیں،

یہ اور اس قسم کی بہت سی مذہبی ضرورتیں ہیں جنسے کوئی شخص انکار نہیں کرسکتا۔ یہ ظاہر ہے کہ ان ضرورتوں کے انجام دینے کے لیے کسی مجمع، کسی انجمن، کسی دارالمشورہ کی

ضرورت ہی، اسی مجمع یا انجمن کا نام ندوۃ العلما ہی۔ ندوۃ العلما کسی خاص مدرسہ، کسی خاص تعلیمگاہ، کسی خاص فرقہ کا نام نہیں بلکہ تمام ہندوستان کے مسلمانوں کی ایک مشترکہ مذہبی انجمن ہی، جسکا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کی جسقدر مشترکہ مذہبی ضروریات ہیں انکے انجام کی تدبیروں پر مشورہ اور غور وفکر کیجائے، اور تمام ہندوستان کے علما رہنمایان مذہب، اور عام مسلمان، ایک جگہ بیٹھکر، ان امور کا فیصلہ کریں،

حضرات! ہندوستان کے مسلمانوں نے اپنی اور ہر قسم کی ضرورتوں کے لیے عام اسلامی انجمنوں کی بنیاد ڈالی ہی، ایجوکیشنل کانفرنس تمام مسلمانان ہندوستان کی تعلیمی انجمن ہی، مسلم لیگ تمام مسلمانان ہندوستان کی پولیٹکل انجمن ہی، لیکن کیا تمام مسلمانان ہندوستان کی کوئی مذہبی انجمن بھی ہی؟ کیا مسلمانوں کی مذہبی ضرورتیں نہیں ہیں۔ کیا یہ ضرورتیں مقدم اور مہتم بالشان نہیں ہیں؟ کیا یہ ضرورتیں کسی اور طریقہ سے رفع ہوسکتی ہیں؟ اگر ان سب سوالونکا جواب اثباتی ہی تو ندوۃ العلما کی ضرورت ان سوالات کا لازمی نتیجہ ہی،

ایک نہایت ضروری امر قابل لحاظ کے یہ ہی کہ مسلمانونکو جو دنیوی اور مذہبی ضرورتیں درپیش ہیں وہ اسطرح ایک دوسرے سے وابستہ ہیں کہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوسکتیں، مثلاً دنیوی تعلیم جو آج سب سے اہم الامور ہی اسکی نسبت سب نے طے کردیا ہے کہ اسکے ساتھ مذہبی تعلیم بھی لازمی ہی، اسی کا نتیجہ ہے کہ علیگڈہ کالج۔ حمایت الاسلام کالج۔ بمبئی اسلامیہ اسکول۔ وغیرہ وغیرہ۔ تمام اسلامی تعلیم گاہوں میں ایک حدتک مذہبی تعلیم لازمی ہی۔ اسیطرح مذہبی تعلیم کے ساتھ انگریزی تعلیم کی ضرورت ہی، موجودہ فلسفہ کا مقابلہ، علوم جدیدہ کی واقفیت کے بغیر کیونکر ہوسکتا ہے؟ یورپ میں اسلام کی اشاعت انگریزی دانی کے بغیر کیونکر ہوسکتی ہی؟ آریوں اور عیسائیوں کے مذہبی حملوں کا علم انگریزی دانی کے بغیر کیونکر ہوسکتا ہی،

اس حالت کیساتھ یہ کسقدر تعجب خیز اور افسوسناک بات ہے کہ تمام ہندوستان میں ایک بھی ایسی اسلامی انجمن نہیں ہے جسمیں دونوں قسم کے لوگ موجود ہوں۔

حضرات! آپ جو یہ دیکھ رہے ہیں کہ باوجود اسقدر جد وجہد، اسقدر شور وغل اسقدر تگ و دو، کے قوم کی تعلیمی حالت ابتک نہیں سنبھلی، اس کی یہی وجہ ہے کہ دونوں فریق الگ الگ ہیں، اور دونوں کوشش نہ صرف، ایک دوسرے سے الگ بلکہ ایک دوسرے کے مخالف ہیں، مذہبی علما، انگریزی تعلیم سے الگ ہیں، اور اسکو استحسان کی نظر سے نہیں دیکھتے۔ اسکا نتیجہ ہے کہ جو لوگ علما کے زیر اثر ہیں مثلاً تاجر صنعت پیشہ عام رؤسا، وہ ابتک انگریزی تعلیم سے الگ ہیں، صرف نوکری پیشہ گروہ جنکو دنیاوی ضرورتوں نے مجبور کردیا ہے، اور جو علما کے اثر سے آزاد ہیں وہ انگریزی تعلیم میں مصروف ہیں، دوسری طرف جدید گروہ قدیم عربی تعلیم کو بیکار اور غیر مفید سمجھتا ہے، اسکا یہ نتیجہ ہے کہ مذہبی مدارس مالی حالت کے اعتبار سے نہایت پست ہیں اور کوئی بڑا کام انجام نہیں دیسکتے۔

ندوۃ العلما نے اس ضرورت کا احساس کیا۔ اور اسی لیے اسنے اپنے ارکان انتظامیہ میں دونوں قسم کے ممتاز لوگ داخل کیے ایک طرف اسکے ممبر اگر مساجد کے امام، اور ممبروں کے خطیب ہیں، تو دوسری طرف اسکے ارکان، ہائی کورٹ کے جج (مولوی شرف الدین) اور بہت سے گریجوئیٹ اور بیرسٹر ہیں۔

اگر مسلمانوں کی ترقی کے لیے قدیم اور جدید دونوں گروہ کی شرکت اور اعانت کی ضرورت ہے تو ندوۃ العلما کی ضرورت سے کون انکار کرسکتا ہے۔

حضرات! تقریر مذکورہ بالا سے اسقدر بداہتاً ثابت ہوگیا کہ مسلمانوں کو ایک ایسی انجمن کی ضرورت ہے جسمیں دونوں قسم کے لوگ شامل ہوں۔ لیکن مجھکو اب تفصیل سے بتانا چاہئے کہ ندوہ نے عملی صورت میں جس کام کو سب سے پہلے شروع کیا، اور

جسپر اب تک اس کی تمام قوت صرف ہوتی رہی ہے یعنی ایک عربی مدرسہ (دار العلوم) اس کی کیا ضرورت ہے؟

مسلمانوں کی جو ضرورتیں میں نے پہلے بیان کی ہیں، ان میں سب سے پہلے چیز فلسفہ اور علوم جدیدہ کے اثر کا روکنا ہے، اسوقت تمام ہندوستان میں جسقدر اسلامی مدارس موجود ہیں۔ دو قسم کے ہیں، انگریزی سکول اور کالج، قدیم عربی مدرسے، یہ ظاہر ہے کہ انگریزی مدرسوں میں مذہبی تعلیم کے لیے بہت سے بہت صرف اسقدر وقت ملسکتا ہے کہ نماز روزہ وغیرہ کے ضروری احکام اور سادہ عقائد بتا دیے جائیں۔ اس قسم کے تعلیم یافتہ مذہبی تحقیقات اور مذہبی مباحثہ اور مناظرہ کا کام کیونکر دے سکتے ہیں، اور یہی وجہ ہے کہ آجتک کوئی انگریزی تعلیم یافتہ اس قسم کی مذہبی خدمات میں مصروف نہیں ہوا اور نہ ہو سکتا ہے۔

عربی قدیم مدارس کا یہ حال ہے کہ نہ ان میں انگریزی زبان کی تعلیم ہوتی ہے نہ جدید علوم وفنون پڑھائے جاتے ہیں نہ نئے خیالات سے انکو واقف کیا جاتا ہے، یہانتک کہ خود اسلام اور مسلمانوں کی تاریخ کی کوئی کتاب نہیں پڑھائی جاتی، یہ ظاہر ہے کہ اس قسم کے تعلیم یافتہ جدید تعلیم یافتہ لوگوں کے خیالات پر کیا اثر ڈال سکتے ہیں، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ دونوں گروہ، ایک دوسرے کے خیالات سمجھ بھی نہیں سکتے،

اس سے میرا مقصد، خدانخواستہ عربی قدیم مدارس کی تنقیص اور تحقیر نہیں ہے وہ مدارس ایک بڑی خدمت انجام دے رہے ہیں، عام لوگوں میں نماز روزہ کا جو چرچا ہے، مساجد میں جو رونق نظر آتی ہے، دیہات اور قصبات میں جسقدر لوگ اسلام سے آشنا ہیں، سب انھیں مدارس کا فیض ہے۔ بلکہ میرا مقصد یہ ہے کہ ان قدیم مدارس نے جن کاموں کو لے رکھا ہے، انکے سوا اور جدید ضروریات پیدا ہو گئی ہیں اور چونکہ ایک ہی جماعت ہر کام کو انجام نہیں دے سکتی، اسیلیے ایک ایسے گروہ کی

بھی ضرورت ہی جو ان نئی ضرورتونکو انجام دے،

اسی بنا پر ندوہ نے قدیم نصاب تعلیم کو بدل دیا یعنی قرآن مجید۔ حدیث۔ فقہ۔ اصول فقہ کے سوا باقی تمام نصاب میں ترمیم اور اضافہ کیا

بہت سی غیر ضروری کتابیں نکال دیں، قدیم فلسفہ کو بہت کچھ گھٹا دیا۔ اس سے اتنا وقت نکل آیا کہ جدید ضرورت کی چیزیں اضافہ کیجا سکیں، چنانچہ علم ادب کا نصاب بہت بڑھا دیا گیا، انگریزی زبان لازمی کردی گئی علوم جدیدہ درس میں داخل کیے گئے علم کلام کی کتابوں میں اضافہ کیا گیا اور ایک خاص درجہ علم کلام کی تکمیل کا کھولا گیا جس میں مولویت کی سند حاصل کرنیکے بعد داخل کیا جاتا ہی اور جس میں قدیم اور جدید علم کلام اور انگریزی کی تعلیم ہوتی ہی۔

ابھی تک یہ صیغہ مکمل نہیں ہی لیکن رفتہ رفتہ اسکی تکمیں ہوتی جائیگی اور اسی شاخ سے اس قسم کے علما پیدا ہونگے جن کی زمانہ حال کو ضرورت ہی:

ندوۃ العلمار کا یہ دار العلوم درحقیقت ایک جامعہ دینیہ یعنی ایک مذہبی یونیورسٹی کا سنگِ بنیاد ہی، اور درحقیقت ندوہ کا سب سے بڑا نصب العین یہی کام ہی، آج مسلمانونکو سب سے زیادہ ایک ایسی مذہبی یونیورسٹی کی ضرورت ہی جسمیں اسلامی علوم نہایت اعلیٰ درجہ تک پڑھائے جائیں، جسمیں خاص خاص علوم وفنون کے ماہر (اسپشلسٹ) تیار ہوں، جس سے اسلامی مصنف اور مؤلف پیدا ہوسکیں، جس میں یورپین علوم وفنون کی تعلیم کا کافی بندوبست کیا جاے جو جدید علم کلام پیدا کرسکے، جسکے تعلیم یافتہ انگریزی زبان میں وعظ، اور مذہبی لکچر دیسکیں، اس قسم کی یونیورسٹی کی ضرورت اور اہمیت سے کون انکار کرسکتا ہے،

ندوہ کا ایک دوسرا فرض، اشاعت اسلام ہی، یہ مقصد اگرچہ مدت سے ندوہ کے مقاصد میں شامل کیا گیا تھا۔ اور اسکا ابتدائی دستور العمل مرتب ہوگیا تھا۔

لیکن ندوہ نے قصداً اس کام کو نہیں شروع کیا، اور مجکو تفصیل سے بتانا چاہیئے کہ اسکے اسباب کیا تھے،

اشاعت اسلام کی ضرورت، آجکل درحقیقت اسوجہ سے بڑھ گئی ہی کہ آریوں نے تمام ملک میں اپنے سفیر اور واعظ پھیلا دیے ہیں، اور انھوں نے جاہل اور نومسلم مسلمانوں پر مختلف تدبیروں سے اپنا اثر پھیلانا شروع کردیا ہی، یہ حالت نہایت اندیشناک ہی، اور خوشی کی بات ہی کہ مسلمانوں کو ہر جگہ اس خطرہ کا احساس ہوگیاہے، اور جابجا اسکے مدافعت کے لیے انجمنیں اور مجلسیں قائم ہوگئی ہیں، اور ہوتی جاتی ہیں لیکن ہمکو نہایت غور و فکر سے دیکھنا چاہیے کہ جو کوششیں کی جارہی ہیں یہ کافی ہیں یا نہیں، آریوں نے جن اسباب سے اپنی تحریک میں کامیابی حاصل کی ہی اور کرتے جاتے ہیں وہ دو چیزیں ہیں،

(۱) ایثار نفس، یعنی انکے واعظ نہایت ایثار نفسی، نہایت جاں نثاری نہایت جفاکشی کے ساتھ اس کام میں مصروف ہیں، انکا واعظ جو اچھے سے اچھا تعلیم یافتہ ہوتا ہے نہایت فقرانہ زندگی کیساتھ ایک ایک گانوں میں پھرتا ہے چنے چبا کر بسر کرلیتا ہے، رات کو درخت کے نیچے سو رہتا ہے، لوؤں کی لپٹ میں سفر کرتا ہے،

(۲) دیہات اور قصبات میں پیہم اور لگاتار کوشش جاری رکھنا،

اسکے مقابلہ میں ہمارے علما صرف شہروں پر اکتفا کرتے ہیں، اور دیہات میں جاتے بھی ہیں تو ایک آدھ دن سے زیادہ قیام نہیں کرسکتے، اسلیے وہ کوئی پائدار اثر نہیں قائم کرسکتے،

(۳) آریہ واعظ اکثر انگریزی تعلیم یافتہ، اور جدید علوم و فنون سے واقف ہوتے ہیں اور ہمارے واعظ اکثر ان علوم سے واقف نہیں ہوتے۔

(۴) آریوں نے اپنے مذہب کا مدار صرف وید پر رکھاہے اور کہتے ہیں کہ وید کے معنی جو عام پنڈت بیان کرتے ہیں وہ صحیح نہیں، بلکہ وہ صحیح ہیں جو سوامی دیانند

نے بیان کیے، اور چونکہ مسلمان (ایک آدھ کے سوا) سنسکرت سے واقف نہیں اسلیے وید کی صحت و غلطی کا کوئی قطعی فیصلہ نہیں کر سکتے،

اسباب مذکورۂ بالا کے لحاظ سے آریوں کے مقابلہ کے لیے اسباب ذیل کی ضرورت ہے،

(۱) ایسے لوگ پیدا کیے جائیں جن میں ایثار نفسی، سادگی، جفاکشی، اور جان نثاری کے اوصاف ہوں،

(۲) اشاعت اسلام کا مستقل صیغہ قائم کیا جائے تمام اضلاع میں اسکی شاخیں قائم کیجائیں مستقل واعظ مقرر کیے جائیں جو نومسلم دیہات میں جا کر ایک ایک دو دو مہینے رہ کر اسلامی احکام اور عقائد کی تعلیم دیں،

(۳) عربی خوانوں کو سنسکرت اور انگریزی کی اعلیٰ درجہ تک تعلیم دیجائے،

اسی بنا پر ندوہ نے دار العلوم میں انگریزی اور سنسکرت کی شاخیں کھولیں، اور اشاعت اسلام کے مستقل صیغہ کے قائم کرنیکا انتظام کیا جسکی عملی صورت چند دنوں کے بعد نمایاں ہوگی،

ندوہ کا کام یہ ہے کہ دار العلوم میں خاص مذہبی خدمات انجام دینے والوں کی ایک جماعت موسوم کرے، انکو مذہبی وظائف دے، انکو وقتاً فوقتاً ان اوصاف کے پیدا کرنیکی ترغیب دلائے تحصیل علم سے فارغ ہونے کے بعد، انکو ان کاموں میں لگائے، یہ تدبیریں ندوہ نے پیش نظر رکھ لی ہیں اور انکو عمل میں لانا شروع کر دیا ہے۔ خدا اس کی کوششوں میں کامیابی دے۔

آخر میں لیکن سب سے مقدم ضرورت ندوہ کی یہ ہے کہ تمام مسلمانوں کا ایک مذہبی مرکز ہو یعنی تمام مسلمانوں کے مختلف فرقے، جن مذہبی کاموں میں اتفاق رکھتے ہوں مثلاً آریوں اور عیسائیوں کی مدافعت، فلسفۂ والحاد کا رد۔ اشاعت اسلام، وغیرہ وغیرہ سب اس مذہبی

مرکز سے مربوط ہوں اور ایک متفقہ قوت کے ساتھ اسکو انجام دیں، ہندوستان میں سیکڑوں
مذہبی کام چھڑے ہوئے ہیں لیکن چونکہ پراگندہ منتشر، اور ایک دوسرے سے بے تعلق،
ہیں اسلیے کوئی بڑا کام انجام نہیں پاتا، نہ عام ملک پر اسکا کوئی اثر ہوتا،

ایک مذہبی مرکز کی سخت ضرورت اسوجہ سے بھی ہی کہ گورنمنٹ کو اگر تمام مسلمانونکی
مشترکہ مذہبی رائے کا اندازہ کرنا ہوتا ہی تو اسکا کوئی ذریعہ نہیں، اور یہی وجہ ہے کہ ہماری
بہت سی ضروری مذہبی تحریکیں، بے اثر رہجاتی ہیں، مثلاً **وقف اولاد** کا مسئلہ جو شیعہ
سنی. مقلد - غیر مقلد - تمام فرقوں میں مسلم ہیں، باوجود اسکے پریوی کونسل نے فیصلہ کردیا
کہ وقف اولاد صحیح نہیں ہی، اور شارع اسلام کا یہ منشا نہیں ہو سکتا تھا. اگر مسلمانوں کا ایک
مذہبی مرکز ہوتا اور وہ گورنمنٹ کے سامنے ظاہر کرتا کہ یہ ہمارا متفق علیہ مسئلہ ہی تو گورنمنٹ
کو اسکے قبول کرنے میں کیا انکار ہو سکتا تھا،

ان تمام واقعات کے بیان کرنے کے بعد، غالباً اب کوئی مسلمان اس سے
انکار نہیں کر سکتا کہ مسلمانونکو ندوۃ العلماء کی یا ایک ایسی انجمن کی ضرورت ہے جسکے
مقاصد وہ ہوں جو ابھی ظاہر کیے گئے ہیں، اور ہم اسی کو ندوۃ العلماء کہتے ہیں"

اس مدلل تقریر کے ختم ہونے کے بعد نماز ظہر کے لیے جلسہ برخاست کیا گیا، اور تمام
حاضرین نہایت خلوص کے ساتھ اس مذہبی فرض کے ادا کرنے کے لیے اٹھ گئے
اور تھوڑی دیر کے لیے پنڈال خالی ہوگیا؛ اس بنا پر، رپورٹ دوسرے دن کے جلسہ
موقوف رکھی گئی،

اجلاس دوم

دوسرے اجلاس کی کارروائی مسئلہ وقف علی الاولاد سے شروع ہوئی، اور
جناب شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی نے یہ رزولیوشن پیش کیا -

"یہ جلسہ ندوۃ العلماء کا جسمیں ہندوستان کے مشہور علماء اور دوسرے مسلمانوں کے سرگروہ بھی کثرت سے موجود ہیں یہ تجویز کرتا ہے کہ وقف علی الاولاد کے مسئلہ کے متعلق، جو مسلمانوں کا متفق علیہ مسئلہ ہی اور جسپر انکے خاندان کی فلاح کا مدار ہی، گورنمنٹ سے بادب درخواست کیجائے، کہ وہ اس مسئلہ کے لیے خاص قانون موافق شرع محمدی بناکر مسلمانان ہندوستان کو شکر گذاری کا موقع عنایت کرے"،

مسئلہ وقف علی الاولاد کی تحریک اگرچہ ایک مدت سے جاری ہی، اور اسکے متعلق بعض قانون داں اصحاب نے ذاتی طور پر کوششیں بھی کی تھیں لیکن باضابطہ کارروائی کا زمانہ ندوۃ العلماء کے بارھویں سالانہ جلسہ سے جو دار العلوم ندوۃ العلماء کے جلسہ سنگ بنیاد کے ساتھ ہوا تھا شروع ہوتا ہے اس جلسہ میں عام طور پر یہ منظوری دیگئی تھی کہ ندوۃ العلماء بحیثیت ایک مذہبی مرکز ہونے کے اس مسئلہ کے متعلق تمام ضروری کارروائیاں عمل میں لادے چنانچہ اس اثنا میں اس مسئلہ کے متعلق حسب ذیل کاغذات مرتب کرکے شائع کیے گئے

(۱) رسالہ وقف علی الاولاد بزبان اردو،

(۲) مجموعہ فتاوی علمائے ہندوستان،

(۳) ترجمہ رسالہ وقف علی الاولاد بزبان انگریزی،

(۴) فارم تصدیقی برائے حصول دستخط مسلمانان،

(۵) مختصر کارروائی وقف علی الاولاد،

چنانچہ تمام علماء اور مسلمانوں کی عام جماعت نے اسپر اتفاق ظاہر کیا اور فارم پر ہر مذہب کے لوگوں نے دستخط کیے، اسکے علاوہ دوسرے ذرائع سے بھی گورنمنٹ کے کان میں یہ متفقہ آواز پہونچائی گئی، مسٹر جنا نے وایسرائے کی کونسل میں اسکے متعلق سوال کیا، اور جناب نواب عماد الملک مولوی سید حسین صاحب بلگرامی ممبر انڈیا کونسل

نے سکرٹری آف اسٹیٹ سے اسکے متعلق خط وکتابت کی، چنانچہ ندوۃ العلما نے اس خط وکتابت کو ایک پمفلٹ کی صورت میں چھپوالیا ہی،

اخیر جنوری ۱۹۱۰ء میں مسلم لیگ کا جو جلسہ دہلی میں ہوا تھا اُس میں بھی یہ مسئلہ پیش کیا گیا، اور یہ طے ہوا کہ چونکہ اس مسئلہ میں ملکی اور مذہبی دونوں حیثیتیں جمع ہوگئی ہیں اسلئے گورنمنٹ کی خدمت میں ایک ایسا ڈیپوٹیشن روانہ کیا جاے، جو علما، اور انگریزی داں اصحاب دونوں سے مرکب ہو چنانچہ مولانا شبلی نعمانی نے اس رزولیوشن کے پیش کرتے وقت اس مسئلہ کی اصل حقیقت، اور اُسکے علل و اسباب پر ایک مفصل تقریر کی، اور اُسکے ضمن میں اُن تمام کوششوں کا ذکر کیا، جو اس زمانہ میں اس مسئلہ کے متعلق ہو چکی تھیں،

جناب شیخ عبد القادر صاحب بیرسٹر ایٹ لا، جناب چودہری سلطان احمد صاحب بیرسٹر ایٹ لا، جناب مولوی عبد الحی صاحب ماتریدی نے اسکی تائید میں تقریریں کیں، اور اس مسئلہ کی کامیابی کے متعدد مفید طریقے بتاے، شیخ عبد القادر صاحب نے اس امر پر زور دیا کہ "ہمکو ایک میموریل کے ذریعے سے اپنی متفقہ آواز گورنمنٹ تک پہونچانی چاہیے، اور جو لوگ اس جلسہ میں شریک ہیں، اُنکو فارم تصدیقی پر دستخط حاصل کرنیکی کوشش کرنی چاہیے"

میموریل لکھنے کے لیے نواب عماد الملک کو آمادہ کیا جائے، اگر وہ راضی نہوں تو لائق انگریزی داں اصحاب کی ایک کمیٹی اسکو مرتب کرے،

چودہری سلطان احمد صاحب نے، اس مسئلہ کے متعلق ایک مبسوط تقریر کی اور اُس میں گورنمنٹ تک اس آواز کے پہونچانے کے مفصلہ ذیل طریقے بتاے،

(۱) قومی اور ملکی اخباروں سے خواہش کیجاے کہ وہ اس مسئلہ کے متعلق مضامین کا ایک سلسلہ جاری کریں،

(۲) تمام صوبوں کی کونسلوں میں اس مسئلہ کے متعلق سوال کیا جاے ؛
(۳) کسی ممبر کے ذریعہ سے اس مسئلہ کے متعلق پارلیمنیٹ میں بھی سوال کیا جاے،
(۴) مسئلہ وقف علی الاولاد کے متعلق کوئی مقدمہ قائم کرکے پریوی کونسل تک پہنچایا جاے،

ان تدبیروں کی نسبت انھوں نے بیان فرمایا کہ اب انکے استعمال کرنیکے آسان ذرائع خوش قسمتی سے مہیا ہوگئے ہیں، تمام صوبوں کی کونسلوں میں مسلمان ممبروں کی ایک معتدبہ تعداد موجود ہے جنمیں بڑے بڑے اہل الرائے داخل ہیں۔ خود جسٹس امیر علی صاحب پریوی کونسل کے جج مقرر ہوگئے ہیں، جو اس مسئلہ کی صحیح تعبیر کرسکتے ہیں۔ گورمنٹ اگرچہ پریوی کونسل کے فیصلوں کو منسوخ نہیں کرسکتی، لیکن پریوی کونسل خود اپنے احکام کو بدل سکتی ہے، بعض ممبران پارلیمنٹ سے مجھے دوستی کا فخر حاصل ہے، میں انکے ذریعہ سے اس سوال کو پارلیمنٹ تک پہونچا سکتا ہوں، مولوی عبدالحی صاحب مانزیدی نے حسب ذیل تقریر کی،

تقریر جناب مولوی عبدالحی صاحب مانزیدی رئیس سہارنپور

حضرات! وقف کے دو حصے ہیں ایک حصہ کا تعلق علما سے ہے جسکے کئی مدارج طے ہوچکے ہیں عام دستخطوں کے متعلق یہ بیان کیا گیا ہے کہ اب تک باوجود کوشش کے بجاے ایک لاکھ دستخطوں کے صرف ۱۰ ہزار ہوسکے ہیں، جہانتک مجھکو معلوم ہے ابتک جسقدر دستخط حاصل ہوئے ہیں وہ محض شہروں کے مقامی ممبروں سے حاصل ہوئے ہیں جو ٹھیک نہیں ہے بلکہ اسکے لیے یہ بہتر ہوگا کہ چند ذمہ دار اشخاص کو اسی کام کے لیے ہندوستان میں بھیجا جاے "تاکہ وہ ہر شہر کے آدمیوں سے فارم کی خانہ پُری کرکے سکرٹری کے پاس بھیجدیں اس تدبیر سے اُمید کیجاتی ہے کہ بہت جلد مقررہ تعداد پوری ہوجائیگی۔

دوسرے حصہ کا تعلق جدید تعلیم یافتہ سے ہے ان میں سے ایک معین گروہ کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ وقتاً فوقتاً مسئلہ وقف کے متعلق انگریزی کے مستند اخباروں میں مضامین

شائع فرماتے ہیں جو حضرات اسکے لیے تیار ہوں وہ براہ مہربانی اپنا نام درج فرماویں،

اسکے بعد مختلف لوگوں نے متعدد سپیچوں سے اس مسئلہ کی تائید کی، اور باتفاق یہ رزولیوشن پاس ہوا،

اور جناب خواجہ عبدالرحیم صاحب سوداگر چرم امرت سر نے اس صیغہ میں پانسو روپیہ کی جو رقم عطا فرمائی تھی مولانا شبلی صاحب نعمانی نے اسی جلسہ میں اُسکا عام اعلان کیا،

اس رزولیوشن کے بعد پروگرام میں جناب مولانا احمد علی صاحب محدث میرٹھی کے وعظ کا وقت مقرر کیا گیا تھا، لیکن اس مسئلہ کے متعلق اس کثرت سے بحثیں ہوئیں، کہ تمام وقت صرف ہوگیا، اسلیے آج کا جلسہ نہایت کامیابی کے ساتھ ختم ہوا، اور مولانائے موصوف کا وعظ دوسرے دن کے لیے اُٹھا رکھا گیا،

کارروائی جلسہ ۲۷ مارچ روز یکشنبہ

اجلاس اول

ارباب دہلی، اور دیگر شرکا کو اگرچہ ندوۃ العلما کے مقاصد و اغراض کی اہمیت، اور عظمت کا پہلے ہی سے اعتراف تھا۔ لیکن ان میں زیادہ تر ایسے اصحاب تھے، جن کو یہ مقاصد محض اجمالی طور پر معلوم تھے، اور عملی تجربہ تو بالکل نہ تھا لیکن پہلے دن کے جلسہ میں صدر انجمن صاحب کی افتتاحی تقریر، اور مولانا شبلی صاحب نعمانی کے لکچر نے ان مقاصد کی تشریح اس وضاحت اور تفصیل کیساتھ کردی کہ انکا حسن ظن اور بھی زیادہ ہوگیا اس بنا پر اُنکے جوش اور شوق نے دوسرے دن کے جلسہ کو زیادہ بارونق، پُرشان، اور پرعظمت بنادیا، جناب حاذق الملک حکیم محمد اجمل خاں صاحب اپنے

طبی مشاغل کی وجہ سے اجلاس اول میں تشریف نہ لاسکے، اس بناپر جناب مولوی مسیح الزماں صاحب سابق اُستاد حضور نظام دکن ورئیس شاہجہانپور نے اُنکے بجاے کرسی صدارت پر نزول اجلال فرمایا، اور کارروائی جلسہ کے شروع کرنیکی اجازت عطا فرمائی، جلسہ کی کارروائی جن تجویزوں سے شروع ہوئی، وہ اسقدر ضروری تھیں کہ اُنکے بغیر کوئی مذہبی، اور قومی کام انجام نہیں پاسکتا؛ ندوۃ العلمار کے مقاصد واغراض صرف قوم و مذہب تک محدود ہیں، لیکن وہ اسوقت تک ان خدمات کو انجام نہیں دلیسکتا جب تک اعیان قوم کی توجہ سے اُسکی مالی حالت، قابل اطمینان نہوجاے، اس بناپر جناب ہر ہائنس بیگم صاحبہ بھوپال دام اقبالہا، ہزہائنس نواب صاحب رامپور دام اقبالہ، ہزہائنس آغا خاں دام اقبالہ کی توجہ اور فیاضی سے دارالعلوم ندوۃ العلمار کی مالی حالت کو جو استحکام حاصل ہوا ہے، اُسکا شکریہ ادا کرنا، نہ صرف اراکین ندوۃ العلما پر، بلکہ تمام قوم پر فرض تھا، اس بناپر مولانا سید عبدالحی صاحب معتمد ندوۃ العلمار نے اُس ماھ ماہوار کی نسبت ہر ہائنس بیگم بھوپال دام اقبالہا کے شکریہ کی تحریک کی جو اُنھوں نے دارالعلوم ندوۃ العلمار کے لیے مقرر کیے ہیں، اور اس ضمن میں بیگم صاحبہ کی اُن تمام فیاضیوں کا ذکر کیا، جو قومی اور مذہبی مدارس کے ساتھ عموماً، کرتی رہی ہیں، مولوی سید احمد صاحب امام جامع مسجد دہلی نے، پرزور الفاظ میں اس تحریک کی تائید کی، اور وہ باتفاق عام منظور ہوئی، اسکے بعد مولانا حبیب الرحمن خاں صاحب شروانی رئیس بھیکن پور نے اُس عار کے عطیہ سالانہ کے شکریہ کی تحریک کی جو ہزہائنس نواب صاحب رامپور نے دارالعلوم ندوۃ العلمار کو عطا فرمایا ہے، اور یہ تحریک کرتے ہوے حسب ذیل تقریر کی مولانا شبلی صاحب نعمانی نے اسکی تائید کی اور وہ باتفاق منظور ہوئی،

تقریر جناب مولانا حبیب الرحمٰن خاں صاحب شروانی رئیس بھیکن پور

حضرات!

جناب نواب صاحب بہادر بالقابہ والی رام پور کے شکریہ کی خدمت میرے سپرد ہوئی ہے، ریاست رام پور علم و فن کی سرپرستی کے لیے ہمیشہ سے مشہور رہے اُنکا فیض ابر کرم کی صورت میں ہر علمی گوشہ کو سیراب کر چکا ہے، شکر ہے کہ ندوۃ العلماء کے حال پر جناب نواب صاحب نے توجہ مبذول فرماکر سالانہ چندہ مقرر فرمایا ہے اُسکی بابتہ یہ جلسہ اپنا دلی سپاس پیش کرتا ہے۔ اور امید کرتا ہے کہ آیندہ اور زیادہ ادائے شکر

ہز ہائنس آغاخاں نے دار العلوم کو [illegible] سالانہ کی جو رقم عطا فرمائی، اور جس توجہ اور دلچسپی سے بنفس نفیس لکھنؤ میں آکر اسکا معائنہ فرمایا اُسکے شکریہ کی تحریک شیخ عبد القادر صاحب بیرسٹر ایٹ لا لاہور نے کی، اور ایک مختصر تقریر میں بیان فرمایا کہ امسال ہز ہائنس نے قومی ملکی، اور مذہبی ضروریات کی طرف جو توجہ مبذول فرمائی ہے؛ وہ قوم کے لیے ایک مبارک فال اور قابل شکر گذاری ہے، مولوی محمد عبد الاحد صاحب مالک مطبع مجتبائی دہلی نے اسکی تائید میں ایک مختصر تقریر کی اور تجویز بھی بالاتفاق پاس ہوئی اور شکر گذاری کے تار روانہ کیے گئے، لیکن یہ تجویزیں ایسی تھیں، جنکو صرف ندوۃ العلماء کے قیام اور بقا سے تعلق تھا، اسکے بعد ایک ایسی اہم، اور ضروری تجویز پیش ہوئی، جسپر تمام ملک کا امن و انتظام موقوف ہے یعنی اُن باغیانہ افعال سے اظہار نفرت کا رزولیوشن پیش ہوا جنکے آثار جابجا ملک میں پائے جاتے ہیں، چنانچہ شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی نے اس تجویز کی تحریک کرتے وقت ایک پرمغز تقریر فرمائی، جس میں نہایت تفصیل کے ساتھ بتایا کہ اسلام نے بادشاہ وقت کی اطاعت اور فرمانبرداری کے متعلق کیا تعلیم دی ہے، اور اُسکے متعلق ہمیشہ مسلمانوں کا کیا طرز عمل رہا۔ چنانچہ انکی تقریر کا خلاصہ یہ ہے

تقریر

جناب شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی

حضرات! یہ رزولیوشن ایک پولیٹکل حیثیت رکھتا ہی اور اس حیثیت سے وہ ندوہ کے دائرہ سے الگ ہی کیونکہ ندوہ کا اول اصول یہ ہی کہ وہ کسی سیاسی معاملہ سے کچھ تعلق نہیں رکھتا لیکن اسکا ایک اور پہلو بھی ہی یعنی مذہبی، اور میں اسی پہلو سے اسکو آپکے سامنے پیش کر رہا ہوں۔

حضرات! آپکو معلوم ہے کہ مسلمانوں کا ہمیشہ سے یہ شعار رہا ہی کہ وہ اپنے فرمانروائے وقت کے گو وہ کسی مذہب کا ہو، مطیع اور مخلص رہے ہیں، اور چونکہ خود آنحضرت کے طرز عمل سے اسکی شہادت ملتی ہی، اسیلیے وہ درحقیقت ایک مذہبی مسئلہ کہا جا سکتا ہی، آنحضرتؐ کے ابتدائی بعثت میں جبکہ مکہ کے لوگوں نے آنحضرت کے پیرؤں کا رہنا مکہ میں مشکل کر دیا تھا، اور طرح طرح سے انکو تکلیفیں دیتے تھے آنحضرت نے اپنے جان نثاروں کو ہدایت فرمائی کہ وہ حبشہ کو چلے جائیں جہاں کا بادشاہ ایک عادل نصرانی بادشاہ تھا، اس ہدایت کے موافق صحابہ کا ایک گروہ کثیر حبش کو چلا گیا اور بادشاہ حبش نے انکو اپنے سایہ عاطفت میں رہنے کی اجازت دی، اتفاق یہ کہ اسی زمانہ میں حبش پر کسی دشمن نے چڑھائی کی اور بادشاہ کو انکے مقابلہ کے لیے فوجیں بھیجنی پڑیں، صحابہ نے یہ خبر سنکر خاص اپنا ایک قاصد بھیجا اور کہا کہ ہم کو وہاں سے جاکر اطلاع دو، اگر اعانت اور مدد کی ضرورت ہو تو ہم بھی آکر بادشاہ کی طرف سے دشمنوں سے لڑینگے،

صحابہ ہر نماز کے بعد، بادشاہ حبش کی فتح کی بھی دعا مانگتے تھے،

تاتاریوں کے زمانہ میں ملک کا بڑا حصہ تاتاریوں کے قبضہ میں آگیا، اسوقت مسلمانوں نے انکی زیر حکومت نہایت وفاداری ظاہر کی یہانتک کہ پایۂ تخت کے بڑے بڑے عہدے مسلمانوں ہی کو ملتے تھے چنانچہ محقق طوسی ہلاکو کے وزیر اعظم تھے اور خواجہ شمس الدین، کو تاتاریوں کے دربار میں وہ رسوخ حاصل تھا کہ سیاہ و سفید انھی کے ہاتھ میں تھا۔

سسلی کا جزیرہ جب راجر نے فتح کرلیا تو اسوقت بھی مسلمان، اسی اصول پر قائم رہے اور اسکا یہ نتیجہ تھا کہ جب علامہ بن جبیر نے سسلی کا سفر کیا تو دیکھا کہ یہ عیسائی بادشاہ سب سے زیادہ مسلمانوں ہی پر اعتماد رکھتا ہے، یہانتک کہ اسکے کھانے کے مہتمم اور میر خوان مسلمان ہی تھے،

ان واقعات سے آپکو معلوم ہوگا کہ بادشاہ وقت کا وفادار ہونا مسلمانوں کا ایک مذہبی شعار ہے جسپر ابتدا سے آجتک عمل ہوتا آیا ہے اسیلیے میں تحریک کرتا ہوں کہ یہ رزیلوشن منظور کیا جاوے،

اسکے بعد مولوی احمد سعید صاحب امام جامع مسجد دہلی، مولوی خلیل الرحمان صاحب رئیس سہارنپورہ مولوی مسیح الزماں صاحب رئیس شاہجہانپور نے اسکی تائید میں مختصر تقریریں کیں، اور مذہبی حیثیت سے مسلمانونکو ان افعال اور خیالات سے علحدہ رہنے کی نصیحت کی، چنانچہ نہایت جوش کیساتھ باتفاق عام یہ تجویز منظور کی گئی، اور ہز آنر لفٹنٹ گورنر کی خدمت میں تار کے ذریعے سے اس کی اطلاع دی گئی،

گذشتہ جلسے کی کارروائی میں لکھا جاچکا ہے کہ پہلے روز پروگرام میں رپوٹ دار العلوم کے پیش کرنے کی تجویز درج کی گئی تھی، لیکن چند مصلحتوں کے لحاظ سے اُس روز شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی نے رپورٹ پیش کرنے کے بجاے مقاصد ندوۃ العلماء پر تقریر کی، اور رپورٹ کل کے لیے اُٹھا رکھی گئی، اس بناپر مولانا ے موصوف نے

دارالعلوم کی رپورٹ آج پیش کی، رپورٹ کے پیش کرنے سے پہلے مولانائے موصوف نے دارالعلوم کی خصوصیات پر ایک مختصر تقریر کی، لیکن چونکہ وہ تمام خصوصیات خود رپورٹ میں نہایت تفصیل کے ساتھ درج ہیں اس بنا پر ہم اس تقریر کے بجائے اس موقع پر اُس رپورٹ کو درج کرتے ہیں،

رپورٹ دارالعلوم ندوۃ العلمأ

بابت

سنہ ۱۳۲۵ھ و سنہ ۱۳۲۶ھ و سنہ ۱۳۲۷ھ

مطابق

سنہ ۱۹۰۷ء و سنہ ۱۹۰۸ء و سنہ ۱۹۰۹ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دارالعلوم کی ضرورت

دارالعلوم کے متعلق سب سے پہلے یہ سوال پیدا ہوتا ہی کہ ملک میں عربی اور انگریزی دونوں قسم کی تعلیم کے سیکڑوں مدرسے موجود ہیں، انکے ہوتے ہوئے کسی جدید مدرسہ کے لیے اسقدر اہتمام اور جد وجہد کی کیا ضرورت ہی،

اس سوال کے جواب کے لیے ہمکو قوم کی موجودہ حالت پر نظر ڈالنی چاہیے یہ مسلم ہی کہ مسلمانونکی قومیت، نسل، یا ملک، کی بنا پر نہیں ہی، بلکہ اُنکی قومیت صرف مذہب ہی، کوئی شخص گو وہ کسی نسل کسی خاندان کسی ملک کا ہو جب اسلام قبول کرلیتا ہی تو فوراً مسلمانوں کی قوم میں شامل ہوجاتا ہی اور اُسکو تمام وہ حقوق حاصل ہوجاتے ہیں جو خلیفہ اسلام یا امیرالمومنین کو

حاصل یہ اس بنا پر، اگر ہمکو مسلمانوں کی بقا کی کوشش کرنا ہی تو سب سے پہلے اس کی کوشش کرنی چاہیئے کہ انکا مذہب قائم رہی،

مذہبی حالت، مذہبی احکام، مذہبی تاریخ کے قائم رکھنے کے لیے تقسیم عمل کے اصول کے موافق ابتدا ہی سے ایک گروہ مخصوص ہوگیا تھا جسکے متعلق خاص یہ خدمت تھی اور وہ علما کے نام سے موسوم تھا لیکن چونکہ اختلاف حالات کے لحاظ سے ملک اور قوم کی حالت میں تغیر ہوتا رہتا تھا، اسلیے علما کے فرائض اور انکی تلقین اور رہنمائی کے طریقے بھی بدلتے رہتے تھے. مثلاً پہلی صدی میں علما کے لیے۔ صرف تفسیر۔ حدیث۔ فقہ سے واقف ہونا ضرور تھا، لیکن دوسری صدی میں جب یونانی علوم وفنون کا ترجمہ ہوا، اور فلسفہ کے اثر سے عقائد میں تزلزل آنے لگا تو فلسفہ کا سیکھنا، اور اُسکے غلط مسائل کا باطل کرنا اور صحیح مسائل کا شریعت سے تطبیق دینا، یہ باتیں بھی علما کے فرائض میں داخل ہوئیں اور اسی بنا پر **متکلمین** کا گروہ پیدا ہوگیا۔

یہ ظاہر اور بدیہی ہی کہ آج ہندوستان میں موجودہ سلطنت اور موجودہ یورپین علوم وفنون کے اثر سے، قوم کے خیالات میں، معلومات میں، مذاق میں، میلان طبع میں عظیم الشان انقلاب پیدا ہوگیا ہی ایسی حالت میں کیا وہ علما، قوم کی رہبری، اور اُن پر مذہبی حکومت کرسکتے ہیں جو آج کل کے علوم، آجکل کی تحقیقات، آج کل کے حالات سے محض ناآشنا ہوں، آج تمام ہندوستان میں جو عربی مدارس قائم ہیں، کیا انمیں موجودہ حالات، اور موجودہ ضرورتوں کا ذرّہ بھر بھی لحاظ رکھا گیا ہی؟ قوم وہ تیار ہورہی ہی، جو کالجوں میں اپنی آنکھ سے پانی کو دو جزوں میں تحلیل ہوتے دیکھتی ہی، یعنی پانی کے دو جزو الگ الگ کردیے جاتے ہیں، جو لطیف گیس بنجاتے ہیں، اور پھر دونکے ملادینے سے پانی بنجاتا ہی، اور ہمارے مدرسوں میں ابتک یہی پڑھایا جاتا ہے کہ پانی بسیط ہی اس میں کسی طرح اجزا کی تحلیل نہیں ہوسکتی، اسکا نتیجہ یہ ہے کہ جدید تعلیم یافتہ گروہ

(اور یہی گروہ روز بروز بڑھتا جاتا ہے اور بڑھتا جائیگا) علما کا اثر بالکل جاتا رہا، اور محض ناممکن ہوگیا ہی کہ قدیم علما، ان نئے پڑھے ہوئے جنوں کو قابو میں لاسکیں،

ان حالات کی بناء پر چند روشنضمیر علما نے ایک مجلس قائم کی جسکا نام ندوہ رکھا اور جسکا اصلی مقصد اسی مشکل کا حل کرنا تھا، رفتہ رفتہ اس مجلس نے اپنے مقاصد میں توسیع کی، یعنی دارالافتا، اور اشاعت اسلام وغیرہ بھی اسمیں داخل کر لیے، تین برس تک ندوہ کے اجلاس بڑے زورشور سے ہوتے رہے، لیکن اصل مقصد کا ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھا اور نہ بڑھ سکتا تھا، اصل مسئلہ نصاب تعلیم کی اصلاح تھا، یعنی عربی کا جو نصاب زیر درس ہی، اسمیں ضروریات حال کے لحاظ سے ترمیم اور اضافہ کیا جائے یہ مسئلہ جب اجلاسوں میں پیش ہوتا تھا، تو جدید الخیال علما، اسکی ضرورت پر پرزور تقریریں کرتے تھے، لیکن عملی کام جن لوگوں کے ہاتھ میں ہی یعنی مدارس عربیہ کے مہتمین اور مدرسین وہ ایک ذرہ تغیر و تبدل گوارا نہیں کرتے تھے، ندوہ کا ایک اور مقصد، رفع نزاع تھا، یعنی مسلمانوں کے مختلف فرقوں مثلاً شیعہ سنی، مقلدین، غیر مقلدین، وغیرہ وغیرہ، میں جو رات دن جنگ و جدل رہتی ہی، اور عدالت فوجداری تک نوبت آتی ہی، اسکی اصلاح کی تدبیر کیجائے جسکا یہ طریقہ ہی کہ عقائد اور مسائل کے اظہار، اور مناظرہ کی کتابوں میں لعن طعن، سب و شتم، تکفیر و تفسیق، سے کام نہ لیا جائے بلکہ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ کا لحاظ رکھا جائے۔ لیکن اس مقصد میں بھی کامیابی نہیں ہوئی ارکان ندوہ نے جب اسپر غور کیا تو معلوم ہوا کہ جو لوگ قدیم طریقے کے موافق تعلیم پاچکے ہیں وہ کبھی جدید نصاب پر راضی نہیں ہوسکتے اسیطرح جن لوگوں نے قدیم طریقے پر تربیت پائی ہی، وہ مذہبی جھگڑوں اور نزاعوں سے باز نہیں آسکتے، انکے نزدیک اپنے مخالف کی تکفیر اور تفسیق کرنا، مذہبی حرارت اور مذہبی جوش کی ضروری شرط ہی۔

اس بنا پر ارکان ندوہ نے خیال کیا کہ جب تک ندوہ اپنا خود ایک دارالعلوم نہ قائم

کرے جسمیں اسکا مجوزہ نصاب تعلیم پڑھایا جاے اور جسمین خاص طریقہ پر تربیت دیجاے اسوقت تک کسی مقصد میں کامیابی نہیں ہوسکتی، اس خیال کے موافق ۱۳۱۳ھ ۱۸۹۵ء میں مجوزہ دارالعلوم کا ایک خاکہ (پراسپکٹس) تیار کرکے ملک میں شایع کیا گیا اور علما و فضلا سے رائیں طلب کی گئیں، تمام علمار نے اس سے اتفاق کیا اور تحریری رائیں بھیجیں، چنانچہ وہ سب رائیں ایک رسالہ کی صورت میں شائع ہوچکی ہیں، شوال ۱۳۱۳ھ میں جسکو آج چودہواں سال ہی، یہ سب رائیں ندوۃ العلما کے سالانہ اجلاس مقام بریلی میں پیش کی گئیں، اور علما کی زبانی تقریروں کے بعد مولانا مفتی مولوی محمد لطف اللہ صاحب نے اس کی منظوری کا اعلان عام دیا،

۱۳۱۵ھ ۱۸۹۸ء میں بمقام کانپور ندوہ کے اجلاس پنجم میں یہ تجویز منظور ہوئی کہ بالفعل دارالعلوم کی ابتدائی شاخ بمقام لکھنؤ کھول دیجاے، خانبہادر منشی اطہر علیصاحب مرحوم اور منشی احتشام علیصاحب نے فیاضدلی سے نوہزار دوسو روپیہ پر ایک مکان خرید کرکے اس شرط پر ندوہ کو دیا کہ دارالعلوم اس میں کھولا جاے، اور جب ندوہ یہ رقم ادا کردے تو مکان اُسکی ملک ہوجائیگا - چنانچہ کئی سال کے بعد ندوہ کے سرمایہ سے وہ رقم ادا کردی گئی اور اب یہ مکان، ندوہ کی ملک ہی،

جلسۂ انتظامیہ مورخہ ۹ جمادی الاول ۱۳۱۶ھ مطابق ۲ ستمبر ۱۸۹۸ء میں دارالعلوم کا ابتدائی درجہ اس مکان میں کھولا گیا، افتتاح کی رسم بڑے سروسامان سے عمل میں آئی، ہندوستانی اکابر کے علاوہ مسٹر ہارڈی صاحب کمشنر، اور مسٹر گرے صاحب ڈپٹی کمشنر بھی شریک جلسہ تھے،

درجہ ابتدائی

درجہ ابتدائی جو پہلے پہل قائم کیا گیا، اسکی تعلیم کی مدت ۳ سال قرار دی گئی جسکا مقصد یہ تھا کہ عربی زبان اور مذہبی مسائل سے ضروری حد تک، واقفیت حاصل

ہو جائے، اس بنا پر اس درجہ میں، ہر فن کی مختصر اور ضروری کتابیں رکھی گئیں،

درجہ متوسط

یہ درجہ قدیم درس نظامیہ کا قائم مقام ہے ۱۳۱۹ھ ۱۹۰۱ء میں اسکا افتتاح ہوا اس درجہ میں تعلیم پانے سے طالب العلم کو عالم کی سند ملتی ہے،

درجہ تکمیل

یہ درجہ فضیلت کا درجہ ہے جیسا کہ انگریزی میں ایم اے کا ہوتا ہے یعنی طالب العلم خاص ایک فن کی تمام اعلیٰ درجہ کی کتابوں کی تعلیم پاتا ہے اور اس میں مہارت حاصل کرتا ہے، اس کی مدت تعلیم دو برس ہے، یہ درجہ سال حال میں قایم کیا گیا ہے اور اس کی تفصیلی کیفیت آگے آتی ہے،

اصلاح نصاب

دار العلوم کے قائم کرنیکا اصلی مقصد طریقہ تعلیم اور نصاب تعلیم میں اصلاح کرنا تھا، قدیم نصاب تعلیم میں جو خرابیاں ہیں اُنکی تفصیل یہ ہے

(۱) جو علوم، مقصود اصلی ہیں اُنکی بہت کم کتابیں درس میں ہیں، اور جو علوم بالواسطہ مقصود ہیں ان میں کثرت سے کتابیں پڑھائی جاتی ہیں، مثلاً نحو و صرف کی غرض، علم ادب اور عربیت کی تکمیل ہے لیکن جسقدر وقت، نحو و صرف پر صرف کیا جاتا ہے خود علم ادب پر نہیں کیا جاتا، اسی طرح اور فنون کا حال ہے،

(۲) منطق و فلسفہ کی کتابیں اسقدر کثرت سے درس میں ہیں کہ تفسیر، حدیث فقہ۔ اصول فقہ۔ ان تمام علوم کی مجموعی کتابیں بھی ملکر، تعداد میں اُنکے برابر نہیں ہوسکتیں،

(۳) اکثر کتابیں اس قسم کی ہیں جنمیں خلط مبحث ہے۔ مثلاً حمد اللہ۔ میر زاہد۔ ملا حسن قاضی وغیرہ منطق کے فن میں ہیں۔ لیکن ان میں فلسفہ کے مسائل نہایت کثرت

سے بھر دیے ہیں جسکا یہ نتیجہ ہوتا ہی کہ طالب العلم اصل فن سے محروم ہوتا ہی - ان کتابونکو پڑھکر، فلسفہ آجاے تو آجاے، لیکن خالص منطق نہیں آسکتی ،

(۴) فن تفسیر اسقدر عظیم الشان اور مہتم بالشان فن ہی لیکن اسمیں صرف دو کتابیں پڑھائی جاتی ہیں، جلالین اور بیضاوی ، جلالین کے اختصار کا یہ حال ہی کہ اسکے الفاظ کی تعداد قرآن مجید کے الفاظ کے برابر ہی اور بیضاوی کے ۳۰ پاروں میں سے صرف ڈہائی پارہ درس میں ہیں،

(۵) علم عقائد سب سے زیادہ مہتم بالشان علم ہی - لیکن اس میں صرف شرح عقائد نسفی پڑھائی جاتی ہی جو بالکل معمولی درجہ کی کتاب ہی - شرح مواقف میں صرف امور عامہ کی بحث درس میں ہی جسکو عقائد سے کوئی تعلق نہیں ہی،

(۶) اکثر کتابیں جو درس میں ہیں، اُن میں مسائل کو اسطرح صاف اور منقح نہیں لکھا ہی کہ اصلی مسائل ذہن نشین ہو جائیں، ردو قدح - اعتراض وجواب، احتمالات و تعلیلات سے مسائل کو مغلق اور پراگندہ کردیا ہی، جس سے طالب العلم گویا ایک جال میں پہنس کر رہجاتا ہی،

(۷) علوم جدیدہ کی کوئی کتاب درس میں داخل نہیں،

(۸) انگریزی زبان درس میں داخل نہیں ،

ان وجوہ کی بنا پر ندوہ نے ابتدا ہی سے اصلاح نصاب پر توجہ کی اور تمام علمای ہندوستان سے مشورہ اور استصواب کیا گیا ، چنانچہ ۲۱ مختلف نصاب پیش ہوے جو چھاپ کر شائع کیے گئے، لیکن یہ تمام نصاب باہم نہایت مختلف تھے رجب ۱۳۲۰ھ مطابق اکتوبر ۱۹۰۲ء میں بمقام امرت سر ایک جلسہ ہوا جس میں اکابر علما شریک تھے، اس جلسہ میں چند اصولی مراتب طے ہوے پہر شوال ۱۳۲۱ ہجری مطابق جنوری ۱۹۰۴ء بمقام مدراس ایک جلسہ ہوا جس میں یہ طے ہوا کہ اصول

طے شدہ کے موافق، ملا عبد القیوم، مولوی عبد الحی صاحب اور شبلی نعمانی، باہم ملکر ایک نصاب بنائیں چنانچہ وہ نصاب، رپورٹ کے آخر میں بطور ضمیمہ کے شامل ہی،

اس نصاب کے خصوصیات حسب ذیل ہیں،

(۱) ادب اور فن بلاغت کے ساتھ زیادہ اعتنا کیا گیا، مختصر المعانی کے علاوہ دلائل الاعجاز، اعجاز القرآن باقلانی اور نقد الشعر درس میں داخل کی گئیں،

(۲) تفسیر بیضاوی کے ۵ پارے درس میں داخل کیے گئے، مختصر میں ایک نہایت مفید کتاب تالیف کی گئی ہی، جسکا نام صراط المستقیم ہی، اس میں قرآن مجید کی صرف وہ آیتیں جمع کر کے، انکی مختصر تفسیر لکھی ہی جو فقہ، کلام، اور اخلاق سے تعلق رکھتی ہیں، اس سے خاص قرآن مجید کی منصوص، فقہ، کلام۔ اور اخلاق کے مسائل معلوم ہوجاتے ہیں، یہ کتاب بھی درس میں داخل کی گئی؛

(۳) عقائد میں ابن رشد کی کشف الادلۃ اور اقتصاد امام غزالی داخل کی گئیں، لیکن اب اسکے بجائے امام رازی کے معالم فی اصول الدین درس میں ہی؛ جو اس سے زیادہ مفید ہی،

(۴) فلسفہ میں ہدیہ سعیدیہ، شرح حکمۃ العین، اور شرح حکمۃ الاشراق، داخل کی گئی اس اخیر کتاب میں اشراقیوں کا فلسفہ ہی جسکے متعلق درس قدیم میں کوئی کتاب داخل نہ تھی،

(۵) اسرار شریعت میں حجۃ اللہ البالغہ نصاب میں رکھی گئی،

(۶) فلسفہ جدیدہ میں دروس الاولیہ رکھی گئی۔ یہ نہایت جامع اور مبسوط کتاب ہی اور بیروت میں چھپی ہی۔

(۷) انگریزی زبان ضروری قرار دیگئی، چنانچہ اسکی تفصیل آگے آتی ہی،

نصاب قدیم میں کسی تغیر اور اصلاح کا گوارا کرنا، لوگوں کو اسقدر شاق ہے کہ گویا

نصاب سنہ ۱۹۰۴ء میں منظور ہوچکا تھا لیکن اسپر عمل نہیں ہوتا تھا، مدرسین وہی قدیم کتابیں پڑھاتے تھے، یہانتک کہ جب سکرٹری دارالعلوم نے حیدرآباد سے آکر ندوہ میں قیام کیا، اور جبریہ حکم دیا تب جاکر اُسکی تعلیم جاری ہوئی، اسپر بھی بعض مدرسین، خارج شدہ کتابیں پڑھایا کرتے تھے، جسکو بڑی سختی سے روکا گیا،

اس سلسلہ میں یہ بات ضروری طور سے بیان کرنے کے قابل ہی کہ علوم جدیدہ کی تعلیم کا اب تک کوئی معقول بندوبست نہیں ہوا،

علوم جدیدہ کی کتابیں اگرچہ بقدر ضرورت عربی میں موجود ہیں لیکن ہمارے علما ر اُنکے پڑھانے سے گویا عاجز ہیں، اور انگریزی داں، عربی نہیں جانتے، نہ علمی اصطلاحات عربی الفاظ میں ادا کرسکتے ہیں، اسکا علاج بظاہر صرف یہ نظر آتا ہی کہ مصر سے کوئی شخص بلوایا جاے یا اسوقت کا انتظار کیا جاے کہ خود ندوہ سے ایسے علما تیار ہوکر نکلیں جو عربی کے ساتھ انگریزی جانتے ہوں اور علوم جدیدہ کے الفاظ اور مصطلحات کو عربی میں بدل سکیں،

تعلیم انگریزی

ندوہ کا اہم المقاصد، ایسے علما کا تیار کرنا ہی جو عربی اور انگریزی دونوں زبانوں کے ماہر ہوں اس بنا پر شوال سنہ ۱۳۱۸ھ ۱۹۰۰ء کے جلسہ انتظامیہ میں یہ رزولیوشن منظور ہوا کہ انگریزی زبان بطور زبان ثانی کے، درس میں داخل کیجاے، یہ رزولیوشن اگرچہ چند ارکان کی موجودگی میں منظور ہوگیا لیکن بعض معزز ارکان نے سخت مخالفت کی، یہانتک کہ اگر انگریزی زبان جاری کی گئی تو ندوہ دارالعلوم کو توڑ دینگے، تاہم استقلال کے ساتھ اس مخالفت کا مقابلہ کیا گیا۔ اور ربیع الاول سنہ ۱۳۱۹ھ ۱۹۰۱ء میں انگریزی زبان جاری کردی گئی لیکن اب ایک مدت تک محض براے نام رہی ۵ ماہوار کا ایک ماسٹر تھا، اور سیکڑوں لڑکوں میں سے چار پانچ، وہ بھی ذرا دیر کے لیے انگریزی

پڑھ لیتے تھے، سکرٹری دارالعلوم نے جب ندوہ میں آکر قیام کیا، تو اسطرف خاص توجہ کی، جلسہ انتظامیہ میں یہ تجویز منظور کرائی کہ انگریزی زبان، ہر لڑکے کے لیے لازمی قرار دیجائے۔ صفر ۱۳۲۳ھ ۱۹۰۵ء میں، مولوی ظہور احمد صاحب بی اے اس غرض سے ارکان مجلس دارالعلوم میں منتخب ہوے کہ انگریزی شاخ کی نگرانی انکے ذمہ قرار دیجاے،

ایک بڑی بے ترتیبی یہ چلی آتی تھی کہ اکثر طلبا عربی میں متحدالجماعت تھے اور انگریزی میں مختلف الجماعت ہو جاتے تھے کیونکہ اکثر لڑکے ایسے داخل ہوتے تھے جنھوں نے عربی کی کسیقدر تعلیم اور مدارس میں پہلے حاصل کرلی تہی لیکن انگریزی یہاں دارالعلوم میں آکر شروع کی تھی، اسکا یہ نتیجہ تھا کہ ایک ماسٹر کو ایک ہی گھنٹہ میں مختلف جماعتونکو پڑہانا ہوتا تھا اور اسطرح ہر جماعت کی تعلیم ادھوری رہ جاتی تہی

یہ خرابی اب سال حال میں جاکر رفع ہوئی جب گورمنٹ ان ایڈ کے ذریعہ سے جدید اسٹاف کا تقرر ہوا، جدید ہیڈ ماسٹر صاحب نے، حسب ذیل انتظام کیا،

(۱) چونکہ ابتدائی درجوں میں اکثر لڑکے اپنے درجے کے مطابق استعداد رکھتے تھے اور مقررہ کورس میں سب متحد تھے، اسلیے ان میں کوئی تغیر کرنا نہیں پڑا، بجز چند لڑکوں میں جو حال میں آئے تھے، جنکا انتظام علیحدہ کردیا گیا۔

(۲) پانچ اوپر کے درجونکے اوقات تعلیم ایک کردیے گئے یعنی ۱۰ بجے سے ۱۲ بجے بارہ تک اور ایک ایک کتاب ایک ایک معلم کے سپرد کی گئی، جو طالب العلم جس کتاب کی استعداد رکھتا تھا (بلالحاظ ترتیب درجہ عربی) اس کتاب کے معلم کے سپرد کردیا گیا اسطرح تمام طلبا، چند ڈویزن میں تقسیم ہوکر، متحدالجماعت ہو گئے۔

انگریزی اور حساب کا جو نصاب دارالعلوم میں جاری ہے وہ رپورٹ کے آخر میں شامل ہے،

گورنمنٹ کی اعانت اور جدید تقرریاں

دارالعلوم میں چونکہ مذہبی تعلیم کے ساتھ دینوی تعلیم بھی داخل ہی، اسیلیے خاص اس شاخ کی وسعت اور ترقی کے لیے یہ مناسب سمجھا گیا کہ گورنمنٹ کے اس عطیہ کو قبول کیا جاے جو گورنمنٹ عموماً دنیوی تعلیم کے متعلق، اور مدارس اور مکاتب کو دیتی ہی چنانچہ ۱۹۰۸ء میں اسکے متعلق افسران سررشتہ تعلیم سے خط وکتابت شروع ہوئی، اور اُنھوں نے مدد دینے کا ارادہ ظاہر کیا، ارکان ندوہ نے مراسلات میں یہ ظاہر کردیا کہ ہمکو یہ اعانت اس شرط پر منظور ہی کہ ہماری طرز تعلیم۔ اور اصول اور نصاب تعلیم میں کسی قسم کے تغیر و تبدل کی خواہش نہ ظاہر کیجاے چنانچہ اس اصول کے موافق، ۱۹۰۸ء میں پانسوماہوار کا عطیہ گورنمنٹ نے منظور کیا، چونکہ بعض مخالفوں نے عوام میں یہ مشہور کرنا چاہا ہی کہ اس اعانت کے لینے سے ہماری آزادی جاتی رہیگی، اور ہم اس طرز تعلیم کے پابند ہوجائینگے جو اور انگریزی مدارس میں جاری ہی، اسیلیے ہم ڈائرکٹر صاحب تعلیمات کے مراسلہ کا ترجمہ بعینہ اس مقام پر درج کرتے ہیں۔

نقل حکم گورنمنٹ نمبر $\frac{۹۷۷}{۱۵-۲۶}$ مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۰۸ء

از طرف سی ایس بی کیبنڈال اسکوائر آئی سی ایس۔ انڈر سکرٹری گورنمنٹ ممالک متحدہ (ایجوکیشنل ڈپارٹمنٹ)

بنام ڈائرکٹر آف (پ ی ب ل ک) انسٹرکشن ممالک متحدہ الہ آباد

بجواب آپکے مراسلہ نمبر آف (۲۴۸) ۲-۱۷ مورخہ ۲۸- اکتوبر ۱۹۰۸ء کے مجھکو ہدایت کی گئی ہی کہ ندوۃ العلما لکھنؤ کو بطور گرانٹ ان ایڈ کے ۵۰۰ ماہوار کے دیے جانیکی اطلاع دوں۔ یہ رقم اس غرض سے دیجاتی ہی کہ کمیٹی انتظامیہ، انگریزی اور ریاضی کی تعلیم مناسب کا انتظام کرسکے اور

جدید عربی کے لیے ایک لائق پروفیسر اور ایک موزوں پرنسپل کی خدمات حاصل کر سکے، کمیٹی کو یہ امر اچھی طرح سمجھا دینا چاہیے کہ یہ مدد محض دنیاوی تعلیم کے لیے دیجاتی ہے اور یہ کہ مذہبی اور دنیوی تعلیم میں ایک حد فاصل قائم کر دینی چاہیے ،، اور نیز دنیاوی تعلیم کا محکمہ تعلیم کی جانب سے معائنہ ہو سکیگا۔

اس مدد کے اخراجات مالی سال رواں کے اس بجٹ سے دیے جائیں جو محکمہ کے بجٹ میں ہو،

دفتر انسپکٹر اسکول حلقہ لکھنؤ

نمبر ۲۹۸/۱۴/۱ بابت ۹-۱۹۰۸ء

لکھنؤ مورخہ ۲۵ نومبر ۱۹۰۸ء

نقل سکرٹری دار العلوم اسکول لکھنؤ کے پاس بغرض اطلاع بھیجی گئی

(دستخط) ہیڈ کلرک

ازجانب اے ای۔ رچرڈسن۔ ایم اے

انسپکٹر اسکول حلقہ لکھنؤ

اس تحریر سے صاف ظاہر ہے کہ گورنمنٹ نے ہماری مذہبی تعلیم میں کسی قسم کی مداخلت نہیں کی ہے، اور اپنی مدد انگریزی اور ریاضی پر محدود رکھی ہے اور صاف بتا دیا ہے کہ اس عطیہ کے استعمال کے لیے دینوی اور دینی تعلیم میں حد فاصل قائم کر دیجائے،

گورنمنٹ کے اس عطیہ سے، دنیوی تعلیم کی شاخ مستحکم اور مضبوط ہوگئی دو جدید انگریزی کے ماسٹر مقرر کیے گئے جن میں قاضی تلمذ حسین، ایم اے، اور لندن ایشیاٹک سوسائٹی کے ممبر ہیں اور سید باقر حسین، جو سکینڈ ماسٹر ہیں ایک قابل بی اے ہیں، ان دونوں صاحبوں کے علاوہ دو اور ماسٹر ہیں جو انٹرنس کی لیاقت رکھتے ہیں۔ جدید

انتظام سے اس بات کا اطمینان ہوگیا کہ جو لڑکے دار العلوم میں ابتدا سے تعلیم پائینگے وہ آٹھ برس میں درجۂ مولویت کیساتھ انگریزی میں انٹرنس کی لیاقت حاصل کرلینگے، اور جب وہ درجۂ تکمیل میں، دو برس تک اور صرف انگریزی پڑہینگے تو زباندانی میں، قابل گریجوٹوں کی برابری کرسکینگے، اور اسوقت انگریزی زبان میں **تبلیغ اسلام** کی خدمت بخوبی انجام دے سکیں گے،

درجہ تکمیل

یہ درجہ حقیقت میں، ندوہ کا حاصل زندگی ہے۔ اسوقت تک تمام ہندوستان میں طریقہ تعلیم یہ ہے کہ ایک نصاب معین جس میں تمام علوم وفنون اوسط درجہ تک پڑھائے جاتے ہیں، سب پڑھتے ہیں اور مولوی کی سند حاصل کرلیتے ہیں، لیکن اسکے بعد کوئی شخص کسی ایک خاص فن کو لیکر اسکی تحصیل اس طرح نہیں کرتا کہ اس فن کا کامل بنجائے اسکا نتیجہ یہ ہے کہ تمام ہندوستان میں ایک شخص بھی کسی ایک فن کا کامل نہیں، اتفاقاً سے مدت کے درس وتدریس کے بعد کوئی شخص کسی فن میں ممتاز ہو جائے، تو یہ ایک شاذ واقعہ ہے، اس بنا پر دار العلوم ندوہ کی تجویز میں ابتدا ہی سے تکمیل کا درجہ رکھا گیا تھا لیکن آمدنی کی کمی سے اسکا انتظام نہیں ہوسکا تھا۔

جلسہ انتظامیہ مورخہ یکم مئی ۱۹۰۹ء میں یہ طے پایا کہ سردست علم کلام اور علم ادب کا درجہ تکمیل کھول دیا جائے اور ایک کمیٹی منتخب ہو، جو اس درجہ کا نصاب تعلیم مقرر کرے چنانچہ کمیٹی مذکور نے نصاب تجویز کرکے تمام ہندوستان کے علما کے پاس بھیجا۔ اکثر علما نے رائیں بھیجیں۔ مجلس دار العلوم منعقدہ ۳۰ جون ۱۹۰۹ء میں ان تمام آرا کے اشتمال اور اقتباس سے حسب ذیل نصاب مقرر کیا گیا۔

علم کلام

شرح مقاصد علامۂ تفتازانی

کتاب الصفات امام بیہقی | برائے مطالعہ

تہافتہ امام غزالی و ابن رشد

رسائل اربعہ امام غزالی | ؍؍

بحث عصمت انبیا از ملل ونحل علامۂ ابن حزم | ؍؍

تلخیص المقال وکشف الادلۃ ابن رشد

حدیقۂ فکریہ | ؍؍

کتب آریہ مثلاً ستیارتھ پرکاش

اظہار الحق | ؍؍

کتاب الروح ابن القیم | ؍؍

علم ادب

دیوان امرء القیس، ونابغۂ ذبیانی، وعلقمۃ الفحل وعروۃ بن الورد وفرزدق

کتاب الصناعتین ابوہلال عسکری۔

اسرار البلاغۃ عبد القاہر جرجانی

موازنہ ابی تمام وبحتری

عقد الفرید | برائے مطالعہ

مشق نظم ونثر

یہ درجہ اب کھول دیا گیا ہے اور اسکی تعلیم جاری ہے، علم ادب کی تعلیم کے لیے علاوہ اور

مدرسین کے مولوی شیخ محمد صاحب عرب مقرر کیے گئے ہیں جو اہل زبان ہیں،

درجہ تکمیل خالص انگریزی کے لیے۔ اُسوقت کھولا جائیگا جب ندوہ کے ابتدائی تعلیم یافتہ طلبا، اس درجہ میں آجائینگے۔ ان طلبا، کو انٹرنس تک تو انگریزی پہلے ہی سے آتی ہوگی درجہ تکمیل میں جب صرف انگریزی لینگے تو انگریزی میں اعلیٰ درجہ تک کی لیاقت حاصل کرسکیں گے،

تربیت

تعلیم سے بہت زیادہ ضرورت تربیت کی ہی، مخالفونکو قدیم تعلیم پر نکتہ چینی اور شماتت کا جو موقع ملتاہے۔ اس کی وجہ صرف تربیت کی خرابی ہی،

تمام ہندوستان میں علانیہ نظر آتاہے کہ مولویوں میں ہمیشہ معمولی مسائل کے متعلق جو مخالفت ہوتی ہی، وہ کن ناگوار طریقوں سے ظاہر ہوتی ہی، تحریروں میں لعن وطعن، سب وشتم، بدزبانی سخت گوئی کی نوبت آتی ہی۔ دوچار عالم بھی متفق ہوکر کسی کام کو انجام نہیں دے سکتے، اور اگر کسی کام میں شریک ہوں تو فوراً باہم اختلاف پیدا ہوجاتاہے۔ ہر عالم دوسرے عالم کا ذکر کرتاہے تو اسطرح کرتاہے کہ اپنا تفوق اور دوسرے کی کم مائگی ثابت ہو۔ معاش کا طریقہ بجز نذر ونیاز کے جو درحقیقت ایک قسم کی دریوزہ گری ہی۔ انکے خیال میں نہیں آسکتا۔ یہ تمام باتیں کیوں پیدا ہوتی ہیں؟ صرف اسوجہ سے کہ تربیت کا طریقہ نہایت خراب ہی۔ طلبا کے خورد نوش کا عموماً یہ انتظام ہی کہ کسی کے یہاں انکا کھانا مقرر ہوجاتاہے، دونوں وقت طالب العلم وہاں جاکر فقیروں کی طرح کھانا کھا آتے ہیں، بعض مدارس میں دارالاقامۃ کا انتظام ہے لیکن اسطرح کہ مدرسہ سے باہر نان بائیوں کی دکانیں قائم کردی گئیں، طلبا کھانے کے وقت نان بائی کی دکان پر کھانا کھا آتے ہیں، جامع ازہر میں یہ طریقہ ہے کہ طلبا سڑک پر دورویہ قطاریں باندھ کر کھڑے ہوجاتے ہیں، اور ایک شخص آکر انکو تھوڑی روٹیاں تقسیم کرجاتاہے

جسکو وہ ہاتھوں سے تھام کر، عبا کی جیبوں میں رکھ لیتے ہیں، ہر شخص سمجھ سکتا ہی کہ اس طریقے سے طالب العلموں میں خودداری، عزت نفس، بلند خیالی، حمیت اور غیرت، کیونکر پیدا ہوسکتی ہی،

اس بنا پر ندوہ نے اس امر کی طرف خاص توجہ کی، دارالعلوم کے احاطہ ہی میں دارالاقامۃ (بورڈنگ) ہی تمام طلبا اس میں رہتے ہیں، طلبا دو قسم کے ہیں مستطیع، اور غیر مستطیع، غیر مستطیعوں کے خورد و نوش کا تکفل دارالعلوم کے ذمہ ہے مستطیع اپنے پاس سے صرف کرتے ہیں، لیکن دونوں قسم کے طلبا ایک ہی دسترخوان پر کھانا کھاتے ہیں، اور غیر مستطیعوں کو بھی اسی قسم کا کھانا دیا جاتا ہے جو مستطیعوں کا ہوتا ہے کھانا اساتذہ کی نگرانی میں کھلایا جاتا ہے تاکہ طلباء آداب طعام اور خوش سلیقگی کے عادی ہوں ۴ بجے کے بعد طلبا ورزش جسمانی فٹ بال وغیرہ میں مصروف ہوتے ہیں، اور اسوقت بھی کوئی نہ کوئی عہدہ دار مدرسہ موجود رہتا ہے تمام طلباء کو ہر بات میں خوش سلیقگی اور صفائی کی تاکید کیجاتی ہے، شب کو ایک مدرس طلباء کے کمروں میں گشت کرتا ہے کہ وہ اپنے اپنے کمروں میں موجود اور اپنے کام میں مصروف ہیں یا نہیں، پنجگانہ نماز تمام طلبا مسجد میں ادا کرتے ہیں اور مدرس اول سب کو خود ساتھ لیکر مسجد میں جاتے اور خود امامت کرتے ہیں. معتمد دارالعلوم اکثر اوقات طلبا کے مجمع میں، خودداری، بلند خیالی، عالی حوصلگی، پر خطبہ (لکچر) دیتا ہی،

اس موقع پر یہ ظاہر کرنا بھی ضروری ہی کہ دارالعلوم کا موجودہ مکان، ان اغراض کے لیے بالکل کافی نہیں اور اسیلیے ہر کام میں سخت دقت ہوتی ہی سب سے مقدم یہ ہے کہ دارالعلوم کے لیے وسیع اور تمام ضروریات کے لیے کافی عمارت تیار ہوجاے،

افتا

ایک خاص گھنٹہ، فتوے لکھنے کا مقرر ہے، اسمیں مستعد طالب العلموں کو فتوے لکھنا سکھلایا جاتا ہے، یا باہر سے کوئی استفتا آیا ہوا ہو، تو وہ ورنہ خود سوال قائم کرکے طلبا کو دیے جاتے ہیں وہ کتب خانے میں بیٹھکر کتابوں کی مدد سے فتوے لکھتے ہیں، اور اساتذہ کو اصلاح کے لیے دکھلاتے ہیں۔

مضمون نگاری

عربی خواں طلبا کی نسبت یہ عام شکایت ہے کہ انکو مضمون نگاری اور انشاپردازی نہیں آتی، تمام کتابوں کے پڑھ لینے کے بعد بھی عربی زبان کی دو سطریں لکھنی نہیں آتیں اس بنا پر طلبہ کو روزانہ عربی عبارت لکھنے کی مشق کرائی جاتی ہے، انکو اردو (زبان) کی کوئی عبارت دیدی جاتی ہے اور عربی میں ترجمہ کرایا جاتا ہے، اس طریقہ کا یہ نتیجہ ہے کہ متعدد طلبا ایسے تیار ہو گئے ہیں، جو نہایت شستہ عربی عبارت لکھ سکتے ہیں، اردو مضمون نگاری کی بھی تعلیم ہوتی ہے، اور متعدد طلبا ایسے موجود ہیں جو نہایت قابلیت کے ساتھ مضامین لکھ سکتے ہیں، چنانچہ انکے مضامین رسالہ الندوہ میں اکثر شائع ہوتے رہتے ہیں۔

طلبہ کی تعداد

طلبا کی تعداد اور نوعیت، مختلف حیثیتوں سے قابل لحاظ ہے۔

(۱) ہندوستان کے عربی مدارس میں سیکڑوں بلکہ ہزاروں طلبا تعلیم پاتے ہیں، لیکن بنگال سے کشمیر تک ایک بھی ایسا مدرسہ نہیں ہے جس میں ایک طالب علم بھی ایسا موجود ہو جو اپنے مصارف کا خود متکفل ہو، تمام طلبا خیراتی وظائف یا مساجد وغیرہ کے ٹکڑوں پر بسر کرتے ہیں، یہانتک کہ وہ طلبا بھی جو درحقیقت صاحب مقدور رہیں، وہ بھی اسی عام طریقہ کے موافق بسر کرتے ہیں، بڑے بڑے مدارس میں نے بچشم خود

دیکھا کہ طلبہ گھروں سے جاکر، مٹی کے برتن میں کھانا مانگ لاتے تھے اور اپنے حجروں میں لاکر کھاتے تھے، یہی طریقہ معاشرت تھا جسنے اس گروہ میں، من حیث الاغلب، خودداری بلند ہمتی، ایثار نفسی کی صفتیں معدوم کردیں، اور اسی کا اثر ہی کہ عام مولوی، بجز خانگی نزاعوں اور ادنیٰ درجہ کی باتوں میں مصروف رہنے کے، کوئی بڑا کام، یا کوئی بڑا خیال نہیں پیدا کرسکتے اتفاق سے کوئی مثال اسکے خلاف نکل آئے تو وہ "النادر کالمعدوم" ہی

اس حالت سے یہ بھی بدگمانی پیدا ہوئی ہو کہ عربی تعلیم کا بیکار ہونا اسقدر مسلم ہوگیا ہی کہ بجز مفلسوں کے کوئی شخص اسکو گوارا نہیں کرسکتا اور جو لوگ تعلیم پاتے ہیں، وہ زیادہ وظائف کے لالچ سے تعلیم پاتے ہیں۔

تمام ہندوستان میں، صرف ندوہ کا دارالعلوم ایک ایسا مدرسہ ہے جس میں سب سے زیادہ ایسے لڑکے موجود ہیں اور روز بروز انکی تعداد میں اضافہ ہوتا جاتا ہے جو اپنے مصارف کے آپ متکفل ہیں، اور جو خیرات اور زکوٰۃ کی رقم کا لینا عار سمجھتے ہیں،

(۲) ۱۵ طالب العلموں کے مصارف، مدرسہ کی طرف سے ادا کیے جاتے ہیں، لیکن انکی خوراک اور رہنے کے کمرے اور تمام چیزیں اس حیثیت سے مہیا کی جاتی ہیں جو عام مقدرت طلبا کے ہوتے ہیں، تاکہ ان میں کسی قسم کی تفریق اور امتیاز مراتب نہ پیدا ہونے پائے۔

(۳) متعدد طلبا دور دراز مقامات سے آئے ہیں، مثلاً رنگون پشاور، کوٹھا پور دکن، وغیرہ وغیرہ اور یہ سب وہ طلبا ہیں جو اپنا صرف خود برداشت کرتے ہیں،

(۴) عربی خواں طلبا، عموماً چاٹگام، اقصای بنگال، اور کابل وغیرہ کے ہوتے ہیں، اور ان ممالک کے لوگ، علم سے بہت کم مناسبت رکھتے ہیں، یہی وجہ ہو کہ آجتک ان ممالک میں کوئی بڑا عالم پیدا نہیں ہوا، دارالعلوم ندوہ کی یہ خصوصیت ہو کہ اس میں ان ممالک کے طلبا مطلق نہیں ہیں بلکہ بہار، ممالک مغربی وشمالی۔ اور اطراف دہلی کے ہیں،

اور یہ مقامات مردم خیز ہونے میں ہمیشہ سے مشہور ہیں۔

(۵) ندوہ کے دور جدید سے طلبا کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا جاتا ہے ۱۹۰۸ء میں ۴۴ طالب العلم بورڈر یعنی مقیم مدرسہ تھے ۱۹۰۹ء میں یہ تعداد ۹۲ تک پہونچی، اور سال حال میں ۹۶ ہے اور روز بروز بڑھتی جاتی ہے لیکن اسوجہ سے اکثر طلبا کے لینے سے انکار کر دینا پڑتا ہے، کہ مکان موجودہ میں جگہ نہیں، خدا کرے کہ جدید عمارت جلد بنکر تیار ہو جائے تاکہ کسیکو محروم کرنا نہ پڑے،

کتب خانہ قومی اور مذہبی ضروریات میں جسقدر ایک قومی مدرسہ، ایک قومی کالج ایک قومی یونیورسٹی کی ضرورت ہے اسیقدر ایک قومی کتب خانہ اعظم کی بھی ضرورت ہے۔ اگر مسلمانوں کے مذہب، مسلمانوں کے علوم، مسلمان کی قومی تاریخ کو زندہ رکھنا ہے تو ضروری ہے کہ ایک ایسا کتب خانہ بہم کیا جائے جسمیں علوم مذہبی کے متعلق نادر اور بیش بہا تصانیف موجود ہوں جسمیں مسلمانوں کے خاص ایجاد کردہ علوم و فنون کا کافی سرمایہ ہو، جس میں ہر فن کے متعلق، وہ تمام کتابیں موجود ہوں جو اس فن کے دور ترقی کے مدارج ہیں جس میں قدما کے عہد کی نادر یادگاریں ہوں۔ اور ان سب باتوں کے ساتھ یہ کتب خانہ کسی کا ذاتی نہو، بلکہ وقف عام ہو تاکہ تمام ہندوستان کے مسلمان، اور بالخصوص مصنفین اور اہل قلم اس سے فائدہ اٹھا سکیں،

یہ تجویز کہ ندوہ میں ایک دائرہ تالیف قایم کیا جائے جسکے ارکان کا کام صرف مطالعہ کتب اور تصنیف و تالیف ہو جسطرح یورپ میں اکاڈمیاں ہوتی ہیں۔ یہ بھی اسیوقت پوری ہوسکتی ہے جب ایک عظیم الشان کتب خانہ قائم کر دیا جائے،

ندوہ کا موجودہ کتب خانہ گو ابھی ابتدائی حالت میں ہے تاہم یہ محسوس ہوتا ہے کہ وہ ایک عظیم الشان علمی عمارت کا خاکہ ہے کتابوں کی مجموعی تعداد ۶۲۸۲ ہے ہم اسکی تاریخ اور خصوصیات کسی قدر تفصیل سے لکھتے ہیں،

تاریخ کتب خانہ کی ابتدا اسطرح ہوئی کہ ندوہ کے جلسہ سالانہ ۱۳۱۷ھ ۱۸۹۹ء میں مولوی عبد الرفیع خاں

صاحب نے اپنا کتب خانہ جس میں تین ہزار کتابیں تھیں، ندوہ کے لیے عنایت فرمایا، اسکے بعد وقتاً فوقتاً اور بزرگوں نے اکثر کتابیں مرحمت فرمائیں جن میں سے نواب عالمگیر محمد خاں، نواب علی حسن خاں - مولوی سید عبدالغنی صاحب ملازم ریاست حیدرآباد، مولوی یحیی صاحب مرحوم لکھنوی، سید حسن شاہ سرہنہ، مولوی شرف الدین صاحب جج ہائیکورٹ کلکتہ، سید مصطفی نبیرہ نواب صدیق الحسن خاں صاحب مرحوم کا نام خصوصیت کیساتھ ذکر کے قابل ہے، -

دائرۃ المعارف حیدرآباد نے بھی اپنی تمام مطبوعات عنایت کیں، ۱۳۱۰ھ میں میں نے اپنا کتب خانہ جو میری محنت اور تلاش کا سرمایہ تھا، وقف کردیا،

جن بزرگوں نے زیادہ تعداد میں کتابیں وقف کے لیے عنایت فرمائیں اُنکے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں:-

۱	مولوی عبدالرافع خاں صاحب ڈپٹی کلکٹر شاہجہانپور
۲	مولوی محمد عظیم صاحب مرحوم پٹنہ
۳	مولوی عبدالغنی صاحب بہاری
۴	سید عبداللہ صاحب و حافظ سید خلیل الرحمن صاحب نصیرآبادی
۵	نواب احمد رضا خانصاحب سکندر نواز گنج پٹنہ
۶	سید علی احمد صاحب زیدی رئیس فریدآباد ضلع دہلی
۷	مولوی شرف الدین صاحب جج ہائیکورٹ کلکتہ
۸	مولوی احسن اللہ خاں صاحب ثاقب
۹	سید مرتضیٰ صاحب نبیرۂ نواب صدیق الحسن خاں صاحب مرحوم

خصوصیات اس کتب خانہ کی خصوصیات حسب ذیل ہیں،

(۱) اکثر علوم وفنون کے متعلق، وہ تمام کتابیں موجود ہیں، جنپر اس فن کی بنیاد ہے اور جنسے اس فن کی ترقی کا الگ الگ دور قائم ہوتاہے، یہ ظاہر ہے کہ اس قسم کی چار کتابیں ہی، ان

ہزار کتابوں سے زیادہ اہم اور مفید ہیں جنسے اصل فن پر کچھ اضافہ نہیں ہوتا جیسے کہ متاخرین کی تصنیفات ہیں، مثلاً منطق کی ابتدا ارسطو نے کی، بوعلی سینا نے اسکو پھیلا کر تفصیل سے لکھا، اور شرطیات کی بحث اضافہ کی، امام رازی نے بعض مسائل پر جرح اور نقد کی، ابن سہلان نے جامعیت کیساتھ اسکا اختصار کیا، شیخ الاشراق نے اس میں کچھ تصرفات کیے، محقق طوسی، اور قطب الدین رازی نے ارسطو کے مسائل کی حمایت کی اور اسکو زیادہ توضیح سے لکھا، ابن تیمیہ نے اکثر مسائل کا رد کیا، اور ایک ضخیم کتاب اسپر لکھی، متاخرین نے اصل فن پر کچھ اضافہ نہیں کیا بلکہ اس میں فلسفہ کے مسائل شامل کردیے چنانچہ یہ تمام کتابیں ندوہ کے کتب خانہ میں موجود ہیں جنکے نام حسب ذیل ہیں،

نام کتاب	نام مصنف	قلمی یا مطبوع
منطقیات شفا	بوعلی سینا	قلمی
شرح عیون الحکمة	امام رازی	"
بصائر نصیریہ	ابن سہلان	مطبوعہ مصر
حکمة الاشراق مع شرح	شیخ شہاب الدین مقتول	مطبوعہ ایران و نسخہ قلمی
محک النظر	امام غزالی	
شرح منطقیات اشارات	محقق طوسی	قلمی
شرح مطالع مع میر	قطب الدین رازی،	
رد منطق	علامہ ابن تیمیہ	

انکے سوا متاخرین کی تمام تصنیفات، جو آجکل درس تدریس میں داخل ہیں، وہ تمام موجود ہیں، لیکن انکے ذکر کی ضرورت نہیں،

اسی طرح فن ادب وغیرہ کی اکثر جو کتابیں مہمات فن ہیں، موجود ہیں

(۲) اکثر علوم و فنون کی نادر اور کمیاب کتابیں موجود ہیں، مثلاً

منطق و فلسفہ

نام کتاب	نام مصنف	قلمی یا مطبوعہ	کیفیت
رسائل فارابی	ابونصر فارابی	قلمی	اس میں چار رسالے اُس مجموعہ سے زائد ہیں جو یورپ میں چھپے ہیں۔
ہشت رسائل فارابی	"	مطبوعۂ یورپ	
ترجمۂ اثولوجیا	ارسطو	"	
نجات	بوعلی سینا	قلمی	
منطقیات شفا	"	"	قریباً پانسو صفحہ کی کتاب ہے جسمیں فن شعر اور خطابت وجدل کو نہایت تفصیل سے لکھا ہے،
شرح عیون الحکمۃ	امام رازی	"	
ایماضات	باقر داماد	"	
عین الحکمۃ		"	
شکل القطاع	محقق طوسی	مطبوعۂ یورپ	
ربط فلسفۃ الیہود والاسلام	پروفیسر مونک فرانسیسی	"	یہ کتاب فرنچ زبان میں ہے اور نہایت کمیاب ہے مصنف نے اسمیں بتایا ہے کہ پہلے مسلمانوں سے یہودیوں نے فلسفہ سیکھا، پھر یورپ میں پھیلایا تین سو صفحوں کی کتاب ہے اور صرف اسی بحث پر ہے،

ادب

نام کتاب	نام مصنف	قلمی یا مطبوعہ	کیفیت
خصائص	ابن جنی شاگرد متنبی	قلمی	نہایت نایاب ہے، اور گویا فن نحو اور لغت کا فلسفہ ہے۔
ترجمۂ ریطوریقا ارسطو (یعنی فن خطابت)	ابن رشد	مطبوعہ	
کتاب البیان والتبیین	جاحظ	مطبوعہ	یہ وہ کتابیں ہیں جنہیں سے ہر ایک فن بلاغت کا ایک خاص دور ہے
نقد الشعر	ابن قدامہ	"	
کتاب الصناعتین	ابوہلال عسکری	"	
دلائل الاعجاز	عبدالقاہر الجرجانی		

نام کتاب	نام مصنف	قلمی یا مطبوع	کیفیت
اسرار البلاغة	عبد القاہر الجرجانی	مطبوع	یہ وہ کتابیں ہیں جن میں سے ہر کتاب فن بلاغت کا ایک خاص دور ہے،
ایضاح	قزوینی صاحب تلخیص	قلمی	
مفتاح	سکاکی	مطبوع	
مثل السائر	ابن الاثیر		
دیوان لبید بن ربیعہ عامری مع ترجمہ بزبان جرمن	یہ صحابی تھے		
دیوان اوس بن حجر جاہلی	اوس بن حجر زہیر بن ابی سلمہ کا اُستاد تھا۔		
دیوان حطیئہ			
شرح دیوان زہیر بن ابی سلمی	اعلم شنتمری		
دیوان شعرائے ستہ جاہلیت	امرا القیس و نابغہ وغیرہ		
اشعار ہذیلین مع شرح	قبیلہ بنی ہذیل کے تمام شعرا کا کلام ہے ابو سعید سکری نے جمع کیا تھا		
مفضلیات ضبی			خلیفہ منصور عباسی نے مہدی کی تعلیم کے لئے علامہ ضبی سے یہ مجموعہ اشعار مرتب کرایا تھا۔
دیوان ابو نواس	ابو نواس		
دیوان ابن المعتز	عبد اللہ بن المعتز خلیفہ عباسی		
دیوان جریر مع حل لغات			خوشخط اور نہایت قدیم نسخہ کی نقل ہے،
دیوان اخطل			بنو امیہ کے عہد کا شاعر ہے۔
شرح معلقات	خطیب تبریزی شارح حماسہ		
نوادر	ابو زید انصاری المتوفی سنہ ۲۱۵ھ		

نام کتاب	نام مصنف	کیفیت
معربات	جوالیقی	اس فن کی سب سے پہلی تصنیف ہے
مفاتیح العلوم	خوارزمی	علامہ مقریزی نے اس کتاب کی نسبت جلیل الشان الفاظ لکھے ہیں
معربات و مولدات	پروفیسر دوزی فرانسیسی	پروفیسر دوزی نے پچاس برس کی محنت میں تین سو کتابوں سے اُن مولد الفاظ کو جمع کیا اور اُنکے معنی لکھے جو لغت کی کتابوں میں نہ تھے
محاسن والاضداد	جاحظ	
درة الغواص	حریری	نہایت خوشخط نسخہ ہے۔
	تاریخ	
طبقات ابن سعد ۸ جلد	ابن سعد کاتب الواقدی	صحابہ کے حالات میں جسقدر کتابیں لکھی گئیں سب سے اقدم اور سب کا ماخذ ہے
جزو تاریخ بغداد	احمد بن ابی طاہر بغدادی	بغداد کی سب سے قدیم تاریخ ہے تیسری صدی کے آغاز کی تصنیف ہے۔
جزو تاریخ بغداد	خطیب بغدادی	
کتاب الاوائل	ابو ہلال عسکری	نہایت نایاب کتاب ہے، لیکن افسوس ہے کہ سخت غلط نسخہ ہے،
محاسن والمساوی	بیہقی	
نفقات الدولة العباسیة		عباسیوں کی سلطنت کا بجٹ ہے، اسی زمانہ کے کاغذات کی چند عکسی تصویریں بھی ہیں،
کتاب فی فن الحرب	نامعلوم	فن جنگ پر ہے جسمیں فوجی ترتیب اور قواعد وغیرہ علمی طور سے لکھے ہیں چھٹی صدی کی تصنیف ہے
مدینة العلوم	ازنیقی	کشف الظنون کا ماخذ ہے۔
تاریخ الحکما	شہرزوری	نہایت کمیاب ہے
خطط والآثار	مقریزی	
احسن التقاسیم فی معرفة الاقالیم	علامہ بشاری	چوتھی صدی میں خود سفر کرکے تمام ممالک اسلامیہ کا نہایت مفصل اور علمی جغرافیہ لکھا ہے،

نام کتاب	نام مصنّف	کیفیت
معجم	علامہ ذہبی	
مناقب الشافعی	امام رازی	امام شافعی کی سوانح عمری ہے نسخہ نہایت خوشخط ہے۔
عقود الجمان	ابو المحاسن دمشقی	امام ابو حنیفہ کی سوانح عمری ہے۔
کتاب الفہرست	ابن ندیم بغدادی	
الفتح القسی	عماد کاتب	سلطان صلاح الدین کے حالات ہیں
تاریخ سلجوقیہ		
کتاب الخراج	ابن قدامۃ	

باقی مطبوعات مصر و بیروت وغیرہ مثلاً تاریخ کامل۔ ابن خلدون۔ مسعودی معجم البلدان یاقوت حموی۔ طبری۔ طبقات سبکی۔ تاریخ الحکما قفطی۔ حسن المحاضرہ۔ بغیۃ الوعاۃ سیوطی۔ اثار الاول نفح الطیب۔ سیرۃ سلطان صلاح الدین۔ تاریخ صغیر بخاری وغیرہ وغیرہ تمامتر موجود ہیں،

(۳) اکثر کتابیں نسخہ اور کتابت کے لحاظ سے نادر الوجود ہیں۔ مثلاً کشاف کا نسخہ ۵۹۲ھ کا لکھا ہوا ہے، فائق زمخشری کا نہایت قدیم نسخہ ہے۔ قاموس کا نسخہ عالمگیری کتب خانہ کا ہے متعدد کتابیں خط ولایت کی مطلا اور مذہب ہیں، ایک برنجی اصطرلاب، نہایت عمدہ صنعت کا ہے جو شاہ جہاں کی وفات کے ۷ برس بعد لاہور میں تیار کیا گیا تھا اس قسم کی اور بعض نادر چیزیں ہیں

(۴) اکثر ضروری اور درسی کتابوں کے کئی کئی نسخے ہیں تاکہ طلبا اور اساتذہ کے کام میں آسکیں۔

عمارت دار العلوم کی کامیابیوں میں سب سے زیادہ رکاوٹ، عمارت کی وجہ سے تھی اور ابھی تک ہے۔ مکان موجود ایک خانگی رہنے کا مکان تھا جو ۹ ہزار روپیہ میں خرید ا گیا تھا لیکن نہ وہ دار الاقامۃ (بورڈنگ) کے لیے موزوں ہے نہ درس کے لیے کافی کمرے ہیں نہ ظاہری حیثیت کے لحاظ سے مناسب ہے۔ اسلئے ابتدا ہی سے ایک موزوں اور مناسب قطعہ

زمین کی تلاش تھی جسپر ایک وسیع عمارت بنائی جاسکے لیکن باوجود سخت جستجو اور تلاش کے کوئی موزوں زمین نہ مل سکی، دوسری طرف، تعمیر کی مد میں کچھ سرمایہ نہ تھا۔ سنہ ۱۹۰۸ء میں ایک اپیل سرمایہ تعمیر کی غرض سے شائع کیا گیا جس میں یہ درخواست کی گئی کہ خاص مدرسہ کی عمارت کے لیے پچاس ہزار مطلوب ہیں اسلیے ایسے ۵۰ بزرگوں کی ضرورت ہے جو ایک ایک ہزار عنایت فرمائیں، اور عمارت کی پیشانی پر ان سب بزرگوں کا نام کندہ کیا جائے، یہ اپیل مولوی غلام محمد صاحب شملوی ریاست بہاولپور میں لیکر گئے، تو خاتمہ دوران یعنی رئیس حال کی دادی صاحبہ خلدھا اللہ تعالی نے فرمایا کہ ۵۰ شخصوں کو تکلیف دینے کی کیا ضرورت ہے، یہ پوری رقم میرے بنک کے خزانہ سے دیدیجائے۔ اس رقم کے ملنے کے بعد زمین کی تلاش ہوئی لکھنؤ میں سب سے بہتر اور سب سے موزوں تر وہ قطعہ آراضی ہے جو آہنی پل کے داہنی جانب واقع ہے جہاں گورنمنٹ کی طرف سے صنعتی کالج تعمیر ہو رہا ہے، زمین کا منظر یہ ہے کہ ایک طرف نہایت قریب دریا ہے۔ پشت اور پہلو میں، کیننگ کالج کے بورڈنگ اور صنعتی کالج کی پرشان عمارتیں ہیں، شمال کی طرف دور تک کھلا ہوا میدان ہے، یہ قطعہ پختہ ۲۲ بیگہ ہے چنانچہ اس زمین کے لیے گورنمنٹ میں درخواست کی گئی، اگرچہ اس حلقہ کی زمین میونسپلٹی کے قاعدہ کی رو سے ساٹھ روپیہ بیگہ سالانہ پر ملتی ہے، اور اسلیے زمین مطلوبہ کا سالانہ لگان ڈھائی ہزار کے قریب ہوتا تھا، لیکن جناب مسٹر جابلنگ صاحب ڈپٹی کمشنر اور جناب کمشنر صاحب نے مہربانی سے اسکے دیے جانے کی سفارش کی، اور جناب ہزآنر سیوٹ صاحب لفٹنٹ گورنر نے اپنی عنایت خاص سے اسکے عطا کیے جانیکا حکم دیا اور صرف دوسو روپیہ سالانہ لگان مقرر کیا۔

۲۸۔ نومبر سنہ ۱۹۰۹ء میں عمارت کے سنگ بنیاد رکھنے کی تاریخ قرار پائی اور جناب ہزآنر موصوف سے درخواست کی گئی کہ وہ اپنے ہاتھ سے عمارت کا پتھر نصب فرمائیں۔

عجیب حسن اتفاق ہے ہندوستان کا سب سے بڑا دارالعلوم لکھنؤ کا فرنگی محل تھا

جو درس نظامیہ کا بانی ہے ۔ اور جسکے دامن فیض سے مولانا بحر العلوم ملا حمد اللہ ملا حسن وغیرہ تعلیم پاکر نکلے - یہ محلہ فرنگی محل اسیلیے کہلاتا تھا، کہ ایک فرنگی اسمیں آکر رہا تھا، اور اسیلیے محلہ اسکی طرف منسوب ہوگیا تھا، اس جدید دار العلوم کی بنیاد، ہزآنر لفٹنٹ گورنر نے رکھی کہ وہ بھی اہل فرنگ ہیں ہمارے معزز دوست میر اکبر حسین صاحب نے اس موقع پر اس حسن اتفاق سے شاعرانہ کام لیا، چنانچہ کہتے ہیں -

رکھی بنائے ندوہ ہزآنر نے آکے خود

سچ پوچھیے اگر تو **فرنگی محل** یہ ہے

سنگ بنیاد کی رسم شوکت وشان سے ادا ہوئی، تمام معزز روسا حکام ضلع، اور علماء وفضلا شریک جلسہ تھے، اس موقع پر ارکان ندوہ کی طرف سے جناب ہزآنر کی خدمت میں ایک سپاسنامہ پیش کیا گیا جسکا جواب ہزآنر موصوف نے انگریزی زبان میں دیا جسکے ساتھ اردو ترجمہ بھی شامل تھا، اصل سپاسنامہ عربی زبان میں تھا، چنانچہ اصل سپاسنامہ مع ترجمہ اور ہزآنر کے جواب کے درج ذیل ہے -

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝

الی سعادة آنربل سر جان پرسکاٹ ہیوٹ کے سی ایس آئی ای نائب الحاکم العام فی ایالة الممالک المتحدة آگرہ و اودھ

مولای الاکرم! نحن اعضاء ندوة العلماء نرحب بکم من حیث کونکم نائب الحکومة فی هذه الایالة ونشکرکم علی جنابکم دعوتنا لوضع حجر اساس دار علوم الندوة فنشکرکم علی ذلک کافة المسلمین فان الندوة کانها لسان حال الامة ولا یوجد قدر شبر من الارض الا وفیه انصار الندوة وحماتها وقد استبان بهذا ما للدولة من التسامح الدینی الذی هو من مزایا الامة الانکلیزیة خاصة والذی هو ملاک الحکومة وعمودها فان الندوة لیست الا جمعیة دینیة - مولای الاکرم! نحن نستدعی من حضرتکم ان تسمحوا لنا بابداء مطالب الندوة وطوارئها التی من احد مظاهرها الجلیة دار علومنا هذه -

مولای الاکرم! ان المسلمین منذ وجدوا الی یومنا هذا لم یزل فیهم طائفة متسمین بلقب العلماء قادة الحزب الاسلامی فی امور الدین واحکامه والامة کانت تقفو اثرهم وتتبع هداهم فی کل ما یمس بالدین ولو فی امور الدنیا وکانوا نموذجا للتمدن الاسلامی ومکارم الاخلاق والامر الذی استوجب وجود هذه الطائفة هو ان ما تتقوم به جنسیة المسلمین لیست خصوصیة الاقلیم ولا الشعب ولا السلالة کما هی للامم الاخر بل کل من اعتنق دین الاسلام یحصل له کل ما کان للمسلمین قاطبة علی اختلاف جنسیة وعشیرة ومبدأ ولما لم یکن للمسلمین حزب یختص بدعوة الدین کانت الامة تحتاج الی مثل هذه الطائفة لکی لا یحیدوا عن قصد المحجة - وهذا الامر دعی الی ان نشأت طائفة کبیرة من العلماء ولا یقل عددهم عن امثالهم فی الامم الاخری ومن مزیة امة الاسلام ان العلم کان فیها یکتسب

لاجل العلم فقط مع صرف النظر عن كل مرمى وغاية وما في هذه الامة من احترام العلم والخضوع له والتفاني فيه
امر لا تشاركها فيه امة حتى ان الرؤس المتزينة بالتيجان كانت تخضع لها كرامة والحق ان تأخر الامة
ما كان الا بعد ما فقدت هذه الطائفة مزاياها فذهب ما كان لها من المكانة عند القوم وحينئذ حرمت الامة
من قيادتها وتبدد نظامها وعند ذلك اشتغلت هذه الطائفة بمحقرات الامور وبلغ الحال الى ان رفعت
الشكاوى الى المحاكم السلطانية فقام حينئذ حزب من العلماء السلف لاقامة معالم الاصلاح وكان
من اول مظاهره هذه الجمعية المسماة بالندوة انعقدت حفلتها الاولى في كانفور سنة ١٨٩٣ء وفي سنة ١٨٩١ء صادقت
الحكومة عليها رسميا وبلغت حفلاتها اثنتي عشرة حفلة اجتمعت فيها العلماء وعامة الناس
على اختلاف اهوائهم واذواقهم —

اما مطالب الندوة فتنحصر مهماتها في اربعة امور

(١) ترقية المدارس العربية واصلاحها —

(٢) رفع المخاصمات الدينية —

(٣) اصلاح امور المعاشرة والاخلاق —

(٤) نشر الاسلام وكل ما يتعلق بالمنافع العمومية

في بدء الامر ظهر الترحيب بالندوة من جميع الامة كافة فتوسعت حينئذ في مطالبها وكان من اول مساعيها
انها اجتهدت في رفع الخصام الحادث في احزاب الامة اصلاح ذات البين وفازت في ذلك الى حد لا يستهان به
وكذلك سعيها بتخفيض نفقات عوايد الفرح ولا ينبغي ذهاب رواج الرياء ثم ان الندوة اقامت دار الافتاء في لكهنؤ
محلا للاوقات في كانفور ولكن كان اهم مطالبها امر التعليم فاصلح ما فسد منه ليكون سببا لوحدة شرخة تمهد للناس
في الامور الدينية ومن البين ان التعليم الصحيح هو الذي يزيل كل داء اعترى الامة وحجزها عن سبيل رقيها ونظرا الى ذلك
اسست الندوة في سنة ١٨٩٨ء مدرسة سمتها بدار العلوم كانت في اول الامر مدرسة ابتدائية ثم تحولت الى كلية في سنة ١٩٠١
وصارت كانها اساس لجامعة دينية ولما كان امر التربية اعظم خطرا من التعليم اسست دار اقامة الطلبة ولكن كان من موضوع

الخطان لأمة لم تقدر مساعي الندوة حق قدرها فالفئة القديمة أساءت الظن أن إدخال الفلسفة الجديدة في نصاب
التعليم يورث وهنا في الدين حتى ألفت كتب ورسائل في تكفير حزب الندوة وفوق ذلك أن الناشئة الجديدة أيضا
كانت تتقاعد عن الأخذ بناصرنا فإنها كانت تخشى أن الندوة تقيد حرية الأفكار وكانوا عاجزين عن فهم منا في إحياء
العلوم العربية إصلاحا ومع أن الندوة كانت هدفا لسهام كلتي الطائفتين لم تزل أقدامها لزمت محجتها واختارت لنفسها
جادة وسطا فرتبت نصابا جديدا رجح فيه جانب الأدب والعلوم الدينية ومع أن هذه العلوم لم يمض عليها مدرج من الزمان
أنشأت تلاميذ يقدرون على ارتجال الخطب من غير روية وهذا شيء لم يسبق له مثيل وكان يعد أمرا نادرا في بلاد
الحكومة الإسلامية أيضا وقد أضفنا إلى نصاب التعليم الفلسفة الجديدة وكانت هذه بدعة تعد كفرا في المدارس القديمة
ومما زاد الطين بلة أنا أدخلنا في نصابنا تعليم اللسان الإنكليزي لزوما فكان من ثمرته حرمان الندوة من بعض المساعدات
المالية حتى أن بعضا منهم استرجع أرضا كان وقفها على دار العلوم ثم نال جهدنا في الاستفادة مما لأهل الغرب من الاكتشافات
الجديدة في علوم العربية وخزانتنا تحوي على أكثر ما كتبه المستشرقون في أمثال هذه المسائل وعلى كتب غيرهم
تصلح أن تكون زينا لكل متحف علمي وتلامذة مدرستنا لهم مزيد شغف في الاستفادة عن تلك الخزانة ويوجد فيهم من يكتب في
مجلة الندوة مقالات علمية يستحق التنويه بها والآن أردنا أن ننشئ لجنة يكون أعضاؤها تلامذة مدرستنا الذين
يقفون حياتهم على الفحص عن المسائل العلمية المهمة وبناء على ما توارثنا من آبائنا لا نأخذ للتعليم أجرة ونريد أن
نوسع نطاق التعليم حسبما تعيننا على ذلك المساعدات المالية ومن أهم مزايا مدرستنا أن الذين بقوا على الحيادة
عن المدارس الدينية لا لأجل التعصب الديني ولا لأجل عدم الثروة لا يجنحون إلا إلى مثل التعليم الذي اختارته الندوة فإنها
جعلت تعليمها تحت سيطرة التعليم الديني ونحن نجترئ على أن نعرض على مسامعكم أن دار علومنا مع قلة بضاعتها
وقصر باعها أربت على أمثالها من كلي النوعين بنوع خاص فإن تلامذتها أبعد عن التقشف وبراء عن الفخفخة
الفاسدة ومع أن مدرستنا لا تنفق على أحد نشء طائفة يصلحون للتوظف في أعمال الدولة ولكن نحن على ثقة أن
مدرستنا تنشئ رجالا يقدرون على إطفاء الثورات الحالية التي تريد محو سيطرة الخالق والمخلوق

معارجاً لا يكون من شيمتهم الاستكانة للاكابر والمواساة للجار والتواضع للعامة وفوق كل ذلك الانقياد
للحكومة والخضوع لها فمدرستنا تنفخ في طلبتها روح المسامحة الدينية التي فتحت ابوابها لكل حزب وليعلمن طلبتنا واساتذتهم
بالمشاجرات التي حدثت اليوم بين الفئتين العظيمتين من المسلمين وعلماء جنتنا لا يزالون يدعون الناس الى الخير
والصلح فنرجو من دار علومنا والمدارس التي تتبع سبيلها انها تخرج طلبة سيسودون الامة ويملكون ازمتها مرة
اخرى ويحسمون التشاقق ولا يشقون عصا النفاق ويصبحون لتوسعهم في المعارف الحديثة والقديمة
واسطة موصلة بين الفئة الناشئة وحزب التقهقر العتيق ونحن على يقين من ان المسلمين كما يسلم
اذعانهم لحكومتهم يزيدون من هولاء العلماء الناشئين طاعة وانقياداً للحكومة والان نقدم الى جنابكم
ازكى تشكراتنا حيث تفضلتم علينا بقطعة من الارض لنرفع عليها قواعد مدرستنا وبعد ذلك نحن
نشكر الذين بلغنا من مساعداتهم ومساعيهم الى هذا الحد ونخص من بينهم والا سمو النظام مير حيدر آباد
الذي نستغرف من جود امارته من نعومة اظفارنا وان لم نرزق زيارته حتى الان وبعد ذلك نودي مفترض
الاهداء الى سمو المملكة اميرة بوفال التي تمنحنا وظيفة سنوية ونبث ايادي امارة باوالفور التي رفدت
اميرتها غير ما نسمح به امارتها سنوياً بمنحة تساوي خمسين الف روبية هيأتنا لنتشرف بان يضع
سعادتكم حجر اساس كليتنا ومن واجبنا ان نذكر من غير هولاء الكرماء الذين اخذوا بايدينا وساعدونا
بالتوخينا من الخير كرنل خان بهادر عبد المجيد خان وزير خارجية امارة پٹیاله ونحن نشكر المستر اے ال ساندرس
والمستر اس ايچ بٹلر سی ایس آئی والمستر ال ام جابلنك الذين نصرونا بتحصيل القطعية التي انعمتم بها
علينا وفي الختام - نحن نشكر جنابكم من صميم افئدتنا حيث نصرتمونا مما تنيتم الينا من اعتنا فضلكم
ونعيد مرة اخرى تشكرنا الذي نقدمه الى جنابكم حيث قبلتم ان تضعوا بايديكم الكريمة حجر الاساس والان
نسئلكم ان تاخذوا بهذا العمل الخطير الذي يبقى على كر الدهر -

ترجمہ

ایڈریس

بہ حضور جناب آنرایبل سر جان پرسکاٹ ہیوٹ صاحب بہادر کے سی

ایس، آئی، سی. آئی، ای لفٹنٹ گورنر بہادر ممالک متحدہ آگرہ و اودھ

حضور عالی

ہم ارکان ندوۃ العلما نہایت ادب کے ساتھ حضور کا خیر مقدم عرض کرتے ہیں. حضور نے دار العلوم ندوہ کی سنگ بنیاد کا اپنے ہاتھ سے رکھنا منظور فرما کر مسلمانوں کو عموماً اور ارکان ندوہ کو خصوصاً جو عزت دی ہی، اسکا شکریہ ہم لوگ تہ دل سے ادا کرتے ہیں۔

حضور نے اس موقع پر جو عزت افزائی ہماری کی ہی. ہم یقین کرتے ہیں کہ ہندوستان کے تمام مسلمان دل سے اسکے شکرگزار ہونگے کیونکہ ہندوستان کا کوئی گوشہ ندوہ کے ہواخواہوں سے خالی نہیں۔

حضور نے ایک مذہبی چیز کی سنگ بنیاد قائم کرنے سے، اس مساحت اور بے تعصبی کی ایک اور مثال قائم کی ہی جو انگریزی قوم کا خاصہ، اور انگریزی گورنمنٹ کا عمود حکومت ہی،

ہم حضور سے اجازت چاہتے ہیں کہ مختصر طور پر ندوہ کی ابتدائی تاریخ، اور اسکے حالات عرض کریں جسکا ایک بڑا ثمرہ یہ دار العلوم ہی۔

یہ عموماً معلوم ہی کہ مسلمانوں کی ابتدائی تاریخ سے آج تک ایک فرقہ چلا آتا ہی جو علما کے نام سے موسوم ہی، وہ درحقیقت اسلامی تہذیب اور اخلاق کا صحیح نمونہ تھا، اور عموماً قوم اُس کے نقش قدم پر چلتی تھی، مسلمانوں کی قومیت کی ایک امتیازی خصوصیت یہ ہی کہ ان کی قومیت (اور قوموں کی طرح) ملک. یا نسل. یا رنگ کے لحاظ سے نہیں ہے

بلکہ ہر شخص، گو وہ کسی قوم، کسی نسل کا ہو، صرف اسلام قبول کرنے سے دفعتہً تمام مسلمانوں کے برابر ہو جاتا ہی، اور چونکہ مسلمانوں میں کوئی باقاعدہ مذہبی صیغہ نہیں، اس لیے ضرور تھا کہ ان میں ایک ایسا فرقہ موجود رہے جو ان کی مذہبی رفتار کا رہنما، اور اُن کی قومیت کا محافظ ہو، اسی کا نتیجہ تھا کہ علما اور فضلا کی تعداد میں، اسلام دنیا کی کسی قوم سے پیچھے نہیں ہی، اسلام ایسے بزرگوں کی تعداد کثیر پیش کر سکتا ہی، جنھوں نے ہزاروں مصائب برداشت کرکے، علم کو صرف اس لیے حاصل کیا کہ وہ علم ہی، مسلمانوں نے ہمیشہ علم کی جو قدر اور عزت کی ہے، تمام دنیا اس کی نظیر پیش نہیں کر سکتی، یہاں تک کہ علما کے سامنے وہ سر بھی جھک جاتے تھے، جو تاج سے مزین ہوتے تھے۔ حقیقت یہ ہی کہ مسلمانوں کی رفتار ترقی اُسی دن سے رُکی جب علما کی قابلیت علمی میں فرق آگیا۔ اور اُن کا علمی اقتدار جاتا رہا۔

زمانہ حال کے علما کی تنگ خیالی کی وجہ سے جدید تعلیم یافتہ فرقہ کی نظروں میں اُن کی وہ وقعت نہ رہی، علما کی ہمتیں اور پست ہوگئیں۔ اور اب ان کی تمام عملی زندگی صرف جزئی مذہبی جھگڑوں میں محصور ہوگئی۔ جسکا نتیجہ مقدمہ بازی ہوا، اور کبھی کبھی حکام مجاز کو دست اندازی کی زحمت اٹھانی پڑی، اس بنا پر چند روشن خیال علما کو اصلاح کا خیال پیدا ہوا اور ندوۃ العلماء اسی خیال کی ایک عملی صورت تھی، اسکا سب سے پہلا اجلاس ۱۸۹۴ء میں بمقام کانپور منعقد ہوا، ۱۸۹۵ء میں حسب منشاے ایکٹ ۲۱۔ ۱۸۶۰ء اس کی رجسٹری ہوئی اس کے بعد ہندوستان کے مختلف مقامات میں اس کے بارہ جلسے ہوئے جس میں نہایت کثرت سے قدیم اور جدید دونوں فرقوں کے لوگوں نے شرکت کی۔

ندوہ کے مقاصد حسب ذیل ہیں،

(۱) عربی مدرسوں کی اصلاح اور ترقی۔

(۲) رفع نزاع مذہبی۔

(۳) اصلاح معاشرت۔

(۴) رفاہ عام اور اشاعت اسلام۔

ابتدا میں ندوہ کا ہر گوشۂ ملک کی طرف سے خیر مقدم کیا گیا اور اس بنا پر ندوہ نے اپنے تمام مقاصد کے انجام دینے پر توجہ کی، اس کی پہلے کوشش یہ تھی کہ اسلام کے مختلف فرقوں میں جو رات دن جھگڑے قائم رہتے ہیں، ان کو مٹا دے اور ہمیں اسکو کسی قدر کامیابی ہوئی، شادی اور غمی کے مصارف کے گھٹانے میں اس نے کوشش کی، اور بعض بعض مقامات میں کامیاب ہوا، اس نے لکھنؤ میں ایک دار الافتا قائم کیا۔ اور کانپور میں ایک یتیم خانہ کھولا۔

لیکن سب کاموں کا سنگ بنیاد یہ تھا کہ وہ عربی تعلیم کی اصلاح کرے اور ایسے علما پیدا کرے جو زمانۂ حال کی ضرورتوں سے آگاہ ہو کر قوم کی مذہبی رہنمائی کر سکیں کیونکہ جو امراض اندر اندر قوم کو کھائے جاتے ہیں، ان کا علاج صرف ایک کامل اور اعلیٰ تعلیم ہی، اس بنا پر ندوہ نے ۱۸۹۸ء میں ایک مکتب ابتدائی پیمانے پر کھولا، جو ۱۹۰۱ء میں ترقی کرکے ایک دار العلوم بن گیا، اور جو درحقیقت ایک مذہبی مدرسۂ اعظم (یونیورسٹی) کا خاکہ ہی۔

لیکن چونکہ تعلیم سے بھی زیادہ مقدم چیز تربیت ہی اس لیے اس نے مدرسہ کے ساتھ ایک دار الاقامۃ (بورڈنگ) بھی قائم کیا۔

لیکن بدقسمتی سے قوم نے ندوہ کو اُس نگاہِ قدردانی سے نہ دیکھا۔ جس کا وہ مستحق تھا، پُرانے خیال کے علما نے یہ سمجھا کہ جدید فلسفہ اور سائنس کی تعلیم شامل کرنے سے مذہبی عقائد کے ارکان متزلزل ہو جائیں گے۔ چنانچہ کثیر التعداد کتابیں

اور رسالے اس موضوع پر لکھے گئے کہ ندوہ میں شریک ہونے سے مسلمان دائرہ اسلام سے نکل جاتا ہے۔

اس سے زیادہ بدقسمتی یہ تھی کہ جدید تعلیم یافتہ لوگوں میں سے بھی ایک گروہ نے ندوہ کی طرف سرد مہری ظاہر کی، کیونکہ وہ خیال کرتے تھے کہ ندوہ آزاد خیالی کے لیے زنجیر پا ہے، ان دونوں مخالف صفتوں کے تزاحم کے ساتھ، ندوہ، اپنی رفتار پر قائم رہا اور اُس نے ایک ایسا درمیانی رستہ پیدا کیا جو دونوں گروہ کے افراط اور تفریط سے جُدا تھا، اُس نے ایک نصاب تیار کیا جس میں عربی علم ادب اور دینیات پر خاص زور دیا، اُس نے تھوڑی سی مدت میں ایسے طلبا پیدا کیے جو عربی زبان میں برجستہ تقریر کر سکتے ہیں اور یہ وہ خصوصیت ہے، جو نہ صرف آج، بلکہ عین اسلامی حکومت کے زمانہ میں بھی، فخر خیال کی جا سکتی تھی، نصاب تعلیم میں فلسفہ جدید بھی داخل کیا گیا، جو قدیم الخیال علما کے نزدیک قریباً کفر خیال کیا جاتا ہے، انگریزی زبان کی تعلیم بھی لازمی قرار دی گئی ہے، لیکن اس کی وجہ سے ندوہ کو دفعۃً ایک معتدبہ ماہوار رقم کھو دینا پڑا، ایک مسلمان بزرگ نے اپنی موقوفہ جائداد، اس لیے واپس لینی چاہی کہ ندوہ نے انگریزی زبان بھی اپنے درس میں شامل کر دی ہے،

ہم نے یورپ کے مستشرقین کی تحقیقات علمی سے استفادہ کرنے میں بھی دریغ نہیں کیا، چنانچہ ان مصنفوں کی اکثر شائع کردہ کتابیں، ندوہ کے کتب خانہ میں موجود ہیں، اور طلبا اُن سے فائدہ اُٹھاتے ہیں، ندوہ کے کتب خانہ میں ایسی بہت سی کتابیں ہیں، جو ایک عمدہ کتب خانہ کی زیب و زینت ہو سکتی ہیں۔

ندوہ کا ایک خاص ماہوار علمی رسالہ ہے، جس میں اکثر ہمارے طلبا علمی مضامین لکھتے ہیں اور اُن سے طلبا کی علمی لیاقت کا اندازہ ہو سکتا ہے، یہ بھی قرار دیا گیا ہے کہ ایک ایسی انجمن طلبا کی قائم کی جائے جس میں صرف وہ لوگ ممبر ہوں، جنھوں نے اپنی

زندگی کو صرف علمی کوششوں پر محدود کر دیا ہو، (جیسا کہ یورپ میں فیلو سسٹم کا طریقہ ہے)
قدیم اسلامی طریقہ کے موافق، ہم طلبا سے تعلیم کی کچھ فیس نہیں لیتے اور اس سے
اشاعت تعلیم میں زیادہ ترقی کی امید ہی۔

مسلمانوں میں اکثر ایسے طلبا ہوتے ہیں جو مفلسی کی وجہ سے، یا والدین کے
تعصب اور تنگ خیالی کی وجہ سے سرکاری اسکولوں میں داخل نہیں ہو سکتے اس لیے
اس قسم کے طلبا کے لیے صرف ندوہ کا دارالعلوم مرجع ہو سکتا ہی، اور ہی۔

ہم حضور کی خدمت میں اس بات کے عرض کرنے کی جرأت کرتے ہیں کہ ندوہ نے
اس کم عمری کے ساتھ، تعلیم و تربیت میں، اور عربی مدارس کی نسبت، نمایاں امتیاز
حاصل کیا ہی، ہمارے طلبا، تعصب، تنگ خیالی، اور بیہودہ جوش اور خودسری سے
بری ہیں، یہ ممکن ہی کہ ہمارے طلبا، انگریزی نوکریوں کے حاصل کرنے کے قابل
نہ ہوں، لیکن یہ یقینی ہی کہ ہمارا طریقۂ تعلیم، ایسا گروہ پیدا کر سکے گا جو آج کل کے اُن
فتنہ زا جوش خیالات سے زیادہ بچنے کے قابل ہوں گے جو خداوندی اور انسانی
دونوں حکومتوں سے سرتابی کے لیے آمادہ ہی، یہ ایسا گروہ ہوگا جو بزرگوں کا ادب
کرنے والا، ہمسایہ کا دوست، عام لوگوں کا خیر خواہ، اور گورنمنٹ کا وفادار ہوگا۔

ہمارے مدرسہ میں بے تعصبی کا اثر صاف پایا جاتا ہی، حال میں لکھنؤ میں جو سخت
افسوسناک مذہبی نزاعیں برپا ہوئیں، اس کی کسی قسم کی شرکت سے ہمارے طلبا،
اور مدرسین، بالکل بری رہے اور لوگوں کو صلح اور آشتی کی تعلیم دیتے رہے۔

ہم کو امید ہی کہ ہمارے مدرسہ کے تعلیم یافتہ طلبا، قوم پر اپنا اثر قائم کریں گے
اور اس ذریعہ سے وہ مذہبی جھگڑوں کو مٹا سکیں گے، اسکے ساتھ زمانۂ موجودہ کے خیالات
سے آشنا ہونے کی وجہ سے جدید تعلیم یافتہ، اور قدیم گروہ کے درمیان میں رابطۂ
اتحاد کا کام دینگے۔

حضور والا نے دار العلوم کو جو زمین عطا فرمائی ہی۔ ہم اسکے تہ دل سے شکر گزار ہیں، حال ہی میں حضور والا نے پانسو روپیہ ماہوار کا جو عطیہ عنایت فرمایا ہی ہم اس کی شکر گزاری کے حق ادا کرنے سے عاجز ہیں، ضروری کہ اس موقع پر اپنے اور محسنوں کا ذکر کریں جن میں سب سے پہلے ہم نظام حیدر آباد کے شکر گزار ہیں جن کی سلطنت نے ابتدا ہی سے ہمارے بغیر طلب ہم کو مالی مدد دی حالانکہ ہم کو ابتک موقع نہیں ملا کہ ہم اُن کی خدمت میں حاضر ہو کر باقاعدہ شکر گزاری کا اظہار کرتے۔

ہم سرکار عالیہ بیگم صاحبہ بھوپال کے شکر گزار ہیں جنھوں نے ایک سالانہ رقم مقرر کی ہی۔ ریاست بہاول پور کے ہم خاص طور پر شکر گزار ہیں کہ علاوہ سالانہ رقم کے، جناب بیگم صاحبہ بہاول پور نے پچاس ہزار دار العلوم کی عمارت کے لیئے عطا فرمائے، جس کی بدولت ہم کو اس فخر حاصل کرنے کا موقع ملا کہ حضور کے ہاتھ سے اس عمارت کا سنگ بنیاد رکھا جا رہا ہے۔

منجملہ اور صاحبوں کے جنھوں نے ہماری مدد کی ہمارا فرض اولین ہی کہ ہم جناب کرنل خان بہادر عبد المجید خاں صاحب وزیر خارجیہ ریاست پٹیالہ کے نام نامی کا اظہار کریں۔

ہم مسٹر لے ال سانڈرس صاحب۔ مسٹر اس ایچ بٹلر صاحب سی آئی ای۔ اور مسٹر جاپلنگ صاحب کی عنایت اور امداد کا شکریہ ادا کرنا چاہتے ہیں کہ جو قطعہ اراضی ہم کو عطا ہوا ہی۔ اس میں ان کی سعی کا بڑا حصہ ہی۔

ہم دوبارہ حضور کی اس عنایت کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور اب ہم حضور سے درخواست کرتے ہیں کہ حضور اپنے ہاتھ سے سنگ بنیاد نصب فرمائیں۔

ترجمہ اسپیچ

جو سر جان ہیوٹ صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر ممالک متحدہ آگرہ و اودھ نے
بمقام لکھنؤ ندوۃ العلما۔ ۲۸ نومبر ۱۹۰۸ء کو ارشاد فرمائی

صاحبو! میں نے آپ کے اُس ایڈریس کا ترجمہ بہت شوق سے سُنا جس کو اُس
آپ نے میرے پاس اپنی شرع شریف کی زبان عربی میں پیش کیا ہے، آپ کا ندوہ،
جیسا کہ اُس کے نام سے ظاہر ہوتا ہے۔ ابتداً علم الٰہیات کے درس کی غرض سے
قائم ہوا تھا مگر جو حال اُس کے اغراض و مقاصد کا آپ نے بیان کیا اُس سے معلوم
ہوتا ہے کہ آپ کے ندوہ نے بدیں غرض کہ تغیرات زمانہ کے مطابق ترقی کرے
اور زمانہ موجودہ کے حالات و ضروریات کے لیے موزوں ہو جائے نہایت عقلمندی
سے یہ امر طے کیا ہے کہ اپنے منشاد کارروائی کو وسعت دے، سر جیمس لاٹوش صاحب
بہادر نے جو مجھ سے پیشتر اس منصب لفٹنٹ گورنری پر ممتاز تھے آپ کے ایک
ایڈریس کے جواب میں جو اس وقت سے چھ سال پیشتر آپ نے دیا تھا یہ فرمایا تھا
"آپ کا منشاد مقصد تعلیم سے تعلق رکھتا ہے یعنی تعلیم دنیوی کا اوصاف مذہبی و اخلاقی
کے حصول کے ساتھ شریک کیا جانا۔ یہ مقصد نہایت اعلیٰ ہے"۔ بیشک آپ نے جو
مقاصد ندوہ کے قائم کیے ہیں یعنی تعلیم کی ترقی اور نصاب تعلیم عربی کی اصلاح اور
مسلمانوں کے اخلاق کی درستی اور علمای دین کے باہمی اختلافات کا دور کیا جانا
اور مسلمانوں کی عام فلاح و بہبودی کی ترقی، یہ نہ صرف اس قابل ہیں کہ پیروان
مذہب اسلام ان کی حمایت و اعانت کریں بلکہ یہ ایسے کُل اشخاص کی حمایت و اعانت
کے بھی قابل ہیں جو دوسرے مذہب کو صدق دل سے مگر غیر متعصبانہ طور پر مانتے
ہیں،

آپ پولیٹکل یعنی سیاست ملک کے معاملات سے احتراز کرتے ہیں اور ندوہ کے قیام کے متعلق قواعد میں سے ایک یہ ہی کہ آپ پولیٹکل معاملات سے کچھ تعلق نہ رکھیں گے، بجز اس حالت کے کہ گورنمنٹ خود کسی مسئلہ کی نسبت آپ کی راے دریافت کرے، یہ سُن کر بہت خوشی ہوئی کہ آپ نے گورنمنٹ برطانیہ کی نسبت خیالات وفاشعاری کا اظہار ایسے صاف الفاظ میں کیا ہی جن کے معنی میں کچھ شک نہیں ہوسکتا ہی اور مجھ کو یقین ہی کہ آپ کا ندوہ اپنا اثر اس طرح ڈالے گا کہ حکام کی تائید ہو اور شورش وفساد وخیالات بداندیشی کی مخالفت کی جائے۔

آپ کی جماعت کو جو بہ لحاظ اپنی سرشت ہی کے تبدیلات وتغیرات کے خلاف ہے حالات موجودہ کی سخت ضرورتوں کے باعث یہ تجویز اختیار کرنی پڑی ہی کہ عربی تعلیم کے نصاب قدیم میں اس طور پر ترمیم کرے کہ آپ کی مذہبی زبان کے طلبا ایک حد تک اہل یورپ کے سائنس اور علم ادب اور فنون کی بھی تعلیم پائیں جو زمانہ حال میں ملک ہند کے لیے نہایت ضروری ہوگئی ہی۔ مگر جس سے آپ کے ہم مذہب گزشتہ پشتوں میں بہت ہی کم بہرہ مند تھے۔ دس سال ہوئے ایک دار العلوم ابتدائی مدرسہ عربی کے طور پر قائم کیا گیا تھا، یہ جلد ترقی پاکر بہ نسبت پیشتر کے زیادہ اعلیٰ درجہ کا مدرسہ ہوگیا اور آج کے دن ہم اُن عمارات کا سنگ بنیاد نصب کرنے کے لیے جمع ہوئے ہیں جو آپ کے کالج یعنی اعلیٰ دار العلوم کا مقام ہونگی صاحب ڈائرکٹر سررشتۂ تعلیم سے یہ معلوم ہوکر مجکو نہایت مسرت ہوئی کہ مشہور عالم زبان عربی ڈاکٹر ہارونیز صاحب کی راے میں آپ کا مدرسہ عربی ممالک متحدہ میں سب سے بہتر اور مکمل ہی۔ صرف اسی مدرسہ میں عربی بطور مروج زبان کے سکھائی جاتی ہی اور علم ادب عربی کی محض بغرض تحصیل علم تعلیم دی جاتی ہے میں یقین کرتا ہوں کہ کل ملک میں صرف یہی ایسا مدرسہ اعلیٰ ہی جہاں مولویوں کو

درس دینے کی تعلیم دی جاتی ہی. آپ کا منشا یہ ہی کہ یہاں کے طلبہ کو عمدہ تربیت و تعلیم دی جائے اور ان میں امانت و دیانت اور وفا شعاری کے خیالات قائم کیے جائیں. اس کے ساتھ ہی چونکہ آپ کی رائے میں قوم مسلمانان کی بہبود آیندہ بلحاظ تمدن و اخلاق اس اثر پر موقوف ہی جو جماعت علما عام لوگوں پر ڈال سکتی ہی اس وجہ سے آپ نے یہ دانشمندانہ فیصلہ کیا ہی کہ طلبہ کو یہ موقع دیا جائے کہ مذہبی تعلیم کے ساتھ ساتھ علوم جدید سے بھی کچھ بہرہ یاب ہوں جن کے بغیر وہ دوسری قوموں کے تعلیم یافتہ لوگوں کی برابری نہیں کر سکتے ہیں، نصاب تعلیم میں علم ادب انگریزی داخل ہے مگر انگریزی کی تعلیم کم ضروری قرار دی گئی ہی اور جیساکہ ہونا ہی چاہیے تھا، عربی تعلیم کی طرف زیادہ توجہ کی جاتی ہی، آپ کی اس خواہش سے کہ ملاؤں اور واعظوں کی تعلیم میں دنیوی علوم بھی شامل کر دیے جائیں آپ کا منشا یہ ہی کہ اُن لوگوں کے لیے جو اب بھی قدیم اسلامی طرز کی تعلیم زیادہ پسند کرتے ہیں کاروبار معاش کی تعلیم کا اُس سے بہتر سامان کر دیا جائے جیساکہ تنہا ایسے علوم کی تحصیل میں مصروفیت سے ہو سکتا ہی جن میں محض قدامت ہی کے باعث علم سائنس جدید کی طرف سے بے پروائی بلکہ مخالفت بھی ہے۔

حال میں یونیورسٹی الہ آباد کے جلسہ کانووکیشن میں جو تقریر میں نے کی اُس میں زمانۂ موجودہ کے اس میلان کی نسبت کہ تعلیم کو مذہب سے بے تعلق کر دیا جائے میں نے افسوس ظاہر کیا تھا، آپ نے اپنے ایڈریس میں یہ بیان کیا کہ آپ کا سب سے اہم و ضروری کام یہ ہی کہ عموماً تعلیم عربی میں اصلاح کی جائے اور اس طرح ایسے علما زمانۂ حال کی ضروریات کے موافق طیار کیے جائیں جو عام خلائق کی معاملات مذہبی میں ہدایت کریں. آپ کی یہ کوشش کہ ان لوگوں کو جو آپ کے دارالعلوم میں پڑھیں جہاں تک کہ طرز قدیم کے ساتھ ساتھ ممکن ہو ایسی تعلیم دی جائے جو بہ نسبت سابق کے بہتر اور

زیادہ وسیع خیالی پر مبنی ہو آپ کی قوم کے لیے بہت مفید کام ہی جس کی سخت ضرورت
تھی اور یہ ایسا کام ہی جو صدق دل سے اعانت اور حوصلہ افزائی کے قابل ہی۔ اس
تقریر میں جسکا میں نے ابھی ذکر کیا میں نے یہ ظاہر کیا ہی کہ میں عموماً اس تجویز اور اسی قسم
کی ایسی دوسری تجویزوں سے ہمدردی و اتفاق رکھتا ہوں جنکا مقصد یہ ہی کہ علم کے
ساتھ نیک خلقی و پاک دلی کو شریک کیا جائے اور تعلیم سے مذہب کو الگ کر دینے کے
میلان کو روکا جائے۔ ملک ہند میں گورنمنٹ برٹانیہ نے یہ عہد کر لیا ہی کہ بلحاظ
مذہب کسی کی جانب داری نہ کرے گی مگر اس اصول میں اس سے خلل نہیں آتا ہے کہ
آپ کی سی جماعت متعلقہ علوم مذہبی کو اس غرض سے اعانت دی جائے کہ مذہبی تعلیم کے
ساتھ دنیوی تعلیم بھی دیا کرے، بشرطیکہ وہ امداد جو گورنمنٹ سے ملے محض دنیوی تعلیم کی
اغراض کے کام میں لائی جائے اور مذہبی تعلیم اور دنیوی تعلیم میں صاف فرق کر دیا جائے
اور جو درجے دنیوی تعلیم کی غرض سے ہوں اُن کا ایسے عہدہ داران گورنمنٹ کو جو معائنہ
کی غرض سے مقرر کیے جائیں ہر وقت معائنہ کرنے دیا جائے۔ ان خیالات کے لحاظ سے
اور اس امید سے کہ آپ کے دار العلوم سے ایسے عربی اور فارسی کے عالم دستیاب
ہوں گے جو اسکولوں میں پڑھانے کے کام کے لیے مفید ہو سکتے ہیں، گورنمنٹ نے
یہ تجویز کر لیا ہی کہ آپ کو وہ زمین دے جس پر اس وقت ہم سب موجود ہیں اور آپ کے
دار العلوم کے قائم رکھنے میں مدد دینے کے لیے سالانہ رقم عطیہ دے۔

ایسے دار العلوم میں جس کا مقصد تعلیم ایسی ہو جیسی کہ ندوہ دینا چاہتا ہی کچھ عجب نہیں
ہی کہ آیندہ زمانہ میں ایسے استعداد کے عالموں کا فرقہ پیدا ہو جو وحی و الہام کی سائنس زمانہ
حال کے ساتھ اور روایات کی ایجادات کے ساتھ اور پرانی کتب دین کی نئے خیالات
کے ساتھ مطابقت و اتحاد ظاہر کر سکیں۔ ایسی جماعت علما کی ضرورت اس وقت بھی اس
غرض سے ہی کہ وہ اختلاف پیدا نہ ہونے دیئے جائیں جو ہمیشہ درمیان اُن لوگوں کے

جو سخت اصول کے پابند ہیں اور اُن کے جو تعبیر بہ رعایت کرتے ہیں پیدا ہوتے رہتے ہیں۔

بے تحملی اور تعصب ترقی اور صلاح میں سب سے زیادہ خلل انداز ہوتے ہیں اور اس سے نہ صرف رعایا بلکہ حاکم کو بھی بہت فائدہ پہونچ سکتا ہی کہ ایسے وسیع الخیال علمای مذہبی کی جماعت پیدا ہو جن کے اثر سے ضرور اُن اشخاص کثیر التعداد کی ترقی اور تہذیب میں مدد ملے گی جو علما سے ہدایت چاہتے اور مشورہ کیا کرتے ہیں آپ سب صاحب اس سے واقف ہیں کہ ممالک مشرقی اور مغربی دونوں میں اختلافات مذہبی سے دنیا کی ترقی میں خلل پڑتا رہتا ہی اور ملک انگلستان کی تواریخ میں بہت سے جنگ وجدل اور نزاعات کا حال لکھا ہی جو اختلافات مذہبی سے پیدا ہوئے۔ مجھے بڑی اس کی امید معلوم ہوتی ہی کہ اب وہ زمانہ آگیا جس میں لوگوں کو دوسروں کے عقائد و رسوم کا پاس ولحاظ ہوتا جاتا ہی اور اب لوگ یہ سمجھنے لگے ہیں کہ ایسا اتفاق و اتحاد جو باہمی درگذر وحلم وتحمل سے پیدا ہوتا ہی رفاہ عام کے لیے بہ نسبت اس کے زیادہ مفید ہی کہ ہر فریق اور فرقہ اپنے ہر ایک عقیدہ کی تعمیل پر خواہ وہ نہایت ضروری بھی نہو پورا زور دے اور اصرار کرے۔ گو اس سے دوسروں کو ملال پہونچنے کا اندیشہ ہو۔ ابھی دوہی روز ہوئے کہ دولت برطانیہ کے وزیر سررشتۂ تعلیم سے یہ معلوم ہوا کہ اُن کو یہ توقع ہی کہ نئے مسودۂ قانون متعلقۂ تعلیم عام میں جو ابھی پارلیمنٹ کے ہاؤس آف کامنس (یعنی جماعت قائم مقامان عوام) میں پیش ہوا ہی ایسا تصفیہ باہمی داخل ہوگا جو مستقل قسم کا ہوگا کیونکہ کسی ایک فریق کو دوسرے پر غلبہ نہیں ہوا ہی اور اس میں سب نے دوسروں کے خیالات کے لحاظ سے رعایات مدنظر رکھی ہیں۔ آپ صاحبوں کو معلوم ہی کہ لکھنؤ میں شیعہ اور سنیوں کے نزاعات کی وجہ سے جو عرصہ سے مصمم طور پر چلے آتے ہیں اضطراب وپریشانی پھیلی ہی۔ آپ نے فخر کے ساتھ جو بالکل بجا ہے

بیان کیا ہی کہ دارالعلوم کے طلبہ اور مدرسان قابل افسوس اور حقیر جھگڑوں میں شریک ہونے سے محترز رہے ہیں اور نیز یہ بیان کیا ہی کہ آپ کے ندوہ کے علما ہمیشہ صلح و اتحاد کا وعظ و نصیحت کرتے رہے ہیں۔ ہر دو فرقوں کے درمیان جن معاملات کی نسبت نزاع ہی اُن کی تحقیقات اس وقت ایک منصف عدالت کر رہی ہی اور مجھے توقع ہی کہ وہ ایسا تصفیہ کر سکے گی جن سے یہ اختلافات ہمیشہ کے لیے جاتے رہینگے اب ایسا زمانہ ہی کہ پیروان مذہب اسلام کو مناسب ہی کہ اتفاق کر کے چھوٹے چھوٹے امور باعث اختلاف کو فراموش کر دیں اور متفق و متحد ہو کر کل قوم کی عام بہبود رفاہ کے لیے سعی و کوشش کریں۔ میں توقع کرتا ہوں کہ کل صاحبان ذی رسوخ جو آج یہاں موجود ہیں پوری کوشش جو اُن کے امکان میں ہی اس غرض سے کریں گے کہ اُس کمیٹی کی سعی و محنت کا جو فی الحال منعقد ہی یہ نتیجہ ضرور نکلے کہ مستقل قسم کا تصفیہ امور نزاعی کا ہو جائے۔

جس تپاک و گرمجوشی سے آپ صاحبان نے میری آمد کی تعظیم کی ہی اُس کا میں مشکور ہوں اور آپ کے اس اظہار شکریہ سے مجھ کو بہت مسرت ہوئی جو اُس زمین کے ملنے کی نسبت آپنے کیا ہی جو گورنمنٹ نے آپ کو عطا کی ہی۔ تمام ملک ہند سے آپ کے مذہب کے اور لوگوں نے بھی میرے پاس مراسلات بغرض اظہار مشکوری بھیجے ہیں اور اس موقع پر میں اُن کے موصول ہونے کا شکریہ کے ساتھ اعتراف کرتا ہوں۔

اس امر کے معلوم ہونے سے مجھ کو خوشی ہوئی کہ آپ کے والیان ملک سے بہت فیاضانہ مدد آپ کو ملی ہی۔ اور بالخصوص ہز ہائنس بیگم صاحبہ بھاول پور سے۔ انہیں بیگم صاحبہ کی اعلیٰ فیاضی سے ہم اس قابل ہوئے ہیں کہ آج یہ رسم نصب سنگ بنیاد ادا کر رہے ہیں جس کی غرض سے ہم سب جمع ہوئے ہیں۔ یہ معلوم ہونے سے مجھ کو

بہت خوشی ہوئی کہ لکھنؤ کے حکام سول آپ کے ندوہ سے توجہ اور مہربانی کے ساتھ
سلوک کرتے رہے ہیں۔
ہمارے اس جلسہ کا افتتاح اس طرح ہوا کہ قاری صاحب نے چند آیات آپ کے
مذہبی کلام پاک میں سے پڑھیں۔ میں اب اُن سے درخواست کرتا ہوں کہ چند مناسب
موقع آیات قرآن شریف کی پڑھ کر اس کام کی انجام دہی کے لیے دعای خیر و برکت
کریں اور بعد اس کے میں سنگ بنیاد نصب کروں گا اور میری خواہش دلی ہے کہ جو
دارالعلوم یہاں قائم ہو اس میں ہر طرح کامیابی حاصل ہو۔

عمارت دارالعلوم کا نقشہ۔ عمارت دارالعلوم کا نقشہ نہایت محنت اور
دیدہ ریزی سے جناب سید جعفر حسین صاحب خان بہادر چیف انجنیر جھانسی نے تیار
کیا۔ جو اسقدر خوبصورت، شان دار، اور اصول فن کے مطابق ہے کہ جلسۂ انتظامیہ میں
سید صاحب موصوف کے شکریہ کا رزولیوشن نہایت جوش کے ساتھ پاس کیا گیا، اسی نقشہ
کے مطابق تعمیر ہو رہی ہے، نقشہ مذکور کا فوٹو۔ اس رپورٹ کے ساتھ شامل ہے۔

مالی حالت ندوہ جب قائم ہوا تھا تو ابتدا ہی میں جناب نواب وقار الامرا مرحوم
مدار المہام حیدرآباد نے ۵۰ رُپے ندوہ کے لیے اور ۵۰ مولوی محمد علی صاحب ناظم
(اور در اصل بانی ندوہ) کے لیئے مقرر کر دیے تھے، لیکن مولوی صاحب موصوف نے
ایثار نفسی کی بنا پر اپنی ماہواری بھی ندوہ کو دیدی۔ اس وقت سے ۱۹۰۵ء مطابق ۱۳۲۳ھ
تک مستقل آمدنی پر کوئی توجہ نہیں کی گئی۔ بلکہ سالانہ جلسوں اور اتفاقیہ عطیات اور چندوں
سے، دارالعلوم کے مصارف چلتے رہے، لیکن ۱۹۰۵ء سے اس کی طرف خیال
رجوع ہوا چنانچہ ۱۹۰۸ء میں سکرٹری دارالعلوم نے بھوپال جاکر جناب معلی القاب

ہر ہائنس نواب سلطان جہاں بیگم صاحبہ خلد ہا اللہ تعالیٰ کی خدمت میں دار العلوم کے مقاصد اور ضرورت بالمشافہ عرض کی اُس وقت جناب ممدوح نے ۵۰ ماہوار مقرر فرمائے۔ اس کے بعد اور موقعوں پر حضور ممدوح کو اس طرف توجہ دلائی گئی چنانچہ ۱۹۰۸ء میں ۱۱۰ ماہانہ کا اضافہ فرمایا اور اب ڈھائی سو ماہوار ریاست بھوپال سے ملتے ہیں۔

۱۹۰۸ء میں گورنمنٹ ایڈ کے لیے ڈائرکٹر صاحب سررشتہ تعلیم سے خط کتابت ہوئی اور پانسو ماہوار گورنمنٹ ان ایڈ عطا ہوا چنانچہ اس کی کیفیت اوپر گذر چکی ہے۔

اس کے علاوہ مکانات وقفی کا کرایہ ہی جس کی تعداد ۵۰ ماہوار ہی۔

وظائف جو طلبا کو دیے جاتے ہیں اسکے لیے تین سو سالانہ ریاست بہاولپور سے مقرر ہے۔

اس کے علاوہ اور بزرگان قوم کی طرف سے وظائف مقرر ہیں جنکا تفصیلی نقشہ رپورٹ کے اخیر میں شامل ہے۔

فہرست وظائف جو بطور مستقل کے ہیں اور وصول ہوتے آئے ہیں

نمبر شمار	اسمای گرامی	سالانہ	ماہوار	ابتدا
۱	از ریاست بہاولپور بابت وظائف طلبہ	سا/		
۲	جناب وزیر صاحب بہادر ریاست جوناگڑھ بابت وظائف طلبہ	ماعسہ		
۳	جناب ٹی امین الدین صاحب رئیس و امباڑی تاجر اعظم گوڈون سٹریٹ مدراس	۶۰	صہ/	اپریل ۱۹۰۷ء
۴	جناب کنم باڈی عبد القادر صاحب رئیس وانمباڑی تاجران چرم بڑی مٹ مدراس	۶۰	صہ/	اپریل ۱۹۰۷ء
۵	جناب حاجی بدر الدین صاحب رئیس وانمباڑی تاجر چرم بڑی مٹ مدراس	۶۰	صہ/	اپریل ۱۹۰۷ء
۶	جناب بجمان عبد اللطیف صاحب چلکار تاجر گڈنگ گلی مدراس	۶۰	صہ/	اپریل ۱۹۰۷ء
۷	جناب حاجی عبد الرحمن صاحب رئیس وانمباڑی ملیالم گڈنگ گلی مدراس	۴۸	للعہ/	مئی ۱۹۰۷ء
۸	جناب محمد محمود اللہ صاحب بادشاہ گڈنگ گلی مدراس	۶۰	صہ/	مئی ۱۹۰۷ء
۹	نواب غلام احمد صاحب کورمنڈل گولڈ فیلڈس صوبہ میسور	۶۰	صہ/	جنوری ۱۹۰۷ء
۱۰	جناب خان بہادر الحاج محمد عبد العزیز بادشاہ صاحب ترکھیڑی مدراس	۶۰	صہ/	جولائی ۱۹۰۷ء
۱۱	جناب سید عبد الرزاق صاحب جنرل کنٹراکٹر کومتور مدراس	ماعسہ ۱۲۰	عہ ۱۰	جولائی ۱۹۰۷
۱۲	جناب مٹھادار محمد عبد القادر صاحب تاجر گڈنگ گلی مدراس	للعہ ۲۴	عما/	مئی ۱۹۰۷ء

نمبر شمار	اسمای گرامی	سالانہ	ماہوار	ابتدا
۱۳	مولانا عبد السبحان صاحب تاجر گوڈون سٹریٹ مدراس	۶۰	صہ/	مئی سنہ ۱۹۰۷ء
۱۴	جناب اہلیہ محترمہ جناب مولانا عبد السبحان صاحب گوڈون سٹریٹ مدراس	۶۰	صہ/	مئی سنہ ۱۹۰۷ء
۱۵	جناب ملنگ حیات بادشاہ صاحب کمپنی تاجر سکنڈ لین مدراس	۶۰	صہ/	اگست سنہ ۱۹۰۷
۱۶	جناب دیوان سید عبد الرزاق صاحب تاجر چیرمین پلیٹ دسٹرکٹ کو مبتور	۶۰	صہ/	ستمبر سنہ ۱۹۰۷ء
۱۷	جناب حاجی محمد حنیف صاحب انگاپا نائیک سٹریٹ نمبر ۱۵ مدراس	۶۰	صہ/	جولائی سنہ ۱۹۰۷ء
۱۸	جناب سید عبد القادر صاحب اڈیٹر مخبر دکن رای پیٹھ مدراس	۱۲	عہ/	اگست سنہ ۱۹۰۷ء
۱۹	جناب منشی عبد الکریم صاحب فاروقی انسپکٹر پولیس مدراس	۱۲	عہ/	جولائی سنہ ۱۹۰۷ء
۲۰	جناب نواب احمد محی الدین خان صاحب میلاپور مدراس	۱۲	عہ/	
۲۱	جناب چودہری محمد طہ صاحب ٹرانسلٹر دفتر لفٹننٹی الہ آباد	عہ	عہ/	ستمبر سنہ ۱۹۰۷ء
	مولوی حبیب الرحمن خان صاحب شروانی بھیکن پور علی گڑھ	۶۰	صہ/	اکتوبر سنہ ۱۹۰۶ء
۲۳	جناب نواب مزمل اللہ خان صاحب بھیکن پور علی گڑھ	۶۰	صہ/	سنہ ۱۹۰۸ء
۲۴	جناب خان بہادر شیخ غلام صادق صاحب رئیس و آنریری مجسٹریٹ	۱۲۰ ماعہ	غہ	جنوری سنہ ۱۹۰۷
۲۵	جناب مولوی حمید الدین صاحب پروفیسر میور سنٹرل کالج الہ آباد	۶۰	صہ/	
۲۶	جناب مولوی برکت اللہ صاحب نائب ریاست بلرام پور	۵۰	x	ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۶ھ
۲۷	جناب مولوی حفیظ اللہ صاحب نائب تحصیلدار پوروہ ضلع اناؤ	۵۰	x	″

نمبر شمار	اسمای گرامی	سالانہ	ماہوار	ابتدا
۲۸	جناب مرزا ظفر اللہ خاں صاحب سب جج۔	۵۰	×	ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۶ھ
۲۹	جناب مولوی قربان احمد صاحب وکیل بارہ بنکی۔	۲۵	×	״
۳۰	جناب مولوی سجاد حسین صاحب وکیل بارہ بنکی۔	۲۵	×	״
۳۱	جناب بابو فتح محمد صاحب سٹور کیپر محکمہ کمسریٹ چھاؤنی جالندھر۔	۵	×	״
۳۲	جناب اہلیہ محترمہ نواب سید نور الحسن صاحب رئیس بھوپال لکھنؤ	×	۱	مئی سنہ ۱۹۰۹ء

فہرست اسمای گرامی چندہ دہندگانِ موعودہ جو وصول نہیں ہوئے

نمبر شمار	اسمای گرامی	سالانہ	ماہوار	ابتدا
۱	جناب کرنل عبد المجید خان بہادر فارن منسٹر ریاست پٹیالہ۔	۱۰۰	×	ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۶ھ
۲	جناب نواب علی حسن خانصاحب رئیس لکھنؤ	۲۰۰	×	״
۳	جناب منشی احتشام علی صاحب رئیس کاکوری معتمد صیغۂ مال ندوہ	۱۲۰	×	״
۴	جناب سید محمود عالم صاحب رئیس سنگلپورہ فیض آباد	۵۰	×	جنوری سنہ ۱۹۰۹ء
۵	بابو نور محمد صاحب وارٹرزی اسسٹنٹ ڈپو اسٹر انسپورٹ لین پٹ در (ذریعہ مسلم ٹریڈنگ کمپنی لاہور کے اپنا حصہ منتقل کر دیا)	۱۰۵	×	فروری سنہ ۱۹۰۹ء
۶	جناب خانصاحب حاجی کریم بخش صاحب سیٹھی رئیس اعظم محلہ ڈھلان۔ پشاور	×	۱۰	سنہ ۱۹۰۹ء
۷	جناب سیٹھ کریم بخش صاحب رئیس بساط گل حسن پشاور	×	۵	״
۸	میاں سید احمد صاحب خلف میاں میر احمد صاحب سیٹھی رئیس محلہ باقی شاہ پشاور۔	×	۱	״

نمبر شمار	اسمای گرامی	سالانہ	ماہوار	ابتدا
۹	جناب منشی سید عالم صاحب انسپکٹر پولس پشاور۔	۲۵	×	سنہ ۱۹۰۹ء
۱۰	جناب حافظ زین العابدین صاحب " " "	۲۴	×	"
۱۱	سیٹھ جمیل محمد صاحب ناظر محکمۂ عالیہ چیف کمشنر صاحب پشاور	۱۲	×	"
۱۲	جناب ڈاکٹر محمد عظیم خاں صاحب اسسٹنٹ سرجن "	۲۵	×	"

فہرست جائداد موقوفہ دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

نمبر شمار	نام وقف	نام موضع	تعداد وقف		تعداد خام انکاسی	مالگزاری	منافع
۱	مولوی شاہ عبد الواحد خاں صاحب رئیس شاہجہاں پور۔	ہمزہ پور محال اول پرگنہ نگوہی تحصیل تلہر	۱۰ بسوہ	.	[illegible] (۰۶)	[illegible] (۱۰)	[illegible] (۶/۱۲)
۲	مسماۃ بنی بیگم صاحبہ زوجہ مولوی عبد الواحد خاں صاحب۔ شاہ جہاں پور۔	پرداس پرگنہ بڑاگانوں تحصیل پوریاں	۱۰ بسوہ	.	[illegible] (۹/۲)	[illegible] (۶/۴)	[illegible] (۱/۱۳)
۳	مسماۃ بنی بیگم صاحبہ زوجہ مولوی عبد الواحد خاں صاحب شاہجہاں پور۔	اندلاپور پرگنہ بڑاگانوں تحصیل پوریاں	۱۵ بسوہ	.	[illegible]	[illegible] (۱۱/۱۰)	[illegible] (۲/۱۵)
۴	مسماۃ رحیم النسا بیگم صاحبہ زوجہ مولوی مسیح الزماں خانصاحب شاہجہانپور	ہمزہ پور محال دوم پرگنہ نگوہی تحصیل تلہر	۱۰ بسوہ	.	[illegible] (۶/۱۳)	[illegible] (۱۰/۱۰)	[illegible] (۸/۲)
۵	ملک محمود خاں صاحب ساکن صاحبل شاہ جہاں پور۔	خاص محلہ بالا ترائی	۴ بسوہ پختہ آراضی معافی		[illegible]	×	[illegible]
۶	احمد حسین خاں صاحب محلہ علی زئی۔ شاہجہانپور۔	مصری پور پرگنہ شاہجہانپور	۲ بیگہ ۱۲ بسوہ پختہ آراضی بازیافت	.	[illegible] (۲/۵)	[illegible] (۱/۷)	[illegible] (۱۰/۳)
۷	احمد حسین خاں صاحب " " "	"	۳ بیگہ ۱۳ بسوہ آراضی معافی	.	[illegible] (۸)	×	[illegible] (۸)

نمبر شمار	نام وقف	نام موضع	تعداد وقف	تعداد نکاسی خام		مالگزاری	منافع
۸	شیخ عبد الغنی صاحب حسین پورا شاہجہانپور۔	جنوبی تھوک سیداپور پرگنہ شاہجہانپور	.	۹ بیگہ پختہ ۲ بسوہ	[illegible] (۲،۱،۰)	[illegible] (۲،۲،۶)	[illegible]
۹	شیخ نصیر اللہ و شیخ شکر اللہ چودھری محمد زئی شاہجہانپور۔	×	۸ بیگہ ۹ بسوہ آراضی خام معافی۔	.	[illegible]	×	[illegible]
۱۰	سماۃ صغری بیگم صاحبہ زوجۂ اسرار حسین صاحب بستانی شاہجہانپور۔	سکردی پرگنہ کانٹ تحصیل شاہجہانپور	×	۲ بسوہ ۴ بسوہ پختہ ۴ بسوہ پختہ معافی ۸ بسوہ	[illegible] (۵/۶)	[illegible]	[illegible] (۵،۶)
۱۱	حیدر حسین خاں صاحب زیر قلعہ شاہجہانپور۔	کرا میر محال سوم پرگنہ جیو تحصیل متعلق شاہجہانپور	۲ بیگہ خام نمبری ۳۴۴	.	[illegible]	. .	[illegible]
۱۲	ملک سخاوت علی خاں صاحب مہان شاہ شاہجہاں پور	شہر خاص محلہ عبد اللہ گنج۔	۲۴ بیگہ خام ۴ بسوہ نمبری ۱۲۲۴	.	[illegible]	.	[illegible]
۱۳	سماۃ ننھی زوجۂ کلن خاں قوم شیخ ساکن چندوسی پرگنہ بلاری ضلع مراد آباد	چندوسی پرگنہ بلاری مراد آباد	ایک منزل دو مکان پختہ	.	[illegible]	.	[illegible]
۱۴	مکانات وصیتی سماۃ فضلو بیگم مرحومہ واقع قندھاری بازار لکھنؤ چار قطعہ	[illegible]	.	.		.	.
۱۵	مکان دار العلوم واقع گولا گنج مع دکانہا۔ دکان ۴ قطعہ	.	.	.		.	.
۱۶	جائداد موقوفہ خان بہادر شیخ قادر بخش صاحب فیض آباد واقع ضلع پرتابگڑہ	[illegible] سالانہ					

فہرست ارکان انتظامیہ

نمبر شمار	اسم	پتا	نمبر شمار	اسم	پتا
۱	مولٰنا سید محمد علی صاحب	مونگیر	۲۰	شیخ غلام صادق صاحب آنریری مجسٹریٹ	امرتسر
۲	مولٰنا ابو محمد عبد الحق صاحب	دہلی	۲۱	سید محمود عالم صاحب رئیس۔	فیض آباد
۳	مولٰنا شاہ محمد سلیمان صاحب۔	پھلواری پٹنہ	۲۲	مولٰنا عبد السبحان صاحب رئیس و تاجر	مدراس
۴	مولٰنا حبیب الرحمن خان صاحب۔	بھیکن پور	۲۳	نواب غلام احمد صاحب رئیس کرونڈل کولا	میسور
۵	مولٰنا ابو الخیر صاحب فصیحی۔	غازیپور	۲۴	مولوی محمد محی الدین صاحب بی اے ڈائرکٹر تعلیم و سب جج	بہاولپور
۶	مولوی غلام محمد صاحب فاضل۔	ہوشیارپور	۲۵	خان بہادر مولوی حاجی رحیم بخش صاحب پریسیڈنٹ کونسل	"
۷	مولٰنا مسیح الزماں خاں صاحب	شاہجہانپور	۲۶	مولوی عزیز مرزا صاحب بی اے	علیگڑھ
۸	منشی اعجاز علی صاحب۔	کاکوری	۲۷	مولوی ابوبکر محمد شیث صاحب فاروقی	جونپور
۹	حافظ محمد اسمٰعیل صاحب وکیل۔	شاہجہانپور	۲۸	مولوی عبد السلام صاحب انصاری [illegible]	کرنال
۱۰	مرزا اظفر اللہ خاں صاحب سب جج۔	سیالکوٹ	۲۹	مولوی حافظ سید محب الحق صاحب	بانکی پور
۱۱	مولوی قاضی علی احمد محمود اللہ شاہ صاحب	بدایوں	۳۰	مولوی قیام الدین صاحب آنریری مجسٹریٹ	جونپور
۱۲	مولوی عبد الحی صاحب وکیل۔	چندوسی	۳۱	مولوی عبد الحی صاحب ماتریدی	سہارنپور
۱۳	خان بہادر حاجی شیخ قادر بخش صاحب	فیض آباد	۳۲	مولوی عبد الرحیم صاحب ریواڑی۔	گوڑگانواں
۱۴	آنریبل جسٹس مولوی سید شرف الدین صاحب جج ہائیکورٹ	کلکتہ	۳۳	مولوی احمد علی صاحب محدث اندرکوٹ	میرٹھ
۱۵	نواب وقار الملک بہادر مولوی مشتاق حسین صاحب	امروہہ	۳۴	مولوی منظور النبی صاحب قاضی محلہ۔	سہارنپور
۱۶	بابو نظام الدین صاحب سوداگر چرم	امرتسر	۳۵	مولوی شاہ ایثار علی صاحب	بدایوں
۱۷	مولوی حمید الدین صاحب پروفیسر عربی میور کالج	الہ آباد	۳۶	مولٰنا شاہ نظام الدین صاحب	جھجھری
۱۸	شیخ عبد القادر صاحب بیرسٹر ایٹ لا۔	لاہور	۳۷	مولوی سید احمد صاحب امام جامع مسجد	دہلی
۱۹	حافظ محمد حلیم صاحب رئیس آنریری مجسٹریٹ	کانپور	۳۸	شیخ مشیر حسین صاحب قدوائی بیرسٹر ایٹ لا	لکھنؤ

نمبر شمار	اسم	پتا	نمبر شمار	اسم	پتا
۳۹	مولوی حکیم عبدالعزیز صاحب	لکھنؤ	۴۴	نواب سیّد علی حسن خاں صاحب	لکھنؤ
۴۰	حافظ حکیم عبدالولی صاحب	"	۴۵	مولوی خلیل الرحمن صاحب نائب ناظم۔	"
۴۱	مولوی اظہر علی صاحب وکیل	"	۴۶	شمس العلما ابو المنا شبلی صاحب نعمانی معتمد دار العلوم	"
۴۲	مولوی ظہور احمد صاحب "	"	۴۷	مولوی سید عبدالحی صاحب معتمد دفتر ندوہ	"
۴۳	مولوی محمد نسیم صاحب "	"	۴۸	منشی احتشام علی صاحب معتمد مال ندوہ	"

اسمائے مدرّسین

نمبر شمار	نام		تعداد مشاہرہ	تاریخ تقرری
۱	مولوی شیر علی صاحب مدرس اعلیٰ و مہتمم دار العلوم		مار	۱۳۔ نومبر سنہ ۱۹۰۹ء۔
۲	مولوی سیّد علی صاحب۔		صہ	۱۱۔ رمضان سنہ ۱۳۲۲ھ
۳	مولوی محمد طیب صاحب عرب۔		مار	صفر سنہ ۱۳۲۷ھ
۴	مولوی شبلی صاحب جیراجپوری۔		سہ	۱۸۔ ربیع الثانی سنہ ۱۳۲۴ھ
۵	مولوی یوسف صاحب۔		عہ	۱۳۔ رمضان سنہ ۱۳۲۳ھ
۶	مولوی فضل الرحمن صاحب		عہ	ذیحجہ سنہ ۱۳۲۱ھ
۷	مولوی شیخ محمد صاحب عرب		لہ	۱۹۔ جولائی سنہ ۱۹۰۹ء
۸	مولوی سید سلیمان صاحب۔		صہ	۵۔ شعبان سنہ ۱۳۲۶ھ
	شاخ انگریزی			
۹	ماسٹر تلمذ حسین صاحب ایم۔ اے	ہیڈ ماسٹر	ما صہ	۱۲۔ جولائی۔ سنہ ۱۹۰۹ء
۱۰	ماسٹر باقر حسین صاحب۔	سکنڈ ماسٹر	سہ	۲۱۔ جون۔ سنہ ۱۹۰۹ء
۱۱	ماسٹر وین محمد صاحب۔	تھرڈ ماسٹر	عنہ	۴۔ جمادی الثانی سنہ ۱۳۲۶ھ
۱۲	ماسٹر عبدالجلیل صاحب۔	فورتھ ماسٹر	صہ	۲۳۔ محرم۔ سنہ ۱۳۲۵ھ

۱۴	ماسٹر فدا حسین صاحب۔	مدرس تاریخی	۱۵	۱۹۰۱ء تخمیناً

قواعد دار العلوم ندوۃ العلما

داخلۂ طلبہ

۱۔ دار العلوم کے ابتدائی درجہ کی اوّل جماعت میں وہ طلبہ لئے جائینگے جنکا سن پندرہ برس سے زیادہ نہو مگر خاص حالتوں میں کمی بیشی ہو سکتی ہے۔

۲۔ جو طلبہ دوسرے یا تیسرے یا متوسط درجہ میں داخل ہونے کی لیاقت رکھتے ہونگے اُنکی عمر کا لحاظ اُنکی ختم شدہ خواندگی کے لحاظ سے کیا جائیگا۔

۳۔ فارسی میں اتنی استعداد رکھتے ہوں کہ صرف و نحو عربی کی ابتدائی کتابیں فارسی میں بخوبی سمجھ سکیں۔

۴ (الف) ہر ایک طالب العلم کو درخواست کے ساتھ نقشۂ مندرجۂ ذیل بعد خانہ پُری داخل کرنا ہوگا۔

کہ بطورِ خود قیام کریگا یا دار الاقامۃ میں بادای فیس یا بلا ادای میں رہنا چاہتا ہے۔

نمونہ نقشہ جسکی خانہ پُری مطلوب ہے

نام مع ولدیت سکونت عمر کہاں پڑھا ہے کیا پڑھا ہے

کس درجہ میں پڑھنا چاہتا ہے نسبت چال چلن کے کسی معتبر کی تصدیق۔

(ب) یہ نقشہ مہتمم دار العلوم کے پاس پیش ہوگا اور مہتمم دار العلوم اُسکو اُس مدرس کے پاس بھیجے گا جو امتحان داخلۂ طلبہ کے واسطے مقرر ہوگا۔ مدرس مذکور پر فرض ہوگا کہ وہ ہر فن کی کتابوں میں جو وہ پڑھ چکا ہے امتحان لے۔ اور اس بات کی بھی جانچ کرے کہ وہ حساب اور تحریر میں کیسا ہے۔ اسکے بعد مفصل

کیفیت تحریر کرکے اپنی راے ظاہر کرے۔

(ج) مہتمم بعد آنے اِس کیفیت کے اگر طالب العلم قابل داخل کرنے کے ہو تو اس درجہ کے مدرس کے پاس جسمیں داخل ہوسکتا ہو اس حکم کے ذریعے سے بھیجدے کہ وہ کم سے کم دو ہفتہ تک جماعت کے ساتھ پڑھاکر اختتام ماہ میں کیفیت ذیل تحریر کردے۔

درجہ میں چل سکتا ہی یا نہیں؟ اگر چل سکتا ہی تو کس درجہ کے قابل ہی؟ محنت شوق اور طبیعت کیسی ہی؟ چال چلن کیسا ہی؟

اس کیفیت کے آنے کے بعد جو طلبہ ناقابل ثابت ہونگے اُن کی درخواست نامنظور کردی جائیگی۔

قیام دار الاقامہ

۵ - دار الاقامۃ میں رہنے والے طلبہ وہی ہونگے جنکی عمر دس برس سے کم نہو۔

۶ - مُستطیع طلبہ سے بابت اخراجات سکونت وخور و نوش وغیرہ کے اُن کی استطاعت اور خواہش کے موافق چھ یا بارہ یا اٹھارہ روپیہ ماہوار لئے جائینگے

۷ - اگر کوئی طالب العلم بوجہ ضرورت خاص کے یہ خواہش کریگا کہ میں صرف ایک وقت کھانا دار الاقامۃ میں کھانا چاہتا ہوں تو بمعاوضہ نصف فیس کے اُس کی یہ خواہش پوری کی جائیگی۔

۸ - کوئی طالب العلم مستطیع اپنی خدمت کے واسطے کسی شخص کو دار الاقامۃ میں رکھ سکتا ہے جسکو مہتمم پسند کرے اور ایسے خدمتگار کو دار الاقامۃ سے کھانا مِلسکتا ہے بشرطیکہ تین روپیہ آٹھ آنہ ماہوار منجانب طالب العلم مستطیع ادا کیا جاے۔

۹ - جو طلبہ دار الاقامۃ میں قیام کے واسطے معاوضہ ماہواری ادا کرتے ہیں اُنپر لازم ہوگا کہ معاوضہ ماہواری کم سے کم تین مہینے کا پیشگی داخل کریں۔

۱۰- طلبائی دار الاقامۃ کی غذا عموماً گوشت روٹی- ترکاری- دال- چانول ہوگی اور باعتبار موسم کے اسمیں تغیر ہوتا رہیگا-

۱۱- طلبائی دار الاقامۃ ایک جگہ کھانا کھائینگے اور اُنکے کھانے کے وقت ایک اُستاد جسکو مجلس نامزد کریگی موجود رہیگا-

۱۲- طلبہ نماز پنجگانہ بجماعت مسجد میں ادا کرینگے اور مہتمم یا اُنکی ہدایت سے اور کوئی استاد اُن کے ساتھ رہیگا-

۱۳- بعد نماز جمعہ ۴ بجے تک طلبہ احاطۂ دار العلوم میں رہ سکینگے اور بعد نماز عصر حسب خواہش اُن کے اجازت باہر جانے کی بغرض تفریح دیجائیگی ایسی حالت میں ایک نگران ساتھ ہوگا-

۱۴- طلبائی دار الاقامۃ کے اوقات کی تقسیم حسب ذیل ہوگی اور بلحاظ موسم بدلتی رہیگی- بعد نماز فجر تلاوت قرآن شریف نصف گھنٹہ- مشق قراءت و تجوید نصف گھنٹہ آموختہ یاد کرنا ایک گھنٹہ- سبق یاد کرنا ایک گھنٹہ- مطالعہ دیکھنا دو گھنٹہ- کھانا کھانا ایک گھنٹہ- تعلیم ۵ گھنٹہ- ورزش جسمانی ایک گھنٹہ- نماز پنجگانہ ۴ گھنٹہ- بقیہ وقت خواب و تفریح

وظائف

۱۵- دار العلوم میں وظائف حسب تصریح ذیل ہونگے

(۱) "وظیفۂ اعانت" یہ وہ وظیفہ ہوگا جو غیر مستطیع شائق طلبہ کو مصارف دار الاقامۃ کے واسطے عطا کیا جائیگا-

(۲) "وظیفۂ لیاقت (الف) اُس طالب العلم کو دیا جائیگا جو سالانہ امتحان میں نمایاں کامیابی حاصل کریگا-

(ب) اُس طالب العلم کو دیا جائیگا جو تفسیر یا حدیث یا فقہ یا ادب میں سب طالب علموں

سے اول رہیگا جو حضرات اس قسم کے وظائف جاری کرنا چاہینگے وہ اُنھیں فنون کی تخصیص کے ساتھ اُنکے نام سے مشتہر ہونگے۔

۱۶- ہر قسم کے وظائف میں شرائط وستور العمل دارالعلوم کی پابندی ہوگی اور حتی الوسع شرائط وظیفہ دہندگان کا لحاظ رہیگا۔

۱۷- ہر ایک شخص جو وظیفہ اعانت پانے کی درخواست دیگا اسپر لازم ہوگا کہ بی استغنا کے قابل اطمینان شہادت پیش کرے۔ اگر بعد اجراے وظیفہ یہ معلوم ہو گا کہ وہ مستطیع ہی تو اسکا وظیفہ بند کر دیا جائیگا اور مناسب طور پر اسکی تنبیہ کی جائیگی

تعلیم

۱۸- دارالعلوم کے درجہ ابتدائی کی تعلیم تین سال میں ختم ہوگی۔ اور درجہ متوسط کی پانچ سال میں۔

۱۹- اس ابتدائی درجہ میں علوم مندرجہ ذیل کی کتابیں پڑہائی جائینگی۔ صرف۔ نحو۔ ادب۔ عروض۔ منطق۔ کلام۔ فقہ۔ فرائض۔ تفسیر۔ حساب۔ ہندسہ۔ جغرافیہ۔

۲۰- علوم مندرجہ بالا کی تعلیم میں بتدریج ترقی ہوگی اور اس ترقی کا معیار سالانہ امتحان ہوگا

۲۱- امتحان سہ ماہی اول دو دن ۷ محرم الحرام سے (۲) امتحان ششماہی ۳ دن ۶ ربیع الثانی سے (۳) امتحان سہ ماہی سوم دو دن ۸ رجب سے (۴) امتحان سالانہ ۹ دن ۲۵ شعبان تک

مکالمہ ومباحثہ

۲۲- مہینے میں دو بار خاص خاص علوم پر مدرسین بطرز قدیم املا کرینگے۔

۲۳- ہر پنجشنبہ کو طلبہ کی مجلس مباحثہ علمی منعقد ہوگی جسمیں طلبہ کتب زیر درس میں باہم گفتگو کرینگے اور کل مدرسین اُسوقت موجود ہونگے۔

۲۴- مہینے میں ایکبار مجلس مکالمہ منعقد ہوگی جسمیں طلبہ اس عنوان پر تقریر کرینگے یا تحریریں سنائینگے جو پہلے سے متعین کردیا جائیگا، اور اُسوقت مہتمم اس مجلس کا موجود ہوگا۔

متفرقات

۲۵- گرمیوں میں یکم اپریل سے ۳۰ جولائی تک دار العلوم کا وقت ۶ بجے سے ۱۱ بجے تک اور باقی ایام میں ۱۰ بجے سے ۴ بجے تک ہوگا۔

۲۶- جب مدرسہ ۱۰ بجے سے ۴ بجے تک ہوگا تو ایک گھنٹہ کی چھٹی ایک بجے سے دو بجے تک بغرض ادائے نماز ظہر دیجائیگی۔

۲۷- دار العلوم میں تعطیلات حسب مندرجۂ ذیل ہونگی (۱) عشرۂ محرم ۲ یوم ۹ و ۱۰- (۲) بارہ وفات ایک یوم ۱۲ ربیع الاول (۳) شب برات ۲ یوم ۱۴ و ۱۵ (۴) رمضان شریف مع عید الفطر ۴۰ یوم ۲۰ شعبان سے ۵ شوال تک (۵) عید الضحی ۴ یوم ۹ ذالحجہ سے ۱۲ تک (۶) بعد امتحان سہ ماہی ایک یوم (۷) بعد امتحان ششماہی ۲ یوم بشرطیکہ جمعہ نہو

نقشۂ نصاب دار العلوم ندوۃ العلماء ابتدائے سال اول

شہور	اسباق عربی: اول	اسباق عربی: دوم	اسباق عربی: سوم	مشق صیغ و تعلیل	ریاضی	انگریزی	کیفیت
۱	میزان[1]	۰	۰	״	تقسیم مفرد تک مع عبارتی سوالات	پرائمر انجمن حمایة الاسلام لاہور کا کاپی نمبر ۲ و ۳	ماسٹر ونکو چاہیے کہ ہر ہفتہ ترقی کا نقشہ پیش کریں اور دکھائیں کہ کسقدر ترقی ہوئی۔
۲	״	۰	دروس الادب حصہ اول	۰	۰		
۳	منشعب	نحو میر مع مائة عامل و خلاصہ	۰	״	״	״	
۴	״	״	۰	״	״	״	״
۵	صرف میر	״	۰	״	״	״	یہ ہدایت از سال اول تا ختم سال ہشتم یکساں سمجھی جاوے۔
۶	״	״	״	״	״	״	
۷	قاعدہ نسبت پنج گنج	״	״	״	״	״	
۸	״	״	״	״	״	״	
۹	״	״	״	״	״	״	

[1] ندوۃ العلماء نے چھوٹے بچوں کیلیے یہ رسالہ تالیف کیا ہی جسمیں عربی اسماء مصادر اور مختصر فقرے لکھے ہیں ۱۲

ابتداے سال دوم

شہور	اسباق عربی اول	اسباق عربی دوم	اسباق عربی سوم	املا و قرات عربی	ریاضی	انگریزی	کیفیت
۱	دروس الادب حصہ ثانی	〃	میزان منطق	〃	تقسیم مرکب و ذو اضعاف اقل مع عبارتی سوالات	میکملن ریڈر نمبر ۱ تا صفحہ ۷ گارڈن ٹرانسلیشن حصہ ۱ نصف کاپی نمبر ۴، ۵، ۶	اول نصف سال تک انگریزی کی صرف پڑہائی ہو اور نصف آخر میں دو گھنٹہ ہفتہ میں لکہائی بہی کیجاے
۲	〃	〃	〃	〃	〃		
۳	〃	〃	:	〃	〃		
۴	شرح مأۃ عامل	پارۂ عم مع ترکیب	〃	〃	〃	〃	
۵	〃	〃	〃	〃	〃	〃	
۶	〃	〃	علم الصیغہ[1]	〃	〃	〃	
۷	〃	کبری	〃	〃	〃	〃	
۸	ہدایۃ النحو	〃	〃	〃	〃	〃	
۹	〃	〃	〃	〃	〃	〃	

ابتداے سال سوم

شہور	اسباق عربی اول	اسباق عربی دوم	اسباق عربی سوم	املا جمل عربیہ	ریاضی	انگریزی	کیفیت
۱	قدوری	〃	شرح تہذیب	〃	کسور عام مع عملی سوالات و کسور اعشاریہ تک	میکملن ریڈر نمبر ۲ تا صفحہ ۷۰ گارڈن ٹرانسلیشن حصہ اول ختم نسفیلڈ گرامر حصہ اول کاپی نمبر ۷ و ۸	اس سال میں ہر ہفتہ میں ایک گھنٹہ لکھائی درسہ میں ہوا کرے لیکن روزمرہ لکھائی مکان پر ہو جسکے دوسرے دن کاپیاں دیکھی جاویں اسیطرح سال چہارم و پنجم میں بہی کیا جاے۔
۲	〃	〃	〃	〃			
۳	〃	〃	〃	〃			
۴	〃	〃	〃	〃	〃		
۵	〃	مفصل زمخشری[2]	〃	〃	.		
۶	سراجی	〃	〃	〃	.		
۷	〃	〃	مجموعۃ الادب	〃		.	
۸	اخوان الصفا	〃	〃	〃			
۹	〃	〃	〃	〃			

[1] تصنیف مفتی عنایت احمد صاحب صرف میں نہایت مکمل اور واضح کتاب ہے ۱۲

[2] یہ کتاب امام فن جاراللہ زمخشری کی تصنیف اور علم نحو میں جامع کتاب ہے ۱۲

متوسط سال اول

نمبر	اسباق عربی — اول	دوم	سوم	املا سطور عربی	ریاضی	انگریزی	کیفیت
۱	اضح المسالک[1]	شرح وقایہ ربع اول	دول العرب[2]	〃	مفرد اربعہ	میکملن ریڈر نمبر ۳ تا صفحہ ۶۰ گارڈن ٹرنسلیشن حصہ دوم نصف	مطابق سال سوم
۲	〃	〃	〃	〃	〃		
۳	〃	〃	〃	〃	〃	نسفیلڈ گرامر حصہ ۳ ختم	
۴	〃	〃	〃	〃	〃	کاپی نمبر ۹ و ۱۰	
۵	〃	قطبی تصدیقات	〃	〃	〃	〃	
۶	صراط المستقیم[3]		مختصر معانی فن معانی	〃	〃	〃	
۷	〃	〃	〃	〃	〃	〃	
۸	〃	〃	〃	〃	〃	〃	
۹	〃	〃	〃	〃	〃	〃	

متوسط سال دوم

نمبر	اسباق عربی — اول	دوم	سوم	املا عبارت عربی	ریاضی	انگریزی	کیفیت
۱	ہدیہ سعیدیہ	مختصر المعانی فن بیان	نور الانوار	〃		نسفیلڈ مڈل ریڈر نمبر ۳ تا صفحہ ۷۰ نسفیلڈ گرامر حصہ ۳ نصف گارڈن ٹرنسلیشن حصہ دوم	
۲	〃	〃	〃	〃	〃		
۳	〃	〃	〃	〃	〃		برائے جماعت
۴	〃	〃	〃	〃	〃	مڈل نصف	
۵	〃	متنبی نصف	〃	〃	〃	کاپی نمبر ۱۱ و ۱۲	
۶	شرح وقایہ ربع ثانی	〃	〃	〃	〃	〃	
۷	〃	〃	معالم اصول الدین امام رازی[4]	〃	〃	〃	
۸	〃	〃	〃	〃	〃	〃	
۹	〃	فوز الکبیر[5]	〃	〃	〃	〃	

[1] یہ کتاب علامہ جمال الدین بن یوسف کی تصنیف ہے علم نحو کے نادر مسائل محققانہ طرز پر لکھے گئے ہیں جاہلیت کی اشعار سے اکثر استدلال ہے عبارات لطیف اور اکثر دقیق مسائل درج ہیں ۱۲ [2] محمد طلعت حرب مصری کی تصنیف ہے جاہلیت اور ابتدائی اسلام و نبوت کی مختصر تاریخ ہے [3] علامہ شیخ احمد زناتی مصری اس کتاب کے مصنف ہیں اسمیں مسائل کلامی اور اصول تفسیر کے بہت سے مباحث ہیں ۱۲ [4] امام فخرالدین رازی کی تصنیف اور مشہور کتاب ہے [5] مولانا شاہ ولی اللہ دہلوی کی اصول تفسیر میں مشہور کتاب ہے ۱۲

متوسط سال سوم

[illegible]	اسباق عربی			مضمون نویسی عربی	انگریزی		کیفیت
	اول	دوم	سوم				
۱	اعجاز القرآن	توضیح	کلام اللہ نصف اول	〃	لنسفیلڈ مڈل ریڈر نمبر ۳ تا صفحہ ۸۰		اس سال میں ہر ہفتہ میں ایک گھنٹہ روزانہ ترجمانی کا ہو۔ اور ہفتہ میں چار دن گرامر اور دو دن ترجمہ جماعت میں لیکن مشق گھر پر الگ ہو۔
۲	〃	〃	〃	مقامات حریری ۱۵ مقامہ	لنسفیلڈ گرامر حصہ سوم تمام گارڈنس ٹرانسلیشن حصہ سوم ختم		
۳	بصائر النصیریہ	〃	〃	〃	کمپوزیشن		
۴	〃	〃	〃	〃	〃	〃	
۵	〃	حماسہ	الیاس شرح حکمۃ العین	〃	〃		
۶	〃	〃	〃	〃	〃		
۷	〃	〃	〃	〃	〃	〃	
۸	تصریح	〃	〃	〃	〃	〃	
۹	〃	〃	〃	〃	〃	〃	

متوسط سال چہارم

[illegible]	اسباق عربی			مضمون نویسی عربی	انگریزی	انگریزی	کیفیت
	اول	دوم	سوم				
۱	سلم العلوم	دلائل الاعجاز	ہدایہ ربع رابع	سبعہ معلقہ	ٹام براؤن اسکول ڈیز نصف		حسب ہدایت سال ششم
۲	〃	〃	〃	〃	مڈل گرامر مصنفہ لنسفیلڈ صاحب نمبر ۲ نصف		
۳	〃	〃	〃	〃	ٹرانسلیشن اکسرسائز مصنفہ اوکلی صاحب نصف		
۴	کلام اللہ نصف آخر	〃	〃	〃	پوئٹری مولفہ مسٹر سیوکسن و ہاٹن نصف		
۵	〃	〃	〃	〃	گارڈنس انالیسیس و پارزنگ نصف		
۶	〃	حجۃ اللہ البالغہ	دروس الاولیہ فی علوم الطبیعیہ	〃	کمپوزیشن		
۷	〃	〃	〃	〃			
۸	〃	〃	〃	〃			
۹	کشف الادلہ	〃	〃	〃			

سلہ قاضی امام ابو بکر باقلانی کی تصنیف ہی اسمیں وجوہ اعجاز قرآنیہ سے بحث ہی عرب العرباکے بلیغ کلام اپنے مواقع میں پیش کرکے دکھلایا ہی کہ کلمات قرآنیہ کے مقابل میں انکی یہ حیثیت ہی وجوہ اعجاز کے مایہ البحث مسائل کو جدا جدا عنوان قائم کرکے دکھایا ہی کہ اس خاص عنوان میں قرآن مجید کو ادائے مطلب اسلوب بیان طرز ادا میں یہ تفوق ہی ۱۲ سلہ شیخ امام قاضی زاہد زین الدین عمر بن سہلان ساوی کی تصنیف ہی منطق میں ایسی نفیس کم کتابیں ہونگی طرز بیان مسائل مروجہ کتابوں سی بہتر ہے شیخ شہاب الدین مقتول صاحب حکمۃ الاشراق نے یہ کتاب پڑھی تھی اور انکی درس میں تھی ۱۲ سلہ اس کتاب کے مصنف امام الفن شیخ عبد القاہر جرجانی ہیں مجتہدانہ طریقہ سے معانی و بیان کے مسائل ضبط کیے ہیں اس فن کے تصانیف کا یہی ماخذ ہی ۱۲ سلہ اسکے مصنف مسٹر الن جکسن ہیں جکو معلم السعد السعودی نے مکمل کیا ہی۔ جدید طبیعات اور سائنس کو عربی زبان میں بہ تکمیل لکھا ہی آلات کی تصویریں اپنے اپنے مقام میں تصویر دی ہی علوم جدیدہ کی واقفیت کے واسطے یہ کتاب کافی ہی ۱۲ سلہ علامہ قدامہ ابن جعفر کی علم ادب میں اعلی

متوسط سال پنجم

گھنٹے	اسباق عربی اول	اسباق عربی دوم	اسباق عربی سوم	مضمون نویسی عربی	انگریزی	انگریزی	کیفیت
۱	ہدایہ ربع ثالث	تفسیر بیضاوی	بخاری شریف	″	ٹام براون اسکول ڈیز ختم		حسب ہدایت
۲	″	″	″	″	ٹل گرائمر مصنفہ مسٹر لسفیلڈ نمبر ۳ ختم		سال ششم
۳	″	″	″	″	ٹرانسلیشن ایکسرسائز مصنفہ مسٹر اوکل ختم		
۴	″	ترمذی شریف	″	نقد الشعراء	پوئٹری مولفہ مسٹر کسن ہاٹن ختم		
۵	شرح حکمۃ الاشراق[1]	″	″	″	گارڈنس انالیسیس و پارزنگ ختم		
۶	″	″	″	″	کمپوزیشن		
۷	″	″	″	ہیأت جدیدہ			
۸	″	″	″	″			
۹	″	″	″	″			

[1] حکمت اشراقیہ کے شیخ اور امام شیخ مقتول سہروردی کی کتاب حکمۃ الاشراق کی نادر شرح ہی شارح علامہ قطب الدین شیرازی ہیں گو یہ کتاب ارسطو کے فلسفہ کے مقابل اور رد ہی لیکن اسوقت بہی اسکی شہرت اور مقبولیت تہی جبکہ ارسطو کا فلسفہ مقبولیت عام رکہتا تہا۔ ۱۲

لیکن رپورٹ میں دار العلوم کی جن خصوصیات کا تذکرہ کیا گیا ہی، اُنکا علمی تجربہ اُسوقت تک نہیں ہوسکتا تہا جب تک دار العلوم ندوۃ العلما کی تعلیم و تربیت کے چند نمونے قوم کے سامنے پیش نہ کیے جاویں۔

دار العلوم کو دیگر مدارس عربیہ پر اگرچہ متعدد حیثیتوں سے امتیاز حاصل ہی، لیکن ان تمام خصوصیات میں اکثر ایسی ہیں، جنکا نمونہ فوری طور پر قوم کو نہیں دکھایا جاسکتا، قوم کو انکا علمی تجربہ اُسوقت ہوگا جب طلبائے دار العلوم ملک کے ہر گوشے میں پہیل کر قومی اور مذہبی خدمات میں مصروف ہونگے، لیکن بعض خصوصیتیں اس قسم کی ہیں، جنکو قوم اور بالخصوص علما کے سامنے ظاہر کیا جاسکتا ہی، ادب اور عربیت

کمال اور ملکہ تقریر و تحریر بھی اسی منتہم کی خصوصیات میں ہی، عام مدارس عربیہ میں ادب
اور انشا پردازی کے ساتھ جو بے اعتنائی کی جاتی ہے اب اگرچہ اسکا عام احساس
ہو رہا ہی، لیکن دار العلوم ندوۃ العلما نے سب سے پہلے اسی طرف توجہ کی
اور ادب اور عربیت کو اپنے نصاب تعلیم کا لازمی اور ضروری جزو قرار دیا۔ اس بنا پر
طلباے دار العلوم کو دوسرے مدارس کے طلبا پر اس باب میں ایک بدیہی امتیاز
حاصل ہی۔ اس بنا پر مولانا شبلی صاحب نے رپورٹ کے پیش کرنے کے بعد
تحریک کی کہ جو طلبا اس موقع پر موجود ہیں، ادب اور انشا پردازی میں اُنکا امتحان
لے لیا جائے تاکہ اس امتحان کے ذریعے سے رپورٹ کی عملی تصدیق ہو جائے چنانچہ
پہلے چند طلباء کا تحریری امتحان ہوا، اور ایک صاحب نے مضمون دیا کہ ارباب
دہلی نے ندوۃ العلماء کو جسطرح دعوت دی، اور جس وسیع پیمانے پر شرکا جلسہ کی
مہمانداری کی یہ طلبا اُسکا حال تفصیل کے ساتھ لکھیں اس موقع پر یہ یاد رکھنا چاہیئے
کہ ہندوستان میں یوں تو عام طور پر فنون عربیہ کی کساد بازاری ہی، لیکن جن لوگوں کو
اسکا شوق ہی، وہ بھی زیادہ تر خیالی مضامین میں اپنا زور قلم صرف کرتے ہیں، واقعات
کی طرف توجہ نہیں کرتے، جسکا نتیجہ یہ ہے کہ باغ و بہار اور فرضی فقصونکو تو وہ نہایت
خوبی کے ساتھ لکھ سکتے ہیں، لیکن اگر کوئی حقیقی واقعہ دے دیا جاوے تو اُنکا زور
قلم بالکل بیکار ہو جاتا ہے۔ دار العلوم نے اس کمی کی طرف سب سے پہلے توجہ کی، اور
طلباء کو واقعہ نگاری کا طریقہ بتایا، یہ مضمون جو طلباء کی مشق تحریر کے امتحان کے
لیے دیا گیا تھا ایک خشک واقعہ تھا۔ اس بنا پر اس میں عام طور پر انشا پردازی کا زور
نہیں دکھایا جا سکتا تھا، لیکن چونکہ ان طلباء کو خاص طور پر واقعہ نگاری کی تعلیم
دی گئی تھی، اسلیے اُنہوں نے نہایت برجستگی اور روانی کے ساتھ ۔ ۲ منٹ کے
عرصہ میں ان واقعات کو لکھکر سنا دیا، چنانچہ بطور نمونہ کے اس موقع پر ہم بعض تحریروں کو درج

کرتے ہیں،

لقد شخصنا نحن معاشر الطلبة الى هذا البلد الذی طارصیته وبعد ذکره حتی طبق الخافقین لابنیته الفخیمة وحصونه المنیفه وقصوره الشامخة ثم لکونه معدن العلم ومطلع شمسه وینبوعه وانما قصدنا هذا البلد الطیب لیجتمع نحن معاشر المسلمین علمائهم وحکمائهم ووجوههم الذین یوصفون بسدادة الرای وحصافة العقل والذین قلوبهم مفعمة غیرة ونشاطا ونتداول البحث عن شان الامة وننفر عن عوامل الهبوط ونصرف الانظار الی امة المسلمین وامرهم من جهل ضرب رواقه وفقر بلغ منهم مبلغه ومنابذة ومقاطعة حلت عراهم وقطعت رباطهم فخرجنا وهبطنا هذا البلد ولما وصلنا الی نخبة اهله اکرمونا بما یلیق بنا واحترمونا کما یلائمنا وانزلونا بیوتهم ووضعوا لنا اطعمة لذیذة وافرد والنا بابا فخما -

(عبدالواحد متعلم درجۂ تکمیل)

امرنا فی هذه الساعة بان نضرب انف الکتاب وعینها ونقلب ظهرها وبطنها علی ما شفنا مما وقع فی هذا الاحتفال السنوی الکائن فی هذه البلدة الطیبة المدعوة بدهلی من خطب مسهبة رائقة وکلمات ومآثر موفقة لافاضل ارتفعت اذکارهم وطار صیتهم بسابر البقاع والاصقاع فی رمرثات المسلمین وشعب امرائهم المنفقة علی مواضع شتی ومباحث مختلفه ولکنه قبل ان نمثل لهذا لواجب نحوی الی ان نتلع اعناقنا الی اهدائنا الیکم تشکرات زاکیات وتسلیمات فائقات وتحیات ملیات خلصت اعجازها وعرانینها وصفت مواردها ومصادرها لانکم ممن انشرحت بهم صدورنا وارتفعت بهم اذکارنا الزیارة محیاکم الجمیل بعد تجشم شقات شاسعة ومسافات نازحة کیف لا ذلک وانکم ممن

(قمرالدین متعلم درجۂ تکمیل)

من الخصائص التی اورثناها آباؤنا الاولون اکرام الضیوف ولقائهم بطلاقة الوجه، فمن راجع الی اشعار العرب ومآثرهم وادابهم وسننهم یجد ان امة العرب کانت ارحب صدرا واسبط یدا وارخی عنانا فی هذا الرهان لان فقیرهم وغنیهم کلهم یبیتا ثر الضیوف علی نفسه ویوثرهم علی ابنائه واقربائه ولکن لما قلب الدهر ظهر المجن ولعبت بنا حدثان الزمان فقدنا هذه المزیة التی امتازت بها الامة العربیة التی وشجت فیها ابد اننا نسبا ورحما وقرابة ولکن قام اهل دهلی فی هذا الزمان لاحیاء هذه السنة العتیقة التی کانت میتة منذ زمن قدیم نحن معاشر الطلباء والعلماء معترفون بفضلهم الجم لانهم طلبونا من الدیار الشاسعة والبلاد النازحة فلقونا بطلاقة الوجه...

(عبد السلام متعلم درجۂ تکمیل)

اسکے بعد تقریر کا امتحان ہوا یہ امتحان ایک طرف تو بہ نسبت تحریر کے بہت زیادہ سخت تھا، دوسری طرف ہندوستان میں فنون ادبیہ کی ترقی کا بناء عنوان تھا، تمام دنیا میں ہر زبان کی تعلیم حاصل کرنیکا یہ نتیجہ سمجھا جاتا ہے کہ طلبہ کو اس زبان میں تقریر و تحریر کی قابلیت حاصل ہو، لیکن اس زمانہ میں صرف عربی تعلیم کو یہ عجیب و غریب خصوصیت حاصل ہے کہ بڑے بڑے علماء اُس میں معمولی طور پر گفتگو بھی نہیں کر سکتے، لیکن ہندوستان دار العلوم ندوۃ العلماء پہلا مدرسہ ہے، جسنے اس خاموشی کی مہر کو توڑا اور ایسے متعدد طلباء تیار کیے جو عربی زبان میں برجستہ تقریر کر سکتے ہیں، چنانچہ عام خواہش کی بنا پر عبد الواحد نامی ایک طالب العلم جس کی تحریر کا نمونہ اوپر گذر چکا ہے کھڑا ہوا، اور نہایت برجستگی اور طاقت کے ساتھ فصیح و بلیغ عربی میں دار العلوم ندوۃ العلماء کی ضرورت اور اُسکے مقاصد پر ایک طولانی خطبہ دیا جو حسب ذیل ہے۔

خطبة

القاها عبد الواجد في الاحتفال السنوي لندوة العلماء دهلي

الحمد لله والصلوة والسلام على رسوله محمد واله واصحابه اجمعين وبعد

فقد وجدت مكان القول ذا سعة فان وجدت لسانا ناطقا فقل

ايها السادة! ان الماثل بين ايديكم احد المتعلمين في دار العلوم لندوة العلماء والمتنهين

في روضتها العلمية والراتعين في مراتعها الادبية فالعلائق بينه وبينها احصن وامتن

منها بينه وبين ندوة العلماء والقريب احق بالاعتناء بامره والاقبال على شانه فلنلق

دار علومنا العزيز على بساط البحث ولنستشف اذا نكم الشريفة بكلمة وجيزة نشرحها

ايها السادة! لا قوة لامة الا بجمع الايدي والتشابك بين افرادها والالتئام بين

اعضائها كما هو مشاهد معلوم عند كل من لم ينظر في شؤن الامم الغابرة والمعاصرة

ولنزيد ذلك بيانا نضرب مثلا مبين ظاهره معظم باطنه۔

ايها السادة! هذا الرشاء الذي يمتخ به لتجال المفعمة من الطوى البعيدة القعر

مركبة من خيوط كانت كل واحد منها لا يحمل صغير الدلو الا انه لما ضم بعضها الى بعض فابرمت

واحكم ابرامها تحمل ما تحمل وما ذاك الا ثمرة الانضمام وكفى بذلك شاهدا۔

ابى الله في البشر الا ان يكون لكل سبب مسببا ولكل عمل باعثا فلا جرم من باعث

على الوفاق والوئام وهذا الباعث هو الذي ندعوه بالرابطة والجامعة۔

ولا غرو اذا قيل ان قوام هذه الرابطة وعمادها المجانسة والاتحاد نسبا كان او

حرفة او وطنا او مذهبا فرابطة القبائل مثلا هو اتحاد الجد ورابطة اهل الصنائع

اتحاد نوع الحرفة والصناعة ورابطة الامة اتحاد الوطن (هذا على الاغلب) ورابطة

ارباب العلوم واصحاب الشرائع اتحاد نوع العلوم والشريعة فانك ترى لكل واحد من هولاء حزباً متماسكين متحدين في امر ومختلفين في امر آخر -

ايها السادة! كما ان الامم تختلف في الوانهم وازيائهم ولغاتهم وعوائدهم كذلك تختلف في روابطهم فمن امة ترتبط برابطة الوطن واخرى باتحاد الجد وثالثة باتحاد الديانة الى اخر الاضراب التي قد مضى تفصيلها والامم تحافظ على رابطتها مهما صغرت في الحقيقة فانها كانتظام للعقد كلما ان قطع تناثرت درره - والرابط عند الامم الاورباوية الوطن وحده وهو اغناهم عن خلاله - وهم اشد محافظة عليه حتى لايبالون في سبيله بقطع الارحام والمروف من الملل والنحل افلا ترى ان ما لستحار بين المانيا وحمى وطيس الوغى بينهما واشتغلت سيرانها وان مسارب الود بين البرطانية والروسيا كانت متكدرة فاصفاها الورد تشارلس هاردنغ مع كون جميع دول اوربا معتقدين بالديانة المسيحية - ومغزى القول ان الرابطة عند اوربا الوطن وحده واما عند المسلمين فرابطتهم ملتهم البيضاء فانك ترى المسلمين مع تعدد لغاتهم وافتراق ازيائهم واختلاف صورهم وتباعد اوطانهم دسائنهم يحشرون تحت لواء واحد ويأوون الى كنف واحد الا وهو الاسلام الا وهو الاسلام - ثم ان المسلمين - لا لواء لهم الا لواء الاسلام ولا كلمة لهم ماعدا الكلمة فاذا لا غرو اذا قيل ان اسلامنا لا غرو هو ملاك كوننا امة واحدة وجهة وينبوع وانه امتن الروابط واوثق العرى وبالدين رابطه فانه كيف يحشد الوفا من بني آدم في ساحة واحدة تحت راية واحدة يوثرون به على صلات الرحم واواصر النسب ووشائج الوطن، وعلائق الود وان له قدح معلى ويد اطولى في تاليف الاشتات -

والمواخاة بين الاضداد ونظما اخلاط الزمر فى سلك خاص على ترتيب خاص - و
لاسبيل الى تاسيس بنيان المسلمين وتشييد اركانه وتائيد قواعده بعد انفصام
هذه العرقة ولا اتخاذ امر هذه الرابطة فاذاً لامحيص من الحفظة على الدين وله خطتان
اولهما تكثير سواده وتوسيع نطاقه وباسهما حميه والذب عن بيضته وثمرة الاول
استفحال الشوكة المسلمين واستداد سلطانهم وثمرة الثانية عدم خلع المومنين ربق الاسلام
عن اعناقهم والارتداد عنه واللحوق بالكفار -
ايها السادة ! لاريب فى ان بتوزيع العمل تخف المؤنة وتتم الاعمال
على اكمل وجه واحسن حال رهو من اهم عوامل النجاح لاوروبا فى مساعيها الادبية
والعلمية فان عندهم لكل عمل رجال يخوضون فى غمار العمل المناط بهم ويتفكرون فى امره
اناء الليل والنهار ويقومون به فيفرغون الوسع فى سبيله فيجتنى اعقابهم من ثمرته
اليانع فاذا لاجرم للحافظ على الدين من عصابة تشمر عن ساق الجد وتحسر عن
ذراع وتفرغ للملة وينقطع اليها عما عداها
بينما كان مسلموا الهند قد انفصمت عرى نتهم وانشقت عصاهم وانخفضت
راية علوهم اذ نهضت فيهم عصابة من العلماء ذوى العقول الراجحة والافكار
الثاقبة والهمم البعيدة فتدبروا فى امرها ونقروا عن عوامل سرعة ولهم الى
الجهل والشقاق والذل وبعد طول البحث والفكر تبين لهم ان سبب ذلك فقدان
المسلمين فؤاداً اكفاء لهذا المنصب الخطير فان حملة دينهم وحكماء نفوسهم
وهداة ملتهم قد تنكرت اعمالهم وضاق نطاق علمهم فسدت اخلاقهم وقلت

حكيم العرب الاخوة الاودى ۵

لا یصلح القوم فوضی لاسراة لهم ✦ ولاسراة اذا جهالهم سادوا

اجمعت علی تاسیس مدرستنا برا عی فیها امرین (۱) حسن التعلیم (۲) حسن التربیه اما الاول فالسبیل بیه بجب نوعین من المعلمین صامت وناطق - اما المعلم الصامت فهو کتب القدما الطافحه بمسائل الفن الشریفه وقد نظم القائمون بامر مدرستنا العزیزه فی سلک الائمة التعلیم عوضا عن الکتب المشحونة بالمباحث النافهة التی لا طائل تحتها الا الجدل الی المکابرة واما المعلم الناطق فهو جماعه فحول علما الهند و اساطینهم ومن زار مدرستنا العزیزة یری ساحتها غاصه بفرسان میادین العلم و اما السبیل الثانی فبانشاء دار اقامة للمتعلمین فی المدرسه کی یسهل علی الرقیب مراقبه اعمالهم وخلقهم ویربیهم علی تربیة سلامیة صحیحة ویرشحهم خیر اکفاء لحمل الدین قد خرج کلا المشروعین من حیز القوة الی عالم الفعل وبلغا مابلغا -

ایها السادة ! لاریب فی ان لمدرستنا مزایا وخصائص قد برعت بها علی امثالها لا انه طبق الخافقین ذکرها و طالما شاهدت ها الامة فی المحفلات وعلی صحائف مجلة الندوة فلا نطیل القول فی شرحها -

هذه کلمات عدیده اختصرتها حرصاً علی الایجاز وها انا اطوی ماشرته ونختم الکلام بالسلام فانه مسک الختام -

ان تقریروں اور تحریروں کا جو عام اثر ہوا اسکو ہم ایک مناسب موقع پر لکھینگے، لیکن علما جو اس قسم کی تقریروں کے خاص طور پر مخاطب ہو سکتے تھے، ان کی یہ حالت تھی کہ وجد میں آکر جھومتے تھے، اور انکی زبان سے بیساختہ تحسین آمیز کلمات بلند ہوتے تھے،

دار العلوم ندوۃ العلما، اگرچہ اس قسم کے امتحانوں میں ہمیشہ پورا اترا ہے، پھر بھی مخالفین کی زبان بند نہیں ہوئی، جو لوگ ندوۃ العلما، کی ہر چیز کو تنقید سے گذر کر مخالفانہ نگاہ سے دیکھنے کے عادی ہوگئے ہیں، وہ اگرچہ طلبا، کی ادبی قابلیت پر کسی قسم کا حرف نہیں رکھ سکتے، تاہم اب وہ اس پردے میں اعتراض کرتے ہیں، کہ دار العلوم میں صرف ادب اور عربیت پر زیادہ زور دیا جاتا ہے، اور علوم دینیہ کی طرف خاص طور پر توجہ نہیں کی جاتی، اس بنا پر ضرور تھا کہ طلبا، کی مذہبی تعلیم و تربیت کا نمونہ بھی قوم کو دکھایا جاوے، اسکے لیے درجہ تکمیل کا ایک طالب العلم علم کلام کے متعلق تقریر کرنے کے لیے تیار تھا، لیکن موجودہ حالات کے لحاظ - اور اعیان بہاول پور کی خواہش سے ہوشیار پور کا ایک طالب العلم سید امداد حسین نامی پیش کیا گیا، جسنے سکینڈ لینگویج بجاے انگریزی زبان کی سنسکرت لی ہے، چنانچہ اُسنے کھڑے ہوکر بھاشا زبان میں مذہب اسلام کے متعلق ایک تقریر کی جو حسب ذیل ہے،

تقریر سید امداد حسین طالب العلم ہوشیار پور

(شری گنیش اتے نمہ)

پرتشٹھت پورشو اس سمے میں آپکے سمکھ اسلئے اوپستھت ہوا ہوں کہ یہ آپ کا لے میلے سمے لپنے دیا کہیان و دار اگرہن کروں نیز میں آپ سے کتھن کروں کہ ہمارا مذہب اسلام کہانتک سچا ہے - اور اپنے متوں کے آپ کشا اس میں کیا اُوتم تا ہی یدی پی یہ شے اتی گرد ہے اور اس میں اتی دور درشتیا کی آوشیکتا ہے - تتھاپی میں اپنی یوگیتا آدسار اس پر کچھ سوالپ کتھن کرونگا میں اس سمے جس بھاشا میں کتھن کر رہا ہوں - سب سے

پرتھم میں اُسی بھاشنگ کے متانویائیوں کے ساتھ اُنکے کیتی پے نیموں کو اپنی درشٹی گوچر کرکے اسلامی دہرم کے ساتھ سامنے کرنا چاہتا ہوں۔ کہ اچت تمام بھومنڈل کے مسلمانوں پر یہ ودت ہی۔ کہ مسلمانوں کے وشواس کیہے تین ہی چار نیموں پر ہیں۔

ارتھات پرمات متو۔ اُسکی کیولتا۔ اوتارتا۔ اور پرے۔ اس میں کوئی شبہہ نہیں کہ ہندؤں کا نوتن سماج ارتھات آریا سماج تقریباً اپنے سوچ وچار سے ہمارے اسلامی مسائل کی اور دہیان دیتا جاتا ہی۔ چنانچہ ایشور اور اسکی سن سے ایکتا کا ادہین ہوگیا ہے، پرنتو پربھی ادہیا ودہی بعض مسائل میں دڑہ دی رووہی ہی۔ اور سروسن یکیتتا کے ساتھ ایک پرے کا مسئلہ بھی ہی۔ مسلمانوں کا یہ وچار ہی۔ بلکہ وررہ وشواش بھی ہی اور نیتہارتھ بھی ہی کہ سمپورن سنسار میں ایک سمے وہ آگامی ہی۔ کہ یہ سمپورن نروتج ہوجاویگا اور منشٹ وستونیہ وسترت کی جائینگی اور سروشکتیمان پرماتما کے سنمکھ اُنکے کرموں کا پہل دیا جاویگا پرنتو ہمارے سماجی بہراترگن اسکے اس سیوی کاری ہیں اور کہتے ہیں۔ کہ سنسار سدی دورتمان رہیگا اور منشیونکے کرموں کا بھی پہل دیا جاویگا۔ اس پرکار سے کہ منشے اپنے سمپورن جیون میں جو اچھا کرم کریگا۔ اور وش کرموں سے رہت ہوگا پرے کے بعد اُسکا جیو منشیونکے شریر میں آویگا۔ جو سرشٹی ماتر میں سب سے اُتم ہیں۔ لیکن اگر اپنے جیون ماتر میں سوکرم کی آپیکشا وش کرم اکثر کیتے ہیں۔ اور اُسکو مارک دیے کر اپنے ساتھ لے گیا۔ تو شریرانت میں اُسکا جیو کسی وشت پشوں میں پرویش ہوگا جوکہ سنسار میں سب سے نیچ سرشٹی ہی۔ اور سویونکے لیے اس جیون میں پڑا رہیگا۔ مہاشیو یہ جس قسم کا خیال پراور بہاڈ کیا گیا ہی وے وانت کی درشٹی سے بھی اگرہٹایا جاوے کیوں ایک سادہارن درشٹی کی جاوے۔ تو پہلی بات جو آپ کی درشٹی میں

آویگی وہ یہ ہوگی۔ کہ منشیے جب وشٹ کرم کرکے کسی اپنے شریر میں آتا ہی تو انکی درشٹی میں
پورو وشٹ کرم کا وَنڈ اس شریر میں بدلنے سے کیا جاتا ہی اسی واسطے کسی سمے پشوؤں
سے اس پرکار کے کرم ہوتے ہیں جنکا سمبندھ صرف منشیوں سے ہوتا ہی ،
اور نیز منشیے بھی چونکہ کئی شریر میں بدلا ہوتا ہی۔ اسلئے اس میں بھی بعض ایسی باتیں پائی جاتی
ہیں جنکا سمبندھ وشیشتا سے پشوؤں سے ہوتا ہی اس بنا پر یہ صاف طور پر دی ردوہ
پڑتا ہے۔ کہ منشیے اپنے جیون میں بڑا ہی وشٹ۔ چور۔ لمپٹ۔ پرورو ہاری۔ ہوتا ہی
ابھی پرلے یہ ہی کہ سمپورن سنسار کے وشٹ سوبھاؤ میں ورت مان ہو۔ اور جب وہ
منشی انکو تیاگ کر اپنے وشٹ کرمونکے کارن کسی اپنے پشنوکی یون میں آجاے۔ تو
چور وکت پنچا انوسار اسکو یہ بات ہونی چاہیئے۔ حالانکہ سنسار میں کوئی ایسا ادہ بہت پشو
جوان وشٹ بھاؤ صفات مذمومہ کے ساتھ متصف ہو نہیں پایا جاتا۔ اسلئے ایک گونہ باوجود
بے بضاعتی اور کم علمی کے میں دعوی سے کہ سکتا ہوں کہ یہ نتے کرم سیتھارتھ میں
اشدہ ہی۔ اور ایک نراد ہار وچار ہی پرتھم پرتھم کسی ایک منشیے نے کسی منیا گیانی پر اسکو
سوی کار کیا تھا اور اب انکے سنتانوں نے تقلیداً باوجود اپورو شاستر ارتھ اُس
پرورتماں ہونیکے اسکی نین کرتے ہیں اور اُسکے پرماݨ لے کرنے میں ہتیا شکتی ات
بینت اویوت اور پراݨ وانگ کرتے ہیں۔ پرنگ میں آتی دھونی سے کہتا ہوں،
اور ڈنکے کی چوٹ کہتا ہوں۔ کہ یہ ایک اشدہ نتے کرم ہی اور سمپورݨ اشدہ ہی۔ کنتو ایک
دن پنچے تیا درشٹ آنیوالا ہی کہ سمپورن سنسار ایک اپرم پاردی ویوگ اور نرنکار کے
سمکھ نت شر ہوگی۔ اور جزا اور سزا انکے کرمونکے سورگ اور نرک ہونگے ،

یہ تقریر مذہبی معلومات، اور بہاشا و سنسکرت کے الفاظ سے اسقدر معمور تہی، اور وہ طالب العلم ان الفاظ کو اس صحت مخارج، اور بیباکی کے ساتھ ادا کرتا تھا کہ عام طور پر یہ قیاس میں نہیں آسکتا تہا کہ کوئی مسلمان طالب العلم بہی سنسکرت و بہاشا کے الفاظ کو اس صفائی اور صحت کیساتھ ادا کرسکتا ہی، اس بنا پر بعض لوگوں کے دل میں اس کی قومیت کے متعلق شبہہ پیدا ہوا، اور اس شبہہ کے دفع کرنے کے لیے اُنہوں نے خواہش کی کہ اس طالب العلم سے قرآن مجید بہی پڑہوایا جاوے، لیکن اُنکی اس بدگمانی نے اس کی تقریر کے اثر کو اور بہی دوبالا کردیا، اور اُسنے سورۂ الرحمن کا پہلا رکوع، اس خوش آہنگی کے ساتھ پڑہا کہ تمام جلسہ وجد میں آگیا، اور جن صاحب نے قرآن خوانی کی تحریک کی تہی، اُنہوں نے متاثر ہوکر خود ایک رقم اس طالب العلم کو انعام میں عطا فرمائی، اور وعدہ فرمایا کہ جو طالب العلم قرآن خوانی میں اول آیگا اُسکو میں ہمیشہ یہ رقم سالانہ دیتا رہونگا، چنانچہ ہم اس کی تعداد چندہ کی فہرست میں درج کرینگے،

دارالعلوم ندوۃ العلما میں ابتداہی سے بطور زبان ثانی کے انگریزی تعلیم جاری ہی، اور اب گورنمنٹ کی توجہ نے اس صیغہ کو اور بہی باقاعدہ، منتظم اور مستحکم کردیا ہی، اس بنا پر چند طلبا انگریزی زبان میں بہی کچھ بولنے کے لیے تیار تھے، لیکن خارجی طور پر معلوم ہوا تہا کہ دہلی کی قدامت پسند جماعت ایک عربی مدرسہ کے طالب علموں کی زبان سے انگریزی الفاظ سننا پسند نہ کریگی، اس بنا پر مولانا شبلی نعمانی نے، جب یہ خیال جلسہ میں ظاہر کیا، تو ہر طرف سے آوازیں بلند ہوئیں، اور لوگوں نے نہایت بے تعصبی کے ساتھ بعض طلبا کو انگریزی زبان میں تقریر کرنے کی اجازت دی، چنانچہ سید محمد، اور عبدالمجید نامی دو طالب العلموں نے مذہب اسلام کے متعلق انگریزی میں تقریریں کیں، ان تقریروں

ہیں اگرچہ صحت مخارج، اور انشا پردازی کے لحاظ سے بہت کچھ خامیاں نہیں، جنکو ریمارک کرتے وقت شیخ عبد القادر صاحب بیرسٹر نے ظاہر کر دیا، تاہم جب انکو معلوم ہوا کہ یہ صرف ایک سال کی باقاعدہ تعلیم کا نتیجہ ہی، تو انہوں نے اس تعلیم کے مستقبل کی نسبت اپنا اطمینان ظاہر فرمایا۔ ابھی تک اگرچہ کسی قسم کے چندہ کی تحریک نہیں کی گئی تھی، لیکن چونکہ طلباء کی تقریر وتحریر سے لوگ متاثر ہو چکے تھے، اس بنا پر خود بخود چندہ کی تحریک شروع ہو گئی، اور چاروں طرف سے روپے کی بارش ہونے لگی، اس موقع پر یاد رکھنا چاہئے کہ عام طور پر لوگوں نے طلبار کے انعام، دار الاقامہ کی تعمیر، اور اشاعت اسلام کے متعلق چندے دیے، اور یہ تمام چیزیں صرف دار العلوم سے تعلق رکھتی ہیں اس بنا پر یہ کہنا بالکل صحیح ہی کہ یہ جو کچھ چندہ ہوا، وہ تمامتر طلباء کی لیاقت اور قابلیت کا نتیجہ تھا، لوگ جس جوش اور خلوص کے ساتھ روپے دیتے تھے، اسکی تصویر قلم کے ذریعہ سے کھینچنی مشکل ہی، البتہ بعض واقعات کے ذریعے سے اسکا اندازہ کیا جا سکتا ہی، سید امداد حسین نے جس برجستگی کیساتھ بہاشا میں تقریر کی اسکے صلہ میں اگرچہ متعدد رقمیں نقد روپیہ کی صورت میں پیش کی گئیں لیکن اسکے علاوہ جوش کی حالت میں چند بزرگوں نے دوسرے طریقے سے بھی اس تقریر کی خوبی کا اعتراف کیا، اعیان بہاولپور میں سے متعدد اصحاب نے جیب سے نکالکر اپنی گھڑیاں اسکی جیب میں ڈال دیں، خواجہ عبد الصمد صاحب ککڑو رئیس کشمیر نے ایک نقرئی تمغہ اسکے سینہ پر آویزاں کیا، اور اس سلسلہ میں جو چیز اس طالب العلم کے لیے سب سے زیادہ قابل فخر ہو سکتی ہی، وہ، مولانا شبلی نعمانی کی وہ عبا ہی، جو انہوں نے اپنے بدن سے اتار کر خود اپنے ہاتھ سے اسکو پہنایا تھا۔ لیکن اس موقع پر جو بات خاص طور پر قابل لحاظ ہے، اور جس سے دار العلوم کی تربیت کا اندازہ ہو سکتا ہے، وہ یہ ہی کہ طلباء کے انعام

میں جو رقم جمع ہوئی تھی اُسکو طلبا نے باوجود اصرار کے لینا گوارا نہیں کیا، اور عالی فراخ دلی کیساتھ اُسکو دارالعلوم کے صیغۂ تعمیر میں جمع کر دیا چنانچہ ان تمام چندوں کی مفصل فہرست رپورٹ کے آخر میں درج ہے۔

اسی سلسلہ میں مولوی سعید احمد صاحب علوی بہاولپوری کی جانب سے ایک عجیب و غریب قرآن مجید ندوۃ العلماء کے کتب خانہ کے لیے وقف کیا گیا، اس قرآن مجید پر سنہ ۱۱۲۶ھ سے ۲۵ شعبان سنہ ۱۱۲۷ھ تک ۲۰۰۰۷ ختم کیے گئے ہیں اور اسپر مؤتمن الملک علاء الدولہ محمد ہادی معصر خاں نصیری بہادر نصرت جنگ کے دستخط ثبت ہیں، چنانچہ اسکے متعلق مولانا شبلی نعمانی نے مولوی سعید احمد صاحب علوی کا حسب ذیل خط پڑھ کر سُنایا۔

خاکسار اس مبارک تقریب پر ۲۹ پارہ کلام مجید مؤتمن الملک علاء الدولہ محمد ہادی معصر خاں نصیری بہادر نصرت جنگ کے دستخطی کہ جسپر سنہ ۱۱۲۶ھ و ۲۵ شعبان سنہ ۱۱۲۷ھ تک مرشد آباد میں ۲۰۰۰۷ ختم کیے گئے ہیں اپنے والد بزرگوار جناب مولوی حاجی حکیم محمد شمس الدین صاحب مرحوم سابق کونسلر ریاست بہاولپور کی یادگار میں دارالعلوم ندوہ کو وقف کرتا ہوں براہ مہربانی اُسکی رسید بھجوا دیں'

چنانچہ اس مقدس یادگار کو شرکار جلسہ نے نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھا، اور اس کے ذریعے سے ندوۃ العلماء کے کتب خانہ کی خصوصیات میں ایک جدید خصوصیت کا اضافہ ہوا،

اسی سلسلہ میں ایک اور قابل ذکر چیز پیش کی گئی، یہ مولوی عبدالقیوم صاحب مدرس

ٹڈلاڈہ ضلع حصار صوبہ پنجاب کی دختر نیک اختر کے ہاتھ کا کڑھا ہوا رومال ہی، جس پر بیل بوٹوں کے ساتھ ذیل کے اشعار بھی جس سے اُسکے مذہبی جوش کا اندازہ ہوتا ہی کڑھے ہوئے تھے۔ ؎

بصد الحاح و زاری کرتی ہے اُمت دعا یا رب
یہ پیر پر قوم حسنتہ کے رہیں سایہ فگن دائم
کہ وابستہ ہیں انکے دم سے اپنی ساری اُمیدیں
الٰہی کر مدد انکی طفیلِ احمد مرسل
تجلی دین احمد کی بدولت ان کی ہو ایسی
کہیں جلدی سے پھر تعلیم نسواں پر توجہ ہو

ہمارے ان بزرگوں کو سلامت رکھ سدا یا رب
اور انکی کوششیں ہوں بارآور ہر بلا یا رب
شکستہ کشتی اپنی کے یہی ہیں ناخدا یا رب
کہ اس اجڑے چمن کو پھر یہ گلشن دیں بنا یا رب
کہ جس سے جائیں پھر اعدا کی آنکھیں چوندھیا یا رب
کہ انکے جہل نے سب کام ملت کو دبا یا رب

یہ رومال ذیل کے خط کے ساتھ پیش کیا گیا جسکو ارکان ندوہ نے بخوشی قبول کیا اور وہ بطور یادگار کے دفتر ندوۃ العلماء میں محفوظ ہی،

پروگرام کی ترتیب کی بناپر اگرچہ طلباء کی تحریر و تقریر کے بعد مولوی شیخ محمد صاحب مدرس دارالعلوم اور مولوی مرغوب احمد صاحب اپنے اپنے عربی قصائد سُنانے والے تھے، لیکن ان کارروائیوں میں تمام وقت صرف ہوگیا، اسلیے یہ قصائد کل کے جلسے کے لیے اٹھا رکھے گئے، اور نماز ظہر کے لیے جلسہ برخاست کیا گیا،

اجلاس دوم

نماز ظہر کے بعد دوسرے اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی، پہلے اجلاس میں اگرچہ طلباء کی تعلیم و تربیت کا امتحان ہوچکا تھا، تاہم جو حضرات اُس جلسے میں شریک نہو سکے تھے

وہ بچشم خود اس منظر کو دیکھنا چاہتے تھے، اس بنا پر جناب صدر انجمن صاحب نے
تحریک کی کہ اکثر اصحاب جو پہلے اجلاس میں موجود نہ تھے طلبہ کی عربی تقریر سننے
کے مشتاق ہیں، چنانچہ عبدالواجد طالب العلم کھڑا ہوا، اور عنوان متعین کرنیکی خواہش کی،
جلسہ میں تجویز یہ پیش ہونیوالی تھی کہ ندوۃ العلماء اشاعت اسلام کے کام کو مرکزی حیثیت
سے انجام دے، اس مناسبت سے اُن لوگوں نے اسی عنوان پر تقریر کرنیکی اجازت
دی، اور اُسنے نہایت برجستگی اور روانی کے ساتھ فی البدیہ اشاعت اسلام پر تقریر
کی، سید امداد حسین کی تقریر اور قرآن خوانی نے عام طور پر لوگونکو گرویدہ کرلیا تھا۔ اس
بنا پر عام اصرار سے اُسنے بھی بھاکا میں اپنی پہلی تقریر کی، اور قرآن مجید کے ایک رکوع
کی تلاوت کی، چنانچہ جناب صدر انجمن صاحب نے اعلان کیا کہ جناب کرنل محمد اسمعیل
صاحب سفیر سابق افغانستان، طلباء کے حسن تقریر کے صلہ میں سو روپیہ عنایت
فرماتے ہیں، اسکے بعد جلسہ کی اصل کارروائی شروع ہوئی، پروگرام میں یہ تجویز درج تھی
"کہ مجلس ندوۃ العلماء اشاعت اسلام کے کام کو مرکزی حیثیت سے شروع کرے،
لیکن اشاعت اسلام کے علاوہ مسلمانوں کی سینکڑوں مذہبی ضرورتیں ہیں جن میں ایک
اشاعت اسلام بھی ہے، اس بنا پر ضرور ہے کہ جس انجمن کو اشاعت اسلام کا مرکز قرار دیا جائے
وہ ان ضرورتوں کی تمام جزئیات کو محیط ہو، اس بنا پر مولانا شبلی صاحب نے یہ تجویز
پیش کی کہ

ندوۃ العلماء مسلمانوں کی تمام مذہبی ضرورتوں کا مرکز قرار دیا جائے اور اوسکی
شاخیں تمام صوبوں میں قائم کی جائیں،

اور شاہ سلیمان صاحب پھلواری نے اسکی تائید کی، شاہ صاحب نے اس قسم کے

مرکزی کی ضرورت پر تقریر کرتے ہوئے، اختلاف مطالع کا ذکر کیا جسپر کبھی اتفاق عام نہیں ہوتا، اسلیے اگر مسلمان کسی انجمن کو مرکز تسلیم کرلیں، تو اس قسم کے اختلافات نہونے پائیں، یہ اگرچہ ایک مثال تہی، اور مثال پر اعتراضات نہیں ہوسکتے، لیکن مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اسکی مخالفت کی، اور فرمایا کہ یہ جزوی اختلافات ہیں اور اس قسم کے اختلافات میں کوئی فرقہ اپنے فہم کو دوسرے کے تابع نہیں کرسکتا۔ اس بنا پر بہت سے بحث و مباحثہ کے بعد یہ رزولیوشن اس ترمیم کے ساتھ باتفاق عام منظور رہوا،

ندوۃ العلما رتمام اُن مذہبی ضرورتوں کا جن میں کسی فرقہ اسلام کو اختلاف نہو ایک مرکز قرار دیا جاوے اور اُسکی شاخیں تمام صوبہ جات میں قائم کیجائیں،

اس رزولیوشن کے منظور ہوجانیکے بعد جناب صدر انجمن صاحب کی تحریک سے یہ رزولیوشن پیش ہوا کہ

جو انجمنیں قائم ہیں وہ اگر چاہینگی تو ندوہ اُنکو اپنی شاخ قرار دیگا، اور اگر نہ چاہینگی تو ندوہ اُنکو جو امکانی مدد دے سکیگا، دیگا۔

یہ تجویز درحقیقت پہلی تجویز کا ایک عملی ذریعہ تہی، ہندوستان میں آج اشاعت اسلام کی غرض سے سینکڑوں انجمنیں قائم ہیں لیکن چونکہ کیسی سلسلہ کے ساتھ مربوط نہیں ہیں اسلیے انکے عملی نتائج کا قوم پر کوئی مجموعی اثر نہیں پڑتا۔ اسلیے ندوۃ العلما کا فرض ہے کہ وہ مرکزی حیثیت سے انکو اپنی شاخ قرار دے، یا کم از کم امکانی مدد سے دریغ نہ کرے، اس بنا پر یہ تجویز عام طور پر منظور ہوئی، اور جلسہ برخاست ہوا۔

کارروائی جلسہ ۲۸ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء

اجلاس اوّل

ندوۃ العلماء کے جلسہ کا یہ آخری دن تھا، گذشتہ دن کے جلسوں نے ارباب دہلی اور شرکاء جلسہ کے دلوں میں ندوۃ العلماء کے مقاصد و اغراض کی اہمیت کا سکہ اچھی طرح جما دیا تھا، اسلئے آج لوگ اور بھی ذوق شوق کے ساتھ تشریف لائے چونکہ جناب حاذق الملک حکیم محمد اجمل خان صاحب اپنے ضروری مشاغل کیوجہ سے پہلے اجلاس میں شریک نہو سکے، اس بنا پر جناب مولوی مسیح الزمان خاں صاحب سابق استاد حضور نظام دکن نے کرسی صدارت کو زینت بخشی، اور جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی، سب سے پہلے جناب حکیم مقصود علی صاحب مدرس مدرسہ طبیہ نے نہایت مؤثر لہجے میں قرآن مجید کی چند آیتیں تلاوت کیں اس کے بعد خواجہ عبد الصمد صاحب ککرو۔ رئیس کشمیر، و جناب مولوی شیخ محمد صاحب عرب مدرس دار العلوم، جناب مولوی مرغوب احمد صاحب، جناب مولوی عبد الحی صاحب سہارنپوری نے اپنے اپنے قصائد سنائے۔ جو ذیل میں درج کیے جاتے ہیں +

تصنیف جناب مولوی شیخ محمد صاحب عرب مدرس ادب دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

هٰذِهٖ قَصِيْدَةٌ قُلْتُهَا فِیْ دِهْلِیْ ۱۳۲۸ھ عِنْدَ وُصُوْلِیْ اِلَیْهَا مَعَ عُلَمَاءِ نَدْوَةِ الْعُلَمَاءِ وَقُمْتُ بِهَا فِیْهِمْ وَهِیَ

نادی حبیبٌ للنشید دعانی ‏ ‏ ‏ ‏ فی ندوة العُلماء والارکانِ

یشفی العلیل من السقام کأنّه ‏ ‏ ‏ ‏ روح وریحان علی الابدانِ

لا غروان یسمو بهم فخرا علی ‏ ‏ ‏ ‏ هام السّماک وذروة السعدانِ

اهل العُلوم ذوو الفهوم ومن لهم ‏ ‏ ‏ ‏ قدر عظیم من عظیم الشانِ

بمقاصد فاقت وسمت فی الوریٰ ‏ ‏ ‏ ‏ لمفاخر عزت عن الحسبانِ

نشر العلوم وبثها والجد فی ‏ ‏ ‏ ‏ تعلیمها بفصاحةٍ وبیانِ

انعم بهم اکرم بهم من فتیة ‏ ‏ ‏ ‏ سلکوا طریق المصطفی العدنانی

لما حضرت بدار دهلی یا لها ‏ ‏ ‏ ‏ من بلدة فاقت علی البُلدانِ

ورأیت فیها ما یروق وقد سمعت مصاقع البلغاء من الاقرانِ

فطفقت من طربی بحسن نشیدهم ‏ ‏ ‏ ‏ ثملا اخاطب جملة الاخوانِ

واقول یا فخر العشیرة فاسمعوا ‏ ‏ ‏ ‏ ماذا یفوه به بدیع بیانِ

العلم نور للانام وزینة ‏ ‏ ‏ ‏ بین الکرام ورفعة للشانِ

نعم العلوم علوم آداب اتت ‏ ‏ ‏ ‏ تروی غلیل الصادی العطشانِ

ان رمت تروی من حکایات الاولی ‏ ‏ ‏ ‏ کانوا فبانوا غابر الازمانِ

الفیت فی الکتب القدیمة ذکرهم ‏ ‏ ‏ ‏ وعلمت ان لیس البقاء لفانی

او رمت تسریح الخواطر راتعا ‏ ‏ ‏ ‏ من روضة غنّا الی بستانِ

تجد اللطائف والظرائف قد بدت ‏ ‏ ‏ ‏ من صدر ارباب لها ومُعانی

اوان تردما قد توعد ربنا | للمعتدين وللغوى الجانى
فاعكف على القرآن واسمع وعظه | يغنيك عن قس وعن سحبان
والله ربى لا ينوب منابه | سفر والا يلفى له من ثان
قد اعجز الفصحاء والبلغاء والا | دباء اهل الحذق والامعان
اضحوا المنطقه الفصيح نواكسا | خروا على الجبهات والاذقان
قد اعجز الثقلين حقا قوله | من ذا يعارض محكم القرآن
ثم انظرن كتب الحديث فانها | قول النبى المصطفى العدنانى
من قسهم خرس وسحبان الذى | يدعى الفصيح لديه كالحيوان
فاعمل بسنته وكن مستمسكا | تحظى بنيل مطالب واماني
وادر الحديث منعنعا ومسلسلا | يغنيك عن زيد وعن عمران
فيه تنال الرتبة العليا غدى | وتفوز بالحسنى لدى الديان
قد تمت فى هذا المقام وليس لى | عمل به ارجو ليرفع شانى
الا التمسك بالنبى وهديه | والآل والاصحاب والاخدان
قد اثقلت ظهرى الذنوب وسودت | صحفى فارجو رحمة الرحمان
يا معشر الحضار طيبوا وانعموا | يا خيرة النجباء والاعيان
دل والاكف الى الاله تضرعا | وادعوه فى سر وفى اعلان
وسلوه يرحمنا ويجبر كسرنا | ويعيذنا من نزغة الشيطان
ويعمنا فضلا بواسع رحمة | فى يوم لا يغنى الحميم الدانى
يا غافر الزلات فارحم جمعنا | وتوفنا جمعا على الايمان
ثم الصلاة على النبى وآله | والصحب اهل العلم والعرفان
ما سح مزن او ترنم صادح | او غنت الورقا على الاغصان

ماقاله مجل الحسین محمد سیف بارض الهند وهو یمانی

قصیدہ جناب مولوی مرغوب احمد صاحب - دہلی

سعد الزمان وتقع نکبة تجلی بظهور رحمة ربنا رب العلی

اوما تری اربا عنا و دیارنا قد لاح فیها لمع انوار الهدی

وتهللت صفحات ایام تقتن من المعارف کل سیماء البلی

وتجددت ایات ازمان سلفن بما سلفن من الکرامة والالی

وتوردت وجنات اسحار وآ صال تزهما معجبات اولی النهی

وتبسمت ازهار روض العلم والا افضال تلتذ القلوب بشمها

وتکشفت ظلمات احزان وانسراح بافراح تلالاء کالضحی

برقت سرار مسرة الاعیان والا کیاس من اهل الحضارة والفلا

لم لا وتلك شموش فضل قد طلعن مفرقات نورهن علی الوری

ولتجتلی منهن ما ازری بنو ر النیرین وکل ملتمع الضیا

یامن یری تلك النجوم طوالعا فوق السما باللیل عالیة السنا

ولیظن ان البدر رفاق تالقا ویروق منظره اذا جن الدجی

والشمس تعجبه اذا طلعت و لحف ضوءها کل الفضاء بنورها

انی اراك ونحنت فی غیر الضر م وملت عن سبل الدراية والحجی

اشراق انوار حوتها ندوة العلماء ویحك مجمل ما یجتلی

ولئن بهرت بحسنها وبهائها لوجدت فیك سرور اصل ما اشتهی

وذهلت عن الاشیاء ضوء شروقها متغیر الاحوال معدوم البقا

اکرم بها یاصاح من نادی سنی جامع بین الهدایة والتقی

فبحسنہا تلتذ ارواح الاحبۃ لا بحسن الغانیات ولا الدّی

وبجودھا امالنا تسقی فتز | ھر لا بجود الغادیات وما سرے
کفلت باحیاء العلوم فیہا لہا | من مقصل کل المقاصد قد حوی
وحوت معالم تشتہیہا الا | نفس العظمیٰ وما ھذا حدیث یفتری
وبہا شفاء للنفوس من الغبا | وۃ والقساوۃ والجہالۃ والمرا

ونشم من روضاتہا نفحات الانس مع المودۃ والصداقۃ والصفا

فوجودھا فی ذا الزمان اذ الشقا | ق احاطہ سیئہ باطراف الحمی

ممّا یونلنا الخلاص من التفرق والتبدد والعداوۃ والفدا

تامیل ذی کرم مجید کفہ | فی الجود غیث ھامر بحر الندی

ولذی ۃ العلیا علی نداوت غیرھم ولو حوت البہاء والمقتنی

فاقت علوا مثل ما فاقت ذکا | ء علی النجوم ومثلہا حاز المرے
برکاتہا انبثت حوالی ۔۔ رنا | فغدت مفتحۃ لابواب المنی
وقوامہا الشبلی ذا بحر العلو | م البارع الحبر النبیل المقتدی
فبسعیہ جنات کروض باسم لا | زھار فی حسن المناظر والشذا

فسعودھا لا زال مزدادا ومحییا ھا حیا ووجودھا دری الصفا

ولقد اجادیما ئد الدھلی اذا | لتوادعاء کرامہا وسعولہا
الحاذقون الاوحدون الامجد | ون وکلہم جلب الثنا
قد شمروا اذیالہم وتاھبوا | للقاء غیاث مبارکۃ اللقا

من بینہم ذا حاذق الملک اللبیب الماھر الطب الشفیق علی الورے

علامۃ فہامۃ جم المنا | قب عم نائلہ الاحبۃ والعدی
والالمعی اللوذعی المولوے | عبد الاحد حسن الشمائل والذکا

والخان عبد الحامد الادب النبيه	القدار ذو خلق و فضل قدما
والعالم الشهم الذکی امجد علی	من قد اجاد - لبنعیه فیما اتی
والآخرون تلببوا وتاهبوا	وتحضروا فاتوا بامر قد علا

قصیدہ جناب مولوی عبد الحی صاحب ماتریدی رئیس سہارنپور

ومن لی بهم فیه بالليل ساهر	اراعی نجوما ما لهن مصادر
وعینای فی غرب وجدای مکفف	وحشو الحشا مما یکابد ضائر
وفی کبدی نار کان بها لظی	وفی مهجتی لوع وجاشی حائر
ولی خفقان فی الفواد کانه	جناح قطاة فی الجوانح طائر
ولله عین لا تزال بشوقها	علی کل حال تستهل البوادر
بنت من القلب الجریح بعادل	یلح وما بین الجوانح طائر
فقلت له رفقا فان ملامة	تزید مشوقا فی الهوی وتوازر
وما انا ممن یرعوی لملامة	وما انا من طول الصدود حاذر
واخفیت سری ما استطعت وانما	تنم وتبدیه العیون السواهر
فقلت لنفسی اجملی وتجلدی	اذ القلب من نای الحبیب حائر
ولا تجزعی اذ ما جفتك الجاذر	ففی شدة اللاواء تبلی السرائر
ولا تملیم انت فی حبك الدمی	ولا اثم ما اخطاءتك المآزر
فقالت ولكن ما شعرت بعلتی	ولا انت بالداء الذی بی ماهر
وما الحسن الا لمعة مضمحلة	کظل سحاب یرتجی وهو سائر
ولكن ما اصمی بقلبی حسرة	علی القوم حتی انكرتنی البشائر
وهیهات ادباء العلوم تدرست	واتلفها دراج الریاح الدوائر

اذا رنقت اخلاق قوم وبدئهم | تنكب بهم سعودهم والمفاخر
ويا قوم ما قاسيتمو من مذلة | ويا قوم ما دارت عليكم دوائر
اذا لم تكن تلك المذلة عبرة | فمن بعدها لم تغن عنكم زواجر
سلوا الارض عن جال الملوك التي خلت | لهم فوق فرق الفرقدين منابر
وعن امر هارون الرشيد اذا علا | تثبت بنيران العلوم نوائر
وما بث هارون العلوم جمامها | فكل باسماء العلوم يسامر
وعن امر مامون وايام التي | بها كملت خيراته والمآثر
وشمر فخر الدين للدين ذيله | وصنف تفسير الذي لفضل ناشر
وهم الغزالي بالعلوم وقد اتت | بهمته للطالبين ذخائر
وقام نصير الدين حين تمالئوا | على نقض امر الله والله قادر
تحمل من مصر وبيروت وعند ما | خزائن علم اورثتنا الاكابر
لقد من اوردبا علينا بطبعهم | تصانيف قوم اخلفتها الاعاصر
ولكن ذاك الفخر ليس بنافع | اذا لم تكن للناظرين بصائر
نسيتم علوم الدين مما شغفتم | بعلم جديد ما لكم فيه عاذر
لعمرك ما الاسلام ينفع اهله | اذا لم تعممه للعلوم بصائر
هلموا الى دار العلوم الساعية | تطهر عن رجس الظنون خواطر
هي الدار عمت كل هند ظلالها | هي الدار منها العلم في الهند سائر
هي العروة الوثقى التي من بدلها | تمسك لا تخشى عليه الدوائر
هو المقتدى لا ذا الزمان بظله | هو الرحمة المهداة للقوم ناظر
وتبرئ مرضاكم وتحيي حريمكم | بانوارها في الدهر ضاءت ضمائر
فيا علماء الهند انتم هداتهم | فيهدي بكم قوم عن الحق ناخر

فقوموا الی بنیان قوم وقوموا | فلن ادابین عما قریب وهائر
وهیهات فی الاقطار قد ذکرکم | وسار به رکبانها والحواضر
أئمتنا انتم وانتم هداتنا | فان تغمضوا عنا لا غضی الاکابر
واعوانها اعیان قوم تبجلوا | لهم شیمة غراء والعلم وافر
بارائهم ساد والوری وبجرمهم | وعرفانهم طور الزمان عباقر
فقد بذلوا جهد المطیق بنصرها | سواء علیهم فیه باد وحاضر
وقد لاح لی ان اذکر البعض منهم | فقیس علیه البعض اذ عدّ حاضر
فعمی مولنا الخلیل بفضله | واخلاقه قد زینته المفاخر
نقاب لاشیاء الامور منجذ | فتبدو له قبل البوادی الاواخر
فجوا الیه واستمدوا ابرة | له نظر فی وجهة الحق غائر
وسیدنا شبلی عین اوانه | وخبیر ذکی ناصح القوم ناصر
اخو الفضل شمس العلم ان له مصنفات کبارا ضمنتها الدفاتر
فتی عیش فی اصلاح قوم وحلا | له العیش فیما شانهم والذخائر
ومولای عبد الحی لا شک انه | طبیب لعلات الهواجس ماهر
ولله در الاحتشام فانه | امین لقوم لم تخنه السرائر
وذو الفضل مولنا سلیمان شیخنا | اذا قال قولا امنته المنابر
مسیح زمان یشکر الله سعیه | علی الشیب یسعی سعینا اذ یبادر
فانی فیهم محسن الظن دائما | والغض قوما عنهم متنافر
علیکم سلام الله تتری ورحمة | توا ترما لاح النجوم الزواهر

اسکے بعد مولوی محمد دین صاحب جج چیف کورٹ ریاست بہاولپور نے یہ تجویز پیش کی

"اُن مسلمان طالب علموں کے واسطے جو پبلک مدارس میں تعلیم پاتے ہیں،

ندوۃ العلما، ایک مذہبی کورس تیار کرے"

انگریزی مدارس کی خشک مادی تعلیم نے طلبار کے اخلاق و عادات اور مذہبی خیالات پر جو اثر ڈالا ہی، اور جو روز بروز پھیلتا جاتا ہی، اُسکی شکایت اب عام ہوگئی ہی۔ یہانتک کہ اب خود گورنمنٹ اس غلطی کو محسوس کر رہی ہی، اسلیے اس قسم کے کورس کی ضرورت سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا، لیکن سوال یہ ہی کہ یہ اہم کام کسطرح انجام پائے۔ مولوی محمد الدین صاحب ریاست بہاولپور کے ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم رہ چکے ہیں، اور اب بھی اُنکا تعلق اس سررشتہ کے ساتھ ہے، اس بنا پر اپنے وسیع تجربات کی بنا پر اُنہوں نے اس مسئلہ کے ہر پہلو پر غور کیا ہی، اور وہ اس نتیجے تک پہونچے ہیں کہ یہ کام صرف مذہبی جماعت کا ہی، جو اس کی شرکت کے بغیر انجام نہیں پا سکتا، ندوۃ العلما تمام ہندوستان کے علمار کا مجمع، اور مرکز ہی، اس بنا پر ندوۃ العلما کے سالانہ جلسہ سے بہتر اس مسئلہ کے حل کرنیکا کوئی موقع نہیں ملسکتا تھا، اس بنا پر اُنہوں نے تمام علمار کے سامنے اس مسئلہ کو پیش کیا اور ایک بسیط تقریر میں اسکی ضرورت اور اُسکے تمام جزئیات پر بحث کی، چنانچہ وہ تقریر ذیل میں درج کی جاتی ہی۔

تقریر جناب مولوی محمد دین صاحب بی۔ اے جج چیف کورٹ ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم ریاست بھاولپور

باجلاس سالانہ ندوۃ العلما بمقام دہلی بتاریخ ۲۰ مارچ ۱۹۱۰ء

مضمون تقریر۔ (مسلمان بچے جو انگریزی مدارس میں تعلیم پا رہے ہیں اُنکے واسطے اردو زبان میں ایک دینی کورس کے مرتب ہونیکی ضرورت)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صاحبان!

جس مضمون پر میں اسوقت کچھ عرض کرنیکے لیے کھڑا ہوا ہوں، اُسکا عنوان پرچہ پروگرام میں آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں، اس سے پہلے کہ میں اس مضمون کی تفصیل آپکی خدمت میں پیش کروں، میں ایک اور ضروری معاملہ کے متعلق کچھ الفاظ کہنا چاہتا ہوں۔

کل کے اجلاس میں مولانا شبلی کی تحریک پر ایک نہایت ہی ضروری رزولیوشن پاس ہوا ہی میرا اشارہ اس رزولیوشن کی طرف ہی جو اشاعت اسلام کے متعلق نہایت جوش کے ساتھ طے ہوا ہی علامہ موصوف نے بیان فرمایا تھا کہ ہندوستان کے مختلف حصوں کے جہات میں کثیر التعداد لوگ ایسے موجود ہیں جو اگرچہ نام کے مسلمان ہیں۔ مگر اسلامی عقائد اور عمل سے بالکل ناواقف اور بے بہرہ ہیں۔ ان لوگونکا ایسی جہالت میں رہنا بجائے خود ہی قابل افسوس تھا۔ مگر فی زمانہ انکی اس جہالت کا ایک نہایت ہی مضرت رساں نتیجہ پیدا ہو رہا ہی اور یہ لوگ ان لوگونکی لاعلمی سے فائدہ اٹھانے کے لیے مختلف قسم کی کوششوں سے اُنکو دائرہ اسلام سے نکال کر اپنے زمرہ میں لا رہے ہیں اس سے نہ صرف اُن لوگونکی عاقبت پر بُرا اثر پڑتا ہی، بلکہ عام مسلمانونکے خیالات بھی منتشر ہوتے ہیں، اور دین اسلام کے متعلق یہ ایک وہم پیدا ہوتا ہی کہ اُسکے اصول ایسے ہیں کہ بعض لوگ اُنکو چھوڑنے پر آمادہ ہو سکتے ہیں۔ اس نقصان کے رفع کرنیکے واسطے جو تجویز کل کے اجلاس میں ہوئی ہی وہ نہایت ہی مفید اور نہایت ہی ضروری ہی۔ یہ وہ وقت ہی کہ مسلمانونکو جہاں اپنے تئیں دنیوی لحاظ سے مقابلہ اقوام میں پورا رکھنا ضروری ہی، اسیطرح دینی لحاظ سے بھی ایسی کوشش لازم ہی کہ اُنکا مذہب جسکی نسبت خداوند تعالیٰ نے فرمایا۔ الدین عند اللہ الاسلام تمام لوگونکے سامنے اپنی حقانیت اور برتری کو قائم رکھے اس سے میری مراد یہ نہیں کہ ہماری

کوششیں حقانیت اسلام پر کچھ اضافہ کر سکتی ہیں کیونکہ یہ تو وہ مذہب ہے کہ جسکی تصدیق ان الفاظ میں ہو چکی ہے الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا۔ بلکہ میری مراد یہ ہے کہ ہم اصول اسلام کے سمجھنے اور اپر عمل کرنے کی کوشش کریں تاکہ ایسا نہو کہ ہماری سستی اعمال سے لوگوں کو حقانیت اسلام کے متعلق بھی شبہات پیدا ہوں۔ یہ وہ وقت ہے کہ مسلمانوں کو جزوی اختلافات کو بالائے طاق رکھکر یکدل۔ یک زبان۔ یک جان ہو کر اعلاء دین میں کوشش کرنی چاہیئے یہ کوشش ایک طبقہ کا کام نہیں کہ یہ کہا جاوے کہ صرف علماء اسلام ہی اسکے ذمہ دار ہیں بلکہ مسلمانوں کے ہر ایک فرقہ اور ہر ایک گروہ پر لازم ہے کہ اپنی اپنی زندگی کے احاطہ میں اپنے قول اور فعل سے یہ ظاہر کریں کہ اُنکے اندر ایک ایسی روح ہے، کہ جس کا مبداء وہ سچا دین ہے جو کافۃ الناس کی طرف حضرت سیدنا محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ پہنچا ہے،

ندوۃ العلماء نے اس رزولیوشن کے پاس کرنے میں اس فرض کو اپنے ساتھ منسوب کر لیا ہے جو فی الواقع اسکے حصہ میں تھا، ہمیں یقین دلایا گیا ہے۔ کہ اس کام کو فوراً شروع کیا جاویگا۔ واعظین کی خدمات حاصل کی جائینگی اور اُنکو مختلف جوانب و اطراف میں اس مبارک کام کے واسطے روانہ کیا جائیگا۔ ہم سب کی دعا ہے۔ کہ اللہ تعالی اس نیک ارادے میں پوری کامیابی عطا فرماوے۔ اور اس زمانہ کے مسلمانوں کو فردائے قیامت اپنی درگاہ میں اور بارگاہ محمدی میں سرخرو کرے۔ اسی ضمن میں ہمیں یہ مژدہ بھی سنایا گیا ہے کہ اس نیک کام کے واسطے علاوہ ان واعظین کے جنکو اسوقت حاصل کیا جائیگا دار العلوم ندوہ کے طالب علموں میں سے بھی چند ہی سالوں میں ایسے نوجوان نکلینگے جو اسلام کی خدمت اپنی زندگی کا مقصد اول بنائینگے، اس مژدہ کی تصدیق میں طالب علماں دار العلوم کی قابلیت تقریر و تحریر کے جو نمونے کل ہمارے پیش ہوئے

تھے وہ فی الواقع ایسے ہیں کہ اُنکی نسبت نہایت وثوق کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ ایسے لوگ جو ندوہ کی گود میں پل رہے ہیں۔ درحقیقت اسلامی ضروریات کے پورا کرنے کے لیے نہایت موزوں اور مفید ہونگے۔

ان طالب علموں نے نہ صرف عربی، انگریزی، اور بھاشا میں تقریریں ہی کیں۔ بلکہ اُنہوں نے یہ ثبوت بھی دیا ہے کہ زباندانی کے علاوہ بلند خیالی بھی اُنکے ذہن میں موجود ہے اور یہی ایک چیز ہے۔ جو اسلام جیسے عظیم الشان مذہب کی اشاعت کے واسطے ایک ضروری قابلیت ہے۔ اگرچہ مجھکو طالب علمان دارالعلوم کی قابلیت پر پورا اعتبار ہے لیکن میں ایک نہایت ہی ضروری بات کا اظہار کرنے سے باز نہیں رہ سکتا۔ اور وہ اسلیے نہیں کہ مجھے ان طالب علمونکی نسبت اس پہلو پر کچھ شکوک ہیں۔ بلکہ اسلیے کہ میں نہایت ہی تاکید کے ساتھ اس امر کی نسبت انکی یاد کو تازہ کرنا چاہتا ہوں میرا مقصد یہ ہے کہ جہاں یہ ہونہار طالب علم فضیلت کے نمونے ہیں وہاں حسن عمل کے بھی یہ پُتلے نظر آئیں انکی تقریر وتحریر میں جہاں ادب وفلسفہ کے نکات لہریں مارتے ہوں اُنکی پیشانیوں پر سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود کی جھلک رہی ہو۔ وہ نہ صرف علم کے پہلو پر قوی ہوں بلکہ اُنکا عمل ایسی طاقت رکھتا ہو کہ دلوں کی تسخیر میں سحر کا کام کرے ہمارے علماے سلف کی فتوحات جہاں کہ ایک طرف علمی طاقت سے تہیں اُس سے دس گُنی عمل صالح اور اخلاق سے تہیں۔ بلکہ یہ کہنا بالکل مبالغہ نہوگا کہ انکا علم بھی عمل کے تابع تہا۔ وہ اس حدیث پاک کے مضمون کو خوب سمجھتے تہے "کہ اے اللہ مجھے اِس علم سے باز رکھ جو نفع نہ دے" اور سچ تو یہ ہے کہ علم بغیر عمل کے کوئی حقیقت نہیں رکھتا

علم چندانکہ بیشتر خوانی، چوں عمل در تو نیست نادانی
نہ محقق بود نہ دانشمند، چارپاے بروکتابے چند

سعدی

اگر یہ کہا جائے کہ ان اشعار میں علم بے عمل کے مبالغہ آمیز مذمت ہے۔ تو کم سے کم اتنا تو ضرور کہہ سکتے ہیں۔

کہ "عالم بے عمل چوں کور مشعلہ دار ست" سعدی

ندوۃ العلماء کے ساتھ جب سے کہ یہ قائم ہوا ہے مجھے دلی تعلق ہے۔ اور دونہمال سے اصطلاحی لحاظ سے بھی مجھے تعلق ہے۔ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ دار العلوم ندوہ ایک خاص نمونہ کے طالب علم تیار کر رہا ہے اور چونکہ اب وہ وقت قریب ہے کہ یہ نوجوان علم کے ہتھیار لگا کر میدان زندگی میں آویں۔ اسلیے میں نے یہ ضروری سمجھا کہ انپر یہ واضح کر دوں کہ بحیثیت عالم دین ہونے کے انکا سب سے بڑا ہتھیار عمل ہوگا۔

ہماری سب سے بڑی خواہش یہ ہوگی۔ کہ ندوہ کے پیدا کیے ہوئے علما میں ہم اسلام اور بانی اسلام علیہ التحیۃ والسلام کا عشق دیکھیں۔ اشاعت اسلام کے کام کو وہ اپنی شہرت اور اظہار لیاقت کے لیے نہ کریں۔ بلکہ حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے ارادے سے اس خدمت کو بجا لائیں۔ انکو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات بابرکات سے ایک ایسا تعلق پیدا ہو کہ اُس ذات مقدس کی محبت کے خیال کے بغیر انہیں چین نہو اور وہ جو کچھ بھی کریں اُسی دائرہ الفت و نیاز کے اندر کریں۔

صاحبان! ندوہ کے اس رزولیوشن نے ہمیں اُن مسلمانوں کی حالت کے متعلق کسیقدر اطمینان دلایا ہے جو عرف عام میں کم علم یا جاہل ہیں۔ اس موقع پر میں آپ سے ایک سوال پوچھتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ اُس طبقہ کی دینی حالت کی نسبت جسکو تعلیم یافتہ طبقہ کہا جاتا ہے۔ آپ کی کیا رائے ہے۔ چونکہ اشاعت اسلام کا رزولیوشن پاس کرتے وقت اس طبقہ کا کوئی ذکر نہیں ہوا۔ کیا اُس سے ہم یہ نتیجہ نکالیں کہ انگریزی تعلیم یافتہ طبقہ کی دینی حالت قابل اطمینان ہے۔ اگر یہ صحیح ہے تو ہم نے آج علماء اسلام کی ایک مستند جماعت سے اپنے پاس ہونیکا سرٹیفکیٹ حاصل کرلیا۔ اور اگر یہ نہیں۔ اور باوجود ایسا نہونے کے ہمارے

علما نے اس طبقہ کی حالت کو قابل توجہ نہیں سمجھا تو ہماری سخت بدنصیبی ہے۔ تعلیم یافتہ گروہ وہ گروہ ہے کہ جسکے بااثر ہونے میں کلام نہیں ہو سکتا اس کی تعداد اسوقت بھی معقول ہے اور دن بدن بڑھ رہی ہے۔ دنیوی وقعت اور رسوخ کے لحاظ سے یہ طبقہ باقی سب طبقوں سے بڑھتا نظر آتا ہے مگر جہانتک کہ ہم پڑھتے اور سنتے ہیں۔ اس طبقہ کی دینی حالت پر نہ صرف علماء اسلام کو ہی بلکہ عام مسلمانوں کو بھی شکایت ہے۔ اور یہ شکایت جہانتک میرا اپنا تجربہ ہے بہت حدتک صحیح ہے جب یہ صورت ہے۔ تو کیا علماء اسلام اس طبقہ کے واسطے کوئی تجویز مناسب کرنا ضروری نہیں سمجھتے۔ کیا ہمارے علما ان لوگوں سے خائف ہیں اور انکو انکی حالت پر چھوڑنا پسند کرتے ہیں۔ میرے خیال میں اصلاح عقائد و عمل کے لحاظ سے جو طبقہ قابل امداد ہے۔ وہ سب سے پہلے یہی طبقہ تعلیم یافتگان ہے اور لابد ہے کہ ہمارے علما اس طبقہ کے واسطے خاص تجاویز سوچیں جنکے ذریعہ یہ لوگ نہ صرف سچے مسلمان ہی بن سکیں بلکہ آیندہ کی اسلامی نسلوں کو درست طریق پر چلانے کے قابل ہو جائیں۔ یہ کہا جاتا ہے کہ انگریزی تعلیم یافتہ اشخاص اپنے خیالات میں اس درجہ پر پہونچ گئے ہیں کہ وہ دینی امور میں کسی کی نہیں سنتے۔ اور نہ کوئی انکو سنانے میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ نہایت تعجب کی بات ہے کہ وہ لوگ جنکی نسبت کہا جاتا ہے کہ جاہل محض ہیں انکو تو اس قابل سمجھا جاے کہ وہ تلقین اسلام پاکر مسلمان بن جائینگے۔ مگر ان لوگوں کی نسبت جنہوں نے سالہا سال تعلیم کے کارخانہ میں اپنے ذہنوں کو مانجھا ہے یہ بدگمانی کیجاے کہ وہ دینی باتوں کو نہ سمجھیں گے۔ بات یہ ہے کہ دین کی باتیں جس طریق پر کہ تعلیم یافتہ گروہ کو بالعموم پہونچائی جاتی ہیں وہ انکی حالت کے موزوں نہیں ہے۔ یہ لوگ اس طرز خیال کو بھول نہیں سکتے۔ جو سالہا سال کی خاص تربیت سے انکے ذہنوں میں پیدا ہو چکا ہے۔ ہمارے علماء انکی اس خصوصیت کو مطالعہ کیے بغیر اپنے طریق خیال کو انپر ڈالنا چاہتے ہیں۔ جسکو کہ وہ نظر مغائرت سے دیکھتے ہیں اسطرح محض اختلاف رسمی کی وجہ سے تعلیم یافتہ گروہ ایک نعمت عظمی سے محروم ہو رہا ہے

ہمارے علما میں ایک ایسے گروہ کا پیدا ہونا ضروری ہی۔ جو انگریزی تعلیم یافتہ لوگوں کی خصوصیات ذہنی کا مطالعہ کرے۔ اور اُنکو تسخیر کرنیکا طریقہ اختیار کرے اُسوقت آپ آپ دیکھینگے کہ یہی لوگ جو اسوقت دینی لحاظ سے ناقص نظر آتے ہیں ایسی صورت اختیار کرینگے اور وہ اخلاص اُنکے قول وفعل میں نظر آئیگا جو قابل رشک ہوگا۔

اسوقت میں اپنے اُن بھائیوں سے جنہوں نے میری طرح اپنی عمر کا بہت بڑا حصہ انگریزی تعلیم کے حاصل کرنیمیں صرف کیا ہی خاص طور پر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگرچہ طبقہ علماء کی طرف سے استحکام دین کے متعلق اُنکو بہت کم امداد پہونچی۔ مگر خود انہوں نے بھی حقانیت اسلام کے مطالعہ میں بہت تھوڑی کوشش کی ہی جسکا نتیجہ یہ ہوا ہی کہ نہ صرف وہ خود اعمال میں سست ہو گئے ہیں بلکہ اُنکے رویہ سے غیر اقوام نے یہ نتیجہ نکالا ہی۔ کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہی کہ اسکو تعلیم یافتہ اور مہذب اشخاص قبول نہیں کرسکتے۔ تعلیم یافتہ گروہ پر یہ ایک ایسا دھبہ ہے۔ جو اُنکے چہرہ کو سخت بدنما کر رہا ہی۔ میں اسوقت اُن سب تعلیم یافتہ صاحبان کی خدمت میں جو یہاں موجود ہیں یا ملک کے مختلف مقامات میں ہیں نہایت دردکے ساتھ یہ درخواست کرتا ہوں کہ اگر وہ دنیا میں ایک مہذب قوم کہلانے کا دعویٰ رکھتے ہیں اور آخرت میں سرخرو ہونا چاہتے ہیں تو اُنکا پہلا فرض یہ ہی کہ وہ اس داغ کو مٹائیں اور دنیا پر یہ ثابت کریں۔ کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہی کہ اُسکے اصول کی پابندی سے حسنۃ دنیا اور حسنۃ آخرۃ نصیب ہوتی ہی۔ ایسا کرنے سے وہ یہ ظاہر کرینگے کہ اسلام کی خدمت کے لیے وہ علمار کرام کے ساتھ دست بدست چلنے کے لیے تیار ہیں۔ اور جب ان دونوں فرقوں نے آپس میں یہ اتفاق کرلیا۔ تو اسلامی عظمت غیر اقوام کے لیے ایسی زور کے ساتھ جلوہ گر ہوگی کہ اُنکو سر تسلیم خم کرنے کے سوا اور کوئی چارہ نہ ہوگا۔

میں اوپر کہہ چکا ہوں کہ خدمت اسلامی کا صرف یہی طریقہ نہیں ہی کہ ہم سب کے سب

وعظ کرنے کے لیے مکمل کھڑے ہوں بلکہ سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ ہم میں سے جو جس درجہ زندگی میں ہے۔ اُسی میں اپنے قول و فعل کے ذریعہ اطاعت اسلام کا ثبوت دے۔ جب یہ صورت پیدا ہو جائے تو علمائے کرام اپنی جگہ خادم اسلام ہونگے اور ہم اپنی جگہ خواہ ہمارا درجہ اُن سے کم ہو مگر ہمیں یہ کہنے کا حق ضرور حاصل ہوگا۔

من و تو ہر دو خواجہ تاشانیم
بندۂ بارگاہِ سلطانیم

اس اتحادِ خیال کے واسطے یہ ضروری ہے کہ تعلیم یافتہ گروہ اپنے وقت اور ہمت کا کچھ حصہ اس خاص طرف بھی استعمال کرے اور سب سے پہلے اُن اشخاص کو اس میں قدم رکھنا چاہیے جو خدا کے فضل سے علوم دنیوی کے علاوہ علوم دینی سے بھی واقف ہوں ایسے لوگ اگرچہ تعداد میں بہت زیادہ نہیں ہیں مگر موجود ضرور ہیں۔ مجھے نہایت افسوس ہے کہ مینے اپنی تعلیم کے عرصہ میں علوم دینی کا حصہ حاصل نہ کیا۔ پھر بھی میں اپنی طرف سے اسوقت یہ جرأت کرنیکو تیار ہوں کہ اگر علمائے کرام میں سے کوئی صاحب میری اُس قلیل واقفیت زبان انگریزی کو کسی دینی رسالہ یا کتاب کے ترجمہ کرنے کے لیے استعمال کرنیکے خواہشمند ہوں تو میں اس خدمت کے لیے تا حد مقدور اپنا وقت دینے کو تیار ہوں۔ اور یہ بھی وعدہ کرسکتا ہوں کہ کسی ایسی مفید کتاب یا رسالہ کے انگریزی ترجمہ کو طبع کرانے کے اخراجات میں بھی انشاءاللہ تعالیٰ حصہ لونگا۔ مجھے امید ہے کہ میرے تعلیم یافتہ بھائی بھی میرے اس خیال کے ساتھ موافقت کرینگے۔ اور ممکن ہے کہ چند سالوں ہی میں ہم ایک ایسا ذخیرۂ معلومات دنیا کو دے سکیں جو اُنکے دلوں پر اسلام کی سچائی کو منقوش کرے۔

صاحبان! تعلیم یافتہ لوگوں کے اُس حصہ کے ذکر کرنیکے بعد جو سوسائٹی کا جزو مقتدر بن چکا ہے میں اب اُس حصہ کا ذکر کرتا ہوں جو ابھی سکولوں اور کالجوں میں تعلیم پا رہا ہے

اور میری آج کی اس تقریر کا موضوع یہی فرقہ ہی، اگرچہ مینے ایک دو اور امور پر گفتگو کرکے میں آپ کا بہت سا وقت لیلیا ہی،

عام طور پر یہ کہا جاتا ہی کہ مسلمانوں کے بچے دینی تعلیم سے بے بہرہ ہیں یہ بالکل سچ ہی لیکن آجتک اس مسئلہ پر اس پہلو سے غور نہیں ہوئی کہ ان بچونکو جو مدرسوں میں پڑہتے ہیں اور انکی دینی تعلیم کا کوئی ذریعہ موجود نہیں ہی کس طریق پر اس تعلیم سے مستفید کیا جاوے - مریض کو دیکھکر صرف یہ کہدینا کہ مرض سخت ہی اسکو تسلی نہیں دیتا اور نہ ہمدردی کا یہ تقاضا ہونا چاہئے - مریض کیساتھ بھلائی کی سب سے بہتر صورت یہ ہوتی ہے کہ یا تو اُسکا علاج کیا جاوے، یا علاج کا انتظام کردیا جاوے - طبیب کا فرض یہی کہ وہ اُسکا علاج تندہی سے کرے - اور اُسکے اقربا یا رفقا کا فرض یہ ہی کہ وہ اسکے علاج کا انتظام کردیں -

بچے قدرتاً اور طبعاً سبکو عزیز ہیں ہم اُنکے واسطے طرح طرح کی دلپسند چیزیں بہم پہونچاتے ہیں اُنکو اچھے کہانے کہلاتے ہیں اچھے کپڑے پہناتے ہیں، سواری مہیا کرتے ہیں - اچھے مکان اُنکے لیئے تیار کراتے ہیں - غرضکہ جس چیز کو ہم اچہا سمجھتے ہیں اُنکے واسطے حاصل کرنے کی شب و روز کوشش کرتے ہیں - اگر ہم دینی تعلیم کو بہی سمجھتے ہیں کہ وہ اچھی ہی تو پہر کیا وجہ ہی کہ ہم اس بات پر نہیں سوچتے کہ وہ ہمارے بچونکو میسر آنی چاہیئے -

بچے کی عمر ابہی پانچ سال کی ہوتی ہی کہ باپ اُسکا ہاتھ پکڑکر اُسکو مدرسہ لیجاتا ہے وہاں جس تعلیم کا کہ انتظام موجود ہی وہ تعلیم بچے کو ملجاتی ہی - گورنمنٹ کے مدارس میں بوجہ اسکے کہ وہ ہر مذہب کے بچوں کے لئے قائم کیے گئے ہیں مذہبی تعلیم کا انتظام موجود نہیں ہی اسلیے مسلمانونکے بچے ایسی آب و ہوا میں پرورش پاتے ہیں کہ جسمیں اُنکی اپنی دینی واقفیت حاصل کرنیکا کوئی سامان موجود نہیں ہوتا - سکول اور کالج کی تعلیم میں ایم اے

کا امتحان پاس کرنے تک بالاوسط چودہ سال صرف ہوتے ہیں اور اس چودہ سال کے عرصہ میں وہ محنت شاقہ برداشت کرنی پڑتی ہے کہ طالب علم کو بہت کم وقت ملتا ہے کہ وہ دوسرے امور کی طرف متوجہ ہوسکے۔ ایسے حالات میں جبکہ مسلمان بچوں کو زندگی کا ایک معقول حصہ صرف کرنا پڑے اور اس عرصہ میں انکو کوئی مذہبی تعلیم حاصل کرنیکا موقع نہ ملا ہو تو پھر اگر وہ دین سے بالکل ناواقف بلکہ اُس سے گریزاں نظر آئیں تو اُنکا کیا قصور ہے۔

ایک زمانہ تھا کہ دینی تعلیم کا کورس ختم کرنیسے اُسوقت کے نوجوانوں پر معاش کے سارے راستے بھی کھل جاتے تھے، جس طالب علم نے دستار فضیلت یا مذہبی ہوتی تھی۔ وہ شاہی درباروں میں اعلیٰ سے اعلیٰ منصب کے لائق سمجھا جاتا تھا اُسوقت حصول معاش کے واسطے کسی اور تعلیم کا حاصل کرنا غیر ضروری تھا۔ زمانہ حال میں معاملہ بالکل دگرگوں ہے۔ تعلیم کا وہ کورس جسکو دینی تعلیم کے حصول کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے، وہ بالکل الگ ہے۔ اور تعلیم معاش بالکل الگ ہے۔ آجکل جبتک مغربی علوم وفنون میں دسترس نہو اُسوقت تک نہ صرف گورنمنٹ کی ملازمت ہی نہیں مل سکتی۔ بلکہ تجارت وغیرہ پیشے بھی ناممکن الحصول رہتے ہیں۔ اسیوجہ سے ہم یہ دیکھتے ہیں کہ مدارس دینی کے تعلیم یافتہ نوجوان شاذونادر ہی ملازمت میں یا تجارت میں داخل ہوتے ہیں اسی طرح مغربی تعلیم یافتہ نوجوانوں میں بہت کم ایسے لوگ نظر آتے ہیں جنکو علم دین کی واقفیت ہو۔ اور اصول دین کے قولاً وفعلاً پورے پابند ہوں۔ ذرا غور سے دیکھیں تو اس مغائرت کے قوی وجوہات موجود ہیں علم دین کا جو کورس کہ زمانہ دراز سے مقرر چلا آتا ہے وہ اپنی تکمیل کے لیے عمر کا وہ حصہ پورا لے لیتا ہے۔ جو بالعموم تحصیل علم میں صرف کیا جاتا ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ پہلے علم دین حاصل کرکے پھر علم معاش کو بھی پورا حاصل کرنیکا موقع یا وقت رہے علی ہذا مغربی تعلیم کا کورس بھی اسقدر طویل اور وقت لینے والا ہے کہ بہت تھوڑے

طالب علم ایسے ہونگے جو ۲۰ - ۲۱ سال کی عمر تک اُسکو پڑھ سکیں اور پہر اسقدر عرصہ کی محنت کے بعد یہ ناممکن نظر آتا ہی کہ اُن نوجوانونکے دماغ حصول دین کی محنت کو بہی برداشت کر سکیں، خاصکر جبکہ ڈگری حاصل کرنے کے بعد ابہی دو تین سال حصول ملازمت کی کوشش میں بسر کرنے لازم ہوں، غرضکہ سوال یہ ہوتا ہی کہ یا تو علم دین حاصل کیا جائے یا علم معاش اور چونکہ بہت تہوڑی طبیعتیں ایسی ہیں جو ظاہری اقتدار کو نظر انداز کر کے فلاح آخرت کو مدنظر رکہیں اسلیئے پہر نتیجہ یہ ہی کہ جہاں ہزاروں مسلمان بچے مدارس انگریزی میں نظر آتے ہیں اُنکے مقابلہ میں مدارس دینی میں دہائیوں کی تعداد ہی مثال کے طور پر دیکہیئے کہ مدرسہ دیوبند میں ڈہائی سو تین سو سے زیادہ طالبعلم نہیں ہوتے اور مدرسہ سہارنپور میں ڈیڑہ سو دو سو تک کی تعداد ہوتی ہی۔ اور دارالعلوم ندوۃ میں بہی اسوقت دو سو سے کم تعداد ہی انکے علاوہ جو چہوٹے چہوٹے مدارس مختلف شہروں میں ہیں اُنکی تعداد نسبتاً اس سے بہی کم ہی۔ بمقابلہ اسکے اسلامی اور سرکاری مدارس انگریزی میں ہر ایک سکول میں مسلمان بچوں کی بہت بڑی تعداد ہر ایک شہر میں زیر تعلیم ہی، علوم مغربی کی طرف اس یک طرفی کا سب سے بڑا نقصان جو قوم کو پہونچ رہا ہے وہ یہ ہے کہ مسلمانونکی آیندہ نسل اسلامی تعلیم سے بالکل بے بہرہ رہی جاتی ہی وہ اسطرح انکے قلب مجبر محفوظ حالت میں رہکر دیگر مذاہب کے لوگونکے دام تزویر میں پہنسنے کے لیے ایک نہایت آسان شکار بنجاتے ہیں۔ یہ حالت عرصہ دراز سے چلی آتی ہی۔ اور افسوس ہی کہ اسوقت تک نہ تو عام مسلمانوں نے اور نہ ہمارے علمائے نے اسپر توجہ کی ہی اگرچہ یہ دادیلا بلند ہی کہ مسلمان نوجوان جو سکولوں اور کالجوں میں پڑہتے ہیں وہ بالعموم بے دینی کے مرض میں گرفتار ہیں" ایک مولوی صاحب کی خدمت میں کچہ عرصہ ہوا مجہے اس معاملہ کے ذکر کرنیکا موقع ملا میںنے یہ کہا "کہ بے دینی کو اگر مرض سمجہا جاوے۔ تو علماء اُس مرض کے طبیب کہے جاسکتے ہیں۔

جسطرح طبیب کو امراض کے ازالہ میں کوشش کرنی لازمی ہی۔ اسیطرح ہمارے علماؑ کو اس بیدینی کی اصلاح کی تجویز سوچنی ضروری ہی" مولوی صاحب نے فرمایا کہ مریض پر لازم ہی کہ وہ طبیب کے پاس آوے نہ کہ طبیب مریض کے پاس جاوے"، مینے عرض کی کہ عام حالتوں میں تو یہی ہوتا ہی لیکن جب کبھی کوئی متعدی مرض ملک کو آگیرے تو اسوقت قاعدہ یہی ہی کہ ڈاکٹر لوگ خود مریضوں نکے پاس پہونچکر انکا علاج کرتے ہیں تاکہ ایسا نہو کہ مریض اپنی غفلت میں اُنکی طرف رجوع نکرے اور مرض متعدی ہونیکی وجہ سے پھیل کر اور لوگونکی جانیں بھی ضائع کرے۔ بے دینی کا مرض ایک متعدی مرض ہی، اسلیے جب علماء دیکھہ رہے ہیں کہ یہ مرض ایک سے دوسرے کو چمپٹ رہا ہی۔ تو اُنکا فرض ہے کہ وہ خود ان لوگونکو جو اس مرض میں گرفتار ہو چکے ہیں اپنے علاج سے بچائیں اور ان لوگونکے لیے جو ابھی اس سے متاثر نہیں ہوے حفظ ما تقدم کی تجاویز سوچیں۔ میری اس دلیل کو مولوی صاحب نے تسلیم کیا۔ مگر یہ کہکر کہ دولتمند انگریزی خواں غریب علما کی کب سنتے ہیں" معاملہ کو ٹال گئے۔

قوم کے نبض شناس سر سید احمد خاں مرحوم نے اس ضرورت کو بہت حد تک محسوس کیا۔ اور جب اُنھوں نے دیکھا کہ انگریزی تعلیم یافتہ نوجوان مسلمانوں کا اعتقادات بوجہ اصول دین کی لاعلمی کے متزلزل ہوے جاتے ہیں تو اُنھوں نے اپنے خیال کے مطابق اسلامی اصول کو نئے پیرایہ میں بذریعہ مضامین متفرق و تفسیر قرآن مجید پیش کیا۔ انکی اس کوشش کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ مسلمان نوجوانوں نے جنکے دماغ مذہب کی تقلید سے آزاد ہونا چاہتے تھے اور وہ دیکھتے تھے کہ مذہب عیسوی میں اس قسم کی آزادی موجود ہی، یہ دیکھا کہ مذہب اسلام میں اگر اُسکے اصول کو اس پہلو سے دیکھا جائے جو سید مرحوم نے اختیار کیا۔ اُسی قسم کی آزادی حاصل ہو سکتی ہی لیکن سوال یہ ہی۔ کہ آیا آزادی تکمیل روحانی کے لحاظ سے مسلمان نوجوانوں کیلیے

مفید تھی یا مضر۔ سید مرحوم کے خیالات پر نکتہ چینی کرنا ایک بڑا نازک کام ہی لیکن میں یہ کہنے سے باز نہیں رہ سکتا کہ مسلمان نوجوانوںکو مذہب عیسوی یا لامذہبی کے اثر سے بچانے کے لیے جو معیار تحقیق مذہب کا اُنہوں نے اختیار کیا وہ اسلامی روحانیت کے لحاظ سے بالکل ادنی بلکہ غیر صحیح تھا۔ اُنھوں نے یہ کوشش کی کہ اسلامی اصول میں سے صرف انہیں اصول کو وقعت دیجائے جو موجودہ سائنس کے نتائج کیساتھ مغائرت نہ رکھتے ہوں۔ اسیلئے معجزہ۔ وحی۔ حشر۔ نشر۔ وغیرہ مسلمات کے متعلق سرسید نے بہت ہی کمزور خیالات ظاہر کیئے اگر ذرا غور سے دیکھیں تو ہمیں یہ تسلیم کرنا پڑیگا کہ سائنس اپنے انتہائی درجہ میں بھی ذہن انسانی کا نتیجہ ہی اور اسکی معلومات ہمیشہ بدلتے رہتے ہیں جن ذریعوں سے کہ سائنس کے نتائج پیدا پیدا کیے جاتے ہیں وہ ذریعے خود بہت کم حیثیت اور مغالطہ انگیز ہیں۔ مثلاً قوت بصر مشاہدہ سائنس میں سب سے بڑا ذریعہ ہی ہی۔ اسکی حقیقت پر اگر ذرا غور کریں تو ہمیں اسکی بے بضاعتی تسلیم کرنی پڑتی ہی۔ مثلاً ایک حد سے دور نظر کام نہیں کرتی پھر اُس حد کے اندر بھی اُسکے مشاہدات اکثر اوقات غلط ہوتے ہیں۔ مثلاً ایک کاغذ کے صفحہ پر ایک لکیر کھینچیں جو طول میں بالکل پہلی لکیر کے برابر ہو۔ تو اگرچہ پیمایش میں وہ دونوں لکیریں برابر ہیں لیکن نظر میں عمودی لکیر لمبی معلوم ہوگی۔ اسیطرح اور بہت سی صورتیں بیان کی جاسکتی ہیں کہ جنسے ثابت ہوتا ہی کہ حواس جو معلومات سائنس کا بہت بڑا ذریعہ ہیں ناقص ہونے کی وجہ سے ناقص نتائج پیدا کرتے ہیں۔

کچھ مدت ہوئی کہ مغربی سائنس داں پانی کو عنصر مانتے تھے لیکن زمانہ حال میں اُسکو مرکب تسلیم کیا گیا ہی۔ اور نہیں کہہ سکتے کہ چند سال بعد کون کون سی خصوصیات اور معلوم ہونگی۔

ایک زمانہ تھا کہ اہل مغرب زمین کو ساکن تسلیم کرتے تھے چنانچہ جسوقت گیلیلیو نے زمین کو متحرک بیان کیا تو بادشاہ وقت نے اس جدید خیال کی پاداش میں اُسکو قیدخانہ میں ڈالدیا

غرضکہ سائنس اور اُسکے اصول کی نسبت اس سے زیادہ کہنا ہرگز مناسب نہیں کہ سائنس اُن معلومات کا مجموعہ ہی جو انسان نے اپنے مشاہدہ اور قیاس سے اشیاء مادی کے متعلق جمع کیے ہیں۔ یہ کہنا کہ حقیقت الامر ایسی ہی سائنس کو وہ درجہ دینا ہی جسکا وہ ہرگز مستحق نہیں۔

سرسید مرحوم کچھ ایسے سائنس کے مرعوب ہوے کہ اُنھوں نے اُن معلومات کو جو بذریعہ وحی انسان تک پہونچی ہیں معلومات سائنس کیساتھ مقابلہ کرنا شروع کیا اور جہاں موافقت نہ دیکھی۔ وہاں معلومات وحی کو روایت یا قصہ یا کوئی اور کمزور نام دیکر نظر انداز کر دیا حالانکہ اُن کو معلومات وحی کو معیار اعلیٰ قرار دیکر یہ ثابت کرنا چاہیے تھا کہ سائنس کے وہ نتائج جو تعلیم وحی کے ساتھ مطابق ہیں وہ تو صحیح ہیں۔ لیکن جو جو باتیں معلومات وحی کے مطابق نہیں ہیں اُنکی نسبت یہ سمجھنا چاہیے کہ انسانی دماغ حقیقت الامر تک ابھی نہیں پہنچا۔ اور ممکن ہی کہ اپنی آزاد کوشش سے کبھی بھی نہ پہونچے۔ ہم سب جانتے ہیں کہ قرآن مجید انسان کی اخلاقی حالت کو مکمل کرنے کے لیے نازل ہوا ہی اُس کی جتنی تعلیم ہی اُسکا تعلق روح کیساتھ ہی، مادیات کا علم حاصل کرنیکے لیے اللہ تعالیٰ نے انسان کو حواس عطا فرمائے ہیں جنکو وہ کام میں لاکر خواص الاشیا معلوم کرتا ہی۔ کیفیات روحانی کے محسوس اور معلوم کرنیکے لئے اور انسان کو بحیثیت ایک ذی روح حیوان کے درجہ اعلیٰ پر پہنچانیکے لیے اللہ تعالیٰ نے سلسلہ نبوت قائم کیا اور انبیاء علیہم السلام نے اُس وحی کے ذریعے جو اُنپر بھیجی گئی۔ اُن حالات اور کیفیات کا علم انسانوں تک بہم پہونچایا جس کی نسبت سائنس کبھی بھی کچھ علم بہم نہیں پہونچا سکتا۔ مثلاً ملائکہ کے متعلق سائنس کوئی یقینی بات بتانیکے قابل نہیں ہی کیونکہ سائنس کے ایجنٹ انسانی حواس ہیں اور انسانی حواس صرف مادیات پر عمل کرنیکے لیے موضوع ہیں اسلیے سائنس سے یہ کبھی توقع نہیں رکھنی چاہیے کہ عالم ارواح کی نسبت کوئی معلومات اُس سے پیدا ہوں۔

یہ کہدینا کہ عالم ارواح کی باتیں چونکہ معلومات سائنس میں موجود نہیں ہیں اسلیے وہ غیر قابل یقین ہیں صاف الفاظ میں جہالت ہی اصل بات یہ ہی کہ حکمت روحانی بالکل ایک الگ چیز ہے

اور حکمت طبعی میں اُسکے عنوانات کی تلاش کرنا بے معنی بات ہے غرضکہ سر سید مرحوم نے جو کوشش کی اُسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اگرچہ مسلمان نوجوان مذہب عیسوی کی طرف میلان کرنیسے رک گئے لیکن مذہب اسلام کے متعلق بھی اُنکے اعتقادات ایسے طریق پر قائم ہوئے کہ وہ یہ سمجھنے لگے کہ تعلیم اسلام کا بہت بڑا حصہ ایسا ہے جسکو تعلیم یافتہ گروہ قبول کرنے میں تامل ہونا چاہیئے یہ خیال اس حد تک پہنچا کہ بعض لوگ یہ سمجھنے لگے کہ تعلیم اسلام کے متعلق پوری تسلیم اور تعمیل ظاہر کرنے سے وہ مہذب اور تعلیم یافتہ نہ کہلا سکینگے - اس لحاظ سے یہ کہنا غلط نہو گا کہ سر سید مرحوم کی کوشش بجائے نفع کے نقصان پیدا کرنیوالی ثابت ہوئی اور اسکی وجہ یہی تھی - کہ گو ارادہ اُنکا نیک تھا مگر جو طریقہ اُنھوں نے اختیار کیا وہ بہت ضعیف تھا - اسکے بعد کوئی خاص کوشش تعلیم یافتہ نوجوانوں تک دینی اصول کے پہنچانیکی نہیں کی گئی ہر ایک شخص جانتا ہے کہ خیالات کے پیدا کرنے اور قائم کرنیکا وقت لڑکپن سے آغاز شباب تک ہے - اس عمر میں جو خیالات قائم ہو جاتے ہیں، وہ بالعموم اخیر عمر تک رہتے ہیں - ہمارے علما نے اس مسئلہ پر کبھی غور نہیں کی کہ اُن نوجوانوں کے واسطے جو مدارس انگریزی میں پڑھتے ہیں دینی تعلیم کے پہونچانیکی کوئی تجویز ہے یا نہ اپنی جگہ وہ مطمئن ہیں کہ بہت کتابیں ایسی موجود ہیں جنمیں اصول دین کو سلاست سے بیان کیا گیا ہے لیکن وہ اس بات پر غور نہیں کرتے کہ آیا وہ کتابیں اس طریق پر لکھی ہوئی ہیں کہ بچوں کی دماغی حالت کے وہ موافق ہوں اور آیا وہ ایسی ہیں کہ اُنکے پڑھنے سے مسلمان بچوں کو اصول دین کیساتھ دلچسپی پیدا ہو سکتی ہے جہانتک میں نے ان کتابوں کو دیکھا ہے - میں نے یہی پایا ہے کہ اُنکی عبارت اور اُنکی ترتیب اس قسم کی نہیں ہے کہ وہ بچے جنکو دوسرے مضامین میں سے اس خاص مضمون کے لیئے بہت تھوڑا وقت نکل سکتا ہے رغبت سے پڑھ سکیں - یہ بالکل صحیح ہے کہ علم آخرت کو علم دنیا پر ترجیح دینی چاہیئے - لیکن حالات ایسے ہیں کہ ہم موجودہ رفتار زمانہ کو روک نہیں سکتے - ہمارا فرض اسوقت یہ ہے - کہ ایسی تدابیر کریں کہ جس سے مسلمان بچے اگر علم دین کے عالم نہ بن سکیں - تاہم اس سے جاہل نہ رہیں - ایسا نہ ہو کہ

اُنکے دل محبت اسلام سے معزا رہکر اسلامی نعمتوں سے محروم ہوجائیں۔
میں اوپر کہہ آیا ہوں۔ کہ مسلمان بچوں کا ہرگز ہرگز کچھہ قصور نہیں۔ قصور اگر ہی تو اُن کے والدین کا جو اُنکو سیدھے مدارس میں بہیجدیتے ہیں اور اس بات کی فکر نہیں کرتے کہ انہیں علم دین نصیب ہوا ہی یا ہوگا، یا پہر بے ادبی معاف علما ء کا ہی۔ جو دیکھہ رہے ہیں کہ قوم میں ایسے لوگونکی افزائش ہوتی جاتی ہی جو علم دین سے بے بہرہ ہیں لیکن وہ اسکی کوئی تدبیر نہیں کرتے۔ ان مسلمان بچوں تک علم دین پہنچانیکی اگر کوئی تدبیر ہوسکتی ہی تو وہ یہ ہی کہ ایک ایسا کورس اردو زبان میں مرتب کیا جاے جسکے مختلف حصے مختلف جماعتونکے طالب علمونکی حیثیت علمی کے موافق ہوں۔ عبارت سلیس ہو واقعات کو دلچسپ پیرایہ میں بیان کیا گیا ہو۔ اور ہر ایک مضمون کو طالب علموں کے مدارج ذہنی کے لحاظ سے ترتیب دیا گیا ہو۔

مثلاً اگر نماز کی تعلیم دینی مقصود ہو تو دوسری جماعت کے طالب علموں کے واسطے نماز کے متعلق جو کچھہ بیان کیا جاوے وہ اُنکی ذہنی حالت کے موافق ہو۔ تیسری جماعت کے واسطے اس سے کچھہ زیادہ علی ہذا القیاس۔ پہلی دوسری مڈل تک کی جماعت کو نماز کی پوری حقیقت سے آگاہ کیا جاوے تا کہ طالب علم صرف یہی نہ سمجھیں کہ نماز صرف ایک فرض ہی کہ جسکو پورا کرنا ہی۔ بلکہ اُس کی حقیقت اور خوبی سے آگاہ ہوکر اسپر گرویدہ ہوں کہ اُنکے متغیر ہونیکا کبھی اندیشہ نہ رہی۔

علی ہذا جتنے اصول دین ہیں اُن سب کو ایک دلچسپ اور مفید پیرایہ میں بیان کیا جاے اور اس طرح چند کتابیں ایسی مرتب ہوجائیں کہ اُنکو انگریزی مدارس سے مسلمان بچوں کی تعلیم میں خواہ سرکاری طور یا پرائیویٹ طور پر داخل کیا جاسکے۔

بعض صاحبان اسوقت یہ خیال کرینگے کہ ان بچونکو ان کتابونکے پڑہنے کا وقت کہاں سے ملیگا۔ یہ درست ہی کہ مدرسہ کے ٹائم ٹیبل میں اس تعلیم کے واسطے وقت کا نکلنا

دشوار ہوگا لیکن ہم بخوبی جانتے ہیں کہ ہمارے بچے اوقات فراغت میں اخبار پڑھتے ہیں قصے کہانیاں پڑھتے ہیں ناول دیکھتے ہیں۔ غرضکہ بہت سا وقت بیہودہ اور فضول طور پر صرف کرتے ہیں یہ ہمارا فرض ہوگا کہ ان کتابوں کو ہم انکے ہاتھ میں دیکر انکو تاکید کریں کہ وہ انہیں پڑھیں۔ اور اگر ہم انکو رغبت نہیں پائینگے تو اپنے سامنے بٹھلا کر انکے پڑھنے پر انہیں مجبور کرینگے۔ وقتاً فوقتاً انکا امتحان لینگے۔ اور اچھی واقفیت ظاہر کرنے پر انہیں انعام دینگے۔ غرضکہ ہم کوشش کرینگے کہ جس طرح سے ہوسکے انکو یہ کتابیں پڑھائیں۔ اور ہماری عین راحت یہ ہوگی کہ ہمارے بچے چھوٹے رہکر اور بڑے ہوکر حضرت خاتم المرسلین رحمۃ للعالمین کے سچے خادم بنیں۔

انکی یونیورسٹی کی ڈگریاں ہماری نظر میں کوئی وقعت نہ رکھیں گی اگر ہم یہ دیکھینگے کہ انکے ذہن حقانیت اسلام سے بالکل خالی ہیں۔ اگر ہم خدا کے فضل سے اپنی اولاد کے متعلق یہ اصلاح اور ترقی کرسکیں گے تو اسوقت ہم نہایت خوشی اور نیازمندانہ کیساتھ درگاہ ایزدی میں یہ دعا مانگا کرینگے

ربنا هب لنا من ازواجنا وذریاتنا قرۃ اعین واجعلنا للمتقین اماما ؕ

ممکن ہے کہ بعض صاحبان ایسے دینی کورس کے کوشش کو غیر ضروری خیال فرمائیں لیکن اس تجربہ سے جو مجھے موجودہ زمانہ کے طالب علموں کا حاصل ہے۔ میں یقینی طور پر یہ کہتا ہوں کہ جب تک کوئی ایسا کورس مرتب نہ کیا گیا مسلمان بچوں کا تعلیم اسلام سے آگاہ ہونا بالکل ناممکن ہے۔ عیسائی مشنری اس ضرورت سے پورے آگاہ ہیں اور انہوں نے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں کتابیں ایسی تصنیف کی ہیں۔ جنکو ہندوستانی بچے بڑی رغبت سے پڑھتے ہیں انہیں کتابوں میں مختلف پیرایہ سے وہ مذہب عیسوی کی تلقین بھی کرجاتے ہیں۔ اور بچے بغیر اس بات کے سمجھنے کے کہ وہ کسی اثر کے نیچے آرہے ہیں انکے درسوں سے ایسا نقش لیکر نکلتے ہیں کہ ساری عمر قایم رہتا ہے۔

ان کتابوں میں نہ صرف دلچسپ مضامین جمع کیے گئے ہیں۔ بلکہ عبارت ایسی سلیس اختیار کی گئی ہے کہ پہلی کتاب پڑھنے کے بعد دوسری اور دوسری کے بعد تیسری نہایت آسانی سے پڑھنے میں آتی ہے بہت سی کتابیں ایسی ہیں کہ جو ساری کی ساری ایک سلیس کے الفاظ میں لکھی گئی ہیں۔ غرضکہ اس قسم

میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا گیا۔

ہمارے ہاں دو تین سلسلے ایسے ابتدائی تعلیم کے موجود ہیں مثلاً سلسلۂ دینیات انجمن حمایت اسلام لاہور۔ سلسلۂ دینیات علی گڈھ کالج۔ سلسلۂ کتب اسلامیہ مصنفہ مولوی رحیم بخش صاحب مرحوم۔ یہ تینوں سلسلے بجائے خود مفید ہیں لیکن سوائے اسکے کہ انہیں ایک مجموعہ معلومات ہو وہ اجزا موجود نہیں کہ جنسے بچوں میں دین کا شوق اور محبت پیدا ہو نیز انکی ترتیب بچوں کی ذہنی حالت کے موافق نہیں ہے اسوقت مجھے ایک کہانی یاد آئی ہے جس سے میرے مقصد کی تشریح ہوتی ہے۔

امریکہ کے ایک سکول کے ایک ماسٹر چھوٹے بچوں کی جماعت کو ایک تعطیل کے دن جنگل میں سیر کرانیکے واسطے لیگئے۔ دن نہایت خوشگوار تھا بچے خوشی خوشی جنگل میں بہت دور تک اچھلتے کودتے نکل گئے وہاں جاکر انہوں نے کچھ کھایا پیا۔ پھول توڑے۔ اور تیتریاں پکڑنے میں بچوں کو خاصی دل لگی رہی۔ غرضکہ سورج غروب ہونیکو ہوا۔ اسوقت ماسٹر صاحب نے بچوں کو بلا کر کہا کہ اب واپس چلیں۔ ایک تو تعطیل کے دن کا ختم ہو جانا۔ دوسرا ایسے مشغلہ سے الگ ہونا بچوں کو ناگوار تھا تیسرے اتنے وقت کی بھاگ دوڑ سے سارے بچے تھک گئے تھے جب واپسی کا نام سنا۔ توسب نے یک زبان کہا کہ ہم سے تو اب چلا نہیں جاتا۔ ماسٹر صاحب حیران ہیں کہ جنگل کا موقع ہے ٹھنڈی رات آیا چاہتی ہے کوئی گاؤں پاس نہیں۔ کھانے پینے کی چیزیں ختم ہوگئیں۔ کریں تو کیا کریں۔ کبھی خیال آیا کہ ایک دو کو اٹھا لیچلوں مگر ایک بڑی تعداد کو کسطرح تسلی دے سکتے۔ اس پریشانی میں تھے کہ یکایک ایک خیال آیا۔ ایک طرف جاکر کچھ ٹہنیاں درخت کی توڑیں اور ہر ایک لڑکے کو ایک ایک چھڑی تقسیم کی اور ایک بڑی چھڑی اپنے واسطے بھی رکھ لی سب بچوں کو سامنے کھڑا کرکے یہ کہا کہ دیکھو شام ہونیکو ہے گھر ہمارا دور ہے۔ ہم تھکے ہوئے ہیں اب سوائے اسکے اور کسی طرح ہم گھر نہیں پہونچ سکتے کہ گھوڑوں پر چڑھ لیں اور جلد پہونچ جائیں یہ کہکر خود اس چھڑی پر چڑھ بیٹھے۔ انکو دیکھکر سب لڑکے اپنی اپنی چھڑیوں پر سوار ہوگئے اور بجائے کہ آہستہ چلکر گھر پہونچتے سب کے سب دوڑتے ہوئے گھر تک آگئے۔ ماسٹر صاحب کے اس عمل نے جو انکو بچوں کے ذہن کے متعلق حاصل

تھا۔ اُنکو ایک ایسی مشکل سے نکال لیا کہ جسکا کوئی حل ممکن نہیں تھا۔

غرضکہ بچوں کو کسی چیز پر آمادہ کرنیکے لیے سب سے بڑا ذریعہ یہی ہوتا ہے کہ اُس چیز کو اُنکے لیے دلچسپ بنایا جائے اور اسکے خلاف کوشش کرنا گویا منشاء قدرت کے خلاف کرنا ہے۔

دو تین سال ہوئے انجمن نعمانیہ لاہور کے جلسے میں مینے اسی سوال کو پیش کیا تھا مگر میں افسوس کرتا ہوں کہ میرے اس ضروری سوال کو بہت بے توجہی سے ٹالا گیا بعض صاحبان نے یہانتک بھی کہا کہ کتابیں بیشمار موجود ہیں جنکو غرض ہو انہیں پڑھیں یا پڑھائیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ مینے اس مستند جلسہ میں اب جو اس درخواست کو دُہرایا ہے تو اُسپر نظر کرم سے دیکھا جاویگا اور مجھے مایوس نہ کیا جاویگا۔

مینے اپنی طرف سے قوم کی ایک نہایت بڑی ضرورت کو پیش کردیا ہے اور یہ بھی ظاہر کردیا ہے کہ اس ضرورت کا علاج کرنا علماء امت کا فرض ہے ہم لوگ خواہ اس بارہ میں کوئی کوشش بھی کریں تاہم وہ حیثیت نہیں رکھتے کہ ہمارا لکھا ہوا یا کیا ہوا قوم کے لیے سند ہو۔

یہ کام فی الحقیقت علماء ہی کا ہے کہ وہ مرض کی حقیقت کو سنکر اُسکے موافق نسخہ تجویز کریں۔ میں صاف طور پر کہتا ہوں کہ اگر علماء وقت نے توجہ نہ فرمائی اور مسلمانوں کے بچے دین سے بے بہرہ رہے تو قیامت کے دن جب ہم سے پرسش ہوگی تو ہم شفیع المذنبین کے سامنے نہایت درد کے ساتھ یہ اپیل کرینگے کہ

سرور عالم! ہم عام لوگ جو حضور کی امت میں سے صفحہ دنیا پر تھے جنکی رہنمائی اُن لوگوں کے ذمہ تھی جنکو حضور نے علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کا عالیشان خطاب عطا فرمایا تھا۔ ہمکو اُن عالیقدر علماء کی طرف سے کوئی امداد کوئی تسلی نہیں ملی۔ اُنکو باہمی مجادلہ و مناظرہ سے فرصت نہ ملی کہ وہ عام مسلمانوں کی حالت پر بھی کسی وقت نظر کرتے۔

کسیوقت آمین بالجہر کا مسئلہ اُنکے پیش رہا۔ کبھی ضاد اور ضاد کے جھگڑے معرض بحث میں رہے۔ غرضکہ اپنی علمیت کے اظہار سے انہیں کوئی وقت بھی ایسا میسر نہ آیا کہ وہ امت کے ناواقف لوگوں کی ضروریات دین کو محسوس کرکے کوئی تجویز کرتے۔ تیری ذات رحمۃ للعلمین ہے

دنیا میں علماء نے ہمکو فراموش کیا ایسا نہو کہ اب اسوقت حضور کی نظروں سے بھی ہم گر پڑیں اور کہیں کے نہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ ہماری یہ دردناک اپیل ضرور سنی جائیگی اور شفاعت کا سایہ جو گنہگار ان امت کیلیئے وعدہ ہو چکا ہے۔ ہمارے سر پر انشاء اللہ تعالیٰ چھا ئیگا۔ لیکن یہ سوال ہے کہ علماء امت اس وقت کیا جواب دینگے۔

صاحبان! اپنے بہت سا وقت آپکا لیا اور مشکور ہوں کہ آپنے میرے پراگندہ خیالات کو نہایت توجہ سے سنا۔ اب میں اپنی اس تقریر کو ایک بات کے واضح کرنے پر ختم کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ فی زمانہ یہ سمجھا یا جاتا ہے کہ تہذیب اور ترقی کے واسطے ہمہ تن امور دنیوی میں منہمک رہنا نہایت ضروری ہے۔ تہذیب اور ترقی کے الفاظ سے ہمارے کان بھی مانوس ہیں۔ اور مسلمان بھی چاہتے ہیں کہ دوسری قوموں سے اس میدان میں پیچھے نہ رہیں۔ یہ بالکل درست ہے کہ دوسری قوموں کے مقابلہ میں دنیاوی وجاہت کے لحاظ سے مسلمانوں کو ذلیل نہ رہنا چاہیے لیکن ساتھ ہی اسکے اس بات کی تنقیح کرنی ضروری ہے کہ تہذیب و ترقی کی کونسی صورت مناسب ہے۔ آیا وہ ترقی قابل حصول ہے۔ کہ جس میں آخرت کا نقصان ہو یا وہ کہ جس میں دنیا اور آخرت دونوں کی فلاح ممکن ہو اسلام کی تعلیم یہی ہے کہ ایسی زندگی گذاری جائے جسمیں حسنتِ دنیا۔ اور حسنت آخرت دونوں پیدا ہوں۔ کوئی مسلمان دنیا اور آخرت کے تعلق کو اپنے ذہن سے الگ نہیں کر سکتا۔ اسلیے مسلمانوں کا طریق زندگی ایسا ہی ہونا چاہیے کہ جس سے دین و دنیا دونوں کی بہبودی پیدا ہو سکے کیا یہ اچھا ہو گا کہ ہم دنیا میں دیگر اقوام کے سامنے تو نیکنام زندگی بسر کریں لیکن آخرت میں حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے نادم ہوں اور اُس دربار فیض آثار سے بدر کیے جائیں۔ یا یہ اچھا ہو گا کہ دنیا کی زندگی میں ہم میانہ روی اور اعتدال پسندی سے کام لیں۔ اپنے اوقات کو فرائض الٰہی۔ فرائض بنی نوع۔ اور فرائض نفس کے سرانجام میں بسر کر کے رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کی ڈگری حاصل کریں اور فردائے قیامت لواء محمدی کے نیچے جگہ حاصل کریں۔ خدا کرے کہ کوئی مسلمان ایسا نہو کہ جسکا دل اس نعمت عظمیٰ کو حاصل کرنیکی خواہش نہ رکھتا ہو اور ہم سب کے

وردِ زبان یہ ہو ؎ خلاص حافظ ازان زلف تابدار مباد ✦ کہ بستگان کمند تو رستگار انند (حافظ)

یہ حالت اور یہ کیفیت ہمکو اُسی صورت میں حاصل ہو سکتی ہی کہ ہم اپنے باہمی تفرقات و مغائرات کو اُس جان جاناں کیلیے بھول جائیں اور سب کے سب شمع انوار محمدی کے پروانے بنکر زندگی بسر کریں۔

اگر ہم اس دنیا میں یہ اتحاد اور یہ شوق حاصل کرلیں تو دیگر اقوام کی زیب و زینت کو دیکھکر ہمارے دل کبھی بھی نہ ڈگمگا ئینگے اور ہم اُن ظاہر پرست لوگونکو صاف الفاظ میں یہ کہہ سکینگے کہ

ما اگر ہشیار د گر دیوانہ ایم ✦ مست آن ساقی و آں پیمانہ ایم

جناب مولوی شاہ محمد سلیمان صاحب نے مختصر الفاظ میں اس تقریر کی تائید کی اور ندوۃ العلما کی طرف سے وعدہ کیا کہ اس قسم کا ایک کورس تیار کردیا جاویگا۔

اسکے بعد مولوی سلیمان صاحب اسسٹنٹ پروفیسر ادب دار العلوم نے ندوۃ العلما میں ایک عظیم الشان کتب خانہ کی ضرورت" پر ایک بسیط مضمون پڑھا۔ ایک عظیم الشان کتبخانہ کی ضرورت تو ہر مدرسہ ہر اسکول، ہر کالج کو ہی لیکن ندوۃ العلما کیلیے اس قسم کا کتبخانہ سب سے زیادہ ضروری ہی۔ ندوۃ العلما کے جو مقاصد و اغراض اتباب بانیان ندوہ کی قوت متخیلہ میں موجود ہیں، اُن میں ایک اہم مقصد دار المصنفین کا قائم کرنا ہی، اور یہ ایک ایسا مقصد ہے جسکا تمامتر دار و مدار ایک عظیم الشان کتب خانہ پر ہی۔ اس بنا پر ندوۃ العلما نے ابتدا ہی سے اسکی طرف کوشش کی، اور اس کوشش میں بہت کچھ کامیاب ہوا لیکن اب جسقدر ندوۃ العلما ترقی کرتا جاتا ہی، جسقدر ملک میں علمی آثار پیدا ہوتے جاتے ہیں، جسقدر قوم کی نگاہ ندوۃ العلما کے کارناموں پر شوق و اضطراب کیساتھ پڑ رہی ہی، اُسیقدر یہ ضرورت زیادہ اہم ہوتی جاتی ہی۔

نوٹ۔ جلسہ میں جسوقت مینے تقریر کی تھی تو اسکا کوئی تحریر کردہ نوٹ میرے پاس نہ تھا۔ اب ڈیڑھ ماہ کے بعد مینے اسوقت کے خیالات کو حیطہ تحریر میں لانیکی کوشش کی ہی اسیلیے بالکل ممکن ہی کہ الفاظ میں تغیر ہوا ہو اور مضمون میں بھی کمی بیشی ہوگئی ہو۔ البتہ یہ کہہ سکتا ہوں کہ بہت سا حصہ مضمون کا وہی ہی۔

محمد دین

اس بنا پر ندوۃ العلماء کی سب سے بڑی علمی کوشش یہ ہے کہ وہ ایک ایسا عظیم الشان کتبخانہ قائم کردے جو علماء و طلباء اور قابل ترین مصنفین کا مرجع عام ہو سکے، مولوی سید سلیمان نے اپنی تقریر میں نہایت وضاحت کے ساتھ انہیں مقاصد اور انہیں ضرورتوں کی تشریح کی تھی، چنانچہ ہم اس تقریر کو اس موقع پر درج کرتے ہیں۔

تقریر مولوی سید سلیمان صاحب مدرس ادب دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

صاحبو! ندوۃ العلماء کے لیے ایک عظیم الشان کتبخانہ قائم کرنیکی تجویز نہایت اہم اور ضروری تجویز ہے اور درحقیقت اس رزولیوشن پر اسلامی علوم کی بقا موقوف ہے، آج تمام قومی مجلسوں میں انجمنوں، انسٹیٹیوشنوں میں یہ فریاد ہے، ماتم ہے، کہرام ہے، کہ افسوس قرطبہ کا عالیشان علمی خزانہ برباد ہو گیا، غرناطہ، اشبیلیہ، بلینسیہ، کے علمی زر و جواہر وقف دستبرد زمانہ ہو گئے، دمشق و بغداد کا علمی دفتر اوراق پریشان ہو گیا دہلی مرحوم کی علمی بہارستان میں خزاں آگئی، وہ زمانہ یاد ہے ؎

یاد آں روزے کہ دور از ماجراہائے جہاں ۔۔۔ ماجرائے با نگار نکتہ دانے داشتم

یاد آں روزے کہ دست افشاں گذشتم از حرم ۔۔۔ از غرور آں کہ من ہم آستانے داشتم

افسوس نہ اب وہ نگار نکتہ داں ہے نہ وہ آستانہ غرور ہے، وہ نگار نکتہ داں کیا تھا جس کی زبان کا ایک ایک نکتہ دفتر معنی تھا اور وہ آستانہ غرور کیا تھا جسکے نشہ سے ہمارے علماء اسلاف جو تاریخ کی دنیا میں زندہ ہیں اب تک چور ہیں وہ اسلام کی نادر تصنیفات ہیں وہ اسلام کے عظیم الشان کتبخانے ہیں وہ اسلام کے علمی جد و جہد کے نتائج ہیں، جو صفحۂ عالم سے مٹ گئے، محو ہو گئے، بے نشان ہو گئے، مامون کا بیت الحکمۃ کہاں سے آئے، حکم کا دار الحکمۃ اب کیونکر پیدا ہوگا۔ عضد الدولہ کا کتبخانہ اب کون زندہ کریگا لیکن رونے والو ذرا تھم جاؤ، ماتم کرنے والو ذرا رک جاؤ، ماضی کو چھوڑو حال کی خبر لو

ورنہ مستقبل میں اس حال کا رونا ہوگا، اسوقت کتنے قدیم خاندان مٹتے جاتے ہیں۔ ہر قدیم خاندان کی کہنہ و بوسیدہ عمارت میں ایسی کتابوں کے صندوق موجود ہیں جو اسلاف کی علم دوستی کی شاہد ہیں لیکن اسوقت وہ کیڑوں کی غذا ہو رہے ہیں۔ اکثر گھرانوں کے مالک اب انگریزی تعلیم یافتہ نوجوان ہو گئے ہیں جنکو قدیم کتابوں سے کوئی دلچسپی نہیں اسلیے وہ نذر غفلت ہو رہے ہیں، ہمارے صوبۂ بہار میں ایک قدیم خاندان میں چند صندوق بیش قیمت کتابوں کے تھے برسات کی بارش سے اُنکی حفاظت نہ کی جاسکی اور وہ سڑ گلکر فنا ہو گئیں، اکثر خاندانوں کے جانشین اب جاہل ہیں جنکے نزدیک ان کتابوں کی مطلق قدر نہیں اب وہ انہیں ردی کے مول بازاروں میں نسخے باندھنے کے لیے بیچ دیتے ہیں یا وہ کتب فروشوں کے ہاتھ نہایت ناقدری سے بک جاتے ہیں اور ہمکو اُن نوادر زمانہ کی کوئی قدر نہیں ہوتی، یہ کتب فروش اکثر اُن یورپین ایجنٹوں کے ہاتھ جو تقریباً ہر شہر میں ان کی جستجو میں موجود رہتے ہیں فروخت کرڈالتے ہیں اور اسطرح ہمارے کتبخانے اجڑ اجڑ کر یورپ کے کتبخانے آباد ہو رہے ہیں۔ تیموری کتب خانوں کی فراہمی کتب کا اس سے اندازہ ہوگا کہ حکومت مٹ گئی، فتنہ وشورش میں کتبخانہ کا ایک ایک ورق منتشر ہوگیا، ہزاروں کتابیں یورپ چلی گئیں، سیکڑوں کتابیں پرائیوٹ کتبخانوں میں داخل ہوگئیں مگر پھر بھی ابھی بیشمار کتابیں تیموری مہروں کی بازاروں میں مل سکتی ہیں

حضرات! جس بے دردی اور غفلت کے ساتھ یہ کتابیں ضائع ہو رہی ہیں اُنکے مثال ونمونہ کے لیے لکھنو کے قدیم خاندان اور بازار پیش ہیں انقلاب حکومت کے زمانہ سے اب تک یہ سلسلہ جاری ہے اور باوجود اسکے کہ بہت سے کتبخانے غارت ہوگئے۔ بہت سے قدیم خاندان کے ساتھ اُن کے کتبخانے بھی مٹ گئے، بہت سی نادر کتابیں صندوقوں میں سڑ گئیں، برسات میں گل گئیں

کیڑوں سے بیکار ہوگئیں، لیکن حیرت ہے کہ اب بھی لاانتہا کتابیں قوم کے ملک میں باقی ہیں جس سے ایک طرف تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے اسلاف کو کتاب اور کتاب خانوں کے ساتھ کسقدر عشق تھا کہ ہزاروں کتبخانے مٹ گئے اور باستمرار مٹتے جاتے ہیں لیکن اب بھی ہزاروں باقی ہیں اور دوسری طرف ہماری جہالت بے پروائی، غفلت کا ثبوت ملتا ہے، اگر ندوۃ العلماء کی آواز پر اب بھی قوم لبیک کہے تو اُس کا بہت سا علمی خزانہ اب بھی محفوظ رہ جائے۔ ؎

جانتے ہیں راستہ گو کھو چکا ہے کارواں
کارواں سالار کی چشم عنایت چاہیے

ندوۃ العلماء نے اسکے متعلق ابتدا ہی سے علمی کوشش شروع کی، اُسکے مقاصد کا ایک جزء کتبخانہ اعظم کا قیام ہے۔ شاہجہانپور کے اجلاس سالانہ سے اسکی بنیاد پڑی شاہجہانپور کے ایک عالی ہمت نے تین ہزار کتابیں دیں، پٹنہ کے اجلاس میں اسپر اضافہ ہوا اس کے سوا دیگر اہل ہمم نے اس کی امداد کی جنکی تفصیلی حالت دارالعلوم کی روداد حال میں آپ پڑھینگے، بہت سی کتابیں خود ندوہ نے خریدیں، قدیم تصنیفات کے سوا مصر کی عربی موجودہ تصنیفات بھی کتب خانہ میں موجود ہیں۔ یورپ، مصر، بیروت، قسطنطنیہ، کی اکثر مطبوعات کتب خانہ کے لیے باعث زینت ہیں۔ نادر قلمی کتابیں بھی موجود ہیں اس وقت کتبخانہ ندوہ کی کتابوں کی مجموعی تعداد پانچ ہزار کے قریب ہے جن میں ہر فن کی کتابیں موجود ہیں خصوصاً علم تفسیر، علم ادب، علم تاریخ، اور جدید تصنیفات و مطبوعات کے لحاظ سے ندوہ کے کتب خانہ کا ہندوستان کے عربی مدارس کا کوئی کتب خانہ مقابلہ نہیں کر سکتا۔

شاید آپکو یہ خیال ہو کہ ندوۃ العلماء کے کتب خانہ میں جب اس تعداد اور حیثیت کی کتابیں موجود ہیں تو اب کیا چاہیئے اسلئے ہم آپ کو یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ ندوہ کے موجودہ کتب خانہ کو حقیقی کتب خانوں سے ابھی کسقدر بُعد ہو۔

فہرست کتب خانہائے یورپ

(۱) دنیا کی سب سے بڑی لائبریری پبلک لائبریری پیرس (فرانس) ہے جس کو شاہ فرانسوا اول بادشاہ فرانس نے قائم کیا ہے جس میں تمام دنیا سے کتابیں جمع کی گئی ہیں، بعض خرید کر بعض نقل کرکے، کل اہل مطابع پر فرض ہے کہ کتاب مطبوعہ کا ایک نسخہ ہمیشہ لائبریری میں بھیجیں، اس کتب خانہ کی چار عمارتوں میں چار تقسیمیں ہیں اول میں کتب مطبوعہ، جغرافی نقشے دوم قلمی نسخے سوم قدیم سکے اور یادگار آثار قدیمہ چہارم اسٹامپ اور ٹکٹ، اس لائبریری کی صرف اول قسم میں کتب مطبوعہ تیس لاکھ جلدیں ہیں، بعض لوگوں نے یہ حساب لگایا ہے کہ اگر کتب خانہ کی کتابوں کی الماریاں اوپر نیچے کرکے ترتیب سے ڈھیر لگائی جائیں تو ایکسٹر ہزار دو سے پچاس گز کی دیوار بلند ہو جائے، تمام کتابیں عمدہ اڈیشن کی ہیں اور نہایت خوبصورت اُن کی جلدیں ہیں، روزانہ سیکڑوں کتابوں کا کتب خانہ میں اضافہ ہوتا رہتا ہے اور اسی لئے یہاں کی موجودہ کتابوں کی فہرست کبھی مکمل نہیں رہتی،

اسٹامپ کی عمارت میں ۲۵ لاکھ اسٹامپ ہیں جو ایک لاکھ بیتالیس ہزار کتابوں کی صورت میں محفوظ ہیں، سکجات کی عمارت میں چار لاکھ قدیم سکے ہیں، قلمی کتب خانہ میں ایک لاکھ کتابیں ہیں، کتب خانہ کے سامنے دو نہایت وسیع بلند ایوان ہیں ایک عام مطالعہ کنندگان کے لئے دوسرا صرف اُن اشخاص کے لیے جو ارباب قلم اور مصنفین ہیں یہ عمارت ۱۸۶۸ء میں تعمیر ہوئی ہے، اس عمارت کی وسعت ایک ہزار تین سو اکہتر گز ہے، صدر عمارت میں لائبریرین اور کلرک بیٹھے ہیں جن کے سامنے میزوں پر کتب خانہ کی فہرستیں ہیں، مصنفین کے لئے

۴۳۳ نشستیں ہیں دوات قلم کاغذ اور سامان کتابت ترتیب سے رکھے ہوئے ہیں اور نہایت خاموشی کے ساتھ وہ مطالعہ میں مصروف ہیں۔

(۲) برٹش میوزیم لندن۔ اس میوزیم کا اصلی بانی ڈاکٹر ہنس سیلون ہے، اس میوزیم کے سات حصے ہیں جن میں سے ایک مطبوعہ کتابوں اور دوسرا قلمی کتابوں کا حصہ ہے، مطبوعہ کتب خانہ میں پندرہ لاکھ کتابیں ہیں اور ہر سال تقریباً تیس ہزار کتابوں کا اضافہ ہوتا رہتا ہے، مطالعہ کا کمرہ نہایت وسیع اور شاندار ہے خصوصاً وہ عظیم الشان عمارت جو مصنفین اور اہل قلم کیلئے بنائی گئی ہے اور ۶۰۰ اشخاص کی نشست ہے، چارسو جلدوں میں صرف کتب خانہ کی فہرست ہے۔ ۱۸۸۳ء میں اس کتب خانہ کے مستفیدین کی تعداد ایک لاکھ چھتر ہزار سات سو ترانوے تھی۔

(۳) برلین (جرمنی) کا شاہی کتب خانہ جو ۱۶۶۱ء سے شروع ہوکر ۱۸۸۰ء میں تیار ہوا ہے، دس لاکھ کتابوں پر مشتمل ہے جس میں پندرہ ہزار نادر قلمی کتابیں ہیں۔

(۴) وائنا (جرمنی) کی رائل لائبریری جو نہایت آراستہ اور مرتب ہے اور جس میں چار لاکھ سے زیادہ کتابیں ہیں جس میں بیس ہزار عجیب وغریب قلمی نسخے ہیں، اس کتب خانہ کی مشرقی کتابوں کا حصہ نہایت بیش قیمت ہے جسکو بردن متوفی ۱۸۵۶ء نے قائم کیا تھا۔

(۵) وائنا یونیورسٹی (جرمنی) کا کتب خانہ جس میں ۳ لاکھ ۲۰ ہزار نادر و بیش قیمت کتابیں ہیں۔

(۶) لیڈن یونیورسٹی (ہولینڈ) جو ۱۵۷۵ء میں قائم ہوئی ہے اس کا کتب خانہ بھی نہایت مشہور ہے۔ اور ہولنیڈ کے تمام کتب خانوں سے زیادہ قدیم ہے جس میں ۳ لاکھ مطبوعہ اور پانچ ہزار چھ سو قلمی کتابیں ہیں، جن میں عربی کی اکثر نادر الوجود کتابیں شامل ہیں۔

(۷) اپ لا (سویڈن) کا کتب خانہ جو سویڈن کا مشہور کتب خانہ ہے جس میں دو لاکھ تیس ہزار کتابیں ہیں جن میں سات ہزار قلمی ہیں۔

(۸) استاک ہوم (ناروے) کی پبلک لائبریری جو ۱۸۷۰ء سے شروع ہوکر ۱۸۷۶ء میں تمام ہوئی ہے جس میں دو لاکھ سے زیادہ کتابیں ہیں جن میں آٹھ ہزار قلمی ہیں۔

(۹) میلانو (اٹلی) کا عظیم الشان کتب خانہ جس میں ایک لاکھ چالیس ہزار کتابیں ہیں جن میں ۲۰ ہزار قلمی ہیں،

(۱۰) وائنا (جرمنی) کی البرٹ لائبریری جس میں پچاس ہزار کتابیں اور تقریباً چوبیس ہزار جغرافی نقشے اور ایک لاکھ ۷ ہزار تصویریں ہیں۔

صاجبو

اِن کتب خانوں کی کثرت، نادرالوجود قلمی کتابوں کا احاطہ، سامان علمی کی وسعت، عمارات کی بلندی وشوکت، انتظام وترتیب کی درستگی کو دیکھ کر نہ صرف ندوۃ العلماء کے موجودہ کتب خانہ کی کوئی وقعت نہیں معلوم ہوتی بلکہ ہندوستان کے وہ تمام کتب خانے جو پرائیوٹ طور سے موجود ہیں مذکورہ بالا کتب خانوں کی نسبت سے ہیچ ہیں، مذکورہ بالا کتب خانوں میں جن کتابوں کی بہار ہے اور جن سے اُن کا رنگ وبو اہل دماغ کو مسرور کر رہا ہے، درحقیقت وہ ہمارے ہی خزاں رسیدہ باغوں کے پھول ہیں اور ہمارے ہی چمنستان کے پودے ہیں جو ہماری غفلت سے خشک اور مردہ حالت میں تھے، غیر ملک کے باغبان آئے اور اُنھیں اُٹھا کر اپنے ملک کے باغوں میں لگایا وہاں کی آب وہوا اُنھیں ایسی راس آئی کہ پھلے اور پھولے اور تمام دنیا میں اُن کی بو پھیل گئی اور اب ہم خود اُس عطر مشام کے مشتاق ہیں لیکن نہیں پاتے اور نہیں پاسکتے تاوقتیکہ اُن پودوں میں قلمیں نہ لگائی جائیں اور وہاں سے اُن کو لاکر پھر ہم اپنے اصلی باغ میں نہ لگائیں، ہمارے اصلی باغ ہمارے اسلامی مدارس ہیں، مشرق سے جو کتابیں مغرب کو پہونچ گئی ہیں اُن کا بعینہ واپس لانا تو اب تقریباً محال ہے اس لئے وہاں کی قلمیں منگائی جائیں اور یہاں لگائی جائیں یعنی وہاں سے نقلیں منگوائی جائیں وہاں کی مطبوعات خریدی جائیں، ندوۃ العلماء اور اُس کا دارالعلوم اسلامی مدارس کا سفیر ہے قائم مقام ہے، اس لئے سب سے پہلے وہ قلمیں یہاں لگائی جائیں اور یہاں سے تمام مدارس میں پھیلائی جائیں

حضرات! گو دارالعلوم اپنی موجودہ حالت میں زیادہ سے زیادہ ایک انگریزی کالج کے برابر ہے، لیکن جو خیال اس کے متعلق، بانیان وارکان دارالعلوم رکھتے ہیں وہ یہ ہے کہ یہ دارالعلوم آیندہ چلکر ایک مذہبی یونیورسٹی ہو جہاں کے طلبا بزرگان سلف کے کارناموں سے واقف ہوں، اُن کے تمام علمی جد وجہد سے اُن کو اطلاع ہو لیکن اس خیال کا خارجی وجود بھی ایک عظیم الشان کتبخانہ کے وجود پر موقوف ہے۔

اسلامی دور حکومت کی سب سے بڑی درس گاہ یا مدرسۂ اعظم مدرسہ نظامیہ بغداد ہے جو نظام الملک طوسی کے نام کو قیامت تک زندہ رکھے گا۔ یہ مدرسہ اعظم اسلامی مدارس کی صف میں اُم المدارس کا حکم رکھتا ہے اُس وقت تک کامل نہیں ہوا جب تک بغداد کے علم دوست خلیفہ ناصر الدین اللہ نے شاہی کتب خانہ کا نادر حصہ نظامیہ میں نہیں منتقل کر دیا۔ آج بھی بڑی بڑی یونیورسٹیوں کے کتب خانے شاہی کتب خانوں کے مقابلہ میں ہیں لیڈن یونیورسٹی میں ۳ لاکھ مطبوعہ اور پانچ ہزار چھ سو قلمی کتابیں ہیں جن میں عربی کی نادر الوجود کتابیں بھی شامل ہیں، وائنا یونیورسٹی کے کتب خانہ میں ۳ لاکھ بیس ہزار کتابیں ہیں، اوکسفورڈ کا مشہور کتب خانہ بھی مشہور ہے، جہاں عربی کتابوں کا بھی ایک بہترین ذخیرہ ہے لیکن ہندوستان نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام دنیا کے اسلامی مدارس اور بڑے بڑے مدارس پر نگاہ ڈالو، جامع ازہر مصر اور جامع زیتون مراکش سے بڑا اور عظیم الشان عربی کا کوئی مدرسہ اعظم نہیں جامع ازہر کی عمر اوکسفورڈ اور کیمبرج اور تمام یورپ کی یونیورسٹیوں سے بڑی ہے لیکن باوجود اسکے ان مدارس میں کوئی بیش قیمت عظیم المرتبہ کتب خانہ نہیں ہے صرف ۱۸۹۷ء سے ایک کتب خانہ ہے جس میں بیس ہزار کتابیں ہیں، غالباً موجودہ طلبائے عربیت کی کمی معلومات کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہو، یہ ضرور ہے کہ بعض عربی مدارس میں کچھ کتب خانے موجود ہیں، مگر اُن کی وسعت صرف زیر درس کتابوں تک محدود ہے،

مدارس کا ذکر چھوڑ و ندوۃ العلما مسلمانوں کی ایک بہت بڑی مجلس ہے ندوۃ العلماء کے سوا

اور بھی ہندوستان میں قومی اور علمی مجالس ہیں مگر کہیں کسی اسلامی غیر معمولی کتب خانہ کا وجود نہیں، لیکن تمام یورپ کے دائرہ کو محدود کرکے صرف انگلستان کی انجمنوں کی لائبریریوں کو دیکھو تو حیرت ہوگی، (۱) گلڈ ہال لائبریری میں ۸۰ ہزار کتابیں ہیں جن میں تین سو قلمی ہیں، (۲) لندن لائبریری میں ۹۰ ہزار (۳) ایتھی نیم لائبریری میں ۴۸ ہزار (۴) ریفارم کلب میں ۳۰ ہزار (۵) جیوگرافیکل سوسائٹی میں ۲۰ ہزار (۶) یونائیٹڈ سروس انسٹیٹوٹ میں ۲۰ ہزار،

حضرات! ان معمولی اور پبلک انجمنوں کی کوششوں کو ہندوستان کی ۶ کروڑ آبادی کی کوشش سے مقابلہ کرو اور افسوس کرو، ہندوستان کے سوا دیگر ممالکِ اسلام میں بے شبہ بڑے بڑے کتب خانے قائم ہیں جن میں سے سب سے زیادہ مشہور مصر کا کتب خانہ خدیویہ جو ۱۲۸۶ھ میں قائم ہوا اور پندرہ ہزار کے قریب کتابیں اُس میں ہیں اِس تعداد کا یورپ کے ادنیٰ کتب خانوں سے مقابلہ کرو، بغداد کا کتب خانہ دمشق میں قبۂ ملک ظاہر کا کتب خانہ ٹیونس میں کتب خانہ صادقیہ، قسطنطنیہ کے متعدد کتب خانے ہیں، جنکی تعداد ۴۵ ہے، جن میں چودہ کتب خانوں کی فہرستیں شائع ہوچکی ہیں اِن میں کتب خانہ خدیویہ کے سوا اور تمام کتب خانوں کی جو حالت ہے اُس کا نمونہ احمد زکی بک جوائینٹ سکرٹری مجلس وزراے مصر کی اُس رپورٹ سے ظاہر ہے جو اُس نے قسطنطنیہ کے کتب خانوں کے متعلق صدر اعظم سے کی ہے، اُس رپورٹ کو پڑھ کر افسوس ہوتا ہے کہ تمام دنیا کے مسلمانوں کے واحد دارالخلافت میں جب عربی کتب خانوں کی یہ حالت ہے تو دیگر شہروں کے کتب خانوں کا کیا حال ہوگا، احمد زکی بک نے لکھا ہے کہ تمام کتب خانے منتشر ہیں ایک کتاب کی ایک جلد کسی کتب خانہ میں ہے، دوسری جلد کہیں ہے، تمام کتابیں غیر مرتب، غیر منتظم پریشان ہیں، کتابیں اِس طور سے ڈھیر لگا کر رکھی گئی ہیں کہ اوراق چپک چپک گئے ہیں، گرد و غبار اس کثرت سے کتابوں پر رہتا ہے کہ کتاب میں سرتاپا گرد آلودہ ہوجاتا ہے، کتابوں کی کوئی فہرست نہیں ہے جس سے کوئی کتاب آسانی سے مل سکے نہ اُن پر مہریں ہیں جو وہ باقاعدہ منتظم ہوسکیں اُن کے کھولنے کا

وقت اس قدر مختصر ہے کہ لوگ اُس سے مستفید نہیں ہو سکتے، بیٹھنے کا اور کتاب دیکھنے کا سامان نہیں، کتاب خانوں میں ہوا اور روشنی جو لازمہ زندگانی ہیں اُن کا بہت کم گذر ہے سامان کتابت کا وہاں مطلق وجود نہیں، لائبریرین کی تنخواہ اس قدر کم ہوتی ہے کہ وہ اس تنخواہ میں گزر نہیں کر سکتے اس لئے لامحالہ اُن کو اپنے فرائض چھوڑکر دوسرے کام کرنے پڑتے ہیں، تمام کتب خانوں کا قاعدہ ہے کہ لائبریرین اپنی کتابوں سے دوسروں کے اعتبار سے زیادہ واقف ہوتا ہے لیکن یہاں بالکل برعکس حال ہے۔

اِن حالات کو سنکر آپ خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ جب ایک اسلامی دار الحکومت کا کتب خانوں کے ساتھ یہ طرز عمل ہے تو آپ دوسرے شخصی کتب خانوں کی نسبت کیا رائے قائم کر سکتے ہیں اس سے پہلے آپ یورپ کے پایہ تخت کے کتب خانوں کا حال سن چکے ہیں اُن سے ہمارے احساس علمی کا مقابلہ کیجئے، رفتہ رفتہ اگر موجودہ احساس میں بھی کمی ہوتی گئی جیسا کہ رفتار زمانہ بتا رہی ہے تو مسلمانوں کے علم وفن کی تاریخ اُسی طرح دنیا سے معدوم ہو جائیگی، جس طرح عرب قدیم ایران قدیم، ہندوستان قدیم، اور فنیشس۔ اشوری، کلدانی قوموں کی علمی تاریخیں دنیا سے مٹ گئی ہیں اور اب جو کچھ اُن کے متعلق باقی ہے وہ اوہام، خیالات، مظنونات ہیں مسلمان اگر زندہ رہنا چاہتے ہیں تو اُس کی صورت ایک کتب خانہ اعظم کی بنیاد ہے، لیکن افسوس ہے کہ ہم کو اس ضرورت کا احساس نہیں پیدا ہوتا اور افسوس ہے کہ نہیں پیدا ہوتا ہندوستان میں مسلمانوں کی تعداد اور نیز عربی جاننے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے لیکن اس وسیع آبادی میں مسلمانوں کی کوشش کی کوئی پبلک لائبریری نہیں ہے، بانکی پور کی اورینٹل لائبریری اپنی بعض خصوصیات کی وجہ سے ممتاز ہے لیکن افسوس ہے کہ اُس کا دار مدار محض قلمی کتابوں پر ہے لکھنؤ فرنگی محل کا کتب خانہ نیز لکھنؤ میں مولوی ناصر حسین صاحب مجتہد کا کتب خانہ نہایت نادر ہے ہندوستان کی اسلامی ریاستوں میں حیدرآباد، رام پور، ٹونک کے کتب خانے بھی نہایت ممتاز ہیں لیکن افسوس ہے کہ

پبلک نہیں اور عام مستفیدین علم کی دست رسائی وہاں تک ممکن نہیں لیکن ممالک عربیت سے دور اقوام اسلامیہ سے دور مغربی ممالک میں عربی زبان کے نہایت نادر کتب خانے موجود ہیں جن کی اکثر کتابیں ہماری غفلت سے مشرق سے مغرب پہونچ گئی ہیں پیرس کی پبلک لائبریری میں قسطنطنیہ کے کتب خانوں سے کتابیں نکل نکل کر جاتی ہیں، اس اسوقت تقریباً یورپ کے ہر دارالحکومت میں عربی کتب خانے موجود ہیں، جن میں زیادہ مشہور یہ ہیں۔

(۱) برلین پایہ تخت جرمنی (۲) قصر اسکوریل واقع شہر میڈریڈ پایہ تخت اسپین

(۳) فلورنزا واقع (اٹلی) (۴) چوسہ واقع وسط جرمنی

(۵) کوپنہاگن پایہ تخت ڈنمارک (۶) لیپزگ

(۷) لیڈن واقع (ہولینڈ) (۸) لنڈن کے دو کتب خانے برٹش میوزیم اور انڈین گورنمنٹ

(۹) لوند واقع جنوبی سویڈن (۱۰) اوبالا واقع (سویڈن)

(۱۱) اوکسفورڈ واقع (انگلستان) (۱۲) پیرس پایہ تخت (فرانس)

(۱۳) رومہ پایہ تخت (اٹلی) (۱۴) پیٹرسبرگ پایہ تخت (روس)

(۱۵) وائنا پایہ تخت (اسٹریا)

ان کے علاوہ خود ہندوستان میں انگریز علما کی کوشش سے

(۱) ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ لائبریری (۲) ایشیاٹک سوسائٹی بمبئی لائبریری

(۳) پبلک لائبریری الہ آباد (۴) گورنمنٹ لائبریری کلکتہ قائم ہے

حضرات اس فہرست کے پیش کرنے سے صرف یہ مقصد نہیں ہے کہ اسلامی ہندوستان کی ممالک یورپ کے مقابلہ میں توہین ہو رہی ہے اور اُس کی عظمت کو داغ لگتا ہے بلکہ درحقیقت اس رزولیوشن پر ہماری ترقی وقف ہے۔

صیغۂ تالیف و تصنیف

ندوۃ العلماء جس قسم کے علما اپنے مدرسہ میں تیار کرنا چاہتا ہے وہ اس اسکیم سے ظاہر ہے کہ یہاں کے طلبہ درجہ عالمیت یا درجہ تکمیل کے بعد تالیف و تصنیف میں مشغول ہوں اور ایک بڑے پیمانہ پر صیغۂ تالیف و تصنیف قائم کیا جائے جس سے علوم و تاریخ اسلام کا احیا ہو لیکن یہ ظاہر ہے کہ یہ کام اُسی وقت پورا ہو سکتا ہے جب ندوۃ العلماء کے احاطہ میں ایک عظیم الشان کتب خانہ ہو جس میں تمام نادر تصنیفات موجود ہوں۔ اردو زبان کی بہترین مذہبی (ف) الفاروق ہے لیکن حضرات آپ کو معلوم ہی کہ یہ پانچ سو صفحوں کی کتاب ہندوستان مصر، قسطنطنیہ کے تمام کتب خانوں کو کھنگال کر لکھی گئی ہے۔ لیکن یہ امر بدیہی ہے کہ ہر مصنف کو یہ فرصت و وسعت نہیں مل سکتی ہے کہ وہ ایک ایک تصنیف کی خاطر تمام روے زمین کا سفر کرے یہی وجہ ہے کہ ہمارے ملک میں عمدہ تصنیفات شاذ و نادر شائع ہوتی ہیں اگر قوم ندوۃ العلماء کے اقتدار میں ایک ایسا کتب خانہ طیار کر دے جو تمام ضروری اسلامی تالیفات کو محیط ہو تو یقیناً یہ کہا جا سکتا ہے کہ مفید تالیفات کا ذخیرہ اُردو زبان میں نہایت آسانی سے جمع ہو جائے، اور خصوصاً اِس اسکیم کی قوت سے فعل میں آنے کی صورت پیدا ہوگی کہ ممتاز طلبائے دار العلوم کا ایک حصہ صیغۂ تالیف و تصنیف کے لئے وقف کیا جائے جس کی قوم کو اسوقت نہایت ضرورت ہے۔

ہندوستانی مطبوعات کی سالانہ فہرست پڑھو اور غور سے ایک ایک کتاب کا نام لو لیکن اُس میں اخلاق، تمدن، تاریخ، مذہب کی کوئی مفید کتاب نپاؤ گے ہاں فہرستوں میں جھوٹے افسانوں، مفسد اخلاق ناولوں، گندہ و ناپاک لٹریچر کا ایک ڈھیر نظر آئے گا جس سے صرف یہی افسوس نہیں ہوتا کہ چھاپنے والوں نے اپنا سرمایہ اور لکھنے والوں نے اپنی محنت برباد کی بلکہ قوم نے اکثر افراد کے مال، وقت، اخلاق کے ضائع ہونے کا افسوس ہوتا ہے،

جس کا کوئی معاوضہ نہیں دیا جا سکتا، اگر ندوۃ العلماء کی رائے کے مطابق ایک ایسا کتب خانہ قائم ہو جائے تو ان موجودہ حالات میں بہت جلد تغیر پیدا ہو جائے گا، ہماری زبان کا علمی دامن وسیع ہو جائے گا، مصنفین کی دماغی محنت و جانکاہی کا مالی معاوضہ حاصل ہوگا، اہل مطابع کی مالی ثروت ترقی کریگی اور سب سے بڑی بات یہ ہوگی کہ قوم کے علمی، اخلاقی، اور مذہبی مذاق میں نہایت رفعت حاصل ہوگی جو قوم کی ترقی کی ضامن ہے، امید ہے کہ ہر اہل رائے اس سے اتفاق کرنے کو طیار رہوگا۔

لیکن اب سوال یہ ہے کہ اب جب تمام علمی دفتر پریشان و منتشر ہو چکا ہے، تمام علمی سرمایہ بکھر چکا ہے کیونکر سمٹ سکتا ہے، اور ایک کتب خانہ اعظم کی کیونکر بنیاد پڑ سکتی ہے، اس سوال کا جواب نہایت آسان ہے، گزشتہ زمانہ میں مسلمانوں کے پاس کتابوں کی فراہمی اور کتب خانوں کی کثرت بے اندازہ تھی تو موجودہ زمانہ میں جب سامان سفر اور سامان کتابت نہایت سہل اور آسان ہو گیا، کتابوں کی فراہمی کچھ مشکل نہیں ہاں ہمت کا ایک جلوہ کافی ہے

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید * دیگراں ہم بکنند انچہ مسیحا می کرد

نادر کتابیں دو قسم کی ہیں،

(۱) ایک وہ جو چھپکر عام ہو چکی ہیں، یہ کتابیں زیادہ تر یورپ اور مصر و بیروت کی مطبوعات ہیں، یورپ کو چونکہ اسلام سے مذہبی تعلق نہیں اس لئے مطبوعات یورپ میں زیادہ تر تاریخی ادبی کتابیں ہیں جن میں سے حسب ذیل کتابوں کا مجوزہ کتب خانہ کے لئے ہونا ضروری ہے، یہ وہ کتابیں ہیں جن سے افسوس ہے کہ ندوۃ العلماء کے کتب خانہ کا دامن خالی ہے۔

فن ادب میں، دیوان حارث بن عباد بکری جاہلی مطبوعہ بون، فہرست اغانی للاصفہانی مطبوعہ لیڈن، دیوان شعرائے ہذلیین مطبوعہ لندن، تتمہ دیوان شعرائے ہذلیین مطبوعہ برلین دیوان حادرہ بن سعد بن ذبیان مطبوعہ لیڈن دیوان تابط شرا مطبوعہ سوئیڈن، دیوان

اوس مطبوعہ وائنا۔ دیوان اعشی مطبوعہ لیزگ۔
معجم الادبا، یاقوت مطبوعہ لندن تاریخ عمارہ یمنی مطبوعہ لندن تاریخ ابن واضح کاتب عباسی مطبوعہ لیڈن، طبقات بن سعد، ازرقی مطبوعہ لیزگ، تجارب الامم ابن مسکویہ مطبوعہ لیڈن تاریخ ابن ابی ذرع مطبوعہ سویڈن، تاریخ دولۃ الموحدین للمراکشی مطبوعہ لیڈن، العبر والخبر مطبوعہ اوکسفورڈ، سیرۃ العمرین مطبوعہ لیڈن، تہذیب الاسمار واللغات مطبوعہ گوٹنگن، اخبار الطوال دینوری، کتاب التنبیہ والاشراف مسعودی، انساب الاشراف بلاذری، المشتبہ للذہبی، اعلام باعلام بیت اللہ الحرام، استبصار فی عجائب الامصار، الآثار الباقیہ بیرونی، الامام مقریزی، کتاب الاعتبار لابن منقذ، زبدۃ الحلب فی تاریخ حلب، زبدۃ النفرۃ فی اخبار الوزرا السلجوقیہ، کتاب الصلاۃ لابن بشکوال، بغیۃ الملتمس فی تاریخ رجال الاندلس، طبقات المفسرین سیوطی، فتوح ازدی۔
فن جغرافیہ میں، کتاب المسالک والممالک ابن خرداذبہ مطبوعہ لیڈن، جغرافیہ عرب ہمدانی مطبوعہ لیڈن مسالک الممالک ابن حوقل مطبوعہ لیڈن، جغرافیہ روس ابن فضلان مطبوعہ پیٹرسبرگ، کتاب البلدان ابن واضح مطبوعہ لیڈن، کتاب الجبال والامکنہ والمیاہ زمخشری مطبوعہ لیڈن جغرافیہ افریقہ واسپین ادریسی مطبوعہ لیڈن، جغرافیہ اٹلی مطبوعہ رومیہ اٹلی، کتاب تقویم البلدان ابوالفدا مطبوعہ پیرس، جغرافیہ روس للبکری مطبوعہ پیٹرسبرگ، معجم ما استعجم للبکری مطبوعہ گوٹنگن، عجائب الہند بزرک بن شہریار، مطبوعہ لیڈن۔
مطبوعات مصر کی اکثر کتابیں موجود ہیں جن میں بالفعل کتب خانہ کو تفسیر درمنثور سیوطی۔
فقہ میں مدونہ امام مالک، کتاب الام امام شافعی، شرح جامع صغیر سیوطی، جمع النہایۃ ابن ابی حمزہ۔ شرح جامع امام محمد للسرخسی۔
اصول میں کتاب اللمع ابواسحاق شیرازی کتاب الموافقات شاطبی وغیرہ نہایت ضروری ہیں، قلمی کتابوں کا شمار حد امکان سے باہر ہے، اسلامی تصنیفات جس کثرت سے وجود میں

آئیں اُن سے کون واقف نہیں ان تمام کتابوں کا کسی کتب خانہ میں جمع ہونا اس کی خوش قسمتی کی اخیر حد ہے، تاہم کوشش و تفحص سے اکثر کتب خانوں میں بعض نادر اور نایاب قلمی نسخے موجود ہیں، اُن کو جہاں تک ممکن بہم پہونچانا چاہیئے، خصوصاً تفسیر، حدیث و شرح حدیث، فلسفہ، ریاضی، طب اکثر فنون میں قلمی کتابیں ایسی موجود ہیں کہ اگر وہ کسی کتب خانہ میں جمع ہو جائیں تو اسلامی علوم وفنون دفعتہً تاریکی سے روشنی میں آجائیں،

اس تفصیل کے بعد اس سوال کا جواب کہ ایک پبلک کتب خانہ اعظم کا وجود کیونکر ہو یہ ہے کہ اسکی

(۱) مطبوعات یورپ اور مطبوعات مصر و بیروت کے خریدنے کا سامان کیا جائے،

(۲) قلمی نادر نسخے تاجران کتب قلمی سے خریدے جائیں،

(۳) نیز قلمی نادر الوجود کتابیں جو مصر و ہندوستان کے کتب خانوں میں موجود ہیں اُن کی نقلیں لی جائیں،

(۴) قدیم خاندانوں میں جو کتابیں ضائع ہو رہی ہیں وہ اس کتب خانہ میں منتقل کر دی جائیں، اور اس طرح تمام ملک کا علمی ذخیرہ ایک جگہ جمع ہو جائے،

(۵) چھوٹے چھوٹے پرائیوٹ کتب خانے بہت سے ملک میں باقی ہیں جن میں بعض بعض نادر کتابیں ہیں لیکن وہ اس گم شدگی اور بے خبری کی حالت میں ہیں کہ اہل علم کو انکی مطلق خبر نہیں اس لئے اُن کا وجود اور عدم برابر ہے۔ نیز یہ چھوٹے چھوٹے کتب خانے انفرادی حالت میں وہ عظمت اور شان نہیں قائم کرتے جو ایک اجتماعی حالت میں قائم کر سکتے ہیں اس لئے اُن کو ایک جگہ جمع کیا جائے۔

(۶) دار العلوم کی جدید عمارت میں اُس کتب خانہ اعظم کے مناسب شان ایک بلند عمارت طیار کی جائے جس میں کتب خانہ کے سوا ایک وسیع کمرہ ارباب قلم و مصنفین کے لئے بنایا جائے، جس میں قوم کی ایک جماعت تالیف و تصنیف میں مشغول ہو، مادری زبان کو جس کا گہوارہ طفولیت یہی دہلی ہے، ان تصنیفات کے ذریعہ سے ترقی دی جائے،

میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ ہندوستان کے ارباب قلم و مصنفین جن کی تعداد ہندوستان میں ایک مناسب حد تک ہے اس کے مصارف بطور یادگار اپنی جیب سے پورے کریں اور اس عمارت کا نام دار المصنفین ہو بظاہر یہ تجویزیں خیال کا اختراع معلوم ہوتی ہیں لیکن قوم کی امداد سے آج جہاں بہت سے مشکل اور بظاہر محال کام انجام پا رہے ہیں، اس کتب خانہ اعظم کا قائم ہوجانا بھی بعید نہیں جس کے لئے غالباً متوسط حیثیت میں پچاس ہزار کا سرمایہ کافی ہوگا۔

اس رقم کے مہیا کرنے کے لئے، کتابوں کے بہم پہونچانے کے لئے، مطبوعات کی خریداری کے لئے، قلمی نسخوں کے نقل و نسخ کے انتظام کے لئے اس بات کی ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ ندوۃ العلماء کی نگرانی میں اس کے لئے باقاعدہ ایک کمیٹی قائم کی جائے، نیز ہماری یہ بھی تحریک ہے کہ اب اردو زبان نے بھی جو گو عام ہندوستان کی زبان ہے، لیکن اسلام کے ساتھ خصوصیت کے ساتھ اس کو تعلق ہے بہت وسعت حاصل کر لی ہے، مذہبی۔ تاریخی۔ ادبی۔ علمی، ہر قسم کا ذخیرہ موجود ہوگیا ہے اس کے اس کتب خانہ اعظم کے ساتھ ایک اردو لائبریری بھی قائم کی جائے جس میں اردو کی تمام مفید مطبوعات جمع ہوں، کیونکہ یہ بھی ایک خالص قومی خدمت ہے، اس کے لئے ہم کو اہل مطابع سے امید عنایت ہے،

موجودہ حالت میں کسی رقم یا چندہ کی تحریک میں نہیں کرتا لیکن اس امر کی طرف ضرور توجہ دلاتا ہوں کہ دہلی ہندوستان کا اسلامی پایہ تخت اور نہ صرف حکومت کا پایہ تخت بلکہ علم کا، فن کا، مذہب کا، شیخ عبدالحق محدث، شاہ ولی اللہ صاحب اور دیگر علماء عظام اسی خاک سے پیدا ہوئے تھے، دہلی مٹ گئی۔ مگر اب بھی اس میں بڑے گھرانے موجود ہیں جنکی ملکیت میں نادر کتابیں ہوں گی۔ اگر یہ تمام ذخیرہ جو ہر طرف ملک میں پھیلا ہوا ہے اور عام بی خبری اور غفلت کی حالت میں پڑا ہوا ہے۔

شخصی ملکیت سے نکل کر قومی اور پبلک صورت میں آجائے تو ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہندوستان کی کھوئی ہوئی علمی وقعت کا سماں پھر آنکھوں میں پھر جائے اور ہم شوق و وجد کی حالت میں کہیں۔

پیک فرخندہ قدم مژدہ سرامی آید | گز سفر بار سفر کردہ ما می آید
رفت از شہر بداں ساں کہ بہاراں ز چمن | آمد آں گونہ کہ در باغ صبا می آید
گوئیا یوسف گم گشتہ بہ کنعاں آمد | یا نگار یمنی سوے سبا مے آید

دہلی سے جس طرح اسلامی علوم و فنون کی ہندوستان میں بنیاد پڑی ہے کیا اچھا ہو اگر اسلامی کتب خانہ اعظم کی بنیاد بھی یہیں سے شروع ہو۔

اس کے بعد اشاعت اسلام کے چندہ کی تحریک کی گئی، چونکہ کل کے جلسہ میں ندوۃ العلما کو مذہبی ضروریات کے مرکز بنانے کا جو رزولیوشن پیش ہوا تھا، اُس نے اس مسئلہ کو بالکل صاف اور واضح کر دیا تھا اور کسی کو اشاعت اسلام کی ضرورت سے انکار نہ تھا۔ اس بنا پر فیاض طبع طبیعتیں نہایت بیچینی کے ساتھ اس تحریک کی منتظر تھیں، پروگرام میں مولانا ابوالکلام آزاد دہلوی کا نام محرکین میں درج تھا، اس لئے لوگ اُن کی مسلمہ فصاحت آمیز تقریر کی بنا پر اور بھی اس تحریک کے مشتاق تھے، لیکن وہ اتفاقی علالت کی وجہ سے اس اہم فرض کو نہ ادا کر سکے، اس بنا پر شاہ سلیمان صاحب نے یہ تحریک پیش کی، اور خواجہ عبدالصمد صاحب ککروی نے اپنی نظم، سے لوگوں کے جوش کو اور بھی بڑھا دیا، اس بنا پر لوگوں نے جوش تاثر کی حالت میں نہایت فراخ دلی کے ساتھ چندے دئے بشر کا جلسہ کے جوش کی جو حالت تھی، اُس کی پوری تصویر قلم کے ذریعہ سے نہیں کھچ سکتی، اُس کا اندازہ صرف وہی لوگ کر سکتے ہیں جو شریک جلسہ تھے۔ لیکن اس موقع پر ہم محمد قدرت اللہ صاحب زمیندار ساکن قصبہ سیوہارہ ضلع بجنور کا ایک خط درج کرتے ہیں، جو اُس جلسہ میں سنایا گیا تھا۔ اُس سے اشاعت

اسلام کی ضرورت اس تحریک کے اثر کا عام اندازہ ہوگا، چنانچہ وہ خط یہ ہے۔

۲۸ مارچ ۱۹۱۰ء

دہلی

جناب صدر انجمن صاحب۔ کل یکشنبہ کی کارروائی جلسہ ندوہ مختصر طور سے میں نے اپنے گھر میں ذکر کیا۔ سنتے بعد میری زوجہ نے نہایت مسرت کے ساتھ سات سو روپیہ اپنے نام پر واسطہ تیاری ایک کمرہ دارالعلوم ندوۃ العلماء دینا کہا جس پر اُس کا نام کندہ ہو۔

پچاس (۵۰) روپیہ اشاعۃ الاسلام کے واسطہ نقد پیش کرتا ہوں اور آیندہ برابر یہی رقم سالیانہ دیتا رہوں گا اگر ممکن ہو ایک واعظ جو قدیم اور جدید معلومات سے خبردار ہو سال میں کم از کم تین ماہ کا دورہ واسطہ اشاعۃ اسلام کمشنری بریلی میں فرمایا کریں۔

(۵۰) روپیہ وقف علی الاولاد کے صرف کو نقد پیش کرتا ہوں اور تا کامیابی برابر سالیانہ یہ رقم دیتا رہوں گا۔

نمبر نوٹ ٹیکس اے ۹۷۶۹۰ کلکتہ

خادم قوم

محمد قدرت اللہ زمیندار ساکن قصبہ سیوہارہ ضلع بجنور کمشنری بریلی وسوداگر کوہ الموڑہ۔

اسی سلسلہ میں یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ شیخ عطاء اللہ صاحب بی۔اے۔ ایل۔ایل۔بی۔ آنریری سکرٹری انجمن خادم المسلمین دہلی نے یہ اعلان فرمایا کہ وہ انجمن مذکور کو ندوۃ العلماء کے صیغہ اشاعۃ اسلام کے ماتحت کرتے ہیں۔ جس کو ارکان

ندوہ نے نہایت خوشی سے قبول کیا۔
ان تمام ضروری کارروائیون کے بعد نماز ظہر کے لئے جلسہ برخاست کیا گیا اور تمام حاضرین مسجد میں تشریف لے گئے

کارروائی اجلاس دویم

نماز ظہر کے بعد جلسہ شروع ہوا، اور جناب حاذق الملک حکیم محمد اجمل خاں صاحب نے کرسی صدارت کو زینت بخشی، اور جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی اوپر گزر چکا ہے کہ پہلے دن کے جلسہ میں مولوی احمد علی صاحب محدث میرٹھی تزکیہ نفس پر تقریر کرنے والے تھے لیکن دوسری ضروری کارروائیوں میں تمام وقت صرف ہوگیا، اور مولوی صاحب موصوف کو تقریر کرنے کا موقع نہ مل سکا، سو، اتفاق سے دوسرے روز بھی یہی حالت پیش آئی۔ اس بنا پر آج مولوی صاحب موصوف کا وعظ ہوا، جسکو حاضرین جلسہ نے نہایت جوش عقیدت اور متانت آمیز سکوت واطمینان کے ساتھ سنا۔
مولانائے موصوف کے وعظ کے بعد اگرچہ رزولیوشن کی حیثیت سے کوئی تجویز پروگرام میں درج نہ تھی۔ لیکن ندوۃ العلماء کے مرکز بنانے کی تجویز، اور اشاعت اسلام اور مذہبی کورس کی ضرورت کی بنا پر دو تجویزیں اور بھی پیش ہوئیں، جو گویا ان کے ملحقات میں سے تھیں ان میں پہلی تجویز یہ تھی۔
"یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ قرآن شریف کا صحیح اور فصیح انگریزی ترجمہ نہایت خوبی کے ساتھ ندوۃ العلماء کرائے۔"
ملک میں اشاعت اسلام کا ایک مدت سے چرچا ہے، اور اب تو اس کے متعلق مذہبی دنیا مین ایک زلزلہ سا آگیا ہے، بہت سے لوگ یورپ، و امریکہ میں بھی اشاعت اسلام کی ضرورت محسوس کر رہے ہیں۔ لیکن بااینہمہ سرگرمی یہ کسی کو خیال نہیں آیا کہ

قرآن مجید جو اسلام کا ماخذ اور منبع ہے، اُس کا انگریزی زبان میں صحیح ترجمہ تمام دنیا
کے سامنے پیش کیا جائے، انگریزوں، اور عیسائیوں نے قرآن مجید کے متعدد
ترجمے کئے ہیں۔ جو سرتا پا غلطیوں سے مملو ہیں، مسلمان ایک مدت سے ان غلطیوں
کو محسوس کر رہے ہیں۔ لیکن ان غلطیوں کے دور کرنے کے صحیح ذریعہ کی طرف کسی نے
توجہ نہیں کی۔ لیکن ندوۃ العلماء کے جلسہ میں اشاعت اسلام کی تجویز کے ساتھ یہ اہم
اور ضروری تجویز بھی پیش ہوئی۔ اور شیخ عبدالقادر صاحب بیرسٹرایٹ لا کی تحریک
اور مولوی محمد الدین صاحب کی تائید سے منظور ہوئی۔ اس کے بعد مولوی محمد ابراہیم
صاحب سیالکوٹی نے جارج سیل صاحب کے مشہور انگریزی ترجمہ کی چند غلطیاں
بیان کیں، جس سے ایک صحیح ترجمہ کی ضرورت اور بھی موکد ہوگئی۔
اس تجویز کے منظور ہو جانے کے بعد مصارف ترجمہ کے لئے مالی امداد کی ضرورت تھی
لیکن ایک فیاض طبع بزرگ نے بغیر کسی قسم کی تحریک کے خود بخود اِس مشکل کو حل
کر دیا، چنانچہ جناب صدر انجمن صاحب نے اعلان فرمایا کہ جناب کرنل محمد اسمعیل خانصاحب
سابق سفیر افغانستان مصارف ترجمہ کے لئے پانچ ہزار روپیہ کا وعدہ فرماتے ہیں
اور اگر اس سے زیادہ کی ضرورت ہوگی تو وہ اُس کو بھی ادا کرینگے، کرنل صاحب نے
کل کے جلسہ میں عربک اسکول دہلی کی مسجد کی مرمت کے لئے بھی ایک ہزار روپیہ
عطا فرمائے تھے، اور اُن کی آج کی فیاضی نے تو ایک بڑی مذہبی ضرورت کو پورا
کر دیا تھا، اس بنا پر تمام شہر کا جلسہ اور بالخصوص علماء کے گروہ نے کرنل
صاحب موصوف کی اس فیاضی کو نہایت وقعت اور شکرگزاری کے ساتھ دیکھا
چنانچہ خواجہ عبدالصمد صاحب ککرو نے تمام قوم کی طرف سے نظم میں فی البدیہہ اس کا
شکریہ ادا کیا۔
دوسرا ڈیپوٹیشن جو مولانا شبلی صاحب نعمانی کی تحریک اور مولوی عبدالوہاب صاحب

بہاری کی تائید سے پیش ہوا، اُس کے الفاظ یہ ہیں،

یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ تاریخی کتب مروجہ مدارس انگریزی میں جو غلطیاں پائی جاتی ہیں، اور جن کا تعلق اسلام کے ساتھ ہے اُن کی اصلاح کا کام مناسب ذرائع کے ساتھ ندوۃ العلماء انجام دے،

انگریزی خواں طلبار کو اسلام اور تاریخ اسلام کے ساتھ جو بے پروائی۔ بے اعتنائی اور بدگمانی پیدا ہو لی جاتی ہے، اُس کا سب سے بڑا سبب یہی تعصب آمیز کتابیں ہیں جن میں نہایت بے دردی کے ساتھ فرمانروایان اسلام اور مسلمانوں کی تاریخ اور تمدن پر حملے کئے گئے ہیں، اِس بنا پر مدت سے ان کتابوں کے اصلاح کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی، اس بنا پر یہ تجویز باتفاق نام منظور ہوئی، اور مولوی سید سلیمان صاحب اسسٹنٹ پروفیسر ادب دار العلوم جن کو تاریخ و ادب کے ساتھ خاص مناسبت ہے، اِس صیغہ کے سکرٹری منتخب ہوے۔

اس کے بعد سب سے آخری کارروائی شروع ہوئی اور تمام جلسہ کی طرف سے اُن حضرات کا شکریہ ادا کیا گیا، جنھوں نے جلسہ کے کامیاب بنانے کے لئے ہر قسم کی مدد دی تھی، چنانچہ سب سے پہلے عام طور پر اہل دہلی کا شکریہ ادا کیا گیا، جنھوں نے نہایت خلوص کے ساتھ دعوت دی اور آخر تک اس جوش و خلوص کو قائم رکھا۔ لیکن اِن تمام لوگوں میں جناب مولوی عبد السلام صاحب جناب نواب فیض احمد خاں صاحب، جناب خان بہادر عبد الحامد صاحب، جناب مولوی سید احمد صاحب امام جامع مسجد دہلی، جناب حاجی عبد الغفار صاحب، جناب حافظ نور الدین صاحب، جناب مرزا محمد داؤد بیگ صاحب جناب نواب سید سلطان مرزا صاحب جناب مولوی عبد الاحد صاحب مالک مطبع مجتبائی جناب شیخ محمد یوسف صاحب، جناب حاجی عبد الرزاق صاحب، جناب حکیم امجد علی صاحب، جناب مولوی عبد القدیر صاحب، جناب سید محمد میاں صاحب، جناب

حاجی احمد حسین صاحب کا نام خاص طور پر لیا گیا، جنھوں نے ابتدائی دعوت سے جلسہ کی کامیابی کو اپنی زندگی کا ایک ضروری فرض سمجھا تھا۔ اور جلسہ کی زمانہ میں تو آخر تک جوش، خلوص، محنت و جانفشانی کی مجسم تصویر تھے، اس کے بعد مولوی عبد الاحد صاحب مالک مطبع مجتبائی دہلی نے حکام کا شکریہ ادا کیا، جن کی توجہ و عنایت سے عربک اسکول کی عمارت حاصل ہوئی تھی، جس نے انعقاد جلسہ کے تمام مشکلات کا خاتمہ کر دیا۔ اس کے بعد جناب صدر انجمن صاحب نے اپنی آخری تقریر کی جس میں جلسہ کی کامیابی چندوں کی تعداد، اور اُس کے اثر کو نہایت تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا چنانچہ وہ تقریر حسب ذیل ہے،

تقریر جناب حاذق الملک حکیم حافظ محمد اجمل خاں صاحب رئیس دہلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایہا السادۃ

خدا کا شکر ہے کہ ہمارے واجب الاحترام مقتداؤں اور پیشواؤں کی مساعی جمیلہ کے نیک نتائج پیدا ہونے لگے۔ اور آج کا تیرھواں اجلاس ندوۃ العلماء کا ہر ایک لحاظ سے کامیابی کے ساتھ ختم ہوا۔

اس اجلاس کی چند خصوصیتیں ہیں جن کا تذکرہ کرنا غالباً نامناسب نہ ہوگا۔ سب سے پہلے بات جو اس اجلاس کے ساتھ مختص ہے وہ بعض اہم اور ضروری تجاویز کا پیش ہو کر پاس ہونا ہے۔ ندوۃ العلماء کا اس جلسہ کی طرف سے جو ہندوستان کے ہر ایک اسلامی گروہ کا قائم مقام صحیح طور پر سمجھا جا سکتا ہے، اور جس میں صوفی۔ عالم تعلیم یافتہ۔ اور عام اشخاص کثرت سے شریک ہیں اسلام کی عام دینی ضرورتوں کے لئے مرکز تسلیم کیا جانا ایسی بات ہے جو ایک طرف ہم مسلمانوں کے دلوں میں علما کی وقار کو مستحکم کرنے والی ہے اور دوسری طرف اُن کی دینی ضرورتوں کو انتظامی

سلسلہ کے ساتھ پور کرنے کے لئے کافی ضمانت ہے، خدا کرے کہ ہم اس نیک تجویز کی قدر کریں اور نفاق سے احتراز کر کے عملی طور پر اُس کی تکمیل کے لئے دست بدست آمادہ ہو جائیں۔

اس تجویز کے علاوہ دوسری وہ تجویز ہے جس کا ذکر میں نے اپنی افتتاحی تقریر میں بھی کیا تھا اور جو ہم مسلمانون کا سب سے پہلا فرض ہے۔ یہ وہ تجویز ہے جو حفاظت و اشاعت اسلام کے ساتھ تعلق رکھتی ہے اگر ندوہ جیسی معزز جماعت اس اہم کام کو اپنے ہاتھ میں نہ لیتی تو میں اُس کی کامیابی کی طرف سے مایوس تھا مگر اب مسلمانون کو یہ سمجھنا چاہیے کہ جن ہاتھوں میں اُنہوں نے یہ کام دیا ہے وہ ثابت کر دیں گے کہ ان پر غلط اعتماد نہیں کیا گیا۔ یہ کام جیسا خوش نما تجویز کی صورت میں معلوم ہوتا ہے ویسا ہی دشوار ہے اس میں ایک طرف تو علمائے ندوہ کی خاص کوشش کی ضرورت ہے اور دوسری طرف مسلمانون کی امداد کی۔ مجھے یقین ہے کہ اس ضروری اور مفید تجویز کو عمل میں لانے کے لئے جس قدر زرِ خطیر کی ضرورت ہو گی اُسے ہندوستان کی اسلامی آبادی پورا کرنے کے لئے آمادہ ہو گی۔

ان دو ضروری تجاویز کے ساتھ ایک تیسری تجویز بھی ہے جس پر آج کے جلسہ سے بہت پہلے غور کرنا چاہیے تھا مگر ہمیں خدا کا شکر ادا کرنا چاہیئے کہ دہلی کا اجلاس اس بات پر صحیح فخر کرنے کا حق رکھتا ہے کہ قران شریف کے انگریزی ترجمہ کی تجویز جس کی اسلامی دنیا کو سخت ضرورت تھی اسی دہلی میں پیش ہو کر پاس ہوئی۔ اور صرف یہی نہیں ہوا کہ اس تجویز کو تحریک اور تائید کے ساتھ پاس کر لیا گیا بلکہ جناب کرنل محمد اسمٰعیل خاں صاحب سابق سفیر دولت افغانستان نے اِس کے لئے پانچ ہزار کا گراں قدر عطیہ بھی ندوہ کی خدمت میں اُسے عمل میں لانے کی غرض سے پیش کر دیا۔ میں سمجھتا ہون اور غلط نہیں سمجھتا کہ اِس پاک مقصد کے لئے جس امداد کے کرنل صاحب موصوف نے

دینے کا اظہار ابھی آپ صاحبوں کے سامنے کیا ہے اُس کے لئے تمام ہندوستان
کے مسلمان اور اُن کی آیندہ نسلیں کرنل صاحب کی ہمیشہ شکر گزار رہیں گی۔ بلکہ
ممکن ہے کہ یہ عمل صالح اُن کی ابدی نجات کا باعث ہو جس کے لئے میں مقدس علماء
سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ بارگاہ الٰہی میں خلوص کے ساتھ دعا بھی کریں

اس اجلاس میں جو علمائے ہندوستان کی شرکت کا صحیح فخر کر سکتا ہے گورنمنٹ
کے ساتھ وفاداری اور بعض پولٹیکل مجرموں کی ناشایستہ حرکات کے بیزاری کا رزولیوشن
بھی ایک نہایت اہم رزولیشن ہے جسے اس اجلاس میں جوش کے ساتھ پاس کیا
گیا ہے۔ درحقیقت ندوۃ العلما نے درست سمجھا ہے کہ ہندوستان کی اسلامی
آبادی کا وقار گورنمنٹ کے ساتھ ساتھ ہی قائم رہ سکتا ہے اور ان کا مذہب
بتاتا ہے کہ انھیں گورنمنٹ کی دل سے عزت اور ضرورت کے وقت اس کی امداد
کرنی چاہیئے۔

ان ضروری تجاویز کے علاوہ گو اور بھی ضروری تجاویز اس اجلاس میں اتفاق
کے ساتھ پاس ہوئی ہیں لیکن اہمیت کے لحاظ سے میں ضرورت نہیں دیکھتا کہ
ان کا ذکر فرداً فرداً آپ صاحبوں کے سامنے کروں۔

دہلی کے اس اجلاس میں خدا کا شکر ہے کہ یہ تمام تجاویز اسلامی گروہوں نے
بالاتفاق پاس کی ہیں یہ وہ نیک علامات ہیں جن سے ہماری آیندہ کی امیدیں
بہت خوش گوار معلوم ہوتی ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارے امراض اب دور ہونے کا
وقت آگیا ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ دہلی کا اجلاس اس لحاظ سے بھی اکثر گزشتہ اجلاسوں سے کامیاب
رہا کہ اُس میں چندہ کی کافی مقدار فہرست چندہ یہ دکھائی دیتی ہے جس مجموعی تعداد
عہ ۱۰۱۱ روپیہ ہے۔

حضرات میں علامہ شبلی کو تمام جلسہ کی طرف سے مبارک باد دیتا ہوں کہ اُن کی کوششوں کو خدا تعالےٰ نے مقبول کیا اور اُن کے مساعی مشکور ہوئے اور خدا کرے گا تو روز بروز مشکور ہوتے جائیں گے۔

ایہا العلما انی احب ان اخاطبکم فی مسئلۃ یتعلق بذواتکم الکرام وھی ان الفرق الاسلامیۃ کلہا مع تنوعہا مندرجۃ تحت جنبر الاسلام لانہا تقر بالوحدانیۃ والرسالۃ فیجب علیکم ترک ما النتم علیہ من تقویۃ فرقۃ وتضعیف اخری بل ینبغی من بعد ذلک ان یکون نصب عینکم تعضید الاسلام والمسلمین

ایا للہ للاسلام قوموا فان الدھر قد خان العہودا
وابکوا الناس للاسلام طرا الی ان تقرا بعین الجمودا

حضرات۔ اب میں اس اجلاس کی کارروائیوں کو ختم کرتے ہوئے دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ندوۃ العلما کو روز بروز ترقی عطا فرمائے اور اس کے معزز رکنوں کی ہمتوں میں برکت اور استقلال ارزانی فرمائے۔ آمین۔

صدر انجمن صاحب کی تقریر کے ختم ہونے کے بعد مولانا شبلی صاحب نعمانی نے تمام ارکان ندوۃ العلما اور شرکار جلسہ کی طرف سے صدر انجمن صاحب کا شکریہ ادا کیا۔ جن کے اثر سے جلسہ نے نہایت کامیابی اور اطمینان کے ساتھ اپنے تمام مراحل طے کئے۔ اس کے بعد مولانا ابوالوفار مولوی ثنار اللہ صاحب نے نہایت خلوص اور خشوع وخضوع کے ساتھ دعا رحسن خاتمہ کی اور اسی پر جلسہ برخاست ہوا۔

حضرات چندہ دہندگان کی خدمت میں التماس

چونکہ ندوۃ العلماء کی روئداد چند سال سے بہ ترتیب شائع نہیں ہوئی۔ اِسلئے حضرات چندہ دہندگان کے عطیات کی فہرست بھی سال بہ سال شائع نہ ہوسکی۔ اب ہم جلسہ سالانہ دہلی کی روئداد کے سلسلہ میں گذشتہ سالوں کی فہرستیں بھی شائع کرتے ہیں، اور آیندہ کے لیے یقین دلاتے ہیں کہ اکتوبر سنہ ۱۹۱۰ء سے ماہوار چندہ الندوہ میں شائع کرتے رہینگے، اِس طور پر ہمیشہ کے لئے ایک سلسلہ قائم ہوجائیگا، ہمکو امید ہے کہ قوم کے کریم النفس اصحاب نے جس فیاضی کے ساتھ چندے عطا فرمائے ہیں، اُسی فراخدلی کے ساتھ اِس تاخیرِ اشاعت کو بھی معاف فرمائینگے۔

الملتمس

سید عبدالحی معتمد صیغۂ مراسلات ندوۃ العلماء

فہرست آمدنی چندۂ ندوۃ العلما ابتدای شوال سنہ ۱۳۲۵ لغایت سلخ رمضان سنہ ۱۳۲۶

(۱)	سرکار عالی والیٔ ریاست حیدرآباد دکن خلد اللہ ملکہ۔	۵ [illegible]
	(خزانۂ محمدیہ)	
(۲)	جناب محمد نعیم اللہ خاں صاحب بنجر ڈاکٹر گونہ علاقہ گوالیار۔	۴/
	(فروخت کتب)	
(۳)	فروخت کتب کتب خانہ۔	۳ [illegible] (۶/)
(۴)	فروخت روئداد ندوۃ العلما۔	[illegible] ۱۱/

نمبر شمار		تعداد رقم
	(چندۂ رکنیت)	
	(متفرق)	
۱	جناب میر مصطفےٰ حسین خاں صاحب آنریری مجسٹریٹ فریدآباد دہلی۔	[illegible]/
	(معرفت مولوی غلام محمد صاحب فاضل ہوشیارپوری)	
۲	جناب شیخ کریم اللہ صاحب نقشہ نویس پانی پت کرنال۔	[illegible]/

تعداد روپیہ	نام	نمبر شمار
عا ر	جناب حافظ فیروز الدین صاحب و محمد اسلم صاحب گرداور قانونگوی پانی پت کرنال	۳
عا ر	جناب شمس العلما مولانا الطاف حسین صاحب حالی۔ پانی پت کرنال	۴
عا ر	جناب سید فیاض حسین صاحب معتمد معین التدوہ۔ 〃	۵
عا ر	جناب نواب ناصر احمد خانصاحب ذیلدار و رئیس۔ 〃	۶
عا ر	جناب نواب فاخر احمد خانصاحب رئیس۔ 〃	۷
عا ر	جناب مولوی محمد اسمعیل صاحب نمبردار و مینونسپل کمشنر 〃	۸
عا ر	جناب نواب رستم علی خاں صاحب رئیس اعظم۔ 〃	۹
	(معرفت منشی محمد نعیم اللہ خانصاحب نیجر ڈاکٹر علاقہ گوالیار)	
عا ر	جناب منشی محمد نعیم اللہ خان صاحب منیجر ڈاکٹر علاقہ گوالیار۔	۱۰
عا ر	جناب حاجی دولت اللہ صاحب انسپکٹر کاغذات دیہی علاقہ گوالیار	۱۱
	(معرفت احمد جان صاحب ڈپٹی دفعہ دار دوم پشاور)	
عا ر	جناب حشمت علی خانصاحب کوٹ دفعہ دار پشاور۔	۱۲
عا ر	جناب چودھری علی محمد صاحب ڈپٹی اسسٹنٹ پشاور۔	۱۳
عا ر	جناب احمد جان صاحب۔ 〃 〃 〃	۱۴
سے ر	جناب بابو عبد اللہ صاحب 〃 〃 〃	۱۵
عا ر	جناب محمد حسن صاحب کوٹ دفعہ دار پشاور	۱۶
	(معرفت مولوی محمد سلیم اللہ خانصاحب اورسیر بلی)	

نمبر شمار	نام	تعداد رقم
۱۷	جناب مولوی محمد سلیم اللہ خاں صاحب اوورسیر بریلی۔	عا ر
۱۸	جناب بابو محمد احسان اللہ خانصاحب۔ بریلی۔	عا ر
۱۹	جناب بابو علی احمد خاں صاحب ہیڈ کلرک دفتر رزیڈنٹ انجنیر روہیلکھنڈ کمایوں ریلوے بریلی۔	عا ر
۲۰	جناب بابو نبی احمد خاں صاحب بریلی۔	عا ر
۲۱	جناب منشی محمد بشیر الدین خاں صاحب "	عا ر
۲۲	جناب مولوی محمد رضی الدین خانصاحب تحصیلدار پیلی بھیت۔	عا ر
۲۳	جناب منشی صدر الدین احمد خانصاحب پنشنر تحصیلدار۔	عا ر
	(متفرق)	
۲۴	جناب فیض الحق صاحب نائب تحصیلدار ہنگو ضلع کوہاٹ۔	عا ر
۲۵	جناب مولوی محمود علی صاحب پروفیسر رندھیر کالج کپورتھلہ	صہ ر
۲۶	معرفت مولوی سید عبد الحی صاحب معتمد دفتر ندوۃ العلماء۔	للو ر
	(معرفت مولوی غلام محمد صاحب فاضل ہوشیارپوری)	
۲۷	جناب مولوی غلام جیلانی صاحب پلیڈر نواشہر ضلع جالندھر	سعہ ر
۲۸	جناب چودھری محمد اصغر صاحب وکیل " " "	سعہ ر
۲۹	جناب مولوی عبد الرحمن صاحب مختار " " "	عا ر
۳۰	جناب مولوی عبد الرحمن صاحب سنسنہ " " "	عا ر

نمبر شمار	نام	رقم
۳۱	جناب چودھری اُمید علی خانصاحب ذیلدار وسب رجسٹرار موضع بکریام تحصیل نواشہر ضلع جالندھر	عا/
۳۲	جناب چودھری محمد یار خاں صاحب تحصیل نواشہر ضلع جالندھر	عا/
۳۳	جناب محمد غلام محی الدین صاحب نمبردار مہالون تحصیل نواشہر ضلع جالندھر	عا/
۳۴	جناب خان محمد حق نواز خاں صاحب تحصیلدار " " " " "	عہ/
۳۵	جناب چودھری نوشہریہ نمبردار " " " " "	عہ/
۳۶	جناب مراد بخش صاحب جمعدار ڈسٹرکٹ لوکل بورڈ " " "	عہ/
۳۷	جناب منشی محمد عالم خاں صاحب مسلخوان منصفی " " " "	عہ/
۳۸	جناب سید اصغر علی شاہ صاحب اہلمد " " " " "	عہ/
۳۹	جناب چودھری غلام غوث صاحب نائب شرف عدالت منصفی "	عہ/
۴۰	جناب چودھری نظام الدین صاحب مددگار " " " " " " " "	عہ/
۴۱	جناب خلیفہ شاہ محمد صاحب یابہ نویس تحصیل نواشہر ضلع جالندھر	عہ/
۴۲	جناب منشی نظام الدین صاحب محرر کمیٹی " " " " " "	عہ/
۴۳	مسماۃ اسم غیر معلوم	عہ/
۴۴	جناب اللہ دتا چوکیدار " " " " " "	۴/
۴۵	جناب میاں احمد حسین صاحب مدرس کرتانہ	۵/
۴۶	از بابت دو مسماۃ معرفت چودھری فتح خاں صاحب راجپوت موضع بکریام تحصیل نواشہر ضلع جالندھر	۸/
۴۷	جناب چودھری غلام محمد صاحب نمبردار بکریام تحصیل نواشہر ضلع جالندھر	عہ/
۴۸	جناب چودھری غلام محمد صاحب للہ منور خاں صاحب راجپوت بکریام " "	۶/

نمبر شمار	نام	رقم
۴۹	جناب خیر الٰہی صاحب رنگریز بکرپا یم تحصیل نواشہر ضلع جالندھر۔	سہ؍
۵۰	جناب چودھری عنایت خاں صاحب 〃 〃 〃	عہ؍
۵۱	جناب حکیم غلام مصطفےٰ صاحب 〃 〃 〃	۴؍
۵۲	جناب رائے اقبال الٰہی صاحب 〃 〃 〃	عہ؍
۵۳	جناب چودھری غلام غوث صاحب 〃 〃 〃	عہ؍
۵۴	جناب اہلخانہ چودھری یار محمد خانصاحب 〃 〃 〃	عا؍
۵۵	جناب مُلّا الٰہ بخش صاحب 〃 〃 〃	عہ؍
۵۶	جناب چودھری امام الدین خانصاحب نمبردار 〃 〃 〃	عہ؍
۵۷	جناب چودھری حسین بخش صاحب ولد چودھری غلام غوث صاحب راجپوت نواشہر ضلع جالندھر۔	عہ؍
۵۸	جناب نتھو صاحب ولد منور صاحب گوجر نواشہر ضلع جالندھر	عہ؍
۵۹	جناب نظام الدین صاحب ولد پیر بخش صاحب رئیس۔ 〃 〃 〃 〃	عہ؍
۶۰	جناب چودھری جھنڈو خانصاحب ولد گلاب خانصاحب۔ 〃 〃 〃 〃	۸؍
۶۱	جناب چودھری نتھو خانصاحب ولد عید و خانصاحب 〃 〃 〃 〃	۸؍
۶۲	جناب نہالا رائیں صاحب موضع جیبووال 〃 〃 〃	عہ؍
۶۳	متفرق رقم موضع محالون۔	للعہ
۶۴	جناب چودھری عبد الرحمٰن صاحب مختار عدالت 〃 〃 〃	عا؍
۶۵	جناب بابو نبی بخش صاحب اسسٹنٹ اسٹورکیپر محکمہ کمسریٹ 〃	عا؍
۶۶	جناب مولوی غلام محی الدین صاحب ہیڈ ماسٹر مڈل اسکول پھرالہ 〃	عا؍
۶۷	جناب چودھری عبد اللہ خانصاحب ولد فتح خانصاحب راجپوت بڑمالہ کلاں 〃	عہ؍

نمبر شمار	نام	رقم
۶۸	جناب عبدالعزیز ولد سلطان بخش صاحب تحصیل نواشہر ضلع جالندھر۔	عہ/
۶۹	جناب عنایت اللہ صاحب ولد عمر بخش صاحب پٹواری " " " "	عہ/
۷۰	جناب منشی خانصاحب ولد خسرو خاں نمبردار " " " "	عہ/
۷۱	جناب غنی خانصاحب ولد جھنڈے خانصاحب " " " "	عہ/
۷۲	جناب دسوندی خاں صاحب ولد سیر خاں صاحب راجپوت " " " "	۸/
۷۳	جناب سید غلام محی الدین صاحب ولد حسین شاہ صاحب برنالہ تحصیل " " " "	۸/
۷۴	جناب کاکی شاہ صاحب ولد تیا گوجر تحصیل نواشہر " " " "	۴/
۷۵	جناب ولی محمد صاحب ولد علی بخش صاحب " " " " "	۴/
۷۶	جناب حاکم ولد جھنڈے خانصاحب راجپوت موضع محالون۔ " " " "	۸/
۷۷	جناب مولوی حسام الدین صاحب پھلور۔ " " " "	عہ/
۷۸	جناب مولوی محمد اسحاق صاحب پروفیسر مہندر کالج ریاست پٹیالہ	لعہ ۱۲/

متفرق

نمبر شمار	نام	رقم
۷۹	جناب منشی عبدالحفیظ صاحب سب اوورسیئر ڈسٹرکٹ بورڈ بارہ بنکی۔	عا/
۸۰	جناب منشی سخاوت علی صاحب رئیس کاکوری و سکرٹری فلور مل لکھنؤ۔	عا/
۸۱	جناب محمد زماں صاحب خٹک جاگیردار و ذیلدار قصبہ اکوڑہ ضلع پشاور۔	۵عنہ
	(معرفت مولوی غلام محمد صاحب فاضل ہوشیارپوری)	
۸۲	جناب بابو غلام محمد صاحب سفید پوش موضع بڑوا تحصیل نواشہر ضلع جالندھر۔	عا/

نمبر شمار	نام					رقم
۸۳	جناب مولوی غلام محی الدین صاحب پریسیڈنٹ پڑوا تحصیل نواشہر ضلع جالندھر					عہ ر
۸۴	جناب منشی صاحب خزانچی بنک پڑوا۔	//	//	//	//	عہ ر
۸۵	جناب محمد بخش صاحب پنشنر حوالدار پڑوا۔	//	//	//	//	عہ ر
۸۶	جناب حاجی میانجی عبداللہ صاحب امام مسجد	//	//	//	//	عہ ر
۸۷	جناب خدابخش صاحب ولد محمد بخش صاحب رائیں	//	//	//	//	عہ ر
۸۸	جناب محمد گلاب خاں صاحب ممبر بنک	//	//	//	//	۴ ر
۸۹	جناب منشی محمد بخش صاحب سکرٹری	//	//	//	//	۴ ر
۹۰	جناب نیا ولد بہادر رائیں صاحب	//	//	//	//	۴ ر
۹۱	متفرق موضع پڑوا۔	//	//	//		۴ ر
۹۲	جناب ڈاکٹر نعمت اللہ خانصاحب پریزیڈنٹ انجمن امداد بھگوڑا	//				عا ر
۹۳	جناب حاکم خانصاحب ولد دراب خانصاحب۔	//	//			عہ ر
۹۴	جناب صوبہ خاں ولد الیاس خانصاحب	//	//			عہ ر
۹۵	جناب رحمت خاں صاحب ولد کندو خاں صاحب	//	//			عہ ر
۹۶	جناب محمد خاں ولد رحمت خاں صاحب۔	//	//			عہ ر
۹۷	جناب کریم بخش صاحب ولد پیر بخش صاحب	//	//			عہ ر
۹۸	جناب اللہ دو خانصاحب ولد کریم بخش صاحب	//	//			۸ ر
۹۹	جناب عبداللہ خاں صاحب ولد عبدالغفور خانصاحب	//	//			۸ ر
۱۰۰	جناب نعمت خاں ولد سوندھی خاں صاحب۔	//	//			۴ ر
۱۰۱	جناب علی محمد صاحب ولد رحیم بخش صاحب	//	//			عا ر
۱۰۲	جناب منصبدار خاں صاحب سب انسپکٹر۔	//	//			عہ ر

نمبر شمار	نام	رقم
۱۰۳	جناب فیض بخش ولد تھیٹو خانصاحب بھگوڑا تحصیل نواشہر ضلع جالندھر	عہ/
۱۰۴	متفرق چندہ بھگوڑا 〃 〃 〃	عہ/
۱۰۵	جناب ڈاکٹر سید سیف الرحمن صاحب سکنہ بہرام 〃 〃 〃	عاً/
۱۰۶	متفرق چندہ 〃 〃 〃	۲/
۱۰۷	جناب خدمت علی ولد گلزار شاہ صاحب امام مسجد راجپوتاں 〃 〃	عہ/
۱۰۸	جناب نتھو شاہ صاحب حوالدار 〃 〃	عہ/
۱۰۹	جناب چوہڑ شاہ صاحب 〃 〃	۴/
۱۱۰	جناب علا بخش ولد جمال الدین صاحب 〃 〃	۲/
۱۱۱	جناب چودھری سوہنے خاں صاحب نمبردار راجپوت 〃 〃	عہ/
۱۱۲	جناب سوہنے خاں ولد میمن خاں صاحب 〃 〃	۴/
۱۱۳	جناب سندی نمبردار رائیں صاحب 〃 〃	عہ/
۱۱۴	جناب کرم الدین صاحب نمبردار 〃 〃	عہ/
۱۱۵	جناب چودھری چھجو خاں نمبردار 〃 〃	عہ/
۱۱۶	جناب نتھو خاں صاحب 〃 〃	۴/
۱۱۷	جناب الا بخش ولد فتح خاں صاحب 〃 〃	۴/
۱۱۸	جناب سنجانب عمری بندہ 〃 〃	۸/
۱۱۹	جناب گھسیٹا صاحب 〃 〃	۴/
۱۲۰	جناب چودھری عمر بخش صاحب انوکھروال ڈاکخانہ پھرالہ 〃 〃	عہ/
۱۲۱	جناب چودھری کریم بخش صاحب 〃 〃	عہ/
۱۲۲	جناب چودھری اکبر دین ولد عبد الکریم صاحب 〃 〃	عاً/

نمبر شمار	نام	رقم
۱۲۳	جناب چودھری ابراہیم صاحب ولد فضل دین صاحب. انوکھڑ ال تحصیل نواںشہر ضلع جالندھر	عہ ر
۱۲۴	جناب امام الدین صاحب ولد غلام قادر صاحب 〃 〃 〃	۸ ر
۱۲۵	جناب نور محمد صاحب ولد پیر بخش صاحب 〃 〃 〃	۸ ر
۱۲۶	جناب میاں قاسم علی صاحب ولد سمیع شاہ صاحب 〃 〃 〃	عا ر
۱۲۷	جناب چودھری امام الدین صاحب ولد قطبہ صاحب 〃 〃 〃	عہ ر
۱۲۸	جناب چودھری غلام غوث صاحب 〃 〃 〃	عہ ر
۱۲۹	جناب دیدار علی فقیر گلاب شاہ صاحب 〃 〃 〃	عہ ر
۱۳۰	جناب چودھری محمد عزیز صاحب 〃 〃 〃	۸ ر
۱۳۱	جناب چودھری بوٹا صاحب ولد محکم صاحب 〃 〃 〃	عہ ر
۱۳۲	جناب چودھری خیر الدین صاحب ولد محمد بخش صاحب 〃 〃 〃	۸ ر
۱۳۳	جناب چودھری عمر الدین صاحب ولد نظام الدین صاحب 〃 〃 〃	عہ ر
۱۳۴	جناب عبد اللہ صاحب ولد کریم بخش صاحب 〃 〃 〃	عہ ر
۱۳۵	جناب عمر الدین صاحب جسپور 〃 〃 〃	عہ ر
۱۳۶	جناب چودھری عبد اللہ صاحب ولد قطبہ صاحب 〃 〃 〃	عہ ر
۱۳۷	جناب کریم بخش صاحب ولد غلام حسن صاحب 〃 〃 〃	عہ ر
۱۳۸	جناب عبد الکریم ولد کرم بخش صاحب 〃 〃 〃	۱۰ ر
۱۳۹	جناب نور الدین صاحب ولد شہاب الدین صاحب 〃 〃 〃	۴ ر
۱۴۰	جناب محمد بخش ولد پیر بخش صاحب۔ 〃 〃 〃	۴ ر
۱۴۱	جناب اسمٰعیل صاحب ولد روڈا صاحب 〃 〃 〃	۴ ر
۱۴۲	جناب شمس الدین صاحب ولد پیر بخش صاحب 〃 〃 〃	۴ ر

نمبر شمار	نام	رقم
۱۴۳	جناب گلاب صاحب ولد گوجر تیلی انو کھروال ضلع جالندھر	۴ر
۱۴۴	جناب شہاب الدین صاحب ولد حسن صاحب " " " "	۴ر
۱۴۵	جناب نور محمد ولد بوٹہ صاحب " " " "	۸ر
۱۴۶	جناب شرف الدین صاحب ولد وڈا صاحب " " " "	عہ ر
۱۴۷	چندہ متفرق۔ " " " "	۸ر
۱۴۸	جناب امیر الدین صاحب ولد نھالا صاحب " " " "	عہ ر
۱۴۹	جناب عبد اللہ صاحب ولد بامی صاحب " " " "	۸ر
۱۵۰	جناب غلام علی ولد ہاکو صاحب " " " "	۴ر
۱۵۱	جناب قاسم علی صاحب ولد عبد الکریم صاحب " " " "	۸ر
۱۵۲	جناب امام الدین صاحب ولد نبی بخش صاحب " " " "	۴ر
	(متفرق)	
۱۵۳	جناب سید فقیر اللہ صاحب ابن آف کسٹم پربھنی ریاست نظام حیدرآباد	ع ر
	(زکوٰۃ)	
	متفرق	
۱	جناب حافظ محمد حلیم صاحب رئیس و آنریری مجسٹریٹ کانپور	۱۰۰ مار
۲	جناب بابو جلال الدین صاحب گماشتہ کمسریٹ لکھنؤ (۲ عدد کھال)	۳ عہ ر

نمبر شمار	نام	رقم
۳	جناب بابو بشیر الدین احمد صاحب ملازم واٹر ورکس لکھنؤ (۳ عدد کھال)	۱۲/۶ عہ
۴	جناب مولوی عبد السلام صاحب پیش امام مسجد بساطی بازار نادان محل لکھنؤ (یکعدد کھال)	۶ عہ
۵	نامعلوم الاسم (یک عدد کھال)	۶/۹
۶	جناب شاہ محمد خاں صاحب ایجنٹ لکھنؤ۔ (۴ عدد کھال)	۴ للعہ
۷	جناب سید فخر الحسن صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ چورو ریاست بیکانیر۔	سے
۸	مسماۃ چونکی ملازم شفاخانہ چورو ریاست بیکانیر۔	عہ
۹	جناب منشی نثار الرحمن صاحب رئیس بڑاگانوں بارہ بنکی۔	صہ
۱۰	جناب منشی مبین الدین و محمد امین الدین صاحب لودھیانہ۔	عہ
۱۱	جناب خان بہادر میر مبارک علی صاحب سپرنڈنٹ پولیس گلبرگہ ریاست نظام حیدر آباد دکن۔	۴ عہ
۱۲	جناب مرزا محمد ظفر اللہ خاں صاحب سب جج جالندھر۔	۱۳ عہ
۱۳	جناب حاجی عبد الرحیم صاحب سوداگر چرم۔ معرفت بابو نظام الدین صاحب سوداگر چرم امرتسر۔	۱۳ ہے
۱۴	جناب سید حسین صاحب بن سید محمد مشائخ پٹن ضلع اورنگ آباد دکن۔	۱۰ صہ
	(معرفت مولوی محمد سلیم اللہ خانصاحب اورسیر بریلی)	
۱۵	جناب مولوی محمد سلیم اللہ خاں صاحب اورسیر بریلی۔ قیمت چرم قربانی فی سبیل اللہ۔	سے
۱۶	جناب بابو محمد احسان اللہ خاں صاحب۔ 〃 〃 〃	عہ
۱۷	جناب ڈاکٹر محمد نعیم اللہ خاں صاحب۔ 〃 〃 〃	عہ

رقم	نام	نمبر شمار
	(معرفت مولوی غلام محمد صاحب فاضل ہوشیارپوری)	
عہ ر	جناب مولوی علی احمد صاحب مختار قانونی تحصیل نکودر ضلع جالندھر	۱۸
عہ ر	جناب مولوی حکیم محمد حنیف صاحب امام جامع مسجد " " " "	۱۹
	متفرق	
عا ر	جناب منشی علی گوہر صاحب باڈر ملٹری پولس کوہاٹ۔	۲۰
لعہ	جناب اے۔ ایم۔ سراج الدین صاحب کٹلمنڈی حیدرآباد دکن۔	۲۱
للعہ ر	جناب ہمشیرہ محمد حلیم طالب العلم دارالعلوم ندوۃ لکھنؤ ساکن دسنہ پوسٹ استھایان ضلع پٹنہ۔	۲۲
عہ ر	جناب شیر علی خاں صاحب محرر آبادی تحصیل سمندری ضلع لائل پور۔	۲۳
سے ر	جناب بابو عبداللہ صاحب وٹنری اسسٹنٹ کو نمبر (۱۶) پشاور۔	۲۴
عنلعہ	جناب شیخ شہاب الدین احمد صاحب رائے بریلی۔	۲۵
	(معرفت مولوی غلام محمد صاحب فاضل ہوشیارپوری)	
سے ر	جناب اکبر دین صاحب ولد عبدالکریم صاحب انوکھروال تحصیل نواشہر ضلع جالندھر	۲۶
عہ ر	جناب چودھری صدرالدین صاحب ولد غلام غوث صاحب " " " "	۲۷
عہ ۸ ر	جناب مستماۃ مکابر زوجہ ماعون۔ " " " "	۲۸
عہ ر	جناب فتح الدین صاحب ولد خیرالدین صاحب " " " "	۲۹
۱۰	متفرق چندہ موضع بہرام۔ " " " "	۳۰

نمبر شمار	نام	رقم
	متفرق	
۳۱	مولوی عبدالعزیز صاحب مدرس رڑول ضلع میرٹھ۔	صہ ر
۳۲	جناب غلام حیدر صاحب ہیڈ کلرک دفتر نہر مرالہ گوجرانوالہ	سے ر
۳۳	جناب ڈاکٹر فیض محمد خانصاحب مڈیکل افسر ریاست نابہ پنجاب۔	صہ ر
۳۴	جناب محمد نیاز بیگ صاحب مدرس مڈل اسکول دسوہ ضلع ہوشیارپور۔	۶
۳۵	جناب محمد مسعود حسین صاحب اورسیری ورکس یوانٹ عدن۔	۸ ۶ ر
	فہرست چندہ دارالعلوم من ابتدا یکم شوال ۱۳۲۵ھ لغایۃ سلخ رمضان ۱۳۲۶ھ	
	(عطیۂ ماہوار)	
۱	حضور سرکار عالیہ ہر ہائنس بیگم صاحبہ بہادر جے۔سی۔آئی۔اے۔ والیۂ ریاست بھوپال خلد اللہ ملکہا۔	للماہوار ۵ ا ر (۶)
	(عطیۂ سالانہ)	
۲	جناب نواب صاحب بہادر والی ریاست بہاولپور خلد اللہ ملکہٗ	سا ر
	(عطیہ تعمیر درسگاہ دار العلوم)	
۳	جناب عالیہ جدّہ ماجدہ ہز ہائنس نواب صاحب بہادر ریاست بہاولپور خلد اللہ ملکہم معرفت جناب خانصاحب حاجی رحیم بخش صاحب بہادر سی۔آئی۔ای پریزیڈنٹ کونسل بہاولپور	صمہ ر ر

نمبر شمار	نام	رقم
۴	کرایۂ مکانات وصیتی متعلقہ دار العلوم۔	ما/ العہ ۸/
	(چندۂ تعمیر دار الاقامہ)	
۵	منجانب اہلیہ مرحومہ جناب مولوی حکیم محمد ولی صاحب کسنڈوی سپرنٹنڈنٹ سنٹرل جیل گلبرگہ حیدرآباد دکن۔	سار
۶	جناب حاجی شیخ محمد صاحب اسوکیپر چھاؤنی جالندھر بنا بر تعمیر کمرہ دار الاقامہ بیادگار اہلیہ مرحومہ خود۔	حا/
۷	جناب بابو سخاوت علی صاحب کھیوڑ اضلاع جہلم معرفت جناب احمد بخش صاحب انسپکٹر محکمۂ نمک۔	۸/
	(متفرق)	
۱	جناب منشی عبد الوہاب صاحب کمیشن ایجنٹ حافظ محمد حلیم صاحب سوداگر کانپور معرفت بابو نظام الدین صاحب تاجر چرم امرتسر	صہ
۲	جناب حبیب اللہ خانصاحب سوداگر گلی [illegible] میدانیان دہلی	سے/
۳	[illegible] ب عبد العزیز خانصاحب لکھوہ اباغ فرخ آباد۔	عہ/ آ/
۴	[illegible] ب سید محمد شاہ جیلانی صاحب جان [illegible] مصر	۱۰/ ع
	(... احمد جان صاحب وٹرنری دفعہ دار پشاور)	
۵	جناب غنی بخش صاحب مستری پشاور۔	۱۵/

نمبر شمار	نام	رقم
۶	جناب نیاز علی صاحب کوٹ دفعہ دار پشاور۔	عہ ر
۷	جناب شمس الدین صاحب " "	آعہ ر
۸	جناب عبد الکریم صاحب " "	عہ ر
۹	جناب قائم خانصاحب " "	عہ ر
۱۰	جناب عطاء اللہ خانصاحب نانک "	عہ ر
۱۱	جناب قائم دین صاحب نعلبند "	عہ ر
۱۲	جناب عبد اللہ شاہ صاحب نعلبند "	۸ ر
۱۳	جناب فضل دین صاحب نعلبند "	عہ ر
۱۴	جناب نواب شاہ صاحب نعلبند "	۸ ر
۱۵	جناب میاں سلطان محمد صاحب ٹیلر ماسٹر "	عہ ر
۱۶	جناب ممتاز محمد صاحب نعلبند "	عہ ر
۱۷	جناب نادر خاں صاحب کوٹ دفعہ دار "	۸ ر
۱۸	جناب نوازش علی صاحب نانک "	۸ ر
۱۹	جناب دیوان چند صاحب کوٹ دفعہ دار "	عہ ر
۲۰	جناب شاہ نواز صاحب نانک تدک نمبر ۸ "	(۶/۲)
	(متفرق)	
۲۱	جناب منشی اجر الحق صاحب رئیس بختیار پور پوسٹ منشی ضلع مونگیر (معرفت مولوی غلام محمد صاحب فاضل ہوشیار پوری)	۲۵ ؏

نمبر	نام	رقم
۲۳	جناب شیخ محمد امین صاحب ٹھیکہ دار چھاونی جالندھر	۱۶/
۲۴	جناب حاجی شیخ محمد صاحب اسٹور کیپر الیس اینڈ ٹی جالندھر	۵/
۲۵	جناب میاں محمد ابراہیم صاحب ولد نظر محمد خاں صاحب ٹھیکہ دار چھاونی جالندھر	۱۶/
۲۶	جناب بابو سید ظہیر الدین صاحب ایجنٹ سنگر کمپنی چھاونی جالندھر	۸/
۲۷	جناب حاجی شیخ برخوردار صاحب ٹال والہ چھاونی جالندھر	۸/
۲۸	جناب منشی علی محمد خاں صاحب سب انسپکٹر پولیس	۸/
۲۹	جناب بابو محمد گلزار صاحب اوورسیر ملٹری ورکس چھاونی جالندھر	۱۶/
۳۰	جناب میاں حبیب اللہ خاں صاحب صدر بازار محلہ نمبر ۹ چھاونی جالندھر	۸/
۳۱	جناب ڈاکٹر ہاشم علی صاحب	۱۶/
۳۲	جناب بابو شیخ عطاء الدین صاحب گماشتہ بارک ماسٹری شیخ درویش ضلع جالندھر	۱۶/
۳۳	جناب شیخ غلام نبی صاحب	۸/
۳۴	جناب چودھری عبداللہ جان صاحب ٹال والہ محلہ نمبر ۴ صدر بازار شہر جالندھر	۸/
۳۵	جناب شیخ قادر بخش صاحب صدر بازار چھاونی جالندھر	۸/
۳۶	جناب شیخ رحیم بخش صاحب گھڑی ساز صدر بازار چھاونی جالندھر	۸/
۳۷	جناب میاں دلا صاحب جوتے والا	۴/
۳۸	جناب مستری لیاقت حسین صاحب ملازم ملٹری ورکس چھاونی جالندھر	۴/

نمبر	نام	رقم
	متفرق	
۳۹	جناب شیخ محمد یسین صاحب رئیس موضع گوریا ضلع بارہ بنکی بہ تقریب بسم اللہ فرزند خود	عہ
۴۰	جناب قاضی رضی علیخاں صاحب کاکوری معرفت مولوی یعقوب الزماں خاں صاحب	صہ
	معرفت مولوی حفیظ اللہ صاحب نائب تحصیلدار پورہ ضلع اناؤ ۓعہ	
۴۱	جناب مولوی حفیظ اللہ صاحب نائب تحصیلدار پورہ	عہ
۴۲	جناب قاضی مقبول احمد صاحب سب رجسٹرار	للعہ/
۴۳	جناب منشی مراد حسین صاحب نائب رجسٹرار قانونگوئی	عار
۴۴	جناب منشی ہاشم علیصاحب گرداورقانونگوئی	عمار
۴۵	جناب منشی ناظر حسین صاحب سررشتہ دار دیوانی	عمار
۴۶	جناب منشی احمد علیصاحب محرر پونڈ	عمہ/
۴۷	جناب منشی روح اللہ خاں صاحب نقلنویس	عمہ/
	متفرق	
۴۸	جناب محمد ثناء اللہ صاحب بی اے- پروبیشنر تحصیلدار قاضی پورہ گورکھپور	عہ

نمبر	نام	رقم
	معرفت مولوی عبدالحی صاحب قانونگوے رودرپور ضلع گورکھپور علیہ	
۴۹	جناب قاضی عظیم الحق صاحب سربراہ کار رودرپور ضلع گورکھپور "	عہ
۵۰	جناب منشی لطافت حسین خاں صاحب سزاول " "	صہ/
۵۱	جناب مولوی عبدالحی صاحب قانونگوے رودرپور "	صہ/
	متفرق	
۵۲	عطیہ جناب راجہ شیخ اعجاز رسول خاں صاحب رئیس جہانگیرآباد ضلع بارہ بنکی بخوشی خطاب جناب راجہ سر تصدق رسول خاں صاحب بہادر کے۔سی۔ایس۔آئی۔ راجہ جہانگیرآباد " " "	سہا/
	معرفت مولوی عبدالحی صاحب قانونگوے رودرپور ضلع گورکھپور	
۵۳	جناب منشی محمد یوسف صاحب افسر انچارج انسپکٹر رودرپور ضلع گورکھپور	صہ/
۵۴	جناب منشی ابوسعید صاحب افسر دوم سب انسپکٹر رودرپور "	صہ/
	متفرق	
۵۵	جناب امیرالدین احمد صاحب جگرناتھ گھاٹ معرفت عبدالکریم صاحب	عا/
۵۶	جناب احمد جان صاحب ڈاکٹری اسسٹنٹ [illegible] پولیٹکل [illegible] پشاور	۵ر
۵۷	جناب پیارے صاحب کوٹھی جناب نواب علی حسن خاں صاحب لکھنؤ بہ تقریب صحت یابی فرزند خود " " " "	عہ

نمبر	نام	رقم
۵۸	جناب نواب شمس الحسن صاحب خلف الرشید نواب سید علی حسن خان بہادر لال باغ لکھنؤ	۶
	معرفت مولوی غلام محمد صاحب فاضل ہوشیارپوری	
۱	جناب راجہ ولی اللہ خاں صاحب انسپکٹر ہوشیارپور	۵
۲	جناب مولوی برکت علی صاحب ایم اے منصف تحصیل نکودر ضلع جالندھر	۳
۳	جناب سید احمد سراج الدین صاحب فرید آباد	۲
۴	جناب سید ہاشم صاحب "	۱
۵	جناب مظفر علی صاحب "	۲
۶	جناب بندو خاں صاحب پٹواری "	۲
۷	جناب شیخ مہر صاحب بیوپاری "	۲
۸	جناب میاں شادی صاحب بیوپاری فرید آباد	۸
۹	جناب سید محمد یعقوب صاحب سپرنٹنڈنٹ چنگی "	۸
۱۰	جناب سید محمد یحییٰ صاحب "	۴
۱۱	جناب میاں عبدالشکور صاحب	۲
۱۲	جناب سید اصغر علی صاحب محرر چنگی	۴
۱۳	جناب منشی احمد سعید صاحب محرر چونگی	۴
۱۴	جناب حکیم نذیر الدین صاحب	۴
۱۵	جناب شیخ غلام احمد صاحب	۲
۱۶	جناب فقیر مجذوب صاحب	۶

نمبر	نام	رقم
۱۷	جناب سید محمد صدیق صاحب فریدآباد	۲ر
۱۸	جناب حاجی سید محمد احسن صاحب	۸ر
۱۹	جناب سید سعادت علیصاحب	۸ر
۲۰	جناب منشی سید الطاف حسین صاحب	۴ر
۲۱	جناب امام سید عبدالمجید صاحب	۴ر
۲۲	جناب سید فرزند علیصاحب	۸ر
۲۳	جناب قاضی رزق اللہ صاحب نمبردار طرف مخدوم صاحب پانی پت	عہ
۲۴	جناب حبیب احمد صاحب ″ ″	عہ
۲۵	جناب عبدالرحمن صاحب عرف نانا ـ پانی پت	۸ر
۲۶	جناب قادربخش صاحب ″	۴ر
۲۷	جناب عبدالغنی صاحب ″	۸ر
۲۸	متفرق چندہ پانی پت ″	۶ر
۲۹	جناب الٰہ بخش صاحب ″	۲ر
۳۰	جناب بسلا صاحب ″	۴ر
۳۱	جناب کالا صاحب ″	۲ر
۳۲	جناب حافظ فیروزالدین صاحب و محمد اسلم صاحب گرداور قانونگوے محکمہ بندوبست پانی پت	۸ر
۳۳	جناب احمد حسین صاحب عطار پانی پت	۸ر
۳۴	جناب سراج احمد صاحب عرف نعیم خاں پانی پت	۲ر
۳۵	جناب حفیظ الدین صاحب پانی پت	۸ر

نمبر	نام				رقم
۳۶	جناب پیر علی حسن صاحب خادم درگاہ قلندر پانی پت	"	"	"	۲ر
۳۷	جناب عبدالرحمن صاحب پانی پت	"	"	"	۴ر
۳۸	متفرق چندہ	"	"	"	۵ر۶
۳۹	جناب نواب فاخر احمد خاں صاحب مخدوم زادگان پانی پت				ہیر
۴۰	جناب نواب ناصر احمد خاں صاحب ذیلدار رئیس	"			ہے ر
۴۱	جناب میر غیاث الدین صاحب	"			۸ر
۴۲	جناب سید مقرب حسین صاحب ڈپٹی انسپکٹر	"			عہ ر
۴۳	جناب قاضی عبدالکریم صاحب پانی پت				۸ر
۴۴	جناب محمد منیر موچی معرفت مولوی خلیل اللہ صاحب مدرس	"			عہ ر
۴۵	متفرق از موچیان انبالہ حال وارد	"			۷ر
۴۶	چندہ بیوپاری چرم	"			۸ر
۴۷	جناب حافظ سنیا دوکاندار چرم	"			۸ر
۴۸	جناب قاضی غلام احمد صاحب نمبردار طرف مخدوم زادگان	"			عہ ر
۴۹	مزدوران ریچ ولیسٹ صاحب	"			عہ ر
۵۰	جناب حکیم امین اللہ صاحب برادر مولوی حبیب اللہ صاحب مرحوم پانی پت				عہ ر
۵۱	جناب سید آفتاب حسین صاحب سب انسپکٹر پانی پت				ہر
۵۲	جناب مولوی محمد اسمعیل صاحب خلف مولوی سلامت اللہ صاحب	"			ہے ر
۵۳	جناب چودہری وزیر علی خاں صاحب نمبردار پٹی راجپوتاں پنجاب				عہ ر
۵۴/۱	جناب منشی محمد علی صاحب جج پنشنر رئیس خان پور ضلع ہوشیارپور				ہر
۵۴/۲	جناب عبدالرحمن صاحب سوداگر چرم قلعہ پانی پت				عہ ر

رقم	نام	نمبر
عہ/	جناب مرزا محمد اسمعیل صاحب پٹواری موضع سیرہ ضلع پانی پت	۵۴
عہ/	جناب خواجہ غلام الحسنین صاحب سکرٹری ڈسٹرکٹ بورڈ "	۵۵
عہ/	معرفت سید آفتاب حسین صاحب سب انسپکٹر پانی پت	۵۶
عسہ	جناب نواب محمد رستم علیخاں صاحب رئیس اعظم کرنال	۵۷
عہ/	جناب مولانا مولوی محمد یحییٰ صاحب مدرسہ پانی پت	۵۸
۱/ع	جناب مرزا محمد خلیل اللہ خاں صاحب جمعدار رسالہ نمبر ۱ چھاونی جالندھر	۵۹
صہ/	جناب خدا بخش صاحب سوداگر شہر جالندھر	۶۰
صہ/	جناب حکیم مولوی فضل محمد صاحب شہر جالندھر ملازم راجہ صاحب	۶۱
صہ/	جناب مرزا سلطان احمد صاحب رئیس افسر مال جالندھر	۶۲
سے/	جناب پیرجی انوار الحق صاحب تحصیلدار جالندھر	۶۳
۱/ع	جناب سید احمد شاہ صاحب مہتمم محکمہ دفتر کمسریٹ جالندھر	۶۴
صہ	جناب مرزا اظفر اللہ خاں صاحب جج جالندھر	۶۵
صہ/	جناب سید نیاز قطب شاہ صاحب سپرنٹنڈنٹ ڈاک خانہ جات شہر جالندھر	۶۶
۱/ع	جناب سردار خاں صاحب سب انسپکٹر کوتوالی لاہور	۶۷
عہ/	جناب میاں جوا صاحب موضع ڈاکخانہ چک مغلانی ضلع جالندھر	۶۸
عا/	جناب میر صاحب و لہیانو صاحب " "	۶۹
عہ/	جناب میاں خیر الدین صاحب " "	۷۰
عہ/	جناب میاں خوشی محمد صاحب " "	۷۱
عا/	جناب میاں نبی بخش صاحب " "	۷۲
عہ/	جناب میاں گمانی صاحب " "	۷۳

نمبر	نام			رقم
۷۴	جناب میاں چوہڑ صاحب ولد مراد صاحب ڈاکخانہ چک مغلانی ضلع جالندھر			۴ر
۷۵	جناب پیرو تیلی صاحب	"	"	۲ر
۷۶	جناب میاں نبی بخش صاحب ولد مراد بخش صاحب	"	"	عہ
۷۷	جناب میاں فتو رائیں صاحب	"	"	۴ر
۷۸	جناب میاں ولائتی صاحب ولد مہتاب صاحب	"	"	عہ
۷۹	جناب میاں چاندن صاحب ولد سندی صاحب	"	"	عہ
۸۰	جناب میاں علی بخش صاحب	"	"	۸ر
۸۱	جناب میاں ہیلا صاحب ولد جیوا صاحب	"	"	عہ
۸۲	جناب میاں کریم بخش صاحب ولد نہالا صاحب	"	"	۸ر
۸۳	جناب میاں مولا بخش صاحب ولد حاجی صاحب	"	"	۸ر
۸۴	جناب میانجی صاحب	"	"	۶ر
۸۵	جناب میاں میرو شاہ صاحب	"	"	۴ر
۸۶	جناب میاں سکندر علی صاحب	"	"	۴ر
۸۷	جناب میاں سندی صاحب کلاں	"	"	۲ر
۸۸	" " " خورد	"	"	۸ر
۸۹	جناب میاں فضل دین صاحب	"	"	۸ر
۹۰	جناب میاں مہتاب صاحب	"	"	۲ر
۹۱	جناب میاں محمد بخش صاحب	"	"	عہ
۹۲	جناب میاں دولا شاہ صاحب	"	"	۸ر
۹۳	جناب میاں نورنی صاحب	"	"	عہ

نمبر شمار	نام	رقم
۹۴	جناب میاں لوہار صاحب ڈاکخانہ چک مغلانی جالندہر	عہ/
۹۵	جناب میاں گلاب صاحب ״ ״ ״	۲/
۹۶	جناب میاں عبدالغنی صاحب ״ ״ ״	عہ/
۹۷	جناب میاں کریم بخش صاحب ״ ״ ״	عہ/
۹۸	جناب منشی صاحب ״ ״ ״	۸/
۹۹	جناب میاں غوث صاحب ״ ״ ״	۸/
۱۰۰	جناب میاں لالو صاحب ״ ״ ״	عہ/
۱۰۱	جناب میاں بگا صاحب ״ ״ ״	عہ/
۱۰۲	جناب میاں حیدر بخش صاحب ״ ״ ״	۴/
۱۰۳	جناب خلیفہ غلام صاحب ״ ״ ״	عہ/
۱۰۴	جناب میاں نور محمد صاحب ״ ״ ״	۴/
۱۰۵	جناب منشی برکت علیصاحب منصف قصبہ نکودر ضلع جالندہر	سے/
۱۰۶	جناب سید محمود علیصاحب تحصیلدار ״	صہ/
۱۰۷	جناب چودہری محمد عبدالمجید خاں صاحب ״	عا/
۱۰۸	״ ״ فتح خاں صاحب رئیس ״	عا/
۱۰۹	جناب محمد چوہڑ و محمد بخش صاحبان ای ڈاکر چاپ مغلانی ״	لعہ
۱۱۰	جناب غلام نبی صاحب ״ ״	عہ/

نمبر شمار	نام		رقم
	تعلیم عربی		
	جناب خان بہادر شیخ غلام صادق صاحب رئیس و آنریری مجسٹریٹ امرتسر		۵عہ
	چندہ معرفت معین الندوہ شملہ بابت ۱۹۰۷ء		
	وظائف		
۱	جناب بابو خضر محمد خاں صاحب ولد رجب شیخ	شملہ	سے/
۲	جناب منشی سوندا صاحب سوداگر مرحوم	"	لاعہ/
۳	جناب حبیب اللہ صاحب	"	صہ/
۴	جناب نبی بخش صاحب میوہ فروش	"	عہ/
۵	جناب محبت خاں صاحب	"	۸/
۶	جناب بابو نور الدین صاحب	"	۶/
۷	جناب حاجی محمد بخش خاں صاحب	"	عہ/
۸	جناب ولایتی صاحب	"	۴/
۹	جناب گامو صاحب بنیہ فروش	"	۴/
۱۰	جناب برکت علی صاحب "	"	۴/
۱۱	جناب کریم اللہ صاحب "	"	عہ/
۱۲	جناب جمال الدین صاحب سوداگر مرحوم	"	عہ/
۱۳	جناب محمد شفیع صاحب سوداگر چرم	"	۴/

نمبر شمار	نام	رقم
۱۴	جناب عبدالعزیز صاحب سوداگر چرم شملہ	۴ر
۱۵	جناب عبدالمجید صاحب " "	۴ر
۱۶	جناب رکن الدین صاحب " "	۸ر
۱۷	جناب محمد بخش صاحب " "	۴ر
۱۸	جناب سخاوت علی صاحب قصاب " "	۲ر
۱۹	جناب حبیب اللہ صاحب " "	۴ر
۲۰	جناب کریم بخش صاحب " "	۴ر
۲۱	جناب الٰہی بخش صاحب " "	۶ر
۲۲	جناب پہلوان چھپا " "	۲ر
۲۳	جناب رمضانی صاحب "	۸ر
۲۴	جناب محمد ابراہیم صاحب ولد محمد اسمٰعیل صاحب قصاب "	۶ر
۲۵	جناب بابو غلام محمد صاحب "	۸ر
۲۶	جناب عبدالستار صاحب "	۱۲ر
۲۷	جناب الٰہی بخش صاحب "	۴ر
۲۸	جناب خواجہ عبدالکبیر صاحب "	۱۲ر
۲۹	جناب شیخ عبداللہ صاحب ٹھیکہ دار نومسلم "	۶ر
۳۰	جناب عبدالصمد صاحب دوکاندار "	۸ر
۳۱	جناب خواجہ عزیز جان صاحب "	۶ر
۳۲	جناب خواجہ محمد صابر صاحب "	۱۲ر
۳۳	جناب حافظ فخرالدین صاحب "	۲ر

رقم	نام		نمبر شمار
عہ/	شملہ	جناب بابو عبد العزیز صاحب	۳۴
۴/	"	جناب غلام محمد صاحب	۳۵
عہ/	"	جناب بابو محمد جہانگیر صاحب	۳۶
عہ/	"	جناب بابو خضر محمد صاحب	۳۷
عہ/	"	جناب عبد الرحمن صاحب رنگریز	۳۸
۸/	"	جناب خواجہ حفیظ اللہ صاحب گھڑی ساز	۳۹
۸/	"	جناب خواجہ عبد الاحد صاحب	۴۰
عہ/	"	جناب بابو عبد القادر صاحب	۴۱
۱/	"	جناب میاں خاں صاحب روئی گودام	۴۲
عہ/	"	جناب مستری میاں نظام الدین صاحب "	۴۳
۱/	"	جناب عبد الرحمن صاحب قصاب	۴۴
عہ/	"	جناب بابو محمد سیف اللہ صاحب	۴۵
عہ/	"	جناب خواجہ عبد الغنی صاحب قصاب	۴۶
عہ/	"	جناب حاجی امام الدین و علی بخش صاحبان چرم فروش	۴۷
عہ/	"	جناب بابو محمد اسمعیل صاحب مہاجر	۴۸
۴/	"	جناب بابو حبیب اللہ صاحب کلرک بنک	۴۹
عہ/	"	جناب میر نثار علی صاحب ٹین ساز	۵۰
۱/	"	جناب اسد اللہ خاں صاحب	۵۱
۲/	"	جناب رحمان بیگ صاحب	۵۲
۴/	"	جناب کریم بخش صاحب قصاب	۵۳

نمبر شمار	نام	رقم
۵۴	جناب عبدالشکور صاحب سبزی فروش شملہ	۲/
۵۵	جناب مستری نصیرالدین صاحب روئی گودام "	عہ/
۵۶	جناب خواجہ احسن شاہ صاحب نورپوری "	۸/
۵۷	متفرقات "	۸/
۵۸	معرفت پرچی حبیب اللہ صاحب "	۶/
۵۹	جناب منشی شاہ محمد صاحب کمپوزیٹر "	عہ/
۶۰	جناب منشی احمد حسین خاں صاحب فرخ آبادی کمپوزیٹر مونوٹائپ پریس "	۱۴/
۶۱	جناب ڈاکٹر فیض محمد خاں صاحب میڈیکل افسر ریاست نابہ پنجاب	۶/
۶۲	جناب بابو حبیب اللہ صاحب میونسپل کمیٹی شملہ	عہ/
۶۳	جناب ڈاکٹر معراج الدین صاحب "	عہ/
۶۴	جناب مستری وزیر خاں صاحب روئی گودام "	صہ/
۶۵	جناب بابو عبدالقادر صاحب سکرٹری معین الندوہ "	صہ/
۶۶	جناب مستری میاں خاں صاحب روئی گودام "	عہ/
۶۷	جناب میاں غلام محمد جو صاحب امرتسری "	عہ/
۶۸	میاں عمر جو صاحب امرتسری شال مرچنٹ "	عہ/
۶۹	جناب عبدالسبحان صاحب "	عہ/
۷۰	جناب محمد میر جو صاحب "	۶/
۷۱	جناب میاں کبیر بخش صاحب میوہ فروش "	عہ/
۷۲	جناب حاجی محمد بخش صاحب "	صہ/

نمبر شمار	نام			رقم
۷۳	جناب شیخ رحمت اللہ صاحب بیضہ فروش		شملہ	صہ/
۷۴	جناب نانھو صاحب	〃	〃	۴/
۷۵	[illegible]	〃	〃	۲/
۷۶	جناب کریم بخش صاحب	〃	〃	۸/
۷۷	جناب عیدو صاحب	〃	〃	۴/
۷۸	جناب عبداللہ صاحب ماہی فروش		〃	عہ/
۷۹	جناب نبی بخش صاحب بیضہ فروش		〃	۸/
۸۰	جناب حاجی گھسو صاحب	〃	〃	۸/
۸۱	جناب جھنڈو صاحب	〃	〃	۲/
۸۲	جناب حاجی دراز صاحب روڈی گودام		〃	عہ/
۸۳	جناب محمد حسین صاحب جام فروش		〃	عہ/
۸۴	جناب محمد بخش صاحب بیضہ فروش		〃	۸/
۸۵	[illegible]	〃	〃	عہ/
۸۶	جناب منشی منظور محمد صاحب کچہری		〃	عہ/
۸۷	جناب مرزا ہدایت بیگ صاحب		〃	عہ/
۸۸	جناب مرزا غلام حسین صاحب کچہری		〃	۴/
۸۹	جناب منشی عبداللطیف صاحب	〃	〃	۴/
۹۰	جناب منشی کریم بخش صاحب	〃	〃	۴/
۹۱	جناب منشی غلام احمد صاحب ریلوے بورڈر		〃	عہ/
۹۲	〃 〃 عبدالرحیم صاحب	〃	〃	عہ/

نمبر شمار	نام			رقم
۹۳	جناب بابو عبدالرشید صاحب ریلوے بورڈ		شملہ	۸/
۹۴	جناب سردار تہنا سنگھ صاحب	〃	〃	۸/
۹۵	جناب عبدالرحمن خاں صاحب پبلک ورکس		〃	۲/
۹۶	جناب ماسٹر سید برکت علی صاحب دفتر آب دہنوا		〃	عہ/
۹۷	جناب بابو شہاب الدین صاحب	〃	〃	عہ/
۹۸	جناب بابو محمد یوسف صاحب	〃	〃	۸/
۹۹	جناب بابو محمد عبداللہ صاحب منہاس		〃	عہ/
۱۰۰	جناب بابو شمس الحق صاحب	〃	〃	۸/
۱۰۱	جناب بابو جان محمد صاحب	〃	〃	۸/
۱۰۲	جناب بابو اکرام علی صاحب	〃	〃	۸
۱۰۳	جناب بابو عبدالعزیز صاحب	〃	〃	۸/
۱۰۴	جناب بابو علی محمد صاحب	〃	〃	۸/
۱۰۵	جناب بابو مولا بخش صاحب	〃	〃	۸/
۱۰۶	جناب اللہ دیا صاحب میوہ فروش		〃	۴/
۱۰۷	جناب محمد امیر صاحب گھڑی ساز		〃	۸/
۱۰۸	جناب خواجہ عبدالغفار صاحب رئیس		〃	عہ/
۱۰۹	〃 〃 عبدالصمد 〃	〃	〃	۸/
۱۱۰	جناب محمد جو صاحب 〃	〃	〃	۸/
۱۱۱	جناب بابو محمد عمر صاحب مالک میڈیکل ہال		〃	عہ/
۱۱۲	جناب جان محمد صاحب گھڑی ساز		〃	۸/

رقم				نام	نمبر شمار
عہ			شملہ	جناب شیخ علی محمد صاحب جام فروش	۱۱۳
۶؍			؍؍	جناب میاں سوندھا صاحب تاجر چرم	۱۱۴
۴؍			؍؍	جناب منشی رحیم الدین صاحب کمپازیٹر	۱۱۵
۴؍	سکشن نمبر۳	؍؍	گورنمنٹ پریس	جناب منشی امیر احمد صاحب ؍؍	۱۱۶
۲؍		؍؍	؍؍	جناب سکندر خاں صاحب کمپازیٹر	۱۱۷
عہ		؍؍	؍؍	جناب میر ہاشم علیصاحب ؍؍	۱۱۸
۴؍		؍؍	؍؍	جناب منشی عبد الاحد صاحب ؍؍	۱۱۹
۴؍		؍؍	؍؍	جناب منشی وزیر خاں صاحب ؍؍	۱۲۰
۴؍		؍؍	؍؍	جناب منشی نظر محمد صاحب ؍؍	۱۲۱
۸؍		؍؍	؍؍	جناب منشی عبد الکریم خاں صاحب ؍؍	۱۲۲
۸؍		؍؍	؍؍	جناب سید ولایت شاہ صاحب	۱۲۳
۸؍			؍؍	جناب محبوب بخش صاحب بیضہ فروش	۱۲۴
۴؍			؍؍	جناب محمد زکریا صاحب گھڑی ساز	۱۲۵
۴؍			؍؍	جناب عبد الغنی صاحب قصاب	۱۲۶

چندہ دار العلوم

رقم			نام	نمبر شمار
۲؍			جناب عبد الغفور خانصاحب کمپازیٹر گورنمنٹ پریس شملہ	۱
۸؍	؍؍	؍؍	جناب منشی عبد الرحیم صاحب	۲

نمبر شمار	نام			رقم
۳	جناب سید محمد حسین صاحب کمپازیٹر گورنمنٹ پریس شملہ			۸/
۴	جناب منشی محمد بشیر الدین صاحب	〃	〃	۲/
۵	جناب منشی محمد خلیل صاحب	〃	〃	۴/
۶	جناب منشی چراغ دین صاحب	〃	〃	۸/
۷	جناب منشی غلام مصطفیٰ صاحب	〃	〃	۴/
۸	جناب منشی عبد الرحیم صاحب	〃	〃	۸/
۹	جناب منشی نور احمد صاحب	〃	〃	۲/
۱۰	جناب نبی بخش صاحب	〃	〃	۸/
۱۱	جناب منشی کرم الٰہی صاحب	〃	〃	۲/
۱۲	جناب منشی عبد الرحمن صاحب	〃	〃	۴/
۱۳	جناب منشی نبی بخش صاحب	〃	〃	۸/
۱۴	جناب منشی عبد الرزاق صاحب	〃	〃	۴/
۱۵	جناب منشی محمد عثمان صاحب	〃	〃	۸/
۱۶	جناب منشی میر احسان علی صاحب	〃	〃	۴/
۱۷	جناب سید مبارک شاہ صاحب	〃	〃	۴/
۱۸	جناب منشی غلام رسول صاحب	〃	〃	۲/
۱۹	جناب منشی محمد بخش صاحب	〃	〃	۲/
۲۰	جناب منشی پیر بخش صاحب	〃	〃	۲/
۲۱	جناب میاں چھجو صاحب	〃	〃	۴/
۲۲	جناب منشی نظام الدین صاحب	〃	〃	۱/

نمبر شمار	نام		رقم
۲۳	جناب مولوی واحد علی صاحب	شملہ	۸ر
۲۴	جناب قاضی قطب علی صاحب	〃	۴ر
۲۵	جناب منشی عمرو دین صاحب	〃	عہ/
۲۶	جناب منشی عبد المجید صاحب	〃	۱ر
۲۷	جناب منشی الٰہی بخش صاحب نمبر ۳	〃	۲ر
۲۸	جناب منشی محمد حنیف صاحب	〃 〃	۱ر۳/
۲۹	جناب منشی میراں بخش صاحب	〃	۴ر
۳۰	جناب بابو عبد الخالق صاحب دفتر اگزا مینر ملٹری ورکس	〃	۸ر
۳۱	جناب بابو فضل کریم صاحب	〃 〃 〃	۴ر
۳۲	جناب بابو محمد بخش صاحب	〃 〃 〃	۴ر
۳۳	جناب بابو نور محمد صاحب	〃 〃 〃	۴ر
۳۴	جناب بابو عبد الحفیظ صاحب سردیر	〃	۴ر
۳۵	جناب بابو محمد حسین صاحب	〃 〃 〃	۴ر
۳۶	جناب بابو محمد جہانگیر صاحب	〃 〃 〃	عہ
۳۷	جناب منشی محمد حبیب اللہ صاحب نمبر ۲ کمپا زیٹر	〃	۴ر
۳۸	جناب منشی عطا محمد صاحب	〃 〃	۸ر
۳۹	جناب منشی محمد علی صاحب	〃 〃	۴ر
۴۰	جناب منشی محمد شیخ صاحب	〃 〃	۴ر
۴۱	جناب منشی قدرت اللہ صاحب	〃 〃	۴ر
۴۲	جناب میر عباس علی صاحب	〃 〃	۴ر

نمبر شمار	نام	رقم
۴۳	جناب منشی عبدالرحمن صاحب کمپا زیپٹ نمبر ۲ شملہ	۲ر
۴۴	جناب منشی غلام محمد صاحب " "	عہ٨ر
۴۵	جناب منشی عبدالغفور صاحب نمبر۳ "	۴ر
۴۶	جناب منشی حیدر خاں صاحب "	۲ر
۴۷	جناب منشی عبدالرحمن صاحب " نمبر ۲ "	۴ر
۴۸	جناب منشی ولی محمد صاحب " نمبر ۴ "	۸ر
۴۹	جناب منشی عبدالعزیز صاحب " نمبر ۵ "	۴ر
۵۰	جناب منشی مولابخش صاحب " " "	۴ر
۵۱	چندہ عیدین " " " " " " "	لوصہ ۴ر

زکوۃ برائے طلباء دارالعلوم

نمبر شمار	نام	رقم
۱	جناب عبدالغفور صاحب گاذ قیمت ۲ عدد چرم قربانی شملہ	للعہ ۱۰ر
۲	جناب بابو عبدالقادر صاحب قیمت چرم قربانی شملہ	للعہ ر
۳	جناب مولوی محمد روشن صاحب قیمت یک عدد چرم قربانی شملہ	٦ر
۴	چندہ متفرق " " " " " "	عہ ۳ر ۲پ
۵	جناب مولوی غلام محمد صاحب شملوی وکیل ندوۃ العلماء	؏
۶	معلوم الاسم صاحب شملہ " " " " " "	عہ ۱۲ر

نمبر شمار	نام	رقم
	امداد یتامیٰ	
۱	چندہ عیدین شملہ	لوصہ ۴ر۳؍
۲	معلوم الاسم	عہ ۴ر
۳	جناب خواجہ محمد صابر جو صاحب شملہ	عـہ
	چندہ رکنیت	
۱	جناب مولوی منعم الدین صاحب مونوٹائپ پریس شملہ	عا؍
۲	جناب عبد الرب صاحب	عا؍
۳	جناب عبد الرزاق صاحب	عا؍
۴	جناب محمد احمد صاحب	عا؍
۵	جناب منشی عبد الصمد صاحب عدالت	صہ؍
۶	جناب بابو محمد شعبان صاحب	عا؍
۷	جناب منشی محمد بخش صاحب	عا؍
۸	جناب بابو نور الدین صاحب ریونیو ڈیپارٹمنٹ	عا؍
۹	جناب میر عبد الستار صاحب شال مرچنٹ	عا؍
۱۰	جناب مرزا شیر محمد صاحب ریلوے بورڈ	صہ؍
۱۱	جناب میر جمال الدین صاحب	عا؍

رقم	نام	نمبر شمار
۸؍	جناب بابو نور بخش صاحب ریلوے بورڈ آفس شملہ	۱۲
۸؍	جناب بابو تاج الدین احمد صاحب کامرس اینڈ سٹری ڈیپارٹمنٹ صنعت و حرفت شملہ	۱۳
۸؍	جناب بابو برکت علی صاحب ریلوے بورڈ آفس شملہ	۱۴
۸؍	جناب بابو بشیر حسین صاحب " "	۱۵
۵؍	جناب بابو محمد اسمٰعیل صاحب " "	۱۶
۸؍	جناب منشی احمد حسین خاں صاحب مونوٹائپ آفس "	۱۷
۸؍	جناب بابو دین محمد صاحب بی اے۔ "	۱۸
۸؍	جناب سید ولایت علی شاہ صاحب "	۱۹
۲؍	جناب ملک تاج الدین صاحب بی۔ اے۔ دفتر اگزامینر ملٹری ورکس شملہ	۲۰

وظائف مستقل ماہوار معرفت مولانا عبد السبحان صاحب تاجر گڈ نگ گلی مدراس

رقم	نام	نمبر شمار
۶۰	جناب ایم اے حیات بادشاہ صاحب تاجر سکنڈ لائن بیچ مدراس از اگست ۱۹۰۷ء تا ستمبر ۱۹۰۸ء بحساب ۵؍ ماہوار	۱
۶۰	جناب خان بہادر الحاج محمد عبد العزیز بادشاہ صاحب سفیر روم تر مل کھیڑی مدراس از ستمبر ۱۹۰۷ء تا ستمبر ۱۹۰۸ء	۲

نمبر شمار	نام	رقم
۳	جناب مولانا عبد السبحان صاحب تاجر گڈ ننگ گلی مدراس از اکتوبر ۱۹۰۷ء تا ستمبر ۱۹۰۸ء	سـه
۴	جناب اہلیہ صاحبہ مولانا عبد السبحان صاحب از اکتوبر ۱۹۰۷ء تا ستمبر ۱۹۰۸ء	سـه
۵	جناب محمد محمود اللہ بادشاہ صاحب رئیس مدراس از ستمبر ۱۹۰۷ء تا ستمبر ۱۹۰۸ء	صـه
۶	جناب ٹی امین الدین صاحب رئیس اعظم وانمباڑی مدراس از اکتوبر ۱۹۰۷ء تا ستمبر ۱۹۰۸ء	سـه
۷	جناب چلم کار عبد اللطیف صاحب رئیس وانمباڑی و تاجر گڈ ننگ گلی مدراس از ستمبر ۱۹۰۷ء تا ستمبر ۱۹۰۸ء۔	صـه
۸	جناب حاجی عبد الرحمن صاحب بیالم رئیس وانمباڑی تاجر گڈ ننگ گلی مدراس از ستمبر ۱۹۰۷ء تا ستمبر ۱۹۰۸ء بحساب للعہ ماہوار	عـه
۹	جناب نہا وار عبد القادر صاحب تاجر گڈ ننگ گلی مدراس از اکتوبر ۱۹۰۷ء تا ستمبر ۱۹۰۸ء بحساب ۷ ماہوار	للعـه
۱۰	جناب سید محمد عبد القادر صاحب اڈیٹر مخبر دکن مدراس از جولائی ۱۹۰۷ء تا ستمبر ۱۹۰۸ء بحساب یک روپیہ ماہوار۔	صـه
۱۱	جناب کنم باڈی عبد القادر صاحب رئیس وانمباڑی تاجر بڑی مٹ مدراس از اکتوبر ۱۹۰۷ء تا ستمبر ۱۹۰۸ء	سـه
۱۲	جناب دیوان سید عبد الرزاق صاحب چیرمین اڈہ مل پیٹ ڈسٹرکٹ کوئمبتور مدراس از ستمبر ۱۹۰۷ء تا دسمبر ۱۹۰۷ء	عـه

نمبر شمار	نام	رقم
۱۳	جناب نواب غلام احمد صاحب کلامی رئیس کولار گولڈ فیلڈس کرمنڈل صوبہ میسور از جنوری ۱۹۰۸ء تا دسمبر ۱۹۰۸ء۔	ہ
۱۴	جناب حاجی بڑالدین صاحب تاجر مدراس از اکتوبر ۱۹۰۷ء تا ستمبر ۱۹۰۸ء	سہ
۱۴	جناب مولوی عبدالکریم صاحب فاروقی از جولائی ۱۹۰۷ء تا ستمبر ۱۹۰۸ء	صعہ
	متفرق	
۱۵	جناب حاجی محمد حنیف صاحب تاجر انگاپا نائک اسٹریٹ مدراس از اکتوبر ۱۹۰۷ء تا ستمبر ۱۹۰۸ء۔	سہ
۱۶	جناب چودہری محمد طہ صاحب دفتر لفٹننٹی الہ آباد۔	عہ
۱۷	جناب امیر الامرا ناصر الاسلام شیخ بہاؤالدین صاحب	۱۱سہ
۱۸	جناب خان بہادر شیخ غلام صادق صاحب رئیس و آنریری مجسٹریٹ امرتسر	۱۱للعہ
۱۹	جناب منشی محمد احتشام علیصاحب رئیس کاکوری۔	ہ
۲۰	جناب منشی محمد یعقوب علیصاحب منیجر ریاست ودباری علاقہ منشی محمد احتشام علی صاحب رئیس کاکوری۔	مہعہ
۲۱	جناب مولوی حمیدالدین صاحب پروفیسر عربی میور کالج الہ آباد از جون ۱۹۰۸ء تا جولائی ۱۹۰۸ء	عہ

نمبر شمار	نام	رقم
	چندہ ندوۃ العلماء من ابتدائے یکم شوال سنہ ۱۳۲۶ھ لغایتہ ۹ ربیع الاول سنہ ۱۳۲۷ھ مطابق تا ۳۱ - مارچ سنہ ۱۹۰۹ء	
۱	عطیہ سرکار عالی والی ریاست حیدر آباد دکن خلد اللہ ملکہ بحساب ۱۰۰ سو روپیہ ماہانہ سکہ حالی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	اماہ عسہ ۱۴۱ر
	معرفت مولوی علام محمد صاحب فاضل ہوشیارپوری	
۱	جناب شیخ رحیم بخش صاحب ایم۔ اے۔ افسر مال گوجرانوالہ	سعہ/
۲	جناب شیخ فضل الٰہی صاحب ۔ بی۔ اے ۔ افسر خزانہ 〃	صہ/
۳	جناب سید قلندر حسین صاحب ڈسٹرکٹ انجنیر 〃	سعہ/
۴	جناب مرزا معراج الدین صاحب سب انسپکٹر 〃	عہ/
۵	جناب مولوی محمد عبد الحق صاحب پلیڈر 〃	سعہ/
۶	جناب بابو مشتاق احمد صاحب نائب تحصیلدار 〃	عہ/
۷	جناب شیخ محمد یعقوب صاحب محافظ دفتر چندہ متفرق 〃	سعہ ۲/
۸	متفرق چندہ از جامع مسجد بذریعہ مولوی محمد فائق صاحب شاگرد مولوی محمد علاء الدین صاحب گوجرانوالہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۱۴/
	بذریعہ مولوی غلام محمد صاحب شملوی	
۹	جناب اہلیہ شیخ عبد السلام صاحب وکیل سلطانپور ۔ ۔ ۔	۱۷/

نمبر شمار	نام	رقم
۱۰	جناب ہادی میاں صاحب محرر شیخ عبدالسلام صاحب وکیل سلطانپور	عہ/
۱۱	جناب منشی محمد علیخاں صاحب نائب تحصیلدار سلطانپور 〃	عہ/
۱۲	جناب منشی مرتضیٰ میاں صاحب سب انسپکٹر پولیس 〃	عہ/
۱۳	جناب منشی احکام الدین صاحب کلرک عدالت 〃	عہ/
۱۴	جناب ضمیرالدین صاحب بی اے۔ وکیل 〃	عہ/
	متفرق	
۱۵/۱	جناب مولوی محمد بخش صاحب وکیل محلہ نظام پورہ گورکھپور	سے/
۱۵/۲	جناب منشی راحت حسین صاحب نمبردار کھربان	عہ/
۱۶/۱	جناب عبدالعزیز صاحب ملیح آباد ضلع لکھنؤ	عہ/
۱۶/۲	جناب منشی اکبر علیصاحب خلف محمد مستقیم صاحب صدر بازار لکھنؤ	عہ/
۱۶/۳	جناب منشی محمد مستقیم صاحب صدر بازار لکھنؤ	عہ/
۱۷	جناب منشی صفدر حسین صاحب 〃 〃	عہ/
۱۸	جناب نبی احمد صاحب ملیح آباد 〃	عہ/
۱۹	جناب شیخ نبی بخش صاحب نیپال گنج 〃	عہ/
۲۰	جناب شیخ حبیب احمد صاحب محلہ کڑا جھانسی	عہ/
۲۱	جناب شیخ خدا بخش صاحب نیپال گنج 〃	عہ/
۲۲	جناب محمد نظام حسین صاحب نگرام ضلع لکھنؤ	عہ/
۲۳	جناب مرتضیٰ حسین صاحب لکا بازار بستی	عہ/
۲۴	جناب حافظ عبدالرحمن صاحب نگرام ضلع لکھنؤ	عہ/

نمبر شمار	نام	رقم
۲۵	جناب مولوی مجاز احمد صاحب نگرام ضلع لکھنؤ	عہ/
۲۶	جناب حافظ مولوی حیدر علی صاحب پٹنہ	عہ/
۲۷	جناب مولوی نظام الدین صاحب نظامی اڈیٹر ذوالقرنین بدایون	عہ/
۲۸	جناب امیر حسین صاحب سب انسپکٹر پولیس فتح پور	عہ/
۲۹	جناب خواجہ غلام السبطین صاحب بی اے۔ لکھنؤ	عہ/
۳۰	جناب جواد علی صاحب لال کرتی بازار ؍؍	عہ/
۳۱	جناب منور خاں صاحب ؍؍ ؍؍ ؍؍	عہ/
۳۲	جناب خواجہ امیر علی صاحب پرائیویٹ سکرٹری راجہ نوشاد علی صاحب لکھنؤ	عہ/
۳۳	جناب حکیم مظہر حسین صاحب محرر جناب ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍	عہ/
۳۴	جناب محمد ایوب صاحب طالب علم کننگ کالج لکھنؤ	عہ/
۳۵	جناب حافظ عبد الحکیم صاحب محمود نگر لکھنؤ	عہ/
۳۶	جناب ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب مدرسۃ العلوم علی گڈھ	عہ/
۳۷	جناب عزیز الدین صاحب ؍؍ ؍؍	عہ/
۳۸	جناب افضل الدین صاحب لال باغ لکھنؤ	عہ/
۳۹	جناب دولارے صاحب ؍؍ ؍؍	عہ/
۴۰	جناب سجاد حیدر صاحب ؍؍	عہ/
۴۱	جناب شہزادہ احمد صاحب خلف جناب صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب علیگڈھ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍	عہ/
۴۲	جناب عبد الرزاق صاحب چھپرہ ضلع سارن ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍	عہ/
۴۳	جناب احمد حسن صاحب جگور ضلع لکھنؤ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍	عہ/

رقم	نام	نمبر شمار
عہ/	جناب سید جلیل الدین صاحب رئیس و آنریری مجسٹریٹ رائے بریلی	۴۴
عہ/	جناب سید عبداللہ صاحب رائے بریلی	۴۵
عہ/	جناب ملک غلام فخرالدین صاحب تاجر چرم امرتسر	۴۶
عہ/	جناب سعیدالدین صاحب بدایوں	۴۷
عہ/	جناب منشی ولی محمد صاحب لکھنؤ	۴۸
عہ/	جناب منشی فریدالدین صاحب لکھنؤ	۴۹
عہ/	جناب سراج الدین صاحب ڈپٹی انسپکٹر سہارنپور	۵۰
عہ/	جناب منشی محمود علی صاحب امین آباد لکھنؤ	۵۱
عہ/	جناب سید محبوب حسین صاحب فیض آباد	۵۲
عہ/	جناب مرزا حسام الدین صاحب "	۵۳
عہ/	جناب مقصود علی صاحب قیصر باغ لکھنؤ	۵۴
عہ/	جناب ظہور احمد صاحب "	۵۵
عہ/	جناب الٰہ بخش صاحب پروفیسر مدرسۃ العلوم علی گڈھ	۵۶
عہ/	جناب محمد امین صاحب بھوپال	۵۷
عہ/	جناب سید نورالرحمن صاحب مغلپورہ پٹنہ	۵۸
عہ/	جناب عابد علی بیگ صاحب ملیح آباد لکھنؤ	۵۹
عہ/	جناب مولوی عبدالمجید صاحب قیصر باغ لکھنؤ	۶۰
عہ/	جناب مولوی عبدالماجد صاحب " " "	۶۱
عہ/	جناب بابو پیارے لال صاحب " " "	۶۲
عہ/	جناب عبدالرقیب صاحب " " "	۶۳

نمبر شمار	نام	رقم
۶۴	جناب فیاض احمد صاحب مدرسۃ العلوم علیگڈھ	عہ/
۶۵	جناب وحید الیقین صاحب کرسی ضلع بارہ بنکی	عہ/
۶۶	جناب محمد مقبول احمد صاحب میر منشی چھاونی ولکشا لکھنؤ	عہ/
۶۷	جناب قاضی عماد الدین صاحب جھجر ضلع رہتک	عہ/
۶۸	جناب بدر الدین صاحب علیگڈھ	عہ/
۶۹	جناب محمد حفیظ صاحب بی اے۔ کلاس کمرہ نمبر ۲ بورڈنگ بادشاہ باغ لکھنؤ	عہ
	معرفت مولوی غلام محمد صاحب فاضل ہوشیارپوری	
۷۰	چودھری سلطان علی صاحب محافظ دفتر شہر سیالکوٹ	عہ/
۷۱	جناب منشی علم دین صاحب محرر صدر شہر سیالکوٹ	۸/
۷۲	جناب چودھری محمد حیات صاحب 〃 〃 〃	عہ/
۷۳	منشی حاکم دین صاحب 〃 〃 〃	۸/
۷۴	جناب نقلنویس صاحبان 〃 〃	۶/
۷۵	جناب قاضی گمانی بخش صاحب اہلمد 〃 〃	۸/
۷۶	جناب لالہ ٹھاکر صاحب محرر ضلع 〃	۸/
۷۷	جناب میاں مہتاب الدین صاحب محرر 〃	۴/
۷۸	جناب میاں لال بیگ صاحب 〃 〃	۴/
۷۹	چراغ دین صاحب 〃 〃 〃	۴/۶
۸۰	جناب سید جی شاہ صاحب 〃 〃	۴/
۸۱	جناب میاں برکت علی صاحب 〃 〃	۴/

نمبر شمار	نام	رقم
۸۲	جناب میاں محمد علیصاحب محرر شہر سیالکوٹ	۴ر
۸۳	جناب میاں وزیر علیصاحب " "	۲ر
۸۴	جناب میاں فتح علیصاحب " "	۲ر
۸۵	جناب میاں عزیزدین صاحب " "	۴ر
۸۶	جناب میاں حامدجان صاحبؒ "	۴ر
۸۷	جناب چوہری عبدالمجید صاحب رئیس نکودر ضلع جالندہر	عہ/
۸۸	جناب حکیم غلام نبی صاحب چوڑے منڈی لاہور	عہ/
۸۹	جناب نواب محمد رستم علیخاں صاحب بہادر و نواب محمد عمر دراز علیخاں صاحب رئیس اعظم کرنال " " " "	۱۰ر
۹۰	جناب مرزا امیر اللہ خاں صاحب منصف لودیانہ	صہ/
۹۱	جناب خان احمد خاں صاحب سپرنڈنٹ "	صہ/
۹۲	جناب مولوی کریم بخش صاحب "	صہ/
۹۳	جناب خواجہ احمد شاہ صاحب مینوسپل کمشنر و رئیس اعظم لودیانہ	صہ/
۹۴	جناب میر رستم علیصاحب اہلمد عدالت ضلع لودیانہ	عہ/
۹۵	جناب خواجہ غلام محی الدین صاحب اینڈ سنز "	صہ/

معرفت جناب مولوی نور محمد صاحب ڈسٹری اسسٹنٹ پشاور

نمبر شمار	نام	رقم
۹۶	جناب سقد تعلیصاحب داروغہ جیل پشاور " " "	عسہ
۹۷	جناب عبدالرحیم شاہ صاحب "	۴ر
۹۸	جناب نور احمد صاحب "	۴ر

نمبر شمار	نام	رقم
۹۹	جناب عباس علیشاہ صاحب پشاور	۴ر
۱۰۰	جناب نذیر حسین صاحب 〃	۴ر
۱۰۱	جناب شیرین جان صاحب 〃	۱ر۹
۱۰۲	جناب نقیر دین صاحب 〃	۴ر
۱۰۳	جناب محمد جان صاحب 〃	۲ر
۱۰۴	جناب داؤد خاں صاحب 〃	۲ر
۱۰۵	جناب کرم الٰہی صاحب 〃	۲ر
۱۰۶	جناب مہربان علیصاحب 〃	۱ر
۱۰۷	جناب سردار خاں صاحب 〃	۴ر
۱۰۸	جناب اللہ رکھا صاحب 〃	۴ر
۱۰۹	جناب فضل الدین صاحب 〃	۱ر
۱۱۰	جناب بہرام خاں صاحب 〃	۴ر
۱۱۱	جناب لال خاں صاحب 〃	۴ر
۱۱۲	جناب حمید حسین صاحب 〃	۸ر
۱۱۳	جناب یار خاں صاحب 〃	۲ر
۱۱۴	جناب شکر خاں صاحب 〃	۲ر
۱۱۵	جناب ذاکر عباس علیشاہ صاحب 〃	عہ ر
۱۱۶	جناب ماسٹر فضل خاں صاحب اسسٹنٹ داروغہ پشاور	۱۲
۱۱۷	جناب محمد شاہ صاحب پشاور	۴ر
۱۱۸	جناب محمود خاں صاحب 〃	۸ر

نمبر شمار	نام	رقم
۱۱۹	جناب لال خاں صاحب پشاور	۲ر
۱۲۰	جناب نیک محمد صاحب "	۲ر
۱۲۱	جناب غلام محمد صاحب "	۲ر
۱۲۲	جناب شرف دین صاحب "	۲ر
۱۲۳	جناب ابو سعید صاحب "	۲ر
۱۲۴	جناب فتح شاہ صاحب "	۴ر
۱۲۵	جناب سلطان علیصاحب "	۴ر
۱۲۶	جناب بابو گنگا رام صاحب "	عہ ر
۱۲۷	جناب جمعدار الہ دیا صاحب "	۴ر
۱۲۸	جناب حافظ صاحب "	عہ ر
۱۲۹	جناب شیخ حسین محمد و عبد الغنی صاحب بی اے نائب ایجنٹ پشاور	سے ر
۱۳۰	جناب کرامت اللہ صاحب پشاور	عہ ر
۱۳۱	جناب الہ بخش صاحب "	۴ر
۱۳۲	جناب بابو فضل الٰہی صاحب "	۴ر
۱۳۳	جناب بابو کریم اللہ صاحب "	۴ر
۱۳۴	جناب مولوی وزیر الدین صاحب محکمہ نہار پشاور	عہ ر
۱۳۵	جناب شریف حسین صاحب سوداگر "	لعہ ر
۱۳۶	جناب حافظ نصیر الدین سوداگر "	صہ ر
۱۳۷	جناب ڈاکٹر حسن علیصاحب وٹرنری اسسٹنٹ پشاور	۶ر
۱۳۸	جناب علی محمد صاحب وٹرنری اسسٹنٹ "	۶

رقم	نام	نمبر شمار
عا/	جناب احمد خاں صاحب وٹرنری اسسٹنٹ پشاور	۱۳۹
عا/	جناب سوار حشمت علی صاحب 〃	۱۴۰
عہ/	جناب قایم الدین صاحب کوٹ دفعدار 〃	۱۴۱
عہ/	جناب فقیر محمد صاحب 〃	۱۴۲
۸/	جناب نیاز علی صاحب کوٹ دفعدار 〃	۱۴۳
۸/	جناب فتح دین صاحب 〃	۱۴۴
عہ/	جناب جہان محمد صاحب مستری 〃	۱۴۵
۸/	جناب شیخ احمد بخش صاحب گھڑی ساز 〃	۱۴۶
عہ/	جناب عبد اللہ صاحب نعلبند 〃	۱۴۷
۴/	جناب بابو چراغ دین صاحب ملازم ڈاکخانہ 〃	۱۴۸
عہ/	جناب مولوی عنایت اللہ صاحب 〃	۱۴۹
۴/	جناب جان محمد صاحب 〃	۱۵۰
۸/	جناب لال محمد صاحب 〃	۱۵۱
۴/	جناب صاحب دین صاحب 〃	۱۵۲
۴/	جناب نبی بخش صاحب 〃	۱۵۳
۴/	جناب عبد الرحمن صاحب 〃	۱۵۴
عہ/	جناب قاضی زین العابدین صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ اسکول پشاور	۱۵۵
۸/	جناب سکین صاحب پشاور	۱۵۶
عہ/	جناب نعمت خاں صاحب وٹرنری اسسٹنٹ پشاور	۱۵۷
۴/ ۶	بقایا چندہ گوشوارہ نمبر ۱ 〃	۱۵۸

نمبر شمار	نام			رقم
۱۵۹	جناب محبوب بخش صاحب	پشاور		۸/
۱۶۰	جناب نذر خاں صاحب	"		عہ/
	معرفت جناب ماسٹر عبدالرحیم صاحب ہیڈ ماسٹر اسلامیہ ہائی اسکول پشاور			
۱۶۱	جناب عبدالرحیم صاحب ہیڈ ماسٹر اسلامیہ ہائی اسکول پشاور			۵/
۱۶۲	جناب مولوی تاج محمد صاحب	"	"	عہ/
۱۶۳	جناب ماسٹر محمد قاسم صاحب	"	"	عہ/
۱۶۴	جناب سید گلاب شاہ صاحب	"	"	۸/
۱۶۵	جناب ماسٹر عطا محمد صاحب	"	"	۸/
۱۶۶	جناب ماسٹر محمد یعقوب صاحب	"	"	۸/
۱۶۷	جناب محمد عنایت اللہ صاحب	"	"	عہ/
۱۶۸	جناب شیخ عبدالرحمن صاحب	"	"	۴/
۱۶۹	جناب ماسٹر محمد حسین صاحب	"	"	۴/
۱۷۰	جناب غلام محمد صاحب	"	"	۸/
۱۷۱	جناب کرم الہی صاحب	"	"	۸/
۱۷۲	جناب عبدالجبار صاحب	"	"	صہ/
۱۷۳	جناب محمد طاہر صاحب	"	"	عہ/
۱۷۴	جناب محمد الدین صاحب	"	"	۸/
۱۷۵	جناب محمد شاہ صاحب	"	"	۸/

نمبر شمار	نام			رقم
۱۷۶	جناب عیور احمد صاحب	اسلامیہ ہائی اسکول	پشاور	عہ/
۱۷۷	جناب عبدالستار صاحب	〃	〃	۱۲/
۱۷۸	جناب علی بہادر صاحب	〃	〃	۲/
۱۷۹	جناب عبداللہ خان صاحب	〃	〃	۸/
۱۸۰	جناب مقبول شاہ صاحب	〃	〃	عہ/
۱۸۱	جناب غلام احمد صاحب	〃	〃	۴/
۱۸۲	جناب محمد قاسم صاحب	〃	〃	۲/۳)
۱۸۳	جناب محمد اسلم صاحب	〃	〃	۱ئے/
۱۸۴	جناب فضل محمود صاحب	〃	〃	۸/
۱۸۵	جناب فقیر خان صاحب	〃	〃	۴/
۱۸۶	جناب الٰہی بخش صاحب	〃	〃	۴/
۱۸۷	جناب محمد حسین صاحب	〃	〃	۴/
۱۸۸	جناب گل محمد صاحب	〃	〃	۴/
۱۸۹	جناب دین محمد صاحب	〃	〃	۴/
۱۹۰	جناب زین العابدین صاحب	〃	〃	۲/
۱۹۱	جناب محمد شفیق صاحب	〃	〃	۲/
۱۹۲	جناب محمد اعظم صاحب	〃	〃	۶/
۱۹۳	جناب محمد صاحب	〃	〃	۱/
۱۹۴	جناب محمد حیات صاحب	〃	〃	۴/
۱۹۵	جناب فدا محمد صاحب	〃	〃	۴/

نمبر شمار	نام			رقم
۱۹۶	جناب شبیر محمد صاحب اسلامیہ ہائی اسکول پشاور			۴ر
۱۹۷	جناب غلام حسین صاحب	″	″	۲ر
۱۹۸	جناب سردار خاں صاحب	″	″	۲ر
۱۹۹	جناب مبارک شاہ صاحب	″	″	۲ر
۲۰۰	جناب اورنگ شاہ صاحب		″	ار
۲۰۱	جناب محمد اکبر صاحب	″	″	۴ر
۲۰۲	جناب خالد خان صاحب	″	″	۸ر
۲۰۳	جناب وارث شاہ صاحب	″	″	۲ر
۲۰۴	جناب محمد اسلم صاحب	″	″	۶ر
۲۰۵	جناب عبدالعزیز صاحب	″	″	۲ر
۲۰۶	جناب عبداللہ خان صاحب	″	″	۸ر
۲۰۷	جناب قاضی عبداللہ صاحب	″	″	۸ر
۲۰۸	جناب گل شیر صاحب	″	″	۲ر
۲۰۹	جناب پیر محمد صاحب	″	″	۲ر
۲۱۰	جناب غلام حسین صاحب	″	″	۲ر
۲۱۱	جناب مختار احمد صاحب	″	″	۴ر
۲۱۲	جناب محمد طہماس صاحب	″	″	۸ر
۲۱۳	جناب غلام سرور صاحب	″	″	۸ر
۲۱۴	جناب محمد شعیب صاحب	″	″	۸ر
۲۱۵	جناب محمد ہارون صاحب	″	″	۸ر

نمبر شمار	نام			رقم
۲۱۶	جناب ملا محمد صاحب اسلامیہ ہائی اسکول پشاور			۸ر
۲۱۷	جناب مشتاق احمد صاحب	"	"	۸ر
۲۱۸	جناب احمد گل صاحب	"	"	۸ر
۲۱۹	جناب صفدر صاحب	"	"	۸ر
۲۲۰	جناب اسمعیل صاحب	"	"	۴ر
۲۲۱	جناب ظہور الدین صاحب	"	"	۴ر
۲۲۲	جناب یعقوب صاحب	"	"	۴ر
۲۲۳	جناب عبد العلی صاحب	"	"	۸ر
۲۲۴	جناب اسلم صاحب	"	"	۸ر
۲۲۵	جناب عبد اللہ خان صاحب	"	"	۸ر
۲۲۶	جناب غلام احمد صاحب	"	"	۴ر
۲۲۷	جناب رستم خاں صاحب	"	"	عہر
۲۲۸	جناب کریم بخش صاحب	"	"	۶ر
۲۲۹	جناب نظام الدین صاحب	"	"	۱۲ر
۲۳۰	جناب محمد خان صاحب	"	"	۱۲ر
۲۳۱	جناب اعظم خاں صاحب	"	"	۴ر
۲۳۲	جناب محمد علی صاحب	"	"	۴ر
۲۳۳	" " ثانی	"	"	۴ر
۲۳۴	جماعت سوم پرائمری معرفت شیخ عبد الرحمن صاحب "			عکار ۱۰ر
۲۳۵	جناب شیر خاں صاحب مدرسہ اسلامیہ	"		۱ر

نمبر شمار	نام			رقم
۲۳۶	جناب غلام حسین صاحب مدرسہ اسلامیہ پشاور			۱ر
۲۳۷	جناب عبدالرحمن صاحب	"	"	۲ر
۲۳۸	جناب عبدالغفور صاحب	"	"	۲ر
۲۳۹	جناب محمد یعقوب صاحب	"	"	۲ر
۲۴۰	جناب کریم بخش صاحب	"	"	۲ر
۲۴۱	جناب پیران وتا صاحب	"	"	۱ر
۲۴۲	جناب زید شاہ صاحب	"	"	۲ر
۲۴۳	جناب شمس الدین صاحب	"	"	۲ر
۲۴۴	جناب سلطان شاہ صاحب	"	"	۱ر
۲۴۵	جناب غلام حسین صاحب	"	"	۱ر
۲۴۶	جناب خادم علیشاہ صاحب	"	"	۱ر
۲۴۷	جناب عمر خان صاحب	"	"	۱ر
۲۴۸	جناب عبداللہ خان صاحب	"	"	۱ر
۲۴۹	جناب گل محمد صاحب	"	"	۱ر
۲۵۰	جناب محمد صادق صاحب	"	"	۱ر۶ر
۲۵۱	جناب فضل الرحمن صاحب	"	"	۱ر
۲۵۲	جناب محمد بخش صاحب	"	"	۱ر
۲۵۳	جناب غلام حسین صاحب	"	"	۱ر
۲۵۴	جناب فضل قادر صاحب	"	"	۴ر
۲۵۵	جناب نذیر احمد صاحب	"	"	عہ

نمبر شمار	نام			رقم
۲۵۶	جناب عباس مرزا صاحب اسلامیہ ہائی اسکول پشاور			۴ر
۲۵۷	جناب نور الہی صاحب	〃	〃	عہ
۲۵۸	جناب سید احمد صاحب	〃	〃	عہ
۲۵۹	جناب غلام فرید صاحب	〃	〃	۳ر
۲۶۰	جناب عبد الرحمن صاحب	〃	〃	۲ر
۲۶۱	جناب غلام حبیب صاحب	〃	〃	۲ر
۲۶۲	جناب امیر الدین صاحب	〃	〃	۲ر
۲۶۳	جناب خان بہادر	〃	〃	۲ر
۲۶۴	جناب عمر بخش صاحب	〃	〃	۲ر
۲۶۵	جناب حسین خان صاحب	〃	〃	۱ر
۲۶۶	جناب محمد اسلم صاحب	〃	〃	۱ر
۲۶۷	جناب تاج محمد صاحب	〃	〃	۱ر
۲۶۸	جناب غلام حسین صاحب	〃	〃	۱ر
۲۶۹	جناب عبد الحق صاحب	〃	〃	۱ر
۲۷۰	جناب نواب علی صاحب	〃	〃	۱ر
۲۷۱	جناب عبد الغفار صاحب	〃	〃	۲ر
۲۷۲	جناب محمد انور صاحب	〃	〃	۳ر
۲۷۳	جناب عنایت علی شاہ صاحب	〃	〃	۲ر
۲۷۴	جناب نگاہ حسین صاحب	〃	〃	۲ر
۲۷۵	جناب جان محمد صاحب	〃	〃	۲ر

نمبر شمار	نام	رقم
۲۷۶	جناب سید امیر صاحب مدرسہ اسلامیہ پشاور	۱؍
۲۷۷	جناب عبدالرشید صاحب " " "	۸؍
۲۷۸	جناب میاں محمد صاحب " " "	۲؍
۲۷۹	جماعت دوم فریق اول معرفت مولوی محمد حسین صاحب	عہ ۸؍
	متفرق	
۲۸۰	جناب حافظ نظیر حسین صاحب مرحوم فرخ آبادی مرسلہ جناب احمد حسین صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ شفا خانہ قیصر گنج بہرائچ	عـہ
۲۸۱	جناب محمد ابوالفضل صاحب پیشکار محکمہ بندوبست بستی ضلع بہرائچ	سے؍
۲۸۲	جناب محمد نعیم الدین صاحب منصرم محکمہ بندوبست	سے؍
۲۸۳	جناب محمد نجیب الحسن صاحب " " "	سے؍
۲۸۴	جناب مولوی عبدالغفار صاحب وکیل عدالت بستی	صہ؍
	بتوسط مولوی غلام محمد صاحب فاضل ہوشیارپوری	
۲۸۵	جناب حکیم رحمت علی صاحب قصوری دروازہ شہر فیروزپور	عہ؍
۲۸۶	جناب میاں کریم بخش صاحب خیاط "	عہ؍
۲۸۷	جناب منشی محمد عبدالرحمن خاں صاحب کلرک عدالت سشن جج فیروزپور	عہ؍
۲۸۸	جناب منشی امجد علی صاحب نقلنویس فیروزپور	۴؍
۲۸۹	جناب سندھے خاں صاحب ماسٹر گورنمنٹ اسکول فیروزپور	۲؍
۲۹۰	جناب منشی عظیم اللہ خاں صاحب سابق مثل خواں "	۸؍

نمبر شمار	نام	رقم
۲۹۱	جناب مفتی غلام صفدر صاحب وکیل فیروز پور	عہ/
۲۹۲	جناب مولوی محمد حسن صاحب بی اے وکیل فیروز پور	عہ/
۲۹۳	جناب منشی سیف اللہ صاحب ہیڈ کلرک شفاخانہ "	۴ر
۲۹۴	جناب منشی چراغ الدین صاحب جلد ساز "	عہ/
۲۹۵	جناب مولوی عزیز الدین صاحب ماسٹر گورنمنٹ اسکول فیروز پور	۴ر
۲۹۶	جناب منشی خیر الدین صاحب جلد ساز "	عہ/
۲۹۷	جناب حکیم محمد حیات صاحب قصوری دروازہ فیروز پور "	عہ/
۲۹۸	جناب شیخ میر محمد صاحب سب انسپکٹر پولیس "	عہ/
۲۹۹	جناب میاں منشی محمد نواز خاں صاحب خلف منشی حق نواز خاں صاحب تحصیلدار فیروز پور " " " " "	عہ/
۳۰۰	جناب حاجی محمد حیات صاحب سپرنٹنڈنٹ انسپکٹر ڈاکخانہ جات بستی رحمان ٹہاریا فیروز پور " " " " "	عہ/
۳۰۱	جناب چوہدری علاء الدین صاحب میونسپل کمشنر فیروز پور	عہ/
۳۰۲	جناب منشی بخش اللہ خاں صاحب اہلمد منصفی موگا ضلع فیروز پور	۸ر
۳۰۳	جناب منشی فضل دین صاحب " "	عہ/
۳۰۴	جناب منشی علی احمد صاحب صلیباقی نویس تحصیل " "	عہ/
۳۰۵	جناب منشی غضنفر علی صاحب محرر لوکل بورڈ " " "	عہ/
۳۰۶	جناب منشی مہر خاں صاحب کورٹ انسپکٹر " " "	عہ/
۳۰۷	جناب منشی محمد عبد العزیز صاحب ہیڈ کانسٹبل " " "	عہ/
۳۰۸	جناب سائیں لا صاحب فرزند بابا صاحب موچی سکنہ لنڈا " "	عہ/

نمبر شمار	نام	رقم
۳۰۹	جناب منشی محمد امین خاں صاحب مسلخواں آنریری مجسٹریٹ موگا ضلع فیروز پور	عہ/
۳۱۰	جناب شیخ محبوب علی صاحب فرزند شیخ صاحب موگا ضلع فیروز پور	عہ/
۳۱۱	جناب شیخ عبد اللہ صاحب عرائض نویس 〃 〃	عہ
۳۱۲	جناب منشی نجیب اللہ صاحب فارق سنتقی 〃 〃	۴/
۳۱۳	جناب شیخ عبد الرحیم صاحب ٹھیکہ دار روڑان 〃 〃	عہ/
۳۱۴	جناب میاں بھون صاحب فرزند کالو صاحب جی 〃 〃	عہ/
۳۱۵	جناب میاں بھولا کھٹیک صاحب 〃 〃	۴/
۳۱۶	جناب میاں نظام الدین صاحب 〃 〃	عہ/
۳۱۷	جناب میاں نتھا و چھتا صاحبان 〃 〃	۱۲/
۳۱۸	جناب منشی نہال سنگھ صاحب عرائض نویس 〃 〃	عا/
۳۱۹	جناب سردار ہرنام سنگھ وغیرہ صاحبان 〃 〃	عما/
۳۲۰	جناب حاجی محمد عبد الحمید صاحب 〃 〃	عہ

فروخت کتب رُوداد

نمبر شمار	نام	رقم
۱	فروخت روئداد	۸/

نمبر شمار	نام	رقم
	چندہ رکنیت	
	متفرق	
۱	جناب منشی فضل الدین صاحب بی اے وکیل گوجرانوالہ	عا/
۲	جناب حافظ محمد حسین صاحب معرفت محمد اسحٰق صاحب پروفیسر مہندرہ کالج ریاست پٹیالہ ” ” ” ”	عـہ
	معرفت مولوی غلام محمد صاحب فاضل ہوشیارپوری	
۳	جناب مولوی جان محمد صاحب تحصیلدار دسوہہ ضلع ہوشیارپور	عا/
۴	جناب شیخ رحمت علی صاحب سوداگر پاپوش ہوشیارپور	عا/
۵	جناب منشی نبی بخش صاحب سب انسپکٹر پولیس ”	عا/
۶	جناب بابو محمد حفیظ اللہ صاحب ٹیلیگراف ماسٹر لاہور	عا/
۷	جناب بابو محمد سعید صاحب سب اوورسیئر نہر گنگہ جا ٹیوالا لائلپور	عا/
۸	جناب شیخ نیاز محمد صاحب ایم اے پلیڈر ہوشیارپور	عا/
۹	جناب مولوی الٰہی بخش صاحب وکیل ”	عا/
۱۰	جناب حکیم مولوی علی محمد خاں صاحب خانپور ضلع ہوشیارپور	عا/
۱۱	جناب میاں امام الدین خاں صاحب تاجر ڈیں ”	عا/
۱۲	جناب شیخ جان محمد صاحب رئیس اعظم ہوشیارپور	عا/
۱۳	جناب مولوی عبداللہ خان صاحب رئیس خانپور ضلع ہوشیارپور	عا/

نمبر شمار	نام	رقم
۱۴	جناب میاں حسن محمد خاں صاحب رئیس و تاجر خانپور ضلع ہوشیارپور	عہ/
۱۵	جناب شیخ حاجی غلام محی الدین صاحب " " " "	عہ/
۱۶	جناب منشی محمد علی صاحب بہادر پنشنر ڈسٹرکٹ جج و رئیس " "	عہ/
۱۷	جناب میاں یار محمد خاں صاحب ذیلدار رئیس " "	عہ/
۱۸	جناب میاں عبدالعزیز صاحب بیرسٹرایٹ لا "	عہ/
۱۹	جناب میاں محکم الدین صاحب پنشنر سب انسپکٹر "	عہ/
۲۰	جناب میاں عمر بخش صاحب نمبردار قصبہ بجواڑہ "	عہ/
۲۱	جناب میاں ڈاکٹر امام بخش صاحب کسمالو مشرقی ملک افریقہ رئیس بجواڑہ ہوشیارپور " " " " " " "	عہ/
۲۲	جناب میاں فتح محمد خاں صاحب رئیس جہانجیلاں ہوشیارپور	عہ/
۲۳	جناب شیخ مہتاب الدین صاحب رئیس شہر جالندھر	عہ/
۲۴	جناب حاجی طالع مند صاحب رئیس موضع بسم اللہ پور ضلع ہوشیارپور	عہ/
۲۵	جناب قاضی احمد بخش صاحب جنت فروش ہوشیارپور	عہ/
۲۶	جناب شیخ محمد بخش صاحب سلطوان پنشنر "	عہ/
۲۷	جناب عبدالمجید صاحب تاجر پاپوش "	عہ/
۲۸	جناب حکیم مولوی عبداللہ صاحب رئیس "	عہ/
۲۹	جناب مسٹر احسان الحق صاحب بیرسٹرایٹ لا شہر جالندھر	عہ/
۳۰	جناب سید نیاز قطب شاہ صاحب سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانجات شہر جالندھر	عہ/
۳۱	جناب محمد الیاس خاں صاحب پلیڈر شہر جالندھر	عہ/
۳۲	جناب مولوی محمد بخش صاحب وکیل "	عہ/

نمبر شمار	نام	رقم
۳۳	جناب ماسٹر غلام محی الدین خاں صاحب پلیڈر شہر جالندہر	عہ/
۳۴	جناب قاضی محبوب عالم صاحب رئیس اعظم 〃	عہ/
۳۵	جناب مولوی عبدالحق صاحب وکیل 〃	عہ/
۳۶	جناب چودہری غلام محمد صاحب کورٹ انسپکٹر 〃	عہ/
۳۷	جناب مولوی مرزا ظفر اللہ خاں صاحب سب جج 〃	عہ/
۳۸	جناب مرزا اکرم اللہ خاں صاحب خلف الرشید مولوی مرزا ظفر اللہ خانصاحب شہر جالندہر	عہ/
۳۹	جناب مرزا فیض محمد خاں صاحب شہر جالندہر	عہ/
۴۰	جناب شیخ محبوب بخش صاحب رئیس 〃	عہ/
۴۱	جناب حکیم فضل محمد صاحب حکیم آنریبل سردار پرتاب سنگھ صاحب بہادر جالندہر	عہ/
۴۲	جناب پیرجی انوار الحق صاحب تحصیلدار شہر جالندہر	عہ/
۴۳	جناب میاں چھجوا صاحب سکنہ چک نمبر ۲ موضع بہارانوالہ ضلع لائل پور	عہ/
۴۴	جناب مرزا سلطان احمد خاں صاحب افسر مال شہر جالندہر	عہ/
۴۵	جناب قاضی عبدالغنی صاحب رئیس 〃	عہ/
۴۶	جناب نصر اللہ خاں صاحب سب انسپکٹر پولیس 〃	عہ/
۴۷	جناب نیاز محمد خاں صاحب پلیڈر 〃	عہ/
	متفرق	
۴۸	جناب نواب علی صاحب پروفیسر قصبہ نیوتنی ضلع اوناؤ	عہ/
۴۹	جناب سید محمد اشرف صاحب وکیل کوہاٹ	صہ/

نمبر شمار	نام	رقم
	معرفت مولوی غلام محمد صاحب فاضل ہوشیارپوری	
۵۰	جناب بابو غلام محمد صاحب اسٹیشن ماسٹر شہر جالندھر	عہ/
۵۱	جناب منشی شیخ تاج الدین صاحب مسلخواں محلہ مفتیاں شہر جالندھر	ہ/
۵۲	جناب شیخ رحیم بخش صاحب ایم اے۔ افسر مال گوجرانوالہ	عہ/
۵۳	جناب شیخ فضل الٰہی صاحب بی اے۔ افسر خزانہ ״	عہ/
۵۴	جناب سید قلندر حسین ڈسٹرکٹ انجنیر ״	عہ/
۵۵	جناب مولوی عبدالحق صاحب پلیڈر ״	عہ/
۵۶	جناب بابو عطا محمد صاحب وکیل ״	عہ/
۵۷	جناب مولوی محمد عبدالعزیز صاحب وکیل ״	عہ/
۵۸	جناب شیخ فتح حسین صاحب ״ ״	عہ/
۵۹	جناب شیخ عنایت اللہ صاحب مسلخواں افسر خزانہ ״	عہ/
۶۰	جناب مستری محمد عبداللہ صاحب و مولا بخش صاحب آہنی صندوق ساز شہر گوجرانوالہ	عہ/
	بذریعہ مولوی غلام محمد صاحب شملوی	
۶۱	جناب شیخ عبدالسلام صاحب وکیل سلطانپور	عہ
۶۲	جناب ڈاکٹر مشرف علی صاحب اسسٹنٹ سرجن سلطانپور	عہ/
۶۳	جناب مولوی سید محمد صاحب کورٹ انسپکٹر ״	عہ/
۶۴	جناب منشی محی الاسلام صاحب بی اے انسپکٹر آبکاری سلطانپور	عہ/

نمبر شمار	نام	رقم
	متفرق	
۶۵	مولوی عبد الغفار صاحب وکیل منصفی بستی	عه/
۶۶	جناب مولوی محمد حفیظ اللہ صاحب نائب تحصیلدار پوروا ضلع اناؤ	عه/
۶۷	جناب مولوی نذیر احمد صاحب قدوائی وکیل اکبرپور فیض آباد	عه/
۶۸	جناب مولوی عبد الرحیم صاحب واعظ جامع مسجد ریواڑی	عه/
۶۹	جناب مولوی عبد القادر صاحب پنشنر ڈپٹی کلکٹر سیتا پور	عہ
	معرفت مولوی عبد الغفار صاحب وکیل بستی	
۷۰	جناب مولوی عبد الغفار صاحب وکیل بستی	عه/
۷۱	جناب مولوی ظہور الحسن صاحب وکیل بستی "	عه/
۷۲	جناب منشی عبد الرشید صاحب پیشکار بٹوارہ بستی	عه/
۷۳	جناب منشی زکی الدین صاحب امین بٹوارہ "	عه/
۷۴	جناب منشی محمد اسحق صاحب " " "	عه/
۷۵	جناب منشی فدا حسین صاحب اہلمد " "	عه/
۷۶	جناب منشی عبد السمیع صاحب طالب علم "	عه/
	معرفت حافظ عبد الرحمن صاحب سوداگر فیض آباد	
	بسعی مولوی غلام محمد صاحب شملوی	
۷۷	جناب چودہری نعمت اللہ صاحب وکیل فیض آباد	عه/

نمبر شمار	نام	رقم
۷۸	جناب منشی محمد اسمٰعیل صاحب وکیل فیض آباد	عہ/
۷۹	جناب قاضی غفار حسین صاحب "	عہ/
۸۰	جناب مولوی محمد فائق صاحب " "	عہ/
	معرفت مولوی فیض الحق صاحب بی اے کیننگ کالج لکھنؤ	
۸۱	جناب مولوی فیض الحق صاحب بی اے کلاس کیننگ کالج لکھنؤ	عہ/
۸۲	جناب سید باقر حسین صاحب " " " "	عہ/
۸۳	جناب سلطان احمد صاحب " " "	عہ/
۸۴	جناب ابو الحسن صاحب " " "	عہ/
	متفرق	
۸۵	جناب حافظ محمد اسمٰعیل صاحب وکیل شاہجہانپور	[illegible]
۸۶	جناب مولوی عبدالحق صاحب وکیل چندوسی	[illegible]
۸۷	جناب منشی اقبال حسین صاحب آنریری مجسٹریٹ رئیس و چیرمین میونسپل شاہجہانپور	[illegible]
۸۸	جناب مولوی محمد حسین صاحب وکیل مراد آباد -	[illegible]
۸۹	" " یعقوب صاحب وکیل ججی شاہجہانپور	[illegible]
۹۰	جناب منشی [illegible] صاحب "	[illegible]
۹۱	جناب منشی نہال احمد صاحب علوی اڈیٹر الاحسان کڑا ضلع الہ آباد	عہ/
۹۲	جناب حافظ فضل اکرم صاحب وکیل ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ بدایون	عہ/

نمبر شمار	نام	رقم
۹۳	جناب قاضی عنایت رضا صاحب وکیل شاہجہانپور	۱
۹۴	جناب مولانا غلام محمد صاحب شملوی وکیل ندوہ لکھنؤ	۱
۹۵	جناب ڈپٹی محمد خلیل صاحب رئیس گورکھپور	۱
۹۶	جناب حافظ عبدالرحیم صاحب وکیل عدالت ججی علیگڈھ	۱
۹۷	جناب حکیم جواد حسین صاحب رئیس گورکھپور	۱
۹۸	جناب منشی ابوالحسن صاحب محافظ دفتر عدالت ججی گورکھپور	۱
۹۹	جناب مولوی محمد محسن صاحب وکیل 〃	۱
۱۰۰	جناب مولوی محمد شمس الدین صاحب 〃 〃	۱
۱۰۱	جناب حکیم برہم صاحب اڈیٹر اخبار مشرق 〃	۱
۱۰۲	جناب رحیم داد خاں صاحب	۱
۱۰۳	جناب مقبول غنی صاحب نواسہ مولوی عبدالحئی صاحب وکیل چندوسی	۱
۱۰۴	جناب منشی شفیع اللہ خاں صاحب طالب علم کچی سرائے چندوسی	۱
۱۰۵	جناب منشی حمید اللہ خاں صاحب مختار 〃	۱
۱۰۶	جناب علی داد خاں صاحب زمیندار جنیجہ تھانہ 〃	۱
۱۰۷	جناب منشی احسان احمد صاحب طالب علم بستی	۱
۱۰۸	جناب منشی مخدوم عالم صاحب سب اورسیر 〃	۱
۱۰۹	جناب منشی عبدالسلام صاحب طالب علم بستی	۱
۱۱۰	جناب حکیم کمال الدین صاحب لکھنؤ	۱
۱۱۱	جناب مولوی وصی الزماں خاں صاحب تعلقہ دار و آنزیری مجسٹریٹ اسیون ضلع اناؤ	۱

نمبر شمار	نام	رقم
۱۱۲	جناب فیض بخش صاحب تاجر چکن لکھنؤ۔	عہ/
۱۱۳	جناب محمد کامل صاحب پارچہ والی گلی ″	عہ/
۱۱۴	جناب منشی شمس الدین صاحب جنرل سکرٹری انجمن حمایت اسلام لاہور۔	عہ/
۱۱۵	جناب محمد یوسف صاحب اسسٹنٹ محافظ دفتر عدالت ججی گورکھپور۔	عہ/
۱۱۶	جناب وزیر حسین صاحب عرف بجو محلہ کھوکر پور شہر گورکھپور۔	عہ/
۱۱۷	جناب محمود عثمان صاحب زمیندار و فنانشل سکرٹری انجمن اسلامیہ بستی نمدان ضلع جالندھر۔	عہ/
۱۱۸	جناب حکیم عبدالرشید صاحب لکھنؤ۔	عہ/
۱۱۹	جناب مولوی حمید الدین صاحب پروفیسر میور کالج الہ آباد	عہ/
۱۲۰	جناب مولوی محمد عمر صاحب محافظ دفتر عدالت دیوانی اعظم گڈھ۔	عہ/
۱۲۱	جناب شیخ محمد صاحب نائب تحصیلدار بانسگاؤں ضلع گورکھپور۔	عہ/
۱۲۲	جناب بادر شاہ خانصاحب وکیل مدرسہ اسلامیہ امروہہ۔	عہ/
۱۲۳	جناب سید طفیل احمد صاحب مختار عدالت ضلع فتحپور۔	عہ/
۱۲۴	جناب منشی محمد عطاء اللہ خاں صاحب بی۔ اے۔ وکیل عدالت بستی۔	عہ/
۱۲۵	جناب شیخ نظیر حسن صاحب تعلقہ دار گدیہ ضلع بارہ بنکی۔	عہ/
۱۲۶	جناب اشتیاق علیصاحب رئیس جگور ″	عہ
۱۲۷	جناب ڈاکٹر کرم حسین صاحب امین آباد لکھنؤ	عہ/
۱۲۸	جناب میر سخاوت علیصاحب ابو سراے فیض آباد۔	عہ/
۱۲۹	جناب مولوی محمود عالم صاحب رئیس مغلپورہ فیض آباد	عہ
۱۳۰	جناب مولوی ضیاء الدین حسن صاحب ٹھیکہ دار و سکرٹری تقویۃ الاسلام ریاست ڈیگ بھرتپور۔	عہ/

نمبر شمار	نام	رقم
۱۳۱	جناب منشی قربان احمد صاحب وکیل عدالت بارہ بنکی۔	عا/
۱۳۲	جناب ہمایوں مرزا صاحب وکیل لکھنؤ۔	عا/
۱۳۳	جناب مولوی احمد زماں خاں صاحب رئیس شاہجہانپور۔	عا/
۱۳۴	جناب مولوی محمد عبید صاحب بی۔ اے۔ وکیل اعظم گڈھ۔	عا/
۱۳۵	جناب مولانا محمد مسیح الزماں خاں صاحب رئیس و استاد حضور نظام۔ شاہجہانپور	عا/
۱۳۶	جناب مولانا محمد خلیل الرحمن صاحب رئیس سہارنپور۔	عا/
۱۳۷	جناب مولوی محمد اطہر صاحب شاہ پور ضلع گورکھپور۔	عا/
۱۳۸	جناب مولوی مکرم الحق صاحب چھپرا ضلع سارن۔	عا/
۱۳۹	جناب شیخ نصر اللہ صاحب مئو آئمہ ضلع الہ آباد۔	عا/
۱۴۰	جناب شیخ فیض اللہ صاحب 〃	عا/
۱۴۱	جناب خان بہادر شیخ غلام صادق صاحب رئیس و آنریری مجسٹریٹ امرتسر	عا/
۱۴۲	جناب بابو نظام الدین صاحب رئیس و تاجر چرم 〃	عا/
۱۴۳	جناب حافظ محمد حلیم صاحب رئیس و تاجر و آنریری مجسٹریٹ کانپور	عا/
۱۴۴	جناب بابو عمر دراز علی صاحب شیر پور ضلع بجنور۔	عا/
۱۴۵	جناب مولوی محمد حسن مقبہ صاحب رئیس بھائی کلہ بمبئی۔	عا/
۱۴۶	جناب مرزا امجد بیگ صاحب ایڈیٹر حبیب الاخبار 〃	عا/
۱۴۷	جناب راجہ نوشاد علی صاحب تعلقہ دار جہانگیر آباد ضلع بارہ بنکی۔	عا/
۱۴۸	جناب محمد حسین صاحب مالک کارخانہ احمد حسین و لدار حسین صاحب چوک لکھنؤ	عا/
۱۴۹	جناب میر عثمان علی صاحب مختار عام خیالی گنج لکھنؤ۔	عا/
۱۵۰	جناب سید ظہور احمد صاحب بی۔ اے۔ وکیل 〃	عا/

نمبر شمار	نام	رقم
۱۵۱	جناب مولوی شبیر حسن صاحب بیرسٹرایٹ لا و تعلقہ دار گدیہ	عہ/
۱۵۲	جناب حافظ قطب الدین صاحب مالک مطبع نامی لکھنؤ۔	عہ/
۱۵۳	جناب سید شمس الحسن خانصاحب صاحبزادہ نواب محمد علی حسن صاحب بہادر۔ لکھنؤ۔	عہ/
۱۵۴	جناب نواب علی حسن خانصاحب بہادر۔ لکھنؤ۔	عہ/
۱۵۵	جناب قاضی محمد یعقوب صاحب مدار المہام ریاست کرنال۔	عہ/
۱۵۶	جناب خواجہ سید فرید الدین حسن صاحب آنریری مجسٹریٹ لکھنؤ۔	عہ/
۱۵۷	جناب منشی سعادت علیصاحب سکریٹری فلورل لکھنؤ۔	عہ/
۱۵۸	جناب نواب سید مرتضیٰ خانصاحب گولا گنج۔ لکھنؤ۔	سے/
۱۵۹	جناب شیخ سلطان محمد صاحب رئیس ہوشیارپور۔	عہ/
۱۶۰	جناب محمد خلیل صاحب انصاری انسپکٹر بٹوارہ راے بریلی۔	عہ/
۱۶۱	جناب بابو محمد یوسف صاحب سہارنپور۔	عہ/
۱۶۲	جناب مولوی عبد الحی صاحب ماتریدی محلہ قاضی سہارنپور	عہ/
۱۶۳	جناب منشی طفیل احمد صاحب سب رجسٹرار لکھنؤ۔	عہ/
۱۶۴	جناب مولوی نواب علی صاحب پروفیسر بڑودہ کالج۔	عہ/
۱۶۵	جناب مولوی منظور الٰہی صاحب رئیس سہارنپور۔	عہ/
۱۶۶	جناب مولوی محمد حسین خانصاحب کوٹلہ کیرت پور ضلع بجنور۔	عہ/
۱۶۷	جناب شیخ نثار علیصاحب رئیس نیچھل ضلع بارہ بنکی۔	عہ/
۱۶۸	جناب شیخ انوار الرحمن صاحب بڑاگانوں "	عہ/
۱۶۹	جناب منشی فرید الدین احمد صاحب ردولی "	عہ/
۱۷۰	جناب نواب امیر حسن خاں صاحب ۔لکھنؤ۔	عہ/

رقم	نام	نمبر شمار
عہ/	جناب نواب سید محمد مجتبیٰ خاں صاحب لکھنؤ۔	۱۷۱
عہ/	جناب عقیل الرحمن صاحب خلف الرشید مولانا محمد خلیل الرحمن صاحب رئیس سہارنپور۔	۱۷۲
عہ/	جناب حاجی رحمت اللہ صاحب ولی اللہ لین نمبر ۱۲ کلکتہ۔	۱۷۳
عہ/	جناب شیخ عبد القادر صاحب بیرسٹرایٹ لا دہلی۔	۱۷۴
عہ/	جناب ماسٹر محمد واعظ صاحب حسین آباد لکھنؤ۔	۱۷۵
عہ/	جناب مولوی عبد المجید صاحب بی۔ اے ایکسائز انسپکٹر بلہور ضلع کانپور	۱۷۶
عہ	جناب مولوی عطاء الحق صاحب محلہ قاضی سہارنپور۔	۱۷۷
عہ/	جناب سید غلام حسین صاحب ایف۔ اے۔ کلاس کرہ نمبر ۱۰۷ بورڈنگ کیننگ کالج لکھنؤ۔	۱۷۸
عہ/	جناب شیخ بادشاہ حسن صاحب طالب علم بی۔ اے کمرہ نمبر ۵۔ کیننگ کالج لکھنؤ	۱۷۹
عہ/	جناب عباس حسین صاحب ایف۔ اے۔ " ۱۰۴ " " "	۱۸۰
عہ/	جناب محمد احمد صاحب " " ۱۰۳ " " "	۱۸۱
صہ	جناب اے منصف علی صاحب لیپاپور ضلع سلطانپور۔	۱۸۲
عہ/	جناب محمد عزت اللہ صاحب دال منڈی بنارس۔	۱۸۳
	(معرفت مولوی غلام محمد صاحب فاضل ہوشیارپوری)	
عہ/	جناب مرزا امین اللہ خاں صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ہوشیارپور	۱۸۴
عہ/	جناب آغا محمد باقر صاحب رئیس آنریری مجسٹریٹ سیالکوٹ	۱۸۵
صہ/	جناب شیخ فضل کریم صاحب افسر مال " شہر	۱۸۶
عہ/	جناب مولوی حکیم غلام محی الدین صاحب ناظم فلاح دارین گمٹی بازار لاہور	۱۸۷

نمبر شمار	نام	رقم
۱۸۸	جناب شمس الاطبا ڈاکٹر حکیم غلام جیلانی صاحب مصنف مخزن حکمت گمٹی بازار لاہور	عا/
۱۸۹	جناب شیخ عمر بخش صاحب بی۔اے۔ پلیڈر منیجر بھارت بلڈنگ شہر لاہور۔	عا/
۱۹۰	جناب مولوی غلام مصطفٰے صاحب زبدۃ الحکما۔ ایم-ایل اکبری دروازہ شہر لاہور۔	عا/
۱۹۱	جناب میاں شمس الدین صاحب مینونسپل کمشنر و رئیس شہر لاہور	عا/
۱۹۲	جناب حکیم شیخ الدین صاحب دہلوی گمٹی بازار "	عا/
۱۹۳	جناب میاں حسام الدین صاحب بیرسٹرایٹ لا "	عا/
۱۹۴	جناب میاں بدرالدین صاحب کلرک ڈی۔ ٹی۔ ایس نارتھ ویسٹرن ریلوے لاہور۔	عا/
۱۹۵	جناب مولوی انشاء اللہ خاں صاحب اڈیٹر وطن لاہور۔	عا/
۱۹۶	جناب منشی محبوب عالم صاحب اڈیٹر پیسہ اخبار "	عا/
۱۹۷	جناب حافظ عبدالرحمٰن صاحب سیّاح " "	عا/
۱۹۸	جناب سیّد محمد شریف صاحب کلرک پوسٹماسٹر جنرل لاہور۔	عا
۱۹۹	جناب شیخ احمد بخش صاحب رئیس جالندھر	عا/
۲۰۰	جناب شیخ محمد رمضان صاحب مینونسپل کمشنر سیالکوٹ۔	صہ/
۲۰۱	جناب شیخ پیر بخش صاحب سوداگر چرم شہر سیالکوٹ۔	عا
۲۰۲	جناب غلام علی صاحب ٹھیکہ دار سیالکوٹ۔	صہ/
۲۰۳	جناب چودھری محمد بخش صاحب مینونسپل کمشنر و رئیس شہر سیالکوٹ	صہ/
۲۰۴	جناب ماسٹر حسن محمد صاحب مالک سوڈا واٹر فیکٹری "	سـہ/
۲۰۵	جناب ماسٹر بدرالدین صاحب سپرنٹنڈنٹ چنگی۔ "	عا/

نمبر شمار	نام	رقم
۲۰۶	جناب مرزا فتح اللہ خاں صاحب نائب تحصیلدار نکودر ضلع جالندھر۔	عا/
۲۰۷	جناب مولوی محمد برکت علی صاحب ایم۔ اے منصف ″ ″	عا/
۲۰۸	جناب منشی بدر الدین صاحب محرر جوڈیشل تحصیل ″ ″	عا/
۲۰۹	جناب شیخ رحمت علی صاحب دفتر قانونگویان ″ ″	عا/
۲۱۰	جناب منشی غلام حسین صاحب سیاہہ نویس ″ ″	عا/
۲۱۱	جناب منشی محمد بخش صاحب محرر رجسٹری ″ ″	عا/
۲۱۲	جناب منشی عمر الدین صاحب گرداور قانونگو۔ ″ ″	عا/
۲۱۳	جناب چودھری فتح خاں صاحب رئیس ″ ″	عا/
۲۱۴	جناب مولوی عبد القادر صاحب وکیل چیف کورٹ قصور ضلع لاہور۔	للعہ
	متفرق	
۲۱۵	جناب سید عزیز حسین صاحب زمیندار خسرو پور ضلع پٹنہ۔	عا/
	(معرفت مولوی غلام محمد صاحب فاضل ہوشیارپوری)	
۲۱۶	جناب مولوی مشتاق احمد صاحب ڈپٹی کلکٹر مظفر نگر	عا/
۲۱۷	جناب منشی سید ذاکر علی صاحب انسپکٹر ڈاکخانجات ضلع مظفر نگر۔	عا/
۲۱۸	جناب حاجی نور محمد صاحب سوداگر بازار نواب گنج ″	عا
۲۱۹	جناب بابو تصدق حسین صاحب گوڈس کلرک اسٹیشن ″	عا/
۲۲۰	جناب سید علی احمد صاحب انسپکٹر پولس کرنال ″	عا/

نمبر شمار	نام	رقم
	متفرق	
۲۲۱	جناب محمد ابراہیم خاں صاحب ٹیکہ پاڑا پوسٹ موہن گنج میمن سنگھ	صر
۲۲۲	جناب حافظ محمد نقی صاحب سوداگر چاول بیرون گنج علیگڈھ۔	عر
۲۲۳	جناب حافظ عبد الغفور صاحب سوداگر قفل سبزی منڈی "	عر
۲۲۴	جناب حاجی علی بخش صاحب سوداگر چرم دہلی دروازہ "	عر
۲۲۵	جناب منشی علی گوہر صاحب ہیڈ کلرک باوڈ ملٹری پولس کوہاٹ	صر
۲۲۶	جناب محمد نعیم اللہ خاں صاحب پنشنر ڈاکٹر آگرہ ضلع گوالیار۔	عر
۲۲۷	جناب حکیم خوشی محمد صاحب چک سنگلانی ضلع جالندھر۔	عر
	(معرفت مولوی حبیب احمد صاحب رئیس بنارس)	
۲۲۸	جناب حاجی مولوی شیخ حبیب احمد صاحب رئیس بنارس۔	عر
۲۲۹	جناب مولوی مقبول عالم صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی وکیل بنارس	عر
۲۳۰	جناب مولوی نادر علی صاحب مختار عدالت "	عر
۲۳۱	جناب مولوی عبد الکبیر صاحب چیف ریڈر "	عر
۲۳۲	جناب منشی عبد الصمد صاحب محرر چنگی۔ "	عر
۲۳۳	جناب منشی عبد الغفور صاحب۔ "	عر
۲۳۴	جناب منشی پیر بخش صاحب "	عر
۲۳۵	جناب مولوی محمد خلیل صاحب بی۔ اے میونسپل کمشنر "	عر
۲۳۶	جناب مولوی عبد القادر صاحب وکیل ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ "	عر

نمبر شمار	نام	رقم
۲۳۷	جناب شیخ محمد عمر صاحب رئیس و آنریری مجسٹریٹ بنارس	عا ر
۲۳۸	جناب محمد عنایت خاں صاحب۔ "	عا ر
۲۳۹	جناب ڈاکٹر رحمۃ اللہ صاحب۔ "	عا ر
۲۴۰	جناب شیخ محمد حسین صاحب مختار عدالت "	عا ر
۲۴۱	جناب محمد عثمان صاحب۔ "	عا ر
۲۴۲	جناب شیخ شبراتی و شیخ لوز و صاحبان سبزی فروش "	عا
	(معرفت مولوی غلام محمد صاحب فاضل ہوشیارپوری)	
۲۴۳	جناب مولوی محمد آفاق صاحب موضع ڈھولیوال پوسٹ دھرم کوٹ ضلع فیروز۔	عا ر
۲۴۴	جناب قاری رشید احمد صاحب بی۔ اے۔ مختار محلہ سیدان لودیانہ	عا ر
۲۴۵	جناب خان صاحب مولوی محمد حسین صاحب وائس پریسیڈنٹ و آنریری مجسٹریٹ لودھیانہ۔	سعہ ر
۲۴۶	جناب حاجی چودھری سلطان محمد صاحب خان صاحب بیرسٹرایٹ لا شہر سیالکوٹ	عا ر
۲۴۷	جناب راجہ محمد اکرام اللہ خان صاحب رئیس اعظم و آنریری مجسٹریٹ وزیرآباد	سعہ ر
۲۴۸	جناب مولٰنا غلام محمد صاحب فاضل ہوشیارپوری وکیل ندوہ	عا ر
	(معرفت مولوی حبیب احمد صاحب رئیس بنارس)	
۲۴۹	جناب شیخ محمد علی صاحب تاجر غلہ و آڑھت بنارس۔	صہ ر
۲۵۰	جناب حافظ شیخ چراغ علی و حافظ شیخ مراد علی خاں صاحب تاجران بنارس۔	عا ر

نمبر شمار	نام		رقم
۲۶۹	جناب منشی جمال الدین صاحب سلوتری شفاخانہ حیوانات موگا ضلع فیروزپور		صہ/
۲۷۰	جناب بابو عبد المجید صاحب اوورسیر ڈسٹرکٹ بورڈ	فیروزپور	صہ/
۲۷۱	جناب مولانا حکیم قاضی عبد الوحید صاحب	"	سے/
۲۷۲	جناب میاں نظام الدین صاحب زرگر	"	عا/
۲۷۳	جناب شیخ اشفاق علی صاحب انسپکٹر موگا	"	عا/

چندہ جلسہ سنگ بنیاد

متفرق

نمبر شمار	نام		رقم
۱	جناب حاجی سلیمن عبد الواحد صاحب پالا گلاس روڈ بائیکلہ بمبئی		صہ
۲	جناب نواب غلام احمد صاحب کی۔ جی۔ ایف کارومنڈل صوبہ میسور		صہ
۳	جناب مولوی محمد حبیب الرحمن خاں صاحب رئیس بھیکم پور ضلع علیگڈھ		عا/
۴	جناب مولوی نظام الدین حسن صاحب بی اے وکیل لکھنؤ		[illegible]
۵	جناب مولوی حکیم عبد الولی صاحب جھوائی ٹولہ	"	عہ
۶	جناب مولوی بدر الحسن صاحب منصف	"	صہ/
۷	جناب منشی شیخ محمد صادق علی صاحب مختار نواب نور الحسن خاں صاحب لکھنؤ		صہ/
۸	جناب نواب سید محمد علی حسن خاں صاحب رئیس لکھنؤ		عا/

نمبر شمار	نام	رقم
۹	جناب آنریبل مولوی محمد نسیم صاحب بی اے وکیل لکھنؤ	مار
۱۰	جناب خان بہادر حاجی شیخ قادر بخش صاحب رئیس و آنریری مجسٹریٹ فیض آباد	مار
	معرفت حافظ عبدالرحمن صاحب سوداگر بسعی مولوی شہودی	
۱۱	جناب مولوی محمود عالم صاحب رئیس فیض آباد	صہ
۱۲	جناب حافظ عبدالرحیم و جناب حافظ عبدالرحمن صاحبان سوداگران فیض آباد	صہ
۱۳	جناب منشی امتیاز علی صاحب وکیل فیض آباد	عہ
۱۴	جناب چودہری نعمت اللہ صاحب وکیل فیض آباد	صہ ر
۱۵	جناب منشی محمد اسمعیل صاحب وکیل 〃	[illegible]
۱۶	جناب سلطان علیخان صاحب رسالدار میجر 〃	[illegible]
۱۷	جناب سردار محمد جانان صاحب 〃 〃	[illegible]
۱۸	جناب شیخ قادر بخش صاحب کوتوال شہر فیض آباد و دیگر صاحبان	[illegible]
۱۹	جناب چودہری عوض علی صاحب و نبی بخش صاحب سبزی فروشان فیض آباد	صہ ر
۲۰	معرفت جناب عبدالرحمن صاحب و مولا بخش ... و دیگر صاحبان 〃	[illegible]
۲۱	جناب حافظ کرم بخش صاحب پارچہ فروش فیض آباد	[illegible]
۲۲	جناب چودہری عبدالغفار صاحب سوداگر 〃	صہ ر
۲۳	جناب محمد اشرف صاحب 〃	[illegible]
۲۴	جناب چودہری مولا بخش صاحب 〃	[illegible]
۲۵	جناب چودہری حسین بخش صاحب 〃 〃	صہ ر
۲۶	جناب چودہری عبدالرحمن صاحب 〃 〃	[illegible]

نمبر شمار	نام	رقم
۲۷	جناب چودہری بہادر خاں صاحب سوداگر فیض آباد	عہ/
۲۸	جناب شیخ محمد علی صاحب زمیندار بارہ بنکی	عہ/
۲۹	جناب بہادر حسین صاحب "	۸/
۳۰	جناب نواب علیخاں صاحب "	۸/
۳۱	جناب مولا بخش صاحب سوداگر روغن "	عہ/
۳۲	جناب سید علی صاحب "	۸/
۳۳	جناب حافظ ممتاز علی صاحب "	۸/
۳۴	جناب رحیم بخش صاحب آتشباز "	۸/
۳۵	جناب منشی محبوب علی صاحب و متفرق چندہ بسکہ سرائے "	عہ/ ۲/
۳۶	جناب حافظ بشارت علی صاحب "	عہ/
۳۷	جناب چودہری نبی بخش صاحب "	عہ/
۳۸	جناب شیخ مبین خاں صاحب "	عہ/
۳۹	جناب ابو الخیر صاحب "	عہ/
۴۰	جناب واحد علی صاحب "	عہ/
۴۱	جناب شیخ رجب علی صاحب "	۸/
۴۲	جناب حافظ یوسف علی صاحب "	عہ/
۴۳	جناب غلام مصطفی صاحب سوداگر "	عہ/
۴۴	جناب حسن خاں صاحب دفعہ دار "	عہ/
۴۵	جناب حاجی ولایت علی صاحب "	۴/
۴۶	از مسجد شاہ ٹاٹ فیض آباد چندہ متفرق	۱۳/

نمبر شمار	نام	رقم
۴۷	جناب محمد حامد علیخاں صاحب بیرسٹر ایٹ لا فیض آباد	عسه
	متفرق	
۴۸	جناب حافظ محمد اسمعیل صاحب وکیل عدالت چجی شاہجہانپور	لعسه
۴۹	جناب مولوی مرزا ظفر اللہ خاں صاحب سب جج پنشنر جالندھر	عه
۵۰	جناب مولوی حمید الدین صاحب پروفیسر میور کالج الہ آباد	عه
۵۱	جناب نواب خواجہ رشید الدین صاحب لکھنؤ	عه
۵۲	جناب نواب سید نور الحسن خانصاحب رئیس بھوپال	سه
۵۳	جناب مولوی مرزا سمیع اللہ بیگ صاحب بی اے وکیل لکھنؤ	دعه
۵۴	معرفت مولوی منظور الغنی صاحب سہارنپوری بلا تفصیل	للعه
۵۵	جناب مولوی عبد الحی صاحب وکیل چندوسی مرادآباد	عه

چندہ اشاعت الاسلام

معرفت جناب علی محمد صاحب وسٹری اسسٹنٹ جناب حشمت علیصاحب جمعدار ٹرانسپورٹ کور نمبر ا پشاور

نمبر شمار	نام	رقم
۱	جناب حشمت علیصاحب جمعدار کونٹنٹ ٹرانسپورٹ کور نمبر ا پشاور	۱۷ر

نمبر شمار	نام	رقم
۲	جناب علی محمد صاحب ٹرنزی اسسٹنٹ ٹرانسپورٹ کور نمبر ا پشاور	۱۱؍
۳	جناب بابو احمد جان صاحب " " " "	۱۱؍
۴	جناب بابو فقیر محمد صاحب " " "	؎؍
۵	جناب صوبہ دار پیرداد خاں صاحب "	عہ؍
۶	جناب حیات اللہ صاحب پلٹن نمبر ۵ "	عہ؍
۷	جناب ڈاکٹر محمد حسین صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ "	؎؍
۸	صاحبان ترپ نمبر ۱ "	عہ؍
۹	" " نمبر ۲ "	[illegible]
۱۰	" " نمبر ۳ "	[illegible]
۱۱	" " نمبر ۴ "	۱۳؍
۱۲	" " نمبر ۵ "	[illegible]
۱۳	" " نمبر ۶ "	[illegible]
۱۴	" " نمبر ۷ "	[illegible]
۱۵	" " نمبر ۸ "	[illegible]
۱۶	" " نمبر ۹ "	[illegible]
۱۷	" " نمبر ۱۰ "	[illegible]
۱۸	صاحبان مستری خانہ "	[illegible]
۱۹	" اسپتال "	[illegible]
۲۰	جناب فتح محمد صاحب "	۲؍
۲۱	جناب بابو نصرت خاں صاحب ورزی اسسٹنٹ "	عہ؍
۲۲	متفرق چندہ پشاور	[illegible]

نمبر شمار	نام	رقم
	یتیم خانہ اسلامیہ کانپور	
	بہ سرپرستی ندوۃ العلماء	
۱	عطیہ ہز ہائنس مہاراجہ تکوجی راؤ ہلکر بہادر والیٔ اندور دام ملکہ	[illegible]
	چندہ زکوۃ و قیمت چرم قربانی	
۱	جناب شاہزادہ عزیز حسین صاحب زمیندار نیرو پور ضلع [illegible]	[illegible]
	معرفت مولوی غلام محمد صاحب فاضل ہوشیارپوری	
۲	جناب سید شمس الدین صاحب منصف پنڈ دادخاں ضلع جہلم	مار
	متفرق	
۳	جناب میر عثمان علی صاحب مختار ریاست اجودھیا لکھنؤ	[illegible]
۴	جناب ماسٹر عبد الجلیل صاحب لکھنؤ قیمت ایک کھال بکرہ	[illegible]
۵	جناب شاہ محمد خاں صاحب کمیشن ایجنٹ لکھنؤ قیمت چرم گاؤ و ایک	[illegible]
۶	جناب منشی فیض الحسن صاحب لکھنؤ قیمت چرم بکرہ	[illegible]

نمبر شمار	نام	رقم
۷	نامعلوم موفق محل لکھنؤ ۲ کھال بھیڑ	۱۴ار
۸	جناب محمد علی صاحب داروغہ امین آباد لکھنؤ چرم بھیڑ	۷ر
۹	جناب تحصیلدار صاحب ریاست محمود آباد	۶ر
۱۰	نامعلوم الاسم ایک کھال بھیڑ	۶ر
۱۱	جناب حفیظ الحق صاحب رئیس تجنیارپور ضلع مونگیر قیمت چرم قربانی	صہ ر
۱۲	جناب شیخ نثار الدین صاحب رئیس بڑاگاؤں ضلع بارہ بنکی	صہ ر
۱۳	جناب [illegible] محمد خاں صاحب ریاست نابھہ	صہ ر
	معرفت مولوی غلام محمد صاحب فاضل ہوشیارپوری	
۱۴	جناب منشی میراں بخش صاحب پٹواری موضع جمانجیلاں ضلع ہوشیارپور	عـہ
۱۵	جناب ڈاکٹر محمد بخش صاحب آئی ڈاکٹر چک مغلانی ضلع جالندھر	صہ ر
	## چندہ امداد یتامیٰ	
	### متفرق	
۱۶	جناب سید محمد ابراہیم مہتمم متروکہ محمد محسن مرحوم و سید فاروق علی صاحب [illegible] ساکن ضلع فرخ آباد	صہ ر

نمبر شمار	نام	رقم
	معرفت جناب حشمت علیصاحب جمعدار پشاور	
۱۷	قیمت چرم مشتنرکہ بذریعہ جناب حشمت علیصاحب جمعدار پشاور	آسے/
	متفرق	
۱۸	جناب سید حسن صاحب مشائخ پٹن ضلع اورنگ آباد دکن	۱۲صہ/ آ/
۱۹	جناب والدہ صاحبہ محمد حسین صاحب عرف چراغ علی مرحوم سمدھن ضلع فرخ آباد " " " " " "	صہ/
	معرفت مولوی غلام محمد صاحب فاضل ہوشیارپوری	
۲۰	جناب شیخ محمد نصیب صاحب بیرسٹرایٹلا لودہیانہ	لعہ/
۲۱	جناب شیخ محمد امین الدین صاحب تاجر لودیانہ	صہ/
۲۲	جناب حکیم بہاؤ الدین صاحب	عہ/
۲۳	جناب خواجہ شمس الدین صاحب مینوسپل کمشنر و رئیس اعظم لودیانہ	صہ/
	متفرق	
۲۴	جناب مولوی جمیل الحق صاحب روہیلی پوسٹ ارانہ ضلع پورینہ	للعہ/
۲۵	جناب بابو عبداللہ صاحب ویٹری اسسٹنٹ پشاور	صہ/

نمبر شمار	نام	رقم
	چندہ دار العلوم ندوۃ العلماء من ابتداے یکم شوال ۱۳۲۶ھ لغایتہ ۹ ربیع الاول ۱۳۲۷ھ مطابق تا ۳۱ مارچ ۱۹۰۹ء	
۱	عطیہ ماہوار سرکار عالیہ والیہ ریاست بھوپال خلد اللہ ملکہا	ساصہ
	چندہ دار العلوم	
۱	جناب سید محمد اظہر صاحب دارا گنج الہ آباد	عہ
۲	جناب منشی محمد عادل خاں صاحب ایجنٹ محکمہ رسدات کوہ لیبانگ ضلع دارجیلنگ	مارہ لعہ
۳	جناب مولوی محمد امانت اللہ صاحب پرساٹار ضلع بلیا	صہ/
۴	جناب اہلیہ محترمہ جناب نواب سید نور الحسن خاں صاحب رئیس لکھنؤ	عہ
	چندہ تعمیر دار العلوم	
۱	جناب منشی فضل الدین صاحب بی اے وکیل گوجرانوالہ	یعہ
۲	جناب خاتون محترمہ صاحبہ بذریعہ منشی محمود خاں صاحب لشکر پونہ	لعہ

رقم	نام	نمبر شمار
	چندہ مستقل سالانہ	
عہ	جناب مولوی حاجی قربان احمد صاحب وکیل بارہ بنکی	۱
عہ	جناب منشی سجاد حسین صاحب " "	۲
	تعلیم سنسکرت	
عہ	جناب مولوی علی الدین حسن صاحب ناظم و جائنٹ مجسٹریٹ عدالت دیوانی اورنگ آباد " " " "	۱
	تعلیم دینیات	
ما ر	جناب محمد محمود خاں صاحب بہادر مہاجر نور باغ اڈیار مدراس	۱
عہ ر	جناب مرزا احمد امین اللہ خاں صاحب برادرزادہ مرزا ظفر اللہ خانصاحب سب جج سیالکوٹ " " " "	۲
صہ ر	جناب سید محمود علیصاحب تحصیلدار نکودر ضلع جالندھر	۳

نمبر شمار	نام	رقم

وظائف غیر مستقل

نمبر شمار	نام	رقم
۱	جناب شیخ امراؤعلیصاحب معرفت مولوی محمد حفیظ اللہ صاحب مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلمار " " "	عکار

وظائف مستقل برائے طلباء دارالعلوم

نمبر شمار	نام	رقم
۱	جناب ایم لے حیات پاچپا صاحب مدراس	سہ
۲	جناب خان بہادر الحاج محمد عبد العزیز بادشاہ صاحب مدراس	سہ
۳	جناب مولانا عبد السبحان صاحب مدراس	سہ
۴	جناب اہلیہ محترمہ مولانا عبد السبحان صاحب مدراس	سہ
۵	جناب محمد محمود اللہ بادشاہ صاحب "	سہ
۶	جناب حاجی بدرالدین صاحب "	سہ
۷	جناب ٹی امین الدین صاحب "	سہ
۸	جناب چلم کار عبد اللطیف صاحب "	سہ
۹	جناب حاجی عبد الرحمن صاحب ملبالم "	للوعہ
۱۰	جناب کنتم باڈی عبد القادر صاحب "	سہ
۱۱	جناب متھا دار عبد القادر صاحب "	بےعہ

نمبر شمار	نام	رقم
۱۲	جناب محمد عبد الکریم صاحب فاروقی مدراس	سے/
۱۳	جناب سید محمد عبد القادر صاحب اڈیٹر مخبر دکن "	للعہ/
۱۴	جناب محمد حنیف صاحب "	دعسے
۱۵	جناب مولوی حمید الدین صاحب پروفیسر میور کالج الہ آباد	دعہ
۱۶	جناب مولوی حبیب الرحمن خاں صاحب شروانی رئیس بھیکم پور ضلع علیگڈھ " " " "	ما/

کرایہ مکانات متعلقہ دار العلوم

نمبر شمار	نام	رقم
۱	کرایہ مکانات وصیتی واقع لال باغ لکھنؤ	ماعہ سے
۲	کرایہ دوکانات متعلقہ مکان دار العلوم	للعہ

نمبر شمار	فہرست چندہ ندوۃ العلماء من ابتدای یکم اپریل سنہ ۱۹۱۵ء لغایت ۳۱ مارچ سنہ ۱۹۱۶ء	رقم
۱	عطیۂ ماہوار حضور سرکار عالی والی ریاست حیدر آباد دکن خلد اللہ ملکہ۔	کمالہ سہ ۴ر

گرنیت وعطیات ندوۃ العلماء

(بہ سعی مولوی غلام محمد صاحب شملوی وکیل ندوۃ العلماء)

ماہ سنہ ۲۶

نمبر شمار	نام	رقم
۱	بذریعہ وعظ در کلب مفتی صاحب چندہ متفرق پشاور	ہیے
۲	جناب میاں غلام رسول صاحب ٹھیکہ دار پشاور	صہر
۳	جناب خواجہ سجاد حسین صاحب انسپکٹر جنرل مدارس صوبہ سرحدی پشاور	عـہ
۴	جناب بابو محمد بخش صاحب پوسٹ ماسٹر صدر پشاور۔	عـہ
۵	جناب میاں کریم بخش صاحب خواجہ سیٹھی فرزند میاں احمد بخش صاحب سیٹھی مرحوم پشاور۔	صہر
۶	جناب مولوی حکیم محمد عبد اللہ صاحب رئیس پشاور۔	عـہ
۷	جناب سید لعل بادشاہ صاحب فرزند سید منیر بادشاہ صاحب پشاور	عـہ
۸	جناب سید اکبر شاہ صاحب منشی مفتی فدا احمد صاحب پشاور	سے
۹	جناب مرزا سید اکبر صاحب محرر دفتر ڈسٹرکٹ جج بہادر 〃	صہر
۱۰	جناب منشی سید احمد صاحب محرر بابو سندر سنگھ صاحب وکیل 〃	للعہ ر
۱۱	جناب میاں کریم بخش صاحب سیٹھی فرزند میاں حاجی منیر احمد صاحب مرحوم 〃	سہ

نمبر شمار	نام	رقم
۱۲	جناب حاجی شیر محمد صاحب نوٹی پشاور۔	عـــہ
۱۳	جناب میاں عبدالمجید صاحب سیٹھی پشاور	صہ/
۱۴	جناب میاں حسین و تمیز الدین صاحبان سوداگران پشاور۔	صـــہ
۱۵	جناب احمد اللہ خانصاحب محکمہ پولیس ہلدوانی نینی تال۔	عہ/
۱۶	جناب راجہ محمد ولی اللہ خانصاحب انسپکٹر پولیس ہوشیارپور۔	ســہ
۱۷	جناب مولوی حفیظ اللہ صاحب نائب تحصیلدار حسن گنج ضلع اناؤ	عـــہ
	(بسعی مولوی غلام محمد صاحب فاضل ہوشیارپوری)	
۱۸	جناب مولوی حکیم فضل محمد صاحب ملازم راجہ صاحب جالندھر۔	صہ/
۱۹	جناب منشی محمد عثمان خاں صاحب کھیوٹ دار بستی غزان ضلع "	عا/
۲۰	جناب خانصاحب غلام نیاز خاں صاحب رئیس و وکیل شہر جالندھر (بغرض ایصال ثواب مرحومہ)	لعـــہ
	(بذریعہ سکرٹری صاحب معین الندوہ شملہ) للعہ	
۲۱	جناب مولوی منعم الدین صاحب اکزامینر مانوٹائپ پریس کوہ شملہ	عا/
۲۲	جناب عبدالرب صاحب خلف مولوی منعم الدین صاحب۔	عا/
۲۳	جناب عبدالرزاق صاحب خلف مولوی منعم الدین صاحب۔	عا/
۲۴	جناب بابو نورالدین صاحب کلرک ریونیو ڈیپارٹمنٹ کوہ شملہ۔	عا/
۲۵	جناب بابو محمد عبداللہ صاحب منہاس کلرک دفتر آب و ہوا کوہ شملہ	عا/
۲۶	جناب بابو دین محمد صاحب بی۔ اے۔ کوہ شملہ۔	ــے/

نمبر شمار	نام	رقم
۲۷	جناب بابو عبد الرحیم صاحب نقشہ نویس پبلک دفتر کوہ شملہ۔	لعہ ر
۲۸	جناب بابو بشیر حسین صاحب ریلوے بورڈ آفس شملہ	عا ر
۲۹	جناب میر عبد الستار صاحب شال مرچنٹ شملہ	عا ر
۳۰	جناب بابو عبد العزیز صاحب سب اورسیر میونسپل بورڈ شملہ	للعہ ر
۳۱	جناب بابو غلام محی الدین صاحب کلرک الاونس۔ بنک کوہ شملہ۔	عا ر
۳۲	جناب بابو نور بخش صاحب ریلوے بورڈ کوہ شملہ۔	عا ر
۳۳	جناب بابو برکت علی صاحب " " "	عا
۳۴	جناب بابو محمد حسن خانصاحب " " "	عا ر
۳۵	جناب محمد احمد صاحب خلف مولوی منعم الدین صاحب کوہ شملہ	عا ر
	(معرفت حکیم عبد اللہ صاحب پشاور بہ سعی مولوی شملوی صاحب)	
	عہ ۱۴	
۳۶	جناب مولوی فضل دین صاحب پشاور۔	۸ ر
۳۷	جناب ماسٹر فضل دین صاحب "	۴ ر
۳۸	جناب احمد جان صاحب طالب العلم "	عہ ر
۳۹	جناب نذیر احمد صاحب " "	عہ ر
۴۰	جناب فضل الرحمن صاحب " "	عہ ر
۴۱	جناب گل محمد صاحب " "	۴ ر
۴۲	جناب قاسم شاہ صاحب " "	۴ ر
۴۳	جناب محمد حسین صاحب " "	۴ ر
۴۴	جناب فضل محمود صاحب " "	۴ ر

نمبر شمار	نام	رقم
۴۵	جناب سید ولایت شاہ صاحب محرر محکمۂ ڈویژنل جج بہادر پشاور	عـہ
۴۶	جناب مولوی باغ دین صاحب معلّم بورڈ سکول پشاور	عا/
۴۷	جناب مولوی غلام رسول صاحب " " "	عا/
۴۸	جناب ماسٹر ولایت شاہ صاحب " " "	عہ/
۴۹	جناب ماسٹر کرم داس صاحب " " "	۸/
۵۰	جناب مولوی محمد دین صاحب " " "	۸/
۵۱	جناب نامعلوم الاسم صاحب " " "	۲/
	(معرفت مولوی غلام محمد صاحب شملوی) صا عہ/	
۵۲	جناب بابو غلام محمد صاحب ہیڈ کلرک محکمۂ ہائیکورٹ۔ سری نگر کشمیر	عہ/
۵۳	جناب خواجہ محمد شاہ صاحب نقشبندی محلہ خانیار " "	سے
۵۴	جناب منشی شیخ محمد حسن صاحب ریزیڈنسی " "	عا/
۵۵	جناب ڈاکٹر محمد الدین صاحب کوٹھی نسروانجی سوداگر " "	عا/
۵۶	جناب منشی شیخ غلام نقشبند صاحب چیف سنٹر آفس " "	عا/
۵۷	جناب مولوی محمد موسیٰ خانصاحب مدرس نارمل اسکول " "	عہ/
۵۸	جناب مولوی عبد اللہ خانصاحب بی۔ اے۔ مدرس ہائی اسکول اسٹیٹ "	عہ/
۵۹	جناب منشی فیض علی صاحب منیجر پنجاب پریس سیالکوٹ۔	سے/
۶۰	جناب سردار محمد اکبر خاں صاحب امیر بکدیل۔ سری نگر کشمیر	عا/
۶۱	جناب شیخ محمد بخش صاحب " "	سے/
۶۲	جناب میاں غلام رسول صاحب کوٹھی دار " "	عا/

نمبر شمار	نام			رقم
۶۳	جناب حاجی عزیز جو صاحب ٹھیکہ دار۔ سری نگر کشمیر			صہ ر
۶۴	جناب غلام رسول صاحب۔ ۔	۔	۔	صہ ر
۶۵	جناب علی بخش صاحب ایجنٹ گاڑیان	۔	۔	عہ ر
۶۶	جناب ولی میر صاحب سوداگر	۔	۔	ہمہ ر
۶۷	جناب غفار جو اینڈ سنس۔	۔	۔	للعہ ر
۶۸	جناب شیخ خدا بخش صاحب۔	۔	۔	عہ ر
۶۹	جناب شیخ حبیب اللہ صاحب سوداگر	۔	۔	عا ر
۷۰	جناب شیخ محمد حسین صاحب اکونٹنٹ	۔	۔	عہ ر
۷۱	جناب خلیفہ امام الدین صاحب درزی	۔	۔	عا ر
۷۲	جناب وہب جو صاحب سوداگر	۔	۔	سے ر
۷۳	جناب میاں محمد صاحب سوداگر	۔	۔	سے ر
۷۴	جناب سبحان جو صاحب سوداگر پارچہ	۔	۔	سے ر
۷۵	جناب محمد جو گنائی کوٹھی دار	۔	۔	سے ر
۷۶	جناب محمد بخش صاحب	۔	۔	۸ ر
۷۷	جناب بابو عبداللہ صاحب ملازم سٹیو سیلیٹی	۔	۔	عہ ر
۷۸	جناب قصاب امیر یکدل	۔	۔	عہ ر
۷۹	جناب قادر صاحب نان وائی	۔	۔	عہ ر
۸۰	جناب سیٹھ اسمٰعیل جی صاحب مرچنیٹ	۔	۔	صہ ۸ ر
۸۱	جناب پٹھان فوٹوگرافر صاحب	۔	۔	عہ ر
۸۲	جناب محمد سلطان صاحب شال مرچنٹ	۔	۔	عا ر

نمبر شمار	نام			رقم
۸۳	جناب درزی متصل رجب جو سوداگر سری نگر کشمیر۔			عہ/
۸۴	نامعلوم الاسم	″	″	عہ/
۸۵	جناب خواجہ سعادالدین صاحب شال مرچنٹ	″	″	عـ۵
۸۶	معرفت جناب حبیب جو چودھری صاحب امیرکدل	″	″	چہ/
۸۷	جناب خواجہ سلام شاہ صاحب نقشبندی	″	″	۵ـ
۸۸	جناب بابو معراج الدین صاحب۔	″	″	للعہ/
۸۹	معرفت جناب علی بخش صاحب گاڑی والا	″	″	للعہ/
۹۰	جناب ڈاکٹر سید ضیاء علی صاحب	″	″	سے/
۹۱	جناب ڈاکٹر رمضان علی صاحب بذریعہ مولوی صاحب۔	″	″	عا/
۹۲	جناب مرزا غلام مصطفیٰ صاحب سب اسٹنٹ گورنر	″	″	لعـ۵
۹۳	جناب خواجہ عزیز الدین صاحب تحصیلدار معرفت مرزا صاحب۔		″	ہـ۵
۹۴	جناب پیرزادہ محمد حسن صاحب جج ہائی کورٹ سری نگر کشمیر			مـ۵
۹۵	جناب مولوی نذیر احمد صاحب سب جج	″	″	عـ۵
۹۶	جناب خواجہ جمال الدین صاحب انسپکٹر	″	″	سے/
۹۷	جناب خواجہ حبیب شاہ صاحب نقشبندی	″	″	سے/
۹۸	جناب خواجہ حسن شاہ صاحب نقشبندی	″	″	عہ/
۹۹	جناب خواجہ میر حسن شاہ صاحب نقشبندی	″	″	صہ/
۱۰۰	جناب محمد شاہ صاحب لال پشمینہ	″	″	سے/
۱۰۱	جناب خواجہ عبدالغنی صاحب پچھ	″	″	لعـ۵
۱۰۲	جناب حبیب جو اینڈ سنز مرچنٹ۔	″	″	للعـ۵

نمبر شمار	نام			رقم
۱۰۳	جناب خواجہ سیف الدین صاحب گاگی سری نگر کشمیر			سے ر
۱۰۴	جناب خواجہ غلام محمد صاحب	//	//	//	صہ ر
۱۰۵	جناب غلام مصطفیٰ صاحب پچھ	//	//	صہ ر
۱۰۶	جناب خواجہ اکبر شاہ صاحب غشاروی	//	//	سے ر
۱۰۷	جناب سرافراز خانصاحب انسپکٹر پولیس	//	//	۶ ر
۱۰۸	جناب خواجہ غفار جو صاحب سندر۔	//	//	سے ر
۱۰۹	جمع کردہ چندہ از جامع مسجد بلاتفصیل۔	//	//	۲ ر
۱۱۰	جناب عزیز مہر صاحب سوداگر فتحکدل	//	//	صہ ر
۱۱۱	جناب خواجہ عزیز الدین صاحب کادسہ	//	//	[illegible]
۱۱۲	جناب علی خانصاحب مرچنٹ	//	//	صہ ر
۱۱۳	جناب جنرل قربان علی خاں صاحب	//	//	[illegible]
۱۱۴	جناب محمد اکبر خانصاحب معرفت جنرل قربانعلیخانصاحب	//	//	صہ ر
۱۱۵	جناب کرنل رنگ خانصاحب	//	//	۶ ر
۱۱۶	جناب یحی العنہ خاں صاحب	//	//	عہ ر
۱۱۷	جناب صوبہ دار لال خاں صاحب	//	//	عہ ر
۱۱۸	جناب عطا محمد صاحب جمعدار	//	//	عہ ر
۱۱۹	جناب شیر خاں صاحب	//	//	صہ ر
۱۲۰	جناب خیر شاہ صاحب	//	//	۸ ر
۱۲۱	جناب صوبہ دار اکبر خاں صاحب	//	//	عہ ر
۱۲۲	جناب مرزا یوسف بیگ صاحب	//	//	۶ ر

نمبر شمار	نام		رقم
١٢٣	جناب سنو خاں صاحب۔	سری نگر کشمیر	عہ/
١٢٤	جناب فتح شیر صاحب۔	〃 〃	عہ/
١٢٥	جناب سکندر خاں صاحب۔	〃 〃	عہ/
١٢٦	جناب منشی حیدر صاحب	〃 〃	عہ/
١٢٧	جناب محمد خاں صاحب سپرنٹنڈنٹ اصطبل	〃 〃	عا/
١٢٨	جناب صاحبداد خاں صاحب۔	〃 〃	٨/
١٢٩	جناب کرم خاں صاحب۔	〃 〃	عہ/
١٣٠	جناب کلیم خاں صاحب۔	〃 〃	عا/
١٣١	جناب خضر جو صاحب درزی۔	〃 〃	عا/
١٣٢	جناب جمعدار شیر علی خاں صاحب۔	〃 〃	عہ/
١٣٣	جناب ولایت خاں صاحب۔	〃 〃	عہ/
١٣٤	جناب رجب اللہ خاں صاحب	〃 〃	عہ/
١٣٥	جناب عنایت اللہ خاں صاحب	〃 〃	عہ/
١٣٦	جناب راج محمد خاں صاحب۔	〃 〃	عا/
١٣٧	جناب حسن محمد صاحب۔	〃 〃	عہ/
١٣٨	جناب عبد الرحمٰن صاحب بمعرفت جنرل قربان علی صاحب	〃 〃	عہ/
١٣٩	جناب حاجی صمد جو صاحب لکڑ و رئیس۔	بارہ مولا کشمیر	۵عہ
١٤٠	جناب ڈاکٹر عطر حسین صاحب	〃 〃	صہ/
١٤١	جناب منشی عزیز الدین صاحب ریزیڈنسی	〃 〃	للعہ/
١٤٢	جناب شیخ محمد حنیف صاحب	〃 〃	۵عہ

نمبر شمار	نام		رقم
۱۴۳	جناب مولوی محمد باقر خانصاحب ڈپٹی کلکٹر۔	پرتاب گڑھ	صعہ
۱۴۴	جناب مولوی رفیع الدین احمد صاحب بی۔اے ڈپٹی کلکٹر	،، ،،	عہ
۱۴۵	جناب حاجی شیخ محمد کفایت اللہ صاحب رئیس آنریری مجسٹریٹ	،، ،،	صعہ
۱۴۶	جناب معین الدین صاحب محکمۂ افیون۔	،، ،،	صہ/
۱۴۷	جناب مولوی سعید الدین صاحب وکیل	،، ،،	صہ/
۱۴۸	جناب مولوی اقبال الدین صاحب بی۔اے وکیل	،، ،،	عا/
۱۴۹	جناب شیخ سعید الدین حیدر صاحب سرکل انسپکٹر	،، ،،	صہ/
۱۵۰	جناب عبد الرزاق خاں صاحب۔	،، ،،	عا/
۱۵۱	جناب محمد سبطین صاحب بی۔اے۔ وکیل	،، ،،	عہ/
۱۵۲	جناب خورشید حسن صاحب	،، ،،	عہ/
	(متفرق)		
۱۵۳	جناب مولوی حافظ حاجی سید جماعت علی شاہ صاحب نقشبندی محدث علی پور سیدان ضلع سیالکوٹ		عہ
۱۵۴	جناب منشی سید محمد جمال صاحب تحصیلدار فاضلکا ضلع فیروز پور۔		صعہ
۱۵۵	جناب محمد عطائی صاحب نائب ضلعدار سوراؤن ضلع الہ آباد۔		سعہ/
۱۵۶	جناب سید شاہ عزیز حسن صاحب مستری خسرو پور بانکی پور پٹنہ۔		عا/
۱۵۷	جناب مولوی امیر الدین احمد صاحب ترہٹی بازار نمبر (۲۵۶) کلکتہ۔		عا/
۱۵۸	جناب بی بی حنیفہ صاحبہ پوسٹ ناصری گنج ضلع آرہ موضع ہربیر گنج		عا/
۱۵۹	منجانب جناب عہدہ داران صاحبان انجمن تعلقداران ہند۔ لکھنؤ۔ معرفت جناب مولوی وصی احمد صاحب		صہ

نمبر شمار	نام	رقم
۱۶۰	جناب سید آل نبی صاحب معرفت مولوی علی احمد خاں صاحب وکیل و سکرٹری انجمن ہدایت اسلام آگرہ۔	عہ/
	(معرفت مولوی غلام محمد صاحب شملوی)	
۱۶۱	جناب ماسٹر غلام صاحب و غلام نبی صاحب لال کرتی چھاونی انبالہ	سے/
۱۶۲	جناب محمد صدیق خانصاحب سٹال مرچنٹ۔ " " " "	عا/
۱۶۳	جناب عبد العزیز خانصاحب سٹال مرچنٹ " " "	عہ/
۱۶۴	جناب عبد الرشید صاحب سٹال مرچنٹ " " "	عہ/
۱۶۵	جناب غیاث الدین صاحب سٹال مرچنٹ " " " "	عہ/
۱۶۶	جناب عزیز سپلٹ صاحب۔ " " " "	۸/
۱۶۷	جناب حبیب ڈار صاحب۔ " " " "	۸/
۱۶۸	جناب محمد شفیع صاحب " " " "	۸/
۱۶۹	جناب محمد اسحاق صاحب سٹال مرچنٹ " " " "	۸/
۱۷۰	جناب محمد روشن خانصاحب مالک نیوڈاک بنگلہ " " " "	عہ/
۱۷۱	جناب سید غلام بھیک صاحب بی اے وکیل — شہر انبالہ	۵/
۱۷۲	جناب مرزا اعجاز حسین صاحب بی اے وکیل " " "	عا/
۱۷۳	جناب بابو نذر محمد صاحب بی اے۔ وکیل " "	عا/
۱۷۴	جناب بابو احمد جان صاحب " "	عا/
۱۷۵	جناب میر فضل علی صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ " "	عہ/
۱۷۶	جناب منشی امام الدین صاحب محافظ دفتر " "	عہ/

رقم	نام		نمبر شمار
عہ/	شہر انبالہ	جناب حاجی حافظ بو علی صاحب۔	۱۷۷
عہ/	″ ″	جناب منشی عبد اللہ صاحب ممبر کمیٹی	۱۷۸
عہ/	″ ″	جناب منشی بخش اللہ صاحب ممبر کمیٹی	۱۷۹
عہ/	″ ″	جناب داروغہ محمد خضر صاحب	۱۸۰
		(متفرق)	
للعہ/		جناب مولوی ابوبکر محمد شیث صاحب فاروقی ملاٹولہ جونپور۔	۱۸۱
		(معرفت مولوی عبد الرحیم صاحب ریواڑی)	
عہ/		جناب شیخ کمال الدین صاحب تاجر چوبینہ محلہ قاضی واڑہ ریواڑی۔	۱۸۲
		(معرفت مولوی اسمٰعیل صاحب وکیل شاہجہانپور)	
عہ/		جناب قاضی محمد شوکت حسن صاحب رئیس میونسپل کمشنر مراد آباد۔	۱۸۳
عہ/		جناب مولوی سید حسین صاحب وکیل مراد آباد	۱۸۴
عہ/		جناب منشی محمد شاکر علی صاحب مختار و رئیس محلہ مغلپورہ مراد آباد۔	۱۸۵
عہ/		جناب مولوی محمد یعقوب علی خان صاحب رئیس میونسپل کمشنر و آنریری مجسٹریٹ مراد آباد۔	۱۸۶
عہ/		جناب حافظ محمد اسمٰعیل صاحب وکیل شاہجہانپور۔	۱۸۷
		(متفرق)	

رقم	نام	نمبر شمار
عہ ؍	جناب ڈاکٹر فیض محمد خاں صاحب ریاست نابہ۔	۱۸۸
عہ ؍	جناب مولوی عبدالرحیم صاحب ٹیچر عربک ہائی اسکول ریواڑی۔	۱۸۹
صہ ؍	جناب محمد حاج عبدالعزیز پادشاہ صاحب سفر روم مدراس۔	۱۹۰
	(معرفت مرزا ظفر اللہ خاں صاحب سب جج سیالکوٹ)	
صہ ؍	جناب مرزا ظفر اللہ خانصاحب سب جج درجۂ اول سیالکوٹ	۱۹۱
صہ ؍	جناب راجہ محمد اکرام اللہ خاں صاحب سول جج و رئیس وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ	۱۹۲
صہ ؍	جناب مرزا رئیس اللہ خاں صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر شاہ پور۔	۱۹۳
صہ ؍	جناب مرزا عظمت اللہ خانصاحب رئیس وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ	۱۹۴
صہ ؍	جناب مرزا عصمت اللہ خانصاحب منصف خیرپور ریاست بھاولپور	۱۹۵
صہ ؍	جناب سید محمود علیشاہ صاحب تحصیلدار نکودر ضلع جالندھر۔	۱۹۶
صہ ؍	جناب چودھری حاجی سلطان محمد صاحب بیرسٹر سیالکوٹ۔	۱۹۷
صہ ؍	جناب چودھری نصر اللہ خانصاحب وکیل۔ 〃 〃	۱۹۸
صہ ؍	جناب شیخ علی بخش صاحب مختار قانونی۔ 〃 〃	۱۹۹
صہ ؍	جناب چودھری محمد امین صاحب بی۔ اے۔ وکیل 〃 〃	۲۰۰
صہ ؍	جناب محمد اکبر خانصاحب رئیس و سفید پوش ہمت پور ضلع جالندھر۔	۲۰۱
صہ ؍	جناب میاں حسن الدین صاحب بی۔ اے وکیل سیالکوٹ۔	۲۰۲
صہ ؍	جناب منشی خورشید عالم صاحب کلرک سشن جج آفس 〃 〃	۲۰۳
صہ ؍	جناب بابو علی گوہر صاحب سوداگر چرم۔ 〃 〃 〃	۲۰۴

نمبر شمار	نام	رقم
۲۰۵	جناب میاں غفور بخش صاحب سوداگر چرم سیالکوٹ	صہ ر
۲۰۶	جناب میاں عبد الکریم صاحب " " "	عا ر
۲۰۷	جناب مولوی جلال الدین صاحب " " "	عا ر
۲۰۸	جناب شیخ کرم الدین صاحب سوداگر چرم " "	عا ر
۲۰۹	جناب میاں اللہ رکھا صاحب " " "	عا ر
	متفرق	
۲۱۰	جناب مولوی اعجاز علی صاحب رئیس کاکوری۔	صہ ر
	(معرفت مولوی غلام محمد صاحب فاضل ہوشیارپوری)	
۲۱۱	جناب شاہ ولایت صاحب سکنہ موضع کوٹ شاہ ولایت تحصیل سمندری ضلع لائل پور۔	صہ ر
۲۱۲	جناب چودھری عطا محمد خاں صاحب ذیلدار وممبر کمیٹی ونمبردار راہون تحصیل نواںشہر ضلع جالندھر۔	صہ ر
۲۱۳	جناب چودھری جنگ باز خاں صاحب نمبردار ورئیس راہون تحصیل نواںشہر ضلع جالندھر۔	صہ ر
۲۱۴	جناب مستری امام بخش صاحب مستری لوکل بورڈ تحصیل نواںشہر ضلع جالندھر۔	صہ ر
۲۱۵	جناب چودھری غلام جیلانی صاحب نمبردار راہون تحصیل نواںشہر ضلع جالندھر	صہ ر
۲۱۶	جناب چودھری نبی بخش صاحب سکرٹری میونسپل " " " "	عا ر

رقم	نام	نمبر شمار
عاً	جناب چودھری امین خانصاحب سفید پوش و ممبر کمیٹی راہون تحصیل نواشہر ضلع جالندھر	۲۱۷
عاً	جناب شاہ واکبر علیشاہ صاحب ڈپٹی انسپکٹر پنشنر رئیس۔ ″ ″ ″	۲۱۸
عاً	جناب چودھری فیروز خاں صاحب نمبردار۔ ″ ″ ″	۲۱۹
عاً	جناب شیخ مولا بخش صاحب قصاب۔ ″ ″ ″	۲۲۰
عاً	جناب محمد بشیر صاحب ولد مستری امام بخش صاحب ″ ″ ″	۲۲۱
عاً	جناب منشی رحمت اللہ صاحب۔ ″ ″ ″	۲۲۲
عاً	جناب چودھری غلام غوث صاحب ولد صوبہ خانصاحب کھیوٹدار ″ ″ ″	۲۲۳
عہ	جناب چودھری محمد خانصاحب ولد امیر خانصاحب سربراہ نمبردار ″ ″ ″	۲۲۴
عہ	جناب چودھری غلام غوث صاحب کھیوٹدار ″ ″ ″	۲۲۵
عہ	جناب چودھری برکت خانصاحب کھیوٹدار۔ ″ ″ ″	۲۲۶
عہ	جناب چودھری بڈھے خانصاحب کھیوٹدار۔ ″ ″ ″	۲۲۷
عہ	جناب چودھری وزیر خاں صاحب ″ ″ ″	۲۲۸
للعہ	چندہ معماران معرفت فتح الدین صاحب معمار ″ ″ ″	۲۲۹
عہ	جناب چودھری غلام جیلانی صاحب ولد محمد بخش صاحب کھیوٹدار ″ ″ ″	۲۳۰
عہ	جناب محمد عبدالعزیز صاحب پوسٹ ماسٹر بگھیا۔ ″ ″ ″	۲۳۱
صہ	جناب مولوی غلام جیلانی صاحب وکیل۔ ″ ″ ″	۲۳۲
صہ	جناب بابو عزت علیصاحب نائب تحصیلدار قصبہ بیانار یاست بھرتپور	۲۳۳
صہ	جناب مولوی عبدالرحمن صاحب مختار قانونی تحصیل نواشہر ضلع جالندھر	۲۳۴
صہ	جناب مولوی عبدالرحمن صاحب منصف ″ ″ ″	۲۳۵
عہ	جناب چودھری رحمت خانصاحب کھیوٹدار راہون ″ ″	۲۳۶

نمبر	نام	رقم
۲۳۷	جناب بارے غلام محی الدین خانصاحب رئیس سفید پوش موضع محالون تحصیل نواشہر ضلع جالندھر۔	عا ر
۲۳۸	جناب میاں حسین بخش صاحب موضع محالون تحصیل نواشہر ضلع جالندھر	عہ ر
۲۳۹	جناب بارے غلام محمد خاں صاحب " " "	عہ ر
۲۴۰	جناب مولوی محمد صدیق صاحب امام مسجد بارے غلام محی الدین خانصاحب	۴ ر
۲۴۱	جناب احمد شاہ صاحب پنبہ دوز سکنہ کریام ضلع جالندھر۔	۴ ر
۲۴۲	جناب ملا الٰہی بخش صاحب سکنہ کریام تحصیل نواشہر ضلع جالندھر	عہ ر
۲۴۳	جناب میاں اللہ دیا صاحب " " "	۲ ر
۲۴۴	جناب چودھری محمد یار خانصاحب رئیس " "	عا ر
۲۴۵	جناب چودھری رائے اقبال الٰہی صاحب " " "	عا ر
۲۴۶	جناب سید غلام مصطفٰے صاحب " " "	عہ ر
۲۴۷	جناب وزیرا کمہار صاحب۔ " " "	۸ ر
۲۴۸	جناب چودھری ستار محمد خانصاحب ذیلدار معرفت چودھری امید علی خاں صاحب سکنہ کریام تحصیل نواشہر ضلع جالندھر۔	عا ر
۲۴۹	جناب میاں جی سید علی محمد صاحب امام مسجد چودھری امید خاں صاحب مرحوم۔ کریام تحصیل نواشہر ضلع جالندھر	عہ ر
۲۵	جناب میاں نور محمد خانصاحب۔ "	عہ ر
۲۵۱	جناب منشی کیلا خاں صاحب عرائض نویس تحصیل نواشہر ضلع جالندھر	عہ ر
۲۵۲	جناب شیخ ایزد بخش صاحب نائب تحصیلدار "	عا ر
۲۵۳	جناب خیراتی صاحب رنگریز کریام " "	۲ ر

نمبر شمار	نام	رقم
۲۵۴	جناب مولوی عبدالعزیز صاحب مہتمم مدرسۂ سفیر الاسلام محلۂ لوہاران نارنول۔	صہ/
	(معرفت مولوی عبدالرحیم صاحب ریونیو ارٹی)	
۲۵۵	جناب دین محمد صاحب خزانچی مدرسۂ سفیر الاسلام محلۂ جمعداران نارنول۔	صہ
۲۵۶	جناب شیخ عبدالرحیم صاحب محلۂ بیراگی۔ نارنول	صہ/
۲۵۷	جناب مرزا قاسم بیگ صاحب " " "	عہ/
۲۵۸	جناب چودھری الٰہی بخش صاحب " " "	عہ/
۲۵۹	جناب ولی محمد صاحب پٹواری " " "	عہ/
۲۶۰	جناب محمد ابراہیم صاحب پلّہ دار " " "	عہ/
۲۶۱	جناب عبدالمجید صاحب سوداگر چرم " " "	۸/
۲۶۲	جناب شیخ بدرالدین صاحب۔	۴/
۲۶۳	جناب مُلا حیدر صاحب	۴/
	(متفرق)	
۲۶۴	جناب سیّد فخرالحسن صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ چورو ریاست بیکانیر۔	۶/
۲۶۵	جناب حکیم محمد جواد حسین صاحب سوداگری محلہ گورکھپور۔	صہ/

نمبر شمار	نام	رقم
	(چندہ پٹیالہ معرفت مولوی غلام محمد صاحب شملوی) ما میعہ (۳)	
۲۶۶	جناب ڈاکٹر مولوی عبد الحکیم خانصاحب ایم - ایس - پٹیالہ -	ہے
۲۶۷	جناب بابو ہدایت یار خاں صاحب "	عار
۲۶۸	جناب خلیفہ سید محمد ہاشم صاحب - "	عار
۲۶۹	جناب بابو عبد الحمید صاحب - "	عار
۲۷۰	جناب بابو نور الدین صاحب ٹیلیگراف ماسٹر "	عار
۲۷۱	جناب منشی محمد عبد الحمید خانصاحب ناظم - "	صہر
۲۷۲	جناب شیخ محمد شفیع صاحب - "	عہر
۲۷۳	جناب بابو محمد اسمٰعیل صاحب سب اورسیر نہر - "	صہر
۲۷۴	جناب حافظ محمد یوسف صاحب امام مسجد تکیہ شوق الٰہی - "	عار
۲۷۵	جناب شیخ کریم بخش صاحب ٹھیکہ دار - "	عار
۲۷۶	جناب بابو میاں محمد صاحب ہیڈ ڈرافس مین "	عار
۲۷۷	جناب منشی سراج الحق صاحب انسپکٹر حفظان صحت "	عہر
۲۷۸	جناب میر تابع حسین صاحب سب اورسیر "	عار
۲۷۹	جناب مرتضیٰ خاں صاحب معرفت کریم بخش صاحب ٹھیکہ دار "	عہر
۲۸۰	جناب شیخ عنایت حسین صاحب کورٹ انسپکٹر "	عار
۲۸۱	جناب شیخ عنایت اللہ صاحب ضلعدار "	عار
۲۸۲	جناب شیخ عطا محمد صاحب ڈپٹی انسپکٹر پولیس "	عار
۲۸۳	جناب سید محمد شاہ صاحب سب اورسیر سکنہ نابہ "	عہر

نمبر شمار	نام	رقم
۲۸۴	جناب قاضی عبدالرحمن صاحب وکیل نزوانہ۔	۶/
۲۸۵	معرفت جناب سائیں جمال شاہ صاحب	۵/
۲۸۶	جناب بابو سعداللہ صاحب۔	عہ/
۲۸۷	جناب مستری اللہ دیا صاحب متصل مسجد نمدہ گراں۔	صہ/
۲۸۸	جناب شیخ ہدایت اللہ صاحب۔	عہ/
۲۸۹	جناب سید علی محمد صاحب مکان عزیزالدین صاحب محلہ میراثیاں۔	عہ/
۲۹۰	جناب شیخ عبدالغنی صاحب۔	۸/
۲۹۱	جناب مولوی قائم الدین صاحب مسجد مولوی محمود شاہ صاحب۔	عہ/
۲۹۲	جناب رحمت اللہ صاحب جمعدار۔	عہ/
۲۹۳	جناب قاضی عبدالعزیز صاحب خلف قاضی محمد سلیمان صاحب۔	صہ/
۲۹۴	جناب حافظ عبداللہ صاحب۔	۲/
۲۹۵	جناب شیخ عمر بخش صاحب سابق ضلعدار۔	عہ/
۲۹۶	جناب الٰہی بخش صاحب جمعدار	عہ/
۲۹۷	جناب چوہدری علی شاہ صاحب۔	عہ/
۲۹۸	جناب رحیم بخش صاحب	۱/
۲۹۹	جناب جھنڈا حجام صاحب	۴/
۳۰۰	جناب عبداللہ ارائین صاحب	عہ/
۳۰۱	جناب مستری کالو صاحب	۶/
۳۰۲	جناب بابو سکندر خان صاحب۔	عہ/
۳۰۳	متفرق چندہ۔	۳/

نمبر شمار	نام	رقم
۳۰۴	جناب شیخ عبدالحکیم صاحب انسپکٹر چنگی ریاست نابھہ۔	عہ ر
۳۰۵	جناب شیخ ظفر محمد صاحب داروغہ چنگی	عہ ر
۳۰۶	جناب ڈاکٹر نصیر الدین صاحب	عہ ر
۳۰۷	جناب شیخ محمد سلیم صاحب۔	عہ ر
۳۰۸	جناب غلام حیدر صاحب۔	عا ر
۳۰۹	جناب سید محمد شاہ صاحب۔	عہ ر
۳۱۰	جناب خانصاحب محمد شریف خانصاحب۔	عہ ر
۳۱۱	نامعلوم الاسم معرفت شیخ فضل الرحمٰن صاحب	عہ ر
۳۱۲	جناب خلیفہ سید حامد حسین صاحب بی۔ اے۔ دیوانِ ریاست۔	صہ
۳۱۳	جناب کرنل محمد رمضان خاں صاحب۔	پیہ
۳۱۴	جناب خانصاحب برکت علیخانصاحب ایڈوکیٹ پولیس۔	عا ر
۳۱۵	جناب حاجی فدا محمد حسین صاحب سوداگر گوٹہ۔	عہ
۳۱۶	جناب مولابخش صاحب وکیل۔	عہ ر
۳۱۷	جناب بابو ہادی یار خاں صاحب سب انجنیئر	صہ ر
۳۱۸	جناب خانصاحب غلام محمد خانصاحب۔	صہ ر
۳۱۹	جناب ڈاکٹر شیخ ظہور الاسلام صاحب	عہ
۳۲۰	جناب ڈاکٹر کریم الدین صاحب۔	عہ ر
۳۲۱	جناب ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب۔	عا ر
۳۲۲	جناب قاضی محمد سلیمان صاحب مجسٹریٹ مسکرات۔	عہ
۳۲۳	جناب قاضی محمد غوث صاحب	عہ ر

نمبر شمار	نام	رقم
۳۲۴	جناب میجر رستم خاں صاحب توپ خانہ	عہ
۳۲۵	متفرق چندہ جامع مسجد۔	۱
۳۲۶	جناب شیخ عبداللطیف صاحب۔	۸
۳۲۷	جناب بابو کریم بخش صاحب سررشتہ دار محکمۂ حفظانِ صحت۔	عہ
۳۲۸	جناب غلام محمد صاحب کمپوڈر۔	۱
۳۲۹	جناب الٰہی بخش صاحب۔	عہ
۳۳۰	جناب میر علی محمد صاحب۔	۴
۳۳۱	متفرق چندہ۔	۴
۳۳۲	جناب غلام صابر صاحب ایجنٹ گریگری کمپنی۔	عہ
۳۳۳	معرفت جناب قاضی قمرالدین صاحب کلرک ڈاک خانہ۔	[illegible]
۳۳۴	جناب مولوی مختار مہدی صاحب	عا
۳۳۵	جناب شیخ سلطان محمود صاحب سارجنٹ پولیس درجۂ اول۔	عہ
۳۳۶	جناب شیخ فتح محمد صاحب درزی۔	۸
۳۳۷	جناب منشی فضل علیم خاں صاحب	[illegible]
۳۳۸	جناب مولوی نیاز احمد صاحب	عہ
۳۳۹	جناب خان بہادر کرنل عبدالمجید خاں صاحب فارن منسٹر ریاست۔	؎
	(چندہ امرتسر معرفت مولوی غلام محمد صاحب شملوی)	
۳۴۰	جناب خان بہادر شیخ غلام صادق صاحب رئیس و آنریری مجسٹریٹ۔	؎
۳۴۱	جناب میر حبیب اللہ صاحب رئیس آنریری مجسٹریٹ۔	۵

نمبر شمار	نام	رقم
۳۴۲	جناب فیروز الدین صاحب آنریری مجسٹریٹ۔	عہ/
۳۴۳	جناب محمد جمیل صاحب رئیس و آنریری مجسٹریٹ۔	۲۵ عہ
۳۴۴	جناب منشی عبدالرحیم صاحب و بابو نظام الدین صاحبان تاجران چرم۔	للعہ
۳۴۵	جناب میاں غلام نبی صاحب حبیب اللہ صاحبان سوداگران۔	عہ
۳۴۶	جناب بابو میراں بخش صاحب مختار عدالت و میونسپل کمشنر۔	صہ/
۳۴۷	جناب سید اسد اللہ صاحب ایجنٹ انسپکٹر کمیٹی۔	عا/
۳۴۸	جناب شیخ شمس الدین صاحب سوداگر چرم۔	صہ/
۳۴۹	جناب شیخ دوست محمد صاحب سوداگر۔	عا/
۳۵۰	جناب نظام الدین صاحب ٹھیکہ دار۔	عہ
۳۵۱	جناب شیخ علی محمد صاحب سوداگر۔	عہ
۳۵۲	جناب میاں غلام حسین صاحب پنشنر تحصیلدار۔	عا/
۳۵۳	جناب راجہ سکندر خاں صاحب نائب تحصیلدار۔	صہ/
۳۵۴	جناب مولوی محمد حکمت اللہ صاحب سپرنٹنڈنٹ چنگی۔	صہ/
۳۵۵	جناب شیخ نور احمد صاحب سوداگر۔	عہ
۳۵۶	جناب ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب اسسٹنٹ سرجن۔	عا/
۳۵۷	جناب میاں بڈھے شاہ صاحب سوداگر۔	صہ/
۳۵۸	جناب میاں کریم بخش صاحب وکیل۔	صہ/
۳۵۹	جناب بابو محمد الدین صاحب ریڈر ڈسٹرکٹ جج۔	صہ/
۳۶۰	جناب شیخ علی بخش صاحب۔	صہ/
۳۶۱	جناب ڈاکٹر قمر الدین صاحب وٹرنری اسسٹنٹ۔	عا/

نمبر شمار	نام	رقم
۳۶۲	جناب سیّد عبدالاحد صاحب سوداگر۔	عا/
۳۶۳	جناب سیّد ناظر حسین صاحب تاجر۔	عا/
۳۶۴	نامعلوم الاسم صاحب	عا/
۳۶۵	میاں فضل الدین صاحب سپروائزر ریلوے۔	صہ/
۳۶۶	جناب راجہ محمد زمان خانصاحب گرداور تحصیل کوہٹہ ضلع راولپنڈی۔	عا/
۳۶۷	جناب حاجی پیر محمد و احمد الدین صاحبان۔	صہ/
۳۶۸	جناب حافظ فیروز الدین صاحب انسپکٹر پولیس۔	صہ/
۳۶۹	جناب میاں اللہ دتا صاحب سوداگر چرم۔	عا/
۳۷۰	جناب میاں محمد اسمٰعیل صاحب سوداگر چرم۔	عا/
۳۷۱	جناب مولوی غلام محمد صاحب مختار عدالت مالک اخبار وکیل۔	صہ/
۳۷۲	جناب سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب سوداگر کٹرہ میاں سنگھ۔	عا/
۳۷۳	جناب صمدالدین صاحب سوداگر پشمینہ۔	سے/
۳۷۴	جناب ملک احمد اللہ صاحب سوداگر پشمینہ۔	عا/
۳۷۵	جناب میاں اللہ جوایا صاحب سوداگر چرم	عا/
۳۷۶	جناب میاں غلام قادر صاحب آنریری مجسٹریٹ	عہ۵
	(چندہ ریاست نابھہ معرفت مولوی شملوی صاحب)	
	صہ۵ / ۲۶	
۳۷۷	جناب ڈاکٹر فیض محمد خاں صاحب۔	صہ/
۳۷۸	جناب ڈاکٹر عبداللطیف صاحب۔	سے/
۳۷۹	جناب خانصاحب منوّر علی خانصاحب۔	صہ/

نمبر شمار	نام	رقم
۳۸۰	جناب حکیم محمد رمضان صاحب۔	عہ/
۳۸۱	جناب مولا بخش صاحب۔	۸/
۳۸۲	جناب مرزا رستم بیگ صاحب۔	عہ/
۳۸۳	جناب حکیم عبد الرحیم صاحب۔	صہ/
۳۸۴	جناب حکیم عبد الکریم صاحب۔	۶/
۳۸۵	جناب بابو نظیر حسن صاحب۔	للعہ/
۳۸۶	جناب منشی عبد الحکیم، حکیم عبد الرشید صاحب۔	عہ/
۳۸۷	جناب پلیڈر عبد الحکیم صاحب۔	عہ/
۳۸۸	جناب میاں بی نادر علی صاحب۔	عہ/
۳۸۹	جناب بابو وزیر بیگ صاحب۔	۶/
۳۹۰	جناب حافظ محمد عمر صاحب۔	عہ/
۳۹۱	جناب سید نظیر علی صاحب۔	۶/
۳۹۲	جناب فیض محمد صاحب غلعدار۔	عہ/
۳۹۳	جناب ظہور احمد صاحب انسپکٹر چیچک۔	عہ/
۳۹۴	جناب مرزا عنایت بیگ صاحب۔	۸/
۳۹۵	جناب بابو دلبر حسن صاحب۔	۶/
۳۹۶	جناب منشی ممتاز علی صاحب۔	۸/
۳۹۷	جناب غلام حسین صاحب۔	۴/
۳۹۸	جناب اللہ دیا صاحب کمشک	عہ/
۳۹۹	جناب منشی عبد العزیز صاحب۔	۴/

نمبر شمار	نام	رقم
۴۰۰	جناب شیخ پنچے نیچا گر۔	۴ر
۴۰۱	جناب منشی امیر بیگ صاحب سررشتہ دار۔	۸ر
۴۰۲	جناب میاں جی نعمت اللہ صاحب۔	۴ر
۴۰۳	جناب رحیم بخش صاحب۔	۴ر
۴۰۴	جناب حسن محمد صاحب۔	۴
۴۰۵	جناب قادر صاحب۔	۴ر
۴۰۶	جناب کاکا صاحب۔	۴ر
۴۰۷	جناب منشی ولی محمد صاحب۔	عہ ر
۴۰۸	جناب رحیم بخش صاحب۔	۲ر
۴۰۹	جناب شیخ محمد صاحب	۲/۶)
۴۱۰	جناب نتھو صاحب سقہ۔	۲ر
۴۱۱	متفرق چندہ	۶
۴۱۲	جناب محمد رمضان صاحب پٹواری۔	۸ر
۴۱۳	جناب عطا محمد صاحب قصاب۔	۲ر
۴۱۴	جناب حکیم محمد حسن صاحب۔	۶ر
۴۱۵	جناب شیخ غلام قادر صاحب۔	عہ ر
۴۱۶	جناب فیض بخش صاحب۔	۶ر
۴۱۷	جناب شیخ غلام محمد صاحب ٹھیکہ دار۔	۸ر
۴۱۸	جناب حافظ محمد دین صاحب۔	عہ ر
۴۱۹	جناب منشی عبد الغفور صاحب۔	مہ ر

نمبر شمار	نام	رقم
۴۲۰	جناب شیخ بندو خاں صاحب۔	۸ /عہ
۴۲۱	جناب منشی غلام حسین صاحب۔	۸ /
۴۲۲	جناب برکت و غلام نبی صاحبان۔	۴ /
۴۲۳	جناب ملا صاحب خیاط۔	۴ /
	(معرفت منشی محمد سمیع صاحب محافظ دفتر عدالت ججی جونپور) ؏	
۴۲۴	جناب مولوی محمد عثمان صاحب وکیل جونپور۔	صہ /
۴۲۵	جناب منشی مولوی عنایت اللہ صاحب منصرم "	صہ /
۴۲۶	جناب مولوی عبد الستار صاحب وکیل۔ "	صہ /
۴۲۷	جناب منشی عبد الغفور صاحب اورسیر "	صہ /
۴۲۸	جناب مولوی محمد سمیع صاحب محافظ دفتر "	صہ /
	(متفرق)	
۴۲۹	جناب مولوی ظفر نواب صاحب رئیس ظفر منزل گیا۔	صہ /
	(معرفت مولوی غلام محمد صاحب فاضل ہوشیارپوری) ؏	
۴۳۰	جناب شیخ جان محمد صاحب میونسپل کمشنر و رئیس ہوشیارپور۔	صہ /
۴۳۱	جناب شیخ سلطان محمد صاحب خلف شیخ محمد علی صاحب رئیس "	صہ /
۴۳۲	جناب شیخ محمد عبد الحمید صاحب "	صہ /
۴۳۳	جناب خان احمد حسن خاں صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ "	صہ /

نمبر شمار	نام	رقم
۴۳۴	جناب خان بہادر منشی محمد علی صاحب پنشنر ڈسٹرکٹ جج خان پور ہوشیار پور	صہ/
۴۳۵	جناب شیخ احمد بخش صاحب پنشنر اکسٹرا اسسٹنٹ قصبہ چوراسی ضلع ہوشیار پور	صہ/
۴۳۶	جناب مولوی الٰہی بخش صاحب وکیل ۔ ″	صہ/
۴۳۷	جناب مولوی برکت علی صاحب منصف ۔ ″	صہ/
۴۳۸	جناب شیخ نیاز محمد صاحب ایم ۔ اے ۔ پلیڈر ۔ ″	صہ/
۴۳۹	جناب خانصاحب یار محمد خانصاحب رئیس جہان خیلاں ۔ ″	عا/
۴۴۰	جناب منشی محکم الدین صاحب پنشنر انسپکٹر پولیس ″ ″ ″	عا/
۴۴۱	جناب حکیم یار محمد خانصاحب خانپور ۔ ″ ″ ″	عا/
۴۴۲	جناب مولوی محمد عبد اللہ خان صاحب رئیس خان پور ۔ ″ ″ ″	عا/
۴۴۳	جناب حسن محمد خان صاحب ۔ ″ ″ ″ ″ ″	عا/
۴۴۴	جناب خانصاحب امام الدین خانصاحب ″ ″ ″ ″	عا/
۴۴۵	جناب مولوی حکیم علی محمد خانصاحب نقل نویس ″ ″ ″ ″	عا/
۴۴۶	جناب حاجی شیخ غلام محی الدین صاحب ″ ″ ″ ″ ″	عا/
۴۴۷	جناب حکیم محمد اعظم خان صاحب خلف غلام نبی خانصاحب ″ ″	عا/
۴۴۸	جناب شیخ مبارک سند خانصاحب سبلخواں ″ ″ ″	عا/
۴۴۹	جناب علی گوہر خانصاحب برکت علیخان صاحب تاجران پارچہ خانپور ″ ″	عا/
۴۵۰	جناب داروغہ امیر خانصاحب میونسپل کمشنر ″ ″ ″	عہ/
۴۵۱	جناب مستری غلام محی الدین صاحب اوورسیر میونسپل بورڈ ″	عہ/
۴۵۲	جناب فتح محمد خانصاحب رئیس جہان خیلاں ۔ ″	عہ/
۴۵۳	جناب بابو امیر علی شاہ صاحب کلرک ڈاکخانہ قصبہ بنگہ ضلع جالندھر ۔	۸/

نمبر شمار	نام	رقم
۴۵۴	جناب چودھری شہاب الدین خانصاحب رئیس تھانہ ٹانڈہ ضلع ہوشیارپور۔	عہ/ر
	(بسعی مولوی غلام محمد صاحب شملوی)	
۴۵۵	جناب سیٹھ کریم بخش صاحب ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ محلہ اسباط گل حسن پشاور۔	۵
۴۵۶	جناب سیٹھ شیر احمد جان صاحب محلہ باقر شاہ۔ "	۵
۴۵۷	جناب آغا سید لعل بادشاہ صاحب محلہ " "	۵
۴۵۸	جناب مرزا غلام ہمدانی صاحب دفتر یونیو۔ "	ع/ر
۴۵۹	جناب سردار میر عالم خانصاحب فسٹرل محلہ ملا فضل حق صاحب "	صہ/ر
۴۶۰	جناب میاں عبد العزیز صاحب ایم۔ اے۔ پی۔ ای اسسٹنٹ ریونیو کمشنر "	صہ/ر
۴۶۱	جناب خان بہادر عبد الکریم خانصاحب۔ او۔ اے۔ سی۔ "	۵
۴۶۲	جناب فضل محمود خانصاحب مترجم ڈویژنل کورٹ۔ "	صہ/ر
۴۶۳	جناب خان احمد خانصاحب انسپکٹر پولیس محکمہ انسپکٹر جنرل پولیس۔ "	صہ/ر
۴۶۴	جناب مفتی عبد الودود صاحب ریڈر جوڈیشیل کمشنر۔ "	صہ/ر
۴۶۵	جناب مفتی فدا محمد خانصاحب بیرسٹرایٹ لا اسلامیہ کلب "	صہ/ر
۴۶۶	جناب مولوی حکیم عبد اللہ صاحب بازار قصبہ دوائی "	صہ/ر
۴۶۷	جناب سید فضل علی شاہ صاحب آنریری مجسٹریٹ "	صہ/ر
۴۶۸	جناب بابو بدر الدین صاحب کلرک ریونیو کمشنر "	صہ/ر
۴۶۹	جناب آغا سید نور بادشاہ صاحب محلہ اسباط گل حسن "	عہ/ر
۴۷۰	جناب میاں فضل حق صاحب کاکاخیل موضع ترکی پوسٹ لونڈ خوڑ مردان "	صہ/ر
۴۷۱	جناب ڈاکٹر عبد الرحمن خانصاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ برانچ نمبر (۲) "	صہ/ر

رقم	نام	نمبر شمار
عہ/	جناب شیخ عطاء اللہ صاحب بی-اے ہیڈ ماسٹر اسلامیہ ہائی اسکول پشاور	۴۷۲
صہ/	جناب سید بہادر شاہ صاحب عرائض نویس محلہ خویشگی۔ "	۴۷۳
عہ/	جناب حافظ زین العابدین صاحب انسپکٹر پولیس۔ "	۴۷۴
سے/	جناب جمیل احمد صاحب ناظر محکمہ چیف کمشنر بہادر۔ "	۴۷۵
صہ/	جناب میاں شریف حسن صاحب سوداگر بازار قصہ خوانی "	۴۷۶
عہ/	جناب محمد اکرم خانصاحب بی-اے- ہیڈ کلرک ڈپٹی کمشنر آفس ڈیرہ اسمٰعیل خان "	۴۷۷
صہ/	جناب میاں وسیع الدین صاحب کاکاخیل محکمہ آرکیالوجی۔ "	۴۷۸
صہ	جناب فضل الرحمٰن و عبدالجبار خان صاحبان منیجران منڈی بیندار جی پسدہ "	۴۷۹
صہ/	جناب میاں صفدر علیصاحب سوداگر لنگی وغیرہ بازار ددہ فروشان "	۴۸۰
للعہ	جناب راجہ طالع محمد خانصاحب بی-اے- ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس "	۴۸۱
صہ/	جناب بابو محمد بخش صاحب انسپکٹر ٹیلیگراف صدر بازار "	۴۸۲
صہ/	جناب راجہ تاج الدین صاحب انسپکٹر پولیس۔ " "	۴۸۳
صہ/	جناب حاجی صفدر علیصاحب سوداگر بازار قصہ خوانی۔ "	۴۸۴
صہ/	جناب آغا حسین علی صاحب سول وٹرنری اسسٹنٹ۔ "	۴۸۵
صہ/	جناب بابو یار محمد صاحب کلرک محکمہ ٹرانسپورٹ ڈپو لائن۔ "	۴۸۶
للعہ	جناب خانصاحب محمد موسیٰ خانصاحب تحصیلدار۔ "	۴۸۷
صہ/	جناب راجہ سعید اکبر صاحب محافظ دفتر ڈویژنل کورٹ۔ "	۴۸۸
صہ/	جناب ماسٹر بلاغ الدین صاحب ایم-بی- ہائی اسکول۔ "	۴۸۹
صہ/	جناب ارباب محمد بقیر خان صاحب موضع کرہامی "	۴۹۰
للعہ	جناب سردار حشمت علی صاحب و بابو علی محمد صاحب ٹرانسپورٹ کور نمبر (۱) "	۴۹۱

نمبر شمار	نام	رقم
۴۹۲	جناب منشی فضل الٰہی صاحب۔ کلرک دفتر انسپکٹر جنرل پولیس۔ پشاور	عا/
۴۹۳	جناب ڈاکٹر محمد عظیم خانصاحب۔ اسسٹنٹ سرجن شفاخانہ۔ "	صہ/
۴۹۴	جناب شیخ محمد عظیم صاحب۔ "	عہ/
۴۹۵	جناب عبد اللہ صاحب "	عا/
۴۹۶	جناب منشی احمد جان صاحب۔ کلرک دفتر بابو نور محمد صاحب۔ وٹرنری۔ "	صہ/
۴۹۷	جناب بابو فقیر محمد صاحب۔ وٹرنری اسسٹنٹ ٹرانسپورٹ کور نمبر (۱) "	عا/
۴۹۸	جناب خان غلام قاسم صاحب انسپکٹر پولیس۔ "	صہ/
۴۹۹	جناب قاضی محمد عبد اللہ صاحب مدرس نارمل اسکول "	عہ/
۵۰۰	جناب ماسٹر فقیر محمد صاحب مدرس ایم۔ بی۔ " "	۸/
۵۰۱	جناب سید عمر دراز شاہ صاحب تحصیلدار مردان ضلع "	عہ/
۵۰۲	جناب مولوی محمد سعید صاحب اسسٹنٹ انجنیر۔ "	صہ/
۵۰۳	جناب میاں محمد صاحب سیٹھی محلہ خویشگی۔ "	صہ/
	(معرفت مولوی غلام محمد صاحب فاضل ہوشیارپوری) معہ	
۵۰۴	جناب شیخ رحمت علی صاحب۔ سوداگر جفت۔ ہوشیارپور	صہ/
۵۰۵	جناب ماسٹر محمد اشرف صاحب۔ سکنڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی اسکول۔ "	صہ/
۵۰۶	جناب راجہ غلام حسین صاحب۔ بی۔ اے۔ علیگڑھ ہیڈ ماسٹر اسلامیہ " "	ع/
۵۰۷	جناب چودھری رحیم بخش صاحب سبزی فروش۔ "	عا/
۵۰۸	جناب مولوی محمد عبد الحمید خانصاحب سیویل کمشنر خلف مولوی محمد حکیم عبد اللہ خانصاحب "	عا/
۵۰۹	جناب قاضی فضل محمد صاحب سوداگر بوٹ و شوز۔ "	عا/

نمبر شمار	نام	رقم
	(معرفت قاضی فضل رحمٰن صاحب وکیل ندوہ)	
۵۱۰	جناب مولوی الف دین صاحب وکیل کامل پور ضلع اٹک۔	عار
۵۱۱	جناب چودھری محمد اصغر صاحب وکیل ״ ״	عار
۵۱۲	جناب منشی محمد الہ یار خاں صاحب ״ ״	عار
۵۱۳	جناب منشی محمد اسحاق خانصاحب بی۔اے ہیڈ ماسٹر ہائی اسکول ״	عار
۵۱۴	جناب مرزا فیروز الدین صاحب پنشنر مسلخواں کامل پور ضلع ״	عار
۵۱۵	جناب میاں محمد صاحب چوب فروش چوب منڈی۔ پشاور	عار
۵۱۶	جناب میاں محمد زمان خانصاحب موضع اکوڑہ ضلع ״	عار
۵۱۷	جناب مرزا دلاور خانصاحب عرضی نویس کشمیری محلہ گنج پشاور المعروف مرزا بیدل شاعر	صہر
۵۱۸	جناب مرزا غلام حیدر خانصاحب نسوار فروش قاضی خیلان پشاور	صہر
۵۱۹	جناب مرزا محمد یوسف خانصاحب قاضی خیلان بخانہ احمد خاں صاحب ״	صہر
۵۲۰	جناب میاں فضل ازق صاحب نائب تحصیلدار ڈیرہ اسمٰعیل خاں	صہر
۵۲۱	جناب محمد اکبر خانصاحب موضع کوچیاں ڈاکخانہ تھرا ضلع ״	صہر
	(متفرق)	
۵۲۲	جناب مولوی نذیر احمد صاحب سب جج کشمیر۔	صہر
۵۲۳	جناب ڈاکٹر فیض محمد خانصاحب میڈیکل افسر ریاست نابھہ۔	صہر
	(معرفت جناب نواب غلام احمد صاحب رئیس کاروسنڈل کولار گولڈ فیلڈ صوبہ میسور)	

نمبر شمار	نام	رقم
۵۲۴	جناب نواب عابد حسین خانصاحب ساکن کوچہ لبے بید ویلور ضلع شمالی ارکاٹ صوبۂ مدرس	صہ/
۵۲۵	جناب عبد الحمید حسن صاحب بی-اے-ایل ایل بی وکیل ہائی کورٹ۔ "	صہ/
۵۲۶	جناب یعقوب حسن سیٹھ صاحب سکریٹری مسلم لیگ۔ "	صہ/
۵۲۷	جناب محی الدین صاحب بادشاہ تاجر کلائی ملیبار ضلع " "	صہ/
۵۲۸	جناب نواب غلام احمد صاحب رئیس کارونڈل کولار گولڈ فیلڈ صوبۂ میسور۔	صہ/
	(بذریعۂ مولوی عبد الرحیم صاحب مدرس ہائی اسکول ریواڑی)	
	سے	
۵۲۹	جناب عبد الحکیم و رحمت اللہ صاحبان دوکانداران ریواڑی۔	صہ/
۵۳۰	جناب شیخ کرم الٰہی صاحب نارنول محلۂ جمعداران "	صہ/
۵۳۱	جناب مولوی عبد الرحیم صاحب مدرس ہائی اسکول "	سے/
	(متفرق)	
	سے	
۵۳۲	جناب مولوی محمد امین اللہ صاحب وکیل عدالت غازیپور۔	صہ/
۵۳۳	جناب مولوی محمد عالم صاحب وکیل عدالت منصفی قنوج ضلع فرخ آباد۔	صہ/
۵۳۴	جناب مسٹر محمد اسحاق صاحب بی-اے-ایل ایل بی- وکیل ہائیکورٹ الہ آباد	صہ/
۵۳۵	جناب مولوی حمید الدین صاحب بی-اے- پروفیسر میور کالج الہ آباد۔	صہ/
	(معرفت مولوی محمد اشرف صاحب وکیل کوہاٹ بسعی مولوی شملوی صاحب)	
	ماہوسے ۸/	
۵۳۶	جناب مولوی محمد اشرف صاحب وکیل۔ کوہاٹ۔	عہ/
۵۳۷	جناب سید محمد اسلم صاحب خلف سید محمد اشرف صاحب وکیل "	صہ/

نمبر شمار	نام		رقم
۵۳۸	جناب محمد مومن صاحب ٹھیکہ دار برادر سید محمد اشرف صاحب وکیل۔	کوہاٹ	صہ/
۵۳۹	جناب سید الف شاہ صاحب بی۔اے سیکنڈ ماسٹر ایم۔بی ہائی اسکول۔	"	صہ/
۵۴۰	جناب منشی فتح محمد صاحب سب پوسٹ ماسٹر ڈاکخانہ کچہری۔	"	صہ/
۵۴۱	جناب سید نذر الباقر صاحب گماشتہ کمسریٹ۔	"	صہ/
۵۴۲	جناب خانبہادر سید سکندر شاہ صاحب رئیس و آنریری جنرل سکرٹری انجمن اسلامیہ	"	صہ/
۵۴۳	جناب صاحبزادہ سید حشمت علی صاحب خلف سید سکندر شاہ صاحب۔	"	صہ/
۵۴۴	جناب خانصاحب شیخ محمد اکبر خانصاحب پرسنل اسسٹنٹ چیف کمشنر بہادر صوبہ سرحدی	پشاور	عـہ
۵۴۵	جناب شیخ علی گوہر صاحب ٹرانسلیٹر ڈپٹی کمشنر آفس۔	کوہاٹ	صہ/
۵۴۶	جناب بابو روشن دین صاحب ہیڈ کلرک خزانہ۔	"	صہ/
۵۴۷	جناب میاں محمد ذکریا خانصاحب پراچہ مرچنٹ۔	"	صہ/
۵۴۸	جناب ڈاکٹر عبدالقادر خانصاحب اسسٹنٹ سرجن۔	"	عـہ
۵۴۹	جناب شیخ محمد مظفر الدین خانصاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس۔	"	عـہ
۵۵۰	جناب مولوی غلام حسین صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس۔	"	صہ/
۵۵۱	جناب راجہ بہادر خانصاحب گرداور قانونگوی تحصیل۔	"	صہ/
۵۵۲	جناب بابو احمد خانصاحب سکاٹ کلرک۔	"	صہ/
۵۵۳	جناب منشی عبدالغفار صاحب نقشہ نویس ریلوے آفس۔	"	سے/
۵۵۴	جناب مولوی فضل داد صاحب پٹواری شیخان تحصیل۔	"	عہ/
۵۵۵	جناب میاں زمان علی سراج صاحب دُکاندار۔	"	۸عہ/
۵۵۶	جناب مولوی تاج الدین صاحب ساکن گمٹ۔		عہ/
۵۵۷	جناب مولوی رُکنِ عالم صاحب عرضی نویس۔	"	عہ/

نمبر شمار	نام		رقم
۵۵۸	جناب سید احمد شاہ صاحب محرر جوڈیشل۔	کوہاٹ	عہ/
۵۵۹	جناب شیخ غلام قادر صاحب پراچا	〃	عہ/
۵۶۰	جناب مولوی غلام محمد صاحب پٹواری۔	〃	عہ/
۵۶۱	جناب سید جلال گل جیلانی صاحب داروغہ آبکاری۔	〃	صہ/
۵۶۲	جناب سردار محمد حیات خانصاحب انسپکٹر پولیس۔	〃	؎
۵۶۳	جناب سید چاند بادشاہ صاحب ڈسٹرکٹ ناظر۔	〃	عا/
۵۶۴	نامعلوم الاسم صاحب معرفت مولوی محمد اشرف صاحب وکیل۔	〃	صہ/
	(متفرق)		
۵۶۵	جناب حافظ محمد عبد اللہ صاحب کارخانہ قفل برنجی بالائے قلعہ علی گڑھ۔		صہ/
	(بذریعہ مولوی عبد الحی صاحب وکیل عدالت چندوسی)		
۵۶۶	جناب مولوی عبد الحی صاحب وکیل بدایونی چندوسی۔		صہ/
۵۶۷	جناب مولوی محمد مقبول النبی صاحب نواسہ مولوی عبد الحی صاحب وکیل چندوسی۔		صہ/
۵۶۸	جناب مولوی سید کفایت احمد صاحب بدایونی سپرنٹنڈنٹ دیگ گڑھ ریاست گوالیار۔		صہ/
۵۶۹	جناب حاجی مبارک شاہ خانصاحب رئیس چندوسی۔		صہ/
	(معرفت جناب بابو نظام الدین صاحب موری گنج امرتسر تاجر ورئیس)		
۵۷۰	جناب آنریبل خان بہادر خواجہ یوسف شاہ صاحب آنریری مجسٹریٹ امرتسر۔		صہ/
۵۷۱	جناب میاں حفظ اللہ صاحب وکیل امرتسر۔		عا/

نمبر شمار	نام	رقم
	(متفرق) عار	
۵۷۲	جناب مولوی محمد محی الدین حسن صاحب. ہیڈ ماسٹر مدرسہ لطیفہ ویلور مدراس۔	عار
	(بذریعہ جناب فتح محمد صاحب اسٹور کیپر محکمہ کمسریٹ جالندھر) صہ	
۵۷۳	جناب حبیب اللہ خانصاحب جالندھر۔	صہ/
۵۷۴	جناب غلام محمد مصطفٰے صاحب ”	صہ/
۵۷۵	جناب فتح محمد صاحب اسٹور کیپر محکمہ کمسریٹ ”	صہ/
	(متفرق) صہ	
۵۷۶	جناب محمد اسحاق صاحب سوتھ موننگ ٹولی اسٹریٹ رنگون۔	صہ/
۵۷۷	جناب چودھری محمد حمید اللہ خانصاحب سادر ضلع ایٹہ۔	صہ/
	(بذریعہ مولوی غلام محمد صاحب فاضل ہوشیارپوری) اعہ/	
۵۷۸	جناب غلام محی الدین صاحب. سپرنٹنڈنٹ پولیس ریاست بہاولپور۔	صہ/
۵۷۹	جناب منشی فتح الدین صاحب. رئیس لائل پور سفید پوش موضع ۲۲۴ رکھ برانچ۔	صہ
۵۸۰	جناب مولوی غلام جیلانی صاحب منصف پنشنر۔ لائل پور۔	صہ/
۵۸۱	جناب حکیم امین الدین صاحب وکیل سرکاری۔ ”	صہ/
۵۸۲	جناب مولوی عبد المجید صاحب وکیل۔ ”	صہ/
۵۸۳	جناب مولوی غلام باری صاحب بی۔اے۔ ایل۔ ایل۔ بی وکیل چیف کورٹ پنجاب ”	صہ/

نمبر شمار	نام		رقم
۵۸۴	جناب شیخ عبدالعزیز صاحب بیرسٹر ایٹ لا۔	لائل پور	صہ/
۵۸۵	جناب حافظ محمد ابراہیم صاحب ڈپٹی کلکٹر۔	"	صہ/
۵۸۶	جناب بابو رمضان علی صاحب سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانجات ڈویژن	"	صہ/
۵۸۷	جناب راجہ محمد خاں صاحب آنریری مجسٹریٹ جہلم۔		عا/
۵۸۸	جناب شیخ محمد شاہ صاحب سفیر آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل علی گڑہ۔		عا/
۵۸۹	جناب خوردار صاحب چک نمبر (۲۲۶) جھنگ برانچ ضلع	"	عا/
۵۹۰	جناب منشی عبدالحمید و بشیر احمد جان صاحبان سوداگر ریلوے بازار	"	عا/
۵۹۱	جناب بابو غلام حسن صاحب کلرک محکمۂ آبادی۔	"	عا/
۵۹۲	جناب شیخ محمد عبداللہ صاحب نمبردار و میونسپل کمشنر۔	"	عا/
۵۹۳	جناب منشی سرور شاہ صاحب اسسٹنٹ انسپکٹر مدارس۔	"	عا/
۵۹۴	جناب شیخ برکت علی صاحب ہیڈ کلرک محکمۂ ڈائرکٹر زراعت۔	"	عا/
۵۹۵	جناب چودہری نظام الدین صاحب نمبردار موضع علی آل نمبر (۲۳) ڈاکخانہ ڈجکوٹ ضلع	"	عا/
۵۹۶	جناب شیخ عبدالرحمن صاحب بی۔اے سیکنڈ ماسٹر گورنمنٹ اسکول۔	"	عا/
۵۹۷	جناب ملک سلطان محمود صاحب ٹرانسفر مولوی غلام جیلانی صاحب منصف پنشنر	"	عا/
۵۹۸	جناب مولوی عبدالہادی صاحب عربی مدرس گورنمنٹ اسکول۔	"	عا
۵۹۹	جناب محمد الو صاحب بی۔اے ماسٹر۔ گورنمنٹ ہائی اسکول۔	"	عہ
۶۰۰	جناب شیخ کریم بخش صاحب پلیڈر۔	"	عا/
۶۰۱	جناب شیخ امیر الدین صاحب و دوست محمد صاحب آڑھتی غلہ منڈی۔	"	عا/
۶۰۲	جناب خان محمد صاحب پسر حاجی محمد عمر بخش صاحب مرحوم ہوشیارپور حال وارد	"	عہ/
۶۰۳	جناب میاں رحیم بخش صاحب چپراسی محکمۂ ڈائرکٹر۔	"	عمہ/

نمبر شمار	نام		رقم
۶۰۴	جناب شیخ عطا محمد صاحب مختار لوکل بورڈ۔	لائل پور	عہ/
۶۰۵	جناب شیخ محمد الدین صاحب بوٹ فروش پیر بخش ریلوے بازار۔	"	عہ/
۶۰۶	جناب شیخ مولا بخش صاحب سوداگر کچہری بازار۔	"	عہ/
۶۰۷	جناب چودھری محمد شفیع صاحب مسلخوان ڈپٹی کمشنر بہادر۔	"	عہ/
۶۰۸	جناب منشی شریف احمد صاحب محکمہ زراعت۔	"	عہ/
۶۰۹	جناب شیخ غلام محی الدین صاحب ویکسینیٹر۔	"	عہ/
۶۱۰	جناب حکیم نور الدین صاحب۔	"	عہ/
۶۱۱	جناب منشی عبد الرحمن صاحب قانونگوی	"	عہ/
۶۱۲	جناب ماسٹر غلام حیدر صاحب منشی محلہ۔	"	۸/
۶۱۳	جناب شیخ محمد داؤد صاحب عرائض نویس۔	"	۱۲/
۶۱۴	جناب منشی محمد حسین صاحب محرر مولوی غلام باری صاحب وکیل	"	۳/
۶۱۵	جناب شیخ فضل میران صاحب قانونگوی تحصیل۔	"	۸/
	(معرفت حکیم مولوی قیام الدین صاحب آنریری مجسٹریٹ ملّا ٹولہ جونپور) عہ/		
۶۱۶	جناب مولوی عبد الجلیل صاحب رئیس و بیرسٹر جونپور۔		صہ/
۶۱۷	جناب مرزا حیدر بیگ صاحب وکیل۔	"	صہ/
	(معرفت جناب حبیب اللہ مسیح الزماں خانصاحب رئیس شاہجہانپور) عہ/		
۶۱۸	جناب حاجی محمد سعید خانصاحب سوداگر شاہ جہاں پور۔		صہ/
۶۱۹	جناب محمد عبد الرزاق خانصاحب رئیس رنگین چوپال شاہجہانپور۔		صہ/

نمبر شمار	نام	رقم
۶۲۰	جناب مولوی محمد رضی الدین خاں صاحب وکیل شاہ جہاں پور	صہ/
۶۲۱	جناب محمد اقتدار اللہ خاں صاحب، قدن خیل جلال نگر " "	صہ/
۶۲۲	جناب محبوب علی میاں صاحب گکڑا کلاں۔ " "	صہ/
۶۲۳	جناب مولانا محمد مسیح الزماں خانصاحب اُستاد حضور نظام ورئیس "	صہ/
	(معرفت مولوی غلام محمد صاحب فاضل ہوشیار پوری)	
	عہ	
۶۲۴	جناب خان بہادر مولوی انعام علی صاحب سشن جج۔ جہلم	عنہ
۶۲۵	جناب میاں فیروز الدین صاحب فسرمال۔ "	صہ/
۶۲۶	جناب راجہ محمد اکبر خانصاحب رئیس وآنریری مجسٹریٹ "	صہ/
۶۲۷	جناب راجہ پائندہ خانصاحب رئیس موضع دارا پور ضلع "	صہ/
۶۲۸	جناب شیخ فضل الٰہی صاحب سب جج۔ "	صہ/
۶۲۹	جناب منشی نذر محمد خانصاحب ٹھیکہ دار صدر بازار چھاونی جالندھر	صہ/
۶۳۰	جناب خانصاحب نیاز محمد خانصاحب رئیس و وکیل۔ "	صہ/
۶۳۱	جناب خانصاحب فخر الدین احمد خانصاحب رئیس موضع دھوگڑی ضلع "	صہ/
۶۳۲	جناب قاضی عبد الغنی صاحب رئیس محلہ قاضیان۔ "	عہ/
۶۳۳	جناب مولوی فتح الدین صاحب وکیل متصل آدنکودرہ " "	عہ/
۶۳۴	جناب سید امداد علی صاحب وکیل محلہ سیدان۔ "	عہ
۶۳۵	جناب قاضی محبوب عالم صاحب رئیس اعظم محلہ قاضیان۔ "	عہ/
۶۳۶	جناب ماسٹر غلام محی الدین صاحب پلیڈر۔ "	عہ
۶۳۷	جناب سید امیر شاہ صاحب گرداور جہلم	عہ/

نمبر شمار	نام	رقم
۶۳۸	جناب میاں کرم الدین صاحب ممبر کمیٹی جہلم	عہ
۶۳۹	جناب مولوی عبد اللطیف صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس جالندھر	عہ
	(معرفت مولوی محمد اشرف صاحب وکیل کوہاٹ) لعہ	
۶۴۰	جناب بابو محمد الٰہی بخش صاحب انسپکٹر ریلوے رئیسانِ ضلع کوہاٹ خود و دیگر احباب۔	لعہ
	(معرفت بابو عبد القادر صاحب سیکرٹری معین الندوہ شملہ بابت ۱۹۰۹ء) سہ	
۶۴۱	جناب بابو عبد القادر صاحب سیکرٹری معین الندوہ۔ شملہ	صہ
۶۴۲	جناب بابو عبد العزیز صاحب سب اوورسیر میونسپل۔ ״	صہ
۶۴۳	جناب بابو عبد اللہ صاحب منہاس کلرک مٹرولاجیکل۔ ״	صہ
۶۴۴	جناب بابو محمد عمر صاحب کلرک دفتر۔ ״	صہ
	(معرفت مولوی حکیم عبد الحی صاحب ماتریدی سہارنپوری) لعہ	
۶۴۵	جناب بابو فضل الرحمن صاحب رئیس محلہ چوک۔ سہارنپور	صہ
۶۴۶	جناب سید محمد صادق صاحب رئیس محلہ سرائے شاہ جی۔ ״	صہ
۶۴۷	جناب ڈپٹی محمد عمر صاحب پنشنر و رئیس محلہ مفتیان۔ ״	صہ
۶۴۸	جناب بابو جعفر صاحب وکیل محلہ شاہ ولایت ״	صہ
۶۴۹	جناب عنایت اللہ خانصاحب رئیس کھالا پار۔ ״	صہ
۶۵۰	جناب شیخ سلطان احمد صاحب رئیس محلہ شیر علی مرحوم۔ ״	صہ

نمبر شمار	نام		رقم
۶۵۱	جناب مولوی محمد یوسف صاحب رئیس محلہ منڈوی۔	سہارنپور	صر
۶۵۲	جناب قاضی ظفر احمد خاں صاحب قاضی۔	״	صر
۶۵۳	جناب امیر حسن خاں صاحب بہادر ڈپٹی کلکٹر۔	״	صر
۶۵۴	جناب مولوی شہاب الدین صاحب وکیل سرکار۔	״	صر
۶۵۵	جناب بابو محمد یوسف صاحب ہیڈ کلرک دفتر ساکن محلہ شاہ بہلول	״	صر
۶۵۶	جناب شیخ محمد ضیاء الحق صاحب رئیس راجوپور ضلع مظفر نگر۔		صر
۶۵۷	جناب سید محمد امداد اللہ صاحب مترجم ججی۔	״	صر
۶۵۸	جناب شیخ اللہ دیا صاحب محلہ شیخ صاحبان۔	״	عر
۶۵۹	جناب مولوی مشتاق احمد صاحب رئیس ״	״	عر
۶۶۰	جناب قاضی صدیق صاحب	״	عر
۶۶۱	جناب منشی اللہ رکھا صاحب مختار قاضی محلہ	״	عر
۶۶۲	جناب جھنڈے خاں صاحب۔	״	عر
۶۶۳	جناب شمس الدین صاحب صابون گر محلہ شاہ بہلول۔	״	عر
۶۶۴	جناب سید منظور علی صاحب محلہ کٹھالہ۔	״	عر
۶۶۵	جناب شیخ سراج احمد صاحب رئیس محلہ مور گنج۔	״	عر

(متفرق)

نمبر شمار	نام	رقم
۶۶۶	جناب مولنا حبیب الرحمن خاں صاحب شروانی رئیس بھیکن پور ضلع علی گڑھ۔	صـہ
۶۶۷	جناب قاضی تلمذ حسین صاحب ایم۔اے۔ ہیڈ ماسٹر دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ	صہ
۶۶۸	جناب حافظ عبد الغفور صاحب کارخانہ دار قفل ہنجی۔ سبزی منڈی علی گڑھ	صر

نمبر شمار	نام	رقم
۶۶۹	جناب حافظ محمد تقی صاحب کارخانہ دار قفل برنجی بیرون گنج علی گڑھ۔	صہ ر
۶۷۰	جناب محمد صدیق صاحب رئیس محلہ قاضی سہارنپور۔	صہ ر
۶۷۱	جناب عبد الغفور صاحب بمعرفت مولوی عبد الرحیم صاحب مدرس مدرسہ ریواڑی ضلع گڑگانواں	عہ ر
۶۷۲	جناب قاضی باقی شاہ صاحب وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ۔	صہ ر
۶۷۳	جناب صفی الدولہ حسام الملک نواب محمد علی حسن خاں صاحب رئیس بھوپال مقیم لکھنؤ۔	صہ ر
۶۷۴	جناب خواجہ سید رشید الدین صاحب۔ لکھنؤ۔	صہ ر
۶۷۵	جناب نواب محمد مرتضیٰ خاں صاحب۔ ؍؍	صہ ر
۶۷۶	جناب نواب سید امیر حسن خاں صاحب۔ ؍؍	صہ ر
۶۷۷	جناب نواب محمد مقتدی صاحب۔ ؍؍	صہ ر
۶۷۸	جناب مولوی محمد ابوظفر صاحب مترجم ہائیکورٹ کلکتہ۔	صہ ر
۶۷۹	جناب مولوی رضا علی خاں صاحب وحشت کلکتہ	صہ ر
۶۸۰	جناب سید عبد اللہ صاحب تحصیلدار مردان ریاست بھوپال۔	صہ ر
۶۸۱	جناب منشی محمد صادق علی صاحب محلہ مبارک پور قنوج۔	عہ ر
۶۸۲	جناب منشی محمد حسن صاحب رئیس ملا ٹولہ قنوج۔	عہ ر
۶۸۳	جناب محمد احمد صاحب مبارک پور قنوج	عہ ر
۶۸۴	جناب لالہ رام چرن صاحب ساکن موضع معلم پوسٹ کسوم پور ضلع قنوج۔	عہ ر
۶۸۵	جناب منشی غلام جیلانی خانصاحب گرد آور قانونگوئی خانپور ضلع ہوشیار پور	عہ ر
۶۸۶	جناب حافظ حبیب احمد صاحب پانی پت	عہ ر
۶۸۷	جناب مولوی نجم الدین صاحب مراد آباد۔	عہ ر

نمبر شمار	نام	رقم
۶۸۸	جناب ماسٹر ابرار حسن صاحب مُراد آباد۔	عہ/
۶۸۹	جناب حاجی عبد الخالق صاحب پانی پت۔	عہ/
۶۹۰	جناب منشی امیر الدین صاحب " "	عہ/
۶۹۱	جناب مولوی عبد الحمید صاحب۔ پانی پت ضلع کرنال۔	عہ/
۶۹۲	جناب سراج الرحمٰن صاحب۔ سب انسپکٹر پولیس اجمیر۔	عہ/
۶۹۳	جناب بھگوان دین صاحب۔ موضع گھنٹا ضلع فرخ آباد۔	عہ/
۶۹۴	جناب نواب فاخر احمد خانصاحب رئیس پانی پت ضلع کرنال۔	صہ/
۶۹۵	جناب حافظ محمد ابراہیم صاحب۔ ولد مولوی سلامت اللہ صاحب۔ انصاری پانی پت ضلع کرنال۔	صہ/
	(بذریعہ مولوی محمد الدین صاحب جج چیف کورٹ بہاولپور) مار	
۶۹۶	عالی جناب مولوی رحیم بخش صاحب بہادر سی۔ آئی۔ ای۔ پریسیڈنٹ کونسل ریاست بہاولپور۔	صہ/
۶۹۷	جناب مولوی محمد دین صاحب بی۔ اے جج چیف کورٹ بہاولپور	صہ/
۶۹۸	جناب ملک محمد دین صاحب افسر اشارہ ریاست "	صہ/
۶۹۹	جناب میر واحد علی صاحب منصف و مجسٹریٹ چنن آباد ریاست "	صہ/
۷۰۰	جناب سید غلام علی شاہ صاحب منصف و مجسٹریٹ احمد پور ریاست "	صہ/
۷۰۱	جناب سید غلام مرتضیٰ صاحب قلعہ دار دیراور "	صہ/
۷۰۲	جناب بابو محمد عبد الحمید صاحب بی۔ اے۔ پرنسپل کالج ریاست "	صہ/
۷۰۳	جناب شیخ غلام حیدر خانصاحب تحصیلدار اللہ آباد۔	صہ/

نمبر شمار	نام	رقم
۴۰۴	جناب منشی محمد یار خانصاحب تحصیلدار بہاول نگر ریاست بہاولپور	صہ/
۴۰۵	جناب محمد امین خانصاحب انسپکٹر پولیس منچن آباد ریاست ،،	صہ/
۴۰۶	جناب سردار محمد عبد اللہ خانصاحب ایجنٹن فوج ،، ،،	صہ/
۴۰۷	جناب شیخ الٰہی بخش صاحب سپرنٹنڈنٹ بندوبست خیرپور۔	صہ/
۴۰۸	جناب محمد کمال خانصاحب ضلعدار نہر بختوہ اوچ شریف ریاست ،،	صہ/
۴۰۹	جناب جی محمد علی صاحب ضلعدار نہر صادقیہ غربیہ رحیم یار خاں ،، ،،	صہ/
۴۱۰	جناب مولوی غلام احمد صاحب اختر ضلعدار گوئیٹہ جیبی ،، ،، ،،	صہ/
۴۱۱	جناب مولوی نورالدین صاحب افسر مدرس عربیہ۔ ،، ،،	صہ/
۴۱۲	جناب شیخ نور احمد خانصاحب سب انسپکٹر پولیس گونجرا ضلع لاہور۔	صہ/
۴۱۳	جناب منشی غلام رسول صاحب سرپرست بھوڑا ریاست ،،	صہ/
۴۱۴	جناب عبد العزیز خانصاحب رشتہ دار مہری ممبر کونسل آف ریجنسی ،،	صہ/
۴۱۵	جناب ڈاکٹر محمد دین صاحب میڈیکل افسر وافسر ترقیات ریاست ،،	صہ/
	(معرفت جناب بابو نظام الدین صاحب تاجر چرم امرتسر)	
۴۱۶	جناب میاں حسام الدین صاحب ٹھیکیدار امرتسر۔	صہ/
	(بذریعہ سیکرٹری صاحب معین الندوہ شملہ بابت ۱۹۰۹ء)	
۴۱۷	جناب مولوی منعم الدین صاحب اکزامینر گورنمنٹ مونوٹائپ پریس شملہ۔	عہ/
۴۱۸	جناب مولوی عبد الرب صاحب خلف جناب مولوی منعم الدین صاحب ،،	عہ/
۴۱۹	جناب عبد الرزاق صاحب خلف مولوی منعم الدین صاحب ،،	عہ/

نمبر شمار	نام	رقم
۷۲۰	جناب محمد احمد صاحب خلف مولوی منعم الدین صاحب۔ شملہ	۶ /
۷۲۱	جناب محمد امام محی الدین صاحب گھنٹوررچندہ جامع مسجد گھنٹور بلا تفصیل	۶ /

(اشاعتِ اسلام)

نمبر شمار	نام	رقم
۱	جناب فتح محمد صاحب اسٹورکیپر چھاونی جالندھر (تاحیات مولنا شاہ سلیمان صاحب)	[illegible]
۲	جناب احمد دین صاحب سردا کائی وزیرستان۔	۵ /
۳	جناب احمد دین صاحب پولٹیکل تحصیلدار روانا ساوتھ وزیرستان۔	۵ /
۴	جناب عثمان غنی صاحب تارگھر نیوپنجاب۔	۵ /
	(دراجلاسِ دہلی سنہ ۱۹۱۰ء)	
	صاحب ۵ /	
۵	جناب حافظ عبدالغفور صاحب کارخانہ دارقفل برنجی سبزی منڈی علیگڑھ	۵ /
۶	جناب حافظ عبدالغفور صاحب و حافظ محمد نقی صاحب بیرون گنج۔	۵ /
۷	جناب ارشاد الدین صاحب۔	۶ /
۸	جناب ملک محمد الدین صاحب بھاولپور۔	۶ /
۹	جناب عبداللہ خانصاحب خانپوری	۵ /
۱۰	جناب ماسٹر محمد شفیع صاحب شیدی پورہ دلّی۔	۵ /

نمبر شمار	نام	رقم
۱۱	جناب محمد یعقوب صاحب شیدی پورہ دِلّی -	سہ
۱۲	جناب منوّر حسن صاحب "	عہ/
۱۳	جناب مولوی عبداللطیف صاحب خلف مولوی عبدالاحد صاحب مالک مطبع مجتبائی دہلی	عـہ
۱۴	جناب ملک الدین صاحب بھاولپور -	سے
۱۵	جناب مولوی محمد عالم صاحب وکیل قنّوج -	عا/
۱۶	جناب خورشید عالم صاحب کلرک ڈویزنل کورٹ سیالکوٹ -	صہ/
۱۷	جناب کمال الدین صاحب ریواڑی -	عا/
۱۸	جناب عبدالکبیر صاحب دہلی -	عـہ
۱۹	جناب عاشق حسین صاحب انجنیر دِلّی -	ص/
۲۰	جناب سیّد رشید احمد صاحب خلف امام صاحب جامع مسجد دِلّی -	عہ/
۲۱	جناب فخر احمد صاحب پانی پت ضلع کرنال -	عہ/
۲۲	جناب حبیب اللہ صاحب ٹھیکہ دار چھاؤنی جالندھر -	صہ/
۲۳	جناب شفیع الحسن صاحب دہلی -	عہ/
۲۴	جناب وزیر حسن صاحب بریلی -	ص/
۲۵	جناب میر محمد صاحب ملازم حافظ عبدالکریم صاحب میرٹھ -	عہ/
۲۶	جناب محمد رشید صاحب کلرک سپرنٹنڈنٹ پوسٹ آفس دِلّی -	عا/
۲۷	جناب مولوی عبدالشکور صاحب آنریری مجسٹریٹ فرید آباد دِلّی -	ما/
۲۸	جناب معلوم علی صاحب دِلّی -	عا/
۲۹	جناب حکیم جواد حسن صاحب گورکھپوری تیگی سالانہ شملہ -	سے
۳۰	جناب عبدالرحمٰن صاحب نواشہر ضلع جالندھر -	عا۱

رقم	نام	نمبر شمار
عہ/	جناب حافظ محمد ابراہیم صاحب فیروز پور۔	۳۱
عہ/	جناب حکیم محمد احمد صاحب موگا ضلع فیروز پور۔	۳۲
عہ/	جناب اشفاق احمد صاحب پھاٹک حبش خاں دہلی۔	۳۳
حہ/	جناب محمد اشرف صاحب ہوشیار پور۔	۳۴
صہ/	جناب عاشق حسین صاحب انجنیر مالیر کوٹلہ۔	۳۵
۶۰	جناب مولوی محمد امیر صاحب سپرنٹنڈنٹ یتیم خانہ ریاست بھاولپور۔	۳۶
۵	جناب محمد قدرت اللہ صاحب زمیندار ساکن قصبہ سیوہارہ ضلع بجنور۔	۳۷
عہ/	جناب سوداگر صاحب کوہ المورڑہ مظفر نگر۔	۳۸
۲۰	جناب شیخ غلام صادق صاحب رئیس و آنریری مجسٹریٹ امرتسر۔	۳۹
۱۰۰	جناب آنریبل مولوی محمد نسیم صاحب بی۔ اے وکیل ہائیکورٹ لکھنؤ	۴۰
۲۵	جناب مولوی قاضی شیخ محمود صاحب خلف مولٰنا شیخ محمد صاحب تھانہ بھون ضلع مظفر نگر۔	۴۱
۲۰	جناب بیوہ خان بہادر مولوی عبد الحی صاحب سابق اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر سیٹلمنٹ افسر پنجاب ساکن فرید آباد ضلع دہلی۔	۴۲

نمبر شمار	نام	رقم
	زکوٰۃ ندوۃ العلماء	
۱	جناب مولوی حفیظ اللہ صاحب نائب تحصیلدار احسن گنج ضلع اوناؤ۔	مـــہ ۵
۲	جناب شاہ محمد خانصاحب جنرل مرچنٹ و کمیشن ایجنٹ لکھنؤ۔ (معرفت احمد رسول خانصاحب) (قیمت چرم قربانی ۲ کھال)۔	عـا ۱۲/
	(بذریعہ سکرٹری صاحب معین الندوہ شملہ بابت ۱۹۰۸ء قیمت چرم قربانی عـہ ۵ ۲/)	
۳	جناب میاں عبد الغفور صاحب گاذر شملہ۔ (۲ عدد کھال)	ســـہ/
۴	جناب منشی قادر بخش صاحب ریلوے بورڈ شملہ (۱ عدد کھال)	عـہ ۸/
۵	جناب بابو عبد العزیز صاحب اورسیر میونسپل بورڈ شملہ (۱ عدد کھال)۔	عـہ ۸/
۶	جناب بابو عبد القادر صاحب شملہ۔	۸/
۷	چندہ عید الضحیٰ شملہ (۲ عدد کھال)	ســـہ ۵ ۱۰/
	(معرفت جناب حکیم مولوی عبد اللہ صاحب پشاور)	
۸	جناب ماسٹر سید احمد صاحب پشاور۔	عـہ/
۹	جناب مولوی امام الدین صاحب "	۲/
	(متفرق)	
۱۰	جناب مہتاب الدین صاحب وٹرنری اسسٹنٹ دفتر آرمی ریمانٹ ڈپارٹمنٹ سہارنپور	عـا/

نمبر شمار	نام	رقم
	پوسٹ ایبٹ آباد ضلع ہزارہ۔	
۱۱	جناب منشی سلطان علی صاحب گرداور قانونگوی میاتی ضلع ہوشیار پور	صہ/
۱۲	جناب غلام حیدر صاحب ہیڈ کلرک دفتر نہر اپر چناب گوجرانوالہ	للعہ/
۱۳	جناب مولوی بلاغ دین صاحب مدرس نور اسکول پشاور۔	صہ/
۱۴	جناب احمد مرزا صاحب تعلقہ دار اورنگ آباد پوسٹ مسرکہ ضلع سیتاپور معرفت جناب اسمعیل خانصاحب دیوان ریاست بابت ہدیہ قران مجید	صہ/
۱۵	جناب مولوی عبدالحمید صاحب وکیل ر اے بریلی۔	صہ/
۱۶	جناب غلام جیلانی صاحب پنشنر منصف مقیم لائل پور۔	صہ/
۱۷	جناب شیخ محمد صاحب سٹورکیپر محکمہ کمسریٹ چھاونی جالندھر۔	صہ/
۱۸	جناب حکیم مولوی فضل احمد صاحب رئیس محلہ فویا شہر "	عا/
۱۹	جناب محمود خانصاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ نالون ڈاکخانہ ٹنگ بونگ ضلع پچاموں اپر برہما۔	صہ/
۲۰	جناب شیخ نثار الرحمن صاحب زمیندار بڑاگانوں ضلع بارہ بنکی۔	صہ/
	(معرفت مولوی غلام محمد صاحب شملوی)	
	صلہ/	
۲۱	جناب حاجی منشی عبدالرحیم صاحب تاجر چرم۔	صہ/
۲۲	جناب ڈاکٹر حکیم شیخ ظہور الاسلام صاحب ریاست پٹیالہ	صہ/
	(متفرق)	
۲۳	جناب محمد شرافت اللہ صاحب دفتر رجسٹرار گورکھپور۔	صہ/

نمبر شمار	نام	رقم
	(معرفت مولوی غلام محمد صاحب فاضل ہوشیار پوری) ایک سے	
۲۴	جناب خانصاحب یار محمد خانصاحب رئیس جہان خیلان ضلع ہوشیار پور	سے
۲۵	جناب منشی میراں بخش صاحب پٹواری " "	۵
	(معرفت قاضی فضل الرحمن صاحب وکیل ندوہ) لہ ۵	
۲۶	جناب عبد الحکیم صاحب چوب فروش چوب منڈی پشاور	صر
۲۷	جناب محمد رمضان صاحب " " "	صر
۲۸	جناب قاضی عبد الرحمن صاحب قاضی خیلان "	عہ
	(معرفت مولوی غلام محمد صاحب فاضل ہوشیار پوری) سے	
۲۹	جناب اہلیہ محترمہ خان بہادر ڈاکٹر جان محمد صاحب مرحوم نور محل جالندھر محلہ سبزی فروشان	عہ
۳۰	جناب حاجی محمد اسمٰعیل صاحب سوداگر ممبر کنٹونمنٹ کمیٹی چھاونی جالندھر	صر
	(بذریعہ سکرٹری معین الندوہ شملہ بابت سنہ ۱۹۰۹ء) عہ ۵	
۳۱	جناب نا معلوم الاسم صاحب معرفت منشی احمد حسن خانصاحب شملہ	۵
۳۲	جناب اہلیہ محترمہ جناب مولوی غلام محمد صاحب شملوی وکیل ندوہ۔	عہ ۵

نمبر شمار	نام	رقم
	(چندہ یتیم خانہ)	
۱	جناب چودہری محمد اجر الحق صاحب منیجر ریاست بختیار پور پوسٹ مکھنیا بازار ضلع مونگیر۔	۵عہ
	(فروخت روئداد)	
۱	فروخت روئداد یک جلد۔	۸/
	(وقف علی الاولاد)	
۱	جناب محمد قدرت اللہ صاحب زمیندار سیوہارہ ضلع بجنور۔ سوداگر کوہ الموڑہ۔	۵
	فہرست چندہ دار العلوم من ابتدای یکم اپریل سنہ ۱۹۰۹ لغایت ۳۱ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء	
۱	عطیہ ماہوار گورنمنٹ (گرانٹ ان ایڈ) من ابتداے جولای سنہ ۱۹۰۹ء تا لغایت جنوری سنہ ۱۹۱۰ء۔	[illegible] (۱۱/۳۰)

نمبر شمار	نام	رقم
(۲)	عطیۂ ماہوار حضور پرنور ہر ہائنس بیگم صاحبہ بہادر جی - سی - آئی - اے والیہ ریاست بھوپال - خلد اللہ ملکہا -	[illegible]
(۳)	عطیۂ سالانہ جناب نواب صاحب بہادر بالقابہ ریاست بھاولپور نیچے	۳۰۰ سا

(عطیۂ تعمیر درسگاہ دار العلوم)

نمبر شمار	نام	رقم
(۴)	عالی جناب جدہ ماجدہ ہز ہائنس نواب صاحب بہادر والی ریاست بھاولپور	۳،۰۰۰
(۵)	عطیۂ سالانہ ہز ہائنس آغا خان بہادر بابت سنہ ۱۹۱۰ء -	صما

(آمدنی جائداد موقوفہ)

نمبر شمار	نام	رقم
(۶)	جناب مولوی محمد خدا یار خانصاحب متولی اوقاف موضع بھرتناپور ضلع بریلی -	۵
(۷)	آمدنی اوقاف موضع حمزہ پور تحصیل تلہر ضلع شاہجہانپور مرسلہ تحصیلدار صاحب تلہر بذریعہ منی آرڈر -	۵ ۹/۱۴
(۸)	کرایہ مکانات وصیتی واقع لال باغ لکھنؤ -	ساعہ ۸

نمبر شمار	نام	رقم
	(چندۂ دار العلوم)	
۱	جناب مبارز الدین خانصاحب ڈیوڑھی نواب عظیم الدین خانصاحب بہادر تعلقہ دار و منصب دار سرکار آصفیہ حیدر آباد دکن۔	سہہ/
۲	جناب شیخ کریم اللہ صاحب ڈاکٹر ریاست پٹیالہ۔	عہ
۳	جناب محمد صدیق صاحب پوسٹ ہرپال پور جی۔ آئی۔ پی۔ ریلوے اسٹیشن	سے/
۴	جناب محمد اکبر خاں صاحب رئیس قصبۂ مہت پور تحصیل نکودر ضلع جالندھر (بہ تقریب شادی فرزند جناب اسد اللہ خانصاحب)	عہ
۵	عطیۂ مولوی محمود علی صاحب پروفیسر رندھیر کالج ریاست کپورتھلہ پنجاب	۱۰۰/
	(بذریعہ سکرٹری صاحب معین الندوہ شملہ بابت سنہ ۱۹۰۸ء)	
۶	جناب غلام کبریا خانصاحب جمعدار دفتری گورنمنٹ پریس شملہ	۴/
۷	جناب عبد الحق صاحب دفتری 〃 〃	۴/
۸	جناب کریم بخش صاحب نمبر (۱) 〃 〃	۲/
۹	جناب علی بخش صاحب 〃 〃	۲/
۱۰	جناب علی اشرف صاحب 〃 〃	۱/
۱۱	جناب عبد الرحمن صاحب نمبر (۲) 〃 〃	۱/
۱۲	جناب رحمت اللہ صاحب دفتری مانو ٹائپ پریس 〃	۸/
۱۳	جناب مولوی غلام محمد صاحب شملوی وکیل ندوہ۔ 〃	۵عہ
۱۴	جناب منشی عصمت اللہ صاحب فنانس ڈیپارٹمنٹ 〃	۸/

نمبر شمار	نام	رقم
۱۵	جناب میاں عبدالقادر صاحب ٹھیکہ دار ساکن کالکا۔	عہ/
۱۶	جناب بابو غلام محی الدین صاحب شملہ۔	عہ/
۱۷	جناب علی بخش صاحب چوکیدار شملہ	۴/
۱۸	جناب ہاکو صاحب 〃 〃	۴/
۱۹	جناب بابو عمردین صاحب کمپازیٹر گورنمنٹ پریس کوہ شملہ۔	عہ/
۲۰	جناب بابو شہاب الدین صاحب کلرک دفتر آب وہوا 〃	عہ/
۲۱	جناب مسٹر جان محمدؐ صاحب 〃 〃 〃	۸/
۲۲	جناب بابو برکت علی صاحب 〃 〃 〃	عہ/
۲۳	جناب بابو محمدؐ بخش صاحب 〃 〃 〃	۸/
۲۴	جناب میاں عبدالغنی صاحب بٹ 〃 〃 〃	۴/
۲۵	جناب مسٹر محمدؐ اکرام صاحب 〃 〃 〃	۸/
۲۶	جناب میاں عبدالعزیز صاحب 〃 〃 〃	۸/
۲۷	جناب بابو مولا بخش صاحب 〃 〃 〃	عہ/
۲۸	جناب میاں محمدؐ علی صاحب جمعدار 〃 〃 〃	۸/
۲۹	جناب بابو شمس الحق صاحب 〃 〃 〃	۸/
۳۰	جناب بابو بدرالدین صاحب کلرک الاؤنس بنک کوہ شملہ	عہ/
۳۱	چندۂ عید الفطر کوہ شملہ۔	للعہ ۱/۱ ۱/۲
۳۲	جناب بابو عبداللطیف صاحب شملہ بروز عید الفطر۔	۶/
۳۳	جناب نامعلوم الاسم صاحب معرفت عبدالستار صاحب کوہ شملہ۔	عہ/
۳۴	جناب پروپرائٹر صاحب بمبئی ہاؤس۔	عہ/

نمبر شمار	نام		رقم
۳۵	جناب حکیم غلام نبی صاحب معرفت سید عبدالستار صاحب کوہ شملہ		عہ/
۳۶	جناب لالہ گنگا رام صاحب۔	"	۴/
۳۷	جناب سید جواد شاہ صاحب ٹھیکہ دار۔	"	۶/
۳۸	جناب پروپرائٹر صاحب کابل ہاؤس۔	"	عہ/
۳۹	جناب امیر بخش صاحب گھڑی ساز	"	۸/
۴۰	جناب محمد جو صاحب بساطی۔	"	۸/
۴۱	جناب شکور علی صاحب ٹھیکہ دار	"	۶/
۴۲	جناب عبدالخالق صاحب شال مرچنٹ۔	"	۸/
۴۳	جناب علی محمد صاحب۔	"	۸/
۴۴	جناب کمان ڈار صاحب۔	"	۴/
۴۵	جناب غلام محمد جو صاحب امرتسری۔	"	عہ/
۴۶	جناب حاجی عبدالصمد صاحب کشمیری۔	"	عہ/
۴۷	جناب خواجہ کبیر جو صاحب "	"	عہ/
۴۸	جناب شیخ علی محمد صاحب جام فروش	"	عہ/
۴۹	جناب نظام الدین صاحب مصری فروش۔	"	۴/
۵۰	جناب بابو غلام مصطفٰے صاحب سگریٹ مرچنٹ	"	عہ/
۵۱	جناب محمد زکریا صاحب گھڑی ساز۔	"	۸/
۵۲	جناب محمد اکبر خاں صاحب کابل کمپنی۔	"	عہ/
۵۳	جناب عظیم شیخ صاحب۔	"	۲/
۵۴	جناب اسداللہ صاحب شال مرچنٹ	"	عہ/

نمبر شمار	نام		رقم
۵۵	جناب حاجی لس جو صاحب	شملہ	۴ر
۵۶	جناب محمد شعبان جو احمد صاحبان	"	۴ر
۵۷	جناب عمے لون صاحب زغال فروش۔	"	۲ر
۵۸	جناب غلام محمد صاحب شال مرچنٹ۔	"	۴ر
۵۹	جناب حبیب اللہ صاحب شال مرچنٹ	"	۲ر
۶۰	جناب غلام نبی صاحب ٹیلر ماسٹر۔	"	۴ر
۶۱	جناب خاکسار صاحب۔	"	(۹ر
۶۲	جناب غلام رسول صاحب خیاط۔	"	۱ر
۶۳	جناب ابراہیم صاحب ٹیلر ماسٹر۔	"	۴ر
۶۴	جناب نظام الدین صاحب "	"	۲ر
۶۵	جناب میرزا نادر حسین صاحب دہلوی۔	"	عہ/
۶۶	جناب ڈاکٹر محمد عمر صاحب مالک میڈیکل ہال۔	"	(۳ر
۶۷	جناب خیر الدین صاحب ٹیلر ماسٹر۔	"	۴ر
۶۸	جناب ماموں صاحب ٹھیکہ دار۔	"	۶ار
۶۹	جناب شیخ محبوب الٰہی صاحب۔	"	عہ/
۷۰	جناب عبد القدوس صاحب قلعی گر۔	"	۱ر
۷۱	جناب عبد الغنی صاحب جنت فروش۔	"	۴ر
۷۲	جناب قدرت اللہ صاحب بساطی۔	"	۴ر
۷۳	جناب شیخ مشرف وعبد الغنی صاحبان تنباکو فروش	"	عہ/
۷۴	جناب چودھری مولا بخش صاحب۔	"	۴ر

نمبر شمار	نام		رقم
۷۵	جناب کبیر جو صاحب زرگر	شملہ	۴ر
۷۶	جناب ماسٹر عبد العزیز صاحب	″	۲ر
۷۷	جناب حکیم شفیق الرحمن صاحب	″	۲ر
۷۸	جناب وزیر الدین صاحب زرگر۔	″	۸ر
۷۹	جناب شاہ میر خاں صاحب و ملّاجی تمباکو فروش۔	″	۴ر
۸۰	جناب ابراہیم صاحب سبزی فروش۔	″	۲ر
۸۱	جناب میر نثار علی صاحب ٹین ساز۔	″	عہ ر
۸۲	جناب عبد اللہ صاحب خیّاط۔	″	۴ر
۸۳	جناب عزیز ڈار صاحب۔	″	۸ر
۸۴	جناب منشی فضل احمد صاحب عطّار	″	۲ر
۸۵	جناب مستری کفایت اللہ صاحب۔	″	۱ر
۸۶	جناب منشی اکبر صاحب مونو ٹائپ پریس	″	عہ ر
۸۷	جناب مرزا محمد بیگ صاحب دنداں ساز۔	″	عہ ر
۸۸	جناب مرزا حلیم بیگ صاحب۔	″	۸ر
۸۹	جناب سردار نتھا سنگھ صاحب ریلوے بورڈ	″	۸ر
۹۰	جناب منعم الدین صاحب اکزامینر مونو ٹائپ پریس	″	سے ر
۹۱	اندرون خانہ جناب منشی قادر بخش صاحب ریلوے بورڈ	″	عہ ر
۹۲	جناب منشی الٰہ بخش صاحب سکشن ہولڈر مونو ٹائپ پریس	″	عہ ر
۹۳	جناب شیخ ولایت علی صاحب اسسٹنٹ ″ ″ ″ ″	″	۴ر
۹۴	جناب منشی سراج الدین صاحب کمپازیٹر ″ ″ ″	″	۴ر

نمبر شمار	نام					رقم
۹۵	جناب منشی احمد حسن خاں صاحب مونو ٹائپ پریس کی بورڈ۔				شملہ	۸عہ
۹۶	جناب منشی اللہ دیا صاحب کاپی ہولڈر مونو ٹائپ پریس۔				″	۴؍
۹۷	جناب لالہ سنو ھرلال صاحب ریوائزر	″	″		″	۲؍
۹۸	جناب منشی خورشید محمد صاحب کمپازیٹر۔	″	″		″	۲؍
۹۹	جناب بابو بشیر احمد صاحب	″	″	″	″	۲؍
۱۰۰	جناب بابو روشن علی صاحب	″	″	″	″	۲؍
۱۰۱	جناب بابو عبد الرشید خاں صاحب	″	″	″	″	۲
۱۰۲	جناب بابو فقیر چند داس صاحب	″	″	″	″	۲؍
۱۰۳	جناب منشی سید احمد صاحب۔		″	″	″	۴؍
۱۰۴	جناب منشی محمد احسن صاحب		″	″	″	۲؍
۱۰۵	جناب منشی نور محمد صاحب		″	″	″	۴؍
۱۰۶	جناب منشی ولی محمد صاحب		″	″	″	۴؍
۱۰۷	جناب منشی محمد عثمان صاحب		″	″	″	۸عہ
۱۰۸	جناب منشی محمد خلیل صاحب		″	″	″	۲؍
۱۰۹	نامعلوم الاسم۔		″	″	″	۸؍
۱۱۰	جناب منشی نبی بخش صاحب ہیڈ ڈسٹری بیوٹر			″	″	۲؍
۱۱۱	جناب منشی عبد الکریم صاحب			″	″	۱؍
۱۱۲	جناب منشی الٰہی بخش صاحب			″	″	۱؍
۱۱۳	جناب نامعلوم الاسم۔			″	″	۱۲عہ
۱۱۴	جناب منشی عبد الحمید صاحب			″	″	۲؍

رقم	نام	نمبر شمار
	(متفرق)	
مہ	جناب موسیٰ حاجی اسمٰعیل سیٹھ صاحب الپی	۱۱۵
للعہ ۸/	جناب احمد شاہ صاحب برادر احد شاہ صاحب مرحوم۔ معرفت جناب شیخ عبدالصمد صاحب ککڑو رئیس بارہ مولا کشمیر	۱۱۶
للعہ/	جناب منشی محمد یعقوب علی صاحب منیجر ریاست جناب منشی احتشام علی صاحب رئیس کاکوری۔	۱۱۷
	(بذریعہ مرزا غلام مصطفیٰ صاحب اسسٹنٹ کورٹ انسپکٹر کشمیر)	
ہمہ	جناب مرزا جلال الدین صاحب تحصیلدار۔ کشمیر	۱۱۸
ہمہ	معرفت مرزا جلال الدین صاحب ″ ″	۱۱۹
عہ/	جناب خواجہ غفار جو صاحب ککڑو رئیس بارہ مولا ″	۱۲۰
للعہ/	جناب محمد جان صاحب سوداگر پشمینہ۔ ″	۱۲۱
عا/	جناب عزیز جان صاحب نقّاش ″	۱۲۲
عا ۸/	جناب قاضی مختار شاہ صاحب دوکاندار۔ ″	۱۲۳
صہ/	جناب حکیم سید حسن صاحب اسسٹنٹ گورنر کلرک۔ ″	۱۲۴
	(متفرق)	
صہ/	جناب شیخ سالار مسعود صاحب عادل آباد ریاست حیدرآباد دکن۔	۱۲۵

نمبر شمار	نام	رقم
	(معرفت مولوی غلام محمد صاحب شملوی)	
۱۲۶	جناب شیخ عبد المجید صاحب سوداگر صدر بازار چھاونی انبالہ۔	عا ر
۱۲۷	جناب حاجی مسیح اللہ صاحب رئیس " " "	عا ر
	(معرفت مولوی حبیب احمد صاحب رئیس بنارس)	
۱۲۸	جناب محمد علی صاحب غلہ فروش۔ بنارس۔	صہ ر
۱۲۹	جناب منشی رضی الدین احمد صاحب۔ "	عا ر
۱۳۰	جناب مولوی حبیب احمد صاحب رئیس۔ "	عا ر
۱۳۱	جناب محمد ماہ یار خاں صاحب اسٹیشن ماسٹر۔ "	عا ر
۱۳۲	جناب حاجی حکیم مہدی حسن صاحب۔ "	عا ر
	(بذریعہ سکرٹری معین الندوہ شملہ بابت ۱۹۰۹ء)	
۱۳۳	جناب شیخ رحمت اللہ صاحب بفیہ فروش مارکیٹ کوہ شملہ	لعہ ۱۰ ر
	(معرفت جناب مولانا حبیب الرحمن خانصاحب شروانی رئیس بھیکن پور ضلع علی گڑہ)	
۱۳۴	عطیۂ عالی جناب وزیر صاحب بہادر بالقابہ ریاست جوناگڑہ (کاٹھیاواڑ)	۴۰۰ للعہ ر

نمبر شمار	نام	رقم
	(چندۂ تعمیر مسجد)	
۱	جناب حاجی علی جان صاحب رئیس و تاجر دہلی۔ بذریعہ جناب نواب احمد سعید خانصاحب رئیس دہلی۔	۱۰۰/
	(چندۂ تعمیر بورڈنگ)	
۱	جناب محمد اکرم خاں صاحب بی۔ اے نائب تحصیلدار چارسدہ پشاور (منجملہ موعودہ سو روپیہ کے)	۵
۲	جناب منشی دوست محمد خاں صاحب واصلباقی نویس رئیس اعظم گڑھ۔	۵
۳	جناب اہلیہ محترمہ منشی احمد حسن خانصاحب فرخ آبادی کمپوزیٹر سو نو ٹائپ پریس کوہ شملہ	۵
	(بسعی مولوی غلام محمد صاحب شملوی وکیل ندوۃ العلماء صانہ اللہ)	
۴	جناب میر احمد صاحب سیٹھی رئیس پشاور	۵
۵	جناب میاں محمد عالم صاحب لنگی فروش بازار اندر شہر "	۲/
۶	جناب خانصاحب غلام سرور خانصاحب ٹھیکہ دار کابلی دروازہ "	۱۱/
۷	جناب میاں غلام صمدانی صاحب ٹھیکہ دار محلہ شاہ غازی نسیم "	۱۰
۸	جناب حکیم محمد امین صاحب خلف حکیم عبداللہ صاحب بازار قصہ خوانی۔ "	۵

نمبر شمار	نام	رقم
۹	جناب خواجہ سجاد حسین صاحب بی۔اے انسپکٹر جنرل سررشتہ تعلیم صوبہ سرحدی پشاور	سے۵
۱۰	چندہ معرفت ڈاکٹر محمد علیم خانصاحب اسسٹنٹ سرجن پشاور۔	صہ ر
۱۱	چندہ جناب مرزا محمد یعقوب صاحب معرفت حکیم محمد امین صاحب "	عا/ ۵ار
۱۲	جناب میر جمیل احمد صاحب ناظر عدالت چیف کمشنری۔ "	عا/ ار
۱۳	جناب میاں محمد قسیم صاحب ٹھیکہ دار۔ "	مار
	(متفرق۔)	
۱۴	جناب بیگم صاحبہ بہادر اہلیہ ہز ہائنس نواب صاحب جنجیرہ مرود بمبئی (معرفت مولانا شبلی صاحب نعمانی)	۱۱۰۰۰
۱۵	جناب میاں عنوان الدین صاحب کاکاخیل جاگیردار سرحدی مردان ضلع پشاور (بذریعہ فروخت زیورات اہلیہ مرحومہ خود برای ایصالِ ثواب)	الـ۵ ۵ر

(از معزز خواتین مدراس معرفت مولانا عبد السبحان صاحب تاجر و رئیس گوڈاون اسٹریٹ مدراس)

الـ۹ (۱۳/۳)

نمبر شمار	نام	رقم
۱۶	جناب اہلیہ محترمہ بی امین الدین صاحب مدراس۔	مار
۱۷	جناب اہلیہ محترمہ مولانا عبد السبحان صاحب رئیس گوڈاون اسٹریٹ مدراس	ماار
۱۸	جناب والدہ محترمہ نواب غلام احمد صاحب رئیس کارومنڈل کولار صوبہ میسور	ماار
۱۹	جناب اہلیہ محترمہ جناب محمد صفدر حسین صاحب بی۔اے مدراس۔	مار

نمبر شمار	نام		رقم
۲۰	جناب والدہ محترمہ جناب اسمٰعیل سیٹھ صاحب مغموم۔	مدراس	صسہ
۲۱	جناب اہلیہ محترمہ ملیالم ابراہیم صاحب۔	"	صسہ
۲۲	جناب اہلیہ محترمہ جناب داداغنی محمد ابراہیم صاحب	"	صسہ
۲۳	جناب اہلیہ محترمہ جناب مولوی حاجی ضیاء الدین محمد صاحب	"	صسہ
۲۴	جناب اہلیہ محترمہ جناب عبدالحمید حسن سیٹھ صاحب	"	صسہ
۲۵	جناب اہلیہ محترمہ بی۔ ایم عنایت اللہ صاحب	"	صسہ
۲۶	جناب اہلیہ محترمہ جناب سانگڑی عبداللطیف صاحب	"	صسہ
۲۷	جناب اہلیہ محترمہ جناب ملنگ عبدالرحمٰن صاحب	"	مار
۲۸	جناب اہلیہ محترمہ جناب سی عبدالحکیم صاحب	"	صہ
۲۹	جناب والدہ صاحبہ "	"	صہ
۳۰	جناب اہلیہ محترمہ جناب خان بہادر الحاج محمد عبدالعزیز بادشاہ صاحب ٹرکش قونصلی۔	"	ماصہ
۳۱	جناب اہلیہ محترمہ جناب ساہوکار حاجی محمد بادشاہ صاحب	"	صہ
۳۲	جناب ساہوکار محمد محبوب اللہ بادشاہ صاحب	"	مار
۳۳	محل جناب نواب رؤف احمد خانصاحب بہادر پرتو	"	عہ
۳۴	محل جناب محمد انور صاحب مرحوم ہمشیرہ جناب نواب رؤف احمد خانصاحب بہادر پرتو	"	عہ
۳۵	جناب اہلیہ جناب شیخ احمد صاحب تاجر ویلوری۔		صر
۳۶	جناب اہلیہ عبدالقادر صاحب ویلوری۔		صر
۳۷	جناب اہلیہ عبدالرحمٰن صاحب ویلوری۔		عہر

نمبر شمار	نام		رقم
۳۸	خواتین کوچہ حکیماں محلہ محفوظ خان باغ۔	مدراس	۵/ (۳۹)
۳۹	جناب والدۂ محترمہ جناب یعقوب حسن سیٹھ صاحب۔	″	۵/
۴۰	جناب سیاہوکار محمد سعد اللہ بادشاہ صاحب	″	۵/
۴۱	محل جناب خان بہادر غلام محمود صاحب مہاجر۔	″	۵/
۴۲	محل جناب غوث محی الدین صاحب مہاجر۔	″	۵/
۴۳	محل جناب محمد معین صاحب۔	″	۵/
۴۴	محل جناب غلام علی صاحب۔	″	۵/
۴۵	محل جناب قادر محی الدین صاحب۔	″	۵/
۴۶	محل جناب محمد حبیب اللہ صاحب مرحوم۔	″	۵/
۴۷	محل جناب احمد اللہ صاحب مرحوم۔	″	۵/
۴۸	محل جناب محمد عبد القادر صاحب جدی۔	″	۵/
۴۹	محل جناب سلطان محی الدین صاحب جدی۔	″	۵/
۵۰	محل جناب محمد معین الدین صاحب ″	″	۵/
۵۱	محل جناب محمد محی الدین احمد صاحب مہاجر۔	″	۵ر
۵۲	محل جناب محمد زندہ صاحب ″	″	۵ر
۵۳	محل جناب غلام عظمت اللہ صاحب قریشی۔	″	۵ر
۵۴	محل جناب سید نجم الدین علی صاحب رضوی۔	″	۵ر
۵۵	محل جناب حاجی قادر حسین صاحب	″	۵ر
۵۶	محل جناب محمد غوث صاحب چیدہ۔	″	۶ار
۵۷	محل جناب دستگیر صاحب مرحوم۔	″	۶ار

نمبر شمار	نام		رقم
۵۸	محل جناب محمد اسد اللہ صاحب۔	مدراس	عہ ر
۵۹	ایک غریب عورت۔	"	۴ر
۶۰	جناب محمد اسمٰعیل صاحب سیٹھ مغموم تاجر مدراس بہ تقریب شادی برادر خود۔	"	ماعہ
۶۱	جناب محمد حنیف صاحب متولی مسجد۔	"	صہ ر
۶۲	جناب والدہ محترمہ جناب موسیٰ ابراہیم سیٹھ صاحب۔	"	ہسہ
۶۳	محل جناب عزیز اللہ صاحب قریشی۔	"	عسہ
۶۴	محل جناب احمد حسین صاحب مہاجر۔	"	عہ ر
۶۵	محل جناب " " "	"	صہ ر
	(متفرق)		
۶۶	جناب مولوی سید حسن صاحب وکیل مراد آباد۔		للعہ
	(معرفت مولوی محمد الدین صاحب جج چیف کورٹ ریاست بھاولپور)		
۶۷	جناب مولانا الحاج مولوی رحیم بخش صاحب (نائب) بہادر سی۔ آئی۔ ای۔ پریزیڈنٹ کونسل آف ریجنسی۔	بھاولپور	مالعہ
۶۸	جناب جنرل محمد عبدالرحمٰن خانصاحب بہادر سیلٹری ممبر کونسل آف ریجنسی ریاست۔	"	ماسہ
۶۹	جناب سردار محمد محمود خانصاحب بہادر جوڈیشل ممبر کونسل	"	مار
۷۰	جناب دیوان اسانند صاحب بہادر فنانشل ممبر کونسل آف ریجنسی ریاست	"	صہ

نمبر شمار	نام	رقم
۷۱	جناب راجہ صاحب بہادر ملک طالب مہدی خانصاحب بہادر ریونیو ممبر کونسل آف ریجنسی ریاست۔ بہاولپور	عہ
۷۲	جناب مولوی محمد الدین صاحب بہادر جج چیف کورٹ ریاست 〃	عسہ
۷۳	جناب مولوی محمد عبد المالک صاحب بہادر افسر مال ریاست۔ 〃	عسہ
۷۴	جناب ملک محمد دین صاحب بہادر افسر انہار۔ 〃	عسہ
۷۵	جناب صاحبزادہ محمد حاجی خانصاحب بہادر عباسی۔ 〃	عسہ
۷۶	جناب شیخ حسین بخش صاحب ناظم ضلع۔ 〃	عسہ
۷۷	جناب بابو محمد عبد الحمید صاحب بی۔اے پرنسپل کالج ریاست۔ 〃	عہ
۷۸	جناب شیخ محمد حسن صاحب بی۔اے منصف ریاست 〃	عہ
۷۹	جناب بابو جان محمد صاحب انسپکٹر مدارس ریاست 〃	عہ
۸۰	جناب مولوی محمد صالح صاحب ایم۔اے پروفیسر کالج 〃 〃	عہ
۸۱	جناب خان غلام حسین خانصاحب۔ وائس پریسیڈنٹ میونسپل بورڈ 〃	عہ/
۸۲	جناب شیخ عبد الواحد صاحب۔ سررشتہ دار محکمہ عالیہ پریسیڈنٹ صاحب۔ 〃	صہ/
۸۳	جناب چودھری نجیب خانصاحب ڈسٹرکٹ جج ریاست 〃	صہ/
۸۴	جناب شیخ عبد الغنی صاحب اڈیٹر حسابات ریاست 〃	صہ/
۸۵	جناب ماسٹر فتح محمد خاں صاحب بی۔اے۔ 〃	سے/
۸۶	جناب میاں امیر علی صاحب ناظر دربار ریاست۔ 〃	عا/
۸۷	جناب حاجی فتح محمد خاں صاحب ریاست۔ 〃	عا/
۸۸	جناب عبد العزیز خانصاحب سررشتہ دار فوج۔ 〃	عا/
۸۹	جناب منشی غلام رسول صاحب سرپرست 〃	عہ/

رقم		نام	نمبر شمار
عہ ر	بھاولپور	جناب مولوی عزیز الرحمٰن صاحب۔	۹۰
عا ر	"	جناب شیخ محمدؐ حنیف صاحب سررشتہ دار انہار ریاست	۹۱
عہ ر	"	جناب ماسٹر نور محمدؐ صاحب ہیڈ ماسٹر ہائی اسکول "	۹۲
۸ ر	"	جناب قاضی غلام رسول صاحب کلرک فوج ریاست	۹۳
۸ ر	"	جناب منشی غلام محمدؐ صاحب محاسب دربار "	۹۴
۸ ر	"	جناب غلام محی الدین صاحب کلرک " "	۹۵
۸ ر	"	جناب شیخ منشی غلام رسول صاحب اہلمد "	۹۶
۸ ر	"	جناب منشی غلام حیدر صاحب اہلمد انہار "	۹۷
۸ ر	"	جناب منشی محمدؐ عبد الرحمٰن صاحب "	۹۸
۸ ر	"	جناب شیر محمدؐ صاحب اہلمد۔ "	۹۹
۸ ر	"	جناب منشی فیض بخش صاحب کلرک دربار "	۱۰۰
۸ ر	"	جناب امیر علی شاہ صاحب اہلمد "	۱۰۱
۸ ر	"	جناب زین العابدین شاہ صاحب "	۱۰۲
۸ ر	"	جناب مولوی احمدؐ بخش صاحب سررشتہ دار فوج ریاست	۱۰۳
۸ ر	"	جناب منشی کریم بخش صاحب اہلکار پولیس۔	۱۰۴
۸ ر	"	جناب شرف الدین خانصاحب لین افسر "	۱۰۵
۸ ر	"	جناب حکیم محمدؐ اکرم صاحب محرر اوّل منصف	۱۰۶
۸ ر	"	جناب حافظ محمدؐ حنیف صاحب محافظ دفتر عدالت	۱۰۷
۸ ر	"	جناب شیخ حامد علی صاحب اہلمد عدالت	۱۰۸
۸ ر	"	جناب منشی ظہور احمدؐ صاحب کلرک کلب	۱۰۹

نمبر شمار	نام	رقم
۱۱۰	جناب منشی فیض محمد صاحب اہلکار ڈسٹرکٹ کورٹ بھاولپور	۸/
۱۱۱	جناب الٰہ بخش صاحب اہلمد خزانہ۔ "	۸/
۱۱۲	جناب منشی بڈھے خانصاحب اہلکار انہار "	۴/
۱۱۳	جناب منشی نور محمد صاحب اہلمد دربار ریاست۔ "	۴/
۱۱۴	جناب محمد افضل صاحب اہلمد۔ " "	۴/
۱۱۵	جناب منشی احمد بخش صاحب۔ " "	۴/
۱۱۶	جناب عجائب علی شاہ صاحب۔ "	۴/
۱۱۷	جناب مولوی محمد افضل صاحب ناظر منصفی۔ "	۴/
۱۱۸	جناب نور محمد صاحب اہلمد منصفی۔ "	۴/
۱۱۹	جناب شیخ پیر بخش صاحب اہلمد صدر عدالت۔ "	۴/
۱۲۰	جناب شیخ عبد الکریم صاحب اہلمد عدالت۔ "	۳/
۱۲۱	جناب منشی شمس الدین صاحب اہلمد عدالت انہار "	۴/
۱۲۲	جناب عبد الغفور صاحب ناظر۔ "	۴/
۱۲۳	جناب محمد ناصر صاحب اہلمد انہار۔ "	۲/
۱۲۴	جناب فیض احمد صاحب۔ "	۲/
۱۲۵	جناب عبد الرحمٰن صاحب انتھرو کلارک "	۲/
۱۲۶	جناب عبد الرحیم صاحب۔ "	۲/
۱۲۷	جناب عزیز محمد صاحب۔ "	۲/
۱۲۸	جناب منشی قمر الدین صاحب۔ "	۲/
۱۲۹	جناب عطا محمد صاحب۔ "	۲/

نمبر شمار	نام		رقم
۱۳۰	جناب منشی غلام محمد صاحب سررشتہ دار نظامت ۔	بھاولپور	۲/
۱۳۱	جناب منشی علی محمد صاحب ۔	"	۲/
۱۳۲	جناب محمد حسن صاحب اہلمد توشہ خانہ ۔	"	۲/
۱۳۳	جناب محمد ابراہیم صاحب محرر تردید ۔	"	۲/
۱۳۴	جناب منشی الٰہی بخش صاحب اہلمد خزانہ ۔	"	۲/
۱۳۵	جناب غلام حیدر صاحب اہلکار خزانہ ۔	"	۱/
۱۳۶	جناب علیم الدین صاحب ۔	"	۱/
۱۳۷	جناب الہ داد محرر تردید عدالت ۔	"	(۹/)
۱۳۸	جناب لال شاہ صاحب کانسٹبل ۔	"	(۶/)
۱۳۹	منجانب فوج رجمنٹ نظام ۔	"	(۳/۱۵)
۱۴۰	عملۂ سٹیج ۔	"	[illegible]
۱۴۱	عملۂ سررشتہ تعلیم ۔	"	[illegible]
۱۴۲	متفرق چندہ ۔	"	[illegible]
۱۴۳	جناب مولوی سعید احمد صاحب محافظ دفتر محکمۂ مال ریاست	"	[illegible]
۱۴۴	جناب منشی غلام محمد صاحب ۔	" " " "	[illegible]
۱۴۵	جناب صاحبزادہ دین محمد خانصاحب ۔	" " " "	[illegible]
۱۴۶	جناب منشی اللہ دیا صاحب ۔	" " " "	[illegible]
۱۴۷	جناب منشی محمد اشرف صاحب	" " " "	[illegible]
۱۴۸	جناب حافظ مخدوم بخش صاحب ۔	" " " "	۸/
۱۴۹	جناب سید رحم علی شاہ صاحب	" " " "	۸/

نمبر شمار	نام		رقم
۱۵۰	جناب حافظ عبد الرشید صاحب محکمہ مال	بہاولپور	۸/
۱۵۱	جناب منشی محمد عظیم صاحب	"	۴/
۱۵۲	جناب منشی عطا محمد صاحب۔	"	۲/
۱۵۳	جناب منشی عبد الرزاق صاحب	"	۲/
۱۵۴	جناب منشی غلام جیلانی صاحب۔	"	۲/
۱۵۵	جناب میر عبد اللہ صاحب۔	"	۱۲/
۱۵۶	جناب میر سراج الدین صاحب بہادر جج چیف کورٹ ریاست	"	۵

متفرق

نمبر شمار	نام	رقم
۱۵۷	جناب حافظ محمد اسمٰعیل صاحب وکیل شاہجہانپور امداد بعہدہ اجلاس دہلی ۱۹۱۰ء	۵
۱۵۸	جناب سید مصطفےٰ حسن صاحب رئیس فرید آباد ضلع دلی۔	۱/
۱۵۹	جناب مولوی عبد الشکور صاحب آنریری مجسٹریٹ فرید آباد ضلع دہلی۔	۱/
۱۶۰	جناب مولوی محمد اسحاق صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل بی وکیل ہائیکورٹ الہ آباد۔	۱/
۱۶۱	جناب حافظ نور الدین صاحب کوچہ میر عاشق علی دہلی۔	۵

نمبر شمار	نام	رقم
	(چندہ برای دعوت مولانا شبلی نعمانی و مولوی شبلی صاحبان)	
١	جناب حاجی کریم بخش صاحب سیٹھی رئیس پشاور۔	ماعسہ
٢	جناب خواجہ سجاد حسین صاحب بی۔ اے افسر تعلیمات پشاور۔	صہ
٣	جناب شیخ عبد الرشید صاحب محلہ ڈھلان "	صہ
	(مد وظائف)	
١	جناب حاجی محمد حنیف صاحب الگا پا نائک سٹریٹ مدراس۔	مرسہ
٢	جناب محمد قادر حسین صاحب طلفر منزل حیدر آباد دکن۔	صہ/
٣	جناب مولوی برکت اللہ صاحب نائب ریاست بلرام پور ضلع گونڈہ (سن ابتدای محرم ١٣٢٧ھ سالانہ۔	صہ
۴	جناب خان بہادر نواب مزمل اللہ خانصاحب رئیس و آنریری مجسٹریٹ بھیکن پور ضلع علی گڑھ۔	١٢٠ ماعسہ
	(بذریعہ سکرٹری معین الندوہ شملہ بابت ١٩٠٨ء)	
۵	جناب شیخ رحمت اللہ صاحب بضعہ فروش کوہ شملہ	٦٠ سنہ
	(متفرق)	
	جناب اہلیہ محترمہ نواب سید محمد نور الحسن خانصاحب رئیس لکھنؤ۔	١٦٠ ماعسہ

نمبر شمار	نام	رقم
۶	جناب ارشاد حسین صاحب موضع سمدھن ضلع فرخ آباد-	عـہ
۷	جناب سیٹھ کریم بخش صاحب خلف میرا حمد صاحب مرحوم آنریری مجسٹریٹ بساط گل حسن پشاور-	مـہ
۸	جناب مولوی حمید الدین صاحب پروفیسر سیور کالج الہ آباد-	سـہ
	(بذریعہ مولوی غلام محمد صاحب شملوی-)	
۹	جناب شاہی حکیم محمد علی صاحب موجد روح جیون بوٹی مالک فیاضی شفاخانہ جموں (عہ ماہوار از رجب ۲۷ ۱۳۱۱ھ)	سے/
۱۰	جناب منشی شیر علی خانصاحب (متفرق) محرر آبادی تحصیل سمندری ضلع لائل پور	للعہ/
۱۱	جناب مولوی محمد محمود عالم صاحب رئیس فیض آباد-	صہ/
۱۲	جناب شیخ شہاب الدین صاحب وکیل راے بریلی-	عـہ
۱۳	جناب امیر الامرا ناصر الاسلام شیخ بہاء الدین صاحب وزیر سابق جوناگڈھ-	ماعسہ
۱۴	جناب منشی عبد العزیز خانصاحب مدرس مدرسہ رٹول ضلع میرٹھ-	عہ/
۱۵	جناب محمد اسمٰعیل خاں صاحب آگرہ-	صہ/
۱۶	جناب حافظ محمد عبد الغفور و حافظ محمد نقی صاحبان اینڈکو علی گڑھ-	عـہ
۱۷	جناب سید شاہ عزیز حسن صاحب سرست خسرو پور بانکی پور پٹنہ-	سے/
۱۸	جناب حافظ محمد حسن صاحب معرفت مولوی اسحاق صاحب پروفیسر مہندرو کالج پٹیالہ-	صہ/
۱۹	جناب ڈاکٹر محمد عظیم صاحب اسسٹنٹ سرجن پشاور-	دصہ

رقم	نام	نمبر شمار
۵	جناب نواب محمد مزمل اللہ خانصاحب آنریری مجسٹریٹ و رئیس بھیکن پور ضلع علی گڑھ (از مد زکوٰۃ)	۲۰
لعہ ۱۴؍	جناب مولوی برکت علی خاں صاحب ایم-اے منصف لوہارن ضلع جالندھر-	۲۱
۵	جناب سید محمد شمس الدین صاحب منصف پنڈ دادن خان ضلع جہلم-	۲۲
صہ؍	جناب مولوی غلام محمد صاحب فاضل ہوشیار پوری-	۲۳
۵	منجانب عہدہ داران انجمن تعلقداران ہند لکھنؤ (معرفت منشی احتشام علی صاحب معتمد مال-)	۲۴
۵	جناب سید محمد اطہر صاحب نائب تحصیلدار سوراؤں ضلع الہ آباد-	۲۵
سے ۱۵؍	جناب منشی علی احمد صاحب پٹواری مال نمبر (۲۰۹۶) حلقہ سکھتا الہو تحصیل کسنر ضلع فیروز پور- (معرفت اڈیٹر صاحب وطن لاہور)	۲۶
۵	جناب نواب علی حسن خانصاحب بہادر بہ تقریب رو زہ کشائی دختر خود	۲۷
۶؍	جناب مسٹر شاہد حسین صاحب بیرسٹرایٹ لا ساکن گدیہ ضلع بارہ بنکی-	۲۸
۶؍	جناب سید مقبول احمد صاحب کلکٹریٹ فتحگڈھ ضلع فرخ آباد-	۲۹
۶؍	جناب حاجی امیر محمد خانصاحب کارخانہ اصغر علی و محمد علی خاں تاجران چوک لکھنؤ-	۳۰
۶۰	جناب سیٹھ کریم بخش صاحب خواجہ سیٹھی ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ و رئیس پشاور	۳۱
۶؍	جناب امیر خانصاحب سب انسپکٹر پولیس تھانہ و پوسٹ ریکا ضلع ملتان	۳۲
صہ؍	جناب شیخ محمد نصیب صاحب بیرسٹرایٹ لا حصار-	۳۳
۵۰	جناب مرزا ظفر اللہ خانصاحب سب جج سیالکوٹ بابت سنہ ۱۹۱۰ء	۳۴

نمبر شمار	نام		رقم
	(بذریعہ سکرٹری معین الندوہ شملہ بابت ۱۹۰۹ء)		
۳۵	جناب بابو عبد القادر صاحب سکرٹری معین الندوہ شملہ		۹ عہ
۳۶	جناب بابو عبد القادر صاحب سکرٹری معین الندوہ	〃 ۲ عدد کھال	۹ عہ ۸/ر
۳۷	جناب منشی قادر بخش صاحب کلرک ریلوے بورڈ	〃 ۱ عدد کھال	
۳۸	جناب حافظ قادر بخش صاحب	〃 ۱ عدد کھال	
۳۹	جناب عبد القادر صاحب ٹھیکہ دار	〃 ۱ عدد کھال	
۴۰	جناب محب حسین صاحب کاپی ہولڈر گورنمنٹ پریس کوہ	〃 ۱ عدد کھال	
۴۱	جناب منشی ممتاز حسین صاحب۔	〃 ۱ عدد کھال	
۴۲	جناب بابو عبد العزیز صاحب اورسیر میونسپل	〃 ۱ عدد کھال	
۴۳	جناب قومی گدا صاحب جھجر ضلع رہتک۔		۵ عہ
	(چندہ وظائف مستقل مدراس معرفت مولنا عبد السبحان صاحب رئیس گڈنگ گلی مدراس)		
۴۴	جناب ایم۔ اے۔ حیات پاچھا صاحب۔	مدراس	۵ عہ
۴۵	جناب خان بہادر الحاج محمد عبد العزیز پادشاہ صاحب	〃	۵ عہ
۴۶	جناب مولنا عبد السبحان صاحب۔	〃	۵ عہ
۴۷	جناب اہلیہ محترمہ مولنا عبد السبحان صاحب	〃	۵ عہ
۴۸	جناب محمد محمود اللہ بادشاہ صاحب۔	〃	۵ عہ
۴۹	جناب حاجی بدر الدین صاحب۔	〃	۵ عہ

نمبر شمار	نام		رقم
۵۰	جناب ٹی امین الدین صاحب۔	مدراس	صہ
۵۱	جناب چلم کار عبداللطیف صاحب	"	ویہ
۵۲	جناب حاجی عبدالرحمٰن صاحب ملیالم۔	"	للعہ
۵۳	جناب کنم پاڈی عبدالقادر صاحب	"	للویہ
۵۴	جناب عبدالکریم صاحب فاروقی	"	سعہ/
		"	
		"	

چندۂ مستقل سالانہ

(بذریعہ جناب سیٹھ کریم بخش صاحب خواجہ سیٹھی رئیس پشاور بسعی مولوی غلام محمد صاحب شملوی)

نمبر شمار	نام	رقم
۱	جناب شیر احمد صاحب خواجہ سیٹھی رئیس پشاور	عہ
۲	جناب خانصاحب حافظ زین العابدین صاحب انسپکٹر "	للعہ
۳	جناب ڈاکٹر محمد عظیم صاحب اسسٹنٹ سرجن ہسپتال "	معہ
۴	جناب سید لعل بادشاہ صاحب "	معہ

(متفرق)

نمبر شمار	نام	رقم
۵	جناب مولوی محمد حسن صاحب متقیہ رئیس بمبئی بھائی کلہ۔	ماٰر

نمبر شمار	نام	رقم
	(انعام طلبۂ واقع جلسۂ دہلی)	
۱	جناب نواب علی حسن خانصاحب رئیس بھوپال مقیم لکھنؤ۔	عه
۲	جناب چودھری کمال الدین صاحب تحصیلدار سونپت ضلع دہلی۔	دعه
۳	جناب پیر گلاب شاہ صاحب تحصیلدار بندوبست دہلی۔	دعه
۴	جناب ایس ابن علی صاحب اڈیٹر نیرّ اعظم مرادآباد۔	صر
۵	نامعلوم الاسم بذریعہ نوٹ۔	صر
۶	نامعلوم الاسم بذریعہ گنی۔	دعه
	(امداد یتامیٰ دار العلوم)	
	(بذریعہ سکریٹری صاحب معین الندوہ شملہ بابت ۱۹۰۹ء)	
۱	ازخانہ بابو عبد القادر صاحب سکرٹری معین الندوہ شملہ ۲ عدد کھال	لعه ۴ر
۲	جناب منشی عبد الکریم صاحب 〃 ۱ عدد کھال	
۳	جناب عبد الغفور صاحب گاڈر۔ 〃 ۲ عدد کھال	
۴	جناب منشی تاج بخش صاحب کلرک ریکوبورڈ 〃 ۱ عدد کھال	
۵	چندہ عید الضحیٰ سنہ ۱۳۲۶ھ۔	لعه (۱۴ر)
۶	چندہ بروز عید الفطر سنہ ۱۳۲۷ھ۔	عه
۷	چندہ عید الضحیٰ سنہ ۱۳۲۷ھ	لعه ۶ر۲
۸	والدہ عظمت اللہ خانصاحب معرفت میر عبد الستار صاحب کوہ شملہ	۱۵ر

نمبر شمار	نام	رقم
	(تعلیم سنسکرت)	
	(بذریعہ سکرٹری صاحب معین الندوہ شملہ بابت ۱۹۰۸ء)	
۱	جناب منشی محمد حسن خانصاحب اسسٹنٹ فنانس ڈیپارٹمنٹ کوہ شملہ۔	صہ/
	(متفرق)	
۲	جناب مولوی نواب علی صاحب پروفیسر محلہ ناگرواڑہ بڑودہ	سہ
۳	جناب مولوی محمد منظر صاحب رئیس پوسٹ ندوں ضلع پٹنہ۔	عہ
۴	جناب مولوی علی الدین حسن صاحب ناظم عدالت دیوانی و جوائنٹ مجسٹریٹ اورنگ آباد دکن۔	سہ
	(سرمایۂ مستقل دارالعلوم)	
	(معرفت مولوی غلام محمد صاحب شملوی)	
۱	جناب میر جمیل احمد صاحب ناظر محکمہ چیف کمشنر بہادر پشاور۔	للعہ
۲	جناب ڈاکٹر محمد عظیم خانصاحب اسسٹنٹ سرجن۔ "	عہ/
	(متفرق)	
۳	جناب احمد حسن صاحب ڈاکخانہ ترہٹ ضلع گیا۔	صہ/
۴	جناب مولوی سید فخر الحسن صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ چھرور یاست بیکانیر	سے

فہرست چندہ مہربانی جلسہ ندوۃ العلما منعقدہ مارچ سنہ ۱۹۰۹ء مقام دہلی

نمبر شمار	اسمائے گرامی عطا کنندگان		[illegible]
۱	حاذق الملک جناب حکیم حافظ محمد اجمل خانصاحب رئیس اعظم۔	دہلی	۵۰ ؏
۲	نواب فیض احمد خانصاحب رئیس۔ محلہ چوڑی والاں۔	″	عہ
۳	پیرجی سید مظفر علی صاحب صاحب سجادہ درگاہ حضرت باقی باللہ صاحب۔	″	عہ
۴	حافظ محمد زکریا صاحب جفت فروش چاوڑی بازار	″	عہ
۵	مولوی عبد الاحد صاحب مالک و مہتمم مطبع مجتبائی۔	″	ما
۶	حافظ محمد یعقوب و محمد یوسف صاحب سوداگر حویلی حسام الدین۔	″	عہ
۷	شیخ ذکا الرحمن صاحب سوداگر مالک دکان احمد جان۔ فوارہ چاندنی چوک۔	″	عہ
۸	شیخ غلام احمد صاحب ولایت والے۔ فراشخانہ۔	″	عہ
۹	شیخ فضل الٰہی ولد شیخ محمد اسمٰعیل صاحب سوداگر۔ حویلی حسام الدین۔	″	عہ
۱۰	شیخ فضل الرحمن و ممتاز احمد صاحب گھڑی والے۔ چاندنی چوک۔	″	عہ
۱۱	شیخ عطاء اللہ صاحب بی۔ اے۔ وکیل۔	″	عہ
۱۲	شیخ احسان علی صاحب سوداگر متصل کوتوالی۔	″	عہ
۱۳	حاجی محمد عبد الغفار صاحب مالک کوٹھی حاجی علیجانصاحب۔ چاندنی چوک۔	″	ما عہ
۱۴	شیخ فضل عظیم صاحب چھرہ و بارود والے۔	″ ″	عہ
۱۵	منشی محمد دین صاحب خلیقی سوداگر دری۔	″ ″	عہ
۱۶	حافظ نور الدین صاحب۔ کوچہ میر عاشق	″	عہ
۱۷	سید محمد سلطان ضیا صاحب سکرٹری انجمن بہبود مسلمانان۔	″	عا

تعداد رقم		اسمائے گرامی عطا کنندگاں	نمبر
عا ر	دہلی	عبدالرشید خاں صاحب سوداگر گوشت۔ چاندنی چوک۔	۱۸
ماعہ	"	شیخ حافظ محمد حسن صاحب سوداگر لکھنؤ۔ محلہ کشن گنج۔	۱۹
صہ ر	"	حافظ حبیب اللہ صاحب۔ گلی سعید انیاں۔	۲۰
عا ر	"	حافظ عبداللہ صاحب سوداگر چاندنی چوک۔	۲۱
۸ ر	"	شیخ نجم الدین صاحب بیگ والے۔ "	۲۲
صہ ر	"	حاجی محمد ابراہیم صاحب کاکوان۔ فتحپوری بازار	۲۳
صہ ر	"	شیخ غیاث الدین و محمد امین صاحب سوداگر چاندنی چوک	۲۴
صہ ر	"	شیخ عبدالالٰہی صاحب سوداگر میرٹھ۔ متصل مشن اسکول۔	۲۵
عا ر	"	شیخ شہاب الدین صاحب ٹاٹ والے چاندنی چوک۔	۲۶
صہ ر	"	شیخ محمد یعقوب صاحب کپڑے والے "	۲۷
صہ ر	"	چودھری مولا بخش صاحب آئینے والے۔ فتحپوری بازار	۲۸
عا ر	"	شیخ بخش الٰہی و محبوب الٰہی صاحب "	۲۹
عہ ر	"	حاجی شمس الحق صاحب سوداگر چاندنی چوک۔	۳۰
عہ ر	"	شیخ عبدالقادر صاحب۔	۳۱
عہ ر	"	شیخ محمد لطیف صاحب۔	۳۲
عا ر	"	شیخ حاجی فضل الٰہی صاحب انڈٹ ریٹر فتحپوری بازار۔	۳۳
عا ر	"	منشی عبدالعزیز صاحب انڈٹ ریٹر بازار بلیماران۔	۳۴
عہ ر	"	احسان احسان کمپنی صاحب سوداگر۔	۳۵
عہ ر	"	شیخ عبدالغنی و عزیز الدین صاحب۔	۳۶
عہ ر	"	شیخ اسلام الدین و عزیز الدین صاحب۔	۳۷

نمبر شمار	اسمائے گرامی عطا کنندگان		تعداد رقم
۳۸	شیخ شہاب الدین و وحید الدین صاحب۔ چاندنی چوک	دہلی	عا/
۳۹	شیخ فصیح الدین و سعید الدین صاحب۔ "	"	عہ/
۴۰	شیخ محمد ابراہیم صاحب چھتری والے "	"	عا/
۴۱	شیخ فخر الدین و محمد عمر صاحب سوداگر "	"	عہ/
۴۲	حافظ محمد یوسف و محمد ابراہیم صاحب سوداگر جفت بلیماراں	"	۵ص
۴۳	اومی خاں و محمد صدیق صاحب "	"	عہ/
۴۴	حافظ محمد صدیق صاحب جرّاح۔ "	"	عہ/
۴۵	شیخ محمد اسمٰعیل و محمد امین صاحب سوداگر	"	عہ/
۴۶	شیخ نور الدین و رفیع الدین صاحب سوداگر	"	عا/
۴۷	شیخ عبد العلیم و شفیق احمد صاحب۔	"	عا/
۴۸	شیخ شمس الحق صاحب۔	"	عہ/
۴۹	شیخ عبد الغفور صاحب حلوا سوہن والے چاندنی چوک	"	عا/
۵۰	شیخ لطیف بخش و محمود بخش صاحب سوداگر پارچہ "	"	عا/
۵۱	شیخ سعید الدین و نیاز الدین صاحب۔ "	"	عہ/
۵۲	امین الدین خاں صاحب سوداگر پارچہ "	"	عہ/
۵۳	شیخ عبد الغفور صاحب کلاہ فروش "	"	عـ۵
۵۴	حاجی محمد اسمعیل صاحب ٹوپی والے "	"	عا
۵۵	حاجی ضمیر الحق و عبد الحق صاحب "	"	عـ۵
۵۶	محمد عثمان و ابوبکر صاحب "		عہ/
۵۷	شیخ عبد الحفیظ صاحب۔ مشن اسکول	"	۸/

نمبر شمار	اسمای گرامی عطا کنندگان		تعداد رقم
۵۸	سید محفوظ علی صاحب۔ چاندنی چوک۔	دہلی	۸ر
۵۹	جناب محمد حسن خاں صاحب۔	"	صہر
۶۰	جناب سید نواب حسن و سید محبوب حسن صاحبان جوہری۔ جوہری بازار	"	عاَر
۶۱	شیخ ضیاء الحق صاحب کپڑے والے۔ چاندنی چوک۔	"	عاَر
۶۲	خان بہادر ڈپٹی عبد الحامد صاحب۔	"	صہر
۶۳	شیخ رحیم الدین و سراج الدین و نصیر الدین صاحب۔ سوداگر پارچہ چاندنی چوک	"	[illegible]
۶۴	حافظ محمد صدیق صاحب سکرٹری پنجابی اسکول صدر بازار۔	"	صہر
۶۵	جناب سید احمد صاحب امام جامع مسجد۔	"	صہر
۶۶	حاجی محمد یامین و حافظ امام الدین صاحب سوداگر جنت چاندنی چوک	"	[illegible]
۶۷	میر شریف حسین و نادر حسین صاحب سوداگر شملہ۔ کوچہ رحمان۔	"	[illegible]
۶۸	حکیم قاسم علی صاحب۔ بازار سیتا رام	"	صہر
۶۹	حاجی محمد اسمٰعیل صاحب جوہری۔ کلاں مسجد۔	"	صہر
۷۰	خلیفہ عبد الرحیم صاحب "	"	صہر
۷۱	حاجی صبغۃ اللہ صاحب نیلام والے۔ حویلی حسام الدین حیدر۔	"	صہر
۷۲	حافظ عبد الرحمٰن صاحب۔	"	عاَر
۷۳	شیخ ثناء اللہ صاحب سوداگر۔	"	عاَر
۷۴	مولوی محمد حسین صاحب سکرٹری اشاعۃ الاسلام۔ کمرہ زینت محل	"	صہر
۷۵	سید زماں شاہ صاحب۔ بازار لال چاہ۔	"	عاَر
۷۶	نواب نصیر الدین خاں صاحب۔ فراش خانہ	"	عاَر
۷۷	سید محمد میر صاحب۔ کارخانہ چوڑی "	"	عاَر

نمبر شمار	اسمای گرامی عطا کنندگان		تعداد و قسم
۷۸	سردار مرزا صاحب ممتحن چشمہ۔ فراش خانہ۔	دہلی	صہ/
۷۹	مولوی سید نصرت علی صاحب	"	عہ/
۸۰	خلیفہ امیر بیگ صاحب۔	"	عا/
۸۱	شیخ عبد الکریم صاحب انجنیر	"	عہ/
۸۲	شیخ ممتاز احمد صاحب۔	"	عہ/
۸۳	عزیز الدین صاحب۔	"	۴/
۸۴	شیخ عبد المجید صاحب۔	"	عہ/
۸۵	نواب سردار جہاں بیگم صاحبہ۔	"	صہ/
۸۶	حاجی غلام محمد صاحب	"	عا/
۸۷	مولوی حفیظ الدین صاحب۔	"	صہ/
۸۸	خلیفہ وحید الدین صاحب۔	"	عا/
۸۹	خان بہادر ناصر علی صاحب۔	"	عا/
۹۰	سید اعجاز حسین صاحب	"	عا/
۹۱	حاجی احمد حسین صاحب مالک کوٹھی حافظ الطاف حسین صاحب مرحوم۔ کھاری باولی۔	"	صہ
۹۱	حافظ حمید الدین و شیخ رضی الدین و حاجی سمیع الدین صاحب مالکان کوٹھی دواخانہ یونانی۔ بازار بلیماران۔	"	صہ
۹۳	حافظ شمس العارفین سوداگر ادویات۔	"	صہ/
۹۴	شیخ محمد اسحاق صاحب سوداگر ادویات انگریزی۔ فتحپوری بازار۔	"	لعہ

نمبر شمار	اسمای گرامی عطا کنندگان	تعداد رقم
۹۵	حاجی محمد یوسف صاحب سابق افسر مال ریاست ٹونک، حویلی اعظم خان۔ دہلی	عـــہ
۹۶	مرزا عبد الغفار بیگ صاحب مالک افضل الاخبار۔ ″	عہ ر
۹۷	شیخ شبو صاحب۔ رنگساز۔ ″ ″	عہ ر
۹۸	سراج الدین صاحب جراح۔ پھاٹک حبش خاں۔ ″	صہ ر
۹۹	سید مصطفیٰ حسین صاحب رئیس فرید آباد۔ ضلع دہلی۔ ″	ما عـــہ
۱۰۰	نواب احمد سعید خاں صاحب رئیس۔ گلی قاسم جان۔ ″	صہ ر
۱۰۱	محمد یوسف صاحب پان والے۔ بازار لال چاہ ″	عا ر
۱۰۲	ڈاکٹر محمد عطاء اللہ خاں صاحب ″ ″	صہ ر
۱۰۳	شیخ محمد شفیع صاحب خلف شیخ حفیظ اللہ صاحب سوداگر چرم پھاٹک حبش خاں ″	عـــہ
۱۰۴	شیخ محمد شفیق الدین صاحب پان والے بازار لال چاہ ″	صہ ر
۱۰۵	حافظ محمد جیلانی صاحب عطار۔ ″	عہ ر
۱۰۶	قمر الدین صاحب قصاب ″	۸ ر
۱۰۷	شیخ محمد عثمان صاحب سوداگر آرد کوچہ پنڈت ″	عہ ر
۱۰۸	محمد شاہ خاں صاحب ″	۴ ر
۱۰۹	سراج الدین صاحب نان بائی ″	۴ ر
۱۱۰	حافظ محمد یوسف صاحب پنساری ″ ″	۸ ر
۱۱۱	چودھری امین الدین صاحب ″ ″	عہ ر
۱۱۲	محمد حفیظ خاں صاحب ″ ″	۴ ر
۱۱۳	اللہ نور خاں صاحب کارخانہ دار۔ ″ ″	عہ ر

نمبر شمار	اسمای گرامی عطاکنندگاں			تعداد رقم
۱۱۴	عبد اللہ خاں صاحب۔	کوچہ پنڈت	دہلی	۴ر
۱۱۵	ہمشیرہ لطیف بخش صاحب	〃	〃	۲ر
۱۱۶	مولوی سید احمد صاحب مؤلف فرہنگ آصفیہ	〃	〃	عہ ر
۱۱۷	محمد صدیق صاحب کارخانہ دار	〃	〃	عہ ر
۱۱۸	حاجی محمد ضیا حسن صاحب سوداگر چوب	〃	〃	عہ ر
۱۱۹	محمد مرزا صاحب۔	〃	〃	۲ر
۱۲۰	محبوب الٰہی صاحب۔		〃	۲ر
۱۲۱	شیخ سراج الدین صاحب ڈیرہ والے۔		〃	عہ
۱۲۲	مرزا یارن جان صاحب۔	چاوڑی بازار۔	〃	[illegible]
۱۲۳	سیٹھ داؤد بھائی صاحب منیجر ہندوستانی دواخانہ		〃	[illegible]
۱۲۴	منشی محمود علی صاحب		〃	۲ر
۱۲۵	محمد ضیاء الحق صاحب۔		〃	۲ر
۱۲۶	محمد شفیع صاحب طالب علم مدرسہ طبیہ۔		〃	۲ر
۱۲۷	مشتاق احمد صاحب پنساری۔		〃	عہ ر
۱۲۸	ڈاکٹر برکت اللہ صاحب۔		〃	عہ ر
۱۲۹	کلن صاحب کارخانہ دار۔		〃	۴ر
۱۳۰	حضرت چودھری امین الدین صاحب۔		〃	۲ر
۱۳۱	کلن صاحب نانبائی		〃	۸ر
۱۳۲	مولوی حبیب اللہ خاں صاحب۔		〃	۸ر
۱۳۳	حکیم محبوب حسین صاحب		〃	عہ ر

نمبر شمار	اسمای گرامی عطا کنندگاں		تعداد رقم
۱۳۴	مولوی عبد السلام صاحب۔	دہلی	۸ر
۱۳۵	شیخ محمد بلال صاحب سوداگر۔	"	عہ ر
۱۳۶	پیر ضیاء الحسن صاحب۔	"	۴ر
۱۳۷	منشی نواب حسین صاحب۔	"	۶ر
۱۳۸	محمود صاحب پنساری۔	"	ار
۱۳۹	حافظ سردار مرزا صاحب۔	"	۴ر
۱۴۰	قاضی عبد الرؤف صاحب طبی ایجنٹ۔ کوچۂ پنڈت	"	۶ر
۱۴۱	شیخ محمد اسلم و محمد حسن صاحب۔ اسلم اینڈ کو چاندنی چوک۔	"	عہ
۱۴۲	منشی محمد عمر خاں صاحب۔	"	عہ ر
۱۴۳	حاجی خواجہ محمد و کرم الٰہی صاحب۔	"	۵ر
۱۴۴	محمد سعید صاحب۔	"	۴ر
۱۴۵	محمد ابراہیم صاحب۔	"	۲ر
۱۴۶	محمد اسمٰعیل صاحب رنگساز بازار بلیماران۔	"	عہ ر
۱۴۷	محمد اسمٰعیل صاحب	"	۴ر
۱۴۸	منشی محمد یوسف صاحب	"	۴ر
۱۴۹	مولوی عبد القدیر صاحب	"	۶ر
۱۵۰	منشی عطاء اللہ صاحب	"	۸ر
۱۵۱	سید محمد حسین صاحب	"	۴ر
۱۵۲	عبد الغفور صاحب برف والے۔	"	۸ر
۱۵۳	بلا برف والا۔	"	۴ر

نمبر شمار	اسمای گرامی عطا کنندگان		تعداد رقم
۱۵۴	عبد الرحمن بٹیہ -	دہلی	۲ر
۱۵۵	محمد حسین صاحب جراح -	"	سے ر
۱۵۶	شیخ زین العابدین صاحب عطار - کھاری باؤلی	"	صہ ر
۱۵۷	حافظ شہاب الدین صاحب و شفیع الدین صاحب "	"	عہ
۱۵۸	محمد اسحاق و محمد ایوب صاحب عطار - "	"	عا ر
۱۵۹	حافظ علیم الدین رحیم الدین صاحب عطار - "	"	عہ ر
۱۶۰	مولا بخش و عزیز بخش صاحب عطار - "	"	صہ ر
۱۶۱	محمد اسمٰعیل و امتیاز الدین صاحب عطار "	"	صہ ر
۱۶۲	محمد اسمٰعیل و عبد الرزاق صاحب عطار "	"	عا ر
۱۶۳	حاجی لطیف بخش و حافظ عبد الکریم صاحب عطار - پھاٹک حبش خاں	"	عا ر
۱۶۴	یوسف علی و غلام حسین صاحب عطار -	"	عہ ر
۱۶۵	واجد علی کوچمین -	"	۴ر
۱۶۶	عبد الحق صاحب سوداگر -	"	۸ر
۱۶۷	شیخ محمد تقی صاحب سوداگر تیزاب -	"	عا ر
۱۶۸	مرزا محمد یونس صاحب بارہ بنکی والے -	"	صہ ر
۱۶۹	محمد اسلام اللہ خاں صاحب - سرکی والاں -	"	صہ ر
۱۷۰	معرفت نواب سراج الدین احمد خاں صاحب	"	سے ا ر
۱۷۱	میر ابو محمد صاحب مودودی - کوچۂ پنڈت -	"	عہ ر
۱۷۲	مرزا فیاض علی صاحب محافظ دفتر کمیٹی - حویلی اعظم خاں -	"	عہ ر
۱۷۳	محمد افضل صاحب -	"	۸ر

نمبر شمار	اسمای گرامی عطا کنندگان			تعداد رقم
۱۷۴	شہاب الدین ولد امین الدین صاحب بادہ کار۔	پہاڑ گنج۔	دہلی	عہر
۱۷۵	کلو پوسے والے۔	"	"	۸ر
۱۷۶	امیر الدین صاحب سوڈا واٹر والے۔		"	۸ر
۱۷۷	عبد الصمد ولد نور بخش صاحب بادہ کار۔	"	"	عار
۱۷۸	فخر الدین ولد حافظ فیاض الدین صاحب بادہ کار۔	"	"	عار
۱۷۹	غلام احمد ولد عبد العزیز صاحب بادہ کار۔	"	"	عہر
۱۸۰	محمد احمد ولد امین الدین صاحب بادہ کار۔	"	"	۸ر
۱۸۱	حکیم محمد شفیع صاحب۔	"	"	عار
۱۸۲	علاء الدین صاحب چونے والے۔	"	"	عار
۱۸۳	حاجی کلن صاحب چونے والے۔	"	"	عہر
۱۸۴	بشیر الدین صاحب چونے والے۔	"	"	عہر
۱۸۵	حافظ حبیب الدین صاحب چونے والے	"	"	عہر
۱۸۶	شیخ ننھو صاحب چونے والے۔	"	"	۴ر
۱۸۷	علیم الدین صاحب چونے والے۔	"	"	عار
۱۸۸	شیخ وزیر صاحب چونے والے۔	"	"	سے ر
۱۸۹	محمد صدیق صاحب چونے والے۔	"	"	عہر
۱۹۰	حیدر بیگ صاحب چونے والے۔	"	"	عار
۱۹۱	سردار خاں صاحب سفیدی والے۔	"	"	عہر
۱۹۲	بدلا چونے والے۔	"	"	۸۰ر
۱۹۳	نور امٹی والے۔	"	"	عہر

نمبر شمار	اسمائی گرامی عطا کنندگان			تعداد رقم
۱۹۴	کلّو خاں چونے والے -	پہاڑ گنج -	دہلی	عہ/
۱۹۵	سیّد محمود علی سفیدی والے -	"	"	عا/
۱۹۶	چودھری نتھو چونے والے -	"	"	عہ/
۱۹۷	قمر الدین صاحب چونے والے -	"	"	۸/
۱۹۸	محبوب بخش سفیدی والے	"	"	۳/
۱۹۹	نتھو ہرسرو والے -	"	"	۴/
۲۰۰	مولوی مُشتاق احمد صاحب کنڈ ماسٹر	"	"	عا/
۲۰۱	چودھری نظام الدین صاحب	"	"	عہ/
۲۰۲	سعید الدین صاحب سادہ کار -	"	"	عہ/
۲۰۳	رُکن الدین صاحب سادہ کار -	"	"	عہ/
۲۰۴	نجم الدین صاحب سادہ کار -	"	"	عہ/
۲۰۵	معز الدین صاحب سادہ کار -	"	"	عہ/
۲۰۶	منشی سرفراز خاں صاحب -	کلاں مسجد -	"	عا/
۲۰۷	موسیٰ عبداللہ سیٹھ صاحب		"	عا/
۲۰۸	حاجی یار محمد ایوب صاحب سیٹھ	گلی بتاساں	"	ھہ/
۲۰۹	محمد حسین صاحب چونے والے -		"	۴/
۲۱۰	مولا بخش صاحب چونے والے -		"	۴/
۲۱۱	انعام الرحمٰن صاحب زرکوب -		"	۸/
۲۱۲	سیٹھ قاسم حسین صاحب -		"	عہ/
۲۱۳	سیٹھ علی حاجی ولی محمد صاحب -		"	عا/

نمبر شمار	اسمای گرامی عطاکنندگاں		تعداد رقم
۲۱۴	سیٹھ عبدالکریم حاجی عبدالشکور صاحب۔	دہلی	۶؍
۲۱۵	عزیز بخش صاحب عطار	"	عہ؍
۲۱۶	میر نظیر حسین صاحب	"	۶؍
۲۱۷	عبدالمجید صاحب عطار۔	"	عہ
۲۱۸	حافظ محمد عبدالقادر صاحب (خیر اندیش) کٹرہ بڑیاں۔	"	صہ
۲۱۹	سید انوار احمد صاحب۔ گلی قاسم جان	"	عہ؍
۲۲۰	حکیم غلام کبیر خانصاحب۔ کوچۂ راکماں۔	"	عہ؍
۲۲۱	جمیل احمد صاحب گنگوہی۔	"	۸؍
۲۲۲	ایم۔ اے فضل اللہ صاحب۔	"	صہ؍
۲۲۳	محمد عبداللطیف صاحب۔	"	صہ؍
۲۲۴	شیخ عبدالعزیز صاحب نومسلم۔ فراشخانہ۔	"	۶؍
۲۲۵	حکیم سراج الدین خاں صاحب۔ "	"	عہ؍
۲۲۶	میاں جان صاحب پان والے۔	"	عہ؍
۲۲۷	مرزا محمد علی بیگ خانصاحب ممبر کونسل ریاست ٹونک۔ فراشخانہ۔	"	صہ؍
۲۲۸	خلیفہ اللہ رکھا صاحب ٹھیکہ دار۔	"	عہ؍
۲۲۹	سید سلطان مرزا صاحب آنریری مجسٹریٹ و میونسپل کمشنر کشمیری بازار	"	صہ؍
۲۳۰	محمد سعید الدین صاحب ڈبل روٹی والے۔	"	۶؍
۲۳۱	محمد ابراہیم صاحب ٹین والے۔	"	۸؍
۲۳۲	سید رضا علی صاحب کرسی والے کشمیری بازار۔	"	۴؍

نمبر شمار	اسمای گرامی عطا کنندگان		تعداد رقم
۲۳۳	حافظ نور الٰہی صاحب روئی والے۔ کشمیری بازار	دہلی	عہ ر
۲۳۴	قدرت اللہ صاحب ٹاٹ والے۔	"	۸ ر
۲۳۵	میر فیض الحسن صاحب عطار۔ بلیماراں	"	عہ ر
۲۳۶	قاضی فضل عظیم صاحب۔	"	عہ ر
۲۳۷	محمد ابو الحسن خانصاحب منصف گڑگانوہ۔ مٹیا محل۔	"	صہ ر
۲۳۸	قاری سرفراز حسین صاحب سیّاح جاپان۔	"	عہ ر
۲۳۹	شیخ محمد تقی صاحب سوداگر بوٹ۔ گوڑیا پل۔	"	عہ ر
۲۴۰	شیخ محمد صدیق صاحب سوداگر بوٹ۔ "	"	عہ ر
۲۴۱	ایچ ایچ۔ مرزا صاحب فوٹوگرافر۔ متصل فوارہ۔	"	عما ر
۲۴۲	محمد عمر خاں صاحب خلف الف خانصاحب مرحوم۔	"	عا ر
۲۴۳	چودھری محمد امین صاحب افسر مال بند وبست۔	"	للعہ
۲۴۴	پیر گلاب شاہ صاحب تحصیلدار بند وبست	"	للعہ
۲۴۵	سردار محمد معصوم خاں صاحب نائب تحصیلدار بند وبست	"	صہ ر
۲۴۶	راجہ خان عالم خاں صاحب نائب تحصیلدار بند وبست۔	"	عا ر
۲۴۷	شیخ عبد السلام صاحب گرداور قانونگوے۔	"	للعہ ر
۲۴۸	الٰہی بخش صاحب۔	"	عہ ر
۲۴۹	منشی عالم علی صاحب قانونگوے۔	"	عا ر
۲۵۰	منشی محمود علیصاحب۔	"	عا ر
۲۵۱	منشی سلطان احمد خاں صاحب سررشتہ دار۔	"	عما ر
۲۵۲	سید احمد صاحب۔	"	عہ ر

نمبر شمار	اسمای گرامی عطا کنندگان		تعداد روپیہ
۲۵۳	میر ناظر علی صاحب۔	دہلی	عہ/
۲۵۴	سید فضل رسول صاحب۔	"	عہ/
۲۵۵	محمد عظیم خاں صاحب۔	"	عہ/
۲۵۶	ظہور الدین صاحب۔	"	عہ/
۲۵۷	حاجی عنایت اللہ و احسان اللہ صاحب سوداگر۔	"	عہ/
۲۵۸	شیخ عبد الخالق صاحب سوداگر۔ پھاٹک حبش خاں۔	"	صہ/
۲۵۹	شیخ محمد صدیق صاحب و عبد الغنی صاحب سوداگران کلکتہ	"	صہ/
۲۶۰	شیخ عبد الرزاق صاحب سوداگر کلکتہ۔	"	صہ/
۲۶۱	شیخ فضل الٰہی صاحب سوداگر۔ پھاٹک حبش خاں۔	"	صہ/
۲۶۲	مرزا احمد صاحب۔ ترکمان دروازہ	"	عا/
۲۶۳	نثار احمد صاحب منصف۔ کوچہ پنڈت۔	"	صہ/
۲۶۴	محمد صدیق صاحب آٹے والے۔	"	۸/
۲۶۵	منشی عبد الرحمٰن صاحب۔	"	۴/
۲۶۶	حافظ عطاء الرحمٰن صاحب۔ کٹرہ بڑیاں	"	عا/
۲۶۷	ماسٹر شہاب الدین صاحب۔ کوچۂ پنڈت	"	عا/
۲۶۸	شاہ محمد صاحب و عاصی الدین صاحب "	"	صہ/
۲۶۹	نواب سراج الدین خاں صاحب سائل۔ فراشخانہ	"	عـہ
۲۷۰	حاجی حکیم امجد علی صاحب سکریٹری معین الندوہ	"	مہیہ
۲۷۱	مرزا محمد داؤد بیگ صاحب وائس پریزیڈنٹ معین الندوہ	"	عـہ
۲۷۲	منشی بشیر الدین صاحب کمپازیٹر کمیٹی۔	"	عا/

نمبر شمار	اسمای گرامی عطا کنندگان		تعداد رقم
۲۷۳	میر منور خاں صاحب - کوٹھی نواب صاحب پاٹودی -	دہلی	صہ ر
۲۷۴	خلیفہ مرزا برکت بیگ صاحب تاجر شال فیض بازار -	″	صہ ر
۲۷۵	خلیفہ انعام اللہ بیگ صاحب - تاجر شال ″	″	صہ ر
۲۷۶	تجمل حسین خاں صاحب کارخانہ دار ″	″	عا ر
۲۷۷	محمد علی صاحب ٹھیکہ دار - قدم شریف	″	عا ر
۲۷۸	شیخ نور الٰہی صاحب سوداگر جفت -	″	۸ ر
۲۷۹	منشی مشتاق علی صاحب -	″	۸ ر
۲۸۰	میر للّن صاحب کارخانہ دار - محلہ سوزن گران -	″	عہ ر
۲۸۱	حاجی محمد عمر خاں صاحب کارخانہ دار -	″	۸ ر
۲۸۲	محمد عمر خاں صاحب کارخانہ دار -	″	۸ ر
۲۸۳	حاجی محمد صدیق و محمد امین صاحب سوداگر - پھاٹک حبش خاں -	″	صہ ر
۲۸۴	محمد ابراہیم صاحب بٹیہ -	″	عہ ر
۲۸۵	ڈاکٹر نور الحسن و فضل حق صاحب	″	عا ر
۲۸۶	حکیم محمد احمد خاں صاحب خلف حاذق الملک حکیم محمد عبد المجید خاں صاحب مرحوم -	″	للعہ ر
۲۸۷	سردار میرزا صاحب رئیس میرٹھ -	″	ماعہ
۲۸۸	صاحبزادہ نواب فاروق علی خاں صاحب خلف الصدق نواب صاحب بہادر ریاست ٹونک - دہلی		ما ر
۲۸۹	نواب محمد ابراہیم علیخاں صاحب رئیس کنجپورہ - دہلی -		صہ ر

تعداد رقم	اسمائے گرامی عطا کنندگاں	نمبر شمار
سالہ للعہ	بذریعۂ فروخت ٹکٹ۔	۲۹۰
۸ر	محمد عمر صاحب تکیہ دار۔	۲۹۱
[illegible]	میزانِ کُل۔	

تفصیلِ خرچ

مصارف طعام	تیاری منڈوا و کرایہ کرسی و فرش وغیرہ	مصارف سواری و اخراجات متفرق
[illegible]	[illegible]	[illegible]
ار	ار	۶ر۶)

بمد امداد فنڈ عربی اسکول	نقد در تحویل خزانچی معین الندوہ	حساب طلب سکرٹری معین الندوہ
ما ر	لہ [illegible] ر ۱۰ر۶)	ما ر

النّدوۃ

یعنی

مجلس ندوۃ العلماء کا ماہوار علمی و مذہبی رسالہ

یہ رسالہ آٹھ سال سے مجلس ندوۃ العلماء کی طرف سے زیر ایڈیٹری شمس العلما مولانا شبلی نعمانی و مولانا حبیب الرحمن خاں شروانی جاری ہی جس کا مقصد تطبیق معقول و منقول اور علوم قدیمہ و جدیدہ کا موازنہ ہی۔ اس پرچہ میں آج تک علمی مذہبی۔ اخلاقی اور تاریخی، مضامین شائع ہوئے ہیں، ملک کے تمام مشہور اہل قلم نے اُن کی داد دی ہی، چنانچہ اس کے متعلق جناب شمس العلماء مولانا الطاف حسین صاحب حالی، اور شمس العلماء مولانا نذیر احمد صاحب دہلوی وغیرہ کی تحریریں ایک اشتہار کے ضمن میں شائع ہو چکی ہیں، اس کے ساتھ اس رسالہ کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہی کہ اس میں طلباء دار العلوم کے مضامین عموماً شائع ہوتے ہیں جن سے اس مدرسہ کی تعلیم و تربیت کا اندازہ ہوتا ہی، ندوۃ العلما کے دلچسپ حالات سے بھی اس رسالہ کے ذریعہ سے اطلاع دیجاتی ہی **قیمت** صرف دو رُپیہ آٹھ آنہ عـہ ہی اور یہ قیمت کسی خاص شخص کی ملک نہیں۔ بلکہ اسی رسالہ پر صرف کردی جاتی ہی۔ اگر اس سے رپیہ پس انداز ہو تو وہ ندوۃ العلما کے خزانہ میں داخل ہو جائیگا۔

منیجر الندوہ لکھنؤ

مقاصد ندوة العلما

ندوة العلما کے پانچ مقصد ہیں (۱) ترقی تعلیم (۲) طریقہ تعلیم کی اصلاح ضروری (۳) درستی اخلاق۔ (۴) رفع تنازع باہمی (۵) اہل اسلام کی بہبودی۔ اور یہ طی شدہ امر ہے کہ اسکو سیاست مدن سے تعلق نہوگا ہر ایک مقصد کے مناسب عملی تجویزیں قرار دی گئی ہیں۔ جن کا اجرا مسلمانوں کی حالت موجودہ کے لیے نہایت ضروری اور اُن کے دینی اور دنیوی ضرورتوں کے پورا کرنے کے لیے کافی ہیں اگر فضل ایزدی ان کے جاری کرنے اور قائم رکھنے میں موید ہوا تو قوم کو اس سے فوائد کثیرہ حاصل ہوں گے جن کا اجمالی اندازہ حسب مندرجہ ذیل ہے (۱) ترقی اسلام (۲) دہریت و الحاد کی بیخ کنی۔ (۳) علماے باکمال کا موجود ہونا۔ (۴) احکام شرعیہ کی پابندی (۵) خلاف شرع رسوم اور اسراف سے بچنا (۶) صنعت و تجارت کی ترقی (۷) حسب ضرورت زمانہ مفید مسائل اور اختراعات جدیدہ کی تحقیق (۸) برباد کن نزاعوں اور جھگڑوں کا موقوف ہوجانا اور مسلمانوں کا معاش اور معاد کی اصلاح میں مشغول ہونا۔

وظائف درجہ تکمیل دار العلوم ندوة العلما

دار العلوم ندوة العلما کا جو مسودہ شائع کیا گیا تھا اُس میں باکمال علما کے پیدا کرنے کی ایک تدبیر یہ بتائی گئی تھی کہ خصوصی علما پیدا کیے جائیں یعنی جو طالب العلم دار العلوم سے فارغ ہوں وہ ایک مدت معینہ تک کسی ایک خاص فن کی تکمیل کی طرف ہمہ تن متوجہ ہوجائیں خدا کا شکر ہے کہ اس درجہ کا افتتاح ہوگیا ہے اور تکمیل ادب و تکمیل علم کلام کی شاخیں کھل گئی ہیں جس کا وظیفہ دس روپیہ ہوا ہے وظیفہ کی ترقی اور اُس کے جاری رکھنے کے لیے اہل استطاعت کی توجہ ضروری ہے امید ہے کہ قوم کے علم دوست بزرگ اس طرف توجہ فرمائیں گے۔

[illegible]

(روداد)

جلسہ ہژدہم ندوۃ العلماء

(منعقدہ)

۱۷-۱۸-۱۹ ربیع الثانی ۱۳۳۰ھ مطابق ۶-۷-۸ اپریل ۱۹۱۲ء

روز شنبہ و یکشنبہ و دوشنبہ بمقام لکھنؤ

حسب ایماء

مجلس انتظامیہ ندوۃ العلماء

[illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

ندوۃ العلما کے روز افزون اثر کے لحاظ سے اگرچہ اب کسی مقام پر سالانہ جلسہ کی
ـت حاصل کرنی ایک حد تک دشوار نہین رہی مگر کبھی کبھی ندوہ اپنی خصوصیات و ضروریات
ں رعایت سے جلسہ کے لیے کوئی مناسب مقام جو ہر طرح سے اُسکے لیے موزون ہو خود ہی
انتخاب کر لینا پسند کرتا ہی۔

اس مرتبہ چونکہ قوم کے باحمیت اور مخیر اصحاب کی نگاہ التفات دار العلوم کی موجودہ
ناکمل عمارت کی طرف مائل کرنے کی ضرورت تھی جسکی تعمیر، زبیدہ جدہ محترمہ ہز ہائنس

نواب صاحب بہادر بہاولپور دام اقبالہ کی بے نظیر فیاضی سے شروع کیگئی تھی اور نصف سے زائد تیار بھی ہوگئی تھی اور بعض وجوہ سے جنکا ذکر آپ خان بہادر میر جعفر حسین صاحب انجیر کی تقریر مین پائین گے زمانہ نے اسکی اجازت ندی کہ تکمیل تک پہونچائی جائے نیز دار الاقامہ کے لیے ابھی تک کافی سرمایہ فراہم نہین ہوا تھا اسلیے ضرورت تھی کہ اسکی طرف بزرگان قوم کی توجہ مبذول کی جائے جسکے بغیر نہ تو درس کے لیے کوئی جگہ نکالی جا سکتی ہے نہ طلبا کے لیے ماندوبود کا انتظام ہوسکتا ہے اس لیے ضرورت تھی کہ امسال لکھنؤ مین ندوۃ العلما کا اجلاس سالانہ منعقد ہو اور نامکمل عمارت مین ہوتا کہ لوگون کو اسکی اہمیت کا صحیح اندازہ ہوسکے ارکان ندوۃ العلما کو اسکی بھی شکایت تھی کہ بزرگان اودھ کی نظر التفات ندوہ اور دار العلوم کی جانب نہین ہے اور اس مین کچھ شک نہین کہ یا ہی تھا خواہ اسکا یہ سبب ہو کہ ہمنے کبھی اپنی ضرورت اُن کے سامنے ظاہر نہین کی نہ جس طریقہ سے کرنا چاہیے تھا اُنکی توجہ اپنی جانب مائل کی یا اُنکے کثرت مشاغل نے اسکی اجازت نہین دی کہ وہ ہماری طرف متوجہ ہون، بہرحال ارکان ندوۃ العلما نے مناسب خیال کیا کہ ندوہ کا اجلاس امسال لکھنؤ مین ہونا چاہیے۔

علاوہ اس کے لکھنؤ کو باعتبار علم و تمدن کے ہندوستان کے دوسرے ممتاز شہرون مین جو درجہ حاصل تھا وہ بھی اسبات کا مقتضی تھا کہ ندوۃ العلما کے سالانہ اجلاس کبھی کبھی اس شہر مین ہوتے رہین۔

ان تمام باتون پر غور کرکے ندوۃ العلما کے جلسۂ انتظامیہ مین جو دار العلوم کے قدیم عمارت مین اسی غرض سے منعقد کیا گیا تھا یہ تجویز نہایت مسرت کے ساتھ منظور کی گئی اور ۶۔۷۔۸۔ اپریل ۱۹۱۲ء کی تاریخین جنمین ایسٹر کے ایام تعطیل بھی پڑتے ہین بامبارک

جلسہ کے لیے انتخاب کی گئین اور اس تجویز کے عمل مین لانے کے لیے جسکے درد مندان قوم وحامیان اسلام بے چینی کے ساتھ مدت سے مشتاق تھے حسب دستور سابق ایک کمیٹی منتظمہ قرار دیگئی جسکے سکرٹری لکھنؤ بار کے سر برآوردہ ممبر جناب مسٹر ممتاز حسین صاحب بی۔ اے بیرسٹر ایٹ لا۔ اور اُس کمیٹی کے پریسیڈنٹ اودھ کے نامور اور ہمدرد قوم رئیس عالیجناب آنریبل سر راجہ تصدق رسولخان بہادر کے سی۔ ایس۔ آئی۔ تعلقدار جہانگیر آباد قرار پائے اور ہم نہایت خوشی سے اس بات کا اعتراف کرتے ہین کہ جس ہمدردی، استقلال، اور مستعدی کے ساتھ استقبالی کمیٹی کے ممبرون نے عموماً اور مسٹر ممتاز حسین صاحب نے خصوصاً جلسہ کا انتظام کیا اور ہمارا ہاتھ بٹایا وہ قابل شکر گزاری ہے۔ زیادہ مسرت اس بات کی ہی کہ شکریہ ادا کرنے مین ہم تنہا نہین ہین بلکہ بہت سے معزز افراد قوم جو اس قسم کے علمی وادبی جلسون مین شرکت کے عادی ہین اور اُنھین اس قسم کے کامون کا تجربہ ہے ہمارے شریک ہین جو دل سے ممبران کمیٹی کے حسن انتظام کی داد دیتے ہین اور اُن کے کامون کی قدر کرتے ہین نیز اس روداد کے پڑھنے سے اُنکے کامون کا خاکہ کچھ نہ کچھ آپ کے ذہن مین بھی آجائے گا اگرچہ اُسکا کافی علم خود شریک ہونے پر منحصر تھا۔

بہرحال دو مہینے پہلے سی جلسہ کا انتظام نہایت مستعدی وسرگرمی سے شروع کر دیا گیا اور استقبالی کمیٹی کے جلسے ہر اتوار کو انتظامات پر غور کرنے اور فروگذاشتون کی اصلاح کے لیے منعقد ہونے لگے، جنمین ممبران کمیٹی، باوجود ذاتی مشاغل کے شریک ہوتے اور تمام مباحث مین جوش وخلوص کے ساتھ حصہ لیتے رہے۔

جسوقت خیال آتا تھا کہ اس اجلاس کی اہم تجاویز پر غور کرنے اور اپنی رایون سے

مستفید کرنے کے لیے بزرگان قوم دور دراز مقامات سے کثیر تعداد مین تشریف لاکر اسکی اہمیت مین اضافہ کرینگے تو ممبران کمیٹی کی سرگرمی و مستعدی ترقی کرجاتی تھی اور امید افزا حوصلے پیدا ہوتے تھے۔

اسی لحاظ سے اخبارون کے ذریعے سے عام اعلان تمام ملک مین کردیا گیا تھا، اور آخر فروری سے طلبا کے وفود اکثر مقامات پر روانہ کیے گئے تھے جنھون نے بارہنکی فیض آباد، ردولی، دریاباد، کانپور، اوناؤ، رائے بریلی، پرتابگڈھ، سلطانپور، رامپور مرادآباد، بستی، خیرآباد، گورکھپور، علیگڑھ، آگرہ، گیا اور پٹنہ تک دورے کیے اور بزرگان قوم کو ندوہ کے مقاصد اور دارالعلوم کی تعلیم و تربیت پر عیاناً واقف ہونیکا موقع دیا، نیز شمس العلما مولوی شبلی صاحب نعمانی اور مولانا سید عبدالحی صاحب نے بنفس نفیس بعض مقامات پر جاکر ندوۃ العلما کے مقاصد و اغراض لوگون کے ذہن نشین کیے اور ندوۃ العلما کے سرگرم وکلا مولوی غلام محمد صاحب شملوی اور مولوی غلام محمد صاحب فاضل ہوشیارپوری نے بیحد توجہ ہی اور جانفشانی کے ساتھ ملک مین دورے کیے اور شریک جلسہ ہونے کے لیے لوگون کو دعوت دی۔

ہم اُن بزرگون کا شکریہ ادا کیے بغیر نہین رہ سکتے جنھون نے طلبا سے نہایت ہمدردانہ برتاؤ کیا اور نہایت فیاضی سے ندوہ کی مالی اعانت بھی کی اور نہ خود کی بلکہ دوسرے اصحاب کو بھی اعانت پر آمادہ کیا۔

اس جلسہ کی اہمیت نہ صرف اُسکی اہم تجاویز کی بنا پر تھی بلکہ ایک بڑا حصہ اُن بعض تجاویز کو عملی صورت مین دکھانیکا تھا جو اجلاس دہلی مین پاس ہوئی تھین اور جو قومی ضروریات کے لحاظ سے ایک امتیازی حالت رکھتی تھین۔

جلسۂ دہلی مین ایک نہایت ضروری تجویز ایسے عربی لغت یا ڈکشنری تیار کرنیکی بابت پاس ہوئی تھی جو اُن معرب اور دخیل الفاظ کو شامل ہو جو زمانۂ حال کے تمدن اور اُسکے سائنٹفک ایجادات و علمی و تجارتی اصطلاحات کی وجہ سے عربی زبان مین داخل ہو گئے ہین، اگرچہ صرف معرب و دخیل الفاظ کا لغت تیار کرنا کوئی بات نہین ہے، اب سے صدیون پیشتر مسلمانون کی ہمہ گیر توجہ اس جانب منتقل ہو چکی ہو لیکن یہ کوئی ایسا کام نہین جسکا ایک مرتبہ پورا کر لینا آیندہ نسلون کو بھی کافی ہو سکے، جسطرح زمانہ کو ایک حالت پر قرار نہین اُسی طرح زبان کا بھی کوئی خاص معیار نہین، خود اپنے تمدن کے اُتار چڑھاؤ اور دوسری ہمسایہ قومون کے تغیر و تبدل کا اثر جتنا جلد زبان پر نمایان ہو جاتا ہو اُتنا کسی چیز پر نہین ہوتا،

انھین وجوہ سے ندوۃ العلما نے اس تجویز کو ضروری خیال کر کے دہلی کے اجلاس مین پاس کیا اور مولوی سید سلیمان صاحب نائب ادیب دار العلوم نے جنکے متعلق یہ کام کیا گیا تھا نہایت کوشش سے دو سال کے اندر ایسی عربی ڈکشنری تیار کر لی جو چار ہزار معرب و دخیل الفاظ کی جامع ہے، وہ ڈکشنری چھپوا دی گئی اور اسی اجلاس مین پیش کی گئی جیسا کہ رو داد سے معلوم ہو گا۔

دوسری تجویز جو جلسۂ دہلی مین پاس ہوئی تھی وہ زبان انگریزی مین ایک مستند و صحیح ترجمہ قرآن کی ضرورت تھی چونکہ نواب عماد الملک بہادر مولوی سید حسین صاحب بلگرامی سے بڑھکر اس کام کا ہندوستان مین کوئی اہل نہ تھا اور وہ خود ترجمہ کا کام شروع کر چکے تھے اس لیے اُن سے خواہش کی گئی کہ وہ از راہ عنایت ہماری اس خواہش کو قبول فرمائین، جسقدر ترجمہ ہوتا جائے وہ ندوہ مین بھیجتے جائین تاکہ اُن

علما کو جو انگریزی و عربی زبانون مین مہارت رکھتے ہین دکھایا جائے اور اُن سے مشورہ حاصل کیا جائے نواب صاحب ممدوح نے اپنے خلوص و نیک نیتی سے یہ خواہش خوشی سے منظور کی اور نہایت محنت سے ترجمہ شروع کیا چنانچہ ابتک نو پارون کا ترجمہ ہوچکا ہے اور اُس کے اجزا اس اجلاس مین پیش بھی کیے گئے۔

تیسری تجویز اغلاط تاریخی کو کورس سے خارج کرانے کی بابت تھی اس شعبہ کی رپورٹ پڑھکر آپ کو اس کی کامیابی کا بھی اندازہ ہوگا،

چوتھی تجویز وقف علی الاولاد کے بابت تھی اسکے متعلق اتنا کہنا کافی ہے کہ سب مرحلے طے ہوچکے ہین صرف ضابطہ کی کارروائی باقی رہگئی ہے۔

ان سب تجاویز کو عملی صورت مین پیش کرنیکی وجہ سے جو اہمیت و فوقیت اس اجلاس کو ہونیوالی تھی اس سے یہ خیال پیدا ہونا ضروری تھا کہ نہایت کثرت سے بزرگان قوم شرکت کرینگے اس لیے نہایت مستعدی اور سرگرمی سے اسکا انتظام کیا جارہا تھا اور فی الواقع یہ خیال صحیح ثابت ہوا اور باوجودیکہ انھین تعطیلون مین اولڈ بوائز ایسوسی ایشن انجمن حمایت اسلام، موتمر الانصار، افتتاح دار الحدیث مدرسہ اسلامیہ ہند کے جلسے ہونیوالے تھے تمام اطراف ملک سے ندوۃ العلماء کے بہی خواہان اسلام کو کھینچ لائی، سب سے زیادہ قابل فخر و مباہات ممالک اسلامی کے عظیم الشان مصلح اور مفتی محمد عبدہ مرحوم کے تلمیذ رشید علامہ سید رشید رضا ایڈیٹر المنار کی شرکت تھی جو باوجود انتہائی موانع کے باوجود اسکے کہ اُن کے بھائی قریب تر زمانہ مین شہید کردیے گئے تھے اور مقدمہ کی کارروائی جاری تھی باوجود اس کے کہ مدرستہ الدعوۃ والارشاد کا کام جسکو علامہ ممدوح نے ندوہ ہی کے انداز پر قائم کیا ہوا ابتدائی حالت مین تھا اکیس دن کی بحری مسافت طے کرکے

اور شدائد سفر اور اخراجات کا بار برداشت کر کے صرف ندوہ کی شرکت کی غرض سے ہندوستان تشریف لائے۔

اُن کو جس چیز نے ہندوستان کے دور دراز سفر پر مجبور کیا، وہ ایک دعوت نامہ تھا جو جلسہ سالانہ کے موقع پر اُنھین بھیجا گیا تھا، اس زمانہ مین انجمنون کے جلسے اور اُن کے دعوت نامے ایک رسمی چیز ہو گئے ہین اسلیے اُن مین اس قدر کشش نہین ہو سکتی کہ مصر سے ایک ایسے کثیر الاشغال بزرگ کو کھینچ لائے، اُنکو جو چیز ہندوستان لائی وہ ندوۃ العلما کے مقاصد کی عظمت تھی جسکو خود اُنھون نے اپنے مدرسہ دعوۃ الارشاد کا سنگ بنیاد قرار دیا ہے، ان مقاصد نے اُن کو مجبور کیا اور وہ ہندوستان کے سفر کے لیے آمادہ ہوے۔

۲۲۔ مارچ کو بمبئی تشریف لائے اور وہان کے بڑے بڑے معززین رؤسا اور اہل عرب نے آپکا خیر مقدم کیا چند روز کے قیام کے بعد وہ بمبئی سے دہلی کو روانہ ہوے دہلی سے لاہور تشریف لے گئے اور ۴ر اپریل کو ندوۃ العلما کی شرکت کے لیے لکھنؤ کو سرفراز کیا، اسٹیشن پر خاص طور سے استقبال کے لیے تیاریان کی گئی تھین، تمام شہر مین اُن کے استقبال کے لیے جلی حرفون مین اشتہارات چسپان کیے گئے تھے، معززین واکابرین کیخدمت مین خطوط روانہ کیے گئے تھے، اس بنا پر اسٹیشن پر نہایت کثرت سے لوگ جمع ہو گئے تھے اور علما، طلبا، رؤسا، غرض ہر طبقے کے اصحاب استقبال کے لیے تشریف لائے تھے جنمین سے بعض اصحاب باہر سے صرف اسی غرض سے آئے تھے، آنریبل سر راجہ محمد علی محمد خانصاحب بہادر والی محمود آباد نے اُنکی سواری کے لیے خاص طور پر اپنی گاڑی بھیجی تھی۔

اسٹیشن پر آٹھ بجے سے لوگ جمع ہونے شروع ہوئے، علامہ رشید رضا صاحب ۹ بجے پنجاب میل سے مع مولوی عبدالحق صاحب حقی بغدادی کے تشریف لائے سید صاحب ممدوح کے گاڑی سے اُترتے ہی معانقہ و مصافحہ کے لیے پرجوش مسلمانون کا وہ ہجوم ہوا کہ بمشکل لوگ اُن تک پہونچ سکتے تھے، درمیان سے گزرتے ہوئے وہ باہر تشریف لائے اور راجہ صاحب موصوف کی پرتکلف فٹن مین بیٹھ گئے، گاڑی نصف راہ تک آہستہ آہستہ چلی، پیچھے پیچھے رؤسا کی گاڑیان تھین، ساتھ ساتھ دارالعلوم کے طلبا اور پرجوش مسلمانون کی ایک جماعت تھی یہ سب ٹھہر ٹھہر کر" اہلاً و سہلاً و مرحبا" کے نعرے بلند کرتے تھے، اور سید صاحب کا متانت آمیز تبسم اسکا جواب دیتا تھا، لیکن نصف راہ سے مسلمانون نے جوش مسرت سے گاڑی کے گھوڑے کھولدیے اور مسٹر ممتاز حسین صاحب بیرسٹر کے مکان تک (جہان آپ فروکش ہونیوالے تھے) خود گاڑی کھینچ لائے۔

راستے مین عام لوگ اور ذوکاندار مسلمانون کے اس مذہبی جوش و ولولہ اور اخوت اسلامی کی اس زندہ تصویر کو دیکھنے کے لیئے اپنے اپنے گھرون سے نکل آئے، راستہ مین ہر جگہ غیر اسلامی افراد اس اسلامی منظر کو تعجب و حیرت کی ساتھ دیکھتے تھے مسلمان ہر جگہ جوش کے ساتھ سلام کے لیے ہاتھ اُٹھاتے جاتے تھے اور سید صاحب اُسی متانت آمیز تبسم کے ساتھ ہاتھ اُٹھا اُٹھاکر اسلامی بھائیون کے سلام کا جواب دیتے جاتے تھے

طلبا کا جوش و خلوص کے ساتھ گاڑی کھینچنا، راستہ بھر" اہلاً و سہلاً و مرحبا" کے نعرے بلند کرنا اور جناب ممدوح کا متانت آمیز تبسم کے ساتھ جواب دینا اسلامی شوکت کا زمانہ گذشتہ یاد دلانے اور اسلامی شان کے دوبالا کرنے کے علاوہ ایسا منظر تھا جو کبھی چشم دل سے اوجہل نہین ہوسکتا اور آنکھون ہی کے ذریعے سے اس منظر کا لطف اُٹھایا جاسکتا

تھا، کانون کی راہ سے اُسکا ادھورا ساخاکہ بھی ذہن مین نہین آسکتا۔

رپورٹ کمیٹی استقبالی

جناب مسٹر ممتاز حسین صاحب سکرٹری استقبالی کمیٹی نے جس فیاضی وایثار کے ساتھ اپنا عزیز و پر از مشاغل وقت ندوۃ العلما کے جلسہ مین صرف کیا اُسی سے باوجود بار بار شکریہ ادا کرنے کے ہم عہدہ برآ نہین ہو سکتے اسپر استقبالی کمیٹی کی رپورٹ لکھنے کی اُن سے درخواست کرنا نہایت بے موقع تھا اس لیے ہم مفصل رپورٹ پیش کرنے سے معذور رہین، اُس علم کی بنا پر جو ہمین انتظامات جلسہ اور کارکنون کے کامونکو دیکھکر حاصل ہوا ہم انتظامات کی تفصیل و منتظمین کی تقسیم اور گوشوارہ جمع خرچ درج کرتے ہین۔

فہرست ممبران استقبالی کمیٹی

۱۔ عالیجناب راجہ سر تصدق رسول خان بہادر کے۔ سی۔ ایس آئی راجہ جہانگیر آباد۔
۲۔ جناب مسٹر ممتاز حسین صاحب۔ بی۔ اے۔ بیرسٹرایٹ لا
۳۔ جناب آنریبل مسٹر محمد نسیم صاحب ایڈووکیٹ۔
۴۔ جناب ڈاکٹر ناظر الدین حسن صاحب۔ ایم۔ اے پی۔ ایچ ڈی بیرسٹرایٹ لا۔
۵۔ جناب مسٹر وہاج الدین صاحب بیرسٹرایٹ لا۔
۶۔ جناب مولوی عبدالقادر صاحب پنشنر ڈپٹی کلکٹر۔
۷۔ جناب مولوی بدرالحسن صاحب منصف۔
۸۔ جناب شیخ فرزند علی صاحب وکیل۔

۹۔ جناب سید ظہور احمد صاحب بی۔اے۔ایل۔ایل۔بی۔ وکیل ہائیکورٹ۔
۱۰۔ جناب منشی اظہر علی صاحب بی۔اے۔ وکیل
۱۱۔ جناب مولوی نظام الدین حسن صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل ہائیکورٹ
۱۲۔ جناب منشی سخاوت علی صاحب مینوسپل کمشنر لکھنؤ۔
۱۳۔ جناب صفی الدولہ حسام الملک نواب سید علی حسن خانصاحب بہادر۔
۱۴۔ جناب نواب سید مرتضیٰ حسن خانصاحب۔
۱۵۔ جناب منشی محمد احتشام علی صاحب رئیس فینانشل سکرٹری ندوۃ العلما۔
۱۶۔ جناب شمس العلما مولانا شبلی نعمانی معتمد دار العلوم ندوۃ العلماء۔
۱۷۔ جناب مولانا حکیم سید عبد الحی صاحب نائب ناظم ندوۃ العلما۔
۱۸۔ جناب مولوی عزیز مرزا صاحب مرحوم آنریری سکرٹری آل انڈیا مسلم لیگ۔
۱۹۔ جناب حکیم حافظ عبد الولی صاحب۔
۲۰۔ جناب حکیم عبد الرشید صاحب۔
۲۱۔ جناب حکیم عبد القوی صاحب۔
۲۲۔ جناب ڈاکٹر کرم حسین صاحب۔
۲۳ جناب حکیم کمال الدین صاحب۔
۲۴ جناب حکیم عبد الحبیب صاحب دریابادی۔
۲۵ جناب خواجہ سید رشید الدین صاحب۔
۲۶ جناب شیخ سخاوت حسین صاحب تاجر عطر چوک۔
۲۷ جناب فضل ایوبی صاحب۔

۲۸ جناب داروغہ عابد علی صاحب عطار امین آباد۔

۲۹ جناب بابو منصور علی خانصاحب گوڈس انسپکٹر اودھ روہلکھنڈ ریلوے۔

۳۰ جناب عبد الرزاق صاحب سوداگر امین آباد پارک۔

۳۱ جناب حافظ قطب الدین صاحب تاجر کتب چوک۔

۳۲ جناب حافظ عبد الستار صاحب تاجر کتب چوک۔

۳۳ جناب منشی محمود علی صاحب تاجر امین آباد پارک۔

۳۴ جناب قاضی نظیر احمد صاحب۔

۳۵ جناب منشی دلاور علی صاحب تاجر خشت

۳۶ جناب میر احمد حسین صاحب تاجر تمباکو سرائے خوردنی چوک

۳۷ جناب بلند خان صاحب کوتوال صدر بازار

۳۸ جناب ممتاز علی خان صاحب صدر بازار

۳۹ جناب خلیل احمد صاحب آنریری سکرٹری ایک آنہ فنڈ لکھنؤ۔

۴۰ جناب سید میر جان صاحب مالک مسلم گزٹ لکھنؤ۔

۴۱ جناب محمود شاہ صاحب۔

۴۲ جناب حبیب الرحمن صاحب۔

انکے علاوہ اور بھی پر جوش و ہمدرد اصحاب تھے جنھون نے نہایت سرگرمی تندہی سے اپنے فرائض انجام دیے، اُنکے نام آپ اُنکی خدمات کے سلسلہ مین پائینگے۔

استقبالی کمیٹی نے تقسیم عمل کے طور پر خاص خاص انتظامات کیلیے خاص خاص جماعتون کو یا اصحاب کو نامزد کر دیا تھا جس سے انتظامات مین نہایت سہولت و

آسانی ہوئی۔ اور ہر جماعت کے ساتھ طلبائے دارالعلوم کے والینٹروں کی جماعت امداد و اعانت کیلیے موجود تھی، اون انتظامات اور کارکنوں کی تفصیل یہ ہے۔

انتظام استقبال مہمانان

جناب منصور علی خانصاحب گوڈس انسپکٹر اودھ روہیلکھنڈ ریلوے۔ جناب محمود شاہ صاحب
جناب ڈاکٹر کرم حسین صاحب۔ جناب منشی محمود علی صاحب تاجر امین آباد پارک۔
جناب سید میر جان صاحب سکرٹری مسلم کلب و مالک مسلم گزٹ۔ جناب حبیب الرحمان صاحب
جناب ڈاکٹر ناظر الدین حسن صاحب۔ ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی۔ بیرسٹرایٹ لا۔

انتظام قیام و آسایش مہمانان

جناب مولوی عبدالقادر صاحب پنشنر ڈپٹی کلکٹر۔ جناب میر احمد حسین صاحب تاجر تنباکو۔
جناب منشی دلاور علی صاحب تاجر خشت۔ جناب خواجہ سید رشید الدین صاحب
جناب داروغہ عابد علی صاحب عطار نظیر آباد۔ جناب فضل ایوبی صاحب
جناب منشی سخاوت علی صاحب۔ جناب قاضی نظیر احمد صاحب۔ جناب حکیم کمال الدین صاحب
جناب شیخ نظیر محمد خان صاحب مالک ہوٹل۔ جناب حکیم عبدالقوی صاحب جناب منشی محمد حسن صاحب تحصیلدار لکھنو

انتظام طعام برائے مہمانان

جناب حکیم حافظ عبدالولی صاحب۔ جناب میر احمد حسین صاحب تاجر تنباکو۔ جناب ممتاز علیخانصاحب صدر بازار
جناب حافظ قطب الدین صاحب۔ جناب سید حسن شاہ صاحب

انتظام دُکان طعام برائے وزیٹران

جناب منشی دلاور علی صاحب تاجر خشت۔

انتظام آرایش مقام جلسہ

جناب سید ظہور احمد صاحب بی۔اے ایل ایل بی وکیل ہائیکوٹ۔
جناب خواجہ سید اصغر حسین صاحب عرف پیارے صاحب۔
جناب خواجہ سید رشید الدین صاحب عرف اچھے صاحب۔
جناب سید یوسف علی صاحب منیجر ہیوٹ ڈرائینگ اسکول لکھنؤ
جناب منشی ظہیر صاحب بی اے وکیل۔جناب منشی صدیق احمد صاحب۔جناب جان علی خاں صاحب

انتظام دفتر واقفیت عامہ

جناب حکیم عبد الحسیب صاحب دریابادی۔

انتظام تقسیم ٹکٹ شرکت جلسہ

جناب شیخ فرزند علی صاحب وکیل لکھنؤ۔

انتظام حفظ صحت و دواخانہ

جناب حکیم عبد الرشید صاحب و جناب حکیم عبد الحمید صاحب

انتظام دار التفکہ

طلبائے دار العلوم کی انجمن المعین نے دار التفکہ کا انتظام کیا تھا اس دُکان مین ہر طرح کا سامان تفکہ موجود تھا جس سے معزز مہمانون کو نہایت آسایش ہوئی۔

گوشوارہ جمع خرچ اجلاس سیزدھم ندوۃ العلما

(کتاب کے آخر مین ملاحظہ ہو)

(کتاب کے آخر مین ملاحظہ ہو)

کارروائی جلسہ ۶ اپریل ۱۹۱۲ء

اجلاس اول

۶ اپریل کی صبح سے دار العلوم کے زیر تعمیر مکان مین قومی چہل پہل اور زندہ دلی کے آثار نظر آنے لگے معزز مہمانون کی آمد کا سلسلہ اگرچہ ۴ اپریل ہی سے شروع ہو چکا تھا اور برابر ابتک جاری تھا، دار العلوم کے کمرے جو مہمانون کے ٹھہرنے کے لیے مخصوص کر دیے گئے تھے، علاوہ شہر کے بعض معزز اصحاب کی کوٹھیون کے جنمین مہمان ٹھہرائے گئے تھے، بالکل پُر ہو چکے تھے، اجلاس کا وقت ½ ۸ بجے سے تھا لیکن دفور شوق کی یہ حالت تھی کہ آٹھ ہی بجے سے ہال، اور اُس کے دونون جانب کی صحنچیان بھر گئی تھین اور شوق و انتظار کی بیچینی حاضرین کے چہرون سے عیان تھی، آٹھ بجے علامہ سید رشید رضا موٹر پر تشریف لائے اور تمام لوگ تعظیم کے لیے کھڑے ہو گئے اور جوش کے ساتھ اہلاً و سہلاً و مرحبا کی آواز بلند ہوئی، ٹھیک ½ ۸ بجے جلسہ کا افتتاح ہوا جیسا کہ ندوۃ العلما کے اجلاسون کا عام قاعدہ ہے پہلے مولوی عبد الحق صاحب حقی بغدادی اسسٹنٹ پروفیسر محمڈن کالج علیگڑھ نے نہایت

خوش الحانی کے ساتھ عربی لہجے مین چند آیتین قرآن مجید کی تلاوت کین جنکو تمام مجمع نے نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ سنا اس تلاوت نے ایک ایسی کیفیت قلوب پر طاری کردی تھی جو بیان نہین کیجا سکتی، اسکے بعد جلسہ کی اصلی کارروائی شروع ہوئی، جناب آنریبل سر راجہ تصدق رسول خان بہادر کے۔سی۔ایس۔آئی۔ پریسیڈنٹ استقبالی کمیٹی۔ بعض وجوہ سے تشریف نہ لاسکے تھے اس لیے بجائے اُنکے مسٹر ممتاز حسین صاحب بیرسٹرایٹ لا سکرٹری استقبالی کمیٹی نے راجہ صاحب کی جانب سے مہمانون کا خیر مقدم ادا کرتے ہوئے ایک پُرجوش تقریر کی جسمین ندوۃ العلما کے اغراض و مقاصد پر بھی روشنی ڈالی گئی تھی مگر افسوس ہے کہ یہ تقریر زبانی بیان کیگئی تھی اور جلسہ کے بعد جناب مقرر کو اس بات کا موقع نہین ملا کہ وہ اسکو اپنی یادداشت سے قلمبند فرماتے،

اس تقریر کے بعد ندوۃ العلما کے اجلاس سیزدہم کے لیے صدر نشین کا انتخاب کیا گیا،

صدارت کے لیے جن بزرگون پر نظر پڑتی ہے اُنکے لیے صرف یہی ضروری نہین ہے کہ ملک مین عام اثر رکھتے ہون، ذی وجاہت ہون، روشن خیال ہون، بلکہ اُس کے ساتھ ہی یہ بھی شرط ہے کہ وہ اسلام و علوم اسلام کے بہت بڑے حامی ہون کسی معزز و قدیم خاندان سے تعلق رکھتے ہون، جلسے مین اگرچہ ان صفات کے بزرگ بفضل خدا اور بھی تھے لیکن اُن اوصاف و حیثیتون مین جو درجہ علامہ سید رشید رضا ایڈیٹر المنار کا تھا وہ بالاتر تھا اس لیے ندوۃ العلما کی صدارت کے لیے آپ سے بڑھکر کوئی موزون نہین ہو سکتا تھا چنانچہ شمس العلما مولانا شبلی نعمانی نے آپکو تعارف کراتے ہوئے آپکی صدارت کی تحریک کی اور اُسکے ساتھ ایک مختصر تقریر کی جسمین آپ نے افسوس کے

کہاکہ اگرچہ علامہ ممدوح ہندوستان مین ناواقفیت کے ساتھ دیکھے جاتے ہین لیکن اُنکی عام وجاہت وہردلعزیزی معلوم کرنی ہو تو آپ اُنھین عرب، شام، مصر، قسطنطنیہ طرابلس الغرب، ٹیونیس، الجزائر، روس اور ممالک یورپ مین پوچھ لیجیے روشن خیالی کی نسبت اتنا کہنا کافی ہے کہ آپ نے مفتی محمد عبدہ جیسے عظیم الشان مصلح کے شاگرد رشید ہونے کے علاوہ خود بھی باوجود انتہائی صعوبتون کے عرصے سے اصلاح کا کام نہایت سرگرمی وایثار کے ساتھ جاری کر رکھا ہے اور اسی غرض سے چودہ سال سے المنار نہایت آب وتاب وآزادی کے ساتھ نکال رہے ہین جسکے پاکیزہ مضامین کی اسلامی ملکون مین دھوم ہے، اسلام وعلوم اسلام کی حمایت کا شغف اسقدر جد بڑھا ہوا ہے کہ آپنے مصائب سفر برداشت کیے تمام ٹرکی کا سفر کیا اور مصر مین ایک کالج دینی تعلیم کے لیے جسکا نام مدرسہ دعوت والارشاد ہے قائم کر لیا ہے جسکے لیے ایک لاکھ روپیہ کا گرانقدر عطیہ شیخ الاسلام کی جانب سے ملتا تھا مگر آپنے صرف اس بنا پر لینے سے انکار کر دیا کہ آزادی مین خلل آئے گا لیکن جو صفت ندوہ مین اور آپ مین مشترک ہے وہ یہ ہے کہ آپ بھی پالیٹکس سے علیحدہ رہتے ہین، آپ نے مصر والون کو اس بات پر متوجہ کیا ہی کہ اگر تمھین ترقی کرنا ہے تو پالیٹکس سے علیحدہ رہو۔

اس کے بعد جناب منشی محمد احتشام علی صاحب رئیس کاکوری نے تائید کی اور آپ بالاتفاق رئیس مجلس منتخب ہوئے اور کرسی صدارت پر جلوہ افروز ہو کر آپ نے نہایت فصاحت وبلاغت کے ساتھ ایک مبسوط وپرمغز تقریر فرمائی جو فی الحقیقت شوق عکاظ کے خطبون کو یاد دلاتی تھی اور عرب کی قادر الکلامی، زور کلام گرمی بیان اور قوت تاثیر زندہ شہادت تھی، اگرچہ آپ نے تقریر عربی زبان مین کی اس وجہ سے اس تقریر کو جلسہ کا

ایک نہایت مختصر گروہ سمجھ سکتا تھا لیکن سید صاحب کے لب ولہجہ، جوش، حرکات وسکنات، روانی بیان، اور جابجا قرآن مجید کی آیتون کا اقتباس اور اُن سے استدلال یہ تمام چیزین ایسی تھین جنھون نے ہر شخص کو محو حیرت بنا دیا تھا اور اسلام کی پاک مذہبی زبان کی عظمت در ودیوار سے نمایان ہو رہی تھی،

خلاصۂ تقریر افتتاحی جناب علامہ سیّد رشید رضا آفندی الحسینی صدر انجمن جلسہ ندوۃ العلما

حضرات علمائے اسلام ومسلمانان ہند! مین ندوۃ العلما کا نہایت ممنون ہون کہ مجکو اُسکے سالانہ اجلاس مین شریک ہونے کی دعوت دیگئی جب یہ دعوت میرے پاس پہونچی تو مین مدرسۂ دعوت وارشاد کی بنیاد رکھنے اور اُسکے لیے مدرسون اور پروفیسرون کا انتخاب کرنے اور تمام ضروری سامان مہیا کرنے مین مشغول تھا، میرے دل مین مدت سے آرزو تھی کہ ہندوستان کی مین سیر کرون اور یہان کی اُن کوششون کا مطالعہ کرون جو مذہبی تربیت اور تعلیم کے باب مین مسلمان کر رہے ہین۔ باوجود سخت مشغول ہونے کے یہ آرزو غالب آئی اور مین نے مدرسہ دعوت وارشاد اور المنار کے کامون کو چھوڑ کر ندوہ کی دعوت کو قبول کر لیا گو کہ موقع اس بات کا تھا کہ مین ایسی مشغولیت کے وقت مصر سے ایک قدم باہر نہ جاؤن، انجمن دعوت وارشاد کے ممبرون نے بھی مجھے صلاح دی کہ مین ندوہ کی دعوت کو قبول کرون اور انجمن کی طرف سے ایک نمایندہ بنکر اجلاس ندوہ مین شریک ہون، چنانچہ مین آپ کے سامنے موجود ہون، اسوقت مسلمانون کی شان کو بلند کرنے

اور اُن مین تعلیم و تربیت پھیلانے کے متعلق جو کچھ مین بیان کرنا چاہتا ہون وہ اپنی طرف سے بھی بیان کرونگا اور آپکے مصری بھائیونکی طرف سے بھی جنکے دلون مین وہی فیلنگ موج زن ہے جو آپکے دلون مین ہے۔

اسے میرسے معزز اور محترم بھائیو! مجھے امید ہی کہ آپ میرے خیالات کو اس لحاظ سے نہین سنینگے کہ وہ ایک بڑے ماہر فن کے خیالات ہین بلکہ اس لحاظ سے سنینگے کہ وہ ایک خالص ہمدرد اسلام کے دل سے نکلے ہین اگر اُن مین کوئی بات ایسی ہو کہ قبول کرنے کے لائق ہو تو وہ قبول کرلی جائے اور اگر اُس مین کوئی غلطی ہو تو وہ معاف کردیجائے۔ مین پندرہ برس سے مصر مین مسلمانونکی تعلیم و تربیت کے مسئلہ پر برابر غور کرتا اور بحث کرتا رہا ہون مصر ایک ایسا ملک ہے جہان مسلمانون کی تعلیم اور ترقی کی باتون کا جاننا اور پہچاننا بہ نسبت دوسرے ملکون کے نہایت آسان ہے ایک دانائے فرنگ کا قول ہی کہ مصر دنیائے اسلام کا سوچنے اور سمجھنے والا دماغ ہی۔

اسے برادران محترم! آپ پر اور ملک کے تمام مسلمانون پر اسلام کا یہ حق کہ آپ اُس کے علوم اور اخلاق کو زندہ کرین ویسا ہی ہے جیسا کہ ملک مصر کے مسلمانون پر۔ مین سالہا سال کے تجربہ کے بعد اس نتیجہ پر پہونچا ہون کہ مصر اور ہندوستان مین جسقدر تعلیم و تربیت اور رائے کی آزادی اور دولت کی بہتات ہی ایسی کسی ملک مین نہین ہی ہم پر لازم ہی کہ اس نعمت کا شکریہ ادا کرین اور اُس سے فائدہ اُٹھانے پر کمربستہ ہون۔

تاتار جسمین روسیون کی عملداری ہی اس مین مسلمانون نے تعلیمی ترقی پر اپنی توجہ مبذول کی ہی مگر حکومت کی طرف سے اپنر سختی کیجاتی ہے وہان کے مسلمان مدرس مسلمانون کو تعلیم دینے کے قصور مین جیلخانے بھیجے جاتے ہین اور جلاوطن کیے جاتے

ہین، روس کا ایک زبردست عالم جو عالم جان کے نام سے مشہور ہے تین سال سے
مصر مین اس لیے ٹھہرا ہوا ہے کہ اُسکو اپنے وطن مین واپس جانے کی اجازت نہین
ہی، اسکا قصور یہ ہے کہ وہ مسلمانون کو شہر کازن کے نامور اسلامی کالج مین تعلیم دیتا اور
اُن کے دلون مین بیداری پیدا کرتا تھا، اسکا ایک بھائی اور ایک نائب مدرس بھی
اسی قصور مین جلاوطن کر دیا گیا ہے، روسی مسلمانون مین سے دو بھائیون عبداللہ اور
عبیداللہ نے قریہ بوبی مین ایک مدرسہ کی بنیاد ڈالی تھی اور وہ اُسکو ترقی دینے مین مشغول
تھے کہ گزشتہ سال کے موسم سرما مین روسی حکومت نے اُن کو جیلخانے بھیجدیا، امید تھی
کہ بہت جلد کازان کے محکمۂ فوجداری مین ان پر مقدمہ دائر ہوگا، مگر ایک سال گزرنے
پر بھی وہ عدالت مین ابتک پیش نہین کیے گئے، روس کے ایک اسلامی اخبار سے معلوم ہوا ہے کہ
عنقریب اپریل مین اُنکا مقدمہ پیش ہوگا، روس کے نیم سرکاری اخبار "نووی ایمیا" نے
گورنمنٹ روس کو تحریک کی ہے کہ وہ مسلمانان ترکستان کو تعلیم مین ترقی کرنے سے روکے
کیونکہ اس سے اُن مین پولٹیکل بیداری پیدا ہوگی، یہ حال اُن مسلمانون کا ہے جو آپکے
قریب ہی ایک یورپین سلطنت کے زیر سایہ آباد ہین، شمال افریقہ کے مسلمانون کا حال اُن سے
بدتر ہے۔ تاتار کے مسلمان باوجود حکومت کی سختیون کے تعلیم و تربیت کی دُھن مین لگے
ہوئے ہین، وہ مصر، شام، اور حجاز مین اپنی قوم کے طلبا بھیجتے رہتے ہین تاکہ وہ عربی
زبان سیکھین اور اپنے ملک مین واپس جاکر معلم کا کام انجام دین، اُن کے بعض طلبہ قسطنطنیہ
تک بھی پہونچتے ہین تاکہ علوم جدیدہ کی تحصیل کرین مگر ٹیونس اور الجزائر کے مسلمان جو فرانس
کے زیر حکومت ہین یہ کام بھی نہین کرسکتے، فرانس نہایت سختی کے ساتھ انکی نگرانی کرتا
ہے بعض انصاف پسند فرانسیسی افسر اس بات کے قائل ہین کہ ان ملکون کے مسلمانون کی

سبے حد دباؤ ڈالا جاتا ہے، فرانسیسی مدبرون مین سے بعض کی راے یہ ہے کہ یہ دباؤ جاری رکھنا چاہیئے یہان تک کہ افریقہ کے ان ملکون سے عربی زبان اور اسلام مٹجائے مگر بعض مدبر مسلمانون کے ساتھ حسن سلوک کی راے دیتے ہین جاوہ اور ملایا کے مسلمانون کی حالت تمام مسلمانون سے بدتر ہے، ہالنڈ کی حکومت نے اُن کے گرد جہالت کی چادیواری کھینچدی ہے جس سے باہر وہ نہین نکل سکتے اگر آپ اُن مسلمانون کی دردناک حالت معلوم کرنا چاہین تو مین ایک انگریزی کتاب پیش کرون گا جسمین اُنکے مفصل حالات درج ہین آپ اُسکا ترجمہ کرائین اور اخبارون مین شایع کرین آپ کو خدا کا شکر کرنا چاہیے کہ آپکے سرون پر ایسی حکومت نہین ہے، انگریزی حکومت کی بنیاد آزادی پر ہے اس حکومت کے سایہ مین رعایا اپنے تئین ترقی کے بلند مراتب پر پہونچا سکتی ہے بشرطیکہ وہ عقل و دراثت سے کام لے یہ بات کسی اور یورپین حکومت مین کہین نہین ہی جو لوگ تعلیم کے کام مین مشغول ہون اُن کو ظاہر و باطن مین سیاست سے کنارہ کش ہوجانا چاہیے، شیخ محمد عبدہ مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ جس کام مین سیاست کا دخل ہو وہ بالکل خراب ہوجاتا ہے جو لوگ تعلیم کے کامون مین سیاست کو شامل کرتے ہین اگر اُنپر حکومت کی طرف سے سختی کیجاتی ہے تو کچھ بعید نہین ہے کیونکہ علم تمدن جسکی بنیاد تاریخ پر ہی بتاتا ہے کہ حکومتین اُن کوششون کو معافی کی نظر سے نہین دیکھ سکتین جو اُن کے اقتدار کے برخلاف کیجائین اور اُنکے سوا وہ ہر بات کو معاف کرسکتی ہین، غور کرو کہ ہمارے مذہب مین بھی خدا نے شرک کے سوا ہر گناہ کو معاف کرنے کا وعدہ کیا ہی مگر مشرک کی بخشش اُسکی جناب مین بھی نہین ہوسکتی۔ ایسی ترقی یافتہ حکومتین موجود ہین جو قانونی اور انتظامی معاملات مین رحم اور انصاف سے کام لیتی ہین۔ مگر ایسی کوئی حکومت دنیا مین

نہین ہی جو سیاسی معاملات مین رحم یا انصاف کا برتاؤ کرے، قرن اول کی اسلامی حکومتون سے بڑھکر کوئی حکومت منصف اور مہربان نہین تھی یہان تک کہ فتوحات اور فوجی حکومت کے وقت بھی رحم و انصاف کا جلوہ اُنکے کامون مین نظر آتا تھا اور اسکا اقرار یورپ کے انصاف پسند مورخون نے علی الاعلان کیا ہی چنانچہ فرانس کا نامور مورخ موسیو لیبان لکھتا ہی "عربون سے زیادہ رحمدل انصاف پسند فاتحون کا سراغ تاریخ مین نہین ملسکتا۔ اگر ہم اس موقع پر خلفاے راشدین کی حکومت سے قطع نظر کرین، کیونکہ وہ پیغمبر اسلام (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے جانشین تھے اور اُن پر ہم دیگر حکومتونکو قیاس نہین کر سکتے تو کم سے کم بنی اُمیہ اور عباسیون کی حکومتون کو تو پیش نظر لاسکتے ہین، بلا شبہہ یہ دونون حکومتین دنیا کی قدیم اور جدید حکومتون مین قانون و انتظام کے لحاظ سے رعایا پر سب سے زیادہ مہربان اور فیاض تھین، مگر دیکھو کہ اُنھون نے اُن اشخاص کے ساتھ کیسا جابرانہ برتاؤ کیا جو اُنکے اقتدار کے مخالف تھے یہانتک کہ اُنھون نے آل رسول (علیہم السلام) کو ذبح کرنے مین بھی دریغ نہین کیا، وہ آل نبی مین سے جسکو جہان پاتے تھے اس وہم سے کہ مبادا وہ انکی حکومت مین خلل انداز ہو بے تکلف قتل کر ڈالتے تھے بلکہ تاریخ شہادت دیتی ہی کہ حکومت کی طمع کے سبب باپ نے بیٹے کو بیٹے نے باپ کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا ہی"

اے میرے معزز بھائیو! موجودہ حکومت آپکو اجازت دیتی ہے کہ آپ اپنی اولاد کو تعلیم و تربیت کی روشنی سے منور کرین۔ انکو اپنے مذہبی اصول و عقائد سکھائین، انکو اسلامی فضائل کے زیور سے آراستہ کرین اور اُنکو دنیا و دین کی بہتری کے لیے جو چاہین سکھائین اور پڑھائین، ان تمام معاملات مین آپ آزاد ہین بشرطیکہ آپکی مذہبی و علمی انجمنین اس حکومت کی واجبی عزت کرین اور اُسکے اقتدار کے برخلاف کوئی حرکت نکرنے پائین، اس حالت مین اگر آپ اپنی پوری طاقت اپنی قوم مین تعلیم پھیلانے مین صرف نہ کرین

تو یہ آپ کا قصور ہے حالانکہ اس سے بھی بڑھکر یہ حکومت آپ کو دینی اور دنیوی تعلیم پر آمادہ کرتی ہی مین اس بات کو سنکر حیرت مین ہون کہ انگریزی حکومت ہندوستان کے مسلمانونکو ہر پہلو سے تعلیم کی طرف رغبت دلاتی ہی، وہ علیگڑھ کالج وغیرہ پرائیویٹ تعلیم گاہون کو مالی مدد دیتی ہی۔ ندوۃ العلما ایک مذہبی جماعت ہی اور اُسکا مقصد اشاعۃ اسلام ہی تاہم گورنمنٹ نے ایک بیش قطعہ زمین اُسکو بھی عطا کیا ہی اور وہ چھ ہزار روپیہ سالانہ بھی اُس کو دیتی رہتی ہے۔ گورنمنٹ کی طرف سے جو امدادین آپ کو مل رہی ہین اور جو ترغیبین اُسکی طرف سے دی جا رہی ہین اُسے قطع نظر کرکے آپ کو اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ حکومتین قومون کو ترقی نہین دیسکتین جب تک کہ وہ خود اپنی ترقی کے لیے سرگرمی سے کوشش نہ کرین۔ اس بنا پر واجب ہی کہ آپ اپنی ذاتی سرگرمیون اور کوششون پر بھروسا کرین کیونکہ قرآن مجید باآواز بلند کہتا ہی کہ ہر انسان اپنی ہی کوششون کا پھل پا سکتا ہی لارڈ کرومر سے ایک دفعہ مصر کے ایک ممتاز شخص نے کہا کہ "آپنے مصر کی مالی حالت کو درست کیا اور جو خدمت آپنے مصر مین انجام دی وہ حکومت کے لیے انجام دی مگر آپنے ابتک کوئی ایسا کام نہین کیا جس سے یہان کے مسلمان ترقی کرسکین" لارڈ کرومر نے کہا "جو لوگ آپ ترقی کرنا نہین چاہتے اُنکو کوئی شخص ترقی کے درجے پر نہین پہونچا سکتا" مصریون کا فرض ہی کہ وہ اپنی ترقی اور بہبودی کے لیے خود کام کرین اور جب وہ کام شروع کرینگے اور مجھ سے امداد کے طالب ہونگے تو مین اُنکو خوشی سے مدد دونگا"!

اے میرے معزز ہم مذہبو!! ہماری سب سے بڑی ضرورت یہ ہی کہ ہم اپنی تعلیم کے طریقون کی اصلاح کرین یہ ضرورت بدیہی ہے اور اس سے ہر شخص متفق ہے، جامع ازہر تیونس اور علما اور قسطنطنیہ کے علما سب اس ضرورت کو محسوس کرچکے ہین، قریب کے

دو سالون مین اُنھون نے حکام کے ساتھ ملکر کمیٹیان کی ہین اور اس ضرورت پر غور کیا ہی، اُنھون نے تعلیم کے جدید پروگرام تیار کیے ہین، اُن کتابون کو تعلیم کے لیے انتخاب کیا ہی جو پہلے تعلیم مین داخل نہ تھین اور اُن کتابون کو نصاب تعلیم سے خارج کیا ہی جو پہلے عام طور سے پڑھائی جاتی تھین، اُنھون نے علوم جدیدہ کی ضرورت کو بھی تسلیم کیا ہی اور نصاب تعلیم مین اُنکو شامل کیا ہی آپ نے بھی ہندوستان مین اس ضرورت پر غور کر کے اپنے قدیم نصاب تعلیم مین ترمیم کی ہے، ٹیونس کے علمانے بھی دو سال گزشتہ مین اپنے نظام تعلیم مین بہت سے تغیرات کیے ہین، اگرچہ بہت سے لوگ اُن ملکون مین ایسے موجود ہین جو تعلیم قدیم سے ایک انچ آگے بڑھنا نہین چاہتے اور اُسکو منتہاے کمال خیال کرتے ہین مگر تمام سوچنے والون اور غور کرنے والون نے اس بات پر اتفاق کر لیا ہی کہ القاہرہ اور قسطنطنیہ مین جو نصاب تعلیم اب جاری ہی اُسمین گو نہ اصلاح ہوئی ہی مگر وہ اصلاح ابھی کمال کے درجہ پر نہین پونچی، قانون قدرت یہ ہی کہ سب لوگ ایک بات پر متفق نہ ہون، قانون قدرت یہ ہے کہ کسی قوم کے بہت سے آدمی کسی تمدنی اصلاح پر فوراً راضی نہون بلکہ ایک مدت دراز گزرنے کے بعد وہ اس اصلاح کو تسلیم کرین، یہ بھی قانون قدرت ہی کہ اگر کسی نظام مین فوری تغیر کیا جائے تو وہ نظام بالکل برباد ہو جائے اس بنا پر طالبان اصلاح کو اس بات سے غمگین ہونا نہین چاہیے کہ اُن کے گرد وپیش بہت سے آدمی قدیم نظام سے مایوس ہین اور اُنکی اصلاح پر راضی نہین ہین، اُن کا فرض یہ ہی کہ جو اصلاح اُنکو مطلوب ہی اُسکو سرگرمی سے شروع کرین اور استقلال کے ساتھ اُس اصلاح کی حمایت کرین، اُسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ رفتہ رفتہ قوم مین بیداری پیدا ہوگی اور انجام کار طالبان اصلاح کو فتح ہوگی، خدا فرماتا ہے کہ وہ کسی قوم کی حالت نہین بدلتا جب تک کہ وہ قوم اپنی حالت کو

آپ نے دیکھا ہم مسلمان اپنی تاریخ اور اپنے بزرگون کے کارنامون سے آگاہ ہین، ایک زمانہ تھا کہ ہماری قوم مین بڑے بڑے مذہبی پیشوا انصاف پرست حکمران، عامل علما، فیاض، دولت مند، کامل صناع، ہنرمند کاشتکار، اور نامور تاجر تھے بلکہ ہم ہر ایک علم و عمل مین دنیا کی تمام قومون پر سبقت لے گئے تھے یہان تک کہ ہم جس ملک مین قدم رکھتے تھے اُس ملک کے باشندے ہماری طرف کھنچتے تھے اور مذہب زبان اور اخلاق مین ہماری پیروی کرنا چاہتے تھے، مگر کیا آج بھی ہم ایسے ہی ہین؟ کیا ہم عزت اور عظمت کے آسمان سے نہین گر گئے ہین؟ کیا ہم ترقی کی دوڑ مین دنیا کی قومون سے کوسون پیچھے نہین رہگئے ہین؟ کیا ہمکو اپنی گزشتہ اور موجودہ حالت پر غور کرنا اور عزت حاصل کرنا نہین چاہیے؟ ہم سے ہر قوم آگے بڑھگئی ہے یہان تک کہ بت پرست لوگ بھی جو اس ملک مین اسلام کی روشنی پھیلنے سے پہلے پتھرون، جانورون، دریاؤن اور آگ کے شعلون کی پرستش کرتے تھے اور درختون کے پتے کھاتے اور ننگے بدن رہتے تھے، بلا شبہہ ہماری حالت مین یہ تغیر خدا نے نہین کیا ہے جبتک کہ ہمنے اپنی حالت کو بذات خود نہین بگاڑا، یاد رکھو کہ یہ خدا کا اٹل قانون ہے اور اُس کے قانون مین کوئی ہیر پھیر نہین ہو سکتا، قرآن مجید مین مسلمانون سے کہا گیا ہے کہ "تم دنیا کی بہترین قوم ہو جو دنیا کے باشندون کو اچھی باتون کی ہدایت کرنے اور بری باتون سے بچانے کے لیے پیدا کی گئی ہے"

کلام الٰہی مین جو صفات مسلمانون کے بیان کیے گئے ہین وہ سب ہم مین موجود تھے، ہم قومی معاملات مین نہایت آزادی سے راے دیتے تھے ہماری علمی پیاس کبھی بجھنے نہ پاتی تھی، ہمارے اخلاق پاکیزہ اور شائستہ تھے، ہم خدا کی رسی کو مضبوط پکڑے

ہوئے تھے، ہم نیک کاموں کے کرنے پر ہر وقت کمربستہ رہتے تھے، ہم آپس میں برادرانہ سلوک کرتے تھے اور ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی اور محبت سے پیش آتے تھے، ہم قوم کے فائدوں کو اپنے ذاتی فائدوں پر ترجیح دیتے تھے، جب ہم نے ان تمام صفات کو مٹا دیا اور اپنے اندر سے نکال پھینکا تو خدا نے وہ نعمتیں اور برکتیں ہمسے چھین لیں جو ہمارے اسلاف پر نازل ہوئی تھیں، آج ہماری حالت یہ ہے کہ ہم کمزور ہیں فلاکت زدہ ہیں، غیروں کی نگاہوں میں ذلیل ہیں۔ ایک دوسرے سے حسد کرتے ہیں، اور خود غرضیوں اور جاہ پسندیوں میں مبتلا ہیں، تعلیم سے بے پروا ہیں۔ ایک دوسرے کی مخالفت پر کمربستہ ہیں۔ جب تک ہم اپنی برائیوں کو خود دور نہ کرینگے اور اپنے نفسوں کی آپ اصلاح نکرینگے یہ ممکن نہیں ہے کہ خدا ہمکو زمانہ سلف کی کھوئی ہوئی عظمت پھر عطا کرے، ہمیں اپنی اصلاح اور ترقی کے لیے اُسی ہدایت پر چلنا چاہیے جس پر ہمارے نامور اسلاف چلتے تھے، امام مالک فرماتے ہیں کہ "امت محمدی کے متاخرین کی اصلاح اُنھیں باتوں سے ہوگی جن سے اس امت کے متقدمین کی اصلاح ہوئی تھی" بلاشبہہ ہمکو اپنی اصلاح کے لیے تعلیم و تربیت پر متوجہ ہونا چاہیئے، اصلاح سے مراد یہ ہے کہ ہمارے اعمال ترقی کرجائیں اور اُن کا رُخ بہتری اور بہبودی کی طرف پھر جائے، مگر اعمال علوم اور اخلاق کا نتیجہ ہیں۔

جب ہم تعلیم پاکر حق و باطل اور مفید و غیر مفید میں امتیاز کرنے لگیں گے اور ہمارے اخلاق شائستہ ہونگے تو ہمارے اعمال بھی ایسے ہوجائینگے کہ ہم ترقی کو بلندی پر لیجائیں اور دینی اور دنیوی کمال کی منزلت تک پہونچائیں اس بنا پر ضروری ہے کہ ہم تربیت کے طریقے اور تعلیم کے طریقے کی اصلاح ایک ساتھ کریں جو طریقہ تعلیم چند صدیوں سے ہماری

قوم مین جاری ہو اگر اُس سے ایسے علما تیار ہو سکتے جو قوم کی ترقی کیطرف لے جاتے اور اُس تنزل اور ادبار سے نکال سکتے جسمین مسلمان مبتلا ہین تو آج ہماری ذلیل حالت نہ ہوتی اور ہماری قومیت کے اعضا فالج زدہ نہوتے۔

بچون کی تربیت کا حال یہ ہو کہ وہ گویا ہمارے نزدیک لائق بحث اور قابل توجہ نہین ہے، اکثر مسلمان بچونکی طرف سے بے پروا ہین اور وہ اس باب مین خاندانی دستور کے پابند ہین مگر بڑے بڑے شہرون مین بعض نئی روشنی کے مسلمان البتہ بچونکی تربیت پر متوجہ ہین، مگر اُنھون نے اپنے بچونکو تربیت کے لیے یوروپین لیڈیون کے سپرد کر رکھا ہو، وہ اُن بچونکو اپنی زبان سکھاتی ہین اور اپنی قوم کی عادتین اُن مین پیدا کرتی ہین، یہ حال تو چھوٹے بچونکی تربیت کا ہو۔ بڑونکی تربیت جو وعظ و نصیحت سے ہو سکتی ہو ایسے لوگون کے حوالے کی گئی ہے جو ظاہر مین بزرگ اور نیک نظر آتے ہین مگر حقیقت مین جاہل مفسد ہین، مذہبی تعلیم کا یہ حال ہو کہ موجودہ طریق تعلیم بالکل بے ثمر ہے اور اُسکی اصلاح مین رایون کا اختلاف ہو۔

تعلیم بذات خود ایک فن ہو جو دیگر فنون کی طرح تمدن کے ساتھ ساتھ ترقی کرتا ہو جیسا کہ ابن خلدون نے لکھا ہو، ہمارے اسلاف عقل و تجربہ کی بنا پر اپنے اپنے زمانہ کے حالات کے بموجب طریقۂ تعلیم پر توجہ کرتے رہے سب سے پہلا طریقہ تعلیم روایت اور املا تھا۔ یعنی اُستاد زبان سے کچھ بیان کرتا تھا اور شاگرد اُس کو سنکر یاد کر لیتے تھے، کاغذ پر لکھ لیتے تھے اسکے بعد یہ طریقہ نکلا کہ جو باتین یاد ہوتی تھین یا کاغذ پر لکھی ہوتی تھین، اُن سے نتائج نکالے جاتے تھے اور دلائل کے ساتھ ایک راے کا مقابلہ دوسری راے سے کیا جاتا تھا اور ایک خاص راے کو ترجیح دی جاتی تھی اور اُسکی پیروی کیجاتی

تھی، پھر رفتہ رفتہ مختلف علوم و فنون مین کتابین لکھی گئین، اُن کتابون مین جو اول لکھی گئین سب سے بڑی خوبی یہ ہو کہ اُنکی عبارت آسان ہی اور اُن مین دلیلین اور مثالین کثرت سے درج کی گئی ہین اُسکے بعد جو مصنف آئے انھون نے پہلے مصنفون کے ایسے بیانات کی تشریح کی جو سمجھ مین نہ آتی تھی اور اُن کے مجمل مضامین کو تفصیل سے بیان کیا اور اُنکی غلطیونکو مدلل طریقے سے بیان کیا پھر ہمتین پست ہوگئین اور تحقیقات کا شوق دھیما ہوگیا اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ پہلی کتابون کے خلاصے لکھے جانے لگے جسمین مختلف علوم کے ضروری قواعد و مسائل مختصر عبارت مین بیان کیے جاتے تھے اور اُنکے ساتھ مثالین اور دلیلین درج نہین کیجاتی تھین، پھر اختصار کے نے یہان تک بڑھی کہ ایک مصنف کسی علمی مسئلہ کو ایک وقت جس مختصر عبارت مین لکھتا تھا دوسرے وقت خود اسکو سمجھ نہ سکتا تھا، اس کے بعد وہ زمانہ آیا جسمین ان خلاصون کی شرحین اور شرحون کی شرحین لکھی جانے لگین اور رفتہ رفتہ اُن شرحون پر بھی حاشیے چڑھنے لگے، اس زمانہ مین طریقہ تعلیم یہ نکلا کہ کسی فن کی کتاب اُستاد کے ہاتھ مین رہے اور شاگرد اُس کے روبرو اول اُس کتاب کا متن پڑھتے ہین پھر اُسکی شرح، پھر اُسکا حاشیہ، اسکے بعد اُستاد تقریر کرتا ہی، ان تمام کوششون کا نتیجہ اسکے سوا اور کچھ نہ تھا کہ ایک مختصر کتاب کی عبارت سمجھ مین آجائے اور اُس عبارت کے حل کرنے کے لیے اورون نے جو کچھ لکھا ہی وہ بھی سمجھ لیا جائے اس بیان سے مختصر طور پر ظاہر ہے کہ طریقہ تعلیم و طریقہ تصنیف زمانہ گزشتہ مین آہستہ آہستہ کسطرح بدلتا رہا ہے، یہ تبدیلیان ایکدم نہین ہوئین کیونکہ زمانہ حال کی مہذب سلطنتون کی طرح کوئی ایسا محکمہ تعلیم نہ تھا جسکی طرف سے تعلیم کا نصاب اور اُسکے قواعد یکسان طور پر تمام مدارس کے لیے شایع کیے جاتے، عباسیون کے زمانے مین تعلیم کا ایک خاص نظام البتہ موجود تھا جسکی پیروی مدرسہ نظامیہ

بغداد مین اور وہان بڑے بڑے مدارس مین یکجانی تھی جو مدرسۂ نظامیہ کے طریقے پر چلائے جاتے تھے مگر نہ اُس نظام تعلیم کی عام اشاعت ہوئی نہ اُسکو ترقی دیگئی اسکا سبب یہ تھا کہ قوم پر زوال آنا شروع ہو گیا تھا اور اسکے جسم مین تمدنی بیماریون کے جراثیم اپنا اثر کرنے لگے تھے یہ سچ ہی کہ امام غزالی اور اُن کے شاگرد ابوبکر عربی ابن خلدون، اور شیخ زکریا انصاری نے طریقہ تعلیم اور اسکے قواعد پر اپنی اپنی تصنیفات مین بحث کی مگر اس سے کچھ فائدہ نہوا لازم یہ تھا کہ فن تعلیم ایک مستقل فن قرار دیا جاتا اور اُسکے مسائل کی تحقیقات پر خاص کتابین لکھی جاتین اور بادشاہون کے حکم سے مدارس عالیہ اُس طریقہ تعلیم پر عمل درآمد کرتے ہوئے انکی نظر مین صحیح اور مفید طریقہ نظر آتا پھر کچھ مدت کے بعد اگر اس طریقہ مین کچھ نقص نظر آتے تو اُنکی اصلاح کی جاتی جیسا کہ آجکل مہذب سلطنتون مین کیا جاتا ہی مگر افسوس ہی کہ ایسا نہین کیا گیا کیونکہ ہماری قوم نہایت تیزی کے ساتھ زوال و تنزل کی نشیب کی طرف جا رہی تھی یہ کیونکر ممکن تھا کہ اُسوقت ہم ترقی کی باتون کی طرف مائل ہوتے ہین نے اس امر کو اسرار البلاغہ کے دیباچہ مین بیان کیا ہی یہ کتاب امام بلاغت شیخ عبد القاہر جرجانی کی تصنیف ہی اور علم بیان کے مسائل اس مین بیان کیے گئے ہین۔ دلائل الاعجاز بھی ایک ایسی ہی کتاب علم معانی مین ہی، ان دونون کتابون کو دیکھکر اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہی کہ طریقہ تصنیف اور طریقہ تعلیم کو زمانہ مابعد مین کسقدر تنزل ہوا ہے، یہ پہلی کتابین ہین جنمین فن بلاغت مستقل طور پر مدون کیا گیا ہے اور اُس مین کلیہ قاعدے بیان کیے گئے ہین اور اُن کے تمام مضامین عمدہ ترتیب کے ساتھ بابون اور فصلون مین تقسیم کیے گئے ہین یہ کتابین آج اُن کتابون سے کہین زیادہ افضل اور مفید ہین جو ان کے بعد اور انھین کی مدد سے لکھی گئین اور درس مین جاری کیگئین مثلاً مفتاح سکاکی مطول و مختصر علامہ تفتازانی، ان کے بعد کی کتابون کا اثر یہ ہوا ہے کہ ممالک

اسلامیہ کے مدارس مین عربی زبان کی بلاغت مردہ ہوگئی ہے، مین نے اور شیخ محمد عبدہ مرحوم نے حجاز، عراق اور قسطنطنیہ مین اسرار البلاغۃ اور دلائل الاعجاز کی تلاش کرائی اور جب ان کتابون کے نسخے مل گئے تو اُنکی تصحیح کی اور اُنکو چھپوایا، شیخ مرحوم نے ان کتابون کا درس جامع ازہر مین دیا اور بہت سی طلبہ اُنکے حلقۂ درس سے مستفید ہوئے، اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ازہر مین عربی زبان کی فصاحت و بلاغت از سر نو زندہ ہوگئی، حالانکہ اس سے پہلے وہ مرچکی تھی، مصر کے محکمۂ تعلیم نے ان کتابون کو اُس کالج کے نصاب مین داخل کردیا ہے جس سے عربی زبان کے مدرس تعلیم پاکر نکلتے ہین، اور اب سوڈان کے گارڈن کالج مین بھی اُن کتابون کا درس جاری ہے، مین علوم اسلامیہ مین سے ہر علم کے طریقہ تعلیم اور طریقہ تصنیف کے تنزل کی مثالین بیان کرسکتا ہون مگر وقت کی تنگی کے سبب سے مجبور رہون تصنیف و تعلیم کے طریقون کا یہ تنزل تمام ممالک اسلامیہ مین عام طور پر ہوا اور اسمین کوئی تعجب نہین ہے کیونکہ دنیا بھر کے مسلمان ایک قوم ہین، انکی علمی اور عملی ترقیون کی بنیاد مذہبی ہدایت تھی جب وہ مذہب کے صراط مستقیم سے ہٹ گئے تو اُنکی ہر چیز پر زوال آگیا۔

بلاد عجم مین عربی زبان کے تنزل کی ایک اور بڑی وجہ پیش آئی اور وہ یہ تھی کہ علما عربی کتابون کے مضامین اپنے شاگردون کو ترجمے کے ذریعے سمجھانے لگے اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک طالبعلم برسون کی تعلیم کے بعد عربی زبان کے چند عام قاعدے سیکھ جاتا ہے مگر اُسکی طبیعت مین ایسا ملکہ پیدا نہین ہوتا کہ وہ بے تکلف عربی بول سکے اور لکھ سکے اور کسی بلیغ عربی کلام سے بغیر اُلجھن اور دقت کے اُسی طرح اثر پذیر ہوسکے جسطرح کہ عربی زبان بولنے والے اثر پذیر ہوتے ہین، تاریخ اسلام کی پہلی صدیون مین عجم کے علما اُن عربون کے ساتھ خود بلاد عجم مین رہتے تھے اور جو شام، مصر، افریقہ اور اندلس مین جاکر آباد ہوئے تھے تصنیف و تالیف

انشاپردازی اور شاعری مین برابر کے شریک تھے اور اسلام کی وحدت اور ہمرنگی کا یہ نہایت دلفریب نظارہ تھا اس زمانے مین عجم کے مسلمان عربی زبان علمی طریقہ سے سیکھتے تھے اور اُس کے بولنے اور لکھنے کا ایسا ہی ملکہ حاصل کر لیتے تھے جیساکہ خود عربون کو حاصل تھا جب ہمتین پست ہوگئین اور عربی کتابین ترجمہ کے ذریعے سے پڑھائی جانے لگین تو مسلمانونکی گزشتہ فضیلت جاتی رہی اور مذہبی اور ادبی علوم پر زوال آگیا اور دنیا کے مسلمانون مین اسلامی وحدت وہمرنگی کا تعلق باقی نہ رہا۔ آج یہ حالت ہو کہ بلاد عجم مین ایسے انشاپرداز شاذ و نادر ہی نظر آتے ہین جنکی عربی انشاسے عجمیت کی بو نہ آتی ہو نامور فارسی سید جمال الدین افغانی پہلا شخص تھا جس نے ادبی علمی روح مصریون کے قالبون مین پھونکی اُس نے جامع ازہر مین اپنے شاگردون کو عربی زبان مین تقریر اور تحریر پر آمادہ کیا اور انکو تقریر و تحریر کے صحیح قاعدے بتائے سید جمال الدین بذات خود فصیح البیان انشاپرداز اور خطیب تھا وہ عربی زبان مین گھنٹون تک بغیر لکنت نہایت روانی اور فصاحت کے ساتھ تقریر کرتا تھا مگر باوجود ان تمام باتون کے آخر عمر مین وہ ایسے بعض نامون پر لام تعریف داخل کرتا تھا جن پر لام تعریف نہین آسکتا اور بولنے کا لہجہ بھی ایسا تھا جس سے عجمیت پائی جاتی تھی اسکی وجہ یہ تھی کہ سید جمال الدین نے عربی زبان اول کتابی طریقہ سے حاصل کی تھی پھر اپنی عقل سے ایسا طریقہ اختیار کیا جس سے عربیت کا ملکہ پیدا ہو جائے اور اُس طریقہ کی تعلیم مصری شاگردون کو دی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس طریقہ کی تعلیم پاکر جو مصری نوجوان اُٹھے اُنکے بیان مین روانی اور سلاست اُستاد کے بیان سے زیادہ پائی جاتی ہو۔

اے علمائے کرام! آپ جانتے ہین کہ تمام علوم کے کلیہ قاعدے جزئیات سے لیے گئے ہین اس لیے جزئیات کا علم کلیات کے علم سے مقدم ہے مثلاً اگر الگ

جانورون اور درختون کا علم انسان کو پہلے پہل ہوا پھر اُن مین مشابہت اور اختلافات کا
اندازہ کیا گیا اور اُنکی علمی تقسیم کی گئی اور اُنکی نوعین قرار دیگئین اگر تعلیم مین جزئیات کا علم
شاگردون کو پہلے سکھایا جائے پھر کلیہ قاعدے بتلائے جائین تو یہ تعلیم کا وہ طریقہ ہی جو قانون
قدرت کے مطابق ہے اور اس طریقے کی مخالفت گویا قدرت کی مخالفت ہی عام لوگ
جب کسی زبان کو قدرتی اصول سے سیکھنا چاہتے ہین تو اول اس زبان کے مفرد الفاظ سیکھتے
ہین پھر اُن کو استعمال کرنے مین اہل زبان کی تقلید کرتے ہین شروع مین زبان کے کلیہ
قاعدے جو علماے صرف و نحو نے مرتب کیے ہین سمجھہ مین نہین آسکتی البتہ اُسوقت سمجھہ مین آسکتی ہین جبکہ اُس
زبان کے سیکڑون ہزارون الفاظ اور فقرے ازبر ہوجائین جن لوگون نے زبان کے کلیہ قاعدے تیار
کیے ہین وہ بہت بڑے عالم اور محقق تھے اگر ہم چھوٹے بچون کو زبان کی تعلیم شروع کرانے
کے وقت اُن کے روبرو مفرد الفاظ کی جگہ صرف و نحو کے کلیہ قاعدے پیش کرین تو اسکے
معنی یہ ہین کہ ہم اس سے پہلے کہ وہ جوان ہون اُنکو عالم اور محقق بنانا چاہتے ہین علماے
متقدمین نے عربی زبان کی تعلیم کے طریقے کو آسان بنانے کی ضرورت محسوس نہین کی
کیونکہ اُنکو عربیت کا ملکہ حاصل تھا علاوہ اسکے انکی تعلیمی کتابین مثلاً الکتاب سیبویہ بہ نسبت
ہماری کتابون کے قدرتی طریقہ تعلیم سے زیادہ قریب تھین کیونکہ اُن مین قواعد کلیہ کو واضح
کرنے کے لیے مثالین کثرت سے درج کی گئی تھین، قرآن مجید اور اُسکی تفسیر کی تعلیم کا
حال یہ ہی کہ بہت سے لوگ خیال کرتے ہین کہ قرآن مجید کے سمجھنے کی ضرورت صرف
مجتہدون کو ہے جو اُسکی آیتون سے عبادات اور معاملات کے متعلق فقہ کے احکام
نکالتے ہین، یہ لوگ سمجھتے ہین کہ عام مسلمانون کو قرآن فہمی سے باز رکھتے ہین وہ مذہب اسلام
کی خدمت انجام دے رہے ہین، اگر مین بیان کرون کہ قرآن مجید کی تعلیم کیونکر ہونی چاہیے

جس سے یقینی طور پر مسلمان ہدایت پا سکین تو یہ لوگ مجھپر زبان طعن و ملامت دراز کرینگے۔

اسے برادران محترم! خداوند عالم نے قرآن مجید تمام مسلمانون کی ہدایت کے لیے نازل کیا ہے، وہ اُن علما کی ہدایت کے لیے مخصوص نہین ہی جو اُسکی آیتون سے فقہ کے احکام نکالتے ہین اور اجتہاد کا فرض انجام دیتے ہین، کیونکہ وہ آیتین جنمین احکام درج ہین تعداد مین بہ نسبت اُن آیتون کے کم ہین جو انسانون کی روحون اور عقلون کو ہدایت کرتی ہین اور اُن کو ترقی کے بلند مدارج پر پہونچاتی ہین، زمانۂ قدیم کے عام مسلمان جو ابتداے اسلام مین موجود تھے قرآن مجید کی عام نصیحت آمیز آیتون سے ہدایت حاصل کرتے تھے اور اُس روحانی زندگی مین محو رہتے تھے جو قرآن مجید پر عمل کرنے سے حاصل ہو سکتی ہے، حالانکہ اُن مسلمانون مین سب ایسے نہین تھے جو مجتہد کہلاتے ہون اور جو قرآن مجید کی آیتون سے فقہ کے احکام نکالتے ہون، اگر وہ قرآن مجید کی ہدایت پر نہ چلتے اور اُس روحانی تعلیم کو پیش نظر نہ رکھتے تو مسلمانونکی قوم ایک نامور قوم نہ بنتی اور مذہب اسلام دنیا مین اس سرعت کے ساتھ نہ پھیلتا، قرآن مجید نے اُنکی روحون کو پاکیزہ اور اُنکی عقلونکو شائستہ کر دیا تھا، وہ جس ملک مین داخل ہوتے تھے وہان کے باشندے خود بخود اُنکی طرف کھنچتے تھے اور اُنکی پیروی کو اپنی خوش نصیبی خیال کرتے تھے وہ اپنی خوشی سے مذہب اسلام قبول کر لیتے تھے کیونکہ وہ اخلاق اور اعمال کے بہتر سے بہتر اور اعلے سے اعلے نمونے آنکھون کے سامنے دیکھتے تھے یعنی اُن مسلمانون کے اخلاق اور اعمال کو دیکھکر وہ دنگ رہجاتے تھے اور اُن کے دلون مین خود بخود یہ خواہش پیدا ہوتی تھی کہ ایسی ہی اخلاقی اور روحانی پاکیزگی اُن کو بھی حاصل ہو،

عرب سے نکلکر جو مسلمان غیر ملکون مین پہونچتے تھے وہ اُن ملکون کی زبانون سے واقف نہین ہوتے تھے نہ وہ اُن ملکون کے باشندون کے لیے مدرسے جاری کرتے تھے اور نہ وہ اُن بچون کو اپنی زبان اور اپنا مذہب سکھلاتے تھے پھر یہ کیونکر ہوا کہ مذہب اسلام نہایت تیزی کے ساتھ چین اور ہندوستان کے کنارون سے افریقہ اور یورپ کے ملکون تک نہایت قلیل عرصہ مین پھیل گیا، نادان کہتے ہین کہ مذہب اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا مگر یہ نہایت عجیب بات ہی، کیا دنیا کو معلوم نہین ہی کہ یہ مذہب ایک شخص واحد سے شروع ہوا اور وہ ہمارے پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام ہین، اُنکی قوم عمر بھر اُن سے لڑتی رہی اور تلوارون سے برابر مقابلہ کرتی رہی اُنکو اپنی قوم کے مقابلہ مین وفات سے کچھ ہی دن پہلے کامیابی ہوئی یعنی مکہ فتح ہوجانے پر، اس کے بعد اُن کے اصحاب حجاز کے مشرق اور مغرب مین پھیلے، کیا ممکن تھا کہ وہ مشرق اور مغرب کے باشندون کو اسلام قبول کرنے پر مجبور کرتے ؛ حالانکہ جب وہ کسی قوم پر حاکم ہوتے تھے تو اُن سے خفیف سا جزیہ قبول کرلیتے تھے اور اُس کے معاوضہ مین وہ اُن کے ساتھ انصاف سے پیش آتے تھے اور اُن کو اجازت دیتے تھے کہ وہ اپنے مذہب پر قائم رہین اور جو جھگڑا اُن کے درمیان ہو اُس کا فیصلہ وہ اپنے ہم مذہبون کی پنچائت سے کرائین، اُنھون نے کسی شخص کو بزور شمشیر اس بات پر مجبور نہین کیا کہ وہ مذہب اسلام قبول کرے بلکہ اسکا باعث یہ تھا کہ وہ مسلمانون کو انصاف پرست اور رحم دل دیکھتے تھے اور اخلاق وعادات مین اُن کو اپنے سے افضل پاتے تھے، یہ دیکھکر اُن کے دل خود بخود مسلمانون کی طرف کھنچتے تھے اور وہ اُن کے نقش قدم پر چلنا چاہتے

تھے اور اس بات کی خواہش اُنکے دلون مین پیدا ہوتی تھی کہ وہ اُنھین جیسے ہوجائین
اس بناپر وہ بے تکلف مذہب اسلام کے حلقے مین داخل ہوتے تھے اور عربی زبان
سیکھنے پر آمادہ ہوجاتے تھے تاکہ وہ قرآن مجید کو بذات خود مطالعہ کرسکین اور اُس کی
اُن ہدایتون سے مستفید ہوسکین جنکے سبب مفلسون اور غریبون کا ایک عظیم الشان
گروہ تمام دنیا کا پیشوا بن گیا یہی سبب تھا کہ عربی زبان نہایت سرعت کے ساتھ
مذہب اسلام کے ساتھ پھیلتی گئی حالانکہ اُس کی تعلیم کے لیے نہ کوئی مدرسہ قائم کیا گیا تھا
اور نہ کوئی ایسی کتاب بنائی گئی تھی جس سے غیر ملکون کے باشندے عربی زبان سیکھ سکین،
جو شخص عربی زبان کو اچھی طرح سمجھ سکتا ہو وہ قرآن مجید کی ہدایتون اور نصیحتون سے اچھی
طرح فائدہ اُٹھا سکتا ہے گو کہ اُس نے فقہ کی کوئی کتاب نہ پڑھی ہو کیونکہ قرآن مجید اُن
لوگون کے دلون پر عجیب تاثیر کرتا ہے جو اُس کو سمجھ سکتے ہین، چنانچہ مصر کے عربی دان
عیسائی قرآن مجید کی تاثیر کا اقرار کرتے ہین، مین نے اُن کی زبان سے اکثر اُسوقت
جبکہ وہ کسی اسلامی مجلس مین شریک ہوتے ہین اور اُن کو قرآن مجید سننے کا اتفاق
ہوتا ہے بارہا یہ بات سنی ہے کہ قرآن کے پڑھنے کا دلون پر نہایت گہرا اثر ہوتا ہے،
یہ حالت اُن لوگون کی ہے جو قرآن مجید پر ایمان نہین لائے، اس سے ہم قیاس کرتے
ہین کہ جو لوگ اُس پر ایمان لائے ہین اگر وہ اُسکو اچھی طرح سمجھ سکتے ہون تو اُن کے دلون پر
اُس کا کیا اثر ہوگا! اُنکی حالت یقیناً وہی ہوگی جو قرآن مجید مین بیان کی گئی ہے کہ
خدا کے اُس ہیبت انگیز پیغام کو سننے سے اُنکے بدن پر رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہین
جنکے دلون مین خدا کا خوف ہے، سچے مسلمان وہ ہین جو خدا اور اُس کے رسول پر
ایمان لائے ہین اور اُنکے دلون مین کوئی شک نہین رہا اور وہ جان ومال سے خدا

کے رستے مین قربانی کرتے ہین، کیا ممکن ہی کہ جو لوگ عربی زبان نہ سمجھتے ہون وہ قرآن مجید سے ایسی ہدایت پا سکین اور ایسے ہی سچے مسلمان بن سکین؟ حاشا و کلا، خدا فرماتا ہے کہ اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو وہ خدا کے خوف سے پھٹکر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا،

جو شخص عربی زبان کو اچھی طرح سمجھ سکتا ہی وہ قرآن مجید کو سنکر یقین کریگا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو اس کتاب کے پڑھنے اور سننے کی تاکید اسی لیے فرمائی ہے کہ ہم اُسکی ہدایتون پر عمل کرکے اعلی درجے کی روحانی زندگی حاصل کرین اور دنیا کی ایک اعلی ترین قوم بنجائین، اس روحانی زندگی کے متعلق جو آیتین قرآن مجید مین ہین وہ اُن آیتون سے زیادہ غور طلب ہین جنمین معاملات کے متعلق خاص خاص احکام بتائے گئے ہین، خدا نے وحی کا نام روح اس لیے رکھا ہی کہ اُس وحی کے ذریعے سے ہدایت پانے والون کے قالبون مین ایک نئی زندگی پیدا ہوتی ہے، یہی وہ زندگی تھی جس نے ہمارے اسلاف کو دنیا کا پیشوا بنا دیا تھا آج ہم اُس زندگی کی تلاش مین ہین اور چاہتے ہین کہ ہماری روح مین وہی جنبش پیدا ہو جس نے زمانہ سلف کے مسلمانون کو آگے بڑھا دیا تھا۔

مین چاہتا تھا کہ آج کی تقریر مین اسی زندگی پر بحث کرون مگر مولانا شبلی نے مجھ سے خواہش کی کہ مین تعلیم کے متعلق اپنی رائے ظاہر کرون مین نے اپنی رائے کے بموجب اپنی تقریر کو اس آیت سے شروع کیا تھا: الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا والیہ النشور۔ یعنی اُس خدا کی تعریف مین جسنے مرجانے کے بعد ہمکو دوبارہ زندگی بخشی اور مرنے کے بعد زندہ ہوکر ہمکو پھر خدا کی طرف رجوع کرنا ہی، اس آیت مین اُسی روحانی زندگی

کی طرف اشارہ ہے جو ہمکو حاصل کرنی چاہیے، یہ آیت سوکر اُٹھنے کے بعد پڑھی جاتی ہی، اس مین کوئی شک نہین ہے کہ جو قوم یہ روحانی زندگی حاصل کرے وہ گویا ایک طویل خواب غفلت سے بیدار ہوتی ہے، قومون کی موت خواب سے مشابہت رکھتی ہے اور انکی زندگی بیداری سے، مسلمانون کی قوم صدیون سے گہری نیند مین سوئی ہوئی تھی وہ نہین جانتی تھی کہ اُس کے گرد وپیش جو قومین پیدا ہو چکی ہین وہ کیا کر رہی ہین، اگردش زمانہ کی ٹھوکرون سے اب اس قوم کے کچھ افراد جاگ رہے ہین اور یہ وہ لوگ ہین جو اصلاح کے طالب ہین اور جنھون نے اپنے اپنے ملک مین قوم کی موجودہ حالت کے برخلاف آواز بلند کی ہے۔

اے میرے معزز بھائیو! ہم بیمار ہین اور ہماری دوا قرآن مجید مین بتائی گئی ہے جسکی نسبت دعوی کیا گیا ہو کہ وہ مسلمانون کے لیے عین رحمت اور سراسر شفا ہے جو شخص دوا کو نہین جانتا اُسکے تندرست ہونے کی کیا اُمید ہو سکتی ہے؟ صاف ظاہر ہے کہ اس دوا کا جاننا عربی زبان جاننے پر موقوف ہے، اگر اول عربی زبان حاصل کیجائے پھر قرآن مجید کا مطالعہ غور و فکر سے کیا جائے تو بلاشبہہ ہماری بیماری کا علاج ہو سکتا ہے عرب اور مصر کے مسلمان اس لیے تنزل کی حالت مین ہین کہ انھون نے قرآن مجید مین غور و فکر کرنا چھوڑ دیا ہی دیگر ملکون کے مسلمان اس لیے پست حالت مین ہین کہ نہ وہ عربی زبان سے اچھی طرح آگاہ ہین نہ قرآن مجید کا مطالعہ غور و فکر سے کرتے ہین اگر مغرب کے مسلمان غور و فکر کی عادت ڈال لین اور مشرق کے مسلمان عربی زبان سیکھ کر غور و فکر کرنے لگین تو ہماری قوم پھر از سر نو زندہ اور بیدار ہو سکتی ہے، ہم نے عام عربون کو قرآن مجید پر غور و فکر کرنے کی ترغیب دلائی ہے اور اسکا نہایت عمدہ نتیجہ

پیدا ہوا ہے اگر اس ملک مین بھی عربی زبان حاصل کرنے پھر قرآن مجید کو غور و فکر سے مطالعہ کرنے کی ترغیب دلائی جائے تو اسکا نتیجہ بھی نہایت عمدہ ہوگا۔

مین یقین کرتا ہون کہ عربی زبان کا سیکھنا تمام مسلمانون پر فرض ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ خدا نے تاکید کی ہے کہ مسلمان قرآن مجید کا مطالعہ غور و فکر سے کرین اور اُس سے عبرت اور نصیحت حاصل کرین اور اِس کا مدار بلا شبہہ عربی زبان کے سیکھنے پر ہے۔

بعض علمائے سلف نے جنمین امام شافعی بھی داخل ہین یہی راے دی ہے اور قرن اول کے مسلمانون کا عمل بھی اسی پر تھا اگر ایسا نہ ہوتا تو مذہب اسلام کے ساتھ ساتھ عربی زبان شام، عراق، مصر، شمالی افریقہ اور اندلس مین نہ پھیلتی اور یہ وہ ملک ہین جنکو صحابہ اور تابعین نے فتح کیا تھا اگر عجم کے بعض زندیق قومیت اور جنسیت کی تحریک کھڑی نہ کرتے تو آج تمام دنیاے اسلام ایک زبان بولتی ہوتی اور جب اُس کی ترقی کے لیے کوئی صدا بلند کی جاتی تو اُسکے جواب مین ایک ساتھ لبیک کی صدا سنائی دیتی۔

قرآن مجید مین ایسی آیتین کثرت سے ہین جنمین تاکید کی گئی ہے کہ مسلمانون کو قرآن کا مطالعہ غور و فکر سے کرنا چاہیے اور اُس کی ہدایتون اور نصیحتون کو اچھی طرح سمجھنا چاہیے اور صاف ظاہر ہے کہ جب تک مسلمان عربی زبان کو اچھی طرح حاصل نہ کرلین قرآن مجید کی وہ عجیب تاثیر اُن کے دلون مین نہین ہوسکتی جس نے زمانہ سلف کے مسلمانون کی کایا پلٹ کردی تھی اور اُن کو ترقی اور ناموری کے بلند مراتب پر پہونچا دیا تھا۔

میرے اس تمام بیان کا خلاصہ یہ ہو کہ بجز کتاب ربانی کے کسی چیز سے نہ ہم شفا حاصل کر سکتے ہین نہ جدید زندگی پا سکتے ہین اور اس شفا اور زندگی کا حاصل کرنا عربی زبان کے سیکھنے پر منحصر ہے کیونکہ قرآن مجید کا ترجمہ قرآن مجید نہین ہوسکتا اور نہ اس کی وہ تاثیر ہوسکتی ہے جو اصل قرآن کے مطالعہ سے ہوسکتی ہے، پھر عربی زبان کا سہولت کے ساتھ حاصل کرنا اس بات پر موقوف ہو کہ ہم قدیم طرز تعلیم کو بدل ڈالین اور اس مین کامل اصلاح کرین۔ اے برادران اسلام! آپ کا فرض ہے کہ آپ طالبان اصلاح کی امداد اور حمایت کرین، وقت تنگ ہو ورنہ مین بیان کرتا کہ اسلامی علوم کے طریقۂ تعلیم مین کیا اصلاح کرنی چاہیے اور کن دینوی علوم کی حاجت ہماری قوم کو ہو مصر کے مدرسۂ دعوت و ارشاد کا جو نظام شائع کیا گیا ہے اُس کے آخر مین ایک فصل اسی مضمون پر ہے اگر آپ چاہین تو اُس فصل کا مطالعہ کر سکتے ہین،

چونکہ علامہ ممدوح کی یہ پر مغز معنی خیز تقریر جو اسلامی، دینی، اقتصادی اہم ترین مباحث پر مشتمل ڈھائی گھنٹہ تک جاری رہی اس لیے پروگرام کی اور کارروائی کا وقت ملتوی اور دوسرے اجلاس پر اُٹھا رکھی گئین اور نماز ظہر کے لیے جلسہ برخاست کیا گیا۔

اجلاس دوم

نماز ظہر کے بعد ٹھیک تین بجے ہال پُر ہو گیا اور صدر انجمن کرسی صدارت پر رونق افروز ہوئے چونکہ اجلاس اول کی بعض ضروری کارروائیاں قلت وقت کیوجہ سے رہ گئی تھین اس لیے انھین سے ابتدا کی گئی سب سے پہلے جناب مولانا شبلی صاحب نعمانی شمس العلما نے افتتاحی تقریر کا ترجمہ سنایا جسکا خلاصہ اوپر نقل کیا جا چکا ہے اس کے بعد جناب منشی محمد احتشام علی صاحب نے وہ خطوط زبانی پڑھکر سنائے جو والیان ملک و اعیان قوم کی طرف سے عدم شرکت کی معذرت مین آئے تھے، اُن تمام خطوط اور تارون سے اس امر کا صحیح اندازہ ہو سکتا ہے کہ رؤسا و اکابر کو ندوہ کے ساتھ کیسی ہمدردی ہے اس لیے ہم اُنھین اس موقع پر درج کرتے ہین۔

نقل خط چیف سکریٹری ہز ہائنیس نواب صاحب بہادر والی رامپور بنام مولانا شبلی نعمانی

جناب من! قبل ازین آپ نے تحریک فرمائی تھی کہ اعلیحضرت حضور پر نور دام اقبالہم

آغاز ماہ اپریل مین بمقام لکھنو مجلس ندوۃ العلما کی صدر نشینی قبول فرمائین ہز ہائنس بالقابہ کو عموماً
تمام علمی مذہبی تحریکون اور خصوصاً ندوۃ العلما سے بیحد ہمدردی ہے اور حضور پر نور نہایت مسرت
کے ساتھ آپکی یہ خواہش منظور فرماتے مگر ۶۔۷۔۸۔ اپریل کو یہان چند ضروری کام ایسے
درپیش ہین کہ ہز ہائنس کو ان تاریخون مین فرصت نہین ہو سکتی اس لیے افسوس ہے کہ
حضور محتشم اجلاس ندوہ مین بہ نفس نفیس شریک نہین ہو سکتے۔ تاہم حضور پُر نور نے یہ وعدہ
فرمایا ہے کہ ایک افتتاحی تقریر وہ مرحمت فرمائینگے کہ اجلاس مین پڑھی جائے۔ حضور
پر نور دام ملکہم کی دلی خواہش ہے کہ ندوۃ العلما کا علمی مرکز سلطنت برطانیہ اور ملک اور قوم
کے لیے بابرکت ثابت ہو۔

دستخط

(چیف سکرٹری)

نقل خط آنریبل نواب سر خواجہ محمد سلیم اللہ خانصاحب بہادر بالقابہ ڈھاکہ

مولانا العلامہ ادامکم اللہ بالفضل والکرامہ؛ السلام علیکم وعلی من لدیکم۔ نوازشنامہ
مرقومہ ۱۲ مارچ وارد ہو کر باعث کمال منت کا ہوا، آپنے جو سالانہ جلسہ ندوۃ العلما مین خود
مع ارکان میری شرکت کی خواہش ظاہر فرمائی ہے مین آپ کا اور نیز ارکین ندوہ کی
اس خاص یاد فرمائی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے یہ عرض کرتا ہون کہ فی الحال مجھکو مقامی
ضرورتین اجازت نہین دیتی ہین کہ مین کہین نقل و حرکت کر سکون اور ہر کام مہتم بالشان
ہو رہا ہے، مثلاً لاٹ صاحب کی تشریف آوری، اس سلسلہ مین ابھی سے مصروف
ہو جانا پڑا ہے اگر مین اسوقت اپنی جگہ چھوڑتا ہون تو ایسا کوئی نظر نہین آتا جو یہان سکے

ہر انتظامی امور کا اہلیت کے ساتھ ذمہ دار ہو سکے اس لیے مین نہایت حسرت کے ساتھ
مدد ہ سے عدم شرکت پر معافی چاہتا ہون۔ والعذر عند کرام الناس مقبول۔

ترجمہ تار آنریبل سید مرتضیٰ صاحب ممبر لیجیسلیٹو کونسل مدراس

سکرٹری صاحب ندوۃ العلما لکھنؤ، مین علامۂ محترم کی شرکت پر مبارکباد پیش کرتا ہون
اور کامیابی کا دل سے متمنی ہون۔

ترجمہ تار مولوی حاجی محمد یونس خانصاحب رئیس دتاؤلی ضلع علیگڑہ

بنام مولانا عبدالحی صاحب نائب ناظم ندوۃ العلما لکھنؤ

افسوس ہے کہ مین اپنی والدہ کی علالت کی وجہ سے جلسہ کی شرکت کے لیے نہین آسکتا

ان خطوط کے سوا اور بھی رئیسون کے خطوط تھے جس مین ندوۃ العلما کے مقاصد
و اغراض کے ساتھ ہمدردی ظاہر کی گئی تھی لیکن تطویل کے خیال سے ہم ان کو قلم انداز
کرتے ہین۔

خطوط اور تار کے پڑھے جانے کے بعد وہ ضروری تجویزین جو اجلاس
اول مین تنگی وقت کیوجہ سے پیش نہو سکی تھین پیش کی گئین جنھین ہم یہان درج کرتے ہین۔

تجویز اول

"مجلس ندوۃ العلما اعلیحضرت ملک معظم قیصر ہند کی خدمت مین ہندستان"
"کے کامیاب دورۂ شہنشاہی پر کمال عقیدت اور وفاداری کے ساتھ"
"مبارکباد پیش کرتی ہے"

اس تجویز کا پیش کرنا بحیثیت وفادار رعایا ہونے کے اور نیز اس لحاظ سے کہ گورنمنٹ عالیہ نہایت فیاضی اور فراخدلی کے ساتھ ہم پر احسانات کرنے کی عادی رہی ہے ندوۃ العلما کے لیے نہایت ضروری اور اہم تھا اس وجہ سے سب سے پہلے یہی تجویز پیش کی گئی۔ مولانا سید ظہور الاسلام صاحب فتحپوری نے نہایت جوش مسرت کے ساتھ اس تجویز کی تحریک کی، اپنی مختصر و جامع تقریر مین برٹش گورنمنٹ کے برکات و فوائد بیان کرتے ہوئے مسلمانون کو اُنکے ممتاز و غیر منفک قومی وصف وفاداری کی جانب توجہ دلائی اور مولوی سید ظہور احمد صاحب بی۔اے ایل ایل۔بی وکیل ہائیکورٹ کی سرگرم تائید کے بعد ووٹ لینے پر نہایت جوش عقیدت و کمال خوشی کے ساتھ مندرجہ بالا الفاظ مین نعرہائے مسرت کے ساتھ بالاتفاق پاس کی گئی۔

تجویز دوم

" گورنمنٹ اٹلی کے ینبوع و جدہ کے محاصرہ کی نسبت ویسرائے "
" بہادر نے جو کارروائی فرمائی اور جسکی بنا پر اٹلی اس ارادے سے باز رہی "

اسکے متعلق مجلس ندوۃ العلما نہایت خلوص کے ساتھ حضور ویسراے "
"اور فارین سکرٹری کا شکریہ ادا کرتی ہے اور امید کرتی ہے کہ کامران
"کے متعلق بھی حضور ویسراے اسی طرح مسلمانون کے جذبات کا لحاظ"
فرمائین گے۔

اس سال کا ایک نہایت اہم اور ظالمانہ واقعہ ہے کہ اٹلی نے بلا وجہ
ٹرکی پر حملہ کرکے تاریخ عصر تہذیب مین ایک سیاہ تاریک اور خونین صفحہ کا اضافہ
کیا اس سے نہ صرف تمام اسلامی دنیا کو اپنی پستی کا احساس ہے بلکہ اخوت اسلامی کی
بنا پر اُن کے دلون پر ایک ناقابل اندمال زخم پہونچا اور اُن مین لازمی طور پر ٹرکی
کی ہمدردی اور حملہ آور طاقت سے نفرت پیدا ہوگئی، لیکن جسوقت اٹلی نے
اس بات کا اعلان کیا کہ جنگی کارروائیان بحر احمر تک وسیع کردی جائینگی اور
ینبوع وجدہ کا محاصرہ کرلیا جائیگا تو بلحاظ اُس مذہبی عظمت کے جو تمام مسلمانون
کے دلون مین مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کی متمکن ہے اور بوجہ اس کے کہ جدہ و
ینبوع ان مقدس مقامون کے خاص بنادر ہین تمام مسلمانون مین ایک نئی قسم کا
خاص اضطراب پیدا ہوگیا جو پہلے احساس سے مغائر اور بدرجہا زیادہ تھا۔

چونکہ برٹش گورنمنٹ اُس ذمہ داری سے واقف ہے جو اسکو دنیا کی ایک
بڑی اسلامی تعداد پر حکمرانی اور برٹش گورنمنٹ پر اُنکے اعتماد سے عائد ہوتی ہے لہذا
اُس نے اپنی مات کرور رعایا کے دلون کے ایک جذبہ اور اُن کے ایک احساس و
خیال کی بنا پر ایسی کارروائیان کین جنکی وجہ سے اٹلی کو اپنے اس ناجائز، خلاف
انسانیت اور دل آزار ارادے سے باز رہنا پڑا۔ ندوۃ العلما پر بلحاظ اس کے کہ

مسلمانان ہند کی مذہبی جماعت اور دینی قائم مقام ہے یہ ضروری تھا کہ ایک ایسی
تجویز پیش کرکے برٹش گورنمنٹ کی اس کارروائی پر جو اُس فیاضانہ احساس پر مبنی
ہے جو اسکو اپنی وفادار مسلمان رعایا کے ساتھ ہے حضور ویسرائے
اور فارین سکرٹری کا شکریہ ادا کیا جائے اور تمام مسلمانون کے اُس امتنان کے
ظاہر ہونے کا موقع دیا جائے جو گورنمنٹ عالیہ کی کارروائی سے اُن کے دلون
مین پیدا ہوا ہے۔

نیز اٹلی کو اس جدید ارادہ سے باز رکھنے کے لیے برٹش گورنمنٹ سے
استدعا کی جائے جو کامران کے محاصرہ کی بابت اُس نے کیا ہے۔

لہذا مولوی سید ظہور احمد صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل ہائیکورٹ
لکھنؤ نے ایک مختصر اور جامع تقریر کے ساتھ اس تجویز کی تحریک کی اور مولانا
خلیل الرحمان صاحب سہارنپوری کی پرجوش تائید کے بعد ووٹ لیے گئے اور
بالاتفاق جوش و متانت کے ساتھ پاس کی گئی۔

تجویز سوم

"اعلیحضرت حضور نظام دکن کی ناگہانی وفات پر جو گزشتہ سال کا"
"بہت غم انگیز واقعہ ہے ندوۃ العلما تمام مسلمانان ہند کو مستحق تعزیت"
"سمجھتا ہے اور اس مجمع سے درخواست کرتا ہے کہ اُس کے"
"حق مین دعائے مغفرت کیجائے۔"

اعلیحضرت نظام الملک آصفجاہ سادس ہز ہائنیس میر محبوبعلیخان

مغفرت مکان نظام سابق کی علمی فیاضیان بھی علاوہ اُن تمام فیاضیون کے جنکی نظیر صفحات روزگار پر مشکل ہی مسکتی ہے اور جسکا تمام ہندوستان مین چرچا رہیگا اور جنھون نے اعلیحضرت غفران مآب کو محبوب القلب بنا دیا ہی ایسی نہین ہین کہ فراموش کی جاسکین اور خاصکر ندوۃ العلما پر اعلیحضرت کے جو احسانات ہین وہ ہرگز ایسے نہین کہ شکریہ سے ادا ہوسکین اور سچ پوچھیے تو ندوۃ العلما کی ابتدائے زندگی ہی سے دربار آصفیہ کی فیاضی نے اُس کو نشو ونما مین مدد دی اور اگر علمائے کرام علمی حیثیت سے اسکے بانی تھے تو حضور آصفجاہ سادس مالی حیثیت سے حقیقتاً اُس کے بانی کہلائے جانے کے مستحق ہین۔

اعلیحضرت کی ناگہانی وفات سے جو گزشتہ سال کا ایک نہایت الم انگیز واقعہ تھا تمام مسلمانان ہند اور علمی مرکزون کو ایک ناقابل تلافی نقصان اور ناقابل برداشت صدمہ پہونچا جس سے ندوۃ العلما بھی غیر متاثر نہین رہ سکتا تھا۔ اس لیے ندوۃ العلما نے بوجہ اُن احسانات عظیم کے جو دربار آصفیہ نے اُسپر کیے تھے ضروری خیال کیا کہ تمام مسلمانان ہند کی تعزیت ادا کی جائے اور اعلیحضرت عرش آشیانی کے لیے دعائے مغفرت کی جائے۔

شمس العلما مولانا شبلی نعمانی کی رقت انگیز تحریک اور منشی محمد احتشام علی صاحب کی تائید کے بعد بالاتفاق مندرجہ بالا تجویز انھین الفاظ کے ساتھ نہایت رنج وغم کی حالت مین پاس کی گئی اور نہایت خشوع وخضوع وحضور قلب کے ساتھ دعائے مغفرت کی گئی۔

تجویز چہارم

"ندوۃ العلما حضور نظام حال کی خدمت مین اُنکی تخت نشینی پر"
اپنی مخلصانہ مبارکباد پیش کرتا ہے۔"

اس تجویز کی ضرورت مین بھی کلام نہین ہو سکتا تھا۔ مولوی حبیب الرحمان خان صاحب شروانی نے نہایت مسرت کے ساتھ اسکی تحریک کی اور مولانا سید عبد الحی صاحب نے نہایت جوش کے ساتھ تائید کی اور ووٹ لینے پر بالاتفاق پاس ہوئی۔

تجویز پنجم

" عالی جناب ہر ہائنیس بیگم صاحبہ بھوپال کو گزشتہ دربار دہلی پر جو اعلیٰ"
" خطاب عطا ہوا ہے بلحاظ اس نظر توجہ و شفقت کے جو ہر ہائنیس"
" ایک عرصہ سے ندوۃ العلما اور تمام اسلامی کامون پر رکھتی ہین۔"
"ندوۃ العلما اپنی مخلصانہ تبریک پیش کرتا ہے"

عالی جناب ہر ہائنیس نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ جی۔سی۔ آئی۔ای۔ فرمان روائے بھوپال کے علمی احسانات بھی کسی پر مخفی نہین ہین خاصکر آپکا علمی شغف اور عام اسلامی کامون کی طرف عموماً اور ندوۃ العلما کی طرف

خصوصاً آپکی توجہ التفات جسکی نظیر رؤسا مین کم ملتی ہے کسی طرح قابل فراموشی نہین اس بنا پر آپ کو گزشتہ دربار شاہنشاہی کے موقع پر جو اعلیٰ خطاب کراون آف انڈیا کا عطا ہوا ہے اُسپر ندوۃ العلما نے ضروری خیال کیا کہ ہز ہائنس کی خدمتمین وہ اپنی مخلصانہ تبریک پیش کرے۔ منشی محمد احتشام علی صاحب نے اس رزولیوشن کی تحریک کی اور صفی الدولہ حسام الملک نواب سید علی حسن خان صاحب کی تائید کے بعد ووٹ لیے گئے اور بالاتفاق پاس کی گئی۔

تجویز ششم

"ندوۃ العلما کا یہ مجمع اس واقعہ پر اپنی نہایت مسرت وشادمانی"
"ظاہر کرتا ہے کہ عالی جناب نواب صاحب رامپور کو گزشتہ دربار"
"کے موقع پر ایک اعلیٰ خطاب مرحمت ہوا ہے۔"

اس عالیشان دربار مین ہز ہائنس نواب حامد علی خان جی سی آئی ای۔ والی رامپور کو بھی ایک اعلیٰ خطاب جی سی وی او کا مرحمت ہوا تھا، ہز ہائنیس بالقابہ کو بھی علمی دنیا کے ساتھ وہی تعلق حاصل ہے جو ایک روشن ضمیر کو اپنی قوم وملک کے ساتھ ہوتا ہے اس لیے ارکان ندوۃ العلما کا جناب ممدوح کے اس اعزاز پر اظہار مسرت کرنا ایک حد تک واجبی تھا، مولوی غلام محمد صاحب ہوشیارپوری نے نہایت گرم جوشی سے رزولیوشن مندرجہ بالا کی تحریک کی اور جناب قاضی محمد خلیل صاحب رئیس بریلی کی تائید کے بعد ووٹ لیے گئے اور رزلیوشن بالاتفاق پاس ہوا۔

تجویز ہفتم

" عالی جناب ہز ہائنس سر آغا خان بالقابہ کو گزشتہ دربار دہلی کے موقع پر"
" جو اعلیٰ خطاب عطا ہوا ہے ندوۃ العلما بلحاظ اُس دلچسپی کے جو جناب"
" ممدوح کو مسلمانون کی تعلیم سے ہے اپنی مبارکباد پیش کرتا ہے۔ "

عالی جناب ہز ہائنس سر سلطان محمد شاہ آغا خان بالقابہ جس توجہی کے ساتھ مسلمانون کی تعلیم مین حصہ لیتے ہین اور جس سرگرمی کے ساتھ اس مین کوشش کرتے ہین اور جس اُولوالعزمی کے ساتھ اپنے ذاتی عیش و آرام پر اُن شدائد کو ترجیح دیتے ہین جو تعلیم کے راستہ مین حائل ہین وہ اس بات کے مقتضی تھے کہ مجلس ندوۃ العلما اپنی مسرت ظاہر کرتی اس لیے کہ جناب ممدوح کو اسی دربار مین جی سی ایس آئی کا اعلیٰ خطاب عطا ہوا ہے۔

جناب منشی محمد احتشام علی صاحب رئیس کاکوری نے تحریک کی اور مولوی غلام محمد صاحب ہشیارپوری کی تائید کے بعد ووٹ لینے پر نہایت مسرت کے ساتھ بالاتفاق پاس ہوا۔

تجویز ہشتم

" مجلس ندوۃ العلما گورنمنٹ کی خدمت مین یہ درخواست کرتی ہے کہ "

"تمام دفاتر سرکاری مین نماز جمعہ کے لیے بارہ بجے سے دو بجے"
"تک کے لیے تعطیل قرار دی جائے جسکے نہ ہونے سے تمام مسلمان"
"ایک بہت بڑے مذہبی فرض کی بجاآوری سے محروم رہجاتے ہین"

یہ آخری تجویز سب سے زیادہ ضروری اور اہم تھی جسے مذہبی لحاظ سے ایک ممتاز درجہ اور بلند مرتبہ حاصل تھا، مولانا شبلی نعمانی شمس العلما نے ایک مختصر اور پر دلائل تقریر کے ساتھ اُسکی تحریک کی جسمین آپ نے بیان کیا کہ ابتک تعطیل نہ ہونے کے یہ معنی نہین کہ گورنمنٹ کا یہ منشا نہین کہ مسلمانون کے مذہب مین دست اندازی کرے بلکہ اصل بات یہ تھی کہ جسوقت تعطیلین معین کی گئی تھین اُسوقت خود گورنمنٹ نے مسلمانون اور ہندوٗن سے اُنکے اُنکے مذہبی دن دریافت کیے تھے، ہندو دور اندیش تھے اُنھون نے پہلے ہی سے تمام تیوھار بتا دیے اور پوری تعطیلین حاصل کرلین، مسلمانون نے بیجا قناعت سے کام لیکر معلوم نہین کیون عید وغیرہ تو بتا دیے لیکن اُن سے زیادہ موکد فرض جمعہ چھوڑ گئے جسکا نتیجہ یہ ہے کہ ایک بہت بڑے فرض کی بجاآوری سے جس سے زیادہ موکد کوئی فرض نہین محروم ہین، اول تو نماز ہی تمام فرائض مین سب سے زیادہ موکد ہے اور پھر نمازون مین سب سے زیادہ جمعہ کی تاکید ہے لیکن گورنمنٹ اب بھی تیار ہے کہ اُن تمام غلطیون کو جو لاعلمی سے پیدا ہوگئی ہین مٹا دے اس لیے جو حقوق ہم اُسکے سامنے ظاہر کرینگے وہ قطعاً پورا کیا جائے گا۔ جناب مرزا سمیع اللہ بیگ صاحب بی اے ایل ایل بی نے اسکی نہایت پرجوش تائید کی اور جناب مرزا محمود احمد صاحب قادیانی کی تائید مزید کے بعد ووٹ لیگئے

اور تجویز مندرجہ بالا انھین الفاظ کے ساتھ نہایت جوش کی حالت مین بالاتفاق پاس کی گئی -

صیغۂ ترجمۃ القران

ان تجاویز کے پاس ہونے کے بعد سب سے زیادہ ضروری اور اہم بات جو باقی رہگئی تھی وہ یہ تھی کہ صیغۂ ترجمۃ القران کی کارروائی قوم کے سامنے پیش کیجائے اور اس نے گزشتہ سال سے اسوقت تک جو کچھ کیا ہے وہ پبلک کے سامنے ظاہر کیا جائے اور جہان تک ترجمہ ہو چکا ہے وہ اسٹیج پر دکھایا جائے تاکہ قوم کو اُسکا صحیح اندازہ ہو سکے اور معلوم ہو سکے کہ مجموعی طور پر اب تک کیا کام ہوا ؟ کیونکر ہوا ؟ کیسا ہوا ؟ اس بنا پر مولانا شبلی صاحب نعمانی شمس العلما نے اس کی رپورٹ پیش کی ہم اُسے یہان درج کرتے ہین -

رپورٹ صیغۂ ترجمۃ القران

رپورٹ

ترجمۂ قرآن مجید بزبانِ انگریزی

دلی کے اجلاس سالانہ ندوہ مین یہ تجویز منظور ہوئی تھی کہ ندوہ کے اہتمام سے قرآن مجید کا انگریزی مین ترجمہ کرایا جائے ، اس کے مصارف کے لیے جناب حکیم اجمل خان صاحب کی کوشش سے کرنل اسماعیل خان صاحب سفیر افغانستان نے پانچ ہزار کی رقم دینی منظور کی تھی ،

جلسہ کے بعد مین نے متعدد حضرات سے اس بارہ مین خط کتابت کی اسی سلسلہ مین نواب عماد الملک بلگرامی کو بھی خط لکھا اُنھون نے جواب لکھا کہ مین نے قرآن مجید کا ترجمہ شروع کردیا ہی اور دو برس مین پوراکردونگا،

تمام ہندوستان مین نواب صاحب موصوف کے سوا اس وقت کوئی ایسا مسلمان موجود نہین جو عربی دان بھی ہو اور ایسی اعلیٰ درجہ کی انگریزی لکھ سکتا ہو کہ اہل زبان اُس کا اعتراف کرین، اس بناپر لوگون نے اس خبر کو بڑی مسرت سے سُنا اور مین نواب صاحب موصوف سے برابر اس کے متعلق خط کتابت کرتا رہا، لیکن چونکہ مقصود یہ تھا کہ ترجمہ شخصی حیثیت سے نہ ہو، بلکہ قابل اور زباندان اشخاص کی ایک کمیٹی قایم کی جاے اور وہ لوگ ترجمہ کو غور اور فکر سے پڑھ کر تنقید کرین، اور یہ تنقیدات نواب صاحب کے پاس بھیجدی جایا کرین، اس غرض سے مین نے ایک کمیٹی قایم کی جس مین مولوی حمید الدین صاحب بی۔ اے مولوی محمد صالح صاحب ایم۔ اے بھی شامل تھے، مولوی حمید الدین کی عربی زباندانی کو اہل مصر نے بھی تسلیم کیا ہے، اور اُن کی تفسیر عربی کے جسقدر اجزا شایع ہوچکے ہین وہ خود اُن کے کمال ادب کے شاہد ہین،

نواب صاحب موصوف نہایت انصاف پرست اور متواضع شخص ہین، وہ اس کے لیے آمادہ ہین کہ جو رائین پیش کیجائینگی اُن پر وہ کافی لحاظ کرینگے، چنانچہ جب سورۂ فاتحہ کے ترجمہ کے متعلق مولوی حمید الدین صاحب کی مفصل تنقیدی یادداشت اُن کے پاس پہونچی تو اُنھون نے مجھکو یہ الفاظ لکھے،

"مولوی حمید الدین صاحب کا نوٹ سورۂ الحمد پر ملا، مین انکے نکات کی جہانتک ممکن ہوگا پابندی کرونگا"

نواب صاحب موصوف نے پہلی اطلاع جو ترجمہ کے ابتدا، کی دی تھی، وہ اپریل سنہ ۱۹۱۰ء کی تھی، اس کے بعد ۲۲ جون سنہ ۱۹۱۰ء کو اُن کا خط آیا کہ وہ سورۂ بقر اور آل عمران پر نظرثانی کر رہے ہین ۲۳-اگست سنہ ۱۹۱۰ء کو اُنھون نے سورہ بقر کا ترجمہ چھپوا کر بھیجدیا اور خط مین لکھا کہ سورۂ نساء کا ترجمہ ہو رہا ہے، ۱۲ اپریل سنہ ۱۹۱۱ء کے خط مین انھون نے اطلاع دی کہ ۵ سورتون کا ترجمہ چھپ گیا مین اپنے ساتھ اُن کو ولایت لے جاؤنگا اور اگر خرچ کا متحمل ہو سکونگا تو وہین چھپوا دون گا، ۲۵ مارچ سنہ ۱۹۱۲ء کے خط مین لکھا کہ سورۂ انعام کا ترجمہ انشاء اللہ تعالےٰ جلد چھپوا کر آپ کو بھیجا جاتا ہی،

ترجمہ کی خصوصیات، قرآن شریف کے جتنے ترجمے انگریزی مین ہوے ہین سب مین کوئی نہ کوئی سخت نقص ہے، سب سے بہتر ترجمہ راڈول صاحب کا ہی لیکن وہ بھی نقائص سے خالی نہین، نواب صاحب نے اپنے ترجمے مین جو خصوصیتین ملحوظ رکھی ہین، حسب ذیل ہین، جیسا کہ وہ خود اپنے الفاظ مین لکھتے ہین،

"عبارت مین روانی ایسی ہو کہ پڑھنے مین لطف آوے، انسجام ہو،"

"(۲) تفسیر کی بو بھی نہ پائی جائے ترجمہ لفظ بہ لفظ ہو (۳) رشاقت الفاظ و،،

"ہمواری اصوات کا لحاظ رہے۔"

انگریزی زبان مین انجیل کا جو ترجمہ کیا گیا، اس کی نسبت عام اتفاق ہے کہ اس سے بہتر انگریزی نہین لکھی گئی، مبصرین کا بیان ہی کہ نواب صاحب کے ترجمۂ قرآن کی انگریزی بھی اسی طرز کی ہے،

نواب صاحب موصوف جس محنت، کاوش، احتیاط، غور و فکر، اور بار بار مراجعت اور نظرثانی کے ساتھ ترجمہ کر رہے ہین اس کا اندازہ ان کے بعض

فقرات سے ہوگا، جو کہ مین اُن کے خطوط سے اقتباس کرتا ہون،

”مین اس وقت سورۂ بقر و سورۂ آل عمران کے ترجمے پر نظر ثانی کر رہا ہون، مین دیکھتا ہون کہ بار بار نظر ڈالنے کی ضرورت ہی، نظر ثانی نہین بلکہ نظر عاشر بھی ہو تو بعض مقامات پر اطمینان نہین ہوتا، دو مقام کا جو بظاہر نہایت آسان معلوم ہوتے ہین بطور نمونہ ذکر کرتا ہون، سورۂ فاتحہ مین غیر المغضوب علیہم ولاالضالین کا ترجمہ دو طرح سے ہو سکتا ہے، علیٰ ہٰذا سورۂ بقرہ کی اول آیت کا ترجمہ دو طرح سے ہو سکتا ہے، ہٰذا کو مبتدا اور الکتاب کو خبر مانین تو ایک طور سے ترجمہ ہوگا اور اگر ہٰذ الکتاب کو مبتدا خیال کرین تو ترجمہ بدل جائیگا“

”اس قسم کے شکوک پیدا ہوتے ہین، اکثر تو ان مین سے ایسے ہین جن مین خود مفسرین مین اختلاف ہی، ایسی صورتون مین کسکی ہدایت کی متابعت کیجائے“،

”حتی الامکان ترجمہ لفظ بلفظ کیا گیا ہے اور نتیجہ اس کا یہ ہوگا کہ چھاپنے کیوقت صفحہ کے پائین کچھ حواشی لکھنا پڑیگا“

”میری محنت اور میری مشکلات کا اندازہ آپ خود کر سکتے ہین، ایک ایک سورہ کے ترجمے اور نظر ثانی و ثالث و رابع مین مہینون صرف ہو جاتے ہین، تفاسیر و لغات وغیرہ کیطرف رجوع کرنا سب میرے ہی ذمہ ہے، اس پر بھی مجھے خود پوری تشفی نہین ہوتی ہے، مین نہ فقیہ ہون نہ محدث نہ بڑا ز باندان، اس پر بھی جو کچھ مجھ سے ہو سکتا ہے مین اُس مین کوتاہی نہین کرتا ہون، بعض مقامات ایسے پیش آتے ہین کہ اُن مین صلاح و مشورہ کی ضرورت ہوتی ہے، مشتے نمونہ از خروارے مثلاً کانوا یفعلون کی ترکیب پر جہان جہان قرآن شریف مین کلمات آگئے ہین اُنمین

معنی استمرار لینا چاہیے یا نہین،،

کسب اور اکتسب کا کیا ترجمہ ہونا چاہیئے۔

لیسوا ایما نہم مین لبس کے لفظی معنی کا لحاظ رکھنا چاہیے یا نہین ؟

اس قسم کے بہت مقام ہین کہانتک لکھون،،

اخیر اطلاعی خط جو نواب صاحب کا آیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہی کہ دس پارون کا ترجمہ ہوچکا، لیکن اسی اثنا مین وہ وزارتِ حیدرآباد کے مددگار مقرر ہوگئے، جب سے اُن کا کوئی خط نہین آیا، لیکن مجھکو معلوم ہوا ہے کہ حضور نظام نے متعدد عربی دان اور انگریزی دان اشخاص، اُن کی مدد کے لیے مقرر کر دیے ہین، اس لیے امید ہے کہ وہ کام کو جاری رکھ سکین۔

اس سلسلہ مین یہ امر بھی افسوس کے ساتھ ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ سفیر صاحب افغانستان نے مصارف ترجمہ کے لیے جو پانچ ہزار دینے منظور کیے تھے۔ اس مین سے صرف پانچ سو وصول ہوئے، باقی کیلیے مین نے بار بار تحریک کی لیکن بظاہر کوئی امید نہین معلوم ہوتی،

اثنائے تقریر مین شمس العلما مولانا شبلی نعمانی نے فرمایا کہ ابتک جسقدر ترجمہ ہوچکا ہے وہ ملک کے قابل اور ذی علم انگریزی دانون مین تقسیم کر دیا ہے تاکہ اس بات کا صحیح اندازہ ہوسکے کہ ترجمہ کہان تک قابل اطمینان حالت مین ہے

رپورٹ پیش کرنے کے بعد جلسہ برخاست کیا گیا۔

جلسہ عام

بعد نماز مغرب وعظ کے لیے جلسۂ عام منعقد ہوا اس مین کثرت سے لوگ جمع ہوے، اور مولانا میر عبد الکریم صاحب مدرس دار العلوم نے اپنے وعظ سے حاضرین کو مستفید فرمایا، مولانا کا وعظ مذہبی اثر اور ضروریات زمانہ کے احساس پر مشتمل تھا جسے سنکر لوگ بہت محظوظ ہوئے اور باوجودیکہ وعظ بہت دیر تک جاری رہا لیکن حاضرین کے شوق مین کمی نہین آئی آخر وعظ ختم کر کے جلسہ برخواست کیا گیا، ہم یہان پر مولانا ممدوح کا وعظ بجنسہ درج کرتے ہین۔

وعظ جناب مولانا میر عبد الکریم صاحب مدرس دار العلوم ندوۃ العلما

اللّٰھم صل علی سیدنا محمد و آل سیدنا محمد کما صلیت علی سیدنا ابراہیم علی آل سیدنا ابراہیم انک حمید مجید اللّٰھم بارک علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد کما بارکت علی آل سیدنا ابراہیم و علی آل سیدنا ابراہیم انک حمید مجید۔

اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

یا ایہا الذین آمنوا لا تلہکم اموالکم ولا اولادکم عن ذکر اللّٰہ و من یفعل ذلک فاولٰئک ہم الخاسرون ۝ وانفقوا مما رزقنٰکم من قبل ان یاتی احدکم الموت فیقول رب لولا اخرتنی الی اجل قریب فاصدق واکن من الصالحین ولن یوخر اللّٰہ نفساً اذا جاء اجلہا واللّٰہ خبیر بما تعملون۔

حضرات کرام!! مین نے آپکو سورۂ منافقین کی وہ آیتین سنائی ہین جنمین خاص مسلمانون سے مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے کہ تم لوگ منافقون کی طرح جنکا ذکر اس سورہ مین ہے، خدا کی یاد (نماز پنجگانہ) سے ہرگز غفلت نہ کرو۔

قبل اسکے کہ مین آپ کو ان آیتون کا ترجمہ سناؤن اور شان نزول عرض کرون یہ مناسب سمجھتا ہون اور چاہتا ہون کہ آپکو انسان کی اصل فطرت اور اُسکی غرض خلق کی طرف متوجہ کرون جس سے اس آیہ کریمہ کے سوائے توضیح و تفسیر کے علاوہ یہ بات بھی نہایت وضاحت سے معلوم ہو جائیگی کہ ذکر خدا سے غافل رہنے والے ان آیات کریمہ مین اسقدر سختی سے کیون مخاطب کیے گئے ہین،

حضرات!! اس سے آپ کو انکار نہین ہو سکتا کہ دنیا کی تمام مخلوق تمام چیزین جو ہماری پیش نظر ہین انسان کی محکوم ہین اور انسان ان سب پر حاکم ہین، لیکن انہین سے بعض چیزین یا تو خود انسان کی تابعدار ہین۔ جیسے گھوڑا وغیرہ یا انسان کی اُس خداداد قوت کی تابع ہین جو ضرورت کے وقت انھین مسخر کر لیتی ہے جیسے شیر و جن وغیرہ، باقی وہ امور جو امور عامہ سے تعلق رکھتے ہین اور کسی خاص انسان کے قبضہ اقتدار مین رہنے سے نظام عالم مین خلل و نقصان کا احتمال رکھتے تھے باری تعالیٰ نے خود اپنی تسخیر مین رکھکر اُنکے تمام منافع کو انسان کی طرف رجوع فرما کر تکمیل انعام فرمایا ہے: بہر صورت تمام یہ سب چیزین انسان ہی کے لیے بنائی گئی ہین،

حضرات!! اب غور طلب یہ امر ہے کہ یہ تمام چیزین جنکا مالک انسان ہے اور جو انسان کی مملوک سمجھی جاتی ہین اُنکو خود انسان ہی نے بنائی ہین یا اسکے علاوہ کوئی اور ہے جسکی بنائی ہوئی ہین،

دنیا کے تمام عقلا اس بات کے قائل ہین کہ تمام چیزین جنکا مالک انسان ہی
یا یون کہیے کہ جو انسان کی مملوک ہین وہ درحقیقت نہ تو اُنکی مملوک ہین اور نہ اُنکی
مخلوق، یہ تو ظاہر ہی ہے کہ دنیا کی تمام چیزین مخلوق ضرور ہین اور ہر مخلوق کے لیے
خالق کا ہونا ضروری ہے اس بنا پر انسان جب اسکا خالق نہین ٹھہرا تو اس سے
یہ بات یقینی طور پر معلوم ہو گئی کہ انسان کے علاوہ کوئی اور ہے جو اسکا خالق ہی اور
درحقیقت وہی اسکا مالک حقیقی بھی ہے تو ایسی حالت مین انسان ان چیزون کا
اس طرح مالک ہو جائے کہ اصل مالک پر غالب آجائے غیر ممکن اور محال ہی، اسلیے
سوا اس کے اور کوئی چارہ نہ ہوگا کہ یہ تسلیم کر لیا جائے بلکہ مان لینا پڑیگا کہ مالک حقیقی
خداوند تعالے نے انسان کو تمام چیزون کا مالک بنا دیا ہے۔

حضرات!! یہانتک تو آپکو انسان کے وہ حالات معلوم ہوئے ہین جو اُنکی
ذات سے خارج ہین اگر اُنکی اندرونی فطرت پر بہ تعمق نظر کی جائے اور علاوہ اسکے کہ ہم
قرآن کا مطالعہ کرین خود عقل و تجربہ اس بات کو بتلاتا ہے کہ انسان ایک عجیب الخلقت
مخلوق ہے جو آپ اپنی نظیر ہے، آپ اپنی مثال ہی،

صاحبو!! کیا ہمارے پُرانے اور جدید مشاہدات انسان کی کمال فطرت کے
گواہ نہین؟ دیکھو ایک بچہ لوہے کی نوکدار سلاخ ہاتھی جیسے عظیم الجثہ حیوان کو چبھوتا
ہے مگر سوائے اسکے کہ وہ اس بچہ کی اطاعت کرے اور کچھ بھی نہین کر سکتا۔
شیرون کو باوجود اُسکی صولت و شجاعت کے اُسکو ہم مسخر کرتے ہین اور ایک معمولی کر
آہنی پنجرون مین مقید رکھتے ہین، اور اُن کا تمام زور، تمام شجاعت، تمام مدافعت
جو درحقیقت اُنہین ہوتی ہین اور مسلم ہین، باقی نہین رہتین۔

کیا ہم انسانون نے خداداد قوتون سے رصدین بناکر باوجود کروڑون میل کی مسافت کے آسمانون کے حالات دریافت نہین کئے؟ کیا ہم مین ایسے لوگ موجود نہین ہین؟ جو مریخ کی آبادی والون سے تھوڑے زمانے مین خط و کتابت کی کامیابی کی امید کرتے ہین، کیا ہم نے بارود، توپ، ریل، تار برقیان، جہازات تیار نہین کیے؟

انھین وجوہ سے خدا کی ہمزبان ہوکر کلام مجید قسم کھا کر چیخ اُٹھا، لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم، اور مخبر حقیقی نے یہ خبر دی کہ ان اللہ خلق آدم علیٰ صورتہ، خداوند تعالےٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے اوصاف سے موصوف کیا اُسی واسطے خداوند تعالےٰ نے فرمایا، فی انفسکم افلا تبصرون، اپنے آپ کو کیون نہین تعمق نظر سے دیکھتے ہو کہ تھین اپنی عجیب الخلقت ہونے کا یقین ہوتا اور اسکی وجہ سے اپنے خالق اور اُسکے احسانات کا قطعی علم اور یقین ہو یہی وجہ ہے کہ بزرگان دین اسکے کہنے اور قائل ہوجانے پر مجبور ہوئے کہ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ، جو اپنی حقیقت پہچانتا ہے وہ خداوند تعالےٰ کو بھی پہچانتا ہے،

حضرات! مجھے یاد ہے کہ مجھکو بچپن مین ایک موضوع قصہ پڑھایا گیا تھا جس کو سنکر آپ معلوم کرینگے کہ واقعی انسان ایک عجیب الخلقت مخلوق ہے اس لیے اُسکا ذکر کرنا یہان پر بے موقع نہوگا،

(قصہ) کہتے ہین کہ جب شیر جوان ہوا تو اپنی جوانی کی جوش مستی مین کسی کی ہیبت اُسکے دل مین نہ تھی اور نہ کسیکو آنکھون مین لاتا تھا، تو اُسکی مان نے اُس سے کہا اگر تم کسی سے نہین ڈرتے ہو تو مت ڈرو لیکن انسان سے ہمیشہ ڈرتے رہو، شیر نے جب اپنی مان کی

یہ نصیحت سنی تو وہ اسکے بعد اپنی مان سے رخصت ہو کر ایک عام راستہ پر قیام پذیر ہوا، عام راستہ تو تھا ہی، جو اُس راستہ سے گزرتا تھا سب سے یہ پوچھا جاتا تھا کہ تو کون، تو کون سہے؟ جو اپنے آپ کو بتلا دیتا تھا کہ مین فلان ہون، مین فلان ہون، اُسکو وہ چھوڑ دیتا تھا اور کہتا تھا کہ چلے جاؤ، یہانتک کہ اُس راستے سے ایک ہاتھی گزرا اُس کے عظیم الجثہ ہونے کی وجہ سے شیر کو یہ گمان ہوا کہ کہین یہی تو انسان نہین ہے؟ اس لیے شیر نے اُس سے بار بار پوچھا کہ تو کون ہے؟ کہین تو انسان تو نہین ہے؟ اُس نے اسی طرح انسان ہونے سے بار بار انکار کیا، اس سوال وجواب کے بعد درحقیقت ایک آدمی اپنے کندھے پر ایک کلہاڑی رکھے ہوئے نظر سے گزرا اُسکے حسب معمول سوال کرنے کے بعد اُسکو معلوم ہوا کہ حضرت انسان یہی ہین تو شیر نے اُس سے بڑی جرات وصولت سے پوچھا کہ آخر تم مین کونسی بات ہے؟ کونسی قوت ہے؟ کونسا کمال ہے؟ کہ جسکی وجہ سے میری مان نے تم سے ڈرنے اور جان بچانے کی تعلیم دی ہے اور ہدایت کی ہے، میرے خیال مین یہ عورتونکی کم عقلی ہے جسکی وجہ سے میری مان نے مجکو ڈرنے اور جان بچانے کی تعلیم دی ہے اور ہدایت کی ہے، انسان نے شیر کی یہ سب باتین سنکر اُسکے خیال کی طرح تصدیق اور تائید کی اور اُسکو اُس کے اس خیال کا اعتماد اور پورا وثوق و یقین دلایا، جب انسان نے یہ سمجھ لیا کہ شیر کو اپنے اس خیال کا اعتماد راسخ اور یقین ہو گیا تو ایک روز انسان نے شیر سے یہ کہا کہ مجھ سے آپ کی مان نے اس بات کی خواہش کی ہے کہ مین جنگلی لکڑی کا ایک عمدہ طوق آپکی مان کے لیے بنا دون لیکن چونکہ مجکو آپ کی مان کے گلے کا انداز معلوم نہین ہے اس لیے اسکے

بنانے سے مین مجبور ہون، مگر جہانتک میرا خیال ہے مین یہ سمجھتا ہون کہ اُس کی ران کا گلا آپکے گلے کے برابر ہوگا اگر جنگل آپ میرے ساتھ چلتے تو بہتر اور مناسب ہوتا، شیر نے خوشی سے اس بات کو منظور کیا اور دونون جنگل کو روانہ ہوئے جب دونون جنگل مین پہونچے تو ایک پہاڑی لکڑی مین سوراخ کرکے شیر کا سر اُسکے اندر کر دیا اور اُس کے اوپر سے ایک دوسری لکڑی کی مینخ ٹھوک دی، اسکے بعد شیر کو اُسکی مان کی نصیحت اور ہدایت یاد دلائی، شیر نے انسان کی یہ دور اندیشی اور دانائی معلوم کرکے اُسکے آگے اپنا سر جھکا دیا، اور اُس کو اپنی مان کی نصیحت یاد آئی، اور اُسکو اس مصیبت مین گرفتار ہونے کے بعد اس بات کا یقین ہوگیا کہ درحقیقت انسان کی چالون سے ہمیشہ بچنا چاہیے،

حضرات!! یہ تو ایک موضوع قصہ تھا اب یہ چاہتا ہون کہ اسی سلسلہ مین آپکو ایک منقول قصہ سناؤن تاکہ آپ کو اس بات کا زیادہ علم و وثوق ہو کہ انسان ایک عجیب الخلقت مخلوق ہے، اور ایک عجیب بلا کا پتلا ہے،

منقول ہے کہ حضرت سلیمان کے زمانے مین جہان اور بہت سی عجیب باتین ظہور پذیر ہوئین اُنھین عجیب باتون مین سے ایک عجیب بات یہ ہے کہ جب سلیمان کی عدالت مین لوگ زیادہ جھوٹ بولنے لگے اور جھوٹے سچے لوگ مشتبہ ہوگئے اور اس بات کی تمیز باقی نہین رہی کہ کون سچا ہے اور کون جھوٹا ہے تو حضرت سلیمان نے خداوند تعالےٰ سے یہ دعا مانگی کہ کوئی ایسی صورت اور تدبیر بتلادی جائے جس سے صادق و کاذب مین تمیز ہو جائے، حضرت کی دعا مقبول ہوئی اور خداوند تعالےٰ کی طرف سے بیت المقدس کی مسجد مین ایک زنجیر لگا دی گئی

اور تبلادیا گیا کہ جب جھوٹے، سچے، مشتبہ ہون تو اُنکی چھان بین اس زنجیر سے کیجائے
سچے کا ہاتھ تو اس زنجیر تک پہونچ جائے گا لیکن جھوٹا اس سے قاصر رہیگا اور
اُس کا ہاتھ اس زنجیر تک کسی طرح نہ پہونچ سکیگا، ایک زمانہ دراز تک اس سے
کام چلتا رہا اور جھوٹے اور سچے کی شناخت ہوتی رہی، آخر ش، ایک مرتبہ کسی
شخص نے کسی شخص کے پاس سو اشرفیان امانت رکھین، جب اُس نے اُس سے
اپنی اشرفیان مانگین تو وہ مُکر گیا، حضرت سلیمان علیہ السّلام سے استغاثہ کیا گیا آپنے
حسب معمول دونون کو زنجیر کے پاس جانے کا حکم دیا، مدعا علیہ نے حضرت سلیمان
علیہ السلام سے ایک روز کی مہلت لی، اسی اثنا مین اُس نے یہ حیلہ اور فریب کیا
کہ وہ سات سو اشرفیان کسی بانس مین سوراخ بناکر اُسکے اندر بھر دین اور اُس بانس پر
قبضہ لگوا کر اُسکا منہ بند کر دیا اور پھر اُسکو ہاتھ مین لیکر حاضر ہوا، زنجیر چھونے کے لیے
جب جانے لگا تو لکڑی اصل مالک کو یہ کہکر کہ آپ ذرا میری لکڑی تھامے رہین
دیدی اور زنجیر چھونے سے خداوند تعالے سے دعا کی کہ البتہ تو دانائے راز ہے
اگر تو جانتا ہے کہ مین نے تمام مال صاحب مال کے ہاتھ مین دیدیا ہے اور میرے
پاس اُس مین سے کچھ بھی نہین ہے تو تو میرا ہاتھ اُس زنجیر تک پونچادے، چونکہ
وہ اس حیلہ کے لحاظ سے سچا تھا اس لیے زنجیر تک اُسکا ہاتھ پہونچ گیا اور وہ
اپنی مخصوص لاٹھی مدعی سے لیکر خوشی خوشی گھر چلا گیا، مدعی اس واقعہ دردانگیز سے
ششدر رہ گیا، اور اس واقعہ کی کایا پلٹ سے اس خدائی زنجیر کی وقعت لوگون
کے دلون سے اُٹھ گئی،

اسکے بعد خداوند تعالے نے اس کے اصل راز کو وحی کے ذریعہ سے حضرت

سلیمان پر ظاہر کردیا اور وہ زنجیر اٹھالی گئی،

علاوہ اسکے کہ ان حکایات اور قصص سے آپ کو یہ بات معلوم ہوئی کہ انسان ایک عجیب الخلقت مخلوق ہے یہ بات بھی واضح طور سے سمجھی جا سکتی ہے کہ انسان کے واقعات ضبطِ تحریر و تقریر سے باہر ہین، اب مین آپ کو اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہون کہ دنیا کی تمام چیزین انسان ہی کے لیے بنائی گئی ہین جیسا کہ کلام مجید کی یہ آیتین، خلق لکم ما فی الارض جمیعا، سخر لکم من الشمس، اور اس کے علاوہ اور انھین قسم کی دوسری آیتین اس بات کی تصریح کرتی ہین کہ دنیا کی تمام چیزین انسان ہی کے لیے بنائی گئی ہین، سورج کو انسان کے فائدہ کے لیے مسخر کیا، آسمان انسان ہی کے لیے بنا، زمین انسان ہی کے لیے بنی، الغرض ؎

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کارند

تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری

حضرات! یہ غور کرنے کی بات ہے کہ جب دنیا کی تمام چیزین خداوند تعالی نے انسان ہی کے لیے بنائین تو اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ خود انسان بھی کسی چیز کے لیے پیدا کیا گیا ہے یا نہین اس بات کا تو کوئی بھی قائل نہین بلکہ یہ بالکل غیر ممکن اور محال ہے کہ انسان کسی کام کے لیے نہین پیدا کیا گیا اور اُس کے خلق کرنے کی کوئی غرض نہین،

حضرات جب انسان نکما ٹھہرا اور اُسکی خلقت محض لغو و بیکار ٹھہری تو آپکو یہ بھی مان لینا پڑیگا کہ ساری کائنات کی خلقت لغو اور بیکار رہے اور علاوہ اسکے غضب تو یہ ہوگا کہ جب تمام چیزین انسان ہی کے لیے بنائی گئین اور انسان نکما ٹھہرا

تو نعوذ باللہ یہ لازم آئے گا کہ باری تعالے نکما کام کرنیوالا ہو اور اُسکا قول لغو ہو،
اس لزوم کو کوئی بھی تسلیم نہین کر سکتا اور اسکے خلاف عقل ہونے کے علاوہ
کلام ربانی بھی اسکی تردید کرتی ہے جیسا کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہو، افحسبتم انما
خلقناکم عبثا وانکم الینا لاترجعون فتعالی اللہ الملک الحق، کیا تم ایسا گمان بھی کر سکتے ہو
کہ تم کو کسی کام کے واسطے نہین بنایا، اور کیا تم ہر پھر کر میرے پاس نہ آوگے،
خداوند تعالے بیکار کام کرنے سے پاک ہے،
اسی مفہوم کو پھر خداوند تعالے نے دوسری جگہ یون فرمایا ہے، ذلک
ظن الذین لایعقلون، انسان کو عبث اور بیکار محض خیال کرنا بے عقلون کا کام
ہے، جب ان دلائل سے صاف صاف لفظون سے یہ بات معلوم ہو گئی اور
اسکو عقل سلیم بھی تسلیم کرتی ہو کہ بیشک انسان کسی نہ کسی کام کے لیے پیدا کیا گیا
تو اب عقلاً اور نقلاً یہ معلوم کرنا کہ کس کام کے لیے بنایا گیا ہے ایک امر آسان اور
سہل ہے نہ تو اس مین کوئی دشواری ہے اور نہ دقت، عقل تسلیم کرتی ہے کہ جب
انسان دنیا کی تمام چیزون کا مخدوم ہے تو یہ اُسکا خادم ہو سکتا ہو جو اُس سے بھی اعلے
اور اولےٰ ہو اور اُسکا خالق اور مالک ہو، ورنہ ظاہر ہے کہ انسان ایک ایسی عجیب
چیز اس کے علاوہ کبھی اور دوسرے کی کسی طرح خادم نہین ہو سکتی جو اس سے
ناقص اور ادنیٰ ہے، نقلاً یون ظاہر ہے کہ خداوند تعالے فرماتا ہے کہ ما خلقت الجن
والانس الا لیعبدون، ہم نے انسان کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے،
حضرات! مین آپ سے اس موقع پر یہ بھی عرض کر دینا مناسب سمجھتا ہون
کہ آدمی خوشی خوشی عبادت اور اطاعت جب ہی کر سکتا ہے جب اُس کو اُس

کام کے فوائد معلوم ہونے کے علاوہ اُسکے طرق و آداب سے بھی واقفیت ہو، فوائد کا معلوم ہونا اس لیے ضروری ہے کہ جب تک کسیکو کسی کام کے متعلق اس بات کا یقین نہ دلایا جائے کہ اسکا نتیجہ عمدہ ہی اور یہ تمہارے لیے مفید ہو اُسوقت تک اُس کو اُس کام کے کرنے مین عذر اور تامل ہوتا ہے، نہ وہ اسکے لیے آمادہ ہو سکتا ہے اور نہ اُسکا دل قبول کریگا کہ ہم اس کام کو کرین لیکن طرق عبادت کی واقفیت اس بنا پر ضروری اور مناسب ہے کہ ہر شخص کی اطاعت اگر اس کے منشا اور خواہش کے موافق ہوتی ہے تو اُسکو اس سے خوشی ہوتی ہے ورنہ ظاہر ہے کہ خلاف منشا اور خلاف خواہش ہونے سے بجائے اس کے کہ اُسکو اس سے خوشی ہو رنج ہوتا ہے۔

حضرات! جہان تک مین سمجھتا ہون میرا یہ خیال ہے کہ اسی واسطے خداوند تعالےٰ نے اپنی رحمت کاملہ سے انھی دو اجرون کی تفصیل و توضیح و تشریح و تعلیم کے لیے ایک نہین دو نہین بلکہ ہزارون انبیا علیہم السلام کو باعتبار ضرورت زمانہ کے وقتاً فوقتاً یہ تعلیم دلائی کہ جس کام کے لیے تم کو خداوند تعالےٰ نے بنایا ہے اگر تم اُس کام کو خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دیتے رہے تو صرف یہی نہین ہو کہ تم نے اپنے محسن، اپنے خالق کا تکمیل انعام کے صلے مین شکریہ ادا کیا بلکہ اسکا نتیجہ، اسکا ثمرہ، اسکا نعم البدل یہ بھی ہے کہ تمکو خداوند تعالےٰ اس عالم فانی سے فنا ہونے کے بعد ہمیشہ کے لیے اُس عالم جاودانی اور نورانی مین جگہ دیگا جہان تم ہمیشہ عیش و راحت سے جاودانی زندگی بسر کروگے اور جتنی تمہاری خواہشین ہونگی اوس سے کہین زیادہ خداوند تعالےٰ تم کو عطا فرمائیگا جیسا کہ خود خداوند تعالےٰ نے فرمایا ہے لھم ما یشاؤن و لدینا مزید

مسلمانو! تم یہ بھی یاد رکھو کہ وہان ایسی نعمتین ہین جو تمہارے نقطہ خیال سے بھی باہر ہین جیسا کہ قرآن و حدیث سے اسکی تصریح ہوئی ہے لا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین جزاً بما کانو

یعلمون (ترجمہ قرآن) کسی شخص کو یہ تفصیل معلوم نہین ہے کہ اُس کے اعمال صالحہ کے صلہ مین کیا کیا چیز دیجائیگی جس سے اُنکی آنکھین ٹھنڈی ہونگی، وقال النبی صلعم یقول اللہ اعددت لعبادی الصالحین مالا عین رائت ولا اذن سمعت ولا خطر علے قلب بشر رونی، روایہ المسلم وعلی قلب بشر خطرت (ترجمہ حدیث) آنحضرت فرماتے ہین کہ خدا وند تعالے کہتا ہے کہ مین نے اپنے نیک بندون کے لیے وہ چیزین مہیا کی ہین کہ جسکو نہ کسی آنکھون نے دیکھا ہے اور نہ کسی کانون نے سنا ہے اور نہ کسی کے دل مین بھی اسکا خیال گذرا ہوا ہے،

آپ کو ان آیتون اور حدیثون سے تو کام کے فوائد معلوم ہوگئے باقی طرق عبادت تو خود انبیا علیہم السلام نے بتا دیے ہین اور اسکے خود بھی پابند رہے ہین،

مسلمانو! نہایت ہی افسوس اور شرمناک بات ہوگی اور اس سے بڑھکر بے غیرتی اور کیا ہو سکتی ہے کہ اگر ہم لوگ ایسے اطمینان اور ایسے اعلیٰ نعم البدل کے صلے مین بھی خدا وند تعالے کی اطاعت نہ کرین اور اُسکی عبادت کیطرف مشغول نہ ہون،

حضرات! اول اول جو آیتین مین نے آپکو پڑھکر سنائی ہین اُن مین خدا وند تعالے نے تین طرح کی عبادتون کا ذکر فرمایا ہے، شروع مین نماز پنجگانہ، آخر مین حج و زکوٰۃ اور اُسوقت انھین تینون عبادتون کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہون،

آپ کو یاد ہوگا کہ اس سے پہلے انکے ترجمہ کا بھی آپ سے وعدہ کرچکا ہون لہٰذا اسکا ترجمہ حسب ذیل ہے،

ترجمہ

ایسا نہ ہو کہ تم اپنے مال و متاع اور اپنی اولاد کے سبب سے خدا کی یاد (نماز پنجگانہ)

سے غفلت کرو اور یاد رکھو کہ جو شخص ایسا کریگا وہ ضرور خسارہ اور نقصان اُٹھانے والون مین سے ہے، اور مرنے سے پہلے اپنے مال کا ایک حصہ (زکوۃ) دیا کرو ایسا نہ ہو کہ مرتے دم کہنے لگو کہ خدا تھوڑی مہلت اور دے کہ مین صدقہ دون اور صالحین کے زمرہ مین داخل ہو جاؤن، (یعنی حج کرون) تم یاد رکھو کہ خدا آئی ہوئی موت کو نہ ٹالیگا، اسلیے اُس وقت تمہاری یہ آرزو بے سود ہوگی، یہ بھی خوب یاد رکھو کہ خدا تمہارے تمام اعمال وافعال کا دانا اور بینا ہے،

حضرات! اگرچہ اس آیت مین لفظ ذکر اللہ، کا ہے جو عام ذکر خدا کو شامل ہے، لیکن مفسرین نے لکھا ہے کہ چونکہ آگے اس آیت کے وعید شدید کا ذکر ہے لہذا ذکر سے مراد سوائے صلوۃ مفروضہ کے اور کسی نفل عبادت پر امکان عمل نہین ہو کیونکہ خداوند تعالے علل شناس ہے اور سب سے زیادہ ترک عادت کا سبب اولاد کی رکھ رکھاؤ اور تحصیل مال کی محبت ہے اور اکثر حالات مین درحقیقت یہی عدم عبادت کے سبب واقع ہوتی رہتی ہین، لہذا یہ ظاہر ہے کہ ہر چیز کے سبب قریب کا مراد لینا مقتضائے کمال بلاغت ہے، خصوصاً صلوۃ، زکوۃ، حج، کہ جنمین وقت صرف ہونے کے علاوہ مال کا بھی صرف کثیر ہے، اور اسکی وجہ سے اولاد کی نگرانی اور مال کے حصول مین وقوع نقصان کا احتمال رہتا ہے اسلیے باری تعالے نے ان دونون کو تصریح سے بیان فرمایا۔

حضرات! چونکہ اسقدر وقت نہین ہے کہ مین تینون عبادتون کو کسی قدر تفصیل سے بھی عرض کرسکون لہذا اون مین سے جو سب سے اہم اور ضروری ہے مین اس کو کسی قدر اجمالی تفصیل کے ساتھ عرض کرون گا،،

مسلمانو! آپ کو معلوم ہے کہ نماز پنجگانہ ایک نہایت ضروری اسلامی فرض ہے اور یہ ایک ایسی عبادت ہے جس سے خداوند تعالے کی تعظیم اور بندہ کی بندگی معلوم ہوتی

ہی، اسی سے عابد و معبود مین معبودیت عبدیت اور محبت و ارادت کا سلسلہ مضبوط ہوتا ہے، اسی سے محسن کی احسانمندی ظاہر ہوتی ہے، اسی سے آدمی ادنیٰ سے اعلیٰ ہو جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اسکے ترک کی کسی وقت مین اجازت نہین دیگئی، اور اسکے ترک کو کفر یعنی قطع رابطہ عبدیت اور معبودیت سے تعبیر کیا گیا ہے، مگر افسوس ہے اُن مسلمانون کے حال پر جو باوجود اسکے کہ وہ جانتے ہین کہ یہ فرض ہے اور اسکا ترک کرنا کسی حال مین درست نہین مگر پھر بھی اس سے غافل ہین اور اس فریضہ کے ادا کرنے مین خصوصاً زیادہ سست اور غافل ہین، اور اپنے کو برائے نام مسلمان کہتے ہین، کیا مسلمانی اسی کا نام ہے، علاوہ اس کے جو لوگ اس فریضہ کو ادا بھی کرتے ہین اُنھون نے جو طریقہ اختیار کیا ہے اور جس ہیئت و حالت سے ادا کرتے ہین وہ نہایت ہی قابل افسوس ہے،

حضرات! جسنے کبھی قرآن کا مطالعہ کیا ہے وہ بخوبی جانتا ہے کہ خداوند تعالیٰ جل شانہ نے نماز کی بار بار جابجا تاکید فرمائی ہے اور اسکی تمام سورتون کی توضیح کردی ہے، مجکو ایک دفعہ خیال ہوا کہ نماز کے متعلق جس قدر آیتین ہین اُن سب کو منتخب کرون چنانچہ قرآن پاک مین مین نے اول سے آخر تک ایکسو ستاسی آیتین اس قسم کی پائین جو بتصریح نماز کی تاکید کرتی ہین،

مفسر حقیقی آنحضرت صلعم نے بھی اسکی عملی اور قولی ایسی تاکید کی ہے کہ جسکی نظیر اور احکام شرع مین نہین ملتی،

صحابۂ کرام، فقہا، اور محدثین نے اسکے متعلق جو کچھ بھی فرمایا اور خدا اور رسول کے کلام کا مطلب جو کچھ بھی سمجھا یا وہ بجائے خود قابل یقین اور قابل عبرت ہی،

حضرات ! علاوہ ان آیات واحادیث واقوال فقہا ومحدثین کے اگر ہم خود اس بات پر غور کرین کہ اگر ایک شہنشاہ ہمین ایک قرآن بھیجے اور کسی خاص کام کی ایکسو ستاسی مرتبہ تائید کرے، اور اُسکے ہر پہلو کو مختلف طریقون سے سمجھا دے اور بتادے اور پھر بھی ہم اُسکی تعمیل نکرین تو کیا وہ شہنشاہ ہم سے خوش ہو سکتا ہی؟

افسوس ہے اُن مسلمانون پر جو دنیا دار محسنونکی تو اس درجہ تک خدمت کرتے ہین کہ اُنکی ضد اور ہٹ بھی بغیر پوری کیے ہوئے اُنھین آرام اور چین نہین ملتا مگر حیف صد حیف کہ اپنے منعم ومحسن حقیقی خداوند تعالےٰ کی عبادت کا اُن کے دل مین کبھی خیال بھی نہین ہوتا

حضرات ! اُن تمام آیتون کا جو شروع قرآن سے آخر تک مین نے منتخب کی ہین اور میری نظر سے گزری ہین اسوقت ذکر نا اگر محال نہین ہے تو مشکل ضرور ہے، لہذا انہین سے چند آیتین عرض کرتا ہون جس سے آپ معلوم کر لینگے کہ نماز کسقدر موکد فرض ہے، حج وزکوٰۃ کسقدر ضروری ہین،

آیات

الم۔ ذلک الکتاب لاریب فیہ ھدی للمتقین الذین یومنون بالغیب ویقیمون الصلوٰۃ ومما رزقنٰھم ینفقون (آگے چلکر انھین لوگون کے متعلق یہ کہا گیا ہی)

اولٓئک علیٰ ھدی من ربھم واولٓئک ھم المفلحون، اُن پرہیزگارون کے لیے ہدایت ہے جو ایمان لاتے ہین اور التزام سے نماز ادا کرتے ہین، زکوٰۃ دیتے ہین، اور یہی وہ لوگ ہین جو ہدایت پر ہین اور نجات ابدی پانے والے ہین،

اقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ وارکعوا مع الراکعین، نماز پڑھو، زکوٰۃ دو، اور جماعت سے نماز پڑھو،

وانہا لکبیرۃ الا علی الخاشعین الذین یظنون انہم ملاقو ربہم وانہم الیہ راجعون ۔ نماز اُن لوگون کے لیے جنکے دل مین نہ تو خدا کا خوف ہے اور نہ خدا کے وصال کا اعتقاد ہے نہایت تکلیف دہ اور شاق ہے مگر اُن لوگون کے لیے نہایت آسان اور سہل ہی جو اپنے آپ کے حضور مین عاجزی کرتے ہین، جنکو یہ اعتقاد راسخ ہے کہ وہ اپنے آپ سے ملاقات کرینگے اور ہمیشہ وہان رہین گے،

واذ اخذنا میثاق من بنی اسرائیل ۔ اس کے بعد پھر یہ فرمایا واقیموا الصلوۃ وآتوا الزکوۃ، ہمنے بنی اسرائیل سے نماز اور زکوۃ کے متعلق خاص عہد لیا تھا ۔

اینما تولوا فثم وجہ اللہ، خوف اور قبلہ نہ معلوم ہونے کے وقت جسطرف ہو کر نماز پڑھوگے نماز مقبول ہوگی ۔

حضرات! اس آیت کے متعلق کسی قدر تفصیل کے ساتھ کچھ بیان کردینا مین مناسب سمجھتا ہون اور جو احکام اس آیت سے سمجھے جاتے ہین اُنکی بھی کسی قدر تفصیل کی حاجت ہے،

صورت یہ ہے کہ اگر کوئی لڑائی مین ہو اور دشمن اُسکے مقابل جانب مین ہو تو اس وقت مین اداے نماز کی صورت دوسری جگہ یون معلوم ہوتی ہے کہ نصف لوگ امام کے پیچھے نماز پڑھین اور نصف لوگ اُنکی حفاظت کرین اور اگر یہ صورت بھی ممکن نہ ہوسکے تو پھر جسطرف ہو کر نماز پڑھو نماز مقبول ہوگی، جیسا کہ اوپر کی آیت سے سمجھا جاتا ہے ۔

خداوند تعالے نے ایسی حالت کے اعتبار سے نماز کی ہیئت کس قدر آسان کردی اور قبلہ وقیام وقعود کے شرائط بھی معاف کردین بیماری کی حالت مین اداے نماز

کی صورت بدل دی اور شارع علیہ السلام نے یہان تک فرمادیا کہ' وان لم تستطع فمستلقیا یعنی اگر بیٹھکر نماز نہ پڑھ سکو تو لیٹکر پڑہو، (کتب فقہ مین تمام ائمہ اور محدثین کا اجماعی مسئلہ ہی کہ اگر عورت بچہ جنتی ہو اور نماز کا وقت گزر رہا ہو تو اُسپر فرض ہے کہ بچہ کا سر کسی چیز مین رکھکر نماز ادا کرے

واذا ضربتم فی الارض فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوٰۃ، واذا کنت فیہم واقمت لہم الصلوٰۃ واذا اطمانہم واقیموا الصلوٰۃ ان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتابا موقوتا۔ ان سب سہولتون کے بعد خداوند تعالے نے یہ فرمادیا کہ جب تم اطمینان کی حالت مین ہو تو نماز کو بدستور معمول ادا کرو جیساکہ اس آخر آیت سے معلوم ہوتا ہے،

حافظوا علے الصلوات والصلوٰۃ الوسطیٰ، تمام نمازون خصوصاً صلوٰۃ وسطیٰ یعنی نماز عصر کی زیادہ حفاظت کرو۔

یاایہا الذین آمنوا اذا قمتم الی الصلوٰۃ فاغسلوا وجوہکم وایدیکم الی المرافق الخ نماز کے لیے وضو کرلیا کرو اگر پانی نہ ملے تو تیمم کرو۔

واذا قاموا الی الصلوٰۃ قاموا کسالیٰ؛ ولا یاتون الصلوٰۃ الا وہم کسالی۔ منافقین جب نماز کیلیے اٹھنا چاہتے ہین تو سستی کرتے ہین، **فائدہ** ان دونون آیتون سے یہ بات معلوم ہوئی کہ سستی سے نماز پڑھنے والا خدا کے نزدیک منافق ہی،

قال اللہ تعالے انی معکم لئن اقمتم الصلوٰۃ وآتیتم الزکوٰۃ، خداوند تعالے نے بنی اسرائیل سے وعدہ کیا کہ اگر تم نماز پڑھتے رہے اور زکوٰۃ دیتے رہے تو ہم تمہارے ساتھ ہین،

واذا نادیتم الی الصلوٰۃ اتخذوہا ہزوا ولعبا ذلک بانہم قوم لا یعقلون، جب تم نماز کی اذان دیتے ہو تو کفار مذاق سمجھتے ہین اور اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ اسکو سمجھتے نہین،

ان الذین یقیمون الصلوٰۃ وممارزقنٰھم ینفقون اولئک ہم المومنین حقا لہم درجات عند ربھم مغفرۃ ورزق کریم ، جو لوگ نماز پڑھتے ہین ، زکوٰۃ دیتے ہین ، یہی مسلمان ہین ، خدا کے نزدیک اس کا بڑا مرتبہ ہے ، اور گناہون سے مغفرت ہے اور عمدہ رزق ہی ،

اقم الصلوٰۃ لدلوک الشمس الی غسق اللیل وقرآن الفجر ان قران الفجر کان مشھودا ، ظہر سے عشا تک کی نمازین پڑھو ، صبح کی نماز پڑھو اُسوقت فرشتے حاضر ہوتے ہین ،

ان الذین ان مکنٰھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ وآتوا الزکوٰۃ ، ہم مسلمان کو اگر بادشاہ بنائینگے تو وہ نماز پڑھینگے زکوٰۃ دینگے ، **فائدہ** جو لوگ فلاح روزی ترقی چاہتے ہین انھین اس آیت کو ملحوظ نظر رکھنا چاہیئے ،

قد افلح المومنون الذین ہم فی صلوٰتھم خاشعون ، والذین ہم علےٰ صلوٰتھم حافظون ، اولئک ہم الوارثون الذین یرثون الفردوس ہم فیہا خالدون ، جو لوگ خشوع وخضوع سے نماز پڑھتے ہین اور تمام نمازون کی محافظت کرتے ہین انھین کو نجات ملیگی اور یہی جنت الفردوس کے مالک ہین جہان ہمیشہ رہین گے ،

ان الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی ، نماز درستگی اخلاق کا سبب ہے اور بیہودہ باتونکی مانع ہے ،

حضرات ! ان تمام آیتون سے آپ کو بخوبی واقفیت ہوگئی ہو گی کہ نماز کی فضیلت نماز کا نتیجہ ، نماز کی برکت کس قدر ہے اور خداوند تعالےٰ نے ہر موقع ہر حالت کے اعتبار سے اس مین کسقدر آسانی پیدا کردی ہے ، اگر اس پر بھی مسلمان اس سے غفلت کرین توان سے بڑھکر بدنصیب دنیا مین کون ہوگا ؟ جیسا کہ تارک الصلوٰۃ اور بے وقت نماز پڑھنیوالون کے لیے جو وعید شدید خداوند تعالےٰ نے کی ہے آپ ذیل کی آیتون سے معلوم کرسکینگے ،

ویل للمصلین الذین ہم عن صلوتہم ساہون ۔ سخت عذاب اُن نماز پڑھنے والون کے لیے ہی جو پابندی سے نماز نہین پڑھتے ۔

ما سلککم فی سقر قالو لم نک من المصلین ولم نک نطعم المسکین ، جب دوزخیون سے پوچھا جائیگا کہ کس وجہ سے تم جہنم مین آئے تو وہ کہین گے کہ نہ تو ہم نماز پڑھتے تھے اور نہ ہم زکوۃ دیتے تھے ،

لا صدق ولا صلی ولکن کذب وتولے ، نہ تو رسول کی تصدیق کی اور نہ نماز پڑھی بلکہ رسول کی تکذیب کی اور نماز سے انکار کیا ،

اقیموا الصلوۃ ولا تکونو من المشرکین ، نماز پڑھو کافر مت بنو ،

مین مناسب سمجھتا ہون کہ ان آیات کی اُن حدیثون کا بھی ذکر کرون جن سے نماز کی فضیلت اور تاکید سمجھی جاتی ہے ،

ترجمۂ حدیث

لیلۃ المعراج مین پچاس وقت کی نمازین خداوند تعالے نے فرض کر دی تھین لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کی راے اور مشورہ سے آنحضرت صلعم نے باربار خداوند تعالے سے التجا کر کے کم کرائین یہان تک کہ پانچ وقت کی نمازین رہگئین ، بخاری شریف مین جس لفظ سے اس کے متعلق روایت ہے وہ یہ ہے کہ ، یا محمد انہا خمس وخمسون لا تبدل القول لدی حققت عن عبادی وامضت فریضتی ، اسے محمد یہ نمازین تو پانچ وقت کی ہین لیکن اس مین ثواب پچاس وقت کا ہے ، مین نے اپنے بندون کے لیے آئین تخفیف کر دی اور فرض بدستور رکھا ، میری بات مین تغیر نہین ہی ،

من ترک الصلوۃ متعمدا فقد کفر ، جسنے نماز جان بوجھکر چھوڑ دی وہ کافر ہو گیا ،

اس حدیث کا مطلب امام احمد اور حسن بصری اسکے ظاہر معنی پر لیتے ہین، لیکن اور ائمہ نے اسکی تاویل کی ہے، امام ترمذی نے بھی اسی تاویل پر صاف حدیث نقل کی ہو کہ الفرق بین العبد والکفر ترک الصلوٰۃ،

بشر المشائین فی الظلم اسے المساجد بالنور التام الی یوم القیامہ، اُن لوگون کو قیامت مین نور تام کی خوشخبری دیدو جو اندھیری راتون مین نماز کے لیے مسجدون مین جاتے ہین،

ترمذی شریف کی صحیح روایت مین ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ جسطرح دن بھر مین کوئی پانچ مرتبہ غسل کرتا ہے اور پاک صاف ہو جاتا ہے اسی طرح پنجگانہ نماز ادا کرنے والا تمام گناہون سے پاک صاف ہو جاتا ہے،

ترمذی کی ایک روایت مین یہ بھی ہے کہ کسی فعل خیر کے ترک کو کفر نہین سمجھتے تھے مگر ترک صلوٰۃ کو کفر سمجھتے تھے کتب فقہ مین بھی ائمہ نے تصریح کردی ہے کہ اگر محلے والے محلے کی مسجدون مین نمازین پڑھنا چھوڑ دین تو خلیفہ وقت پر واجب ہے کہ اگر وہ توبہ سے انکار کرین تو اُس کو قتل کرڈالین،

حضرات! نماز ہی کے لیے خداوند تعالے نے کعبہ اور مقدس کو بیت اللہ کا لقب دیا ورنہ ظاہر ہو کہ خداوند تعالیٰ کو مکان کی کیا حاجت ہو اور جن لوگون نے اس بیت اللہ کی توہین کرنی چاہی اُس کو خداوند تعالیٰ نے ابابیل کی ایک گرائی ہوئی کنکری سے ہلاک وبرباد کردیا جیسا کہ آپکو صحاب فیل کی حکایت سے معلوم ہو انبیا علیہم السلام نے نماز کیلیے ہمیشہ مسجدین اور جامع مسجدین اور اعلیٰ سے اعلیٰ انتظام اور التزام فرمایا جنکے آثار آپ لوگونکے سامنے دو چار نہین بلکہ ہزارون موجود ہین باوجود ان تمام باتونکے اگر کوئی نہ سمجھے اور عاقبت کا غور و فکر کرے اُسکو اپنے زندہ رہنے سے مرجانا بہتر ہی مین خدا سے دعا کرتا ہون کہ تمام مسلمانون کو نیک کام کی ہدایت دے اور انھین اس بات کی توفیق دے کہ خداوند تعالے کے احکام کی تعمیل کرین۔

اجلاس سوم

وفور شوق نے بزرگان قوم کو آٹھ ہی بجے سے ہال مین پہونچا دیا اور تمام اصحاب نہایت بے چینی کے ساتھ افتتاح کا انتظار کرنے لگے ٹھیک ساڑھے آٹھ بجے معزز صدر انجمن علامہ سید رشید رضا آفندی تشریف لائے اور افتتاح فرمایا۔

سب سے پہلے دار العلوم کے ایک کمسن بچہ محمد محسن نے قرآن کریم کی چند آیتین اس درد کے لہجے مین پڑہین کہ تمام ہال درد و اثر کی تصویر بن گیا اس کے بعد اصلی کارروائی کا آغاز ہوا۔

جلسۂ دہلی مین یہ تجویز پاس ہوئی تھی کہ ایک صیغہ اُن اغلاط تاریخی کی تصحیح کیلئے بنایا جائے، جو یونیورسٹیون کے کورسونین اسلامی اور بزرگان و شاہان اسلامی کے متعلق غلط فہمی پیدا کرتی ہین اور اُن کے کیرکٹر پر بدنما دھبہ لاتی ہین، یہ صیغہ یونیورسٹی کے سامنے اُن اغلاط کو پیش کر کے درخواست کرے گا کہ وہ کورس سے خارج کیئے جائین۔

اسوقت تک اِس صیغہ نے جو کچھ کام کیا ہے اور یونیورسٹی کو توجہ دلاکر جہان تک اصلاح کی ہے قوم کے سامنے اُسکا پیش کرنا ضروری تھا اسلئے مولوی سید سلیمان صاحب نائب ادیب دار العلوم نے اِس صیغہ کی رپوٹ پیش کی جنکے متعلق اسکا کام کیا گیا تھا مولانا ئے موصوف نے

اثنائے تقریرین انگریزی کورس کے جن قابل افسوس اور غلط فقرون کا حوالہ دیا جو اسلام، رسول اکرم صلعم اور صحابہ کرام سے متعلق تھے تو اُن کو سُنکر تمام حاضرین بیتاب ہو گئے۔

رپورٹ صیغۂ تصحیح اغلاط تاریخی

جناب پریسیڈنٹ و دیگر حاضرین! آج ہندوستان مین اسلامی کانفرنسین اور اسلامی انجمنین قائم ہین ہر قسم کی تحریکین جابجا کی جارہی ہین، ہر موضوع پر مضامین لکھے جاتے ہین، تقریرین کی جاتی ہین، لیکن ان تمام تدابیر سے مسلمانون مین جو عام افسردگی اور سکون پھیلا ہو، اسکے بجائے کسی قسم کی حرارت، جوش نہین پیدا ہوگا، نہین کسی قسم کی بلند حوصلگی بلند ارادگی، علوئے ہمت اور ایثار نہین پیدا ہو سکتا جو قومی ترقی کے اجزا اور روح ہین اور جن سے قوم کے قالب مین جان آتی ہو، اسی بنا پر سب سے پہلا فرض یہ ہو کہ ہم اس مہلک قومی مرض کے اسباب و علل کی جستجو کرین۔

حضرات! اقوام عالم کی گزشتہ تاریخین جو پچھلون کے لیے چراغ راہ ہین وہ ہمکو بتاتی ہین کہ قوم کے قوائے احساس مین صرف دو چیزین حرکت پیدا کرسکتی ہین، مذہب اور تاریخ، مذہب کے متعلق سوال یہ ہو کہ آیا آجتک تمام اسکولون اور کالجون مین جو تعلیم ابتدا سے انتہا تک دیجاتی ہو اُسمین مذہب کا ایک حرف آتا ہو؟ آیا اسمین اسلام کی خصوصیات کا کہین ذکر ہوتا ہو جس سے ہم اپنی قومیت کا مفہوم سمجھ سکتے؟ آیا اسمین جناب رسول صلعم کی تعلیمات کا بیان ہوتا ہو؟ جن کو پڑھکر ہم کو اسلام اور پیغمبر اسلام کے ساتھ غیر معمولی خلوص اور اُنس پیدا ہوتا؟ آیا قرآن کی ایک سورۃ بھی بچپن سے لیکر عہد شباب کی مدت تعلیم مین ہمارے بچے سُنتے ہین جن سے قرآن مجید کی عظمت اُنکے دل مین قائم ہوتی؟ اس سوال کا

جواب بجز اُسکے اور کچھ نہین ہی کہ اسکولون مین جو ہمارے بچے تعلیم پاتے ہین اُنکو تعلیم دیجاتی ہی وہ ہمارے مذہبی احساسات کے بالکل برخلاف ہی اُن کو معاذ اللہ یہ تعلیم دیجاتی ہی کہ "قرآن محمد نے توریت اور انجیل سے انتخاب کرکے ترتیب دیا ہی محمد جب مکہ سے بھاگ گیا تو اُسکے اِس فرار کا نام ہجرت ہی صحابہ بالکل وحشی، خونخوار اور سخت متعصب تھے، مذہب اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا مسلمانون کو حکم دیا گیا کہ جو لوگ اسلام پر ایمان نہ لائین اُنکو قتل کر ڈالین، اُنکی جائداد اور اسباب پر قبضہ کرلین اور وہ یا تو اپنے ملک سے نکال دیئے جائین اور یا اُنسے جزیہ کے نام سے ایک بھاری مذہبی ٹیکس وصول کیا جائے لڑائیو مین جو غلام پکڑے جائین وہ جبراً مسلمان کرلیئے جائین محمد کے مرنے کے بعد اُسکے اقوال ایک کتاب مین جمع کیئے گئے جس کا نام قرآن ہی"

کیا اِن ہدایات و اقوال کو پڑھکر مسلمان بچون مین کسی قسم کی مذہبی حرارت باقی رہسکتی ہی؟ کیا اُنمین کسی قسم کی مذہبی روح پیدا ہوسکتی ہی؟ کیا اُنکو یہ مضامین پڑھکر اسلام، پیغمبر اسلام، قرآن مجید اور صحابۂ کرام کے ساتھ کسی قسم کی محبت اور دلبستگی پیدا ہوسکتی ہی؟ اگر نہین پیدا ہوسکتی تو پھر اُنمین قومی غیرت و حمیّت اور قومی جد وجہد کے آثار کی تلاش بیکار ہی،

قومی زندگی کی دوسری قوت محرکہ تاریخ ہی، تاریخ ہمکو ان سوالات کے جواب بتاتی ہی کہ ہم کون تھے؟ ہم کون ہین؟ ہمکو کیا کرنا چاہیئے؟ تاریخ ہمکو ہمارے اسلاف کے کارنامے سُناتی ہی جن سے ہمارے قوائے احساس مین حرکت پیدا ہوتی ہی، تاریخ ہمارے سامنے ہمارے بزرگون کے حالات، آداب، اخلاق، اور تمدن کی تصویرین کھینچتی ہی جس سے ہمارے دلونمین اُنکی تقلید کا جوش پیدا ہوتا ہی، تاریخ ہمارے سامنے اُنکی عظمت، جلالت، استقلال، ہمت، عزم اور ثبات قومی کی داستانین دُہراتی ہی جس سے ایک معزورانہ سرور کے ساتھ اِن چیزون کے حاصل کرنیکی کوشش شروع ہوتی ہی لیکن جو تاریخ ہمارے

بچون کو عام اسکولون مین پڑہائی جاتی ہی، کیا اُس سے اُنمین کسی چیز کے پیدا ہونے کی اُمید کی جاسکتی ؟ کیا غارتگر و طامع محمود، راہزن شہاب الدین، بیرحم قطب الدین متعصب فیروز شاہ، بے قانون اکبر، عیش پرست و شرابی جہانگیر اور دغاباز و مکار عالمگیر مین سے کوئی اس قابل ہی جسمین سے کسی پر ہم فخر کرسکین اور اُسکے کارنامے پڑھکر ہمارے دل و دماغ مین اُسکی تقلید کا کوئی جوش پیدا ہو۔

ان وجوہ سے یہ ایک ایسا مسئلہ تھا جو تمام قومی انجمنون اور کانفرنسون کی توجہ کا محتاج تھا، لیکن ایک آدھ رزلیوشن کے سوا ابتک اسکے متعلق کچھ نہین کیا گیا۔

ندوۃ العلما کے گزشتہ اجلاس دہلی مین اسکی طرف توجہ کیگئی اور حسب ذیل تجویز منظور ہوئی، (تجویز) یہ جلسہ تجویز کرتا ہی کہ تاریخی کتب مروجہ مدارس انگریزی مین جو غلطیان پائی جاتی ہین اور جنکا تعلق اسلام کے ساتھ ہی اُنکی اصلاح کا کام مناسب ذرائع کے ساتھ ندوۃ العلما انجام دے (روداد دہلی صفحہ ۲۰۷) اور اسی جلسہ مین یہ کام مجھ سے متعلق کیا گیا اسی بنا پر جلسہ کے بعد فوراً ہی ندوۃ العلما کی ماتحتی مین شعبہ تصحیح اغلاط کے نام سے ایک صیغہ قائم کیا گیا، جس نے تجویز مذکور عملی صورت مین لانے کے لئے مناسب حد تک کوششین کین سب سے پہلے شعبہ تصحیح کی طرف سے ۲۵- مئی سنہ ۱۹۱۰ء کو تمام اسلامی اخبارات مین اعلان کیا گیا کہ ندوۃ العلما کی زیر نگرانی شعبہ تصحیح اغلاط تاریخی قائم ہوگیا ہی جن لوگون کو انگریزی کورس کی کتب تاریخ مین مذہب اسلام اور تاریخ اسلام کے متعلق غلطیان معلوم ہوتی ہون ازراہ عنایت وہ شعبہ تصحیح کو مطلع فرمائین، اسی اعلان مین اسکول اور کالج کے مسلمان ٹیچرون اور پروفیسرون سے بھی درخواست کی گئی تھی کہ وہ اپنی اپنی یونیورسٹی کی تاریخی کتابون کی اسلامی تاریخی، مذہبی غلطیون کا نشان دین، لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہی کہ بجز طالبعلمون

اور عام مسلمانون کے کسی مسلمان ٹیچر اور پروفیسر نے اسکی طرف توجہ نہ کی، حالانکہ یہ کام سب سے زیادہ اُنکی توجہ کا محتاج تھا، خیال ہوسکتا تھا کہ اخبارات کی عالمگیر آواز ان تک نہ پہونچی ہو اسلئے خاص خطوط کے ذریعے سے مختلف یونیورسٹیون کے متعلق حسب ذیل حضرات سے اس امر کی التجا کی گئی کہ وہ اپنی اپنی یونیورسٹی کی تاریخی کتابون کے نام اور اُنکے مصنفین کے نام سے اور اگر ممکن ہو تو اسمین اسلام کے متعلق جو غلطیان ہون اُنسے اطلاع دین۔

کلکتہ یونیورسٹی - جناب مولوی محمد یٰسین صاحب پروفیسر پٹنہ کالج پٹنہ۔

بمبئی یونیورسٹی - جناب مولوی شیخ عبد القادر صاحب ایم - اے - پروفیسر دکن کالج پونہ

پنجاب یونیورسٹی - جناب مسٹر محمد عبد العزیز صاحب پرنسپل اسلامیہ کالج - لاہور

مدراس یونیورسٹی - جناب مسٹر محمد ابراہیم صاحب قریشی ایل - ٹی - مدراس -

الہ آباد یونیورسٹی کے متعلق کئی صاحبون سے عرض کیا۔

لیکن افسوس کے ساتھ اظہار کرنا پڑتا ہو کہ انمین سے کسی صاحب نے بھی اسکی طرف توجہ کی تکلیف گوارا نہین کی، مجبوراً مختلف عام شخصون کی بھیجی ہوئی یادداشتون کی بنا پر شعبہ کو خود اپنی ہمت پر بھروسہ کرنا پڑا سب سے پہلے الاقرب فالاقرب کے اُصول کی بنا پر شعبہ نے الہ آباد یونیورسٹی کی طرف توجہ کی، الہ آباد یونیورسٹی مین جو تاریخی کتابین داخل ہین اُنمین سب سے پہلے مارسیڈن کی ہسٹری قابل ذکر ہو جسمین نہ صرف واقعات غلط ہین، بلکہ اُس کا طرز تحریر بھی دل آزار ہو، یہ ہسٹری بدقسمتی سے نہ صرف الہ آباد مین داخل ہو بلکہ کلکتہ وغیرہ دیگر یونیورسٹیونکی جونیر کلاس مین بھی داخل ہو نمونہ کے طور پر ہم اسکی چند مثالین پیش کرتے ہین۔

(۱) محمد کے مرنے کے کچھ دن بعد اُسکے اقوال ایک کتاب مین جمع کیے گئے ..... جو تمام مسلمانون کے نزدیک ایک مقدس کتاب کیطرح تسلیم کی جاتی ہے صفحہ

(۲) وہ کہتے ہین کہ اُنکا مذہب سنہ ۶۲۲ء سے شروع ہوا جب محمد مکہ سے بھاگ گیا..... محمد کا فرار ہجرت کے نام سے مشہور ہے صفحہ

(۳) عرب ٹھیک اسیطرح خونخوار اور جنگجو تھے جیسے پہلے (قبل از اسلام) لیکن وہ آپس مین نہ لڑ سکے، وہ جوش سے بھرے تھے اور اُن کا خیال تھا کہ اُنکا فرض ہے کہ اپنا نیا مذہب تمام دُنیا مین پھیلائین، اُن لوگون کو قتل کرین جو اُنمین نہ ملجائین اور اُن کی جائداد اور اسباب پر قبضہ کرین، اُنھون نے خیال کیا کہ نہ ایمان لانے والون کے ساتھ جنگ ایک مقدس جنگ ہے جس سے خدا خوش ہوتا ہے اور اُنکا عقیدہ تھا کہ جو مسلمان ہمین مارے جائین گے وہ سیدھے بہشت چلے جائین گے، جو لوگ اُنمین ملجاتے تھے لیکن وہ اپنا مذہب نہین تبدیل کر سکتے تھے اُنکو ایک بھاری ٹیکس دینا پڑتا تھا جسکا نام جزیہ ہے صفحہ

(۴) سو برس کے عرصہ مین اُنھون نے فارس، ترکستان، اور افغانستان لے لیا..... اور یہ تمام ملک مسلمان ہو گئے بعض اہل فارس جنھون نے نہ اُنکا ساتھ دیا اور نہ وہ مسلمان ہوئے اُنھون نے اپنا ملک چھوڑ دیا اور ہندوستان بھاگ آئے جہان وہ بارہ سو سال سے زیادہ عرصے سے مقیم ہین، یہ لوگ پارسی ہین صفحہ

(۵) وہ (افغان) کل کے کل خونخوار مسلمان تھے جو اپنے مذہب کے لیے جوش سے لبریز تھے، صفحہ

(۶) ہندوستان اُس زمانے مین دُنیا مین سب سے زیادہ زرخیز ملک تھا اور ہندوستان اور مغربی ممالک کے درمیان بڑی تجارتون کی آمد و رفت تھی، یہ تجارتین افغانستان سے

ہوگزرتی تھین محمود نے اکثر قیمتی اسباب سے لدے ہوے اونٹون کا طویل سلسلہ دیکھا تھا جو ہندوستان سے فارس جاتے تھے اور اُسنے تاجرون سے معلوم کیا تھا کہ

ہندوستان مین دولتمند مندر اور شہر واقع ہین، وہ جیسے ہی بادشاہ ہوا ہندوستان مین ایک مقدس جنگ (جہاد) کے لیئے آمادہ ہوا اور اُسنے اِس ملک کے دولتمند مندرون اور شہرون کو لوٹ لیا۔ صفحہ ۴۲ و ۴۳

(۷) محمد غوری نو مرتبہ اپنی فوج کو میدان مین لایا اور اُسنے اُن دولتمند شہرون کو لوٹا جہان محمود نہ پہونچ سکا تھا، صرف بنارس مین اُسنے ایک ہزار مندرون سے زیادہ برباد کیا اور چار ہزار اونٹون پر خزانہ لاد کر لے گئے صفحہ ۴۴

(۸) (افغان بادشاہون کے وقت کی حالت) کسی شخص کی زندگی اُن خوفناک زمانون مین محفوظ نہ تھی، کوئی شخص اِس اندیشہ سے سو نہ سکتا تھا کہ کہین اُسکے سنگدل دشمن ناگہان ظاہر نہون اور اُسکے اسباب اور بچون کو نہ لے جائین، اسیطرح ہر وہ شخص جو نقد یا جواہرات رکھتا تھا وہ اُنکو زمین مین دفن کر دیتا تھا تا کہ بعض سپاہی اُنکو زبردستی چھین نہ لے جائین،

ہم جو اسوقت یا اِس زمانہ مین رہتے ہین مشکل سے خیال کر سکتے ہین کہ ہندوستان کی حالت پٹھان بادشاہون کے وقت مین کسقدر خطرناک تھی، ہندوؤن کے بہت سے قدیم مندر برباد کر دیے گئے تھے کیونکہ بدبخت سے بدبخت پٹھان بھی اُن لوگون کے لیے بیرحم تھا جو اُسکے عقیدے پر نہ تھے اور اُنکا خیال تھا کہ اُنکا فرض ہے کہ ہندوؤن کو مسلمان بنائین اور اُن لوگونکو مار ڈالین جو اُنکی مقاومت کرین، بہت سے زرخیز کھیت اسلیئے غیر مزروع چھوڑ دیئے گئے کہ غریب رعایا اپنی جان بچانے کے لئے جنگلون مین چلی گئی صفحہ ۴۶

(۹) قطب الدین بچپن مین غلام تھا اُس زمانے کے مسلمانون مین لڑائی کے قیدی

فتحمندون کے غلام ہو جاتے تھے اور دور دراز ملکونمین فروخت کر دیے جاتے تھے،
اور مجبور کیئے جاتے تھے کہ وہ مسلمان ہو جائین اور چونکہ وہ اپنے ملک اور اپنے لوگون
سے دور ہو جاتے تھے اسلیئے وہ مالک کے خاندان کو اور اُسکے عزیزون کو اسیطرح
دیکھتے تھے جس طرح کہ وہ اپنے رشتہ دارون کو دیکھتے تھے اور اُن کے وفادار
ہو جاتے تھے۔ صفحہ ۴

(۱۰) قطب الدین افسرون کے لیئے نہایت مہربان اور سخی تھا، لیکن اُسنے ہندوون
کے ساتھ نہایت بیرحمی کا سلوک کیا، اُسنے پچیس ہندو مندرون کے پتھرون سے
ایک بڑا مینار دلّی مین بنایا۔ صفحہ ۴

(۱۱) مارسڈن صاحب جہان افغان بادشاہون کے مظالم دکھاتے ہین یہان تک
کہ وہ افغان بادشاہون کے سب سے زیادہ علم پرور مہربان بادشاہ فیروزشاہ تغلق
کی نسبت لکھتے ہین کہ فیروزشاہ تمام پٹھان بادشاہون مین سب سے بہتر تھا اُسنے تقریبًا
چالیس برس تک سلطنت کی، اُسنے سڑکین اور نہرین بنائین، مسافرخانے اور عربی
اور فارسی کے مدارس قائم کیئے، اُسنے رعایا کے ساتھ بادشاہان سابق کے نسبت
مہربانی کا برتاؤ کیا، مگر وہ ہندوون کے لیئے نہایت سنگدل تھا جنھون نے اپنا مذہب
نہین بدلا تھا، اور اُسنے یہ خیال کیا تھا کہ یہ اُسکا فرض ہے کہ وہ ہندوون کی عبادتگاہین
برباد کر کے اُن کے ویرانون مین اسلامی مساجد تیار کرے" صفحہ ۵

(۱۲) جہانگیر کے حالات کا عنوان یہ ہے "عیش پرست شرابی جہانگیر"۔

(۱۳) اکبر کے انتظامی حالات کا ذکر کر کے اُسکی عظمت اُن بیموقع اتہامی الفاظ
مین گھٹائی ہے، اکبر کی خواہش اکبر کا قانون تھا، اُسنے وہ کیا جو اُسکے دل نے چاہا،

اوسکے مافوق کوئی طاقت نہ تھی، لیکن انگلش گورنمنٹ مین انگلینڈ اور ہندوستان دونون ملکون مین قانون ہے جسکو ہر شخص جانتا ہے اور جسکی ہر شخص کو اطاعت کرنی چاہیے، بادشاہ انگلستان اوس سے زیادہ قانون نہین توڑ سکتا جتنا ایک غریب فقیر، صفحہ

(۴) (اورنگ زیب) آٹھوین برس شاہجہان مرگیا، دو برس کے بعد اورنگ زیب نے ان تمام ہندو اور عیسائی نوکرون کو برطرف کردیا جو بادشاہان سابق کے وقت سے مامور تھے اور اونکی جگہ مسلمانون کو مقرر کیا، اکبر نے بہت سے راجپوتون کو اپنی خدمت مین رکھا تھا اور اون پر مہربان تھا، راجپوتون نے اکبر کو محبوب رکھا اوسکے لیے لڑنے اور ایک عظیم الشان حکومت کے قائم کرنے مین اوسکی امداد کی، برخلاف اسکے راجپوتون نے اورنگ زیب سے نفرت کی، اور اونھون نے اور ہندوؤن کی دوسری قومون نے اوسکی خلاف اوس سے لڑائی کی اور تھوڑے ہی عرصہ کے بعد اوس عمارت کی اینٹ سے اینٹ بجادی جسکو اکبر نے تعمیر کیا تھا، اوسنے ہندو مذہب کو نفرت سے دیکھا اور بنارس کے مندرون کو منہدم کیا اور پجاریون کو قتل کرڈالا اور وہان کے بتون کو اپنے محل مین اوٹھا لایا جہان وہ دروازے پر زمین مین اس طرح ڈالدیے گئے کہ کوئی شخص بغیر اونکو پامال کیے اورنگ زیب کے پاس نہین پہونچ سکتا تھا، اوس نے بہت سے دیگر مقامات مین ہندوؤن کے گھر جلادیے اور اون کے پھلدار درخت کاٹ ڈالے اور گایون کو ذبح کرکے اونکی عبادت گاہون کو ناپاک کردیا، اوسنے ہندوؤن کو گھوڑون، ہاتھیون، پالکیون پر سوار ہونے سے روکدیا، وہ صرف پیدل چلتے تھے، اوسنے ایک سے زیادہ مرتبہ قابل نفرت جزیہ یعنی مذہب کا ٹیکس جاری کیا جو اکبر کے وقت سے موقوف تھا، باشندگان دہلی اس کے محل کے پاس اسلیے گئے کہ اوس سے عرض کرین کہ یہ ٹیکس اونسے

اوٹھالیا جائے اور اپنی گریہ وزاری سے اوسکے کانون کو بھر دیا، مگر اوس پر غضب
بادشاہ نے حکم دیا کہ اوسکے ہاتھی باہر لائے جائین اور اونکو اوس ہکیس بھیڑ پر دوڑایا
جائے جس سے بہت سے مر گئے اور بہت سے زخمی ہوے، پھر وہ مسجد مین نماز پڑھنے
چلا گیا، ہندوؤن کے ساتھ تقریبًا ایسی بُری طرح سے برتاؤ کیا جسطرح پٹھانون کے خوفناک
زمانہ مین کیا گیا تھا اور راجپوتون نے شمال مین اور مرہٹون نے جنوب مین اپنی خود سر سلطنتین
قائم کر لین، جودھپور کے راجہ نے شہنشاہ کو لکھا اور کہا کہ اگر حضور اون کتابون کو پڑھتے
ہین جنکو تمام لوگ مقدس کہتے ہین تو آپ دیکھینگے کہ خدا تمام بنی نوع انسان کا خُدا ہے
نہ صرف مسلمانون کا خدا، حضور اپنی مسجدون مین خدا کی عبادت کرتے ہین اور ہندو
اپنے مندرون مین، آپ کے پردادا اکبر تمام آدمیون پر مہربان تھے خواہ وہ یہودی
ہون یا عیسائی، مسلمان ہون یا ہندو، اسی طرح پہلے کے دو شہنشاہ تھے یعنی آپ
کے دادا اور والد بزرگوار لیکن حضور اپنی ہندو رعایا کو پامال کر رہے ہین، اورنگ
زیب ایک عمدہ بادشاہ ہو سکتا تھا اگر اوسکی تمام رعایا مسلمان اور اوس خاص
فرقہ کی ہوتی جو سنی کہلاتا ہے، اورنگ زیب ایک روکھا اور سخت سرد دل آدمی تھا،
وہ شریف اور سخی نہ تھا، اوس سے بہت سے آدمی ڈرتے تھے اوس سے کسی نے
محبت نہ کی یہان تک کہ خود اوسکے بیٹے درحقیقت اوس سے خوف کھاتے تھے،
(صفحہ ۸۰، ۸۱، ۸۲)

مارسیڈن ہسٹری سے مسلمان کسقدر آزردہ ہین اسکا قیاس اس سے
ہو سکتا ہے کہ شعبہ تصحیح کے قیام کا جب ابتداءً اعلان کیا گیا تو اطراف ہندوستان سے
متعدد اصحاب نے سب سے پہلے اسی کتاب کی طرف توجہ دلائی، مارسیڈن ہسٹری کے

علاوہ الہ آباد مین مٹرکولیشن مین ڈیلافوس صاحب کی ہسٹری ہے جسکا صرف ایک مقام ہم آپ کو سنائے دیتے ہین "اسلام بنفسہ اپنی تعلیم اور اپنے مذہب مین شامل کرنے مین بودہ مذہب کے بالکل مخالف ہے۔ ....

پیروان بودہ کو اپنے مذہب کی اشاعت مین صلح کن طریقون سے کام لینے اور غیر مذہب والون کے ساتھہ نرمی کا طریقہ اختیار کرنے کی ہدایت کی گئی ہے، برخلاف اسکے مسلمانون کو تاکید کیگئی ہے کہ وہ غیر مذہب والون کے ساتھہ جنگ کرین اور اگر ضرورت پڑے تو اپنے عقیدے کو تلوار کی نوک سے منوانے پر مجبور کرین، ایک ایسا مذہب جیسا کہ اسلام ہے مشتعل اور خونخوار عربون کے طبائع کے بالکل مناسب تھا جنھون نے نہایت شوق وذوق کے ساتھہ اس مذہب کو آغوش مین لیا اور وہ اپنے پیغمبر کے ارشاد کے پورا کرنے کے شوق مین دنیا کو فتح کرنے اور مذہب پھیلانے کے لیے اپنے مذہب کے سفید جھنڈون کے نیچے قرب وجوار کے ممالک مین جوق جوق اُمنڈ آئے (صـ۶۶)

ان تمام غلطیون کا انتخاب مضمون کی صورت مین کیا گیا اور جولائی سنہ ۱۹ء کے تمام اسلامی اخبارات مین شائع کرایا گیا، جسکے ساتھہ ان سے یہ درخواست بھی کیگئی تھی کہ وہ یونیورسٹی سے اس کتاب کے خارج کرنے کی تحریک کرین۔

تمام اسلامی اخبارات کے عموماً وطن اور پیسہ اخبار کے خصوصاً ہم مشکور ہین کہ اونھون نے اپنے خاص مضامین کے ذریعہ سے یونیورسٹی کو اس طرف توجہ دلائی بلکہ ناشکری ہوگی اگر ہم بعض ہندو اخبارون کے اڈیٹرون کا شکریہ نہ ادا کرین کہ اونھون نے بھی اس تحریک کے ساتھہ ہمدردی ظاہر کی، بعض انگریزی اخبارون نے بھی اسطرف توجہ کی لیکن ان مضامین سے یونیورسٹی پر کوئی اثر نہین پڑا اس لیے خاص کوشش کی

ضرورت ہوئی، چنانچہ اس سلسلہ مین پہلے مارسڈن صاحب کی ہسٹری کے متعلق رجسٹرار صاحب الہ آباد یونیورسٹی کو ایک یادداشت بھیجی گئی اور اوسکے اخراج کی تحریک کیگئی، صاحب موصوف نے سررشتہ ڈائرکٹر صاحب صوبجات متحدہ کو اس باب مین جو کچھ لکھا اور جو جواباً شعبہ کے دفتر مین بھی بھیجا گیا وہ حسب ذیل ہے،

نمبر (۲۳۴۷) ۲۸ اگست ۱۹۱۰ء از اجلاس ایم جی دسے کول صاحب۔ ایم اے۔ رجسٹرار یونیورسٹی الہ آباد بنام ڈائرکٹر سررشتۂ تعلیم صوبجات متحدہ "حسب ہدایت سنڈیکیٹ کمیٹی یونیورسٹی ہذا رپورٹ مورخہ ۳ جولائی ۱۹۱۰ء منجانب شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی بھیجتا ہون جسمین یہ درخواست کیگئی ہے کہ تاریخ ہندوستان مولفۂ مسٹر اے۔ مارسڈن نصاب کورس مڈل کلاس سے بالکل خارج کردی جائے بجاے اسکے تاریخ ہندوستان مولفۂ ایف ڈیلافوس بعد چند ترمیمات کے داخل کیجائے، لہذا آپ سے استدعا کیجاتی ہے کہ مندرجۂ بالا مضمون پر رپورٹ کرین،

یونیورسٹی نے اس یادداشت کی اطلاع خود مصنف کو یعنی مارسڈن صاحب کو بھی دی کیونکہ وہ اتفاق سے اوس وقت ہندوستان مین تھے، اُنھون نے نہ صرف خط وکتابت سے اس مسئلہ کو طے کرنا چاہا بلکہ خود لکھنؤ آنے کی زحمت گوارا کی اور شمس العلما مولانا شبلی نعمانی سے زبانی حسب یادداشت پیش کردہ یونیورسٹی وعدہ کیا کہ وہ اپنی تاریخ سے قابل اعتراض مقامات کو خارج کردینگے، کلکتہ پہونچکر اپریل ۱۹۱۱ء مین اونھون نے حسب ذیل خط لکھا۔

(یکم اپریل از کلکتہ) مائی ڈیر مولوی صاحب، مین آپ کو تکلیف دینا نہین چاہتا، اس تحریر کا منشا یہ ہے کہ ہندوستان مین میرا زمانہ قیام قریب ختم ہے،

بس ایک ہفتہ اور کلکتہ مین رہنا باقی ہے، قبل روانگی مجھے اپنی تاریخ کے طبع ثانی کا انتظام کرنا چاہیے، یہان کے چلے جانے کے بعد عمدہ طریقے سے اسکا انجام دینا نہایت مشکل ہوگا، مین آپ سے حسب ذیل عنایت کا خواستگار ہون،

(۱) مسٹر ڈی لا فوس ڈائرکٹر آف پبلک انسٹرکشن کو اس مضمون کا خط لکھیے کہ چونکہ مسٹر مارسیڈن نے طبع ثانی مین اپنی تاریخ سے اُن چند سطور کا نکالدینا منظور کرلیا ہے اسلیے اب کتاب سے مجھے کچھ تعرض نہین ہے اور اس لیے مین اپنا وہ خط جو اونکی تاریخ کے متعلق آپ کو لکھا ہے واپس لیتا ہون،

(۲) ایک انگریزی اور ایک اردو کتاب مین حاشیہ مین اُن اصلاحات کو جو آپ کرانا چاہتے ہین، میرے پاس بھیجدیجیے، مین آپ کی قیمتی ہدایات کی پوری تعمیل کرونگا، میرا پتہ سرورق پر لکھا ہوا ہی،

مین ہون آپکا مخلص اے مارسیڈن

اسکے بعد شعبہ نے ۱۳ اپریل ۱۹۱۲ء کو جناب ڈائرکٹر صاحب الہ آباد کو حسب ذیل خط لکھا،

جناب من ! مسٹر مارسیڈن کے خط کی نقل آپ کی آگاہی اور معائنہ کیلیے منسلک ہے، وہ اپنی تاریخ ہند سے چند فقرے نکال دینے کے متعلق جو قابل اعتراض ہین میرے خیالات معلوم کرنے کے خواہشمند ہین، بات یہ ہے کہ کتاب کے اوس حصہ کا عام لہجہ جسمین مسلمانون کی تاریخ سے بحث ہے نسبتاً غیر منصفانہ ہی اور اسکا تو کچھ کہنا ہی نہین ہے کہ کتاب مین بہت سے واقعات غلط بیان کیے گئے ہین۔ کتاب کے پہلے حصہ مین جسمین ہندؤن کا ذکر ہے کوئی ایسی بات معلوم نہین ہوتی جس سے اونکے قومی حساس کو گزند پہونچے مگر اسکی وجہ ممکن ہے یہ ہو کہ کتاب مذکور کی

اُردو تالیف ترجمہ مین ایک ہندو جنٹلمین کا نام بھی شامل ہے، محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس نے ایک سب کمیٹی اس غرض سے قائم کی ہے کہ صوبہ آگرہ و اودہ مین جو کتابین اسکول مین داخل نصاب کیجائین وہ اونکی جانچ پڑتال کرے، اسکے سکرٹری مسٹر آفتاب احمد خان لکھتے ہین کہ کتاب مذکور کمیٹی کے زیر غور ہے اور اوسکا نتیجہ عنقریب شایع کیا جائیگا،

بہرحال اگر مسٹر مارسڈن قابل اعتراض فقرون کے نکال دینے اور اُن غلط بیانات کی جو اوسمین پائی جاتی ہین تصحیح کر دینے کا وعدہ کرتے ہین تو مجھے نظر ثانی کردہ کتاب کی اشاعت و استعمال مین کچھ عذر نہوگا۔

اس خط کے جواب مین ۱۰ جولائی ۱۹۱۱ء کو شعبہ کے نام ڈائرکٹر صاحب الہ آباد کا حسب ذیل جواب نمبری (۱۷۸۰) آیا

منجانب آنریبل مسٹر سی ایف ڈیلا فوس ایم - اے ڈائرکٹر صیغۂ تعلیمات عامہ صوبۂ متحدہ -

بخدمت جناب مولوی سید سلیمان صاحب سکرٹری صیغۂ تصحیح اغلاط تاریخ اسلامی -

جناب من - بحوالہ خط شمس العلما مولانا شبلی نعمانی مورخہ ۱۳ - اپریل ۱۹۱۱ء، مین آپ کو اس امر سے مطلع کرنے کی عزت حاصل کرتا ہون کہ مسٹر مارسڈن کے اوس خط کی نقل جسمین اُنھون نے اپنی تاریخ ہند سے قابل اعتراض فقرون کے نکال دینے کا وعدہ کیا ہے اور جسے آپ نے منسلک کرنا لکھا ہے - ابھی تک ہمارے آفس مین نہین پہونچی،

بہرحال معاملہ یہان تک طے ہوچکا ہے جس سے قیاس ہو سکتا ہے کہ اگر

چند سال تک اس قسم کی کوششین رہین تو یونیورسٹیان اس قسم کی کتابون سے پاک ہوسکتی ہین، لیکن بڑی مشکل ایک اور ہے اور وہ یہ ہے کہ بعض کتابین ایسی ہین جنمین کوئی بات بظاہر قابل اعتراض نہین، لیکن کتاب کا ٹون اور لہجہ ایسا ہی جس سے کہین تومسخر اور کہین تحقیر سمجھی جاتی ہے، ان کتابون کا کیا علاج ہے ؟ بالفرض اگر مسلمانون کی چیخ پکار سے یہ کتابین یونیورسٹیان اسوقت نکال دین تو آیندہ کے لیے ہمکو کیا اطمینان ہوسکتا ہے کہ اس قسم کی کتابین دوسرے سال پھر نہ داخل کردیجائینگی نیز اور چند مشکلات قابل ذکر ہین اول یہ کہ غیر مسلمان یونیورسٹی کے مختلف صیغون مین بھرے ہوے ہین اور انھین کی تالیفات داخل نصاب ہوتی رہتی ہین، یہ کتابین عام طور سے ایسی ہوتی ہین کہ اُنمین اسلام اور تاریخ اسلام کے متعلق جوالفاظ استعمال کیے جاتے ہین اونکا نمونہ آپ کے سامنے پیش کیا جاچکا ہے —

اسکے علاوہ ہم آپ کو دکھانا چاہتے ہین کہ ایک شخص کو ایک تاریخ کے مرتب کرنے مین بغیر کسی اعتراض کے دوسرون کی قومی و مذہبی تحقیر کے ساتھ اپنے مناقب قومی و مذہبی کے ذکر کے کس کس قسم کے مواقع مل سکتے ہین —

الہ آباد یونیورسٹی مین دو کتابین داخل ہین، پہلی کتاب مینول جغرافیہ ہی جو کرسچین لٹریچر سوسائٹی فار انڈیا کی تصنیف ہی عیسائیون کا قومی حیثیت سے ہندوستان مین کوئی پایہ نہین ہے، اب آپ بغور دیکھین کہ ایک عیسائی سوسائٹی جغرافیہ کے مباحث مین جس سے قوم و مذہب کو کوئی تعلق نہین کس طریقہ سے دوسری قومون کے مقابلہ مین اپنی عظمت مسلمان اور ہندو بچون کے دل مین قائم کرتی ہے، اس

کتاب کے حسب ذیل فقرون پر غور کرو " یہودیت، عیسائیت، اسلام سکھاتا ہی کہ خدا ایک ایسی ذات ہے جس نے انسان پر اپنے آپ کو خود ظاہر کیا ہے، یہودیت عہد عتیق پر مبنی ہے، عیسائیت عہد عتیق کو تسلیم کرتی ہے لیکن اوسکے ساتھ عہد جدید کا بھی اضافہ کرتی ہے، اور وہ خدا کے اوس کام (الہام) پر مشتمل ہے جسکو اوسنے ایک انسان مین اور عیسٰی مسیح کے کامون مین آدمیون پر ظاہر کیا ہے، اسلام قرآن پر مبنی ہی، عیسائیت سب سے زیادہ دنیا کی ترقی یافتہ اقوام کا مذہب ہے" (ص۴۲)

حضرات! ایسی یونیورسٹی کو جسے ہندو، مسلمان، اور عیسائی سب سے ساتھ یکسان تعلق ہے، کیا حق ہے کہ چند مذاہب کے ذکر کے موقع پر کسی خاص مذہب کی نسبت اتنے تعظیمی الفاظ کا اضافہ کرے، اسکے بعد سوسائٹی کے جغرافیہ مین لکھا ہے " ہر مذہب کے پیرودن کی ٹھیک تعداد معلوم نہین ہوسکتی تخمینہ یہ ہے عیسائیت (۴۷) کرور، یہودیت اسی لاکھ، اسلام اونیس کرور، ہندو بیس کرور، بودہ بیس کرور اسی لاکھ اور دیگر مذاہب تین کرور چالیس لاکھ" ص۴۲

اس فقرے مین کسی مذہب پر ناجائز حملہ نہین لیکن سوال یہ ہے کہ بیس کرور ہندو اور تینتالیس کرور عیسائیون کے مقابلہ مین مسلمانون کی صرف اونیس کرور تعداد کیا اونکی تحقیر نہین ہے اور تحقیر نہو تو کیا خلاف واقع نہین ہے؟

ہم فرض کرتے ہین کہ ہندوستان مین صرف چھہ کرور مسلمان ہین، چین مین کم از کم چار کرور ہین، میلشیا مین کم از کم چار کرور ہین، ایران مین کم از کم ایک کرور، افغانستان مین کم از کم ایک کرور، روس مین کم از کم تین کرور، مصر مین ایک کرور، ٹرکی و عرب و شام مین تین کرور، افریقہ مین کم از کم چھہ کرور، مختلف جزائر و ممالک یورپ جیسے آسٹریلیا

بلگیریا، یونان، کریٹ وغیرہ وامریکہ مین ایک کرور مجموعہ تقریباً تین کرور ہی، ایک اور جگہ بھی
ہندوستان کے تمام مذاہب کے متعلق دو دو لفظ لکھکر حسب ذیل تفصیل درج کردی ہے،

''عیسائیت اب ہندوستان کے مختلف حصون مین ترقی کر رہی ہے، یہان پراٹسٹنٹ
مشنری ٹرنیکو سار پر ۱۵۸۰ء سے شروع ہوی اب ہندوستان مین قریب قریب تیس لاکھ
کے عیسائی ہین اور اونکی تعداد ہر سال بڑھتی جاتی ہے، انمین تقریباً ایک ثلث پراٹسٹنٹ
اور باقی رومن کیتھولک اور شامی عیسائی ہین، کئی صدیون سے شامی عیسائی جنوبی
اور مغربی سواحل پر آباد ہین'' صفحہ ۸۴

یہ سب کو معلوم ہے کہ چین مین مسلمانون کی تعداد کافی ہے، لیکن سوسائٹی
کی نظر مین چین مین مذہبی مردم شماری کے ذکر کے موقع پر اسلام کے ذکر کی ضرورت نہین
لیکن عیسائیت جو ابھی وہان بالکل اجنبی ہے اوسکے ذکر کی ضرورت ہے،

دوسری کتاب جسکا مین اس وقت حوالہ دینا چاہتا ہون وہ رمیش چندر دت
کی تاریخ ہے اسمین گو کسی مذہب و قوم کو برا نہین کہا گیا لیکن ہندو عہد مین ہندؤن
کے دور ترقی کا اس مبالغہ کے ساتھہ اس مین ذکر کیا گیا ہے اور اون کے علوم و فنون
اور تمدن کی تصویر اس طرح کھینچی ہے جسکو دیکھکر یقین ہو جاتا ہے کہ اس قوم کے مقابلہ مین
دنیا کی کوئی قوم نہین پیش کیجا سکتی،

ہمارے مسلمان اہل قلم کو جو یونیورسٹیون سے متعلق ہین، اسکی طرف اول تو
کوئی توجہ نہین، دوسرے اگر کسی نے کوئی تاریخ لکھی بھی تو محاسن عہد اسلام اوسکے
قلم سے نہین نکلتے، مثلاً عبدالکریم بی۔اے۔ کی ہسٹری پیش نظر ہے جو کلکتہ یونیورسٹی
مین داخل ہے، ایک اور مشکل یہ ہے کہ انگریزی اور اُردو کے سوا کورس کی جو کتابین

مرہٹی اور ہندی وغیرہ دوسری زبانون مین پڑہائی جاتی ہین اونکی اصلاح کی کیا صورت ہے؟ مرہٹی زبان مین جو کورس ہے اوسمین عالمگیر کی عزت و شرافت تک پر حملہ کیا گیا ہے، ممالک متوسطہ کے مقامات جبلپور و ساگر وغیرہ مین ہندی کی پستکین جاری ہین جنکو ہندو مسلمان سب پڑہتے ہین، ایک ہندی پستک حصہ سوم صفحہ ۲۸ سطر ۴ و ۵ مین ہے "مسلمانون نے اپنا دہرم تلوار کے زور سے پھیلایا" کیا ایک عام یونیورسٹی کی کتب نصاب مین کسی مذہب کے متعلق ایسے الفاظ مناسب ہین ؟

اس موقع پر یونیورسٹی سے دو باتین قابل سوال ہین، مذہب اسلام کی جو حقیقت انگریزی تاریخی کورس مین ظاہر کی جاتی ہے اوسکی ضرورت یون پڑتی ہے کہ اسلامی عہد کے ذکر مین افغان فاتحین کا ذکر آتا ہے، افغانون کے ذکر کے ساتھ مصنفین یونیورسٹی کو یہ بتانا پڑتا ہے کہ ان کا مذہب کیا تھا اور یہ بھی بتانا پڑتا ہے کہ ان اقوام مین اسقدر شجاعت کیون ہے ؟

ناچار ان دونون کا جواب دینا پڑتا ہے کہ ان کا مذہب اسلام تھا، جسکے یہ اوصاف ہین اور اونکی شجاعت اوس خونخوار مذہب کا اثر ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ اگر قوم کے ذکر کے موقع پر اوسکے مذہب کا خصوصیت کے ساتھ ذکر ضروری ہے تو ہندو عہد مین ہندوؤن کی مذہبی تعلیمات کا اور انگلش عہد کی ابتدا مین عیسائیت کی تاریخ کیون نہین بیان کیجاتی، اور اگر عام طور پر قوم کے مذہب کا ذکر ضروری نہین تو پھر خواہ مخواہ صرف مسلمانون کے سر پر یہ احسان کیون ہے؟

دوسری بات یہ ہے کہ ہر قوم مین بھلائیان اور برائیان دونون ہوتی ہین تاریخ کا فائدہ یہ ہے کہ اوسکو دیکھکر اور سن کر انسان اس سے فائدہ حاصل کرے،

مسلمانون کے عہد کی صرف بُرائیان چن لینا اور بھلائیان چھوڑ دینا انصاف کاکہان تک مقتضا ہے اوراس سے اسکولون کے بچون کو بجز اس بات کے کہ مسلمانون کی بُرائیون کے واقعات ازبر ہوجائین اورکس قسم کا فائدہ پہونچ سکتا ہے ؟

ان تمام امور کی تفصیل کے بعد مشکلات بالا کے حل کرنے کی حسب ذیل تجویزین پیش کیجاتی ہین،

(۱) سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ ارباب قلم کو توجہ دلانا چاہیے کہ وہ ہندوستان کی ایک ایسی اسلامی تاریخ لکھین جو یونیورسٹی کورسمین داخل کرائی جائے، اور بغرض ترغیب اس قسم کی تاریخ لکھنے والون کے لیے انعام مقرر کیا جائے،

(۲) چونکہ یونیورسٹی کی تعلیم نے عام طور سے ہندوستان کی اسلامی تاریخ سے متعلق نہایت کثرت سے غلط معلومات پھیلادی ہین اسلیے ضرورت ہے کہ عہد اسلام کی ایک مفصل اور محقق تاریخ نہایت استیعاب کے ساتھ لکھی جائے اور وہ شعبہ کی طرف سے شایع کیجائے،

(۳) ہرصوبہ مین مسلمانون کو اپنی اپنی یونیورسٹی کی کتب نصاب کی نگرانی کیطرف توجہ دلائی جائے،

اس صیغہ کی رپورٹ کے بعد **شمس العلما مولانا شبلی صاحب نعمانی** کی وہ بیش بہا تقریر شروع ہوئی جو دارالعلوم کی ضرورت پر آپ نے کی تھی اور جسمین آپ نے کافی طور سے دارالعلوم کے مقاصد واغراض پر روشنی ڈالی اور اوسکی ضرورت کو بہت خوبی سے ظاہر فرمایا تھا، اس موقع پر ہم وہ تقریر درج کرتے ہین۔

تقریر شمس العلما مولانا شبلی نعمانی

ندانم این کہ سر رشتہ در کجا بند ست ۔۔۔ کہ آہ من بکشیدن نمی شود آخر

حضرات مین اس موضوع پر صرف آج ہی نہین کھڑا ہوا ہون۔ بلکہ کہنے کو کئی بار کہ چکا ہون، لیکن یا تو لوگون کا دل نہین تھا یا میرے زبان نہین تھی اس لیے مجھے غالب کا یہ شعر کہنا پڑتا ہے کہ ؎ یارب وہ نہ سمجھے ہین نہ سمجھین گے مری بات ؛ دے اور دل اونکو جو نہ دے مجھکو زبان اور ؛ حضرات مسئلہ اولین یہ ہی بلکہ مقدم مسئلہ یہ ہے کہ آپ اتنے دور دراز مقامات سے جو بلائے گئے ہین، آپ کو جو یہ تکلیف دی گئی ہے، آیا کسی ضروری کام کے لیے آیا حقیقت مین کوئی ضروری چیز ہے یا جس طرح ایک شخص کے گھر پر تقریب ہوتی ہے یا شادی ہوتی ہے تو وہ اوسکی ضرورت خاص ہے، اگر وہ اپنے احباب اور دوستون کو بلاتا ہے اور لوگ اوسکی خاطر سے چلے آتے ہین۔ لیکن یہ مسلمہ ہی کہ وہ کوئی ضرورت عام نہین ہے، کیا اس حیثیت سے آپ صاحبان تشریف لائے ہین۔

حضرات اس وقت قوم کو اتنی ضرورتین پیش ہین، اسقدر قوم مختلف مصائب مین گرفتار ہو رہی ہے کہ اگر وہ اپنا وقت، اپنا مال، اپنا روپیہ اسی طرح سے ہر ایک کام پر ضائع کیا کرے تو قوم بالکل برباد ہو جائیگی اور اوسمین اتنی قابلیت نہین ہے کہ وہ اتنے مصارف کثیر کے لیے روپیہ لائے نہ اوسکا وقت اتنا ارزان ہے کہ جسے وہ ضائع کر سکے، ہمارے ایک شاعر نے کہا ہے ؎ فکر معاش ذکر بتان یاد رفتگان ؛ دو دن کی زندگی مین بھلا کیا کرے کوئی ؛ اس لیے سب سے پہلے ہمارے حاضرین آڈینس کا یہ کام ہونا چاہیے

اکہ خود کل مسلمان مطالبہ کرین کہ تم جو اترا تے ہو اور تمام دنیا کے لوگون کے سامنے اعلان کرتے ہو کہ ندوہ ایک ضروری شے ہے، ندوہ حقیقت مین ایک ضروری شے ہے یا نہین۔

اب حضرات! اس بات کا زمانہ نہین رہا کہ لیڈر لوگ آپکو احمق بنا لین اور جو کچھ وہ کہہ دین آپ اوسکو تسلیم کر لیا کرین وہ زمانہ نہین رہا ہے کہ چند سر برآوردگان قوم (خواہ کسی حیثیت سے وہ ممتاز ہو گئے ہون) علانیہ تمام لوگون سے کہتے ہین کہ آؤ یہ ایک بہت ضروری چیز ہے، اور غریب آنکھین بند کیے ہوے اونکے پیچھے پیچھے چلے آتے ہین، اب زمانہ یہ ہے کہ خود جو لوگ کسی قوم کے ہین اور جو عام پبلک ہے وہ خود تصفیہ اس بات کا کرین کہ ہم سے لوگ کیا کہتے ہین اور ہمین کس راستے پر لیے آتے ہین، اوس سے بہتر کون زمانہ پیدا ہو سکیگا، عمر فاروق کے زمانہ سے بہتر کونسا زمانہ ہو سکتا ہے، جبکہ اونھون نے ایک موقعہ پر کہا کہ اگر مین خلاف شریعت کہونگا تو تم میرا کیا کرو گے، تو ایک بدو کھڑے ہو کر کہتا ہے کہ مین تجھے سیدھا کر دونگا، یہ کوئی وجہ نہین ہے کہ آپ خود اس بات کا فیصلا نہین کرتے آپ کو خود فیصلہ کرنا چاہیے کہ ندوہ حقیقت مین ضروری شے ہے یا نہین ہے، اگر نہین ہے تو یہان لتنے احباب ہین اتنے بزرگ ہین اتنے اہل رائے ہین آپکو قطعی فیصلہ کرنا چاہیے حقیقت مین اس سے زیادہ افسوسناک اور کوئی بات نہین، ہمکو مسلم لیگ کا کام ہے، ہمکو یونیورسٹی کا کام ہے، ہمکو علی گڈہ کالج کا کام ہے اور ہمکو پچاسون کام ہین، اس لیے پہلے سب سے زیادہ مقدم کام یہ ہے کہ آپ ٹھنڈے دل سے نہایت صحیح منطق سے اور نہایت صحیح فلسفہ سے اور نہایت صحیح فیلنگ سے اس بات کا فیصلہ کرین کہ ندوہ حقیقت مین کوئی چیز قوم کے لیے ضروری ہے یا نہین، اگر نہین ہی تو صاف علیحدہ ہونا چاہیے، کسی کی پروا نہین کرنا چاہیے، کسی کا اجارہ نہین ہی کوئی دوستانہ رشتہ نہین ہے یہ

قومی معاملہ ہو اور اگر حقیقت مین ضروری چیز ہے تو زیادہ توجہ اور زیادہ لطافت کے ساتھ آپ کا عمل ہونا چاہیئے، نہ اس طرح کہ آپ بذریعہ دعوت اور باصرار اور بجبر بلائے جائین۔ اس فیصلہ کے لیے کہ ندوہ کوئی ضروری شے ہی یا نہین، سب سے پہلے ہمکو یہ فیصلہ کرنا ہے کہ ہماری تمام نوعیت کا ہماری تمام ضرورتون کا ہماری تمام زندگی کا اور ہمارے تمام خیالات کا محور اصلی کیا ہے؟ کیا محور ہے کہ جسکے گرد ہم گردش کر رہے ہین؟ جبتک ایک مرکز یا مقصد نہ قائم کر لیا جاوے کسی چیز کے ضروری یا غیر ضروری ہونے کا فیصلہ نہین ہو سکتا، ہر ایک قوم نے دنیا مین اپنا ایک محور قرار دیا ہے اور ایک منصوبہ قرار دیا ہے اوسکے گرد دورا کرتے ہین، ایک نظام شمسی افعال مین بھی جاری ہے، جس طرح نظام شمسی بھی آفتاب ہے اوسکے گرد تھارے سیارے حرکت کرتے ہین، اور اوسکی طرف جذب ہوتے رہتے ہین اور اوسکی طرف مائل ہین، اوسی طرح انسان کی حرکات ارادات جذبات اور تمام اغراض کا ہمیشہ ہر شخص مین ایک نظام ہوا کرتا ہی، ایک محور ہوا کرتا ہے جسکے گرد اوسکے تمام خواہشات اور جذبات پھرا کرتے ہین، اسوقت ہمارا محور کیا ہے ہمارے تمام افعال اور ارادے کیا ہین؟ مثلاً یورپ ہے اوسنے اپنا محور قومیت قرار دیا ہے نیشن کو یعنی یورپین ہونے کو، جو شخص یورپین ہے اون کے نزدیک اوسکے حقوق دفعتًا بالاتر ہو جاتے ہین بہ نسبت اون تمام لوگون کے جو یورپین نہین ہین، یورپ کا ایک جاہل گروہ، ایک اُجڈ ایک بدتر سے بدتر فرد اونکے نزدیک ہم تمام شریف سے شریف شخصون سے اور ذات والے انسانون سے اور اعلیٰ نسب والون سے زیادہ رتبہ اور حق رکھتا ہے، کیون؟ اس لیے کہ اونکا محور اونکا مرکز خیال قومیت ہے، اسلیے جہان یہ قومیت پائی جائیگی وہان اونکی تمام محبت، ہمدردی، جوش اور سب چیزین اوسکے گرد پیدا ہو جائینگی اور اگر یہ محور نہین ہے تو تمام چیزین اوس سے ہٹ جائینگی۔

لیکن اب سوال یہ ہی کہ ہمارا محور اب کیا ہے، آیا جسطرح سے یورپ کا محور قومیت ہے ؟ یا جسطرح سے پارسیون کا محور اونکی نسل اور اونکا مجوسی ہونا ہے ؟ اور کسی اور قوم نے جس نے کہ جغرافیہ اور زمین کی رو سے اپنا محور قرار دیا ہے جو کسی خاص ملک کے رہنے والے ہین، وہ سمجھتے ہین کہ جو اوس زمین سے پیدا ہوا ہے وہ ہمارا ہے اور ہم اوسکے ہین اور ہمارے عام جذبات اوس سے متعلق ہین آیا یہی ہمارا محور ہے، آپ فیصلہ کرینگے کہ ہماری قومیت ہماری نیشن ہمارا وجود نہ نسل ہے نہ ملک ہے نہ زمین ہے، ہماری ہستی ہمارا وجود کل کا کل، مذہب اور فقط مذہب ہے (چیرز) آپ اس بات کا خیال فرما سکتے ہین اور آپ جان سکتے ہین کہ ایک شخص جو کہ آج اس وقت تک چمار ہے اور جو بدترین فرد ہے ہندستان مین نہ خود ہمارے نزدیک نہین خود اونکی قوم کے نزدیک یعنی ہندو لوگون کے نزدیک اچھوت ہے شدر ہے اوسکو مطلقاً اجازت نہین ہے، اعلی سوسائٹی مین بیٹھنے کی اگر اوسکے کان مین علم کی آواز پہونچے تو اوسکے کان مین سیسہ پلا دینا چاہیے، اگر وہ چمار وہ ارذل ترین خلق آپ لوگون کے سامنے یہ کہدے کہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ تو کچھ فرق باقی نہین رہتا ہے ہم مین اور اوسمین (چیرز) اگر مسجد مین نماز کی جماعت ہو اور وہ چمار صف مین جا کر کھڑا ہو تو کوئی حق نہین پہونچ سکتا ہے اس صدر کو یا کسی سلطان کو کہ وہ کہے کہ وہ تو چمار ہے اور مین سلطان ہون (چیرز) تو جب ہماری قومیت ہمارا وجود ہماری نیشن کل کی کل مذہب ہے تو ہمارا محور ہمارا مرکز گردش فقط مذہب ہے فقط دین ہے اور کوئی چیز نہین (مرحبا) جو شخص اس سے زیادہ کوئی چیز پیدا کرنا چاہتا ہے وہ جاہل ہے، اس بات کے تسلیم کرنے کے بعد کہ ہمارا مرکز خیال ہمارا مذہب ہے اب ہمکو یہ غور کرنا ہے کہ اس وقت ہم مذہب کے لیے ہندوستان مین کیا کر رہے ہین جس چیز پر ہماری تمام زندگی موقوف ہے

اوسکے لیے ہم کیا کر رہے ہین!

حضرات غور کیجیے یہ خیال کرنے کی بات ہے یہ معترضہ جملہ عرض کرتا ہون ہمیشہ کام لینے والون کو دنیا کی اس بات کو تاکنا چاہیے اور اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ اول کس چیز سے کام لینا چاہیے اور اونکو دیکھ لینا چاہیے کہ خود ایسی اشیا مین کہان تک مادہ اور گرمی اور قوت فاعلیہ موجود ہے اوس چیز کے متحرکات کو اور اوسکے جوش کو دیکھ لینا چاہیے کہ وہ چیز فوراً ابل پڑیگی اور فوراً مشتعل ہو جائیگی تمام چیزون مین ایک مخفی جوہر تاہی لیکن ابھرا ہوا نہین ہوتا اوسکو اگر ابھارو گے تو ابھر جائیگا لیکن اگر جوہر نہین ہی تو کتنی ہی تدبیرین کیجاوین کتنا ہی زور ڈالا جاوے وہ مشتعل نہین ہوگا اور نہ ابھریگا مسلمانون مین غور کرکے دیکھ لو اونمین بہت قومیت کے جذبات کو پیدا کیا گیا تعلیم کے بہت کچھ جذبات پیدا کیے گئے تمام چیزون کی طرف اونکو مائل کیا گیا اونکے جذبات کو منعطف کیا گیا بلکہ بہت جگہ ہمارے مسلمان خود مصر مین جہان سے ہمارے صدر صاحب تشریف لائے ہین وہان وطنیت کی فیلنگ کو پیدا کرنا چاہتے ہین، ایک گروہ یعنی نیشن پارٹی پیدا ہوا ہے، آیا یہ جذبات ہم مین آسانی سے مشتعل ہو سکتے ہین؟ سخت ناکامی اسمین ہوئی ہے اور ہوگی، ہماری جو نیشن ہے ہمارا جو وجود ہے اوسی جذبہ کو حرکت مین لانے سے کام نکلے گا، اوسی جذبہ سے کام لینا ہے، اوسی کو گرمانے سے ہم کام دیکھین گے، اور ہمارے پرزے متحرک ہو جائینگے۔

اب یہ غور کرنا ہے کہ بقاے مذہب کے متعلق ہم مسلمان اس موجودہ حالت مین کیا کر رہے ہین۔

حضرات! اسلام پر ایک مدت مدید گذری ہے اسلام نے ہر قسم کا زمانہ پایا ہے،

اور ہر قسم کے دور اس پر گذرے ہین، ہماری پچھلی تاریخ ہمارے لیے ایک ایسا نمونہ ہے کہ نقر و دولت مین افلاس اور غنا کی حالت مین، حکومت اور محکومیت بہی ہر قسم کے تجربے ہمارے اسلاف کے موجود ہین، ہم کسی حالت مین ہون ہمارے لیے ایک شمع ہدایت موجود ہے، اگر ہم اوسکو اختیار کرین تو ہم بے شبہ تمام کامون مین کامیاب رہین گے، ہمارے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دور نہین گذرا ہے جو فقط محکومیت اور مغلوبیت کا دور ہے جبکا جو کچھ مقتضے تھا عیسیٰ علیہ السلام نے اوسکی تلقین فرمائی، وہ ایسے گروہ کے لیے مناسب ہے جو انھین حالات مین ہو، لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے وہ زمانہ نہین پایا جبکہ وہ خود بادشاہ ہوتے اور اونکی کوئی رعایا ہوتی، اس لیے انجیل کے احکام اس قسم کی ضروریات سے خالی ہین ۔ اب مین اصل مسئلہ کو چھیڑتا ہون، عملاً دیکھتا ہون کہ گذشتہ زمانے مین دو قسم کا دور اسلام پر گذر چکا ہے ۔

ایک وہ زمانہ ہے کہ ۱۳ برس تک جناب رسول اکرم صلعم مکہ معظمہ مین تشریف رکھتے ہین ایسی مظلومیت کی حالت مین ہین کہ نماز پڑہنا ممکن نہین، گھر سے نکلنا ممکن نہین وعظ کے لیے کھڑے ہوتے تو کافر پتھر مارتے، اُن کو زخمی کر دیتے ہین جس جگہ آپ وعظ دیتے ہین ایک شخص کھڑے ہو کر کہتا ہے کہ جھوٹ کہہ رہا ہے، جو لوگ آپ پر ایمان لانا چاہتے ہین اونکو گرم بالو پر لٹایا جاتا ہے، اون پر گرم پتھر رکھا جاتا ہے اور سنگسار کیا جاتا ہے اور اونسے فرمائش کی جاتی ہے کہو لات ۔ عزا، وہ کہتا ہے ۔ احدا ۔ احدا ۔ احدا ۔ (خدا ۔ خدا ۔ خدا)

اور ایک وہ زمانہ گذرا ہے کہ جناب رسول اکرم کی ہدایتین ہمارے لیے اس دور کے مناسب موجود ہین اور ہم اونسے فائدہ اوٹھا سکتے ہین مگر اسکے ساتھ جناب رسول اکرم

صلعم نے جو کچھ سکھلایا تھا فقط تصوری ہی مین تخیلات مین نہ تھے بلکہ عملاً دنیا کو ایک نمونہ دکھلا
دینا تھا، خود اسلام پر ایک زمانہ ایسا بھی خدا نے گذارا جو دوسرا پہلو ہے زندگی کا یعنی
حاکم ہو کر رہنا، غالب ہو کر، بادشاہ بن کر مدینہ منورہ مین واپس آئے، فتح مکہ نصیب ہوئی،
وہ سرکش جنھون نے کیا کیا ستایا تھا، مغلوب ہو گئے، دب گئے، وہ دور پیش آیا کہ یا تو انھون
نے سختی سے مجبور کیا تھا کہ آپ مکہ معظمہ سے تشریف لے جائین مدینہ منورہ کو، یا وہ زمانہ آیا
کہ دس ہزار صحابہ آپکے ساتھ مین شان و شوکت سے مکہ معظمہ مین داخل ہوتے ہین اُس وقت
خود حضور کی آنکھین آبدیدہ ہو جاتی ہین کہ مین کس حالت سے نکلا تھا اور کس حالت مین
واپس آیا، اس وقت آپ حرم محترم کے چوکھٹ پر کھڑے ہین اور اونھین کافرون کو جنھون
نے جسم نبوی کو آزار پہونچایا تھا اور ستایا تھا آنحضرت اون سے مخاطب ہو کر فرماتے ہین
اے لوگو تم جانتے ہو کہ مین آج تم سے کیا برتاؤ کرونگا اور ابھی تم سے کیا کرنے والا ہون؟
اب اون سے استفسار ہے کہ کچھ خبر ہے کہ آج مین تم سے کس طرح پیش آؤنگا، وہ لوگ بھی
نباض تھے، سمجھتے تھے رسول اللہ کے اخلاق و عادات سب پر ظاہر ہو چکے تھے کسی نے
کہا اے محمد تو شریف اور ہمارا بھائی ہے تو شریف بھتیجہ ہے، جن کو رسول اللہ کے بھتیجہ
ہونے کا رشتہ تھا اونھون نے کہا کہ اے محمد تو شریف بھتیجا ہے کسی نے کہا کہ تو شریف
بھائی ہے، رسول اللہ نے فرمایا کہ تم دوست ہو جاؤ سب کو چھوڑا کسی قسم کا مواخذہ نہین۔
ایک یہ دور پیش آیا ہمکو اسلام نے ہر دور کے موافق نمونے اور مثالین بتا دی ہین اور
ہم عمل کر سکتے ہین، ہم ایسی تقلید جامد مین نہین پڑ سکتے، ہمکو اگر آپ ایسی تقلید جامد مین
رکھنا چاہتے ہین تو اب وہ زمانہ گذر گیا کہ خواہ آپ مذہبی لیڈر رہون یا دنیاوی لیڈر رہون اب
ہم ایسی تقلید جامد مین گرفتار نہین ہو سکتے ہین۔ ۷۰ برس کا جو دراز زمانہ پہلے تھا اوسکی

جو ضروریات اور حالات تھے اوسپر بھی ہم قائم رہے ہین اور اسی طرح سے ہم تمام باتون کو ایسی سختی کے ساتھ پکڑے ہین اور ذرا بھی اپنے لیے تغیر اختیار نہ کرین تو اسکے معنی یہ ہین کہ ہم فنا ہو جاوینگے، اس کشمکش کے زمانہ مین ناممکن ہی کہ ہم کسی کا مقابلہ کرسکین، اس وقت ہم کو یہ فیصلہ کرنا ہے کہ زمانہ کہان نکل آیا ہے ضروریات مذہب اب کیا پیدا ہو گئین ہین، ان ضروریات مذہبی کے لیے ہمین اب کیا سامان پیدا کرنے ہین -

حضرات ناراض ہونے کی بات نہین ہے یہان تو آپ کو یہ حق ہے کہ مجھے گردن پکڑوا کر نکلوا دیجیے، لیکن سچ کہنے پر مجھے سزا نہ دیجیے، مین کہتا ہون کہ جب سو برس کے اندر کے زمانے کی ضرورتین خود ہمارے مذہبی امور کے متعلق اسقدر بدل گئی ہین کہ ایک قرن کثیر کا فرق پیدا ہو گیا ہے، اور اگر ہم لوگون کو ہمارے تمام پیشوا اسی حالت مین جکڑ کر رکھنا چاہتے ہین کہ جس حالت مین ہم دو سو برس پہلے تھے، ہماری تعلیم ہمارا نصاب ہماری تمام ترقیان ہمارے تمام واقفیت السنہ اگر بالکل ابھی تک وہی قائم رکھی جاتی ہین جو آج سے دو سو برس قبل تھین تو کیونکر ہم مقابلہ کرسکتے ہین؟ آپ جانتے ہین کہ کیا ضروریات مذہب مین پیدا ہو گئی ہین؟ امریکہ مین ایک جلسہ کانفرنس ہوتی ہے وہ اعلان کرتی ہے کہ دنیا بھر مین جو مذہب حق ہو وہ آئے، ایک میدان مقابلہ ہی اگر وہ اپنے سچے مذہب کو پیش کرے جسکے مذہب مین سچائی ہوگی ہم اوسکو تسلیم کرینگے، چند سال ہوے ایک مذہبی کانفرنس امریکہ مین قائم ہوئی اوسنے بہت بڑی فیاضانہ مہمانی گوارا کر کے تمام لوگون کو جمع کیا۔ حضرات عبرت کی بات ہے کہ اس امتحان کے موقع پر اس گھوڑ دوڑ مین، اس میدان مناظرے مین پارسی گئے، حالانکہ اونکا مذہب مذہب دعوت نہین ہے، اونھون نے اپنے مذہب کی حقانیت ثابت کی،

ہندو گئے، جبکہ دوسرے مذہب والون کو اپنے مذہب مین نہین بلا سکتے بغیر آریہ لوگون کے، اونمین ایک شخص تھا، اوسنے تقریر کی اوسکا لکچر مین نے اُردو مین ترجمہ کراکر چھپوا دیا ہے، وہ گئے، یہودی گئے، غرض دنیا کا کوئی مذہب اور دنیا کی کوئی قوم باقی نہین رہی جو اس میدان مناظرہ مین نہین گئی اور جسنے اعلان کے ساتھ اپنے مذہب کی آزادی اور اپنے مذہب کی خوبی نہین بیان کی، لیکن اس کلیہ عام سے جو مین نے ابھی بیان کیا ہی اگر مستثنےٰ رہے تو صرف ہمارے مسلمان بھائی، ایک داعی اور ایک واعظ اسلام کا امریکہ نہین گیا، نہ صرف ہندوستان سے بلکہ ایران سے مصر سے افریقہ سے قسطنطنیہ سے کسی جگہ سے کوئی شخص ایک بھی مسلمان نہین گیا -

کیا فائدہ ہی اس تمام تعلیم سے جو تمام دنیا مین دی جا رہی ہی؟ کیا فخر کرسکتے ہین ترکون پر اس بات کا کہ وہ یورپ کے علوم و فنون جدیدہ سیکھ رہے ہین؟ بھاڑ مین جائین یہ علوم و فنون جدیدہ جب اونھون نے یہ قابلیت پیدا نہین کی کہ وہ ایک ترک کو امریکہ بھیج سکتے جو امریکہ جاکر اونکی زبان مین مذہب اسلام کی تعلیم و تلقین کرسکتا کیا ہمارے علما سبکدوش ہو سکتے ہین اپنے اس فرض سے اپنی منطق سے اپنے حیلے سے اپنی حجتون سے کیا ہم کو مجبور و زیر کر سکتے ہین، گذر گیا وہ زمانہ اندھیر کھانے کا اب ممکن نہین کہ دنیا ان ضرورتون کو محسوس نہ کرسکے اگر ہمارے پیشوایان دین ان ضرورتون کو رفع نہ کرینگے اور علوم و فنون جدیدہ کو نہ سیکھین گے اور اگر اُن زبانون کو نہ حاصل کرینگے اور اب بھی یہ فتوی جاری رکھینگے کہ اُن زبانون کا سیکھنا ناجائز ہے، تو اونکو منصب مقتدائی چھوڑ دینا چاہیئے اور علیحدہ ہو جانا چاہیئے، مین نے ایک جزوی مثال اس بات کی پیش کی ہے کہ ہماری دنیوی ضرورتین بدل گئی ہین اور ہمکو کہان تک

زمانے کے ساتھ منقلب ہوجانا چاہیئے کیا پہلو بدلنا ہے ہمکو دفعتاً زمانے کے ساتھ اور
ادن ضروریات کے ساتھ؟ اسلیے مختصراً مجھے بتانا ہے اور دکھانا ہے کہ کیونکر دو یا تین
مذہبی ضرورتین نئی پیدا ہوگئی ہین، ایک یہ کہ اس بات پر توہم مجبور ہین - گورنمنٹ
موجودہ کے طریقۂ نظام سے کہ عام تعلیم جو گورنمنٹ نے ملک مین پھیلائی ہے ہم اوسکو
حاصل کرین، اس سے گریز کرنا اپنے آپ کو برباد کرنا ہے، جن لوگون نے ابھی تک
اس سے گریز کیا، وہ تمام میدان مقابلے مین دوسرے لوگون سے پیچھے رہ گئے، آپ
دیکھتے ہین کہ وہ بنگال جہان سرندرونا تھ پیدا ہوتا ہے جو ہندوستان کا سب سے بڑا اسپیکر
ہے، وہین کے کسی مسلمان صاحب کو بھیجیے کہ اوسکے سامنے بات تک نہین کر سکتے ہین،
اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ ہمیشہ الگ رہے تعلیم عامہ مجاریہ سے جب ہمکو اس سے مفر اور گریز
نہین تو ہمکو اوسکے مقابلہ مین کیا کرنا چاہیے -

اب ایک گروہ ہمکو ایسا قائم اور زندہ رکھنا ملک مین ضروری ہے یا نہین جو مجبور
نہو گورنمنٹ کی ملازمت پر، گورنمنٹ کی نوکریون پر، گورنمنٹ کی ملازمت اور نوکری کی وجہ
سے جس تعلیم پر وہ مجبور ہے وہ مجبور نہو بلکہ آزاد اور حر ہو اور وہ ایسی تعلیم حاصل کرے
کہ جو ایک طرف تو مذہب اور اوسکے تمام معلومات سے پُر ہو اور کامل ہو، دوسری طرف
وہ انگریزی زبان و یورپ کے علوم و فنون کو حاصل کر سکے، آپ جانتے ہین کہ تقسیم عمل کی
بنا پر تمام دنیا کام کرتی ہے، اللہ پاک نے تقسیم عمل کا اصول ہر شے مین جاری کر رکھا
ہے تمام انتظام عالم اس پر مبنی ہے ہم خود ایک جسم واحد ہین، لیکن سننے کا کام کان کے
سپرد ہے، بولنے کا کام زبان کے متعلق ہے، سب کے کام بٹے ہوے ہین، اصول
تقسیم عمل پر یہ کہنا حماقت ہے کہ مختلف لوگون کو مختلف کام حوالہ کردینا قوتون کو پراگندہ

کرنا ہے، آپ جانتے ہین کہ تمام چیز ایک مین جمع کرنا یہ سخت حماقت ہے، ہمارے جسم مین بھی یہ تقسیم عمل جاری ہے، ہاتھ اور کام کرتا ہے دماغ اور کام کرتا ہے، زبان اور کام کرتی ہے، پاؤن اور کام کرتے ہین، بلکہ سب علیحدہ علیحدہ کام کرتے ہین۔ یہی تقسیم عمل اللہ پاک نے خود ہم لوگون کو قرآن مجید مین سکھائی تھی، اللہ تعالی عالم الست ہی ہمیشہ کے حالات سے جو کچھ ہین اور جو آئندہ ہونے والے ہین اون سب سے واقف ہے۔

آپ خیال فرمائیے کہ جب مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ مین ہمہ تن اسلام تھا، کوئی ضرورت صحابہ کو اور مسلمانون کو نہ تھی فقط دین و مذہب ہی اونکی دنیاوی ضرورتون کے لیے کافی تھا، اُن کو نہ نوکری کی حاجت تھی اور نہ ملازمت کی، اس وجہ سے کہ فتوحات ہوتی تھین ایک طرف تو ثواب جہاد اور دوسری طرف مال غنیمت ہم خرما و ہم ثواب، مگر اوس وقت بھی ہماری شریعت نے ہماری غیرت نے ہمارے اللہ پاک نے یہ حکم نہین دیا کہ تمام جہان صحابہ ہو، سب فقیہ بن جائین، سب مفسر بن جائین سب واعظ بن جائین، سب مولوی ہو جاوین یہ نہین تھا، اللہ پاک نے فرمایا، تمام گروہ مین سے ایک گروہ تجویز ہونا چاہیے کہ جسکا کام ہے تفقہو حاصل کرنا مذہب مین جسکی خدمت ہو امر بالمعروف کرنا و نہی المنکر جو تمام قوم کے لیے بمنزلۂ دل و بمنزلۂ دماغ ہو یہ فرقہ کہین ہے آج، کیا آپ اس دعوے کے پیش کرنے سے کہ آپ بوجہ دنیوی ضرورتون کے اور بوجہ فکر معاش کے انگریزی تعلیم اور گورنمنٹ کی تعلیم پر مجبور ہین، اس لحاظ سے آپ اس فرض سے بھی سبکدوش ہونا چاہتے ہین کہ ۵ یا ۷ کروڑ سے زائد مسلمانون کی آبادی ہو اوسمین وہ فرقہ جسکا اللہ پاک نے ذکر کیا نہ موجود رہے اور اگر وہ گروہ باقی نہ رہا تو کیا ہمارا مجموعہ آئندہ باقی رہ سکتا ہے؟

حضرات جو لوگ جانتے ہین وہ جانتے ہین اور جو نہین جانتے ہین اونکو جاننا چاہیے کہ ہمارے یہان فرض کی اللہ پاک نے دو قسمین بیان کی ہین ہماری شریعت مین فرض کی دو قسمین ہین فرض عین و فرض کفایہ، فرض عین تو وہ ہے جو ہر شخص پر فرض ہے اور آپ کے ادا کرنے سے میرا فرض ادا نہین ہوتا اور میرے ادا کرنے سے آپ کا فرض ادا نہین ہوسکتا ظہر کی نماز کے لیے یہ بات نہین ہوسکتی کہ آپ میری طرف سے پڑھ لین لیکن ایک فرض کفایہ ہوتا ہے، فرض کفایہ وہ ہے کہ اگر محلہ بھر مین ایک شخص نے اوس فرض کو ادا کر دیا تو سب سبکدوش ہوسکتے ہین سبکدوشی مین تو یہ آسانی ہے لیکن مواخذے مین سب کے سب دھرے جاتے ہین، وہ تنہا ہی گنہگار نہین ہے بلکہ شہر کا ایک ایک فرد گنہگار بلکہ شہر کے دس ہزار کے دس ہزار آدمی گنہگار ہین، ثواب پانے مین وہ ایک شخص اور عذاب کے پانے مین وہ سب کے سب گرفتار ہین، اب ایک فرقہ ایسا پیدا ہونا چاہیے جسکا ذکر قرآن شریف مین ہے جو ہادی دین ہو، یہ ایک فرض عینی نہین ہے کہ ہر ایک پر فرض ہو ہر مسلمان پر واجب آئے چاہے عالم ہو یا محدث بلکہ فرض کفایہ ہے' یعنی ۷ کروڑ مسلمانون کا یہ فرض ہے کہ اپنی ہی قوت سے اپنی ہی ہر قسم کی اعانت سے اپنی ہی ہر قسم کی جد و جہد سے اس ایک فرقہ کو ہندوستان مین اور جہان جہان مسلمان ہون باقی رکھین، جو اس خدمت کو انجام دین ما مجھ سے ہمیشہ یہ سوال کیا جاتا ہے اور سب سے زیادہ مسئلہ لاینحل طلبا ندوہ کے متعلق یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ لوگ جو ندوہ سے پڑھ کر نکلتے ہین کہان جائینگے اور کیا کرینگے اور کہان سے کھائینگے؟ یہ ہمارے اوپر ایک بار ہے ایک بوجھ ہے ہم اسے کیونکر برداشت کرینگے، معاف کیجیے یہ اونسے پوچھنے کی بات ہے یا تم کمبختون کے پوچھنے کی بات ہے، اب تم سے یہ سوال ہے کہ ایسے گروہ کا پیدا کرنا اوسکی اعانت اور اوسکا زندہ رکھنا

تمھارا فرض ہے یا نہین؟ کیا یہی اصول تمام یورپ مین جاری نہین ہے اور فیلو شپ کے
تمام اصول خود اون قومون مین جاری نہین ہین جو بیدار ہین جو وعظ کہتے ہین اور تمام دنیا
مین تعلیم پھیلاتے ہین؟ قوم خود اونکی مدد کرتی ہے، کیا وہ گورنمنٹ سے روپیہ یا تنخواہ مانگتے
ہین؟ نہین ہرگز نہین، کوئی شخص نہین تبا سکتا کہ گورنمنٹ ان باتون مین مدد دیتی ہو،
آپ کو معلوم ہے کہ مذہب کا جو فنڈ انگلستان مین ہے اور جو مذہبی ضروریات مین خرچ کیا
جاتا ہے اوسکی اقل سے اقل تعداد سالانہ دو کروڑ ہے جسمین ایک پیسہ بھی گورنمنٹ کا نہین
ہے بلکہ قوم کا ہے، کیا تم کو یہ دعویٰ ہے کہ تم دنیوی ترقی مین آزادی خیال مین اور وسعت
مشرب مین جرمن اور انگلستان سے بڑہ گئے یا بڑہ جانا چاہتے ہو؟ اگر یہ نہین ہے تو یہ سوال
معناً خود آپکی طرف اولٹتا ہے، کہ تم خود کتنے بخیل، کتنے شقی اور کتنے کودن ہو، یہ ہمسے سوال
کرنے کی بات ہے یا تم سے؟ اس لحاظ سے اس مسئلہ کو بالکل پس انداز کرنا چاہیے، یہ کہنا غلط
ہے کہ ہر شخص جو عضو معطل ہو وہ اوسی طرح فکر معاش کرے جیسا کہ وہ گروہ جو کام کرنا چاہتا ہو،
اوسکو مطمئن کرنا اور اوسکو اپنی ضروریات سے آزاد کرنا یہ تمھارا فرض ہے، ہندوون نے برہمنون
کے ساتھ کیا کیا، اونھون نے برہمنون کا ایک فرقہ بنایا برہمن کوئی ذات نہین تھی ہندوُن
نے اسقدر عمدہ تقسیم کی تھی کہ مین نثار ہو جاتا ہون اونکے اس مسلک پر، اونھون نے اپنے
لیے ایک گروہ برہمنون کا پیدا کیا اسی اصول تقسیم عمل کی بنا پر ایک گروہ قوم مین وہ ہے جو
نہ زمینداری کرے اور نہ جائداد پیدا کرے نہ تجارت کرے نہ صنعت و حرفت پیدا کرے، بلکہ
ایک عضو معطل جو تمام کامون سے رہا ہو آزاد رہے، مگر وہ تمام علوم کی حفاظت کرے تمام
مراسم مذہبی کی حفاظت کرے تمام اخلاق قوم کی حفاظت کرے اوسکا نام اونھون نے برہمن
رکھا، مگر وہ اس بات کو جانتے تھے کہ ایسا گروہ یقیناً باقی نہین رہ سکتا جبتک کہ قوم کیطرف سے

کوئی احترام نہ کیا جائے، یہ تو آپ کو معلوم ہے کہ اونھون نے برہمنون کا کہان تک احترام کیا،
اونکے یہان حکم ہے کہ اگر برہمن کسی شخص سے کہدے کہ مجھے کھانا دو اور وہ نہ دے تو پھر
اوسکی نجات کا کوئی طریقہ نہین ہے وہ پاپی ہے وہ بخشا نہین جا سکتا، ایک بڑے سے بڑا
بادشاہ اور بڑی سے بڑا راجہ برہمن کے پاس آکر اوسکے پاؤن پر سر رکھتا ہے اور فخر کرتا ہے
اس بات پر کہ اوسنے ایک برہمن کے پاؤن پر سر رکھا، کیونکہ اس وقت وہ ایک ایسی خدمت
انجام دے رہا ہے جو محتاج ہے اس بات کی کہ وہ تمام افکار و مشاغل سے آزاد رہے،
اسی بنا پر یہ کچھ بڑی بات نہین ہے کہ ایک چھوٹا سا گروہ قوم مین ہو، یہ نہین کہا جاتا کہ ہزار
دو ہزار چار ہزار یا پچاس ہزار، ایک کنول کا پھول پوری گڑھیا کو روشن کرسکتا ہے، ایک
شخص واحد تمام دنیا کو زندہ کرسکتا ہے، اگر قوم مین دو چار دس شخص ایسے عالم موجود ہون
ہادیان دین زمانے کی ٹھیک ضرورتون کے موافق جیسا کہ زمانے نے ہر زمانے مین پیدا
کیے ہین جیسی ضرورت ہوئی، ایک زمانے مین حضرت عبد اللہ ابن عباس اور عبد اللہ
ابن عمر پیدا ہوئے جب ضرورت ہوئی اون کے قائم مقام امام غزالی اور شاہ ولی اللہ پیدا
ہوے۔ ان لوگون کے معلومات بھی ان کے علوم بھی انکے خیالات بھی اگر آپ دیکھین گے
تو بڑا فرق پائینگے، امام رازی تمام فلسفہ چھانے بیٹھے ہین تمام فلاسفی کے نکات سے واقف
ہین، کیا کوئی کہ سکتا ہے کہ تابعین ہمارے حضرت امام بخاری اور امام مسلم جو پیشوایان دین
ہوے ہین وہ فلسفہ اور منطق اونسے بہتر جانتے تھے، نہین اوس زمانے مین اوسکی ضرورت نہ تھی،
لیکن جب ضرورت پیش آئی تو اونھین پیشوایان دین کو فلاسفی پڑھنی پڑی اور محقق بننا پڑا،
غرض اس سوال کو ہمیشہ کے لیے قلب سے مٹا دینا چاہیے، لیکن اب دوسری ذمہ داری عائد
ہوتی ہے اوس دوسرے گروہ پر، مین نے جی کھول کر آپ لوگون کو گالیان دی ہین، لیکن

مجھکو اسی ٹالریشن اور فیاضی کے ساتھ اب خود بھی گالیان کھانے کے لیے تیار ہو جانا چاہیے سوال یہ ہے کہ ہمارا جو گروہ اس وقت ہادی دین ہے جو پیشوا ہے تمام قوم کا اور لیڈر ہے ہمارے مذہب کا وہ اس وقت کی موجودہ دینی ضرورتون کو کسقدر انجام دے رہا ہے؟

پہلا یہ سوال ہے کہ آیا یہ ضرورت ہے یا نہین کہ اگر امریکہ ہمکو بلائے کہ آؤ ہماری زبان مین ہمکو ہدایت کرو تو آیا ہمکو اونکی زبان سیکھنا ضرور ہے یا نہین اگر نہین ہے تو کیا وجہ ہے؟ اللہ پاک نے انبیا کو بھیجا ہے تو کہتا ہے کہ مین نبیون کو بھیجا کرتا ہون اوسی قوم کی زبان پر۔ کیا ضرورت ہے اوس قوم کی زبان دانی کی پیغمبرون کو وہ کوئی اور زبان بولے اور وہ کوئی اور؟ بلسانہ وقومہ کی کیا ضرورت ہے؟ آیا اس بات کی ضرورت ہے یا نہین کہ جاپان یہ کہے کہ مین تشنہ لب ہون مذہب مین، مین سنتا ہون کہ مذہب اسلام نہایت اچھی چیز ہے، مگر یہ تبلائیے کہ مذہب اسلام ہے کیا؟ تو کیا ہم اوسنے یہ فرمائش کرینگے کہ آپ پہلے اُردو سیکھیے تب ہم تبائینگے؟ حضرات میرا ذاتی علم ہے مین بمبئی مین ایک پارسی کو جانتا ہون، کہ جسنے سُنی سنائی چند باتین اسلام کی سنی تھین کچھ انگریزی ترجمہ قرآن مجید کا اوسنے دیکھا تھا، اوسنے مسلمانون سے کہا کہ مجھے اچھی طرح سے سمجھاؤ کہ اسلام کیا ہے: مین اُردو نہین جانتا انگریزی زبان مین مجھ سے بولو تو مین سمجھ جاؤن گا، جب لوگ اوسکو نہ سمجھا سکے تو اوسنے قرآن مجید اپنے ہاتھ مین لیا اور کہا کہ اے خدا مین نہین جانتا کہ اسمین تو نے کیا کہا ہے؟ مگر جو کچھ تو نے کہا ہی مین گول گول اوسپر ایمان لاتا ہون، اب کیا اس بات کی ضرورت نہین ہے کہ ایسے عالم پیدا ہون، جو غیر زبانون سے واقف ہون، کیا ابھی تک یہ موقع باقی ہے کہ ہم نفرت کرین اور اپنے یہان انگریزی نہ آنے دین۔

دوسری ضرورت یہ ہے کہ ہمارے مذہب پر سیکڑون پہلوؤن سے سیکڑون کروڑون سے

حملے ہو رہے ہین ہمارا مذہب برباد کیا جا رہا ہے کن کن طریقون سے براہ راست نہین سامنے کا گھاو چندان کاری نہین ہوتا) پہلوون سے کروٹون سے اگر کوئی عیسائی ایک کتاب مذہب کے رد مین لکھے تو مسلمان آسانی سے کہیگا کہ یہ مذہب کا رد ہے اسکو عیسائی نے لکھا ہے مین اسکو نہین پڑہونگا لیکن اگر وہ تاریخ لکھتا ہے تو کیا کوئی شخص اس بات پر بدگمانی کرسکتا ہے کہ وہ تاریخ ہے؟ تاریخ مین کوئی بات نہین ہے، ہر زبان ہر قوم کی تاریخ پڑھنی چاہیئے، اب وہ تاریخ اسلام کو پڑہتا ہے، وہ سر ولیم میور صاحب کی لائف آف محمد پڑہتا ہے، اب اس کتاب مین اندر اندر جو زہر مخفی ہی، جو سم قاتل سرایت کر رہا ہے اوسکے پڑہنے والے کو خبر نہین ہوتی اور زہر اندر اندر دوڑ جاتا ہے، اسکا کیا علاج ہے؟ آیا ہمارے علما اوسکو پڑہتے ہین اور اوس سے واقف ہین؟ یا نہین اگر واقف ہین تو کسی سے اونھون نے فرمائش کی ہی کہ خیر تم ترجمہ ہی کرکے دو ہم اوسکا جواب لکھین گے، ایک عظیم الشان لٹریچر جو دوسری زبانون مین پیدا ہوگیا ہے، اسلام کو تباہ کرنے والا برباد کرنے والا کیا آپ اوسکو اس طرح پر مٹا سکتے ہین؟ یعنی تاریخ اسلام کا ہم نے کیا مقابلہ کیا ہے، حضرات مجھے حیرت ہوتی ہے اور عجیب طرح کا میرے دل مین قرحہ پیدا ہوتا ہے آزردہ دہلوی کا شعر ہے وہ کہتے ہین ؎

کامل اس فرقۂ زہاد سے اوٹھا نہ کوئی　　　کچھ ہوے گر تو یہی رند قدح باز ہوے

حضرات اس وقت تک جو کچھ اسلام کی خدمت کی ہے غیر قومون کے سامنے وہ ہمارے علما نے نہین کی ہے ہم نے نہین کی ہی مولویون نے نہین کی ہے ہم دستار بندون نے نہین کی ہے بلکہ اون لوگون نے کی ہے جو داڑھی منڈواتے ہین، امیر علی نے کی ہے جو بالکل داڑھی منڈاتا ہے جسکو مین صورتاً عیسائی سمجھتا ہون، اوسنے ایک کتاب اسپرٹ آف اسلام لکھی ہی، اس کتاب کو پڑھکر عیسائیون اور ایرانیون نے بھی اسلام کی وقعت اور تعریف کی ہے،

سر سید احمد خان نے خطبات احمدیہ جو اونھون نے انگلستان مین رہکر لکھی ہی اوس مین اُنھون
نے خاص خدمت انجام دی ہی اوسکا اثر جو کچھ انگریزون مین پھیلا وہ کیا اثر ہے، آپ خود اوسکو
سمجھ سکتے ہین، یہ کسقدر افسوسناک بات ہے کہ وہ فرائض اور خدمات جو ہمارے ہین اونکو غ
ہم سے چھین کر یہ رندان قدحہ خوار پی لین، اسکے مقابلہ مین مین آپ کو عملی باتین دکھاؤنگا
کہ یہ ندوہ ہے جسپر ہم فخر کرتے ہین اور جسکی ہم عزت کرتے ہین ہر جگہ اسکے پھیلانے والے
اسکے داعی اسکے مدد دینے والے چندہ کرکے درپے ترقی کے تمام تحریکون کو پیدا کرنے
والے کون ہین یہی انگریزی خوان ہین، ہم علما کیا کرتے ہین ہم کفر کا فتوی دیدیتے ہین،
اور کہتے ہین کہ جو شخص ندوہ مین شریک ہوتا ہے وہ کافر ہے، ندوہ ایک لغو چیز ہے اوسمین
شامل ہونے کی کوئی ضرورت نہین ہے، کیا کوئی علما مین ایسا باہمت ہے جو ندوہ مین کام
کرنے کے لیے مصروف ہو، خدا سلامت رکھے ہمارے چند نفوس کو مثلاً مولانا عبدالحی صاحب
جو ندوہ مین خدمت مذہبی انجام دے رہے ہین، مجھے بتاؤ کہ ہندوستان مین اور کون ایسے
حضرات ہین جو اس قسم کا کام کر رہے ہین، عربی کے جو بیسیون مدرسے کانپور مین قائم ہین
وہ کس نے قائم کیے ہین، سوداگرون نے دنیا دارون نے، سود خوارون نے، خیر سود
کھاتے ہین یا نہین، اونھون نے قائم کیے ہین کسی عالم نے نہین قائم کیے ہین سوا
مدرسہ دیوبند کے جسپر ہم فخر کرتے ہین اوسکو مولانا قاسم مرحوم نے قائم کیا تھا، علاوہ اسکے
کوئی مدرسہ کسی عالم نے قائم نہین کیا انھین دنیا دارون نے قائم کیا ہے وہی کام کرتے
ہین اور کسی عالم کو بلا کر نوکر رکھ لیتے ہین، خیر اب سوال یہ ہی کہ یہ خدمتین اگر ضروری ہین تو
ہم اونکو کہان تک انجام دے سکتے ہین، اب اس پہلو کو چھوڑ دو ایک دوسرا پہلو زبردست
آپ کے لیے رہنے کا یہ ہی کہ ہماری گورنمنٹ انگریزی سے جو تعلقات مذہبی ہین جن مسائل کا

گورنمنٹ سے تعلق ہے اون کے متعلق نہایت اشد ضرورت ہے کہ قوم کو یہ تمنا ہونی چاہیے
کہ ہمارے پیشوایان دین اس کام مین ہاتھ ڈالین، سوال یہ ہے کہ فرض کیجیے ایک اجماعی
مسئلہ وقف علی الاولاد کا ہے، بہت سے مقدمات عدالت مین غلط فیصل ہو جاتے ہین
اونکے متعلق نوٹس لینا ہمارے علما کا کام ہی کیا کوئی عالم جانتا ہے کہ کیا کیا نظائر ہائیکورٹ
مین ہوتے ہین اونکو کچھ علم ہے کہ دنیا مین کیا ہوتا ہے، جس زمانہ مین کہ تعطیلین مقرر ہوئی
تھین وہ گورنمنٹ کے تمام احکامات سے ایسے بے خبر تھے ایسی عدم وقفیت ایسی عدم اطلاع،
ایسی گوشہ نشینی کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہم مذہبی خدمات انجام دے رہے ہین جو اس فرقہ خاص کا
کام ہے، اب ان حالات کے لحاظ سے فقط یہ سوال ہے کہ آیا مذہبی پہلو کے اعتبار سے
قوم کو ایک مذہبی مرکز کی ایک مذہبی سنٹر کی ایک مذہبی مرجع عام کی ضرورت ہے یا نہین؟
کوئی شخص اس سے انکار کرسکتا ہی؟ حضرات مین خود ہی اس بات کا اقرار کرتا ہون کہ ندوہ
نے بھی ان فرائض کو انجام نہین دیا ہے اگر دیا ہے تو نہایت کم، لیکن مین یہ کہنا چاہتا ہون
کہ اگر اس وقت کوئی چیز مرجع ہوسکتی ہے جو سنٹر قرار دیا جا سکتا ہی تو وہ ندوہ ہے، اسمین آپ
جلدی نہ کیجیے غور سے سُن لیجیے ہر کام مین دو عمل ہین دو ڈگریان ہین دو درجہ ہین تھیوری
اور پریکٹس، خیال یا ارادہ اور عمل اول ارادہ اسکے بعد عمل، یہ ایک مانی ہوئی اور بدیہی بات ہے
کہ بجز جماعت علماے ندوہ کے کسی جماعت نے یہ آواز دس یا سولہ برس پہلے نہین بلند کی
کہ ہمکو ایک جدید نصاب کی ضرورت ہے ہمکو ایک نئے کورس کی ضرورت ہے ہمکو اصلاح
کی ضرورت ہے اون تمام طرائق تعلیم مین، ندوہ کا جتنا لٹریچر ہے ندوہ کی جتنی رودادین
ہین آپ اونکو اوٹھا کر پڑھ لیجیے، مولوی شاہ سلیمان صاحب پھلواروی اور مولوی عبدالحق
صاحب دہلوی نے کہ جو ہمارے علماے ندوہ مین شریک ہین اونھون نے شروع سے

برابر انھین ضرورتون کو تسلیم کر لیا ہے۔

حضرات آپ کو معلوم ہے کہ انھین ضرورتون کی احساس کی بنا پر اونھون نے انگریزی زبان کو نصاب تعلیم ندوہ مین داخل کیا، اگرچہ اوسکی سخت ممانعت ہوئی اتنی شدید مخالفت ہوئی کہ ایک بزرگ جنھون نے اپنی جائداد ۵۰ ماہواری کی ندوہ پر وقف کی تھی اونھون نے اوسکے دینے سے انکار کر دیا، جب مین نے خط لکھا تو اونھون نے جواب دیا کہ اسمین انگریزی داخل کیگئی ہے، اس واسطے مین اسمین مدد نہین دیسکتا، چنانچہ اونھون نے اپنے زمانۂ اخیر تک نہین دیا، لیکن اب مل رہا ہے، اسقدر مخالفتین پیش آئین دنیا دار لوگون کی طرف سے نہین بلکہ خود دینداروں ہی کیطرف سے، مگر باوجود اسکے بھی اسے علمائے ندوہ نے برداشت کیا اور اس معاملہ کو قبول کیا، اونکو تعجب ہوگا کہ ہمارے مولانا خلیل الرحمن صاحب جو یہان بیٹھے ہوے ہین ایک منکشف زاہد ہین، مگر جسوقت انگریزی داخل کرنے کا مسئلہ درپیش ہوا تو آپ بھی تشریف رکھتے تھے، اگر میرا حافظہ غلط نہین ہو (جو ۵۵ برس کی عمر کیوجہ سے) تو مجھے یاد ہے کہ آپ نے کاملا اوس سے اتفاق کیا تھا اور کہا تھا کہ بیشک انگریزی زبان داخل ہونی چاہیئے، صرف یہی نہین بلکہ جب دوبارہ دوسرے جلسے مین لکھنؤ مین یہ بات پیش ہوئی کہ بجاے غیر ضروری اور غیر لازمی ہونے کے انگریزی لازمی اور کمپلسری کر دینی چاہیے تو اوس وقت بھی آپ نے شرکت کی اور تائید کی۔

اب آپ دیکھ سکتے ہین کہ جو ارادہ اور خیال ہے وہ تو قطعًا ندوہ مین پیدا ہو گیا، اس سے انکار نہین ہو سکتا کہ ہمارے علما جو انگریزی زبان اور انگریزی علوم و فنون پر آمادہ ہین وہ بے تعصب ہین یعنی آپ کو معلوم ہے کہ دو سال قبل ہمارے ندوہ مین یہ تجویز پیش ہوئی تھی کہ اس بات کا انتظام کیا جاوے کہ علوم و فنون جدیدہ بھی داخل کیے جاوین

اور ہمارے طلبا خاص علوم و فنون کو سیکھین۔

حضرات آپ کو معلوم ہو کہ فزیکل سائنس جو ہے اوسکی کئی ایک کتابین مصر مین عربی مین ترجمہ ہوئی ہین اوسمین ایک کتاب ہے دروس الاولیہ وہ تصنیف ہے ایک عورت کی وہ ہمارے ندوہ کے نصاب مین داخل درس کردیگئی ہے مگر رونا یہ ہے کہ آج پانچ برس سے داخل نصاب ہے لیکن صاحبو ہم مین کوئی اوسکا پڑہانے والا نہین ہے، وہ عربی زبان مین ہے اور عورت کی تصنیف ہے مگر ہمارے رجال کبار اوسکو پڑہا نہین سکتے، اس بنا پر یہ رائے ہوئی کہ اب اوسکو چھوڑکر کیا طریقہ اختیار کیا جاوے، دو سال ہوے کہ ایک جلسہ قائم کیا گیا اوسمین بھی ہمارے بشیتر متشکشفین شریک تھے اور موجود اوہوں نے یہ تجویز منظور کی کہ پندرہ پندرہ بیس بیس روپے ماہوار کے وظیفے دیے جائین اور ہمارے یہان کے طلبا (یعنی ندوہ کے) علی گڈہ کے کالج مین جاوین اور وہان قیام کرکے پروفیسر ضیاءالدین سے یا کسی شخص سے جو پڑہانے پر آمادہ ہو اس علم کو حاصل کرین، دیکھیے ہماری اس بے تعصبی کو اور داد دیجیے کہ کوئی گروہ کوئی مدرسہ عربی کا اس بات پر راضی ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے لڑکون کو علی گڈہ بھیجتا اور اپنے پاس سے وظیفہ دیکر علوم پڑہاتا تو بہر حال ہمنے یہ دورہ طے کرلیا، ہمارے علما خود مستعد اور آمادہ ہین اس تجویز کے قبول کرنے پر، مگر بات یہ ہے کہ ہم نے یہ کام نہین کیا ہم لوگ طریقۂ عمل سے واقف نہین تھے اسلیے ہم کامیابی کے ساتھ نہ کرسکے مگر ہم ڈھونڈہ رہے ہین اور زمانہ ہمکو لیجا رہا ہے۔

دوسری خدمت آپ دیکھتے ہین اون باتون سے جو گورنمنٹ سے متعلق ہین، اونکے متعلق نوٹس لینا اور اونکی خبر رکھنا اور اونسے واقفیت پیدا کرنا، اسکو ندوہ کس حد تک کر رہا ہے، آپ کو معلوم ہے کہ وقف علی الاولاد کا مسئلہ اوسکو آپ ایک معمولی چیز سمجھتے ہین

آپ نے ایک اڑتی سی بات سن لی ہو گی کہ ایک فقہ کا مسئلہ پریوی کونسل نے خراب کر دیا تھا اوسکی اب اصلاح ہو جائیگی، مین کہتا ہون کہ وقف علی الاولاد کا مسئلہ وہ ہے کہ جسپر مسلمانون کے ہزارون لاکھون خاندانون کی بربادی اوس سے ٹل سکتی ہے اگر وہ کامیاب ہو جاوے' ایک طرف سو کالجون کا بنانا اور دوسری طرف وقف علی الاولاد کا مسئلہ' مسئلہ وقف علی الاولاد کے یہ معنی ہین کہ اگر ایک شخص اپنی جائداد کی نسبت یہ کہلائے کہ یہ جائداد میرے ہی خاندان مین تا بقیامت باقی رہے، بجز اسکے کہ جب کوئی نسل باقی نہ رہے تو اوسوقت فقرا کو مل جائے تو یہ وقف صحیح ہو گا، مثلاً وہ جائداد منتقل نہین ہو سکتی کوئی فروخت نہین کر سکتا اور کوئی خاندان کا آدمی اوسکو گرو نہین رکھ سکتا ہمیشہ کے لیے وہ جائداد محفوظ ہو جاتی ہے، ایسا عمدہ قانون ہے ایسا مسئلہ ضروری ہے جس پر قوم کی بقا موقوف ہے غلطی سے پریوی کونسل والون نے نہین سمجھا ہے، ہم کہتے ہین کہ جیسا کہ ہمارے حضرت صدر نے فرمایا ہے کہ بہت سے مسلون پر یورپ کے لوگ اعتراض کرتے ہین وہ نیک نیتی سے کرتے ہین، وہ بدنیتی سے نہین کرتے، وقف ایک خیراتی چیز ہے، وقف کے معنی ہین خیرات کرنے کے اسکے کیا معنی ہین کہ ایک شخص اپنے بیٹے کو خیرات دیتا ہے اپنی اولاد کو خیرات کرتا ہے' پریوی کونسل نے اپنی نظیر مین یہ لکھا تھا کہ مقنن اعظم کی نسبت یہ قیاس کرنا بیجا ہو گا کہ وہ یہ حکم دیتے ہین کہ ایک چیز ایک ہاتھ سے دے اور دوسرے ہاتھ سے لیلے، وقف کے یہ معنی قرار دینا غلط ہے جو وہ دیتے ہین کہ وقف گھرہی مین رہا' گھی کہان گیا کھچڑی مین' صدر صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ یہ ہو نہین سکتا کہ انگریزی قوم اس بات کے سمجھنے سے قاصر ہو کہ خیرات اپنی اولاد اپنی خاندان اپنی قوم کو دی جا سکتی ہے' ابھی تک کوئی اس نقطہ کو نہین سمجھا کہ خیرات کے ہم سب مستحق ہین ہماری ذات بھی ہو اور ہماری

اولاد بھی، خیر یہ ایک مسئلہ دقیق ہے لیکن عرض یہ ہے کہ اتنا بڑا عظیم الشان مسئلہ جس پر کسی جماعت نے کسی سوسائٹی نے کسی گروہ علما نے توجہ نہین کی ہمارے ندوہ نے اس کام کو اوٹھایا، اس طرح سے نہین اوٹھایا کہ جسطرح ہم دوسرے کامون کو اوٹھاتے ہین کہ بس ایک ریزولیوشن پاس کردیا اور اوسکو چھپوا دیا اور چھومنتر کرکے مس کردیا اور وہ اکسیر بن گیا اس طرح نہین بلکہ ایک اجٹیشن پیدا کردیا، کوئی انجمن ہندوستان کی باقی نہین رہی جسمین ریزولیوشن پاس نہین ہوئے اس امر کے متعلق، اور صوبہ کے گورنمنٹ و وائسرائے کی خدمت مین نہ بھیجے گئے ہون اور اس رپورٹ کا انگریزی مین بھی ترجمہ کردیا گیا تھا، ہر جگہ سے دستخط کرائے گئے اور میموریل بھجوائے گئے، ایک عام شور مچا دیا تمام ہندوستان مین جسکا یہ نتیجہ ہوا کہ ایک قانون بنا اور مسٹر جینا نے اوسکو پیش کیا، تمام ممبران کونسل نے باوجود اسکے کہ ہندو ممبر بھی تھے نہایت زور کے ساتھ اوسکی موافقت کی اور مسٹر سنہا نے بھی اوسکی تائید کی، یہ وقف کا مسئلہ ہے، آپ نے ابھی میرے عزیز دوست سید سلیمان کو جسنے ابتدا سے آخر تک اسی ندوہ مین تعلیم پائی ہے دیکھا ہے (لوگ کہتے ہین کہ ندوہ نے کیا کیا؟ کچھ نہین کیا ایک سلیمان کو پیدا کیا تو یہی کافی ہے) اوسنے ابھی جو رپورٹ تصحیح اغلاط تاریخی پڑھی ہے اوسکو آپنے سُنا ہے یہ ایک ضروری مسئلہ کے متعلق ہے جسکی لوگون کو کچھ پروانہ تھی ہا حضرات کیا آپ نے اس بات پر غور کیا ہے کہ آپکے ہزارون لاکھون بچے اون الفاظ کو مدرسون مین پڑھتے ہین جنکو آج آپ نے سُنا اور جن کے سُننے سے آپ کے دل لرز گئے ہین اور جسپر آپ نے نفرت کے نعرے بلند کیے ہین، (کبھی اس سے پہلے آپ نے نعرے بلند کیے تھے) سوال یہ ہے کہ جب آپ کا لڑکا پڑھ کر گھر مین آتا تھا تو کیا کبھی اوسنے شکایت کی کہ آیا ایسے ناگوار اور لغو الفاظ ہمکو اسکول مین پڑھائے جاتے ہین؟ آپکا احساس مذہبی زائل ہو رہا ہے، آپکا اسپر رونا چاہیے کہ آپکی فیلنگ

آپ کے احساس مذہبی بالکل فنا ہوتے جاتے ہین اگر جو کچھ آتا جائے آپ اوسکو قبول کرتے جائین، تو نعوذ باللہ اسلام دنیا سے بالکل خارج ہو جائیگا، ندوہ کا یہی کام ہے کہ فیلنگ مذہبی کو زندہ کر دے، ندوہ کے سوائے کون سی ایسی جگہ ہے جہان آپ ایسے روشن خیال لوگ اور انگریزی دان جمع ہوتے ہین؛ مجھے یہ خوب معلوم ہے کہ آپ کا قصور نہین انگریزی دان تو ہر جگہ جانے کو تیار ہین، میرے دوست آنریبل آفتاب احمد خان صاحب دیوبند گئے تھے، وہان اسپر اعتراض ہوا کہ اوسکو کیون بولنے دیا؛ یہ خدمت کے لیے موجود ہین مگر آپ اون کو خدمتگار نہین بناتے ہین، اسی طرح آپسمین فیلنگ خراب ہوتی جاتی ہے اور تم مردہ ہوتے جاتے ہو، مذہبی فیلنگ کو زندہ رکھو، صرف ندوہ ہی اس فیلنگ کو زندہ رکھہ سکتا ہی کیونکہ اوسنے اس کام کو کسی حد تک کیا ہے، وہ آپ کو نہایت فیاضی کے ساتھہ مدعو کرتا ہی، اس اسٹیج پر جسپر علماے کبار بیٹھے ہین ایسے لوگ بھی بیٹھے ہین جو ایک حرف نہین جانتے، اس بنا پر آپ لوگ دیکھتے ہین کہ ہر سال ہمکو موقع ملتا ہے کہ ہم آپ کے اون احساسات مذہبی کو جو مر گئے ہین اور مرتے جاتے ہین اُن پر جلا کر کے اونکو روشن کرین، حضرات یہ شاعری نہین، مین بے شبہ شاعر ہون، لیکن ہر شخص اس بات کو تسلیم کریگا کہ میری کتابین شاعری سے خالی ہین مجھکو تمام عمر مین اگر کسی نے داد دی ہے اور کسی کی صلاح پر اگر مین خوش ہوا ہون اور کسی کی باتون سے اگر میرے دل مین جگہ ہوئی تو صرف یہی ہے کہ ایک شخص نے کہا تھا کہ شبلی گو ایک شاعر طبع شخص ہے اور اوسکی فیلنگ شاعرانہ ہے مگر عالم تاریخ مین آن کر اوسنے ایک شعر نہین باندھا، مین جو کچھہ کہہ رہا ہون وہ سخن سازی نہین ہے، لفاظی نہین ہے، واقعات ہین، حقیقت ہے، اس لیئے مین آپ کے سامنے صرف یہ کہنا چاہتا ہون کہ اگر آپ چاہتے ہین کہ ہندوستان مین مسلمانون مین احساس مذہبی قائم رہے

اور قوم کو جو مذہبی ضرورتین پیش آتی ہین اونکا کوئی پیش کرنے والا گروہ موجود ہے گورنمنٹ
کے سامنے رعایا کے لیے لڑنے والا اور گورنمنٹ کے ساتھ ساتھ چلنے والا تو صرف یہی ندوہ ہوسکتا
ہے، اگر آج نہین ہے تو کل ہوگا اگر قابلیت ہے تو اسی مین ہے، اس بنا پر مین آپ صاحبان
کے سامنے جہان یہ پیش کرتا ہون کہ ندوہ ایک ضروری چیز ہے قوم کے لیے ایک لازمی چیز ہے
اسکے ساتھ ہی یہ کہونگا کہ اس بات کی سب سے زیادہ ضرورت ہے کہ ہمارا ایک مرکز
ایسا ہو جسکی آواز تمام قوم کی آواز سمجھی جائے جسطرح جیسے کہ مسلم لیگ نے ایک جلسہ بنایا کہ جسکا منشا یہ ہی کہ پولیٹکل
باتون مین اوس جلسہ کی آواز تمام قوم کی آواز سمجھی جائے، اسیطرح سے ہمکو ضرورت ہی کہ ہماری ایک
مذہبی کانفرنس ہو جسکی آواز تمام مسلمانون کی آواز سمجھی جائے، اگر یہ نہین ہی تو مذہبی امور مین آپ گورنمنٹ کے
مقابلہ مین کامیاب نہین ہو سکتے، بلکہ وہی بات پیش آئیگی جو ہمارے دوست عزیز مرزا مرحوم کو پیش آئی تھی
اونھون نے کہا تھا کہ گورنمنٹ کو چاہیئے کہ وقف کی نگرانی کرے اسلیے کہ اکثر وہ بیجا طور پر خرچ ہوتا ہی گورنمنٹ
پوچھتی ہی کہ پہلے آپ ثابت کیجیے کہ یہ صرف آپ کا (مرزا صاحب کا) خیال ہی یا اور تمام مسلمانون کا حالانکہ
اونھون نے پرسنل حیثیت سے نہین بھیجا تھا مسلم لیگ کیطرف سے بھیجا تھا، مگر گورنمنٹ کو شبہ ہی
کہ آیا مسلم لیگ بھی مسلمانون کی آواز ہے یا نہین (بحث ہونے لگی اور سلسلہ تقریر منقطع ہوگیا)
میری یہ عرض ہے کہ اس وقت تک اگرچہ ندوہ نے کوئی ایسی قوت حاصل نہین کی جیسا کہ
مین نے آپ سے بیان کیا تھا، اور جسکی کہ خواہش ہے لیکن پھر بھی اگر اس وقت گورنمنٹ یا
گورنمنٹ کے افسران کسی جماعت کے مسلمانون کی مذہبی آواز مانتے ہین تو وہ یہی ندوہ ہی،
اس وقت اسکی دو تین مثالین پیش کرتا ہون ۔

اولاً تو آپ کو معلوم ہے کہ مسٹر جینا نے جب وقف علی الاولاد کا قانون بریوی
کونسل مین پیش کیا تو اونھون نے نہایت تشریح کے ساتھ کہا (مین نے اونکی اسپیچ خود پڑھی)

کہ ندوۃ العلما جوایک ایجوکیڈ مولویون کا جلسہ ہے اونکی انجمن متفق ہے اور اوسنے اس مسئلہ کو نہایت زور سے دکھایا ہے اور تمام مسلمانون کو اسپر متفق کیا ہے۔

دوم میرے پاس ایک مجسٹریٹ صاحب کا سرکاری خط آیا کہ میرے یہان ایک مقدمہ پیش ہے جسمین عورت چاہتی ہے کہ لڑکی کو اپنے پاس رکھے اور شوہر چاہتا ہے کہ وہ اپنے پاس رکھے شاید دونون مین طلاق ہوگئی تھی ندوہ بتائے کہ وہ کیا فیصلہ کرتا ہے؟ جو کچھ مین نے اپنے ندوہ کے مولویون سے لکھا کر بھیجا مجسٹریٹ نے اوسی کے مطابق فیصلہ کیا اور مجسٹریٹ نے شکریہ کا خط مجھے لکھا کہ وہ دونون اوس فیصلہ پر راضی ہوگئے۔

سوم میرے ہاتھ مین ڈپٹی کمشنر گانڈو کا ایک لفافہ ہے، اونکی عدالت مین ایک بہت بڑا مہتم بالشان جھگڑا پیش تھا کسی مذہبی مسئلہ کے متعلق، اونھون نے پوچھا اور یہان سے جو جواب گیا اوسکے موافق فیصلہ کیا اور لکھا کہ مین اسپر اعتماد کرتا ہون۔

اگر آپ لوگ چاہتے ہین کہ ہماری ایک مذہبی آواز ہو۔ تو ایک چیز کو اختیار کیجیے، اگر ندوہ ابھی تک آپکی مذہبی آواز نہین ہے تو اوسکو بنائیے آخر آپکو ہی بنانا ہے لیکن اگر اس سے بہتر کوئی چیز آپ کو مل جائے تو آپ اوسکو اختیار کیجیے لیکن اگر ایک چیز ایک حد تک بن چکی ہے تو اس بنا پر اوسکی قدر کیجیے اور اوسکو قوم کی آواز سمجھیے، اس امر کے عرض کرنے کے بعد اب مجھے صرف یہ کہنا ہے کہ ندوہ نے اس اصول کی بنا پر ایک دارالعلوم قائم کیا اور جسکا وہ اصول اختیار کیا کہ جسکی مین نے آپ کے سامنے تشریح بیان کی ہی مین اس بات کو مانتا ہون کہ ندوہ اب تک اس طریقہ تعلیم مین کامیاب نہین ہوا اسلیے کہ وہ مشکل طریقہ ہے اگر ہم وہ طریقہ اختیار کرتے جو سرکاری اسکولون مین جاری ہی اور اپنے لڑکون کو وہان پر پڑھنے کے لیے بھیجتے یا وہ طریقہ اختیار کرتے جو قدیم سے

مدارس عربیہ مین تھا، یہ دونون طریقے نہایت آسان ہین مگر مشکل یہ ہے، درکف جام شریعت وغیرہ۔

ایک طرف تو شریعت کا پیالہ ہے شیشہ سے نازک اور دوسری طرف جنت ہے، ندوہ اسی خیال مین گرفتار رہے چار برس سے مین خود پڑا ہوا ہون سو سو طرح سے غور کرتا ہون کہ کیا کیا تدبیر اختیار کیجائین، جہانتک بنا مین نے کوشش کی، یہ تو ممکن نہین ہو سکتا کہ ایک برتن مین جسمین ایک سیر پانی رکھنے کی گنجائش ہو اوسمین دو سیر پانی بھر دیا جائے، اوسمین تو صرف ایک سیر آئے گا، ہماری جو قدیم علوم و فنون کی کتابین ہین وہ اور انگریزی علوم اور زبان بھی یہ دونون ایک برتن مین کیونکر سما سکتے ہین؟ اسواسطے ہمکو یہ کرنا پڑا کہ ہمنے اپنے یہان کی جو غیر ضروری چیزین سمجھین اونکو گھٹا دیا، بہت سی فلسفہ اور منطق کی کتابین گھٹا دین (جسپر ہمارے مولوی نقی صاحب راضی ہون یا نہون) اوسکی جگہ انگریزی داخل کی، ایم-اے-اور-بی-اے-کی قابلیت کے اشخاص اپنے اسٹاف مین مقرر کیے تقریباً تین سو چار سو روپیہ خاص انگریزی پڑہانے پر صرف کیے جا رہے ہین، یہ سب کچھ کیا جا رہا ہی لیکن یہ ایسی چیز نہین کہ اگر قوم پوچھے کہ ندوہ نے ۱۰۰۵ برس مین کیا کیا تو اوسکے نتائج آسانی سے دکھلائے جا سکتے ہون، کام کیا جا رہا ہے اور قوم کے برتاو کی ہمارے ساتھ یہ حالت ہی، ہماری ایک اہم ضرورت اس وقت یہ ہے کہ ہمکو ایک عمارت بنانا چاہیے، ہم سے یہ خواہش ہی کہ لڑکے ایسے سلیقے و ایسی پابندی سے و ایسے قاعدے سے رہین جس طرح سے کہ اعلیٰ درجہ کے بورڈنگون مین رہتے ہین، لیکن ہماری یہ حالت ہی کہ ہمکو ایک کوٹھری نصیب ہے جسمین ہم پانچ پانچ لڑکون کو بھرتے ہین جگہ نہین ملتی، میرے پاس ہر روز نہین تو ہفتے مین دو تین دفعہ خطوط آتے ہین کہ مین اپنا لڑکا ندوہ مین بھیجنا چاہتا ہون مجھکو لکھنا پڑتا ہی کہ

جگہ نہین ہے، مین نے جب سُنا ہے کہ ہمارے حضرت صدر ندوہ کی پرانی عمارت دیکھنے کے لیے جانے والے ہین تو مین نے کہا کہ وہان کہان جاتے ہو، چند روز ہوئے ڈائرکٹر آف پبلک انسٹرکشن نے مجھ سے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ مین ندوہ مین آکر دیکھون اور مین اکزامن کرون کیونکہ یہ میرا فرض ہے، مین نے کہا کہ تھوڑے دن اور معاف کیجیے،

حضرات کیا یہ افسوس کی بات نہین ہے، کیا اسکی شرم بانیان ندوہ اور قوم کو نہین ہے؟ اور سات کروڑ مسلمانون کو نہین ہے؟ ایک حاتم دوران یعنی بھاولپور کی رئیسہ نے اگر ہمکو پچاس ہزار روپے دیے جس سے یہ عمارت کھولی ہے تو کیا بس یہی فرض کفایہ ہے کیا، کروڑ مسلمان سبکدوش ہوگئے؟ یہ مکان پچاس ہزار مین نہین باسٹھ ہزار مین بنا پھر بھی ناتمام ہے، اب ضرورت یہ ہے کہ اسکے لیے اپیل کرنا ہے ملک سے قوم سے اس وقت تک ہم اس لیے چپ رہے، کیونکہ ہم جانتے تھے کہ ایک نہایت اہم اور نہایت ضروری اور عالمگیر کام ہندوستان مین ہورہا ہے یعنی یونیورسٹی کا، اسلیے ہمنے زبان بلند نہین کی لیکن اب وقت آگیا ہے کہ قوم کو واقف ہونا چاہیے اور تقسیم عمل کی بنا پر کام ہونا چاہیے، تم ایسے مرے ہوے نہین ہو کہ یونیورسٹی کے بنانے کے بعد بس تم بالکل مرگئے اور تم مین کسی قسم کی حالت باقی نہین رہی اور سیکڑون برس تک تم کسی کام کے قابل نہین رہے یہ نہین ہے۔

حضرات ہمین اسوقت صرف پندرہ بیس ہزار روپیہ اسکول رومس ممبرون کے لیے اور تیس چالیس ہزار روپیہ بورڈنگ کیلیے چاہیئے، آپ تیس لاکھ چالیس لاکھ چاہتے ہین تو ہم اتنا نہین چاہتے، مین آپ صاحبان سے اپیل کرنا چاہتا ہون کہ آپ دوسرے وقت بھی اسپر غور کرین کہ ان چند سکون کے جمع کرنے کی کیا تدابیر اختیار کرین؟ اور ہم کو

کیا کرنا چاہیے؟ میرے ذہن مین بہت سی تدبیرین آئی ہین، اجمالاً مین آپ کے سامنے پیش کرتا ہون، جو حضرات یہان بیٹھے ہین اور یہان کے رہنے والے ہین اور جنکا اثر یہان کے رئیسون پر ہے اونکا ایک ڈیپوٹیشن بنائین اور ہمارے راجہ صاحب محمود آباد اور راجہ صاحب جہانگیر آباد کے پاس جاوین، اگرچہ مین جانتا ہون کہ ابھی وہ سخت زد و ضرب اوٹھا چکے ہین یعنی ایک ایک لاکھ روپیہ یونیورسٹی مین دے چکے ہین مگر حضرات واضح رہے کہ ہم اون لوگون کی نسل ہین، محلب کو قتل کرتے ہوے حاوج نے یہ کہا کہ جسدن ایک ہزار روپیہ داخل کریگا اوس دن تو قید سے چھوڑ دیا جائیگا اور جس دن ایک ہزار روپیہ نہ داخل کریگا اوس دن پھر قید مین ڈالا جائیگا، چنانچہ وہ غریب روزانہ ایک ہزار روپیہ کہین سے بہم پہونچاتا تھا جس دن نہین بہم پہونچاتا تھا وہ قید مین رہتا تھا، ایک دن ایک شاعر عربی اوسکے پاس گیا اوسوقت جبکہ اوسنے ایک ہزار روپیہ مہیا کیا تھا اور جانتا تھا کہ ایک ہزار روپیہ دیکر چھوٹ جاؤنگا، شاعر نے بڑی ضرورت بیان کی، اوسنے وہ ہزار روپیہ اوس شاعر کے حوالے کیا اور خود قید مین گیا۔

جبکہ ہمارے قدما نے ایسی مثالین پیش کی ہین کہ ایک شخص قید قبول کرلیتا ہے بمقابلے اسکے کہ ایک شاعر کو ناکام واپس کرے تو کیا ہمارے رئیس ایسے ہین کہ اگرچہ وہ زد کھا چکے ہین تو کیا وہ پانچ پانچ ہزار کی رقم نہین دیسکتے ہین، اسکے بعد مین یہ تجویز پیش کرتا ہون کہ قوم کے سامنے خود ارکان ندوہ کے سامنے بغیر اسکے کہ مجکو کوئی ڈر ہو یا اس بات کا کچھ خوف ہو کہ میرے احباب مجھ سے روٹھ جائینگے مین کہونگا کہ خود اراکین ندوہ مین ایسے شخص موجود ہین جو کم سے کم پانچ پانچ سو روپیہ دے سکتے ہین، ندوہ مین ۵۱ ممبر ہین جسمین سے دس بارہ ایسے ہین جو پانچ پانچ سو روپیہ بآسانی دیسکتے ہین، سب سے

پہلے مین خود پانچ سو روپیہ کا چک لکھتا ہون' اسکے بعد مین یہ خواہش کرتا ہون کہ دس دس روپیہ کے دینے والے پانچ ہزار مہیا کیے جاوین اور اس طرح پچاس ہزار جمع ہو جائینگے' دس روپیہ دینا کوئی مشکل کام نہین ہے، یہ چند تجویزین آپ صاحبان کے سامنے پیش کرتا ہون اگر آپ صاحبان مین کوئی ہمدردی ہے کوئی رحم ہے تو میرے بعد کوئی اور صاحب بھی اسکی تائید فرمائینگے' مین اب جسقدر کہنا تھا کہہ چکا اور جو کہنا تھا کہہ چکا۔

نوٹ:۔ چونکہ یہ تقریر مختصر نویسون نے قلمبند کر کے دی ہے اور ابھی ان لوگون نے اتنی مہارت اور مشق نہین پیدا کی ہے کہ اصل تقریر لفظ بلفظ قلمبند کر سکین' اسلیے اس تقریر مین وہ زور نہین ہے جو مولانا ممدوح کے بیان مین تھا۔

اس تقریر کے اختتام پر صفی الدولہ حسام الملک نواب سید علی حسن خان صاحب خلف الصدق عالی جناب نواب سید صدیق حسن خان مرحوم نے اپنا بیش بہا کتب خانہ ندوہ کو عنایت فرمانے کا اعلان کیا۔

نواب صاحب موصوف کا کتب خانہ جو ایک محب علم و ماہر فن کی جانفشانیون کا نتیجہ ہے، جسقدر بیش قیمت ہوگا ظاہر ہے' جسمین قلمی اور مذہبی کتابون کا حصہ زیادہ ہے، اس کتب خانہ کے شمول سے ندوۃ العلما کے کتب خانہ مین قابل قدر اضافہ ہوا ہے۔

مولانا شبلی نعمانی کی تقریر مین عمارت کے لیے چندہ کی تحریک کی گئی تھی اور مولانا شبلی نے خود اپنی جانب سے پانسو روپیہ اور علامہ سید رشید رضا کی

تشریف آوری کی مسرت مین سو روپیہ دینے کا اعلان فرمایا، جناب منشی محمد احتشام علی صاحب رئیس کاکوری، جناب نواب سید علی حسن خان صاحب صفی الدولہ حسام الملک رئیس بھوپال، جناب نواب سید نور الحسن خانصاحب رئیس بھوپال، جناب مولوی حبیب الرحمان خانصاحب رئیس بھیکن پور، اور خان بہادر میر جعفر حسین صاحب چیف انجینیر نے پانچ پانچ سو روپیہ کے چندے لکھوائے۔

حاضرین کے جوش کو دیکھکر جناب منشی محمد احتشام علی صاحب اور خان بہادر سید جعفر حسین صاحب نپسل اور کاغذ لیکر عام مسلمانون کی طرف بڑھے اور چندے کی معقول رقم حاصل کی۔

خان بہادر سید جعفر حسین صاحب نے جو ابتدا سے اسلامی تحریکون مین سرگرم حامی ہین اور جنھون نے دار العلوم کی زیر تعمیر عمارت کی ڈیزائن اور اسٹیمٹ تیار کی ہی اُسوقت کھڑے ہوکر مختصر مگر پُر درد الفاظ مین مذہبی ضرورتون کا احساس کرتے ہوے تکمیل عمارت کی تجویز پیش کی اور آپ نے فرمایا کہ مین پانچ سو کی رقم اس جرمانہ مین ادا کرتا ہون کہ میرے مجوزہ تخمینے کے مطابق عمارت مکمل نہ ہو سکی، اسکے بعد آپ نے اوسکے اسباب بیان کرتے ہوے فرمایا کہ نہ تو میرے تخمینے مین غلطی ہے اور نہ تعمیر کرنے والون نے زیادہ خرچ کر ڈالا بلکہ مجھے تعجب ہے کہ کارکنان تعمیر نے اتنے روپے مین اسقدر عمارت کیسے تیار کرلی آپ نے فرمایا کہ میرا تخمینہ اوسی وقت کے مناسب تھا جسمین کہا گیا تھا، اب چونہ و اینٹ کا نرخ بڑھ گیا ہے مزدوری تقریباً دونی ہو گئی ہے اسلیے اتنے روپے مین جتنا کام ہوا ہی وہ قابل قدر ہے اور اتنا کام سرکاری تعمیر مین اتنے روپے سے آجکل نہین کیا جا سکتا۔ آخر مین آپ نے کہا کہ یہ رقم مین اسلیے دیتا ہون کہ اسی صرف سے ایک ندوہ ملک مین

دورہ کرے اور تکمیل عمارت کے لیے چندہ جمع کرے اور از راہ ایثار آپ نے مالی امداد ہی پر قناعت نہین کی بلکہ خود وفد مین شامل ہوکر دورہ کی تکلیف گوارا فرمانے پر آمادگی ظاہر فرمائی۔

اس موقع پر مولوی حبیب الزمان خان ندوی رئیس شاہجہان پور نے دار العلوم کے طلباے قدیم کی طرف سے یہ اعلان کیا کہ دار العلوم کے احاطہ مین دار المعلومات کے نام سے ایک مختصر عمارت طلباے قدیم خود اپنے چندے سے تعمیر کردینگے، یہ عمارت طلباے حال کے لیے دار المطالعہ اور طلباے قدیم کے لیے اونکے ورود مدرسہ کے موقع پر دار القیام کا کام دیگی۔

ان چندون کے علاوہ بعض اور حضرات نے بھی چندے لکھائے اور بعض اصحاب نے نقد عنایت فرمایا، لیکن سب سے زیادہ قابل فخر ومباہات ایک سو روپیہ کا وہ چندہ تھا جو معزز صدر انجمن علامہ سید رشید رضا نے عطا فرمایا، علامہ ممدوح کی یہی تکلیف کیا کم تھی جو اونھون نے ایسا دور و دراز سفر کرکے گوارا فرمائی لیکن مولانا کے خلوص وایثار نے گوارا نہ کیا کہ اپنے احسانات مین بغیر اضافہ کیے رہ سکیں۔

صیغہ وقف علی الاولاد

مولانا شبلی نعمانی نے اس صیغہ کی رپورٹ پڑھکر سنائی، جو بہت خوشی کے ساتھ سُنی گئی۔ اس رپورٹ کو ہم یہان درج کرتے ہین۔

رپورٹ

صیغۂ

وقف علی الاولاد،

اس صیغہ کے متعلق اس سے پہلے جسقدر کام ہوچکا تھا، مین اُس کو پچھلی مطبوعہ رپورٹ مین بہ تفصیل لکھ چکا ہون، یعنی تمام ملک سے خط کتابت، فتاوے کا مُہیّا کرنا اور چھاپ کر شائع کرنا، وقف کے مسئلہ پر اُردو اور انگریزی مین مفصل رسالہ لکھکر تمام اہل الرائے کے پاس بھجوانا، تقریباً چالیس ہزار تصدیقی دستخط کرانا کہ وقف اولاد مسلمانون کا مذہبی مسئلہ ہے،

اب یہ کام رہ گیا تھا کہ گورنمنٹ کی خدمت مین باضابطہ موریل بھیجا جائے اجمالی طور پر ان کوششون کا تذکرہ حضور وایسرائے کی کونسل مین مسٹر جینا نے کیا جنھون نے وقف علی الاولاد کے متعلق ایک بل کونسل مین پیش کیا، انھون نے یہ بل پیش کرتے وقت انگریزی زبان مین ایک مفصل تقریر کی، اُس مین ندوہ کی تحریک اور کوششون کے متعلق جو کچھ کہا اُسکا ترجمہ حسب ذیل ہے،

"ایک انجمن جسکا نام ندوۃ العلما ہے جو کہ مشتمل ہے تعلیم یافتہ علما پر اور تعلیم یافتگان فقہ پر، مجھکو یقین ہے کہ اسنے ایک موریل گورنمنٹ مین بھیجا ہے، مین ٹھیک نہین جانتا کہ وہ گورنمنٹ مین پہنچ گیا ہے مگر یہ مین جانتا ہون کہ وہ موریل دستخط کرانے کے لیے بھیجا گیا ہے اور کئی ہزار دستخط اُسپر ہوچکے ہین اور مجھکو یہ یقین ہے کہ وہ گورنمنٹ کو بھیجا

جا چکا ہے اور اگر اب تک نہین بھیجا گیا تو امید ہے کہ عنقریب
پہونچ جائیگا' اس موریل کی ایک کاپی مولانا شبلی نعمانی نے میرے
پاس بھی بھیجی تھی' اسلامی جماعت پر علامہ موصوف کا بہت بڑا
اثر ہے اور ملک کی نظر مین اُن کی راے بہت بلند مرتبہ رکھتی ہے'
اس موریل مین اُنھون نے اس بحث کے متعلق بہت سی معتبر اسناد
کا اقتباس کیا ہے' اور اس کی بابت جو کچھ مُسلمانون کی فیلنگ اور
احساس ہے اسکا بھی ذکر کیا ہے''

مسٹر موصوف نے اِس کے بعد **وقف علی الاولاد** کے رسالہ کی بعض
عبارات کا اقتباس کیا ہے'

نواب عبدالمجید نے کونسل مین اِس بل کی تائید مین جو گفتگو کی اُسمین حسب
ذیل فقرے کہے'

''ہم لوگ **شمس العلما مولوی شبلی نعمانی** صاحب کی اُن تکالیف اور
مساعی کے بیحد مشکور ہین جو اُنھون نے اِسکی بابت کین''

اس کے بعد مین نے ۹ ستمبر سنہ ۱۹۱۱ء کو ہوم ممبر وایسراے کونسل کی
خدمت مین ایک خط لکھا' کہ مسلمانون کی خواہش ہے کہ آپ انکا ایک ڈیپوٹیشن
اس غرض سے قبول کرین کہ وہ مسئلہ **وقف علی الاولاد** کے متعلق آپ کے
سامنے تمام مباحث اور معلومات پیش کرین جسکا جواب بذریعہ تار کے حسب
ذیل آیا'

از شملہ' ۱۴ ستمبر سنہ ۱۹۱۱ء نمبر ۱۲۶۴' جوڈیشل'

بجواب خط مورخہ ۹ ستمبر سنہ ۱۹۱۱ء آنریبل ہوم ممبر خوشی سے آپ کی ملاقات کرین گے، گورنمنٹ آف انڈیا کے سکرٹری کے کمرے مین، ۱۲ بجے چہار شنبہ کے دن تاریخ ۲۰ ستمبر سنہ ۱۱ء،

اس کے بعد راجہ صاحب محمود آباد کا تار آیا،

آپ کے ڈیپوٹیشن کی تاریخ ۲۷ ستمبر سنہ ۱۹۱۱ء مقرر ہوئی، اورونکو اطلاع دیجیے

لیکن بد قسمتی سے مین بیمار ہو گیا اور ڈیپوٹیشن کا جانا ملتوی رہگیا،

پھر ہوم ممبر صاحب نے ۲۷ جنوری سنہ ۱۹۱۲ء مقرر کی اور اس بنا پر مین کلکتہ گیا، لیکن افسوس ہے کہ بجز بعض عُلماء کے اور ممبران ڈیپوٹیشن، کلکتہ نہین آئے اسلیے مجھکو تاریخ ملتوی کرانا پڑی اسکے بعد مین پہلی مارچ سنہ ۱۹۱۲ء کو پھر اسی غرض سے کلکتہ گیا، اور ۴ مارچ کو مسٹر جناح کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ مسودۂ وقف پر بحث کرنے کے لیے چند ممتاز ممبران وایسرائے کونسل کو جمع کرین، چنانچہ کلکتہ کلب مین اس غرض سے ایک جلسہ ہوا جس مین اکثر معزز ممبران کونسل موجود تھے، گفتگو کے بعد اُمور بحث طلب فیصل ہو گئے اور اکثر ممبران کونسل نے یہ رائے دی کہ اب ڈیپوٹیشن جانے کی کوئی ضرورت نہین" دستخط تصدیقی جو قریب چالیس ہزار کے ہین مع دیگر کاغذات کے مسٹر جناح کو بھیجدیے گئے کہ وہ مُسودہ کے پیش کرنے کے وقت ان چیزون کو پیش کردین گے۔

ان کارروائیون کے بعد اب (جبکہ رپورٹ چھپ رہی ہے) یہ مژدۂ جانفزا پہنچا کہ سکرٹری آف اسٹیٹ نے اصولی طور پر وقف علی الاولاد کے

مسودہ کو منظور کرلیا اور جزئی امور اجلاس کونسل مین فیصل پاجائین گے،
خدا کا شکر ہے کہ اتنا بڑا عظیم الشان اور مفید کام جس سے ایک طرف
تو ہزارون لاکھون مسلمانون کی حفاظت جایداد کا بندوبست ہوگیا اور
دوسری طرف ایک مذہبی مسئلہ جو غلطی سے گویا منسوخ کردیا گیا تھا پھر تسلیم
کرلیا گیا اور شریعت اسلامی دست اندازی سے محفوظ رہ گئی، ندوۃ العلماء کا
یہ کارنامہ زرّین ہندوستان کی تاریخ مین ابد تک یادگار رہے گا، وللہ الحمد،

کارروائی انجمن ہاے اسلامی،

متعلق

وقف علی الاولاد

تاریخ	مقام	نام انجمن یا مجلس	رزولیوشن	کیفیت
۱۳ اکتوبر ۱۹۰۸ء	مدراس	مدراس مسلم لیگ،	مدراس لیگ، اس اہم مسئلہ کے اصول کو گورنمنٹ سے تسلیم کرانے کے متعلق ضروری کارروائی کرے،	اس جلسہ مین سات سو معزز مسلمان جمع تھے،
۲۶ دسمبر ۱۹۰۹ء	لکھنؤ	آل انڈیا شیعہ کانفرنس	جواز وقف علی الاولاد کا مسئلہ شیعون مین بلکہ اہل	

تاریخ	مقام	نام انجمن یا مجلس	رزولیوشن	کیفیت
			اسلام مین مسلمہ ہی لیکن پریوی کونسل مین خلاف فیصلہ ہوگیا ہے لہذا یہ کانفرنس اِس مسئلہ کے جوازِ شرعی کا اظہار کرکے گورنمنٹ سے مستدعی ہی کہ آیندہ اس کی اصلاح فرمائی جاوے۔	
۱۳- اپریل سنہ ۱ء	ساندی ضلع ہردوئی	انجمن اسلامیہ	ہمکو اس مسئلہ مین اُس حدتک اتفاق ہی جہانتک ندوہ کو ہے،	
۱۴، اپریل سنہ ۱ء	کوہاٹ ضلع سرحدی	انجمن اسلامیہ	ندوۃ العلما اور مولوی شبلی صاحب اس مسئلہ کے متعلق جو کوششین کر رہے ہین، اس کے شکریہ کا رزولیوشن منظور ہوا،	

تاریخ	مقام	نام انجمن ومجلس	رزولیوشن	کیفیت
۷، اپریل سنہ ۱۹۱۱ء	اعظم گڈھ	انجمن صلاح المسلمین	یہ شریعت اسلام کا ایک اصول ہی کہ ایک مسلمان اپنی اولاد کے فائدے کے لیے وقف کر سکتا ہے،	اس رزولیوشن کی نقل پرایویٹ سکرٹری لفٹنٹ گورنر بہادر کو بھیجی گئی،
۳۱ جولائی سنہ ۱۹۱۱ء	بمبئی	انجمن اسلام	وقف علی الاولاد کی تائید،	مسٹر فضل بھائی نے تائید مین تقریر کی،
۵ جولائی سنہ ۱۹۱۱ء	سمن ضلع فرخ آباد،		وقف علی الاولاد ازروے شریعت اسلامیہ ایک ضروری مسئلہ ہے اور تمام اسلامی مذاہب کو اس سے اتفاق ہے مسٹر جینا کے قانون وقف کے ساتھ اتفاق ہی، بہ ترمیمات پیش کردہ ندوۃ العلماء،	
۲۰، اگست سنہ ۱۹۱۱ء	امرتسر	انجمن اسلامیہ،	مسئلہ وقف علی الاولاد	

تاریخ	مقام	نام انجمن مجلس	رزولیوشن	کیفیت
			پر جو موریل آنریبل مسٹر جینا کی طرف سے پیش ہوا ہی انجمن اسلامیہ امرت سر اسکی تائید کرتی ہے اور ترمیمات پیش کردہ ندوہ سے ہکو اتفاق ہے،	
	دہلی،	اجلاس سالانہ آل انڈیا مسلم لیگ	وقف علی الاولاد کی تائید مین رزولیوشن پاس ہوا،	
یکم جولائی ۱۹۱۱ء	الموڑہ	انجمن تہذیب الاسلام	ندوة العلما سے استدعا کیجائے کہ ہم جمیع مسلمانان الموڑہ وقف علی الاولاد کو اپنا مذہبی مسئلہ سمجھتے ہین اور ملتجی ہین کہ گورنمنٹ عالیہ مسئلہ وقف کو منظور فرما کر داخل قانون کرے،	

تاریخ	مقام	نام انجمن یا مجلس	رزولیوشن	کیفیت
۹، اپریل سنہ ۱۹۱۱ء	بریلی	انجمن اسلامیہ	انجمن کی راے مین وقف علی الاولاد شرعاً جایز ہے اور مسلمانونکو مسودۂ وقف پیش شدہ کونسل سے وہان تک اتفاق ہے جہان تک ندوۃ العلما کو ہے،	
۹ جولائی سنہ ۱۹۱۱ء	بونگڑان ضلع لودھیانہ	مسلمانون کا ایک عام جلسہ ہوا،	مسئلہ وقف علی الاولاد ہماری شریعت کے مطابق ہے، مسودہ پیش شدہ کونسل سے ہمکو اتفاق ہے،	گورنمنٹ کو اسکی نقل بھیجی گئی،
۱۴، جولائی سنہ ۱۱ء	گوجرانوالہ	جامع مسجد مین عام جلسہ ہوا،	مسئلہ وقف علی الاولاد ہمارا شرعی مسئلہ ہے گورنمنٹ سے درخواست ہے کہ مسئلہ مذکور قانونی صورت مین لایا جاسے،	گورنمنٹ مین اسکی نقل بھیجی گئی،

کیفیت	رزولیوشن	نام انجمن یا مجلس	مقام	تاریخ
	وقف علی الاولاد شریعت اسلام کا ایک اہم مسئلہ ہے،	ایک عام جلسہ مسلمانون کا ہوا	چھپرامئو،	۱۸، جون سنہ ۱۹۱۱ء
راجہ صاحب محمود آباد پریسیڈنٹ تھے،	وقف اولاد ہمارا شرعی مسئلہ ہے،	قیصر باغ مین عام جلسہ ہوا	لکھنؤ،	۹، اپریل سنہ ۱۹۱۱ء
قاضی شوکت حسین محرک تھے،	ایضاً	کئی ہزار آدمیون کا مجمع ہوا	مرادآباد،	۱۴، اپریل سنہ ۱۹۱۱ء
	اس جلسہ مین قرار پایا کہ مسودہ قانون وقف کے متعلق اجمالاً یہ اظہار کیا جاوے کہ ہم کو اصولاً اس سے اتفاق ہے،	معزز بیرسٹران الہ آباد کا جلسہ ہوا	الہ آباد،	اگست سنہ ۱۹۱۱ء
	یہ رزولیوشن پاس ہوا کہ وقف علی الاولاد بموجب شریعت اسلام صحیح ہے،	انجمن تہذیب الاخلاق بنارس	بنارس،	۱۰، اکتوبر سنہ ۱۹۰۹ء
	انجمن مین وقف اولاد کے کاغذات پڑھے گئے	انجمن فلاح قریش،	نواشہر،	ستمبر سنہ ۹ء

تاریخ	مقام	نام انجمن یا مجلس	رزولیوشن	کیفیت
			وہ انجمن وقف علی الاولاد کی راے سے اتفاق کرتی ہے،	
اگست ۱۹۱۱ء	غازی پور،	معززین شہر کا ایک جلسہ ہوا	مسلمانان غازی پور کو قانون وقف سے اصولاً اتفاق ہے،	
اگست ۱۹۱۱ء	امرت سر	انجمن اصلاح تمدن،	ہم مسودہ وقف اولاد کی تائید کرتے ہین،	
؍	جھنگ،	انجمن خادم المسلمین،	وقف اولاد شرعی مسئلہ ہے اس لیے مسودہ وقف مع ترمیمات ندوۃ العلما پاس کیا جاے،	

ضمیمہ

اہل الراے اور مقننین کی رائین اور تحریرین،

تاریخ	نام	مضمون	کیفیت
۱۴ فروری ۱۹۱۱ء	نواب عماد الملک بلگرامی سابق ممبر انڈیا کونسل،	مسٹر گاڈلی کے نام مسئلہ وقف اولاد کے متعلق ایک مطول خط	یہ خط علیحدہ طبع ہو گیا ہے،

تاریخ	نام	مضمون	کیفیت
		ہے جس کے بعض فقرے یہ ہین "مسلمانان ہند کی قدیم شخصی اور رسمی قانون مین انگریز ججون کی جانب سے اس جدید قاعدہ کا داخل کرنا ان اسباب مین سے ہے جو ممتاز اسلامی خاندانون کو رفتہ رفتہ نیست کر رہے ہین"	
سنہ ۱۹۰۵ء	مولوی سید امیر علی صاحب جج پریوے کونسل،	مسئلہ وقف علی الاولاد کے ثبوت مین ایک مضمون ہے جو سنہ ۱۹۰۵ء مین نائین ٹین سنچری مین شایع ہوا، اور دوبارہ لا جنرل صفحہ ۱۵ مین چھاپا گیا،	
سنہ ۱۹۰۶ء	آنریبل جسٹس نایر،	یہ ایک مضمون ہے جو وقف علی الاولاد کے ثبوت مین کنٹری ریویو سنہ ۱۹۰۶ء مین شایع ہوا،	
سنہ ۱۹۰۸ء	خان بہادر مولوی محمد یوسف صاحب وکیل کلکتہ،	وقف علی الاولاد کے ثبوت مین ایک نہایت مفصل اور مدلل رسالہ انگریزی زبان مین لکھا،	

تاریخ	نام	مضمون	کیفیت
	قاضی کبیر الدین صاحب بیرسٹرایٹ لا بمبئی، جناب نواب صاحب ڈھاکہ	اس مسئلہ پر ایک مستقل رسالہ انگریزی زبان مین لکھا اور شایع کیا، مولوی شمس الہدیٰ صاحب نے وقف علی الاولاد کو محدود کرکے ایک قانون پیش کیا تھا، اسپر گورنمنٹ نے رائین طلب کی تھین اس کی مخالفت مین نواب صاحب ڈھاکہ نے ۴ صفحہ کا ایک خط شایع کیا، جس کے اخیر مین لکھتے ہین "اس مسئلہ کے متعلق ہم جناب مولوی شبلی صاحب کی کوششون اور لیگ کی توجہ کو بہت کافی خیال کرتے ہین"	
۵ جولائی ۱۹۱۱ء	شیخ صادق علی صاحب وزیر ریاست خیرپور سندھ اسٹریٹ،	کمشنر صاحب سندھ کے نام ایک چٹھی ۱۴ صفحون کی اس مسئلہ کے ثبوت مین لکھکر بھیجی، اسکی ایک نقل میرے نام بہ حیثیت سکرٹری انجمن وقف علی الاولاد بھیجی،	

کیفیت	مضمون	نام	تاریخ
	ایک خط مین مجھکو لکھتے ہین، "واقعی معاملۂ وقف اولاد ایک نہایت ضروری مسئلہ ہے سب سے پہلے اس مسئلہ کا دست بابرکت سے انجام پانا بہت مناسب ہی"	جناب آنریبل سر راجہ علی محمد خان صاحب رئیس محمود آباد، ممبر وایسرائے کونسل،	
	مجھکو ایک خط مین لکھتے ہین "مسئلہ وقف اولاد کے متعلق اخبارات مین مضامین دیکھے گئے، مگر ہمارے ہان کوئی فارم آنجناب کے ہان سے موصول نہین ہوا، اگر فارم آیا ہوتا تو تعمیل ارشاد مین کوشش کیجاتی"	جناب راجہ تصدق رسول خان صاحب رئیس جہانگیر آباد،	۲۴، اکتوبر سنہ ۱۹۱۱ع
	ایک خط مین لکھتے ہین "میری قطعی راے ہے کہ فیصلہ پریوی کونسل شرع محمدی کے اصولون اور احکام کے برخلاف ہے"	خان بہادر مولوی محمد شفیع صاحب بیرسٹر سکرٹری مسلم لیگ پنجاب	
	ایک خط مین لکھتے ہین "وقف	خان بہادر فضل ربی صاحب	۲۷، اگست سنہ ۱۹۰۹ع

تاریخ	نام	مضمون	کیفیت
	مرشد آباد،	علی الاولاد کے لیئے جو مجلس قایم ہوئی ہے، اسکی ممبری مین حقیر کو شامل کیا جاے"	
۲۵ اگست سنہ ۱۹۰۹ء	نواب مزمل اللہ خان رئیس علی گڈھ وجوائنٹ سکرٹری کالج علیگڈھ	مجلس وقف علی الاولاد کی ممبری کو اپنی عزت سمجھکر قبول کرتا ہون، ایک سو روپیہ کی ناچیز رقم بطور چندہ عند الضرورۃ حاضر کرنے کا وعدہ کرتا ہون،	
۲۶ فروری سنہ ۱۹۱۰ء	سکرٹری صاحب انجمن اسلامیہ پنجاب،	ایک خط مین لکھتے ہین، "آنجناب سے مسئلہ وقف علی الاولاد کا ذکر بھی آیا تھا درحقیقت آپ نے اس امر مین جو کوششین فرمائی ہین ان سے قوم کو بڑا نفع پہنچنے کی توقع ہے، خدا کرے کہ آپ کی کوششین کامیاب ہون"	
۶ اگست سنہ ۱۹۱۱ء	خان بہادر مولوی محمد یوسف وکیل کلکتہ،	انڈر سکرٹری گورنمنٹ بنگال نے مولوی صاحب موصوف سے مسودہ قانون وقف پیش کردہ	

تاریخ	نام	مضمون	کیفیت
		مسٹر جینا کے متعلق راے طلب کی تھی، اس کے جواب مین ۳۶ صفحہ کا ایک مدلل خط وقف کے ثبوت مین ہے، یہ چھاپکر شائع کیا گیا ہے،	
۲۳، اپریل سنہ ۱۹۱۱ء	مولانا لطف اللہ صاحب مفتی ریاست رامپور،	مسٹر محمد قمر شاہ بیرسٹر جوڈیشل سکرٹری رام پور اسٹیٹ نے مفتی صاحب مذکور سے راے طلب کی تھی کہ مُسوّدہ قانون وقف شرعاً صحیح ہے یا نہین، مفتی صاحب نے صحیح قرار دیکر اسکو مدلل کیا ہے	
	مولوی اسماعیل وکیل شاہجہان پور وسکرٹری ڈسٹرکٹ مسلم لیگ شاہجہان پور،	صاحب کلکٹر شاہجہان پور نے مولوی صاحب موصوف سے مسودہ وقف پر راے طلب کی تھی، مولوی صاحب نے اصل قانون کو ضروری ثابت کرکے چند ترمیمین پیش کی ہین،	
۲۹، اکتوبر سنہ ۱۹۱۱ء	نواب صاحب سچین اسٹیٹ	ایک خط مین جو سکرٹری انجمن وقف	

تاریخ	نام	مضمون	کیفیت
		کے نام ہی، لکھتے ہین، "جناب والا نے جو اسکیم وقف علی الاولاد کی تجویز فرمائی ہے، وہ مسلمانون کے قدیم خاندانون کے حق مین رحمت مجسم ہے،	یہ بہت بڑا خط ہی
۱۹ امئی سنہ ۱۹۱۱ء	مولوی مقبول عالم صاحب وکیل بنارس،	صاحب کمشنر قسمت بنارس نے مولوی صاحب سے مسودہ قانون وقف پر راے طلب کی تھی مولوی صاحب نے قانون کی تائید کی، اور خفیف ترمیمات پیش کین،	اسکی نقل میرے پاس بھیجدی ہے
۱۲ جولائی سنہ ۱۹۱۱ء	مولوی ابن احمد صاحب بیرسٹر و سکرٹری پراونشل مسلم لیگ الہ آباد،	ایک خط مین سکرٹری انجمن وقف علی الاولاد کو لکھتے ہین، پراونشل مسلم لیگ آپ کی تائید مین عنقریب مموریل گورنمنٹ مین روانہ کرے گی،	•
۳۰ اپریل سنہ ۱۹۱۱ء	حکیم اجمل خان حاذق الملک دہلی،	مجھکو ایک خط مین لکھتے ہین، "جس حد تک وقف اولاد کی	

تاریخ	نام	مضمون	کیفیت
		تحریک پہونچ چکی ہے وہ خوشی کا باعث ہے،	
۲۲ مئی سنہ ۱۹۱۱ء	عبدالقدوس بادشاہ صاحب، مدراس،	ایک خط مین لکھتے ہین، وقف علی الاولاد کا مسئلہ بہت بھاری کام ہے جس باب مین آپ کو معلوم کرایا ہون، اور آپ بھی اِس کے لیے کوشش کر رہے ہین،	
	مولوی علی احمد شاہ صاحب بدایون پریسیڈنٹ انجمن اسلامیہ وسکریٹری ڈسٹرکٹ مسلم لیگ،	ایک خط مین لکھتے ہین مسلمانان ضلع بدایون کی طرف سے مبارکباد کامیابی مسئلہ وقف علی الاولاد دیتا ہون اور یہ مسئلہ مسلمانونکا مسلم شرعی مسئلہ ہے،	

صیغہ وقف کی رپورٹ پڑھنے کے بعد مرزا ہادی صاحب عزیز نے اپنی وہ بیش بہا و پرتاثیر نظم سنائی جس کا بیچینی سے انتظار کیا جا رہا تھا، مرزا صاحب کی نظم اور پھر طرز ادا ایسی نہ تھی جو کسی دل پر اثر کئے بغیر رہسکتی وہ نظم مندرجہ ذیل ہے،

نظم مرزا ہادی صاحب عزیز لکھنوی

بیدرد سہی لیکن ہم تمکو رُلا دینگے
جو گھاؤ جگر مین ہی وہ آج دکھا دینگے

ارمان ہین نا واقف آئین محبت سے
ہم مدرسۂ دل مین اب درس وفا دینگے

اسباب جہالت کو تم جمع کئے جاؤ
اک نالۂ سوزان سے ہم آگ لگا دینگے

سمجھے تھے بنائینگے اکسیر خبر کیا تھی
خاکستر دل تجھکو اس طرح اُڑا دینگے

تم جمع کئے جاؤ دامن مین ان اشکون کو
ہر قطرہ سے ہم دل کی تصویر بنا دینگے

جو حرف غلط مجھکو سمجھے ہین سمجھنے دو
دیکھون مری ہستی کو کیونکر وہ مٹا دینگے

کیا اُنسے کرین شکوہ انداز تغافل کا
جب رو کے کہینگے کچھ وہ اور رُلا دینگے

کیا داد وفا لینگے غیرون سے ترے زخمی
پیراہن خونین کو کعبہ مین چڑھا دینگے

ہم چشم تغافل کو پھر قدح کرینگے اب
غفلت کے حجابونکو اک پل مین اُٹھا دینگے

گذری ہوئی دنیا کے اوراق ذرا اُلٹو
جو بات نہین تم مین وہ تمکو دکھا دینگے

اسلام کی وہ شوکت دیکھوگے اگر پھر تم
گذرے ہوے افسانے ہم یاد دلا دینگے

سرسام جہالت کی گرمی سے ہی سخت اُلجھن
بڑھتے ہوے پارہ کا زور آج گھٹا دینگے

اس جادۂ علمی پر ہمراہ چلے آؤ
رفتار زمانہ کی ہم تم کو سکھا دینگے

ہوگی عُلما کو جب پیکار مین سرگرمی
ہم داغ محبت سے وہ آگ دبا دینگے

ہو فلسفۂ مغرب یا فلسفۂ مشرق
دریا کی ہم ان دونون دھارونکو ملا دینگے

تمنے جسے دامن سے غفلت کے بجھایا تھا
پھر مجلس علمی مین وہ شمع جلا دینگے

آرائش رُوحانی منظور اگر ہوگی
تعلیم کے آئینے محفل مین لگا دینگے

"پیدا تو کرو دل مین تم ذوقِ خود آرائی"
"پھر زیب تمھین دیگی خود بینی و خود آرائی"

ای جذبۂ روحانی اے نفس ہیولانی — وہ نقش بٹھا دل پر جو ہو نہ کبھی فانی

دنیا کی ہر اک طاقت مغلوب ہوئی جس سے — تعلیم کی قوت ہے وہ قوتِ روحانی

غالب ہے یہی عنصر دنیا کے عناصر پر — باقی ہے یہی جوہر اعراض ہین سب فانی

مبدے کی طرف اپنے مڑ کر تو ذرا دیکھو — آئیگا نظر تمکو اک جلوۂ عرفانی

تاریخ کے صفحون پر ڈالو نظرِ غائر — کردار سے پھر اپنے شاید ہو پشیمانی

تم جسکے موید ہو وہ دل ہے سراسیمہ — تم جسکے مقلد ہو وہ عقل ہے دیوانی

اسلام کی یہ حالت دیکھی نہین جاتی ہی — اس خانۂ ویران کی اللہ رے ویرانی

اب گور غریبان کے ذرّون مین چمکتے ہین — جو علم دکھاتے تھے سینون مین درخشانی

افسوس نہین تم مین کوئی کشش ایسی بھی — اور خاک کے پردون مین یہ جذبۂ پنہانی

یہ جذر و مد آئینہ ہے جہل مرکب کا — ہٹتے گئے مرکز سے بڑھتی گئی نادانی

آثار قدیمہ پر کب تک یہ تمھین نازش — اسلاف کی عزت پر کب تک یہ رجز خوانی

کچھ تم بھی کرو کچھ تم بھی کرو محنت — ناکارہ بنا دیگا یہ ذوق تن آسانی

معلوم بھی ہے تمکو کیا علت ہستی ہی؟ — مقصود نہین اس سے آرایش جسمانی

کیا ہو گیا یہ تمکو کیون مر گئے سب جذبے — وہ جوش، نہ ہی باقی وہ حالتِ وجدانی

ہر علم مین ہر فن مین ہو سکتے تھی مایہ — ہے تمکو پسندیدہ یہ بے سر و سامانی

اے قوم کے نوخیزو اب کسکی ضرورت ہی — ہین معتمدِ ندوہ جب شبلی نعمانی

پھر کیون نہین کرتے ہو تسخیر علوم اب تم — ہاتھون مین تمھارے ہے جب نقش سلیمانی

اے دین کے ہمدردو۔ دنیا ہی مین رہنا ہی — حاصل کرو اسکو بھی تا قوت امکانی

تقریر گل افشان کو پہلو مین سنو آکر — ہین دامن ندوہ مین جو پھول چنو آکر

اِس نظم کے ختم ہونے کے بعد نمازِ ظہر کے لیے جلسہ برخاست کیا گیا اور تمام حاضرین محظوظ ہو کے تشریف لے گئے۔

اجلاس چہارم

تین ہی بجے سے تمام اصحاب نے تشریف لاکر ہال کو بھر دیا، آدھ گھنٹے کے بعد صدر انجمن صاحب تشریف لائے اور کارروائی شروع ہوئی، سب سے پہلے مولوی سید سلیمان صاحب مدرس دار العلوم کو موقع دیا گیا کہ وہ اپنی بیش بہا کتاب الدلیل الی المعرب والدخیل کو جو حسب تجویز نمبر۲ منظور کردہ اجلاس دوازدہم ندوۃ العلما اُنھوں نے تیار کی ہے پیش کریں۔

مولوی صاحب ممدوح نے ایک مختصر اور موزون تقریر کے ساتھ اس لغت کو پیش کیا اور خاص جلسہ نے مولوی صاحب ممدوح کی اس خدمت شاقہ کو دلی اعتراف اور بیحد مسرت کے ساتھ قبول کیا

اس کے بعد ایک نہایت اہم اور ضروری تجویز پیش ہوئی جسکا منشا یہ تھا کہ چونکہ حضور نظام کی ریاست مین خطیبون اور اماموں کے لیے منجانب ریاست جاگیرین مقرر ہین اور اکثر انمین بالکل جاہل ہین اسلیے جلسۂ ندوۃ العلما کو گورنمنٹ نظام سے درخواست کرنی چاہیے کہ خطیبون اور امامون کے لیے تعلیم لازمی کر دے مولوی ابوالکلام صاحب آزاد نے اس تجویز کو پیش کرتے ہوے نہایت عمدہ و موثر تقریر فرمائی، افسوس ہے کہ وہ تقریر قلمبند نہین ہوسکی مگر ضروری خلاصہ اُسکا یہ تھا کہ مذہبی حیثیت سے تو اس تجویز کی ضرورت مین کلام نہین، فقہ کی روسے علم امامت کے لیے ضروری شرط ہے لیکن دنیوی حیثیت سے بھی اُسکی اہمیت کا انکار نہین کیا جاسکتا۔

آج کل قومی تنزل کے دور کرنے کیلئے مختلف تدبیرین کی گئین لیکن واقعہ یہ ہے کہ قومی بہبود کے مسائل جس سرعت کے ساتھ امامون اور خطیبون کے ذریعہ سے پھیل سکتے ہین کسی دوسرے ذریعہ سے نہین پھیل سکتے۔ خطیب یا امام ہمیشہ ایک جماعت کو اپنے ساتھ رکھتا ہے جو پنجوقتہ اُسکے پیش نظر رہتی ہی، اس جماعت مین غریب، امیر، رذیل، شریف، غرض ہر طبقے کے لوگ ہوتے ہین اس بنا پر ان مسائل کو ہر خطیب نہایت آسانی کے ساتھ قوم کے ہر طبقے مین پھیلا سکتا ہے لیکن اس گروہ کی جہالت سے نتیجہ بالکل برعکس نظر آتا ہے مولانا غلام محمد صاحب فاضل ہوشیار پوری نے ایک مختصر تقریر کے ساتھ اس کی تائید کی اور آپ کے بعد مولانا عبدالباسط صاحب صاحبزادہ ملا عبدالقیوم صاحب مرحوم کھڑے ہوے اور ایک مختصر اور پر دلائل تقریر

کی تائید مزید کی جس مین آپ نے یہ بھی فرمایا کہ گورنمنٹ نظام نے خود ہی اپنی ریاست کے خطیبون اور امامون کے لیے مذہبی تعلیم لازمی کر دی ہے مگر اہلکارون کی بے توجہی سے ابتک عملدر آمد نہین شروع کیا گیا اس لیے بجاے اسکے کہ گورنمنٹ نظام سے تعلیم کے لازمی کرنے کی درخواست کیجاے اسکی درخواست کرنی چاہیے کہ مجوزہ اسکیم پر عملدر آمد شروع کیا جائے۔

اس ترمیم کی تائید مولانا میر عبد الکریم صاحب مدرس دار العلوم نے فرمائی اس لیے رزولیوشن مین ترمیم کی گئی اور ان الفاظ کے ساتھ پیش کیا گیا۔

"یہ جلسہ گورنمنٹ عالیہ نظام حال کے اس سرکلر کے جو قاضیون"
"خطیبون اور امامون کے لئے مذہبی تعلیم لازم کردینے کے متعلق"
"نافذ فرمایا گیا ہے دل سے قدر کرتا ہے اور یہ درخواست کرتا ہے کہ"
"انکا نصاب تعلیم اور انتظام فرمایا جاے۔"

اس کے بعد پروگرام کی ترتیب کے لحاظ سے مولوی حبیب الرحمان خان صاحب شروانی رئیس بھیکن پور ندوۃ العلما کے اغراض و مقاصد پر تقریر کرنے والے تھے لیکن وقت ختم ہو چکا تھا اسلیے وہ دوسرے دن کے لیے اُٹھا رکھی گئی اور اجلاس چہارم اس اہم تجویز پر ختم ہوا۔

اجلاس عام

اس بات کا اعلان کیا گیا تھا کہ بعد مغرب مولانا ابو الکلام صاحب آزاد فضائل و کمالات سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم پر تقریر فرماکر حاضرین کو محظوظ ہونے کا موقع دینگے لیکن سرعت کے ساتھ بے دینی کے سیلاب کا اُمڈا چلا آنا اور کثرت سے خیالہائے شکوک و شبہات کا نمودار ہو ہو کر قلوب کے تکدر کا پتہ دینا اس بات کا مقتضی تھا کہ اسے روکا جائے اور ان شبہات کا ازالہ کیا جائے۔

پنجاب کے مشہور اسپیکر خواجہ کمال الدین صاحب بی۔اے وکیل چیف کورٹ بھی اس جلسہ مین تشریف لائے تھے اور پروگرام مین اور اہم تجاویز کی وجہ سے آپ کے لکچر کے لیے وقت نہ نکل سکا تھا اسلیے مولانا ابو الکلام آزاد نے آپ کی ضروری تقریر کو اپنی تقریر پر ترجیح دی۔

بعد مغرب خواجہ صاحب ممدوح اسٹیج پر تشریف لائے اور آپ نے تقریباً تین گھنٹہ تک فضائل اسلام پر ایک بسیط تقریر فرمائی، خواجہ صاحب کا طرز استدلال جدید معلومات کو قرآن کریم کے ساتھ مطابقت دینا اور اسلام کی افضلیت کو غیر مذاہب کے مقابلے پر بغیر کسی قسم کی دل آزاری کے جدید طریقون سے ثابت کرنا ایسا نہ تھا کہ بغیر موثر و مفید ہوئے اور بغیر زنگ آلودہ دلون کو صیقل کیے رہ سکتا، تمام حاضرین نے محویت کے ساتھ تقریر سُنی تقریباً گیارہ بجے تقریر ختم ہوئی۔

سب کارروائیون سے پہلے حسب قاعدہ قرآن مجید کی تلاوت کی گئی، اسکے بعد خان بہادر میر جعفر حسین صاحب نے اعلان کیا کہ کل کے چندہ کی مقدار گیارہ ہزار روپیہ تک پہنچ چکی ہے اور رغبت دلائی کہ چندۂ موعودہ کو ادا کرنا چاہیے اور یہ بھی بیان کیا کہ چندہ جمع کرنے کو فوراً دورہ شروع کیا جائے اور سب سے پہلے ضلع اودہ و گورکھپور و پٹنہ وغیرہ کا دورہ ہوگا۔

بدقسمتی سے امسال ندوۃ العلما کے چند معزز ممبرون نے وفات پائی تھی جسطرح اونھون نے قومی خدمات کو انجام دیا اور ایثار کا نیا نمونہ پیش کیا جو صرف قرون اولیٰ مین مل سکتا ہے وہ ندوہ کو اس پر مجبور کرتا تھا کہ یہ جلسہ ونکے احسانات کو دہرا کر اون کے لیے دعاے مغفرت کرے اور اون پس ماندون سے تعزیت ادا کرے۔

مولانا خلیل الرحمان صاحب سہارنپوری نے نہایت رقت قلب کے ساتھ اس تجویز کی تحریک کی اور جناب مولانا مسیح الزمان خان صاحب مرحوم، جناب خان بہادر حاجی قادر بخش صاحب مرحوم، جناب قاضی علی احمد صاحب بدایونی مرحوم، جناب مولوی عزیز مرزا صاحب مرحوم،

جناب حکیم حاجی عبدالعزیز صاحب مرحوم کے لیے نہایت خضوع و خشوع سے دعاے مغفرت کی گئی اور اون کے پس ماندون سے تعزیت ادا کی گئی،

تجویز یازدہم

اسکے بعد نہایت اہم رزولیوشن پیش ہوا یعنی ملک معظم نے ازراہ مہربانی جو تعلیمی عطیہ پچاس لاکھ روپیہ کا مرحمت فرمایا ہے اوسکا تعلق تمام ملک کے ساتھ ہے اس لیے مستند عربی مدارس کو بھی اوسمین حصہ ملنا چاہیئے۔

مولوی حبیب الرحمان خان صاحب شروانی نے ایک مختصر مگر پرزور تقریر مین گورنمنٹ سے اسکے لیے درخواست کرتے ہوے تجویز بالا کی ان الفاظ کے ساتھ تحریک کی

"مجلس ندوۃ العلما گورنمنٹ سے درخوہت کرتی ہے کہ شاہنشاہی عطیہ"

پچاس لاکھ روپے مین سے عربی مستند مدارس کو بھی حصہ ملنا چاہیے"

شمس العلما مولانا عبداللہ صاحب ٹونکی اور خان بہادر شمس العلما مولوی ابوالخیر صاحب نے اسکی تائید کی اور یہ تجویز بالاتفاق منظور ہوئی۔

خان بہادر شمس العلما مولوی ابوالخیر صاحب نے تائید کرتے ہوے چندہ کی رغبت دلائی اور آیۂ "ان اللہ اشتری من المومنین انفسہم وما لہم بان لہم الجنۃ" تلاوت کرکے دیر تک وعظ فرماتے رہے، اسکے بعد جناب منشی محمد احتشام علی صاحب معتمد صیغۂ مال نے ندوۃ العلما اور دارالعلوم کے جمع خرچ پیش کیے اور نہایت اطمینان کے ساتھ سُنے گئے،

(نوٹ) جمع خرچ و گوشوارہ حسابات ندوۃ العلما رپورٹ ہذا کے آخر مین ملاحظہ ہون،

اسکے بعد مولوی حبیب الرحمان خانصاحب شروانی نے جمع خرچ پر ریمارک

فرماتے ہوے نہایت مفید و بسیط تقریر فرمائی اور یہ ظاہر کیا کہ مسلمانون مین فیاضی، غیرت اور جوش موجود ہی مگر وہ مجبور ہین دے نہین سکتے اونکے مصارف بڑھے ہوے ہین لہذا سب سے بڑی بات جس کی بنیاد یہ ہے کہ مسلمان اعتدال اور میانہ روی اختیار کرین -

افسوس ہے کہ ہم ایسی مفید تقریر کو قلمبند نہ کرسکے اسلیے درج کرنے سے معذور ہین۔

اشاعۃ اسلام ایسا ضروری صیغہ جو ندوۃ العلما کے اہم مقاصد مین داخل بھی ہے ایسے موقع پر کیونکر فراموش کیا جاسکتا تھا، چونکہ وقت کافی بچ گیا تھا اسلیے شمس العلما مولانا شبلی نعمانی نے اس مبحث پر ایک مبسوط موثر تقریر فرمائی اور اوسکے متعلق خاص خاص تجویزون کو ذکر کیا اور اوسکی مثالین پیش کین -

مولانا ممدوح کی یہ تقریر جس کا لفظ لفظ اثر مین ڈوبا ہوا تھا حاضرین کے دل مین چٹکیان لے رہی تھی اور اون کی اندرونی تاثیر کو امداد کی صورت مین ظاہر کرا رہی تھی -

یہ حالت دیکھکر مولانا نے فرمایا کہ مد صاحبو! ظاہر ہے اور فوری اثر جو مسلمانون کا خاصہ ہے مین اسکا قائل نہین بلکہ آپ لوگ یہان سے جانے کے بعد اس اثر اور تحریک کو جاری کرین تو وہ قابل قدر اور اسلام کی سچی خدمت ہی وہ تقریر حسب ذیل ہے -

نوٹ، چونکہ مولانا ممدوح کی یہ تقریر بھی مختصر نویسون کے ذریعہ سے ملی ہی اس لیے اسمین وہ قوت اور زور نہین ہے جو مولانا ممدوح کے بیان مین تھا -

تقریر شمس العلما مولانا شبلی صاحب نعمانی

حضرات مین نے اسلام کی تاریخ جہانتک مجھسے ہوسکا نہایت غور و فکر کے ساتھ پڑھی ہے مین تیرہ سو برس کی وسیع مدت کا ایک حد تک واقف کار ہون، کہ تمام ممالک اسلامیہ مین

مسلمانون کی حالتین مختلف زمانون مین مختلف سلطنتون مین مختلف دورون مین کیا رہی ہی مگر مین آپ کو صحیح شہادت دیتا ہون، کہ مجھکو نہین معلوم ہے کہ مسلمانون پر کوئی وقت اور کوئی زمانہ آج سے زیادہ مشکل شاق اور آج سے زیادہ تباہ کنندہ گذرا ہے مجھکو معلوم ہے کہ ایک زمانہ ایسا مسلمانون پر گذرا ہے چھٹی اور ساتوین صدی مین جبکہ تاتاری اوٹھے اور وہ ایک طرف سے پامال کرتے ہوے شام تک پہونچ گئے' مورخون کا یہ بیان ہے کہ نوے لاکھ مسلمان قتل کر دیے گئے اور پیوند خاک کر دیے گئے' ایسا سخت زمانہ بھی گذرا ہے سیکڑون سلطنتین تباہ ہوگئین سیکڑون خاندان برباد ہوگئے' بغداد جو کہ ام دین اور تمام دنیا کے مسلمان جسکو ام العرب کہتے تھے اوسکی یہ کیفیت ہوگئی کہ جو لوگ سفر مین گئے ہوے تھے جب وہ واپس آئے تو اونکو اپنا محلہ نہین ملتا تھا تو گھرون کا کیا ذکر ہے' یہ حالت گذری ہے ایسا زمانہ تھا جبکہ شیخ سعدیؒ کو یہ کہنا پڑا کہ ؎

ای محمد گر قیامت سر برون آری ز خاک　　سر برون آرد قیامت درمیان خلق بین

خون فرزندان احمد مصطفی شد ریختہ

ایات حالت گذری ہی مگر مین اس حالت کو بھی آجکی حالت سے آسان تر اور سہل تر سمجھتا ہون، اسلیے کہ اون پر تو فقط ایک ملکی مصیبت تھی، مذہب پر اخلاق پر قوم کی معاشرت پر کوئی حملہ نہین تھا کوئی صدمہ نہین تھا' تاتاری کسی مسلمان سے یہ نہین کہتے تھے کہ تم اپنے عقائد اسلام سے برگشتہ ہوجاؤ، اور کوئی ایسی ترغیبین تاتاری نہین دیتے تھے کہ جس سے مسلمانون کے مذہبی عقائد اور مذہبی خیالات مین کسی قسم کی کمزوری پیدا ہو، چنانچہ اسکا یہ اثر پیدا ہوا کہ خود وہی ہلاکو خان کہ جو برباد کنندہ دین اسلام تھا اوسکا پوتا مسلمان ہوگیا اور اسلام لایا اسکی وجہ یہ تھی کہ بجز ملکی حالات کے مذہب سے اونکو کوئی غرض نہ تھی، مذہبی معاملات مین وہ نہایت فیاضی سے مسلمانون کو دخل دیتے تھے یہانتک کہ اون کے واعظ اور علما جو دربار مین داخل تھے اون سے وہ وعظ اور پند

سنتے تھے محقق طوسی جو باعث فخر ہی بلحاظ اپنے علم کے اور کمالات کے وہ وزیر تھا ہلاکو خان کا،
اس سے آپ قیاس کرسکتے ہین کہ یہ مصیبت کیطرفہ تھی مگر آج کل مسلمانون کی کیا حالت ہی کونسا
پہلو ہے جس طرف سے زد نہین ہے وار نہین ہے ان سب کی تفصیل کرنیکا موقع نہین ہے
مسلمانون کی پولٹیکل حالت کیا ہی؟ اسکو جانے دیجیے مسلمانون کی تعلیمی حالت کا تناسب کیا ہی
جسکے لیے یونیورسٹی قائم ہورہی ہی یہ بھی ایک ضروری چیز ہے لیکن خیر سوال یہ ہی کہ یا تو یہ حالت
تھی کہ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا ۙ یا اب اسکے مقابلے مین کیا لفظ سننے مین آتے ہین کہ ہندوستان
مین (آپ لوگون کے کبھی کبھی بطور خفیف آواز کے جو کانون مین بھنک کیطرح پڑجاتی ہی) فلان
مقام پر تو مسلم مائل بہ ارتداد کردیے گئے، یا مرتد کردیے گئے، آپ یہ کہکر اپنی تسلی کرلیتے ہین کہ وہ پہلے ہی
سے ایسے تھے، یہ اتفاق کی بات ہے کسی لالچ سے کسی طمع سے کسی حرص سے اونسے قبول کرلیا ہوگا
لیکن حضرات جیسا کچھ آجکل کئی مہینون کی خط وکتابت سے معلوم ہوا ہی اشتہارات دینے
کے بعد جو تحریرات جا بجا سے آئی ہین اور جو کیفیتین محقق طور سے معلوم ہوئین جو ایجنٹ اور سفیرون کے
بھیجنے سے دریافت کی گئین، خاص ایک شخص حسن شاہ مقرر کرکے بھیجا گیا! اونھون نے بہت سے
مقامات مین جاکر خود دیکھا تو ایسی حیرت انگیز باتین معلوم ہوئی ہین کہ جسکی بنا پر مین نہین سمجھتا کہ اگر
تمام مسلمان قوت متفقہ سے متحد نہ ہونگے تو کیا ہونا ہے حضرات اس بات کی شکایت کرنا نہایت عبث
ہے میرے نزدیک یہ بالکل بدنصیبی کی بات ہی کہ ہم آپ یہ شکایت کیا کرین کہ ہمارا فریق ثانی خواہ
ہندو یا پارسی ہون خواہ مجوسی یا کوئی ہون کیون ہمکو ترغیب دیتے ہین، نعوذ باللہ، اسلام سے
مرتد ہوجانیکی، کیون ہندو بنانا چاہتے ہین کیون عیسائی بنانا چاہتے ہین ہر گز دنیا میدان مسابقت
اور کشمکش ہے میدان رزم ہے اسمین آپ کسکو روک سکتے ہین؛ فرض کیجیے کہ ایک خاندان کے دو
لڑکے ہین اونمین آپسمین رشتہ اتحاد وارتباط ہی دونون گریجویٹ ہین، ایک عہدہ ڈپٹی کلکٹری کا خالی ہو

تو کیا دونون اوسکے حاصل کرنیکی کوشش نہ کرینگے؟ کیا ایک یہ چاہیگا کہ مین فیل ہوجاؤن اور
اور میرا بھائی پاس ہوجاوے اور نوکر ہو جاوے نہین بلکہ دونون برابر درجہ کی قوت صرف کرینگے
اور کوشش کرینگے اور دونون حقیقتاً یہ چاہینگے کہ میرا بھائی کامیاب نہو اور مین ہوجاؤن،
کیا یہ کسی قسم کی بدنفسی ہی یہ دنیا کی حالت ہی فطرت انسانی ہی کہ اپنے مقصد کے حاصل کرنیکے لیے
جتنی تدبیرین ممکن ہون وہ کرے، اس لیے ہمارے مخالف اور ہمارے فریق ثانی بہت یہ کچھ
کوشش کررہے ہین تو ہمکو یہ اعتراض نہ کرنا چاہیے کہ وہ کیون کرتے ہین اونکی شرارت ہے یا
خدانخواستہ اونکی خباثت ہی یہ نہین ہے بلکہ ہمکو خود یہ دیکھنا ہے کہ ہم بجاے خود بھی ایسی ہی
کوشش کرتے ہین یا نہین اگر نہین کرینگے تو یہ میدان مسابقت ہی مین ہم ہار جائینگے -
حضرات حالت یہ ہے کہ ہم تو فخر و ناز کرتے ہین علیگڈہ کالج پر، ہم فخر و ناز کرتے ہین دیوبند پر،
ہم فخر و ناز کرتے ہین ندوۃ العلما پر، لیکن مین آپ کے سامنے ایک مختصر سی چیز کا جسنے کبھی اپنا
نقارہ فخر نہین بجایا ہی اوسکی حالت بیان کرتا ہون کیا کوئی ایسی مثال تمام دنیا مین اسوقت موجود
ہے کوئی دکھا سکتا ہی مین آپ کے سامنے ایک خاص بات پیش کرتا ہون کہ ہمارے جتنے کام
اس وقت تمام ہندوستان مین ہین اون سب کے ہم نقارہ نواز ہین ثنای خود بخود گفتن نمی زیبد
اگر ندوہ ہی تو ہم کو اپنے ندوہ کے متعلق ندوہ مین لکھنا پڑتا ہے کہ یہ ایسی چیز ہے ویسی چیز ہی،
رپورٹین ہین روداد ین ہین اگر علیگڈہ ہی تو اوسکی ہر سال یہی نقارہ نوازی کیجاتی ہے،
کانفرنسون کے ذریعہ سے لوگون کے ذریعہ سے مگر وہ لوگ بھی آج ہین اس دنیا مین اونکی
طرف کو دیکھنا چاہیے کہ سب کچھ کررہے ہین مگر اونکے حالات اونکی کوششین اونکی جدوجہد اونکی
زبان سے سننے مین نہین آتی بلکہ زمین و آسمان بولتے ہین، مجکو گروکل کا قصہ اسوقت بیان
کرنا ہے، کہنا پڑتا ہے کہ گروکل کے حالات کسی ہندو کے لکھے ہوے مجھے نہین ملے، مین نے

گروکل کے حالات اوسکے بانیون سے سنے ہین نہ تحریرون سے اور نہ زبانی، بلکہ اون
مسلمانون سے جو وہان گئے ہین، اون انگریزون سے جنھون نے وہان جاکر قیام کیا ہی
پانچ پانچ اور چھہ چھہ دن وہان رہے ہین اونھون نے پائنیر مین اسپر متعدد آرٹیکل لکھے ہین اور سنے
سُنے ہین اور معلوم کیے ہین، وہ یہ حالات ہین، یہان تو یہ حالت ہی کہ اگر ہم کسی غریب آدمی
کو عربی پڑھوانا چاہین تو ضرور ہی کہ ہم اوسکو وظیفہ دین، اسکالرشپ دین، اگر کسی کو ہم انگریزی
پڑھوانا چاہین تو گو ہم اوسکی دنیاوی معاش کے لیے بندوبست کررہے ہین لیکن ہمکو ضرورت
ہے کہ ہم اوسکو رشوتین دین وظیفہ اور اسکالرشپ دین، رشوتین بھی چھوٹی نہین دس دس بیس بیس
اور چالیس چالیس روپیہ کی، برادران اسلام سوال یہ ہی کہ اگر آپ مین سے کوئی ایسا مدرسہ قائم کرے
جسکی مین ابھی اسوقت تشریح کرتا ہون تو آپ مجھکو بتائیے کہ تمام ہندوستان مین سے ایک شخص
بھی ایسا ہی جو ایسی تعلیم کے لیے مستعد ہو اور ایسے مدرسہ مین جانے کیلیئے طیار ہو یعنی گروکل
جو چیز ہے اوسنے اپنے مقاصد اپنے اصول اور اپنے رول یہ قرار دیے ہین کہ یہ ایک درسگاہ ہم
بناتے ہین جسمین وہ بچے لیے جائینگے جنکی عمر شاید آٹھہ برس کی ہو ایسے بچے اسمین داخل کیے جائینگے
شرط یہ ہو گی کہ چوبیس ۲۴ برس کی عمر تک وہ گھرون پر جانے نہ پائین فقط وہان تعلیم پائین اور کسی
مشغلہ مین نہ پڑینگے، ۲۴ - ۲۵ برس تک کی عمر کا جو زمانہ ہی نوکری کرنے کا جسکے بعد سرکاری نوکری
نہین ملتی اس زمانے کو گویا وہ کھو دینگے مقصد یہ ہے کہ وہ ناکارہ ہو جائین اور سرکاری ملازمت
کی ترغیب کا ذرا بھی موقعہ باقی نہ رہے، اونکو وہان پر زندگی کیونکر بسر کرنی ہوگی، یون کہ ایک لکڑی کا
تختہ سونے کو ملیگا، پلنگ نہین چارپائی نہین گدا نہین، کمبل اوڑھنے کے لیے، پائون یا تو ننگے
یا کھڑاؤن پہنے کیلیے ملینگی، یہ تو اونکی حالت ہوگی، لذائذ اطعمہ جو ہمارے یہان سب سے بڑی چیز
کالج مین بھی اور ہمارے غریب جھونپڑے (یعنی ندوہ) مین بھی رات دن رہتی ہی وہ یہ ہے کہ

آج قورمے کا مزہ ذرا اُترا ہوا تھا پلاؤ کا رنگ اچھا نہین تھا، زعفران کم تھی طلبہ کی شکایت ہے کہ آج قورمہ مین کساؤ کم تھا، مگر اونکو سیدھا سادہ بالکل غریبانہ کھانے دیے جائینگے، مگر یہ کن کے لڑکے ہین آپکو یہ خیال ہوگا کہ سڑک پر پڑے ہوے بچے چُن لیے گئے ہونگے اُن کو تو اتنا بھی غنیمت ہی مگر یہ وہ لڑکے ہین جنکے والدین مصارف کے لیے ۲۵ روپیہ ماہوار دیتے ہین ۲۵ روپیہ ماہوار فیس ہی ایسی سخت زندگی سے رہنے کے لیے ایسی مصیبت سے بسر کرنیکے لیے اونکے والدین ۲۵ روپیہ ماہوار اپنے گھر بیٹھے بھیجتے ہین، ۸۰۰ لڑکے تعلیم پا رہے ہین اور اونمین سے ایک بھی ایسا نہین ہے کہ جو مفلس ہو جسکو وہ اسکالرشپ دیتے ہون یا رشوت دیکر پڑھاتے ہین، پچیس روپیہ بھی دیے جائین، کمبل اوڑھنے کے لیے، فرش خاک سونے کو، کھانے کے لیے ایسی سادی غذا جسپر ہم مسلمان مشکل سے راضی ہونگے، کام اونکا کیا ؟ تعلیم وہ کیا پاتے ہین؟ اونکی تعلیم یہ ہی کہ ایک طرف تو نہایت اعلیٰ درجہ کی سنسکرت اور وید اور اُنکے جو علوم دینی ہین اونکی تکمیل، مگر معاف کیجیگا، ہم لوگونکی طرح نہین کہ اتنے بڑے محقق بنے بیٹھے ہین پوچھو کہ حضرت ایک حرف انگریزی بھی پڑھ لکھ سکتے ہو تو جواب ندارد، جب مین ٹرکی سے واپس آرہا تھا اتفاق سے گھر مین علالت تھی، ایک رات کو بارہ بجے تار آیا مین نے اوسکو کھولا، دل مین دبدہا پیدا ہوا کہ کیا واقعہ ہی خدا جانے کیسا تار ہی خیر مین دوڑا ہوا سرسید مرحوم کے نواسے کے پاس گیا اونھون نے پڑھکر سنایا کہ یہ تار نواب علی حسن خانصاحب نے بھوپال سے بھیجا ہے وہ آپکو ٹرکی سے بخیر واپس آنے پر مبارکباد دیتے ہین، یہ حال ہم مولوی صاحبان کا ہے، اور اونکو دیکھیے کہ سنسکرت مین تو یہ کمال اور اپنے مذہب کی پوری واقفیت اوسکے ساتھ بھی انگریزی مین نہایت اعلیٰ درجہ کی تعلیم اس حد تک کہ نیلپ جسنے پانیر مین ایک بڑا آرٹکل لکھا ہے کہتا ہی کہ مین نے وہان کے لڑکون کو جاکے دیکھا کہ انٹرنس کلاس مین جو لڑکے پڑھتے ہین وہ

انگریزی مین سرکاری کالجون کے بی۔اے۔کی برابری کرتے ہین، آلات سائنس تمام
جمع کیے گئے ہین، بڑے بڑے لائق اور اعلیٰ درجہ کے پروفیسر اون کو موجودہ علوم و
فنون سکھاتے ہین اور سائنس کی تعلیم دیتے ہین اور اوسکے ساتھ ریاضت محنت اور
جفاکشی اونکو سکھلائی جاتی ہے، اونکو دو وقت تالاب مین نہلایا جاتا ہے اور اونکو
میلون دوڑایا جاتا ہے اور اونکو مجاہدین بنایا جاتا ہے، کام اونکا کیا ہوگا؟ کام اونکا
یہ ہوگا کہ نہ وہ سول سروس مین جگہ تلاش کرینگے، نہ وہ ہائیکورٹ کی ججی کے متوقع ہونگے،
نہ وہ کچہریون مین جاکے خاک چھانینگے، نہ وہ بیٹھکر ممبر پر وعظ کرینگے، بلکہ اون کا
کام یہ ہوگا کہ گلے مین کفنی ڈالے ہوے ادنیٰ درجہ کے دیہاتون مین جاکر جہان زندگی
بسر کرنا سخت مشکل ہے وہان چنے چباچبا کر بسر کرینگے اور اپنے مذہب کو پھیلائینگے
اور نعوذ باللہ مسلمانون کو ہندو بنائینگے، یہ اونکا مقصد ہے اسکے اوپر ایک طرف
تو ہماری فیلنگ یہ پیدا ہوتی ہے کہ ہماری ترقی ہو، دوسری طرف جب ہم دیکھتے ہین
کہ ایک شخص سرندرو ناتھ یا مدن موہن مالوی اپنی قوم کے لیے کام کر رہا ہے تو ہم اوسکی
تحقیر کرتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ کیون ایسا کر رہا ہے اور مسلمانون کو نقصان پہونچا رہا
ہی؛ بلکہ ہمکو داد دینی چاہیے کہ اوسکا جو فرض تھا اپنی قوم کے لیے اوسکو وہ ادا کر رہا ہی اب اوسکے
مقابلہ مین ہمکو کیا کرنا چاہیے؟ اونکی (یعنی ہندوونکی) تو مختلف شاخین قائم ہوچکی ہین، مختلف شدہی
سبھائین قائم ہوچکی ہین کیفیت یہ ہی کہ مین نے ابھی کسی اخبار مین یہ اشتہار چھپوایا ہی نہین بھیجا ہی لیکن
باین ہمہ مسلم گزٹ نے اسکے پروف کو غلطی سے چھاپ دیا، اوسکا یہ اثر ہوا کہ فوراً آریہ مسافر مین اور
پرکاش مین اپیل کیگئی کہ اوہو مسلمان غضب ڈہائے دیتے ہین ہماری شدہی کو روکے دیتے ہین، ہم جو
نومسلمون کو شدہ کرنا چاہتے ہین اوسکو روکے دیتے ہین، لہذا ہمکو فوراً قوت کے ساتھ آمادہ ہوجانا

چاہیئے اور اس مہینے مین ہمکو دس ہزار روپیہ جمع کر دینا چاہیے جہان ایک واعظ مسلمانون کا جائے وہان ہمکو دیبھیجنے چاہیئین، یہ اعلان چار اخبارون مین جو یہان آتے ہین آریہ مسافر، ارجن، پرکاش، - اور لیڈر مین مین نے دیکھا تھا، یہان تو کچھ بھی نہین ہوا اور وہان یہ طیاریان ہوگئی ہین، اوسکی ایک شاخ فرخ آباد مین قائم ہوئی ہے مجھسے خود ایک وہان کے تحصیلدار نے بیان کیا تھا کہ مین نے اپنی آنکھ سے دیکھا کہ وہان کے نصاب تعلیم مین قرآن مجید کی تفسیر حسینی داخل ہی، کیا کسی نیک نیتی سے، کیا اس لیے کہ قرآن مجید سے کوئی فائدہ حاصل کرین، کیا اسلیے کہ ہدایت لینا چاہیئے، کیا مقصد تفسیر حسینی کے رکھنے سے، مگر اسکے مقابلہ مین مسلمانون مین کیا ہے پورا سناٹا، پورا سناٹا، یا اگر مقابلہ کیا جاتا ہی تو اس طرح سے کہ توپ کے مقابلہ مین کھیان، یا اگر مقابلہ کیلیے آمادہ ہوتے ہین تو ایسی صورت سے اور ایسی بے ترتیبی سے کہ کچھ بھی اثر نہین ہوتا، آج ہندوستان مین پانچ یا سات کروڑ مسلمان ہین مگر اونمین سے اہل عرب یا اہل عجم بہت کم ہین، زیادہ تر وہ لوگ ہین جو کہ یہان کے لوگ تھے اور وہ مسلمان ہوگئے، یا کیئے گئے۔ جیسا کہ لوگ کہتے ہین کہ جبراً وہ مسلمان کیے گئے، خیر یہ ایک تاریخی مسئلہ ہے لیکن جہانتک مین نے تحقیق کی ہی کوئی شخص یہانتک کہ ایک متنفس بھی جبراً مسلمان نہین کیا گیا، سخت جاہل ہی جسکا یہ دعویٰ ہے کہ لوگ جبراً مسلمان کیے گئے، عالمگیر سے زیادہ لوگ کسکو متعصب کہ سکتے ہین، مگر عالمگیر کے متعلق خود الفنسٹن نے یہ لکھا ہے کہ عالمگیر نے جتنا بھی ظلم کیا ہو مگر یہ مطلقاً ثابت نہین ہے کہ تمام عمر مین ایک ہندو بھی جبراً مسلمان کیا ہو،

واقعات اور حالات ایسے تھے، آج آپ اس زمانہ مین خیال فرمائین کہ ہماری گورنمنٹ انگریزی مین کسقدر ٹالریشن اور کسقدر بی تعصبی ہی کسقدر ہماری مذہبی فیلنگ کا خیال کرتی ہی جسطرح ایک مسلمان پادری ہوکر اسلام کے خلاف کہ سکتا ہی اسیطرح اوس سے زیادہ

سختی کے ساتھ ایک مسلمان پادری پر اعتراض کرسکتا ہی لیکن گورنمنٹ کبھی دخل نہین دیتی، باوجود اس بے تعصبی اور باوجود اس چشم پوشی اور باوجود اس فیاض دلی کے کیا نتیجہ ہی کہ اسوقت ۳۰ لاکھ آدمی عیسائی ہو گئے، جو مسلمان تھے یا ہندو تھے' کیا یہ جبراً عیسائی بنائے گئے ہین؟ یورپ کا اور انگریزی خوانونکا مذاق یہ ہی کہ جہان دو واقعات کو اونھون نے ساتھ دیکھا یہ منطق کی غلطی کرتے ہین' ایک کو علت اور دوسرے کو معلول قرار دیدیتے ہین' اونھون نے دیکھا کہ مسلمان ہندوستان مین آئے' یہ ایک بات' ہندو بہت سے مسلمان ہوگئے' یہ دوسری بات' اب اونھون نے ایک کو علت اور دوسرے کو معلول قرار دے لیا اور یہ نتیجہ نکالا کہ مسلمانون نے جبراً ہندؤن کو مسلمان کیا، لیکن اگر یہ دلیل صحیح ہی تو کہنا چاہیے کہ خدانخواستہ انگریزی گورنمنٹ نے بھی لوگون کو جبراً عیسائی بنایا، لیکن حضرت اگر انگریزون نے لوگون کو جبراً عیسائی نہین بنایا ہی تو غیرون کو کیا حق ہی کہ وہ کہین کہ ہندو جبراً مسلمان بنائے گئے' یہ ایک واقعہ ہے کہ جب حضرت معین الدین چشتی اجمیر شریف مین تشریف لائے تو راجپوتانہ بھر مین کہین اسلامی سلطنت نہ تھی کون جبر کرنے والا تھا، خواجہ صاحب کوئی تلوار نہین رکھتے تھے کوئی لاؤ لشکر نہین رکھتے تھے' ایک فقیر مسکین گوشہ نشین، وہ آکر زمین مین پہاڑ کی کھو مین بیٹھ گئے اور راجپوتانہ بھر کو روشن کردیا (چیرز) آج کیا حالت ہے؟ مین اجمیر گیا ہون (آج اتنا تعصب اور منافرت ہندو مسلمانون مین پیدا ہوگئی) مگر بااین ہمہ مین نے سنا ہی کہ ایک ہندو آتا ہے' پہلے جناب حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے مقبرہ کے درشن کرتا ہے اوسکے بعد اپنے شوالہ مین جاتا ہے' ان لوگون نے اسلام کو پھیلایا تھا، آج ہزارون لاکھون ہندؤن کو دیکھتے ہین کہ اون کے مزار پر جاتے ہین اور سجدہ کرتے ہین، جسکو ہم بھی جائز نہین رکھتے' وہ اتنا اعتقاد اور محبت رکھتے ہین'

کیا اسپر بھی آپ یقین کر سکتے ہین کہ اسلام جبراً پھیلایا گیا' اونھون نے اسلام کا ایسا نمونہ دکھلا دیا کہ دل اونکی طرف کھنچا جاتا تھا' جیسا کہ جناب صدر نے کل فرمایا تھا' کیا نکتہ نفیس فرمایا تھا' مین برابر تاریخین دیکھتا رہا ہمیشہ حالات پڑہتا رہا کبھی اس نکتہ کی طرف میری نظر بھی نہین پڑی تھی جیسا کہ صدر محترم نے فرمایا' آپ نے فرمایا کہ صحابۂ کرام جب ایران مین گئے تو زبان سے بالکل ناآشنا تھے' کوئی صاحب یہ نہین کہ سکتے کہ وہ وہان فارسی زبان مین تقریرین کرتے تھے' یا شام مین تو بالکل گونگے تھے وہان کی زبان کے لحاظ سے' مترجم کے ذریعہ سے بولتے تھے زبان کی ضرورت نہ تھی' اونکا جسم' اونکی صورت' اونکے عادات اونکے اخلاق' اونکے حالات' یہ چیزین تھین جو لوگون کو موہے لیتی تھین اور لوگ مسلمان ہو جاتے تھے۔

ایک واقعہ یہ پیش آیا کہ سفیر روم آیا صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مجمع مین پیغام لیکر جنگ کا' یہ واقعات ہین' وہ شام کو وہان آکر ٹھہرا اور رات کا بڑا حصہ اوسنے وہان بسر کیا' دیکھتا ہے ایک عجیب محویت طاری ہے عجب لوگ ہین جنکے چہرے سے جنکی باتون سے جنکے نور سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ زمین منور ہوئی جاتی ہے جہان دیکھتا خاکساری پاتا ہے پوچھتا ہے کہ امیر المومنین کہان ہے؟ رئیس عساکر کہان ہے؟ لوگ کہتے ہین کہ کہین زمین پر بیٹھا ہوگا' ایک غریب آدمی فرش خاک پر بیٹھا ہوا ہے نہ کوئی تعظیم ہے نہ تکریم' اس رنگ کو دیکھکر اوسکا یہ عالم ہوا کہ اوسنے کہا کہ حضرت مین تو اب واپس نہین جاؤنگا یہین رہونگا' اونھون نے کہا کہ یہ نقض عہد ہوگا سفیر جب کہین جایا کرتا ہے تو یہ بات بھی داخل عہد سمجھی جاتی ہے کہ وہ اوسی طرح سے بخیر و عافیت واپس بھیج دیا جاوے تاکہ یہ شکایت نہو کہ وہ جبراً روک لیا گیا' اسواسطے اگر اسلام لاتے بھی ہو تو ایک دفعہ جاؤ اور پھر

واپس آوٗ، ان چیزون نے مسلمان بنا دیا تمام دنیا کو، یہ چیز تھی مسلمان بنانے والی -

حضرت ابن عباس اسکندریہ کو فتح کرتے ہین مصر و قاہرہ فتح ہو جانے کے بعد حضرت عیسیٰ کا ایک سٹیچو یا بت بنا ہوا تھا اتفاقاً ایک تیر کسی نے مارا وہ آنکھ مین لگ گیا، اوس تصویر کی آنکھ پھوٹ گئی، اس واقعہ کو مسلمان تو الگ خود مصر اور یورپ کے ایک مورخ نے جو عیسائی اور بشپ تھا اوسنے لکھا، مین نے اوسکی کتاب مین جو آکسفوڈ مین چھپی ہے خود دیکھا کہ پروفیسر لقاق نے لکھا ہے کہ لوگون نے جاکر عمر ابن عباس سے شکایت کی کہ آپ کے ایک شخص نے ہماری بزرگ تصویر کو توڑ ڈالا اور بی حرمتی کی آپ نے واقعہ پوچھا اوسنے بیان کیا تب آپ نے پوچھا کہ معاوضہ کیا چاہتے ہو اسکا کیا کفارہ ہے؟ اونھون نے کہا ہم بھی جو محمد تمھارا نبی ہے اوسکا ایک بت بناکر اوسکی آنکھ کو پھوڑ دینا چاہتے ہین آپ نے فرمایا کہ اس سے تو کچھ حاصل نہین، ہم لوگ تو تصویر کی تعظیم نہین کرتے تصویر یا بنا تو کبھی ہمارے نزدیک قابل تعظیم نہین، کیا تم اس بات پر راضی ہو سکتے ہو کہ ہم مین سے جس شخص کو چاہو اوسکی ایک آنکھ پھوڑ دو؟ اونھون نے کہا کہ ہم آمادہ ہین لیکن عیسیٰ ہمارا خدا ہے سب سے بڑا شخص تھا اسواسطے ہمارا ایک فوجی ادنیٰ درجہ کے شخص کے ساتھ یہ برتاو کرنا پورا انتقام نہین ہے، اگر تمھارا رئیس عسکر یعنی سپہ سالار فوج اس بات پر آمادہ ہو تو البتہ ہم راضی ہو سکتے ہین، حضرت ابن عباس نے پوچھا کونسی آنکھ اوسکی پھوٹی تھی؟ اوسکے بعد تلوار لی اور اپنی آنکھ پیش کی اور کہا کہ اسکو نکال لو تلوار اوسکے ہاتھ سے چھوٹ گئی اور اوس نے کہا کہ حیف ہے تم لوگون سے مقابلہ کرنا غرض کہ ان باتون نے مسلمان بنا دیا، بہر حال جو لوگ کہ برکات اولیا سے، اور جو حضرت صوفیہ کرام کی روشنی کے اثر سے مسلمان ہوے تھے، آج اونکی کیا حالت ہے؟ ہم نے جو تحقیقاتین کی ہین ہم نے جو رپورٹین

حاصل کی ہین، ہمارے پاس ایک پشتارہ ہے نہایت کثیر خطوط کا جسمین سے چند نام مین نے اس اشتہار مین شایع کر دیے ہین، ان سے معلوم ہوا کہ وہان کے نومسلمون کی کیا حالت ہے؛ اون کے نام تو ہین لچھمن سنگھ، دیال سنگھ، اگر اونسے پوچھا جاوے کہ تم جانتے ہو کہ خدا ہے کوئی؛ رسول خدا کوئی شخص گذرا ہے؛ نہین معلوم صحابۂ کرام کوئی چیز نہین معلوم نماز روزہ وغیرہ کبھی سُنا ہے، نہین، کسی کسی گاؤن مین مسجد ہے مگر اوس مسجد کو گوبر سے لیپتے ہین، بعض مسجدون مین بت رکھے ہوے ہین جنکو وہ جا کر پوجتے ہین، یہ حالت ہے، اگر کسیکو شک ہو تو جا کر دیکھ آئے یہ کسکا قصور ہے اونکا یا ہمارا، ہم مسلمانون کا، ہم واعظین کا، ہم داعات کا، حضرات یہ بے شبہ نہایت آسان بات ہے کہ ہم وعظ کہنے کے لیے ایسے مقامات پر جائین کہ جہان ہم آرام و آسائش سے کھا سکتے ہین پی سکتے ہین ہماری دعوت ہوسکتی ہے ہمارا کھانا جو ہم گھر مین کھاتے ہین وہ کم از کم ہمکو وہان ضرور ملسکتا ہے، مگر اون مقامات مین جانیکی ضرورت ہی نہین، ان مقامات مین جانا تو ع گفتن دعاے زلف تو تحصیل حاصل ست؛ جانا تو وہان ہے جو قصبات اور شہرون سے پندرہ پندرہ بیس بیس میل پر مقامات ہین جہان خود ہمارے ندوہ کا ایک طالبعلم عبدالودود گیا ہے اوسنے خود بیان کیا ہے کہ مین تین وقت وہان رہا ہون کوئی چیز کھانے کو نہین ملی، وہان نہ کوئی دوکان تھی نہ بازار، تین وقت متصل فاقہ کرنا پڑا کسی نے مجھے روٹی نہین دی، چوتھے وقت شہر مین آکر مین نے کھانا کھایا، اوسی جگہ جانے والا تلاش کرنا چاہیے، وہان جانے کے لیے لوگ طیار نہین ہین، خطوط جو میرے پاس آتے ہین آپ اون کو پڑھیے، اوسمین یہ ہے کہ شہرون مین تو آپ واعظ بھیجتے ہین، شہرون مین آپ مناظرہ کرتے ہین، آپ اون مقامات مین علاج کرتے ہین جہان مریض ہی نہین، جہان بیماری ہے

جہان موت ہے وہان کیا ہو رہا ہے -

حضرات میرے اوپر ابتدا اس اثر کی یون ہے کہ دو سال ہوئے کہ شاہجہانپور سے ایک خط میرے پاس سفید خان سوداگر کا آیا تھا کہ شاہجہان پور سے آٹھ کوس پر ایک گانون ہے جمال پور وہان کے رئیس راجپوت جو مسلمان ہین وہ ہندو ہونا چاہتے ہین، آریہ وہان پہونچ گئے ہین اونکو ہندو کرنا چاہتے ہین، آپ جلد آئیے اور مدد کیجیئے، انھون نے اسکے ساتھ ہی دہلی کی انجمن ہدایت الاسلام کے مولانا عبد الحق حقانی کو لکھا تھا وہان سے دو واعظ تشریف لائے تھے اور مین ندوہ سے گیا جس وقت مین یہان سے چلا ہون میری جو حالت تھی نہایت سخت، یہ طلبہ ندوہ کے جو یہان بیٹھے ہین وہ اسکے شاہد ہون گے کہ مین نے اوسوقت کوئی گالی کوئی سب وشتم نہین اوٹھا رکھی تھی جو مین نے ان ندوہ والون کو نہ سنائی ہوگی کہ اے بے حیاؤ اور اے کم بختو ڈوب مرو یہ واقعات پیش آئے ہین، ندوہ کو آگ لگا دو اور علیگڈھ کو بھی پھونک دو! یہی الفاظ مین نے اوسوقت کہے تھے جو آج کہتا ہون، اوسوقت نہایت افسوس ہین مین یہان سے گیا تھا، وہان جاکر مین نے پوچھا کہ کیا واقعہ ہے لوگون نے یہ بیان کیا کہ آریہ اس گاؤن مین آئے ہوے ہین اونکو ہندو بنانا چاہتے ہین مسلمان علما کو بلوایا ہی جمال پور سے ایک کوس پر خیمہ کھڑا کیا گیا ہی، تین سو روپیہ کھانے مین صرف ہوے ہین، چندہ وغیرہ کیا گیا ہے، وہ نومسلم بیچارے یہ کہتے تھے کہ مناظرہ ہم جانتے نہین، پڑھے لکھے نہین، آپ ہمارے اس گاؤن مین آئیے اور یہان آکر ہمکو سمجھائیے، جو باتین ہمارے دل مین ہونگی ہم آپ سے کہین آپ اونکا جواب دیجیے، پھر جو کچھ بھی ہو، یہ واقعہ ہے اسمین ذرا بھی غلط نہین کہتا ہون، اسکے شاہد سید وزیر حسن صاحب

وکیل شاہجہان پور ہین وہ اسکی گواہی دیسکتے ہین، اسپر ایک شخص راضی نہوا کہ گاؤن مین جائے، اس بات کا کوئی ڈر نہین تھا کہ وہ لوگ خدانخواستہ فوجداری کرینگے یا مارینگے، کیونکہ پولیس اور تحصیلدار وہان موجود تھے کہ امن وامان قائم رہے۔

مین نے بالآخر یہ کہا کہ بھائیو مجھے تو پالکی مین ڈال کر وہان لیچلو، مین چلتا ہون، لیکن کوئی شخص نہین لیگیا، غرض تین دن تک مین وہان پڑا رہا، بالآخر اون لوگون نے اعلان کردیا کہ ہم ہندو ہین۔

کیا یہ واقعات آپ کے کانون مین پڑتے ہین، اگر نہین پڑتے تو آپکی بیخبری کی داد دینی چاہیے، اور اگر پڑتے ہین تو آپ کا دل جل نہین جاتا، جھلک نہین جاتا، کڑھ نہین جاتا، اس سے زیادہ کیا بے حمیتی ہوگی؟ کیا یہ باتین ایسی ہین کہ جس سے چشم پوشی کیجائے؟ لیکن اصل مین غور یہ کرنا ہے کہ جب انسان کسی مشکل مین گرفتار ہوجائے تو اوسکو کرنا کیا چاہیئے؟ یہ نہین ہے کہ مسلمانون کو احساس نہین ہوتا، خدا کے فضل سے اب بھی اولاً مسلمانون مین علما و فضلا ہین جو جا بجا جاتے ہین، دوسرے انجمنین قائم ہوگئی ہین، مثلاً انجمن تبلیغ الاسلام اور انجمن ہدایت الاسلام دہلی اور اور انجمنین ہین وعظ ہین، مگر ایک بات مجھے یہ کہنا ہے جسکے لیے مین نے یہ اشتہار دیا تھا اور آپ صاحبان سے خواہش کی تھی کہ ندوہ مین آئیے مجھے آپ سے مشورہ کرنا ہے اور باتین پوچھنا ہے، بعض صاحبان نے اسمین بہت دلچسپی لی ہے، مثلاً مولوی علی احمد صاحب آگرہ۔

غور یہ کرنا ہے کہ آیا یہ تدبیرین کافی ہین یا نہین اور یہ پراگندہ کوششین حقیقت مین قوت بخش ہین یا نہین؟ جو تدابیر اسوقت اختیار کیگئی ہین اونکو آپ غور سے سنیئے آپ کا کھانے کا وقت آتا جاتا ہے خیر کچھ پرواہ نہین، آپ کو زحمت ہوتی ہے اوسکو

تھوڑی دیر کے لیے برداشت کیجئے، یہ مسئلہ حیات و ممات اسلام کا ہے، فقط اسوقت ہی نہین
بلکہ گھرون مین جائیے اور اون تدبیرون کا جو یہان پیش کیجائین اونکا لحاظ کیجیے اور سوچئے
کہ اب کیا کرنا ہے ؟ ایک مرتبہ صحیح خاکہ بن جاتا ہے، تمام ملک مین اسکے لیے دورہ کرنا
ہے، ایک تدبیر تو یہ کیگئی تھی کہ علماء واعظین رکھے گئے وہ شہرون مین بھیجے گئے اور
اونھون نے مناظرے کیے ایک لحاظ سے یہ تدبیر بہت مفید ہے، وجہ اسکی یہ ہے کہ
اون کے حملے ہر پہلو سے ہین، ایک پہلو اونکا یہ ہے کہ قرآن مجید پر اعتراض،
اور مسائل اسلام پر اعتراض، قرآن شریف کے احکام پر اعتراض، شہرون مین جو بڑی
بڑی انجمنین قائم ہین اور مناظرے ہوتے ہین اون کے لیے اکثر ایسے لوگ ہین جیسے
مولوی ثناء اللہ صاحب پانی پتی، اور اور لوگ ہین جنھون نے اسمین خاص مہارت پیدا
کی ہے وہ جاتے ہین اور مناظرے کرتے ہین، یہ تدبیر ایک حد تک مفید ہے اور ایک
حد تک کام کر رہی ہے، لیکن وہ جو سوال ہے ان دیہات مین جانے کا اور وہان کام کرنیکا
اوسکے متعلق مین نے جتنی رپورٹین پڑھی تھین وہ یہ ہین کہ یا تو وہ اُن ہی مقامات پر
گئے ہین جہان کھانا آسانی سے مل سکتا ہے، یا اگر کسی ایسے مقام پر گذر ہو گیا جہان زیادہ
مشکلات و دشواریان تھین، اونھون نے جو خانہ پُری کی ہے مین نے اوسکو پڑھا تو
معلوم ہوا کہ کسی جگہ ایسے گانون مین دس دن بھی کام نہین کیا کیونکہ اون تکلیفون کے
برداشت کرنے کے عادی نہین ہین، آپ لوگون نے جو ہم لوگون پر نوازشین کین ہین
اب وہ ہمارے لیے ظلم ہو گئین، آپ نے ہمارے علما کی ابتک جو خاطر داریان کی
ہین پالا پوسا ہے اور تربیت دی اوسکا نتیجہ یہ ہوا کہ جبتک نرم گدے نہون، پلنگ چارپائی
نہون اوس وقت تک ہم سے رہا نہین جاتا، اسی وجہ سے دیہاتون مین جانا سخت مشکل ہے

اب صرف دو تدبیرین نظر آتی ہین، ایک یہ کہ ایسے دیہات مین نومسلمون کے لیے مسلمانون کے
لیے چھوٹے چھوٹے مکاتب قائم کیے جائین، ۵ - ۶ - ۷ - گانون کا ایک حلقہ قرار دے کر
ایک صدر مقام جہان سے آدہ آدہ کوس کے فاصلے پر دیہات ہون وہان ایک مکتب ہو،
جسمین نہ آپ کا یہ فلسفہ یونانی اور نہ انگریزی کا ایک لفظ ہو بلکہ صرف قرآن شریف کا متن
اور اُردو واتنی کہ جس سے محض مسائل عبارت ونماز و روزہ اور وہ بھی نہایت آسان آسان،
مشکل اور دشوار مسائل فقہ بھی نہین، یہ اون کو پڑہلئے جائین، بلکہ حضرات مین ورکیساتھ
اس بات کو کہتا ہون چاہے حامیان اُردو بگڑین یا نہین، مگر ہمکو ناگری مین ان سالون کو
شایع کرنا چاہیے - وجہ اسکی کیا ہے -

ہم دیکھتے ہین کہ ایک شخص مزدور اگر اُردو پڑہنے بیٹھے تو اوسکے چار برس صرف
ہو جاتے ہین، بیچارہ کب تک پڑہیگا، لیکن ہندی کے لیے کیا مشکل ہے اگر یہ ایک حرف
بھی روز سیکھے تو اٹھائیس تیس دن مین سیکھ لیگا کیونکہ اسمین مفرد حروف ہین، اگر سوا قرآن شریف
کے علاوہ جو اپنی عبارت مین مخصوص ہے، بقیہ مسئلہ مسائل کو ہم ناگری مین کردین تو اسمین
کیا دشواری ہے، کوئی ہرج نہین، آپ جانتے ہین کہ چین مین دو کروڑ مسلمان ہین اونکی تمام
تصنیفات چینی زبان مین ہین، قرآن شریف کا ترجمہ تک چینی زبان مین ہے، یا تو اس قسم کے
مکاتب جابجا قائم کیے جائین، یا دوسری یہ تدبیر ہے کہ ایسے لوگ جو بڑے عالم نہون، جو
فارغ التحصیل نہون، جو بہت جید طالبعلم نہون، اسواسطے کہ اگر ایسے ہون گے تو پانچ دس
روپیہ مین وہ آپ کا کام نہین کر سکتے اونکی شان کے بھی خلاف ہے، بلکہ ایسے معمولی خواندہ
آدمی ہون کہ جو اُردو فارسی معمولی پڑہ لکھ لیتے ہون، اونکو ایک ٹرینگ کے طور پر
ندوہ مین یا مدرسۂ الٰہیات کانپور مین ایک سال بھر مزید تعلیم وظیفے دیکر دلائی جائے اسکے بعد

دس دس بارہ بارہ روپیہ تنخواہین مقرر کرکے اون کو دیہات مین بھیجا جائے کہ دو دو تین تین مہینے قیام کرین اور وعظ کرین اور سمجھائین' مل جل کر نصیحت کرین اور زبانی باتون مین تعلیم دین' جب ایک گانون درست ہوجائیگا تو دوسرے گانون پر اثر ہوگا۔

یہ کام تدریج کا ہے صحیح خیالات اور تدبیرون سے کام کیجیے' ہزار نشانے ماریے اگر نشانے پر نہین پڑتا تو سارا زور آپ کا بیکار جاتا ہے' ساری تیراندازی فضول جاتی ہے' اگر آپ راستہ چلتے ہین اور سیدھے راستہ پر پڑ گئے تو چاہے آپ چیونٹی کی چال بھی چلین گے تو توقع ہے کہ ایک دن آپ منزل مقصود پر پہونچ جائینگے لیکن اگر آپ ریل کی چال چلتے ہین اور اُلٹے چلتے ہین تو تمھاری تمام کوششین قومی اور ملکی خواہ کیسی ہی زور کیسا تھ ہون حقیقت مین اگر وہ راستہ سے ہٹی ہوئی ہین تو آپ منزل مقصود تک نہین پہونچ سکتے۔

اب مین اسکے متعلق اسوقت آپ سے کچھ بھی تحریک نہین کرتا' مگر مین یہ کہتا ہون کہ جتنے بزرگ یہان بیٹھے ہوے ہین اونکو اپنی اپنی جگہون پر جاکر ان باتون پر غور کرنا چاہیے سوچنا چاہیے ہر شہر مین اسکے متعلق کمیٹیان قائم کرنا چاہیے ' شہر کے لوگون کو ایسے کم درجہ کے واعظین اور مدرسین تلاش کرنا چاہیے۔

حضرات مین کہ سکتا ہون کہ گو مین ندوۃ العلماء کا فدائی ہون' مگر اس کام کیلئے کاش میرے ایک پاؤن کے سوا تمام جسم بھی کام آسکتا تو مین اور زیادہ مشکور ہوتا' کیونکہ مین سب کام سے زیادہ اس تحریک کو مقدم سمجھتا ہون اسمین کچھ چندہ جمع کرنا نہین ہی بلکہ ایثار النفس والے آدمی پیدا کیے جائین' جہانتک ہوسکے عملی آدمی پیدا کیے جائین' شاید ایسا وقت آئیگا کہ ایسے لوگ پیدا ہوجائینگے کہ جو ماہوار کچھ رقم چار آنہ آٹھ آنہ ایک روپیہ خاص اس کام کے لیے مقرر کردین' آپکو معلوم ہی کہ مین نے کوئی نوٹس چندہ کا نہین دیا لیکن

محض ایک ذراسا نوٹس دینے سے کہ کہان کہان نومسلم پائے جاتے ہین لوگون نے میرے پاس خطوط بھیجنے شروع کردیے کسی نے لکھا کہ ایک روپیہ ماہوار میرا لکھہ لیجیے (ایک صاحب نے ایک روپیہ پیش کیا بطور چندہ کے) مین جوش کا فوری اندازہ نہین کیا کرتا چندے دو قسم کے ہوتے ہین ایک فوری جیسے کہ ندوہ کی عمارت کیلیے آج صبح دیا جاچکا ہے اسکو ہم نہایت غنیمت سمجھینگے اسوقت فوری جوش کی ضرورت ہوتی ہے اسکے بعد اگر آپ کا جوش ٹھنڈا ہوجائے تو کچھ پرواہ نہین لیکن ایک وہ ضرورتین ہوتی ہین جو مستمر ہین پائدار ہین انکے لیے کوئی ٹیکس ہونا چاہیے آپکے قلب پر اور دل پر ثبت ہونا چاہیے کہ وہ ٹیکس ہے اسوقت مین دیکھتا ہون کہ اتنے صاحب یہان جو تشریف فرما ہین پانچ چھہ سو آدمی ہونگے اگر یہان سے جانیکے بعد جو کچھہ بھی تجویز ہو اوسکے متعلق مجھے خط لکھین کسی قسم کی راے مجھے اسکے متعلق دین کوئی تدبیر بتلائین کمیٹی قائم کرین اور مجھکو اطلاع دین مجھکو خود وہان بلائین خود ایک روپیہ ماہوار کے لیے مجھے وہان سے خط لکھین اور اپنے دوستون کو اسکے لیے آمادہ کرین تب مین سمجھونگا کہ آپ کے قلب پر صحیح اثر ہوا ہے اس سے ہمکو کام لینا ہے یہ ہے دلی جوش، ورنہ سخن سازی سے کوئی نتیجہ نہین ۔

اسکے بعد جناب خواجہ کمال الدین صاحب بی۔ اے۔ وکیل چیف کورٹ پنجاب نے اسی مسئلہ پر تقریر کی اور آپ کے بعد مولوی ابوالکمال عبدالودود صاحب نے اسکی تائید کی۔

ان تقریرون کا مسلمانون پر جو اثر ہوا اسکی دیرپائی کی دلیل یہ ہے کہ شب کو جب مولوی ابوالکمال صاحب نے ان مسلمانون کے نام لکھنے چاہے جو واپسی کے بعد اس تجویز مین عملی مدد دین گے تو تقریباً ڈیڑہ سو مسلمانون نے اپنے نام فہرست مین لکھوائے۔

اس کے بعد نماز ظہر کے لیے جلسہ برخاست کیا گیا۔

سب سے پہلے قرآن مجید کی چند آیتون کی تلاوت کیگئی ، اوسکے بعد دارالعلوم کی تعلیم کا نمونہ پیش کیا گیا ، اول درجہ بھاکا کے ایک طالبعلم سید امداد حسین نے بھاکا مین اس خوبی سے تقریر کی کہ لوگون کو اوسکے پنڈت ہونے کا دھوکا ہوتا تھا ۔

اسکے بعد معین الدین وعبدالرحمن دو کمسن بچون نے فضائل اسلام اور اسباب تنزل وترقی پر اس خوبی و دلیری سے تقریر کی کہ تمام جلسہ دنگ رہگیا ۔

ندوہ کے مختلف النوع امتیازات وخصوصیات مین سے ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ یہان ادب عربی کی کامل تعلیم دی جاتی ہے جس سے طالبعلم بےتکلف تحریر و تقریر پر حاوی ہو جاتا ہے ، اسکی مثالین متعدد مواقع پر کامیابی کے ساتھ پیش کی جاچکی ہین لیکن یہ موقع اس حیثیت سے اور موقعون سے ممتاز اور اس امتحان کے لیے مشکل تھا کہ پریسیڈنٹ عربی نژاد تھا اور اس مرتبہ کا تھا کہ رعب غالب آجانا بعید نہ تھا ۔ باآینہمہ اونھون نے نہایت فصاحت وبلاغت کے ساتھ تقریر کی اور ندوہ کی عزت کو

قائم رکھا، افسوس ہے کہ یہان پر ہم اونکی تقریرین قلمبند نہ ہونیکی وجہ سے درج نہین کرسکتے

اسکے بعد مولوی حبیب الرحمان خان صاحب شروانی نے اُن حضرات کا شکریہ ادا کیا جنھون نے اس اجلاس مین ندوۃ العلما کے خدمات انجام دی تھین اور اون سے مفصل طور سے آپ واقف ہو چکے ہین۔

اسکے بعد مسٹر ممتاز حسین بیرسٹر ایٹ لا نے معزز مہمانون کا شکریہ ادا کیا،

آخر مین علامہ سید رشید رضا صدر انجمن اجلاس کھڑے ہوے اور اس جوش کیساتھ اپنی پر مغز اختتامی تقریر کی کہ تمام جلسہ کو اپنا ہمرنگ بنا لیا۔

یہ اونکی آخری اور یادگار تقریر تھی اور اون کو نظر آرہا تھا کہ اونکی صرف ان چند تقریرون سے مسلمانان ہندوستان کی اصلاح نہین ہوسکتی، اس بنا پر مریض کو مرض الموت مین چھوڑ کر جانا اون پر کسقدر شاق تھا؟ ہمارے خیال مین بھی نہین آسکتا، اس خیال نے اونکی آواز مین رقت پیدا کردی اور اس پاک رقت نے تمام درد آشنا دلون کو تڑپا دیا۔

اس تقریر کے بعد شمس العلما مولانا شبلی نعمانی نے صدر انجمن کا اردو مین شکریہ ادا کیا اور مولوی سید سلیمان صاحب نے اوسی وقت عربی مین اوسکا ترجمہ سنا دیا۔

شکریہ کے ضمن مین اونکی تکالیف و شدائد کا ذکر بھی کیا گیا تھا جو اونکی قومی اصلاح مین پیش آئے تھے خصوصاً اون تکالیف کا جو اون کو صرف ندوہ کے لیے مصر سے ہندوستان آنے کے لیے برداشت کرنی پڑین، جسوقت مولوی سید سلیمان نے اسکا ذکر کیا ہے اور آخری تحیت کے الفاظ ادا کیے ہین علامہ ممدوح کے چہرے سے آثار روز و الم نمایان ہونے لگے، جوش غم مین کھڑے ہو گئے اپنی تکالیف و شدائد کے ذکر مین سرور کائنات

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صعوبات و تکالیف کا ذکر زبان پر لائے تھے کہ فرط غم نے زبان خشک کر دی، قطرات اشک نے تری پہنچانے کے بجاے اس آتش غم پر تیل کا کام کیا، اور دیر تک یہ حالت (جسکے لیے لیل و نہار کی آنکھین بھی ترستی رہنگی) قائم رہی۔

اس تقریر نے اون حاضرین کے قلوب مین ایک حرکت پیدا کر دی جو مقرر کی زبان سے ناآشنا تھے لیکن محبت نبوی کی سچی تاثیر اون کے قلوب کو گرم کیے ہوے تھی۔

معزز مقرر کے بیٹھ جانے کے بعد حاضرین نے (فدا لک دعا) تین نعرے اونکے لیے بلند کیے۔

اسکے بعد آخری کارروائی یہ ہوئی کہ نہایت خشوع وخضوع سے دعا کیگئی کہ خداوند تعالی ہم مین خلوص، حسن نیت، و ایثار پیدا کر کے نیک تجاویز کو عمل مین لانے کے لیے توفیق خیر عطا فرمائے اور نور اسلام کو شوائب ظلمات سے پاک رکھے۔

واللہ متم نورہ ولو کرہ المشرکون ؀

سید عبدالحی
نائب ناظم ندوۃ العلماء
لکھنؤ

یکم ستمبر ۱۲ ۱۹ء

آمدنی چندۂ ندوۃ العلماء من ابتدای اپریل ۱۹۱۱ء لغایت مارچ ۱۹۱۲ء

نمبر ۱	سرکار عالی والی ریاست حیدرآباد دکن خلد اللہ ملکہم	[illegible]
	اوقاف	
نمبر ۱	از وقف شاہجہان پور	[illegible]
نمبر ۲	از وقف مولوی خدایار خان صاحب موضع بھرتنا پور ضلع بریلی	[illegible]
نمبر ۳	از وقف دکان چندوسی معرفت جناب مولوی عبدالحی صاحب وکیل	[illegible]
نمبر ۴	از وقف مکان واقع جھانسی معرفت منشی تسلیم حسین صاحب اہلمد کلکٹری	[illegible]
نمبر ۵	از جناب منشی محمد احتشام علی صاحب متولی بابت وقف حاجی قادربخش مرحوم	[illegible]
نمبر ۶	کرایہ مکانات وصیتی واقع لال باغ لکھنؤ	[illegible]
	(کرایہ دوکانات)	
۱	کرایہ دوکانات متعلقہ مکان دارالعلوم ندوۃ العلماء واقع گولہ گنج لکھنؤ	[illegible]
	میزان	[illegible]

آمدنی چندۂ تعلیم دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ من ابتدای اپریل ۱۹۱۱ء لغایت مارچ ۱۹۱۲ء

(۱)	گرانٹ ان ایڈ عطیہ پراونشل گورنمنٹ ممالک متحدہ آگرہ واودھ	[illegible]
(۲)	عطیہ سرکار عالیہ والیہ ریاست بھوپال خلد اللہ ملکہا	[illegible]
(۳)	عطیہ حضور نواب صاحب بہادر والی ریاست رامپور خلد اللہ ملکہم	[illegible]
(۴)	عطیہ ہز ہائینس سر آغا خان بہادر بالقابہ	[illegible]

چندہ ممبری

نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد رقم
۱	جناب عبداللطیف صاحب خلف برگیڈیر احمد جان صاحب پشاور معرفت مولوی فضل الرحمان صاحب وکیل ندوۃ العلماء	صہ ر
۲	جناب منشی محمد اسمٰعیل خان صاحب رئیس نائی کی منڈی آگرہ معرفت شمس العلما شبلی نعمانی	عہ ر
۳	جناب مولوی محمود علی صاحب پروفیسر رندھیر کالج، کپورتھلہ پنجاب بسعی جناب مولوی غلام محمد صاحب شملوی وکیل ندوہ	صہ ر
۴	جناب حافظ سلطان احمد صاحب ٹھیکہ دار کمسریٹ - فیض آباد بسعی ایضاً	صہ ر
۵	جناب منشی امتیاز علی صاحب بی اے - وکیل - بسعی ایضاً	صہ ر
۶	جناب منشی محمود عالم صاحب رئیس مغلپورہ بسعی ایضاً	صہ ر
۷	جناب چودھری نعمت اللہ صاحب بی۔اے وکیل " بسعی ایضاً	صہ ر
۸	جناب محمد روشن خان صاحب مالک نیو ڈاک بنگلہ چھاؤنی انبالہ بسعی ایضا	صہ ر
۹	جناب سردار الٰہی بخش صاحب توپ خانہ بازار " بسعی ایضا	صہ ر صہ ر
۱۰	جناب بابو محمد یوسف صاحب احمدی بسعی ایضا	صہ ر
۱۱	جناب سید غلام بھیک صاحب بی اے پلیڈر شہر انبالہ۔ بسعی ایضا۔	صہ ر
۱۲	جناب ماسٹر غلام نبی صاحب شاہ پوری بازار لال کرتی چھاؤنی انبالہ	صہ ر

نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد رقم
۱۳	جناب منشی حاجی عبدالرحیم صاحب رئیس بستی، ریاست پٹیالہ	صہ/
۱۴	جناب حافظ محمد امیر اللہ صاحب سوداگر محلہ علزایان ״	صہ/
۱۵	جناب منشی مولا بخش صاحب ٹھیکیدار	صہ/
۱۶	جناب مولوی قاضی عبدالرحمن صاحب وکیل ریاست پٹیالہ متعینہ فیروزپور	صہ/
۱۷	جناب قاضی عبدالعزیز صاحب مینجر ایڈ کو ریاست پٹیالہ	صہ/
۱۸	جناب خان غلام محمد خان صاحب منصرم متصل تکیہ رحیم شاہ پٹیالہ	صہ/
۱۹	جناب شیخ وارث علی صاحب وکیل عدالت پٹیالہ	صہ/
۲۰	جناب ڈاکٹر شیخ ظہور الاسلام صاحب لاہوری دروازہ پٹیالہ	صہ/
۲۱	جناب ڈاکٹر حاجی کریم اللہ صاحب ریاست پٹیالہ	صہ/
۲۲	جناب خلیفہ سید حامد حسین صاحب جج چیف کورٹ ریاست پٹیالہ	صہ/
۲۳	جناب ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب ایم۔ بی۔ اسسٹنٹ سرجن ״	صہ/
۲۴	جناب شیخ محمد شفیع صاحب اسسٹنٹ سپلائی ڈیپارٹمنٹ پٹیالہ و سکرٹری معین ندوہ ״	صہ/
۲۵	جناب شیخ فضل الرحمن صاحب ایل۔ ایم۔ اے۔ لاہوری دروازہ پٹیالہ	صہ/
۲۶	جناب رفیق محمد خان صاحب بیرسٹر ایٹ لا ریاست نابھہ	عـہ/
۲۷	جناب بابو نظیر حسین صاحب افسر تعمیرات ״	معہ/
۲۸	جناب ڈاکٹر فیض محمد خان صاحب چیف میڈیکل افسر ״	صہ/
۲۹	جناب ڈاکٹر عبداللطیف صاحب محلہ حکیمان ״	صہ/
۳۰	جناب حکیم عبدالرحیم صاحب ״ ״	صہ/

نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد رقم
۳۱	جناب حکیم محمد حسن صاحب خلف حکیم قادر بخش صاحب مرحوم نائب (بسعی جناب قاضی تلمذ حسین صاحب ایم۔ اے۔ ہیڈ ماسٹر ندوۃ العلما)	صہ ر
۳۲	جناب مولوی سیف اللہ صاحب وکیل، بستی (بسعی جناب قاضی تلمذ حسین صاحب ایم۔ اے۔ ہیڈ ماسٹر ندوۃ العلما)	صہ ر
۳۳	جناب مولوی عطاء اللہ صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی وکیل بستی	صہ ر
۳۴	جناب مولوی محمد فاروق صاحب سب رجسٹرار بستی	صہ ر
۳۵	جناب مولوی محمد محسن صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی	صہ ر
۳۶	جناب مولوی وکیل احمد صاحب مختار	صہ ر
۳۷	جناب مولوی عبد الغفار صاحب وکیل عدالت "	صہ ر
۳۸	جناب میر عنایت حسین صاحب وکیل و آنریری مجسٹریٹ بستی (معرفت معین ندوہ شملہ)	صہ ر
۳۹	جناب بابو فتح الدین صاحب سپرنٹنڈنٹ کامرس ڈیپارٹمنٹ شملہ	صہ ر
۴۰	جناب بابو نور الدین صاحب کلرک یونیو ڈیپارٹمنٹ (بذریعہ جناب قاضی تلمذ حسین صاحب ایم۔ اے۔ ہیڈ ماسٹر ندوۃ العلماء)	صہ ر
۴۱	جناب سید واحد علی شاہ صاحب گورکھپور	عـہ ر
۴۲	جناب مولوی حمید اللہ صاحب رئیس و آنریری مجسٹریٹ	عـہ ر
۴۳	جناب مولوی سبحان اللہ صاحب رئیس اعظم	عـہ ر
۴۴	جناب علامہ مولانا محمد حسان صاحب عباسی رئیس و وکیل گورکھپور	صہ ر
۴۵	جناب قاضی فراست حسین صاحب وائس چیرمین میونسپل بورڈ "	عـہ ر

نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد چندہ
۴۶	جناب مولوی حکیم برہم صاحب اڈیٹر مشرق اخبار گورکھپور	صہ/
۴۷	جناب شاہ محمد نظیر صاحب اسسٹنٹ اڈیٹر مشرق اخبار "	صہ/
۴۸	جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب رئیس "	صہ/
۴۹	جناب مولوی صدیق صاحب گورکھپور	صہ/
۵۰	جناب مولوی سعید اللہ صاحب رئیس و منیوسپل کمشنر "	صہ/
۵۱	جناب مسٹر شاکر علی صاحب بیرسٹر ایٹ لا "	صہ/
۵۲	جناب مسٹر انور علی صاحب بیرسٹر ایٹ لا۔	صہ/
۵۳	جناب قاضی تحمل حسین صاحب بیرسٹر ایٹ لا۔ "	صہ/
۵۴	جناب قاضی نعیم الحق صاحب آنریری مجسٹریٹ "	صہ/
۵۵	جناب شیخ رحمت اللہ صاحب "	صہ/
۵۶	جناب مولوی نثار اللہ صاحب بی۔ اے۔ منیجر فیکٹری	صہ/
۵۷	جناب قاضی وجاہت حسین صاحب رئیس "	عہ/
۵۸	جناب خان بہادر منشی محمد خلیل صاحب چیرمین منیوسپل بورڈ	صہ/
۵۹	جناب قاضی تلمذ حسین صاحب ایم اے۔ ہیڈ ماسٹر دار العلوم ندوۃ العلما لکھنؤ (معرفت شمس العلما مولانا شبلی نعمانی)	صہ/
۶۰	جناب چودھری محمد حسن صاحب انھونہ ضلع رائے بریلی	صہ/
۶۱	جناب چودھری انوار حسن صاحب سبیحہ ضلع بارہ بنکی	صہ/
۶۲	جناب ڈاکٹر وزیر محمد صاحب میران حسنی نائی منڈی آگرہ	صہ/
۶۳	جناب منشی مرتضیٰ صاحب چیف کلرک ریلوے مراد آباد	صہ/
	میزان کل	۳۶۲ سا عہ ۵ ر

چندۂ وزیٹری

نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد رقم	نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد رقم
	(بسعی جناب مولوی غلام محمد صاحب		۸	جناب بابو احمد جان صاحب	
	شملوی وکیل ندوۃ العلما لکھنؤ)			کلرک آف کورٹ انبالہ	عا ر
۱	جناب مولوی محمد فائق صاحب		۹	جناب منشی سعید الدین خان صاحب	
	وکیل - فیض آباد	عا ر		سب انسپکٹر پولیس ”	عا ر
۲	جناب منشی یوسف حسین صاحب			(بسعی جناب قاضی تلمذ حسین صاحب	
	مختار معرفت منشی امتیاز علی صاحب			ایم - اے - ہیڈ ماسٹر ندوۃ العلما)	
	وکیل - فیض آباد	عا ر	۱۰	جناب مولوی محمد سلیم صاحب بستی	عا ر
۳	جناب حافظ محمد ابراہیم و عبد الغنی		۱۱	جناب سید عبد الحمید صاحب ”	عا ر
	صاحبان توپخانہ بازار چھاؤنی انبالہ	عا ر	۱۲	جناب سید تفضل حسین صاحب ”	عا ر
۴	جناب بابو فتح شاہ خان صاحب		۱۳	جناب مولوی ضامن حسین صاحب ”	عا ر
	ہیڈ کلرک پی، ڈبلو - ڈی ”	عا ر	۱۴	جناب مولوی محمود الحسن صاحب ”	عا ر
۵	جناب بابو عبد الرحیم صاحب		۱۵	جناب مولوی عبد الرحمن صاحب ”	
	کیمپ کلرک دفتر انسپکٹر جنرل ریلوے	عا ر		قانون گو ”	عا ر
۶	جناب مرزا اعجاز حسن صاحب		۱۶	جناب مولوی حبیب اللہ خان صاحب	عا ر
	بی - اے - وکیل شہر انبالہ	عا ر	۱۷	جناب مولوی ارتضیٰ حسین صاحب ”	
۷	جناب منشی نظر محمد صاحب ”	عا ر		انسپکٹر آبکاری ”	عا ر

نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد چندہ
	(معرفت معین ندوہ شملہ)	
۱۸	جناب ابوالخیر صاحب خلف جناب مولوی منعم الدین صاحب کوہ شملہ	عا ر
۱۹	جناب محمد احمد صاحب " "	عا ر
۲۰	جناب عبدالرزاق صاحب "	عا ر
۲۱	جناب عبدالرب صاحب "	عا ر
۲۲	جناب منشی منعم الدین صاحب "	عا ر
	(معرفت جناب قاضی تلمذ حسین صاحب ایم-اے- ہیڈماسٹر دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ)	
۲۳	جناب مولوی محمد نظیر صاحب محکمہ افیون گورکھپور	عا ر
	جناب منشی شمس الدین صاحب وکیل "	عا ر
	میزان کل	مللعہ ر

عام اغراض ندوۃ العلماء

نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد چندہ
	(بسعی جناب مولوی غلام محمد صاحب شملوی وکیل ندوۃ العلماء)	
۱	جناب سید دین محمد شاہ صاحب رسالدار بھاولپور	عا ر
۲	جناب سردار رب نواز خان صاحب	عہ ر
۳	جناب تارا سنگھ صاحب سائیں دار "	عہ ر
۴	جناب سید مختار الحسین شاہ صاحب	عہ ر
۵	کوت دفعہ داران ۸ نفر فی ۴ر "	عا ر
۶	سلوتریان انگریزی ۲ نفر فی ۴ر "	۸ ر
۷	سلوتریان ولیسی ۲ نفر فی ۲ر "	۴ ر
۸	نالگان ۱۶ نفر فی ۲ر "	عا ر
۹	سلحداران ۲۸۲ نفر فی ار "	معہ / ۱۰
۱۰	دفعہ دار جناب رب نواز خان صاحب	۴ ر
۱۱	جناب عبدالرحمن خان صاحب صوبہ دار پنشنر "	عہ ر
۱۲	جناب غلام مرتضی صاحب کوب دفعدار "	عہ ر

نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد چندہ
۱۳	جناب عولاداد خان صاحب کوارٹر ماسٹر	عہ؍
۱۴	جناب شیر خان صاحب	عہ؍
۱۵	جناب لال خان صاحب لیس نائک ریاست بہاولپور	عہ؍
۱۶	جناب ڈاکٹر عبدالستار صاحب ؍	سے؍
۱۷	جناب خدا بخش خان صاحب ؍ ایجنٹ	عہ؍
۱۸	جناب عیسیٰ خان صاحب صوبہ دار ؍	عہ؍
۱۹	جناب رحمت خان صاحب جمعدار ؍	عہ؍
۲۰	جناب محمد حنیف خان صاحب کوارٹر ماسٹر ؍	۲؍
۲۱	جناب شہاب الدین صاحب ثانی حولدار ؍	۲؍
۲۲	جناب نظام الدین صاحب حولدار ؍	۲؍
۲۳	جناب محمد عالم خان صاحب ؍	۲؍
۲۴	جناب محمد شریف خان صاحب ؍	۲؍
۲۵	جناب لہرکہ خان صاحب ستری ؍	۲؍
۲۶	سپاہیان ۱۷ نفر کمپنی نمبر ۲ ؍	للعہ؍
۲۷	جناب سردار محمد فضل خان صاحب ؍	عہ؍
۲۸	جناب سردار اللہ دتا خان صاحب صوبہ دار ؍	عہ؍

نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد چندہ
۲۹	جناب سردار عبدالغفور خان صاحب جمعدار بہاولپور	عہ؍
۳۰	جناب عظیم خان صاحب میجر ؍	۲؍
۳۱	جناب عظیم خان صاحب کوٹ دفعدار ؍ ریاست بہاولپور ؍	۲؍
۳۲	جناب اللہ دتا صاحب حولدار	۲؍
۳۳	جناب بچایا خان صاحب ؍	۲؍
۳۴	جناب خواجہ محمد خان صاحب ؍	۲؍
۳۵	جناب قادر بخش صاحب ؍	۲؍
۳۶	جناب رب نواز خان صاحب نائک	۱؍
۳۷	جناب جان محمد صاحب نائک	۱؍
۳۸	جناب حق نواز خان صاحب ؍	۱؍
۳۹	جناب ہارون خان صاحب نائک	۱؍
۴۰	جناب رحیم اللہ صاحب حولدار	۲؍
۴۱	لیسان ۶ نفر فی ۱؍ ؍	۶؍
	ہاتھران ۶ نفر فی ۱؍ ؍	۶؍
۴۲	سپاہیان ۸۰ نفر فی ۱؍ ؍	سے ۱۰؍
۴۳	جناب شیخ خدا بخش صاحب ڈاکٹر	عہ؍

نمبر	نام مع پتہ	تعداد روپیہ
۴۴	متفرق چندہ بھاولپور	۱۴ ر
۴۵	پالاسازان ۱۲ نفر فی ار	۱۲ ر
۴۶	نامعلوم الاسم معرفت شمس العلماء مولانا شبلی صاحب نعمانی	عا ر
۴۷	جناب غلام نبی صاحب کمپازیٹر بی آئی پریس بھائی کلہ بمبئی	صہ ر
۴۸	جناب احمد اللہ خان صاحب شفا خانہ نینی تال، معرفت شمس العلما مولوی شبلی نعمانی	عا ر
۴۹	جناب مولوی احسن خان صاحب نرسنگ کٹرہ	عہ ر
۵۰	جناب منشی علی گوہر صاحب کلرک دفتر انگریزی صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کوہاٹ	صہ ر
۵۱	جناب حاجی میاں محمد صاحب چوب فروش، معرفت مولوی فضل الرحمن صاحب وکیل ندوہ، پشاور	عا ر

نمبر	نام مع پتہ	تعداد روپیہ
۵۲	جناب سید اسد جان صاحب بیزار فروش معرفت ایضاً، پشاور	عہ
۵۳	جناب عزرا صاحب بیزار فروش معرفت ایضاً، پشاور	عا ر
۵۴	جناب رمضان صاحب معرفت ایضاً پشاور	عہ ر
۵۵	جناب میاں محمد صاحب بیزار فروش معرفت ایضاً، پشاور	عا ر
۵۶	جناب خلد الدین صاحب معرفت ایضاً، پشاور	عا ر
۵۷	جناب غلام محمد صاحب چوب فروش معرفت ایضاً "	عہ ر
۵۸	جناب میاں نتھو بیزار فروش معرفت ایضاً "	عہ ر
۵۹	جناب حاجی فضل احمد صاحب بیزار فروش معرفت ایضاً "	عا ر
۶۰	جناب عبد الحکیم صاحب چوب فروش معرفت ایضاً "	عہ ر

نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد رقم
۶۱	معرفت جناب سید فخر الحسن صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ چورو، ریاست بیکانیر	للعہ ر
۶۲	جناب مولوی ابوالفضل سید شاہ عباس صاحب لڑکانہ، ضلع سکر سندھ	عا ر
	(بسعی مولوی غلام محمد صاحب شکلوی وکیل ندوۃ العلما از فیض آباد)	
۶۳	اہلیہ محترمہ جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب بی اے وکیل فیض آباد	دعہ ر
۶۴	جناب حافظ سلطان احمد صاحب کمسریٹ ٹھیکہ دار ،،	دعہ ر
۶۵	جناب منشی امتیاز علی صاحب بی اے وکیل ،،	صہ ر
۶۶	خواتین خاندان منشی امتیاز علی صاحب بی اے وکیل ،،	معہ ر
۶۷	جناب شیخ جیون بخش صاحب اینڈ کمپنی سوداگر چوک ،،	صہ ر
۶۸	جناب عبد الرحمان صاحب ،،	عہ ر
۶۹	جناب اکرام الٰہی صاحب سوداگر چوک فیض آباد	عہ ر
۷۰	جناب حافظ انعام الٰہی و حافظ اسمٰعیل و حاجی عبد الغفار صاحبان سوداگران چوک فیض آباد	صہ ر
۷۱	جناب منشی صابر علی صاحب فیض آباد	عہ ر
۷۲	جناب عبد الغنی صاحب اٹاوہ	عہ ر
۷۳	جناب محمد قاسم صاحب فیض آباد	عہ ر
۷۴	جناب حافظ ممتاز حسین صاحب سوداگر سنگ ،،	عا ر
۷۵	جناب دین محمد صاحب ،،	عہ ر
۷۶	جناب محمد شریف صاحب ،،	عا ر
۷۷	جناب بہادر خان صاحب ،،	عا ر
۷۸	جناب ڈاکٹر کرم حسین صاحب ،،	عہ ر
۷۹	جناب امیر حسن صاحب ،،	عہ ر
۸۰	جناب شیخ الٰہی بخش صاحب ،،	عہ ر
۸۱	جناب محمد علی صاحب ،،	عہ ر
۸۲	جناب حافظ امجد علی صاحب ،،	۴ ر

نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد چندہ
	نامعلوم الاسم	۲ر
۸۴	جناب روشن خان صاحب مالک نیوڈراک بنگلہ چھاونی انبالہ بابتہ ۱۹۱۱ء	عـــہ ر
۸۵	جناب بابو احمد ہارون صاحب ہیڈ کلرک محکمہ نہر چھاونی انبالہ	للعہ ر
۸۶	جناب بابو میر اکمل حسین صاحب کلرک پی ڈبلو ڈی "	عہ ر
۸۷	جناب مولوی کمال الدین صاحب جفت فروش صدر بازار "	عہ ر
۸۸	جناب میر یوسف علی صاحب توکلی " "	عہ ر
۸۹	جناب منشی رشید احمد خان صاحب ہیڈ کلرک محکمہ انسپکٹر جنرل ریلوے میل سروس انبالہ	عہ ر
۹۰	جناب عبداللطیف خان صاحب صدر بازار چھاونی انبالہ	۸ر
۹۱	جناب بابو شیخ احمد بخش صاحب "	عہ ر
۹۲	جناب محمد رمضان صاحب میندار	عہ ر

نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد چندہ
۹۳	جناب امین الدین خان صاحب ٹھیکہ دار بعضیہ صدر بازار	عہ ر
	(بسعی جناب مولوی غلام محمد صاحب شملوی وکیل ندوۃ العلما)	
۹۴	جناب منشی رحمان بخش صاحب سررشتہ دار مجسٹریٹ کنٹونمنٹ چھاونی انبالہ	عہ ر
۹۵	جناب بابو عبدالواحد صاحب کلرک محکمہ نہر چھاونی انبالہ	۸ر
۹۶	جناب حافظ عبدالرحمان صاحب کلرک " "	۸ر
۹۷	جناب شیخ عبدالمجید صاحب سوداگر صدر بازار چھاونی انبالہ	عہ ر
۹۸	جناب شیخ عبدالعزیز صاحب "	عہ ر
۹۹	جناب مستری فضل الدین صاحب روٹی گودام کمسرئیٹ صدر بازار "	عہ ر
۱۰۰	جناب خواجہ عبدالعزیز صاحب شال مرچنٹ بازار لال کرتی چھاونی انبالہ	عہ ر

نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد چندہ	نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد چندہ
۱۰۱	جناب محمد صدیق صاحب۔ چھاونی انبالہ	عہ/	۱۱۰	جناب منشی رحمت الٰہی صاحب	
۱۰۲	جناب غیاث الدین صاحب ″	۸/		مثل خوان عدالت ڈسٹرکٹ	
۱۰۳	جناب محمد شفیع صاحب ″	۴/		جج شہر انبالہ	عہ/
۱۰۴	جناب عبدالرشید صاحب ″	۸/	۱۱۱	جناب خان عبداللطیف خان	
۱۰۵	جناب میاں منظور احمد صاحب			صاحب نقل نویس عدالت جج ″	عہ/
	عطار۔ صدر بازار ″	۴/	۱۱۲	جناب شیخ الٰہی بخش صاحب سوداگر ″	۸/
۱۰۶	متفرق چندہ از صدر بازار		۱۱۳	جناب منشی امام الدین صاحب	
	چھاونی انبالہ معرفت جناب			ناظر عدالت ضلع ″	۸/
	محمد روشن خان صاحب	عگ ۳/ ۶ پائی	۱۱۴	جناب منشی میر فیض محمد صاحب انسپکٹر	۴/
۱۰۷	جناب بابو نعمت اللہ خان صاحب		۱۱۵	جناب منشی حاجی محمد بلال و منشی	
	کلرک دفتر انسپکٹر آف جنرل سیل			رحمت اللہ صاحبان سوداگران ″	عہ/
	سروس چھاونی انبالہ	عہ/	۱۱۶	جناب منشی عبدالرزاق صاحب	
۱۰۸	جناب قاضی علی احمد صاحب			عدالت ججی ″	۸/
	ممبر و وائس پریسیڈنٹ		۱۱۷	جناب منشی عبداللہ صاحب	۴/
	مینوسپل کمیٹی شہر انبالہ	عہ/	۱۱۸	متفرق چندہ از جامع مسجد ″	۹/
۱۰۹	جناب بابو عبدالرحمان		۱۱۹	چندہ متفرق از محلہ چوک،	
	صاحب کلرک خزانہ شہر			بسی ریاست پٹیالہ، معرفت	
	انبالہ	عہ/	۔	جناب شیخ رحمت اللہ صاحب	۵ع/

نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد چندہ
۱۲۰	جناب حاجی منشی عبدالرحیم صاحب رئیس بسی، ریاست پٹیالہ	عـ۵/
۱۲۱	متفرق چندہ از محلہ مامون زیان بسی، پٹیالہ، معرفت چودھری جاتا و ماگھی صاحبان	صہ/
۱۲۲	متفرق چندہ از محلہ غلزمان، بسی ریاست پٹیالہ، معرفت حافظ قدرت اللہ و محمد بخش و عیدو صاحبان	للعہ/
۱۲۳	حافظ و امیر اللہ صاحبان	سے ۵/
۱۲۴	جناب چودھری نبی بخش صاحب محلہ حسن زئی، بسی ریاست پٹیالہ	عہ/
۱۲۵	جناب حکیم محمد سعید صاحب معرفت حافظ امیر اللہ صاحب ،،	عہ/
۱۲۶	جناب منشی رحیم بخش صاحب ٹھیکیدار بسی ریاست پٹیالہ	عہ/
۱۲۷	جناب کریم بخش صاحب بیضہ فروش محلہ غلزیان ،،	عہ/

نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد چندہ
۱۲۸	جناب محمد تقی صاحب نعلبند بسی ریاست پٹیالہ	۸/
۱۲۹	جناب حافظ نور بخش صاحب ،،	۸/
۱۳۰	جناب جانی و عیدو صاحبان برقصابان ،،	۸/
۱۳۱	جناب خلیفہ سید حامد حسین صاحب بی۔ اے چیف کورٹ ریاست پٹیالہ	عـ۵/
۱۳۲	جناب ڈاکٹر حاجی کریم اللہ صاحب	صہ/
۱۳۳	جناب ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب ایم۔بی۔ اسسٹنٹ سرجن ،،	صہ/
۱۳۴	جناب ڈاکٹر ظہور الاسلام صاحب لاہوری دروازہ ،،	صہ/
۱۳۵	متفرق چندہ از جامع مسجد بوقت وعظ	للعہ ۲/
۱۳۶	جناب مرزا یعقوب بیگ صاحب منیجر دہرم پور ،،	عہ/
۱۳۷	جناب شیخ محمد حنیف صاحب سوداگر ،،	صہ/
۱۳۸	جناب حافظ عبدالحکیم صاحب سوداگر گوٹہ ،،	عا/

[illegible]	نام مع پتہ	[illegible]	[illegible]	نام مع پتہ	[illegible]
۱۳۹	جناب فضل علیم صاحب متصل [illegible]	عا/	۱۴۹	ایل-ایم-اے-لاہوری دروازہ	
۱۴۰	جناب قاضی حبیب الرحمان صاحب			ریاست پٹیالہ	عہ/
	محلہ قاضیان ریاست پٹیالہ	عا/	۱۵۰	جناب قاضی عبدالعزیز صاحب	
۱۴۱	جناب بابو احمد شاد صاحب			بی-اے-ریاست پٹیالہ	عہ/
	سینیچر سنگر کمپنی ،،	عہ/	۱۵۱	جناب مولوی نیاز احمد صاحب	
۱۴۲	جناب بابو نورالدین صاحب			چوک ناردانہ ،، ،،	عہ
	ٹیلیگراف ماسٹر ریاست پٹیالہ	عا/	۱۵۲	جناب ولی محمد صاحب معرفت	
۱۴۳	جناب بابو سکندر خان صاحب			قاضی محمد سلیمان صاحب ،،	عہ/
	سرہندی دروازہ ،،	عہ	۱۵۳	جناب حافظ محمد اسحٰق صاحب	۸/
۱۴۴	جناب جمعدار الٰہ بخش صاحب	عہ/	۱۵۴	جناب سید محمد کاظم صاحب	
۱۴۵	متفرق چندہ از ملازمان نہر ،،	للعہ		اہلمد جوڈیشل سرہند ،،	۴/
۱۴۶	جناب مولوی غلام محمد صاحب		۱۵۵	جناب حافظ خیرات محمد صاحب	۸/
	ہیڈ ماسٹر کندہ میر ،،	عہ/	۱۵۶	معرفت جناب سید محمد خان صاحب	۱۵عہ
۱۴۷	ایک صاحب، معرفت مولوی		۱۵۷	متفرق چندہ از بازار معرفت	
	غلام محمد صاحب ،،	عہ/		جناب قاضی عبدالعزیز صاحب،	۱۴/۳
۱۴۸	جناب مولوی غلام محمد صاحب		۱۵۸	جناب مولوی مختار احمد صاحب	
	شملوی، وکیل ندوہ ،،	عہ/		ناردانہ، ریاست پٹیالہ	عہ/
۱۴۹	جناب شیخ فضل الرحمن صاحب،		۱۵۹	جناب فتح محمد صاحب خیاط	۸/

نمبر	نام مع پتہ	چندہ	نمبر	نام مع پتہ	چندہ
۱۶۰	جناب عطا محمد صاحب اسسٹنٹ		۱۷۲	جناب منشی محمد رمضان صاحب	
	منیجر امی اینڈ کو ریاست پٹیالہ	۸/		پٹواری ریاست نابھہ	عہ/
۱۶۱	ریکارڈس کیپر صاحب امی اینڈ کو	۸/	۱۷۳	جناب منشی مہرابان علی صاحب ״	عہ/
۱۶۲	جناب عبدالرزاق صاحب چپراسی		۱۷۴	جناب منشی محمد اسلام صاحب ״	ع/
	امی اینڈ کو ״	۴/	۱۷۵	جناب منشی ظہور الحق صاحب	
۱۶۳	والدہ صاحبہ بابو دلبر حسین صاحب			سپرنٹنڈنٹ محکمہ کینیشن ״	عہ/
	بند نقرئی محلہ حکیمان ریاست نابھہ	لعہ/	۱۷۶	جناب غربت حسین صاحب ״	۸/
۱۶۴	جناب منور علی خان صاحب		۱۷۷	جناب رحیم بخش صاحب ״	۸/
	ممبر کونسل بند نقرئی محلہ حکیمان ״	للعہ/	۱۷۸	چندہ متفرق ״	۱۲/
۱۶۵	جناب حکیم عبدالکریم صاحب ״	ع/	۱۷۹	جناب منشی غلام قادر صاحب ״	عہ/
۱۶۶	جناب منشی فیض بخش صاحب ״		۱۸۰	جناب منشی عبدالحکیم صاحب پلیڈر ״	ع/
	افسر منڈی محلہ بلو خان ״	ع/	۱۸۱	جناب فتو کشمیری صاحب ״	عہ/
۱۶۷	جناب منشی محمد رمضان صاحب		۱۸۲	جناب عمر محمد صاحب جمعدار ״	عہ/
	چٹھی نویس بخشی خانہ ״	ع/	۱۸۳	چندہ متفرق در مجلس عید میلاد	
۱۶۸	جناب بابو حسین بخش صاحب ״	عہ/		بمحلہ ملتان ״	صہ/
۱۶۹	جناب حکیم نظام الدین صاحب وکیل ״	عہ/	۱۸۴	جناب کرنیل محمد رمضان خان صاحب	
۱۷۰	جناب بابو الٰہ بخش صاحب ״	عہ/		بہادر امپیریل سروس ترپ	
۱۷۱	جناب حسین بخش صاحب کھجوہ ״	عہ/		پٹیالہ	عــ۵/

نمبر	نام مع پتہ	چندہ
۱۸۵	جناب ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب میڈیکل سٹورکیپر صدر شفاخانہ پٹیالہ	صہ/
۱۸۶	جناب جمال الدین صاحب خیاط بازار بندہ گران "	عہ/
۱۸۷	جناب منشی فتح محمد صاحب اوورسیر احاطہ مولوی محمد حنیف صاحب صدر بازار چھاونی انبالہ	عہ/
۱۸۸	جناب منشی نور محمد صاحب کلرک جنرل ڈاکخانہ "	عہ/
۱۸۹	جناب میر حشمت علی صاحب کلرک دفتر انسپکٹر جنرل ریلوی میل سروس "	عہ/
۱۹۰	جناب میراں محمد یسین صاحب معرفت منشی نعمت اللہ صاحب دفتر انسپکٹر جنرل ریلوے میل سروس چھاونی انبالہ	۸/
۱۹۱	جناب منشی خدابخش صاحب اسٹیمیٹر ملٹری ورکس سروس چھاونی انبالہ	۴/

نمبر	نام مع پتہ	چندہ
۱۹۲	جناب ڈاکٹر سید فخرالحسن صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ سردار شہر ریاست بیکانیر	ع/
	معرفت جناب سکرٹری معتمدین شملہ	
۱۹۳	جناب بابو محمد شعبان صاحب کلرک خزانہ، کوہ شملہ	ع/
۱۹۴	جناب بابو تاج الدین احمد صاحب کلرک کاؤس ڈپارٹمنٹ شملہ	ے/
۱۹۵	جناب خواجہ کبیر جو صاحب شال مرچنٹ اپر بازار "	صہ/
۱۹۶	جناب عبدالخالق صاحب "	۴/
۱۹۷	جناب محمد عمر جو صاحب امرتسری	عہ/
۱۹۸	جناب رحمت اللہ صاحب میوہ فروش	۴/
۱۹۹	جناب عبدالرحمن صاحب "	۴/
۲۰۰	جناب احمد جو صاحب کشمیری "	۴/
۲۰۱	جناب محمد سلطان صاحب شال مرچنٹ	۵/
	جناب شیخ علی محمد صاحب جام مرچنٹ "	عہ/

نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد چندہ
۲۰۳	جناب عبدالکریم صاحب شال مرچنٹ	
	اپر بازار کوہ شملہ	۸/
۲۰۴	جناب عبدالعزیز صاحب "	۴/
۲۰۵	جناب میاں محمد صاحب کابل ہاؤس "	عہ/
۲۰۶	جناب میاں عزیزالدین صاحب	
	ٹیلر، اپر بازار، کوہ شملہ	عہ/
۲۰۷	جناب شیخ محمد زکریا صاحب	
	واچ مرچنٹ " "	عہ/
۲۰۸	جناب خواجہ عبدالواحد صاحب	
	شال مرچنٹ " "	۴/
۲۰۹	جناب میاں جان محمد صاحب	
	گھڑی ساز " "	۸/
۲۱۰	جناب میاں اکبر خان صاحب	
	کابل کمپنی " "	ے/
۲۱۱	جناب ڈاکٹر محمد عمر صاحب مالک	
	میڈیکل ہال " "	عہ/
۲۱۲	جناب شیخ علی الدین صاحب	
	گھڑی ساز " "	۴/

نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد چندہ
۲۱۳	جناب حاجی عبدالصمد صاحب	
	شال مرچنٹ اپر بازار شملہ	عہ/
۲۱۴	جناب حاجی محمد جو صاحب امرتسری "	عہ/
۲۱۵	جناب سلطان ڈار صاحب "	۸/
۲۱۶	جناب خواجہ عبدالقدوس صاحب	
	امرتسری " "	عہ/
۲۱۷	جناب ڈاکٹر ایم۔ اے سعید صاحب "	عہ/
۲۱۸	جناب محمد جو صاحب سوداگر "	۸/
۲۱۹	جناب غلام رسول صاحب	
	گھڑی ساز " "	۸/
۲۲۰	ازپرشین ہاؤس " "	عہ/
۲۲۱	جناب جان سرور صاحب سوداگر	عہ/
۲۲۲	جناب بابو غلام تقی صاحب	
۲۲۳	سنٹیری انسپکٹر کوہ شملہ	عہ/
۲۲۳	جناب منشی محمد عمر صاحب نعمانی	
	سوداگر لوئر بازار "	۱۲/
۲۲۴	جناب حسن محمد صاحب خیاط "	۱/
۲۲۵	جناب عبدالغنی و محمد رفیع صاحبان سوداگران	۴/

نمبر	نام مع پتہ	رقم
۲۲۶	جناب شیخ محبوب الٰہی صاحب سوداگر، کوہ شملہ	عہ ر
۲۲۷	متفرق چندہ معرفت جناب مولوی منعم الدین صاحب ״	۵ر ۶ر پائی
۲۲۸	جناب محمد امیر صاحب شال مرچنٹ ״	۴ر
۲۲۹	جناب ماسٹر عبدالعزیز صاحب کتب فروش ״	۴ر
۲۳۰	جناب محمود خان صاحب دوکاندار ״	۲ر
۲۳۱	جناب صدر الدین و امام الدین صاحبان ״	۴ر
۲۳۲	جناب شیخ محمد مشرف و عبدالغنی صاحبان تمباکو فروش ״	عہ ر
۲۳۳	جناب سخاوت حسن صاحب جفت فروش ״	عہ ر
۲۳۴	جناب شاہ میر خان صاحب و ملاجی صاحب تمباکو فروش ״	۴ر
۲۳۵	جناب صوفی یاد محمد صاحب ״	۴ر
۲۳۶	جناب عبدالغنی صاحب ٹین ساز، لوربازار ״	۴ر

نمبر	نام مع پتہ	رقم
۲۳۷	جناب عمر بخش صاحب قلعی گر لوربازار ״	۴ر
۲۳۸	جناب محمد سعید اینڈ برادرس لوربازار شملہ	۲ر
۲۳۹	جناب شیخ عبدالغنی صاحب جفت فروش ״	عہ ر
۲۴۰	جناب رشید احمد صاحب عطار ״	ار
۲۴۱	جناب قدرت اللہ خان صاحب جامہ مرچنٹ ״	۲ر
۲۴۲	جناب عبدالقادر صاحب کباڑی ״	۴ر
۲۴۳	جناب مستری کفایت اللہ صاحب ״	۴ر
۲۴۴	جناب شیخ احمد خان صاحب کابلی نان بز ״	۸ر
۲۴۵	جناب مرزا محمد بیگ صاحب دندان ساز ״	عہ ر
۲۴۶	جناب عزیز دار صاحب [illegible] ״	عہ ر
۲۴۷	جناب احمد خان صاحب شال مرچنٹ ״	۸
۲۴۸	جناب مرزا ہدایت بیگ صاحب کلرک عدالت ״	عہ ر
۲۴۹	جناب منشی عبدالمجید صاحب [illegible] عدالت ״	۸ر

نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد چندہ	نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد چندہ
۲۵۰	جناب میاں سوندھا صاحب		۲۶۴	جناب منشی اشرف خانصاحب شملہ	۸/
	تاجر چرم مارکیٹ، کوہ شملہ	عا/	۲۶۵	جناب منشی مبارک حسن صاحب "	۴/
۲۵۱	جناب سید محمد شاہ صاحب		۲۶۶	جناب فرخ حسن صاحب "	۴/
	ٹھیکہ دار سنجولی "	عہ/	۲۶۷	جناب منشی علی شیر صاحب دفتری	۴/
۲۵۲	جناب علی محمد صاحب "	عہ/	۲۶۸	جناب منشی قادر بخش صاحب "	۲/
۲۵۳	جناب بابو محمد عبداللہ صاحب		۲۶۹	جناب منشی خواجہ بخش صاحب "	۲/
	کلرک بارنس کورٹ "	عا/	۲۷۰	جناب منشی بندہ علی صاحب "	۲/
۲۵۴	جناب منشی محمد عبداللہ صاحب		۲۷۱	جناب بابو فیروز الدین صاحب	
	منہاس فقر شاہ جواد خانصاحب	عہ/		کلرک فنانس ڈیپارٹمنٹ "	صہ/
۲۵۵	جناب منشی مولا بخش صاحب "	عہ/	۲۷۲	جناب بابو دین محمد صاحب کلرک	
۲۵۶	جناب منشی کریم بخش صاحب "	عہ/		آرمی ڈیپارٹمنٹ "	سے/
۲۵۷	جناب منشی شہاب الدین صاحب "	عہ/	۲۷۳	جناب بابو حبیب اللہ صاحب	
۲۵۸	جناب منشی برکت علی صاحب "	عہ/		ہیڈ کلرک مینوسپل بورڈ "	عا/
۲۵۹	جناب منشی شمس الحق صاحب "	عہ/	۲۷۴	جناب بابو غلام محمد صاحب	
۲۶۰	جناب حافظ محمد بخش صاحب "	عہ/		سٹور کیپر "	عہ/
۲۶۱	جناب منشی میر احمد صاحب "	۸/	۲۷۵	جناب مرزا بدر الدین صاحب	
۲۶۲	جناب منشی محمد بخش صاحب "	۸/		ٹھیکہ دار سنجولی "	عا/
۲۶۳	جناب منشی جان محمد صاحب بٹ "	۸/	۲۷۶	جناب شیخ قدرت اللہ صاحب ٹھیکہ دار	عہ/

نمبر	نام مع پتہ	
۲۷۷	جناب سکرٹری صاحب انجمن احمدیہ شملہ	عا/
۲۷۸	جناب منشی منظور محمد صاحب کلرک آف دی کورٹ، کوہ شملہ	عہ/
۲۷۹	جناب منشی کریم بخش صاحب عدالت کوہ شملہ	۸/
۲۸۰	جناب خان صاحب بابو عبدالاحد صاحب اسسٹنٹ انجنیئر	ع۵/
۲۸۱	جناب منشی عبداللطیف صاحب محرر وکیل ״	۸/
۲۸۲	جناب خواجہ عبدالصمد صاحب بی اے منصف و رئیس اعظم ״	ع۵/
۲۸۳	جناب بابو فتح دین صاحب کلرک کامرس ڈیپارٹمنٹ ״	ع۵/
۲۸۴	جناب منشی محمد حسن خان صاحب سپرنٹنڈنٹ فنانس ڈیپارٹمنٹ ״	صہ/
۲۸۵	جناب میر مشتاق احمد صاحب ״ کلرک آرمی ڈیپارٹمنٹ ״	صہ/
۲۸۶	جناب بابو عبدالعزیز صاحب اوورسیئر	
۲۸۶	میونسپل بورڈ، کوہ شملہ	عا/
۲۸۷	جناب بابو امام الدین صاحب کلرک پنجاب بینک ״	عہ/
۲۸۸	جناب حاجی محمد جہانگیر صاحب ہٹ پنشنر ״ ״	عا/
۲۸۹	جناب شیخ محمد اکبر صاحب ہیڈ ریڈر گورنمنٹ پریس ״	عہ/
۲۹۰	متفرق از بیضہ فروشان مارکٹ ״	معہ/
۲۹۱	جناب منشی الہ بخش صاحب، مونوٹائپ پریس ״	ــــ/
۲۹۲	جناب عبدالستار صاحب شال مرچنٹ ״	عہ/
۲۹۳	جناب عزیز جان صاحب ״	۸/
۲۹۴	جناب عبدالعزیز صاحب ״ سٹون مرچنٹ ״	۸/
۲۹۵	جناب بابو نور الدین صاحب کلرک یونیو ڈیپارٹمنٹ ״	۴/
۲۹۶	جناب بابو ممتاز حسین صاحب پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ ״	عہ/

نمبر	نام مع پتہ	چندہ	نمبر	نام مع پتہ	چندہ
۲۹۷	جناب بابو محی الدین صاحب پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ کوہ شملہ	عار	۳۱۲	جناب بابو عبد الاحد صاحب شملہ	۸ر
۲۹۸	جناب بابو مطلوب حسن صاحب ؎	عہ ر	۳۱۳	جناب بابو سراج الدین صاحب ؎	۸ر
۲۹۹	جناب حافظ میر غیاث الدین صاحب فارن ڈیپارٹمنٹ ؎	عہ ر	۳۱۴	جناب بابو امیر الدین صاحب ؎	۸ر
۳۰۰	جناب بابو محمد اسمعیل صاحب آرڈنس ڈیپارٹمنٹ ؎	عار	۳۱۵	جناب بابو سیف اللہ شاہ صاحب ؎	عہ ر
۳۰۱	جناب مولوی ابو صالح عبد المجید صاحب	عہ ر	۳۱۶	جناب بابو عبد الحکیم صاحب ؎	۸ر
۳۰۲	جناب بابو محمد عبد اللہ صاحب ڈاک ؎	عہ ر	۳۱۷	جناب بابو عبد المجید صاحب ؎	۸ر
۳۰۳	جناب بابو غلام نبی صاحب ؎	عہ ر	۳۱۸	جناب بابو عبد الرحمن صاحب ؎	۸ر
۳۰۴	جناب محمد رشید خانصاحب ؎	۸ر	۳۱۹	جناب بابو محمد امین صاحب ؎	عہ ر
۳۰۵	جناب بابو عبد الغفار صاحب ؎	۸ر	۳۲۰	جناب بابو محمد نصیر اللہ صاحب ؎	۸ر
۳۰۶	جناب بابو نجم الدین صاحب ؎	۴ر	۳۲۱	جناب بابو عبد الحمید صاحب ؎	۸ر
۳۰۷	جناب فضل الٰہی صاحب ؎	۴ر	۳۲۲	جناب خان بہادر مولا بخش صاحب نقاشی فارن ڈیپارٹمنٹ ؎	عـ۵
۳۰۸	جناب بابو سندھے خانصاحب	۸ر	۳۲۳	جناب مرزا شیر محمد صاحب ہیڈ ڈرافٹس مین ؎	للعہ ر
۳۰۹	جناب محمد حسن خان صاحب ؎	عہ ر	۳۲۴	بقایا سال گذشتہ	۸ پائی
۳۱۰	جناب بابو عبد الغنی صاحب اسلم ؎	۸ر		جملہ میزان عام اغراض	
۳۱۱	جناب بابو محمد احسن خانصاحب ؎	۴ر		سمامے ر ۵ر۲ پائی	

اشاعة الاسلام

نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد چندہ	نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد چندہ
۱	جناب کریم احمد و محمد اصغر صاحبان		۱۲	جناب محمد صدیق ولد نجف علی صاحب	۴ر
	معرفت مولوی سید حکیم الدین صاحب		۱۳	جناب شیخ گھسیاون صاحب ″	عہ ر
	واعظ	سے ر	۱۴	جناب شیخ الہ بخش صاحب ″	۲ر
۲	جناب قادر بخش صاحب شیشہ گر ″	للعہ ر	۱۵	جناب شیخ واحد علی صاحب ″	۴ر
۳	منجانب شیخ وہاج الدین صاحب		۱۶	جناب شیخ حیدر علی صاحب ″	۴ر
	مرحوم، معرفت مولوی سلیمان		۱۷	جناب شیخ تفضل حسین صاحب ″	۸ر
	صاحب واعظ	سے ۴ر	۱۸	جناب شیخ شیر محمد صاحب ″	۲ر
۴	جناب شیخ افضل احمد صاحب ″	ما ر	۱۹	جناب دین محمد صاحب ″	۴ر
۵	جناب شیخ تفضل حسین صاحب		۲۰	جناب لال محمد صاحب ″	عہ ر
	رحمان پورہ ″	۴ر	۲۱	جناب غلام حسین صاحب ″	۱ر
۶	جناب شیخ خدا بخش صاحب ″	۴ر	۲۲	جناب محمد شفیع صاحب ″	۲ر
۷	جناب شیخ فضل احمد صاحب ″	۸ر	۲۳	جناب شیخ للو صاحب ″	۴ر
۸	جناب شیخ قوت علی صاحب ″	۸ر	۲۴	جناب عبد الرحیم صاحب ″	۱ر
۹	جناب عبد الغفور صاحب ″	۴ر	۲۵	جناب قادر بخش صاحب ″	۲ر
۱۰	جناب عبد الشکور صاحب ″	۴ر	۲۶	جناب میری حجام صاحب ″	۴ر
۱۱	جناب شیخ محمد صدیق صاحب ″	سے ر	۲۷	منجانب الٰہ مرحوم ماجد علی صاحب ″	عہ ر

نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد چندہ
۲۸	جناب کالو صاحب جراح معرفت مولوی سید سلیمان صاحب واعظ	عمر
۲۹	اہلیہ ماجد علی صاحب ״	۶ر
۳۰	جناب لال محمد صاحب نداف ״	۲ر
۳۱	جناب دوست محمد صاحب ״	۲ر
۳۲	جناب عبدالحمید صاحب ״	ار
۳۳	جناب معظمان صاحب ״	۸ر
۳۴	جناب سعد اسد صاحب ״	۲ر
۳۵	جناب رحیم صاحب ״	۳ر
۳۶	جناب حسن علی صاحب ״	۴ر
۳۷	جناب اقبال حسن صاحب ״	ار
۳۸	جناب چمن صاحب ״	ار
۳۹	جناب بچو صاحب ״	۴ر
	(بذریعہ جناب مولوی سید حکیم الدین صاحب واعظ)	
۴۰	جناب محمد اسمٰعیل سعد اللہ عبدالحق عزیز حسن محمد عادل وطفیل احمد صاحبان صوفی گنج ضلع ہمیرپور	۶ر
۴۱	انجمن الفرقان ضلع ہمیرپور	۸ر
۴۲	جناب پیر محمد صاحب تمباکو فروش سمیرپور ضلع ״ ״	عمر
۴۳	جناب حافظ محمد صدیق صاحب پنشنر تھانہ دار سمیرپور ״	عمر
۴۴	جناب مرزا رحمت اللہ بیگ صاحب قانون گو راٹھ ״	عار
۴۵	جناب حبیب احمد صاحب کلرک نہر راٹھ ״	عمر
۴۶	جناب غلام مصطفےٰ و شاہ بہادر خان و نور علی صاحبان راٹھ	عار
۴۷	جناب کفایت علی صاحب تحصیلدار راٹھ ״ ״	۴ر
۴۸	جناب حیدر بخش صاحب ٹھیکیدار راٹھ ضلع ״	۸ر
۴۹	جناب محمد جمیل احمد صاحب ״	۴ر
۵۰	جناب محمد موسیٰ کاظم صاحب نائب تحصیلدار ״ ״	عمر

نمبر	نام مع پتہ	چندہ
۵۱	جناب محمد امیر اسد صاحب اڈٹر نویس بذریعہ جناب مولوی سید حکیم الدین صاحب ہمیر پور	عہ/
۵۲	جناب محمد احسان اللہ خان و محمد کامل صاحبان ،، ،،	۸/
۵۳	جناب مٹھو بیگ صاحب دہری ،،	عہ/
۵۴	جناب ولی محمد صاحب قلندر، وزیر و حسینی، و کریم صاحبان ،، ،،	عہ/
۵۵	جناب عبد الباسط، خدا بخش و عوض علی صاحبان ،، ،،	عا/ ۸
۵۶	جناب عبد الکریم، احمد خان، عالم خان، حسن خان صاحبان راٹھ ضلع ہمیر پور ،،	عہ/ ۸
۵۷	جناب غازی و چاہو، و چھمن و گھسیٹے صاحبان ،، ،،	عہ/
۵۸	جناب عید شاہ و جنگو وغیرہ صاحبان ،، ،،	عا/
۵۹	جناب عطاء اللہ خان و گلاب صاحبان راٹھ ضلع ہمیر پور	۱۰/

نمبر	نام مع پتہ	چندہ
۶۰	جناب میر حاتم علی، و سید امجد علی صاحبان راٹھ ضلع ہمیر پور	عہ/
۶۱	جناب منشی عبد الرزاق صاحب سب انسپکٹر ،، ،،	عہ/
۶۲	جناب مرزا احمد بیگ صاحب وغیرہ ۱۶ نفر ،، ،،	عصہ ۹/۲
۶۳	نجف خان و نور محمد و مظفر حسن صاحبان ،، ،،	عا/ ۶
۶۴	جناب نواب و وزیر صاحبان وغیرہ راٹھ، ضلع ہمیر پور	عہ/ ۱
۶۵	جناب تمیز الدین و قاضی صاحبان ٹھیکہ داران ،، ،،	صہ/
۶۶	معرفت جناب مولوی حکیم الدین صاحب واعظ ندوہ از مہوبہ ضلع ہمیر پور	سے/ ۱۵
۶۷	جناب شیخ محمد اصغر علی صاحب ساکن مدن ہوت، معرفت مولوی محمد سلیمان صاحب واعظ	عا/ ۸

نمبر	نام مع پتہ	تعداد رقم	نمبر	نام مع پتہ	تعداد رقم
۶۸	مسلمانان جمال پور معرفت سلیمان صاحب واعظ	عہ ۱۰/ ۶ پائی	۸۵	جناب عبد الرب صاحب	۴/
۶۹	جناب محمد یوسف صاحب		۸۶	جناب شیخ محمد اصغر علی صاحب معرفت محمد سلیم واعظ	۶/۸
	ساکن جمال پور ″	۴/	۸۷	مسلمانان جمال پور ″	عہ ۹
۷۰	جناب نور محمد خان صاحب ″	۴/	۸۸	جناب محمد یوسف صاحب ساکن جمال پور	۴/
۷۱	جناب حسن خان صاحب ″	۲/	۸۹	جناب فخر محمد خان صاحب ″	۴/
۷۲	جناب محمد عیسٰی صاحب ″	عہ/	۹۰	جناب حسن خان صاحب ″	۲/
۷۳	جناب بجو صاحب ″	۸/	۹۱	جناب بندہ خدا صاحب ″	۸/
۷۴	جناب محمد شعیب صاحب ″	۴/	۹۲	جناب نانی صاحبہ طٰہٰ صاحب ″	۸/
۷۵	جناب کریم صاحب حجام ″	۶ پائی	۹۳	جناب عبد الستار صاحب ″	۸/
۷۶	جناب عبد الخالق صاحب ″	۲/	۹۴	جناب محمد عثمان صاحب ″	۴/
۷۷	جناب کالے خان صاحب ″	۱/	۹۵	جناب کریم صاحب حجام	۶ پائی
۷۸	مسماۃ سکونت صاحبہ ″	۱/	۹۶	جناب محمد اسحاق صاحب ″	۸/
۷۹	جناب رحمان صاحب ″	۱/	۹۷	جناب حکیم خیاط صاحب ″	۱/ ۳ پائی
۸۰	گنگوہی صاحب معرفت مولوی		۹۸	جناب ظہور خان صاحب ″	۸/
	سلیمان صاحب واعظ ندوۃ العلما	۲/	۹۹	جناب مجید علی صاحب ″	۴/
۸۱	جناب محمد یعقوب صاحب ″	۱/	۱۰۰	بقایا مئی سنہ ۱۱ء	۶ پائی
۸۲	جناب جمال الدین صاحب ″	۱/	۱۰۱	معرفت جناب مولوی حکیم الدین صاحب واعظ ندوہ	للعہ ۶/
۸۳	جناب اسماعیل خان صاحب ″	۶ پائی	۱۰۲	معرفت مولوی محمد سلیم صاحب ″	
۸۴	جناب ظہور خان صاحب ″	۸/		بذریعہ مولانا شاہ سلیمان صاحب پھلواری	عصہ

نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد روپیہ	نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد روپیہ
۱۰۳	جناب منشی عبدالغفور خانصاحب انجینیر اٹاوہ، معرفت جناب شاہ مولانا سلیمان صاحب پھلواروی	صہ ر	۱۰۶	معرفت جناب مولوی سید حکیم الدین صاحب واعظ بذریعہ جناب مولانا شاہ سلیمان صاحب پھلواروی	عــہ ۱۱ر
۱۰۴	معرفت جناب مولوی محمد سلیمان صاحب واعظ ازٹھیری، ڈاکخانہ سیف اللہ گنج ضلع سلطانپور	صہ ر	۱۰۷	جناب مسماۃ آمنہ بی بی صاحبہ معرفت جناب مولانا شاہ سلیمان صاحب پھلواروی	عہ ر
۱۰۵	معرفت جناب مولوی محمد سلیم صاحب واعظ، ازٹھیری ڈاکخانہ سیف اللہ گنج، ضلع سلطانپور	صہ ر	۱۰۸	معرفت مولوی محمد سلیم صاحب واعظ سابق	للعہ ۳ر
			۱۰۹	معرفت مولوی محمد سلیمان صاحب واعظ سابق	للعہ ۵ر

جملہ میزان عام اغراض مالعہ عــہ ۴/۳ پائی

قیمت چرم قربانی و زکوۃ وغیرہ ندوۃ العلماء

نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد روپیہ	نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد روپیہ
	بسعی مولوی غلام محمد صاحب شملوی		۳	جناب ڈاکٹر عبدالستار صاحب بہاولپور	صہ ر
۱	جناب ڈاکٹر محمد دین صاحب میڈیکل آفسر بہاولپور	عـــہ	۴	جناب سید محمد اطہر صاحب دارا گنج الہ آباد معرفت جناب معتمد صاحب تعلیمات	صہ ر
۲	جناب غلام حسن خان صاحب ریاست بہاولپور	عہ ر	۵	جناب مولوی تمیز الدین صاحب	

نمبر	نام مع پتہ	قیمت
۵	وکیل امبیٹر ضلع اورنگ آباد دکن معرفت یوسف الدین قادری متعلم ندوۃ العلماء	عہ/
۶	جناب سید فخر الدین صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ چورو، بیکانیر	عہ/
۷	جناب منشی فیض الحسن صاحب بیلی کوٹھی گولا گنج لکھنؤ قیمت یک کھال بکرہ	۶ عمہ/
۸	جناب مولوی محمد فصیح صاحب وکیل لکھنؤ، دو کھال بھیڑہ چرم قربانی	۱۲/
۹	جناب مولوی عبد السمیع صاحب نزول آفیسر لکھنؤ، دو کھال بھیڑہ چرم قربانی	عمہ/
۱۰	جناب سردار سبحان خان صاحب ملازم مسٹر واٹ صاحب پروفیسر کیننگ کالج لکھنؤ قیمت یک کھال بکرہ	۸ عمہ/
۱۱	جناب مولوی برکت علی صاحب ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی ہیڈ ٹرانسلیٹر چیف کورٹ پنجاب	عـہ/

نمبر	نام مع پتہ	قیمت
۱۲	جناب ابو الفضل سید شاہ عباس صاحب لاڑکانہ ضلع سکھر سندہ (بذریعہ معین ندوہ شملہ)	عا/
۱۳	جناب مولوی غلام محمد صاحب شملوی وکیل ندوۃ العلماء کوہ شملہ	عـہ/
۱۴	جناب مولوی منعم الدین صاحب رڈیر مونوٹائپ پریس کوہ شملہ	عـہ/
	قیمت چرم قربانی	
۱۵	جناب بابو عبد القادر صاحب سکرٹری معین ندوہ کوہ شملہ	ایک کھال
۱۶	جناب بابو عبد العزیز صاحب "	ایک کھال
۱۷	جناب میاں عبد الغفور صاحب گاذر "	ایک کھال
۱۸	جناب میاں عبد القادر صاحب ٹھیکہ دار "	ایک کھال
۱۹	جناب مولوی غلام محمد صاحب شملوی وکیل ندوہ "	ایک کھال
۲۰	جناب منشی عبد القادر صاحب اڈیٹر ین ریلوے بورڈ "	ایک کھال
		عـہ ۱۲/

نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد رقم
	امداد یتامی	
۲۱	منجملہ چندہ عید الفطر کوہ شملہ حصہ امداد یتامی	[illegible]
۲۲	جناب اہلیہ محترمہ مولوی غلام محمد صاحب شملوی وکیل ندوہ شملہ	[illegible]
۲۳	جناب اہلیہ محترمہ جناب عبد القادر صاحب، کوہ شملہ	[illegible]
۲۴	معرفت جناب سید ہاشم علی صاحب ،، امداد یتامی معرفت معین ندوہ شملہ	[illegible]
۲۵	جناب منشی قلندر بخش صاحب ریکارڈ کیپر ریلوے بورڈ شملہ	[illegible]
۲۶	جناب مرزا غلام حسن صاحب ریلوے بورڈ ،،	عہ/
۲۷	جناب سید مہدی علی صاحب	عہ/
۲۸	جناب منشی محمد ابراہیم صاحب ،،	عہ/
۲۹	جناب مرزا شیر محمد صاحب ہیڈ ڈرافٹس مین ریلوے بورڈ، کوہ شملہ	عہ/

نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد رقم
	آمدنی مد زکوۃ ندوۃ العلماء	
۳۰	جناب میر جمال الدین صاحب ہیڈ ڈرافٹس مین ریلوے بورڈ، شملہ	سے/
۳۱	جناب بابو عبد الرحیم صاحب کلرک ریلوے بورڈ ،،	[illegible]
۳۲	جناب بابو غلام احمد صاحب کلرک ،،	عہ/
۳۳	چندۂ عید الفطر نصف حصہ ،،	[illegible]
۳۴	چندۂ عید الضحی نصف حصہ ،،	[illegible]
۳۵	قیمت چرم قربانی از زنانہ جناب عبد القادر صاحب ٹھیکیدار شملہ ۲-کھال ،	[illegible]
	جملہ میزان چرم قربانی و زکوۃ	[illegible]
	آمدنی فروخت کتب کتبخانہ ندوۃ العلما معرفت ناظر کتبخانہ	
۱	کتب متفرقہ مکررات	[illegible]
۲	مسالک السالکین فی تذکرۃ الواصلین جلد دوم	للعہ/
	میزان	[illegible]

نمبر شمار	نام مع پتہ	رقم
	چندہ دارالعلوم من ابتداء اپریل ۱۱ء لغایت مارچ ۱۲ء	
۱	قیمت دو عدد انگشتری نقرئی آمد جلسہ پٹنہ	عا/
۲	جناب مولانا سید شیر علی صاحب سابق مہتمم دارالعلوم لکھنؤ	۵
۳	جناب منشی گلزار علی صاحب پنشنر تحصیلدار محمود آباد ضلع سیتاپور معرفت جناب معتمد صاحب تعلیمات (بذریعہ معین ندوہ شملہ)	عا/
۴	جناب روشن خان صاحب انبالوی، کوہ شملہ	عہ/
۵	جناب محمد ایوب صاحب کافی شاپ جتوک، کوہ شملہ	عہ/
۶	جناب بابو غلام قادر صاحب کلرک دفتر اگزامینر ملٹیری اکس شملہ	عہ/
۷	جناب منشی عبدالرحمان صاحب مارکٹ، کوہ شملہ	عہ/
۸	جناب بابو تاج الدین احمد صاحب کلرک کامرس ڈیپارٹمنٹ کوہ شملہ	صہ/
۹	جناب بابو عبدالقادر صاحب رئیس و سکرٹری معین ندوہ ״	صہ/
۱۰	جناب بابو بدرالدین صاحب ٹھیکہ دار سنجولی ״	عا/
۱۱	جناب بابو برکت علی صاحب ریلوے بورڈ ״	عا/
۱۲	انجمن احمدیہ ״	سے/
۱۳	جناب بابو محمد عبداللہ صاحب اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ ٹو آفس بارنس کوارٹ کوہ شملہ	صہ/
۱۴	جناب منشی عبدالقادر صاحب نائب مالک آرمی پریس کوہ شملہ	عا/
۱۵	جناب مرزا محمد بیگ صاحب دندان ساز ״	عہ/
۱۶	جناب جان محمد صاحب گھڑی ساز، کوہ شملہ	۸/

نمبر شمار	نام مع پتہ	مقدار چندہ	نمبر شمار	نام مع پتہ	مقدار چندہ
۱۷	جناب خواجہ کبیر جو صاحب		۲۷	جناب شیخ عبدالرزاق صاحب	
	رئیس کوہ شملہ	صہ/		جام مرچنٹ، کوہ شملہ	۸/
۱۸	جناب حاجی عبدالصمد صاحب		۲۸	جناب احمد جو صاحب کشمیری	
	اپر بازار "	عہ/		اپر بازار "	۸/
۱۹	جناب محمد سلطان صاحب		۲۹	جناب خان سرور صاحب سوداگر	عہ/
	شال مرچنٹ "	۸/	۳۰	جناب محمد زکریا صاحب گھڑی ساز	
۲۰	جناب غلام محمد صاحب			اپر بازار "	صہ/
	امرتسری "	عہ/	۳۱	جناب نظیر احمد صاحب "	عہ/
۲۱	جناب محمد عمر جو صاحب "	عہ/	۳۲	جناب محمد امیر صاحب گھڑی ساز	
۲۲	جناب نورالدین صاحب			اپر بازار "	۸/
	سٹون مرچنٹ "	۳/	۳۳	جناب محمد عمر صاحب نعمانی	
۲۳	جناب محمد اکبر خان صاحب			لوربازار "	۸/
	مالک کابل کمپنی "	عہ/	۳۴	جناب شیخ محمد مشرف صاحب	
۲۴	جناب ڈاکٹر محمد عمر صاحب			تمباکو فروش "	عہ/
	مالک میڈیکل ہال "	عہ/	۳۵	جناب شیخ کرم صاحب آئینہ فروش	عہ/
۲۵	جناب نور محمد و محمد حسن صاحبان		۳۶	جناب عبدالغنی صاحب جفت فروش	۸/
	سوداگران ظروف "	عہ/	۳۷	جناب فیض محمد صاحب "	۸/
۲۶	جناب سیف الدین صاحب سٹون مرچنٹ	۸/	۳۸	جناب میاں محمد اسمٰعیل صاحب "	۴/

نمبر	نام مع پتہ	تعداد
۳۹	جناب اشفاق الرحمن صاحب عطار، کوہ شملہ	۴/
۴۰	متفرق چندہ از لوور بازار "	عہ ۱۲/
۴۱	جناب مستری میاں خان صاحب روٹی گودام "	عہ/
۴۲	جناب بابو عبدالعزیز صاحب سب اورسیر سیون پلٹن "	[illegible]
۴۳	جناب مرزا شیر محمد صاحب ہیڈ ڈرافٹس مین "	صہ/
۴۴	جناب میر جمال الدین صاحب نقشہ نویس ریلوے بورڈ "	سے/
۴۵	جناب بابو نور بخش صاحب "	عا/
۴۶	جناب منشی عبدالرحیم صاحب "	عا/
۴۷	جناب بابو غلام محمد صاحب ٹی ای "	عہ/
۴۸	جناب بابو بشیر حسین صاحب کلرک ریلوے بورڈ "	عہ/
۴۹	جناب منشی محمد حسن صاحب کلرک "	عہ/
۵۰	جناب منشی عبدالحق صاحب "	عہ/
۵۱	جناب مہدی حسین صاحب خانساماں کوہ شملہ	عہ/
۵۲	جناب شیخ علی محمد صاحب جام فروش اپر بازار "	صہ/
۵۳	متفرق چندہ از بعضے فروشان و میوہ فروشان "	سے/
۵۴	جناب بابو دین محمد صاحب بی۔ اے۔ "	سے/
۵۵	جناب بابو حبیب اللہ صاحب مینو سپلیٹی "	عہ/
۵۶	جناب بابو محمد حسن خان صاحب کلرک دفتر اگزامینر ملٹری ورکس "	عہ/
۵۷	جناب بابو عبداللطیف صاحب	۸/
۵۸	جناب بابو محمد جہانگیر صاحب	عہ/
۵۹	جناب بابو عبدالاحد صاحب	عہ/
۶۰	جناب بابو عبدالغفور صاحب	۸/
۶۱	جناب بابو محمد یوسف صاحب	۸/
۶۲	جناب بابو عبدالحکیم صاحب	عہ/

نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد چندہ
۶۳	جناب بابو سراج الدین صاحب کلرک دفتر اگزامنر ملٹری ورکس کوہ شملہ	۴ر
۶۴	جناب بابو عبد الغنی صاحب ؍؍	۴ر
۶۵	جناب محمد حسن خان صاحب ؍؍	۴ر
۶۶	جناب بابو عبد الغفار صاحب ؍؍	۸ر
۶۷	جناب بابو غلام قادر صاحب ؍؍	۲ر
۶۸	نامعلوم الاسم ؍؍	۲ر
۶۹	جناب بابو محمد شریف صاحب ؍؍	۴ر
۷۰	جناب بابو عبد الکریم صاحب ؍؍	۲ر
۷۱	جناب بابو محمد عبد اللہ صاحب ڈار ؍؍	عہ ر
۷۲	جناب بابو محمد حفیظ صاحب ؍؍	۸ر
۷۳	جناب بابو محمد عظمت اللہ خان صاحب	۴ر
۷۴	جناب بابو ولایت علی شاہ صاحب دفتر کائنات فضائیہ ؍؍	عہ ر
۷۵	نامعلوم الاسم ؍؍	۸ر
۷۶	جناب بابو مولا بخش صاحب ؍؍	عہ ر
۷۷	جناب بابو محمد عبد اللہ صاحب منہاس ؍؍	عہ ر

نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد چندہ
۷۸	جناب محمد شہاب الدین صاحب کوہ شملہ	عہ ر
۷۹	جناب بابو شیخ محمد اکرام اللہ صاحب	عہ ر
۸۰	جناب بابو سید مبارک حسن صاحب	۸ر
۸۱	جناب محمد بخش صاحب ؍؍	۸ر
۸۲	جناب بابو میر احمد صاحب ؍؍ دفتر کائنات فضائیہ ؍؍	۸ر
۸۳	جناب بابو فرخ حسن صاحب ؍؍	۲ر
۸۴	جناب بابو عطا محمد صاحب ؍؍	۳ پائی
۸۵	منجملہ چندہ عید الفطر حصہ دار العلوم	صہ ۵ پائی ۱۰ر ۱۲ پائی
۸۶	جناب بابو تمیز الدین خان صاحب ریلوے ٹیلیگراف انسپکٹر ؍؍	عہ ر
۸۷	جناب بابو عبد الرحمان خان صاحب سٹور کیپر مونو ٹائپ پریس ؍؍	۸ر
۸۸	جناب بابو بشیر احمد صاحب کلرک ؍؍ ؍؍	سے ر
۸۹	جناب بابو عبد العزیز خان صاحب ڈسپیچر ؍؍	۵ر

نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد چندہ
۹۰	جناب بابو محمد عثمان صاحب کیوٹر کوہ شملہ	۴ر
۹۱	جناب بابو آردتا صاحب کاپی ہولڈر	۴ر
۹۲	جناب سید مشتاق علی صاحب "	۴ر
۹۳	جناب سید جلال الدین صاحب "	۴ر
۹۴	جناب بابو کرم بخش صاحب "	۴ر
۹۵	جناب منشی عبد الغفار صاحب ریٹائرڈ "	عہ ر
۹۶	جناب منشی الٰہ بخش صاحب سکشن ہولڈر کرکٹنگ برانچ "	عہ ر
۹۷	جناب منشی محمد خان صاحب گل انچارج پریس ڈیپارٹمنٹ "	۸ر
۹۰	جناب منشی محمد عثمان صاحب کنسٹرکٹر "	۸ر
۹۹	جناب منشی محمد خلیل صاحب "	۲ر
۱۰۰	جناب منشی روشن علی صاحب "	۲ر
۱۰۱	جناب منشی شرافت حسین صاحب "	۲ر
۱۰۲	جناب بابو عبد الرشید خان صاحب کرکٹنگ تراجہ ٹائپ پریس "	۴ر

نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد چندہ
۱۰۳	جناب منشی عبد الغفار صاحب کوہ شملہ	۲ر
۱۰۴	جناب منشی شمس الدین صاحب "	۴ر
۱۰۵	جناب شیخ گھسیٹو صاحب دفتری "	۲ر
۱۰۶	جناب میر حیدر حسین صاحب "	۲ر
۱۰۷	جناب علی بخش صاحب "	۲ر
۱۰۸	جناب میاں وحید الدین صاحب "	۲ر
۱۰۹	جناب شیخ نیاز احمد صاحب "	۱ر
۱۱۰	جناب بابو شہزاد خان صاحب کیو بورڈ ایڈ موٹو ٹائپ پریس "	۴ر
۱۱۱	جناب بابو بھگت رام صاحب "	۴ر
۱۱۲	چندہ متفرق عید الفطر نصف حصہ "	صـ۹ر ۵ پائی
۱۱۳	چندہ عید الضحیٰ نصف حصہ	صـہ ۱۰ آنہ پائی
۱۱۴	جناب محمد محمود اللہ بادشاہ صاحب رئیس مدراس	مالعہ ۱۵ ر

جملہ میزان چندہ دار العلوم
۱۲ماعہ للعہ ر
۳/۴ ۱/۲ پائی

نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد رقم
	چندہ وظائف ندوۃ العلما	
۱	جناب نواب صاحب بہادر بالقابہ، والی ریاست بہاولپور خلد اللہ ملکہ دو سال	سمار
۲	جناب امیر الامرا ناصر الاسلام شیخ بہاء الدین صاحب سابق وزیر ریاست جوناگڑھ	ماعہ/
۳	جناب مولانا حبیب الرحمن خان صاحب رئیس شروانی بھیکن پور ضلع علیگڑھ	ماعہ/
۴	جناب منشی محمد احتشام علی صاحب رئیس کاکوری معتمد ندوۃ العلما	ماعہ
۵	جناب سیٹھ حاجی محمد حنیف صاحب رئیس و تاجر انگاناپانک اسٹریٹ مدراس	عہ/
۶	جناب مولوی حمید الدین صاحب پروفیسر میور کالج الہ آباد	معہ/
۷	جناب مولوی ظفر اللہ خان صاحب ڈسٹرکٹ جج سیالکوٹ	عہ/
۸	جناب الحاج خان بہادر عبد العزیز بادشاہ سفیر سلطان الروم مدراس	عہ/
۹	جناب ایم۔ اے حیات پاچھا صاحب مدراس	عہ/
۱۰	جناب محمد محمود اسمر بادشاہ صاحب	للعہ/
۱۱	جناب حاجی بدر الدین صاحب	للعہ/
۱۲	جناب ٹی امین الدین صاحب	للعہ/
۱۳	جناب ملیالم حاجی عبد الرحمن صاحب	للعہ/
۱۴	جناب کنم باڈی عبد القادر صاحب	بعہ/
۱۵	جناب محمد عبد الکریم صاحب فاروقی	لعہ/
۱۶	جناب منشی امداد حسین صاحب موضع اساس، پوسٹ مئو، ضلع گیا	عہ/
۱۷	جناب منشی محمود حسین صاحب ہیڈ کانسٹبل مہر تھانہ اہرورہ ضلع مرزاپور	۳ر
۱۸	جناب بھگو خان صاحب تاجر عطر، فرخ آباد	عہ/

نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد چندہ	نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد چندہ
	(بذریعہ معین ندوہ شملہ)			تعلیم سنسکرت و بھاشا	
۱۹	جناب شیخ رحمت اللہ صاحب بیضہ فروش کوہ شملہ	ماعہ	۱	جناب مولانا محمد حبیب الرحمٰن خان صاحب شروانی رئیس بھیکن پور ضلع علیگڈھ	للعہ
۲۰	جناب مولوی علاء الدین صاحب واعظ	عہ	۲	جناب مولوی علی الدین حسن صاحب ناظم عدالت دیوانی اورنگ آباد، دکن	للعہ
۲۱	جناب سردار نتھا سنگھ صاحب ریلوے بورڈ	عہ	۳	جناب مولوی نواب علی صاحب پروفیسر بڑودہ کالج۔ بڑودہ	صہ
۲۲	جناب ابو محمد حسن خان صاحب	عہ		(چندہ تعلیم سنسکرت بذریعہ معین ندوہ شملہ)	
۲۳	جناب منشی برکت علی صاحب	سے	۴	جناب ابی منعم الدین صاحب پٹنہ کوہ شملہ	عا
۲۴	جناب منشی بشیر حسن صاحب	عہ	۵	جناب عبد الرب صاحب بن مولوی منعم الدین صاحب	عا
۲۵	جناب مولوی ابو المعالی جواد صاحب	عہ	۶	جناب عبد الرزاق صاحب	عا
۲۶	جناب منشی عبد الغفار صاحب	عہ		جناب محمد احمد صاحب	عا
۲۷	جناب مولانا عبد السبحان صاحب تاجر ورمیں گوڈون اسٹریٹ نمبر ۲۳ مدراس	للعہ		جناب ابو الخیر صاحب	عا
				جناب [illegible] صاحب	صہ ۲
	جملہ میزان چندہ وظائف ندوۃ العلما				
	السماعہ للعہ ۳			میزان کل	للعہ ۲

تعداد	نام مع پتہ	تعداد رقم
	تعلیم عربی	
۱	جناب منشی محمد اسحاق صاحب بھدوہی، ضلع مرزاپور	عہ/
	تعمیر مسجد	
۱	جناب ڈاکٹر عبدالستار صاحب بھاولپور، بذریعہ مولوی غلام محمد صاحب شملوی۔	عا/
	تعمیر بورڈنگ ندوۃ العلماء	
۱	جناب مولوی سید علی صاحب زینبی، قائم مقام ادیب ندوۃ العلماء لکھنؤ	سہ۵/
	عام تعلیم	
۱	جناب ناظر حسن صاحب، معرفت جناب مولانا عبدالحی صاحب، نائب ناظم ندوۃ العلماء، بستی	للعہ/

تعداد	نام مع پتہ	تعداد رقم
	(انعام تفسیر و حدیث)	
۱	جناب مولوی محمد حفیظ اللہ صاحب نائب تحصیلدار تحصیل صفی پور ضلع اناؤ	عسہ۵/
	تعلیم بنات	
۱	جناب خواجہ سید رشید الدین صاحب گھسیاری منڈی لکھنؤ، بتقریب بسم اللہ خوانی دختر خود۔	للعہ۵/
۲	جناب مولوی حکیم سید عبدالحی صاحب نائب ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ	عا۱۰/
	میزان قہ۵/	
	چندہ مستقل سالانہ	
۱	جناب ڈاکٹر محمد عظیم صاحب اسسٹنٹ سرجن پشاور	للعہ۵/

نقشہ تنخواہ ملازمین کتبخانہ ندوۃ العلماء لکھنؤ من ابتدائے اپریل ۱۹۱۱ع لغایت مارچ ۱۹۱۲ع

نمبر شمار	نام ملازمین مع عہدہ	شرح تنخواہ	ایام کارکردگی	رقم واجب الوصول	کیفیت
۱	ناظر کتبخانہ	عہ /	یکسال	مالہ /	
۲	فراش کتبخانہ	صہ /	۱۱ ماہ ۵ یوم	صعہ ۱۱ ر ۲ پائی	
	میزان کل			ماصعہ ۱۱ ر ۲ پائی	

نقشہ تنخواہ کارندہ جائداد موقوفہ شاہجہانپور من ابتدائے اپریل ۱۹۱۱ع لغایت مارچ ۱۹۱۲ع

نمبر شمار	نام ملازمین مع عہدہ	شرح تنخواہ	ایام کارکردگی	رقم واجب الوصول	کیفیت
۱	منشی ناظم علی صاحب مختار متعینہ وقف ضلع شاہجہانپور	عہ /	یکسال	مالہ /	

نقشہ تنخواہ ملازم واعظین اشاعۃ الاسلام ندوۃ العلماء لکھنؤ من ابتدائے اپریل ۱۹۱۱ع لغایت مارچ ۱۹۱۲ع

نمبر شمار	نام ملازمین مع عہدہ	شرح تنخواہ	ایام کارکردگی	رقم واجب الوصول	کیفیت
۱	مولوی سید حکیم الدین صاحب واعظ	سہ /	۷ ماہ ۲۲ یوم	ماعسہ /	
۲	مولوی محمد سلیم صاحب واعظ	عسہ /	۹ ماہ	۱۱لہ /	
۳	مولوی محمد سلیمان صاحب واعظ	عسہ	۹ ماہ	مالہ /	
	میزان الکل			صماعسہ /	

نقشہ تنخواہ ملازمین دفتر ندوۃ العلماء لکھنؤ من ابتدائے اپریل ۱۹۱۱ع لغایت مارچ ۱۹۱۲ع

نمبر شمار	نام ملازمین مع عہدہ	شرح تنخواہ	ایام کارکردگی	رقم واجب الوصول	کیفیت
۱	مہربان ندوۃ العلماء	عہ /	یکسال	۱۱لہ /	

نمبر شمار	نام ملازمین مع عہدہ	شرح تنخواہ	ایام کارگزاری	تنخواہ واجب الوصول	کیفیت
۲	محرر دفتر مراسلات	[illegible]	یکسال	[illegible]	یکم اکتوبر سنہ ۱۱ع سے اضافہ
۳	چپراسی	[illegible]	۱۰ ماہ ۲۰ یوم	[illegible] ا ر ۱۱ پائی	پانچ روپیہ ماہوار کا ہوا
	میزان کل			[illegible] ا ر ۱۱ پائی	

نقشہ تنخواہ ملازمین وکلاء ندوۃ العلماء لکھنؤ من ابتداے اپریل سنہ ۱۱ع لغایت مارچ سنہ ۱۲ع

نمبر شمار	نام ملازمین مع عہدہ	شرح تنخواہ	ایام کارگزاری	تنخواہ واجب الوصول	کیفیت
۱	مولوی غلام محمد صاحب شملوی وکیل ندوۃ العلماء	[illegible]	یکسال	[illegible]	جنوری سنہ ۱۲ع سے [illegible] ماہوار کا اضافہ ہوا
۲	وکیل دوم ہنگامی	[illegible]	۹ یوم فروری سنہ ۱۲ع	[illegible] ۱۴ ا ر ۱۰ پائی	
	میزان کل			[illegible] ۱۴ ا ر ۱۰ ا	

نقشہ تنخواہ ملازمین دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ من ابتداے اپریل سنہ ۱۱ع لغایت مارچ سنہ ۱۲ع

نمبر شمار	نام ملازمین مع عہدہ	شرح تنخواہ	ایام کارگزاری	تنخواہ واجب الوصول	کیفیت
۱	قاضی تلمذ حسین صاحب ایم اے ہیڈ ماسٹر	[illegible]	یکسال	[illegible]	
۲	مولانا شیخ محمد صاحب عرب ادیب	[illegible]	۱۱ ماہ ۲۷ یوم	[illegible] ا ر ۱۰ پائی	
۳	مولوی سید عبد الکریم صاحب فقیہ اول	[illegible]	۵ ماہ ۶ یوم	[illegible] ۱۵ ا ر ۱۱ پائی	انکا تقرر ۲۵ ستمبر سنہ ۱۱ع سے ہوا
۴	مولوی سید علی صاحب قائم مقام ادیب	[illegible]	یکسال	[illegible] ۲ ر ۳ پائی	انکو [illegible] ماہوار الاونس قائم مقام ادیب ہونیکی وجہ سے ملتا ہے اور معاوضہ اہتمام من ابتداے ۵ فروری سنہ ۱۲ع
۵	سید پیارے صاحب بی اے قائم مقام سکنڈ ماسٹر	[illegible]	۳ ماہ ۲۹ یوم	[illegible] ۸ ر ۹ پائی	بحساب [illegible] انکا تقرر ۳ مارچ سنہ ۱۲ع سے بطور قائم مقامی ہوا

نمبر شمار	نام ملازمین مع عہدہ	شرح تنخواہ	ایام کارکردگی	تنخواہ واجب الوصول	کیفیت
۶	مولوی سید سلیمان صاحب نائب ادیب	صہ ر	یکسال	سما ر	
۷	مولوی محمد شبلی صاحب مدرس عربی	سہ ر	یکسال	مالہ ر	
۸	مولوی سلطان احمد صاحب مدرس عربی	ہے	یکسال	ما ر	
۹	مولوی عبدالسلام صاحب مدرس عربی	عہ ر	۱۱ ماہ ۲۹ یوم	مالعہ ۳ ر ۶ پائی	
۱۰	مولوی فضل الرحمن صاحب مدرس عربی	عہ ر	یکسال	مالعہ ر	
۱۱	مولوی محمد یوسف صاحب مدرس عربی	عہ ر	۹ ماہ ۳ یوم	مالہ ۹ ر پائی	
۱۲	ماسٹر دین محمد صاحب تھرڈ ماسٹر	عہ ر	۹ ماہ ۱۶ یوم	مالعہ ۵ ر ۱۰ پائی	
۱۳	ماسٹر عبدالجلیل صاحب فورتھ ماسٹر	عہ ر	یکسال	مالعہ ر	
۱۴	پنڈت لوکناتھ صاحب معلم بھاشا	عہ ر	۱۱ ماہ ۱۴ یوم	مالعہ ۵ ر ۴ پائی	
۱۵	ماسٹر فدا حسین صاحب معلم ریاضی	ہے	یکسال	مالہ ر	
۱۶	مولوی قمرالدین صاحب مدرس عربی	ہے ر	یکسال	مالہ ر	
۱۷	منشی عبدالحفیظ صاحب محرر دارالعلوم	سے و عہ	۹ ماہ ۱۳ یوم	لہ ۱۲ ر	۱۰۔ اپریل سنہ ۱۱ء کو بمشاہرہ سے ماہوار تقرر ہوا اور ۲۔ نومبر سنہ ۱۱ء سے عہ ماہوار ترقی ہوئی،
۱۸	منشی سید علی صاحب ممتی محرر دارالعلوم	عہ	۹ یوم فروری سنہ ۱۱ء	سے ۸ ر ۹ پائی	
۱۹	منشی فضل حسین صاحب محرر معتمد صاحب دارالعلوم	صہ ر	۷ ماہ ۲۹ یوم	لعہ ۱۳ ر ۶ پائی	
۲۰	منصو علی چپراسی دارالعلوم	صہ ر	یکماہ ۱۲ یوم	سے ۶ ر ۲ پائی	

نمبر شمار	نام ملازمین مع عہدہ	شرح تنخواہ	ایام کارکردگی	رقم واجب الوصول	کیفیت
۲۱	سراج الدین چپراسی دار العلوم	صہ/	یکماہ ۵ یوم	صہ ۱۲/۱/ پائی	
۲۲	محمد شیر خان چپراسی "	للعہ و صہ/	۹ ماہ ۷ یوم	للعہ ۱۲/۷ پائی	جولائی سلاء سے
۲۳	مولوی سید نجم الہدیٰ صاحب مدرس عربی	عہ/	۳ ماہ ۳ یوم	عہ/	عہ/ ماہوار اضافہ ہوا
۲۴	غلام علی دربان	صہ/	۴ ماہ ۱ یوم	عہ ۱۱/۱۰ پائی	
۲۵	مولوی عبد الظاہر صاحب محرر معتمد صاحب دار العلوم	صہ/	یکماہ	صہ/	
۲۶	سید باقر حسین صاحب بی۔ اے سکنڈ ماسٹر	سہ/	۱۰ ماہ ۱۶ یوم	اسماصہ ۱۵/۶ پائی	
۲۷	مولوی سید شبیر علی صاحب مہتمم دار العلوم	صہ/ و مار/	یکماہ ۷ یوم	سعہ ۳/۹ پائی	۷ یوم بحساب مار/ و یکماہ بحساب صہ
۲۸	شفیع بخش دربان	صہ/ و سہ/	۷ ماہ ۱۰ یوم	سہ ۱۲/۱/ پائی	
۲۹	مولوی فضل الرحمن صاحب قائم مقام محرر دار العلوم	صہ/	۲۹ یوم	للعہ ۱۲/۲ پائی	
۳۰	منظور الحسن صاحب قائم مقام سکنڈ ماسٹر	لہ سہ/	۲۲ یوم جنوری ۱۹۱۱ء	عہ/	
	میزان کل			معہ سہ/ ۸/۷ پائی	

۷۸۶

فہرست عطیات چندہ ندوۃ العلما

من ابتدائے یکم اپریل ۱۹۱۲ء لغایت ۱ اکتوبر ۱۹۱۲ء

نمبر	تفصیل	رقم
نمبر ۱	پراونشل گورنمنٹ گرانٹ اِن ایڈ۔	سمہ ایماعہ ۱۰/۹
۲	عطیہ سرکار عالیہ والیہ ریاست بھوپال خلد اللہ ملکہا	ا ۔
۳	عطیہ سرکار عالی والی ریاست حیدر آباد دکن خلد اللہ ملکہٗ ۔ بحساب سو روپیہ ماہوار حالی	حالعہ ۳/
۴	آمدنی وقف حمزہ پور ضلع شاہجہانپور	ما/
۵	آمدنی جائداد موقوفہ مولوی خدا یار خان صاحب موضع بھرتنا پور ضلع بریلی	ععہ ۴/
۶	آمدنی جائداد موقوفہ خان بہادر حاجی شیخ قادر بخش صاحب مرحوم معرفت منشی احتشام علی صاحب ٹرسٹی اوقاف رئیس کاکوری	ماصعہ/
۷	آمدنی کرایہ دوکان موقوفہ چندوسی ضلع مراد آباد	صعہ
۸	آمدنی مکان موقوفہ واقع للت پور ضلع جھانسی	سعہ ۱۴
۹	کرایہ مکانات وصیتی واقع لال باغ لکھنؤ	االعہ
	میزان	سمہ حالعہ ۹ ۱۵

من ابتدائے یکم اپریل سنہ ۱۹۱۲ء

چندہ ممبری

نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد رقم
	بذریعہ جناب بابو نظام الدین صاحب امرت سر	
۱	جناب حافظ محمد حلیم صاحب تاجر چرم و آنریری مجسٹریٹ کانپور	صہ ر
۲	جناب بابو نظام الدین صاحب تاجر چرم امرتسر	صہ ر
۳	جناب شیخ شمس الدین و دھو بخش صاحبان تاجر چرم امرتسر	صہ ر
۴	جناب شیخ علی بخش صاحب تاجر چرم و میونسپل کمشنر امرتسر	صہ ر
۵	جناب میاں نظام الدین صاحب ٹھیکیدار امرت سر	صہ ر
۶	جناب میاں نجم الدین صاحب سوداگر و میونسپل کمشنر امرت سر	صہ ر
۷	جناب میاں فیروز الدین صاحب سوداگر و آنریری مجسٹریٹ امرت سر	صہ ر
۸	جناب میاں نور محمد صاحب تاجر چرم امرت سر	صہ ر
۹	جناب حاجی قادر بخش و مولا بخش صاحبان تاجران چرم امرتسر	صہ ر
۱۰	جناب میر حبیب اللہ صاحب آنریری مجسٹریٹ امرت سر	صہ ر
۱۱	جناب شیخ محمد جمیل صاحب واگرو آنریری مجسٹریٹ امرت سر	صہ ر
۱۲	جناب شیخ علی محمد صاحب تاجر چرم	صہ ر
۱۳	جناب بابو شمس الدین صاحب تاجر چرم	صہ ر
۱۴	جناب مولوی محمد حکمت اللہ خان صاحب سپرنٹنڈنٹ چنگی امرت سر	صہ ر
۱۵	جناب میاں اللہ جوایا صاحب تاجر چرم امرت سر	صہ ر

نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد رقم
۱۶	جناب حاجی غلام حسین و خدابخش صاحبان تاجر چرم امرتسر	صر/
۱۷	جناب خانبہادر شیخ غلام صادق صاحب رئیس و آنریری مجسٹریٹ امرتسر	صر/
۱۸	جناب حاجی پیر محمد احمد الدین صاحب و صدرالدین صاحبان تاجر چرم امرتسر	صر/
۱۹	جناب خانصاحب شیخ فضل کریم صاحب بی اے افسر مال بندوبست امرتسر	صر/
۲۰	جناب خواجہ غلام محی الدین صاحب بی اے - ایل ایل بی وکیل امرتسر	صر/
۲۱	جناب میاں غلام مصطفےٰ صاحب سوداگر و میونسپل کمشنر امرتسر	صر/
۲۲	جناب میاں غلام نبی صاحب سوداگر پشمینہ موری گنج امرتسر	صر/
۲۳	جناب میاں عبداللہ لو صاحب سوداگر پشمینہ کٹڑہ اہلووالیان امرتسر	صر/
۲۴	جناب میاں حسام الدین صاحب ٹھیکہ دار امرتسر	صر/
۲۵	جناب میاں محمد بخش صاحب سوداگر پشمینہ کٹڑہ اہلووالیان امرتسر	صر/
۲۶	جناب میاں حبیب اللہ صاحب سوداگر پشمینہ چکی دروازہ گھنٹہ گھر امرتسر	صر/
۲۷	جناب میاں کریم الدین صاحب سوداگر مشین ہال بازار امرتسر	صر/
۲۸	جناب ماسٹر عبدالرحمن خانصاحب مدرس ریاضی و سائنس ایم - اے - او ہائی اسکول امرتسر	صر/
۲۹	جناب میاں محمد نظر احمد صاحب طالب علم ہائی کلاس ایم اے - او ہائی اسکول امرتسر	صر/
۳۰	جناب میاں بڈھے شاہ صاحب سوداگر کٹڑہ موری گنج امرتسر معرفت جناب مولوی مولانا غلام محمد صاحب فاضل ہوشیارپوری بسعی جناب مولوی مرزا محمد ظفر اللہ خان صاحب سب جج۔	صر/

نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد رقم
	چندہ ہوشیارپور	
۳۱	جناب خان بہادر منشی محمد علی خان صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر خانپور ضلع ہوشیارپور	صر
۳۲	جناب شیخ جان محمد صاحب رئیس اعظم	صر
۳۳	جناب مولوی الٰہی بخش صاحب پلیڈر	صر
۳۴	جناب شیخ نیاز محمد صاحب ایم اے پلیڈر	صر
۳۵	جناب خان صاحب یار محمد صاحب رئیس و ذیلدار بہاخیلان	صر
۳۶	جناب فقیر سید افتخار الدین صاحب مہتمم بندوبست	صر
۳۷	جناب مرزا امین اللہ صاحب نائب مہتمم بندوبست	صر
۳۸	جناب راجہ ولی اللہ خان صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس	صر
۳۹	جناب مولوی محمد اشرف صاحب سکنڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی اسکول	صر
۴۰	جناب ڈپٹی احمد بخش صاحب پنشنر اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر قصبہ شام چوراسی ضلع ہوشیارپور	صر
۴۱	جناب مولوی جان محمد صاحب ہوشیارپوری تحصیلدار پالم پور ضلع کانگڑا	صر
	چندہ قصور ضلع لاہور	
۴۲	جناب مولوی عبدالقادر صاحب وکیل چیف کورٹ پنجاب	صر
۴۳	جناب مولوی غلام محی الدین صاحب پلیڈر	صر
۴۴	جناب مولوی محمد داؤد صاحب مختار	صر
۴۵	جناب میاں فضل دین صاحب گورا	ے
۴۶	جناب میاں حاجی محمد صاحب مالک کارخانہ	صر

نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد رقم
	وزیر آباد ضلع گجرانوالہ	
۴۷	جناب راجہ محمد اکرام اللہ خانصاحب رئیس اعظم	صہ/
۴۸	جناب چوہدری مرزا محمد ظفر اللہ خانصاحب سب جج	لصہ/
۴۹	جناب قاضی باقر شاہ صاحب	صہ/
۵۰	جناب چودہری حیات صاحب وکیل	صہ/
۵۱	جناب بابو غلام حسن صاحب	صہ/
۵۲	جناب شیخ نیاز احمد صاحب سوداگر	صہ/
۵۳	جناب حاجی ملک غلام مصطفےٰ صاحب سوداگر	صہ/
۵۴	جناب حاجی ملک بوٹا صاحب سوداگر	
۵۵	جناب حاجی عمر بخش صاحب سوداگر	صہ/
۵۶	جناب شیخ دین محمد صاحب سوداگر	صہ/
۵۷	جناب شیخ مولا بخش صاحب سوداگر	صہ/
۵۸	جناب میاں محمد دین صاحب سوداگر	صہ/
۵۹	جناب شیخ عبد القادر صاحب سوداگر	صہ/

نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد رقم
۶۰	جناب سردار عظمت اللہ خان صاحب	صہ/
۶۱	جناب قاضی مرید صابر صاحب	صہ/
۶۲	جناب چودہری امیر بخش صاحب چم رنگ معہ برادری پوسٹ نظام آباد ضلع گجرانوالہ	صہ/
	چندہ سیالکوٹ	
۶۳	جناب شیخ پیر محمد و محمد جان صاحبان سوداگران چھاونی	صہ/
۶۴	جناب شیخ مہر بخش صاحب سوداگر	صہ
۶۵	جناب چودہری کلو خانصاحب بزقصاب	صہ/
۶۶	جناب پیر ماہی صاحب سوداگر	صہ/
۶۷	جناب شیخ محمد سلطان صاحب سوداگر	صہ/
۶۸	جناب شیخ نبی بخش و خدا بخش صاحبان سوداگران جرم	صہ/
۶۹	جناب شیخ چراغ دین صاحبان وغیرہ	

نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد رقم
	سوداگران چرم	صہ/
۷۰	جناب بابو علی گوہر صاحب	صہ/
۷۱	جناب میاں اللہ رکھا صاحب	صہ/
۷۲	جناب چودہری نصیر الدین و امام الدین صاحبان	صہ/
۷۳	جناب احمد حامد صاحب سوداگر چرم	صہ/
۷۴	جناب مولوی محمد شفیع صاحب افسر مال	صہ/
۷۵	جناب سائیں محمد فاضل صاحب ٹھیکہ دار	صہ/
۷۶	جناب حاجی چودہری سلطان محمد صاحب بیرسٹر ایٹ لا	صہ/
۷۷	جناب چودہری محمد امین صاحب پلیڈر	صہ/
۷۸	جناب چودہری نصر اللہ خان صاحب ر	صہ/
۷۹	جناب شیخ ظہور الٰہی صاحب ر	صہ/
۸۰	جناب شیخ علی بخش صاحب مختار	صہ/
۸۱	جناب میاں حسین الدین صاحب پلیڈر ر	صہ/
۸۲	جناب راجہ عطا محمد خان صاحب آنریری سب جج	صہ/

نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد رقم
۸۳	جناب بابو خورشید عالم صاحب کلرک آف دی کورٹ	صہ/
۸۴	جناب شیخ مولا بخش صاحب سوداگر چوب	صہ/
۸۵	جناب حاجی میاں غلام علی صاحب ٹھیکہ دار	صہ/
۸۶	جناب بابو فضل احمد صاحب سٹور کیپر چھاؤنی	صہ/
	چندہ گجرات پنجاب	
۸۷	جناب نواب ملک خدا بخش خان صاحب ڈسٹرکٹ جج	صہ/
۸۸	جناب سردار یار محمد خان صاحب پنشنر اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر	صہ/
۸۹	جناب خان بہادر احمد حسین خان صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر	صہ/
۹۰	جناب شہزادہ محمد یوسف خان صاحب پنشنر اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر	صہ/
۹۱	جناب ملک شیر محمد خان صاحب سپرنٹنڈنٹ دفتر فارسی ضلع گجرات	صہ/

نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد رقم
۹۲	جناب چودہری فضل علی خانصاحب آنریری سول جج	صر
	چندہ گجرانوالہ پنجاب	
۹۳	جناب نواب اسلم حیات خانصاحب اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گجرانوالہ	صر
۹۴	جناب میاں عبدالحمید صاحب سب جج	صر
۹۵	جناب فقیر سید جلال الدین صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر	صر
۹۶	جناب مولوی فضل الدین صاحب پلیڈر	صر
۹۷	جناب بابو عبدالعزیز صاحب پلیڈر	صر
۹۸	جناب بابو عطا محمد صاحب ؍؍	صر
۹۹	جناب مولوی عبدالحق صاحب ؍؍	صر
	چندہ متفرق	
۱۰۰	جناب مولوی سید محمد اسماعیل صاحب وکیل و آنریری سکریٹری ڈسٹرکٹ بورڈ ہمیرپور	صر
۱۰۱	جناب حاجی محمد یعقوب خانصاحب رئیس پیلی کوٹھی علیگڈہ	صر

نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد رقم
۱۰۲	جناب ڈاکٹر فیض محمد خانصاحب چیف میڈیکل افسر ریاست نابھہ	صر
۱۰۳	جناب قاضی محمد خلیل صاحب بریلی	عسہ
۱۰۴	جناب حکیم محبوب علے صاحب رئیس آنولہ ضلع بریلی	عسہ
۱۰۵	جناب مولوی سید عبدالودود صاحب رئیس بریلی	صر
۱۰۶	جناب حاذق الملک حکیم حافظ اجمل خانصاحب رئیس دہلی	عسہ
۱۰۷	جناب سید باقر صاحب بی۔اے۔ ایل۔ایل۔بی وکیل بستی	صر
۱۰۸	جناب مولوی نور محمد صاحب موضع لکھا۔ ضلع موتیہاری	صر
۱۰۹	شیخ ابوالحسن صاحب موضع بھارسیوی ڈاکخانہ بلندر ضلع موتیہاری	صر
۱۱۰	جناب شیخ عبدالکریم صاحب موضع کندہوا	صر

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
	ڈاکخانہ سوریا ضلع موتی ہاری	
۱۱۱	جناب شیخ امیر الحسن صاحب	صہ/
۱۱۲	جناب منشی ریاضت حسن صاحب موضع لگہی ڈاکخانہ سوریا ضلع موتی ہاری	صہ/
۱۱۳	جناب شیخ ولی محمد صاحب موضع لگہی۔ ڈاکخانہ سوریا ضلع موتی ہاری	صہ/
۱۱۴	جناب شیخ امانت حسین صاحب موضع سرہرو ڈاکخانہ سوریا ضلع موتی ہاری	صہ
۱۱۵	جناب مولوی ضیاء الدین صاحب وکیل بارہ بنکی	صہ/
۱۱۶	جناب مولوی ولایت علی صاحب وکیل بارہ بنکی	صہ/
۱۱۷	جناب مولوی نواب علی صاحب وکیل بارہ بنکی	صہ/
۱۱۸	جناب مولوی نصیر الدین حیدر صاحب	

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
	ڈپٹی کلکٹر	صہ/
۱۱۹	جناب مسیح الدین صاحب بیرسٹر بارہ بنکی	صہ/
۱۲۰	جناب ضیاء الدین صاحب نعمانی ردولی ضلع بارہ بنکی	صہ/
۱۲۱	جناب قاضی ولی الحق صاحب ردولی۔ ضلع بارہ بنکی	صہ/
۱۲۲	جناب شیخ مختار احمد صاحب وکیل بارہ بنکی	صہ/
۱۲۳	جناب شیخ انوار الرحمان صاحب قدوائی ٹیچر سوٹ اسکول بارہ بنکی	صہ/
۱۲۴	جناب شیخ عبدالعلی صاحب بسارہ ضلع بارہ بنکی	صہ/
۱۲۵	جناب حاجی قربان احمد صاحب وکیل بارہ بنکی	صہ/
۱۲۶	جناب چودہری رشید الدین صاحب تعلقدار بارہ بنکی	صہ/
۱۲۷	جناب چودہری مجید الدین صاحب تعلقدار	صہ/

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
۱۲۸	جناب شیخ محمود علی صاحب رئیس بہیارہ ضلع بارہ بنکی	عہ/
۱۲۹	جناب شیخ زین العابدین صاحب بہیارہ ضلع بارہ بنکی	
۱۳۰	جناب حافظ عبدالصمد صاحب تاجر امین آباد لکھنؤ	عہ/
۱۳۱	جناب شیخ مشتاق علے صاحب رئیس گدیہ ضلع بارہ بنکی	عہ/
۱۳۲	جناب حافظ محمد نقی صاحب تاجر علیگڈہ	عہ/
۱۳۳	جناب مولوی امانت اللہ صاحب علیگڈھ	عہ/
۱۳۴	جناب مولوی حبیب الرحمان خانصاحب شروانی علیگڈہ	عہ/
۱۳۵	جناب مولوی عبدالخالق صاحب وکیل علیگڈھ	عہ/
۱۳۶	جناب مولوی محمد صالح صاحب رئیس علیگڈہ	عہ/
۱۳۷	جناب حاجی سید وارث علی شاہ صاحب آگرہ	۵عہ/
۱۳۸	جناب حافظ عبدالعزیز صاحب تحصیلدار پنشنر علیگڈھ	عہ/
۱۳۹	جناب نواب حاجی محمد اسماعیل خان صاحب رئیس دتاولی ضلع علیگڈھ	عہ/
۱۴۰	جناب علی احمد صاحب وکیل آگرہ	عہ/
۱۴۱	جناب حافظ محمد محسن صاحب کراوی آگرہ	عہ/
۱۴۲	جناب خان بہادر سید آل نبی صاحب بیرسٹر آگرہ	عہ/

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
۱۴۳	جناب مرزا قسیم بیگ صاحب چغتائی ڈپٹی کلکٹر آگرہ	صہ/
۱۴۴	جناب صوفی قادر علی خانصاحب مالک مفید عام آگرہ	صہ/
۱۴۵	جناب مولوی محمد شفیع صاحب سکریٹری مینوسپل بورڈ اٹاوہ	صہ/
۱۴۶	جناب مولوی صلح الدین صاحب جج خفیفہ کانپور	صہ/
۱۴۷	جناب سید ممتاز حسن صاحب رزاقی بانسوی لکھنؤ	صہ/
۱۴۸	جناب شیخ نیاز علی صاحب رئیس پنچبل ضلع بارہ بنکی	صہ/
۱۴۹	جناب شیخ عبدالرحمان صاحب بڑاگاؤں ضلع بارہ بنکی	صہ/
۱۵۰	جناب مولوی الطاف حسین صاحب تحصیل دارہ۔ لکھنؤ	صہ/
۱۵۱	جناب حافظ محمد یونس صاحب سررشتہ دار ضلع اناؤ	صہ/
۱۵۲	جناب شیخ محبوب علی صاحب دریاباد ضلع بارہ بنکی	صہ/
۱۵۳	جناب شیخ ریاست علی صاحب دریاباد ضلع بارہ بنکی	صہ/
۱۵۴	بیوہ مشیر الزمان صاحب	صہ/
۱۵۵	والدہ مسعود الزمان صاحب	صہ/

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم	نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
۱۵۶	جناب چودہری شرف الزماں خاں صاحب تعلقدار گڈہی	صر	۱۶۵	جناب بابو محمد ابراہیم صاحب رئیس ٹیڑہی گھاٹ پٹنہ	صر
۱۵۷	جناب شیخ غلام حسین صاحب تحصلدار ریاست محمود آباد	صر	۱۶۶	جناب بابو عبد المجید صاحب رئیس ٹیڑہی گھاٹ پٹنہ	صر
۱۵۸	جناب مولوی علی بخش صاحب وکیل گیا	صر	۱۶۷	جناب شاہ محمد عثمان صاحب عینک ساز مراد پور بانکی پور	صر
۱۵۹	مسٹر ریاض الحق بیرسٹر اسٹ لا گیا	صر	۱۶۸	جناب مولوی محمد مسلم صاحب تاجر کتب بانکی پور	صر
۱۶۰	جناب مولوی خواجہ محمد نور صاحب وکیل گیا	صر	۱۶۹	جناب مولوی محمد حسین صاحب وکیل ہائیکورٹ بانکی پور	صر
۱۶۱	جناب مولوی سید نور الدین احمد صاحب بلخی گیا	صر	۱۷۰	جناب آنریبل مولوی فخر الدین صاحب وکیل بانکی پور	صر
۱۶۲	جناب مولوی فضیلت حسین صاحب رکیل گیا	صر	۱۷۱	جناب داروغہ عبد اللطیف صاحب تاجر مراد پور بانکی پور	صر
۱۶۳	جناب مولوی سید ظفر نواب صاحب رئیس گیا	صر	۱۷۲	جناب مولوی نصیر الحق صاحب رئیس پٹنہ بہار	صر
۱۶۴	جناب حاجی میر مدد بخش صاحب موضع کشنی کورہ ضلع مونگیر	صر	۱۷۳	جناب مرزا محمد عابد علی بیگ صاحب ملیح آباد	صر

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم	نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
۱۷۴	جناب محمد یونس خانصاحب ملیح آباد	ھر	۱۸۴	جناب شیخ [illegible] بن بہادر حاجی عبدالرشید خانصاحب سکریٹری میونسپل بورڈ مرزاپور	ھر
۱۷۵	جناب حبیب احمد خانصاحب ملیح آباد	صر	۱۸۵	جناب مصطفےٰ خانصاحب رئیس بارگھاٹ مرزاپور	صر
۱۷۶	جناب ڈاکٹر عبدالکریم صاحب ملیح آباد	صر	۱۸۶	جناب شیخ عبدالکریم صاحب آنریری مجسٹریٹ مرزاپور	ھر
۱۷۷	جناب محمد اسحاق خانصاحب ملیح آباد	صر	۱۸۷	جناب شیخ رحمت اللہ صاحب ابن شیخ عبدالکریم صاحب مرزاپور	صر
۱۷۸	جناب محمد اسرائیل خانصاحب ملیح آباد	صہ			
۱۷۹	جناب محمد اسماعیل خانصاحب ؍؍	صر			
۱۸۰	جناب نظر احمد خانصاحب ملیح آباد	صر	۱۸۸	جناب یسین خانصاحب رئیس مرزاپور	ھر
۱۸۱	جناب مولوی حمیدالدین صاحب پروفیسر میور کالج۔ الہ آباد	صر	۱۸۹	جناب مولوی عبدالباقی صاحب سب انسپکٹر پولیس مرزاپور	صر
۱۸۲	جناب مولوی اسحاق صاحب وکیل الہ آباد	ھر	۱۹۰	جناب مولوی عزیزالدین صاحب وکیل عدالت ججی مرزاپور	صر
۱۸۳	جناب مسٹر [illegible] بن احمد صاحب بیرسٹرایٹ لا الہ آباد	صر	۱۹۱	جناب منشی لطیف احمد صاحب سب انسپکٹر سپرنٹنڈنٹ جیل مرزاپور	صر

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
۱۹۲	جناب شیخ حشمت علی صاحب بارگہاٹ معرفت مصطفیٰ جان صاحب مرزاپور	صہ/
۱۹۳	جناب مولوی حبیب احمد صاحب رئیس ملہ جن باتار بنارس	صہ/
۱۹۴	جناب مولوی فضل عالم صاحب وکیل بنارس	صہ/
۱۹۵	جناب مرزا اختر بخت صاحب رئیس سدا لانہ بنارس	صہ/
۱۹۶	جناب خان بہادر محمد طیب صاحب کوتوال بنارس	صہ/
۱۹۷	جناب حاجی قادر بخش صاحب بخشی بنارس	صہ/
۱۹۸	جناب منشی تصور حسین صاحب سب انسپکٹر چوک بنارس	صہ/
۱۹۹	جناب مولوی عترت حسین صاحب وکیل بنارس	صہ/
۲۰۰	جناب منشی اسحاق صاحب تاجر دال کی منڈی بنارس	صہ/

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
۲۰۱	جناب محمد علی صاحب تاجر غلہ ششیر گنج بنارس	صہ/
۲۰۲	جناب عبدالستار صاحب بنارس	صہ/
۲۰۳	جناب مسٹر اقبال صاحب بنارس	ے/
۲۰۴	جناب شیخ حسین صاحب بنارس	صہ/
۲۰۵	جناب حاجی [illegible] صاحب بنارس	صہ/
۲۰۶	جناب قاضی سراج احمد صاحب رائے بریلی	صہ/
۲۰۷	جناب شیخ کفایت اللہ صاحب رئیس پرتاب گڈھ	صہ/
۲۰۸	جناب شیخ محمد باقر صاحب وکیل پرتاب گڈھ	عہ/
۲۰۹	جناب خان بہادر ڈپٹی محمد باقر صاحب سلطان پور	صہ/

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم	نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
۲۱۰	جناب مولوی محمد لطیف صاحب منصف صدر سلطانپور	صہ/	۲۱۹	جناب منشی صابر علی صاحب فیض آباد	صہ/
۲۱۱	جناب محمد یعقوب خانصاحب تعلقدار بہرہ مئو رائے بریلی	صہ/	۲۲۰	جناب منشی حبیب اللہ صاحب فیض آباد	صہ/
۲۱۲	جناب مولوی علاء الحسن صاحب ڈپٹی کلکٹر سلطانپور	صہ/	۲۲۱	جناب مسٹر حامد علی خانصاحب بیرسٹر ایٹ لا فیض آباد	صہ/
۲۱۳	جناب شیخ محمد رضا صاحب سلطانپور	صہ/	۲۲۲	جناب چودھری رسول بخش صاحب سوداگر فیض آباد	صہ/
۲۱۴	جناب شیخ محمد رضا صاحب سلطان پور	صہ/	۲۲۳	نا معلوم الاسم فیض آباد	صہ/
۲۱۵	جناب محمد شفیع صاحب مختار فیض آباد	صہ/	۲۲۴	جناب محبوب احمد صاحب فیض آباد	صہ/
۲۱۶	جناب محمد حامد صاحب ایڈیٹر قیصر ہند فیض آباد	صہ/	۲۲۵	جناب مولوی سید علی صاحب مدرس دار العلوم ندوہ لکھنؤ	صہ/
۲۱۷	جناب محمود عالم صاحب وکیل فیض آباد	صہ/	۲۲۶	جناب رمضان علی صاحب تعلقدار بہرہ مئو ضلع رائے بریلی	صہ/
۲۱۸	جناب شیخ حافظ یار محمد صاحب ٹانڈہ فیض آباد	صہ/	۲۲۷	جناب شیخ شہاب الدین صاحب وکیل رائے بریلی	صہ/

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم	نمبر شمار	نام معہ پتہ	نمبر شمار
۲۲۸	جناب شیخ محمد ذکریا صاحب رائے بریلی	صہ/	۲۳۷	جناب چودھری عبدالقیوم صاحب رئیس ضلع ہردوئی	صہ/
۲۲۹	جناب شیخ محمد شعیب صاحب رائے بریلی	صہ/	۲۳۸	جناب سید کرامت حسین صاحب پنشنر ڈپٹی کلکٹر سندیلہ ضلع ہردوئی	صہ/
۲۳۰	جناب سید احمد سعید صاحب رائے بریلی	صہ/	۲۳۹	جناب سید قمرالدین احمد صاحب سندیلہ ضلع ہردوئی	صہ/
۲۳۱	جناب سید محمد سلیم صاحب رائے بریلی	صہ/	۲۴۰	جناب شیخ نثار الرحمان صاحب تعلقدار بڑاگاؤں ضلع بارہ بنکی	صہ/
۲۳۱	جناب سید محمد عبداللہ صاحب رر	صہ/	۲۴۱	جناب سید سعید الحسن صاحب رئیس بانسہ ضلع بارہ بنکی	صہ/
۲۳۲	جناب سید محمد صاحب رائے بریلی	صہ/	۲۴۲	جناب مولوی صالح حسن صاحب چھپرہ	صہ/
۲۳۴	جناب مولوی عین الحق صاحب فیض آباد	صہ/	۲۴۳	جناب خواجہ محمد احسن صاحب چھپرہ	صہ/
۲۳۵	جناب منشی التفات رسول صاحب تعلقدار سندیلہ ضلع ہردوئی	ھ/	۲۴۴	مسٹر ممتاز حسین بیرسٹر ایٹ لا سکرٹری کمیٹی استقبالیہ ندوہ	صہ/
۲۳۶	جناب چودھری عبدالباسط صاحب رئیس سندیلہ ضلع ہردوئی	صہ/			

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم	نمبر شمار	نام معہ پتہ	نمبر شمار
۲۴۵	نا معلوم الاسم	۵عہ		بیرسٹر راجکوٹ	صہ/
۲۴۶	جناب حافظ قطب الدین		۲۵۵	جناب خواجہ مظاہر حسین	
	صاحب لکھنؤ	صہ/		صاحب آنریری مجسٹریٹ	
۲۴۷	جناب شیخ سخاوت حسین			سہارنپور	صہ/
	صاحب تاجر عطر چوک		۲۵۶	جناب مسٹر محمد صدیق صاحب	
	لکھنؤ	صہ/		بیرسٹر لکھنؤ	صہ/
۲۴۸	جناب منشی رفیع القدر صاحب		۲۵۷	جناب سید نبی اللہ صاحب	
	ڈپٹی کلکٹر بنارس	صہ/		بیرسٹر لکھنؤ	صہ/
۲۴۹	جناب میاں غلام رسول		۲۵۸	آنریبل مسٹر محمد رفیق جوڈیشل	
	صاحب ٹھیکہ دار کٹرا امرتسر	صہ/		کمشنر لکھنؤ	صہ/
۲۵۰	جناب منشی عبدالغنی صاحب امرتسر	صہ	۲۵۹	جناب مولوی شمس الحسن صاحب	
۲۵۱	جناب چودھری شفیق الزمان			ڈپٹی کلکٹر بدایون	صہ/
	صاحب تعلقدار بہول	صہ/	۲۶۰	جناب مولوی بدر الحسن	
	ضلع بارہ بنکی	صہ/		صاحب منصف لکھنؤ	
۲۵۲	جناب منشی اظہر علی صاحب وکیل لکھنؤ	صہ/	۲۶۱	جناب ممتاز علی خانصاحب	
۲۵۳	جناب شاہ محمد خانصاحب			صدر بازار لکھنؤ	صہ/
	تاجر لکھنؤ	صہ/	۲۶۲	جناب سید محمد محسن صاحب بریلی	/
۲۵۴	جناب غلام محمد صاحب منشی		۲۶۳	جناب عبدالحکیم صاحب بی اے علیگڈھ	صہ/

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
۲۶۴	جناب مسٹر حبیب اللہ صاحب جوائنٹ مجسٹریٹ کانپور	صر
۲۶۵	جناب مولوی غلام صفدر خانصاحب آگرہ	صر
۲۶۶	جناب مولوی میر عبد الکریم صاحب علوی مدرس فقہ اول دار العلوم ندوہ لکھنؤ	صر
۲۶۷	جناب بابو عبد العزیز خانصاحب تعلقدار رہر کجور ضلع سلطانپور	صر
۲۶۸	جناب بابو محمد زمان خانصاحب تعلقدار رہر کجور ضلع سلطانپور	صر
۲۶۹	جناب رشید الدین صاحب موضع بہرا ضلع علیگڈھ	صر
۲۷۰	جناب سید ظہور احمد صاحب وکیل لکھنؤ	صر
۲۷۱	جناب مرزا سمیع اللہ بیگ صاحب وکیل لکھنؤ	صر
۲۷۲	جناب سید وزیر حسن صاحب وکیل لکھنؤ	صر
۲۷۳	جناب مولوی احسان اللہ صاحب وکیل گورکھپور	صر
۲۷۴	جناب حبیب اللہ صاحب فیض آباد	صر
۲۷۵	جناب شیخ عبد الرؤف صاحب رئیس مھتو رانہ ضلع الہ آباد	صر
۲۷۶	جناب منشی امتیاز علی صاحب وکیل فیض آباد	صر
۲۷۷	جناب سید فضل الرحمان صاحب وکیل کانپور	صر
۲۷۸	جناب ضیاء الحسن صاحب علوی کاکوری لکھنؤ	صر
۲۷۹	جناب سید یسین صاحب تاجر چرم کانپور	صر
۲۸۰	جناب شاہ محمد خانصاحب تاجر لکھنؤ	صر
۲۸۱	جناب صفی الدولہ حسام الملک	

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد ورق	نمبر شمار	نام معہ پتہ	نمبر شمار
	نواب سید علی حسن خانصاحب لکھنؤ	صہ/	۲۹۰	جناب خواجہ سید رشد الدین صاحب لکھنؤ	صہ/
۲۸۲	جناب نواب امیر حسن خانصاحب لکھنؤ	صہ/	۲۹۱	جناب غلام زین العابدین صاحب رئیس میرٹھ	صہ/
۲۸۳	جناب نواب مقتدی خانصاحب لکھنؤ	صہ/	۲۹۲	جناب منشی واحد علی صاحب کاکوری لکھنؤ	صہ/
۲۸۴	جناب خواجہ حمید الدین صاحب لکھنؤ	صہ/	۲۹۳	جناب وصی الحسن صاحب وکیل لکھنؤ	صہ/
۲۸۵	جناب مولوی عبد الحی صاحب ہوبالی لکھنؤ	صہ/	۲۹۴	جناب عبد الرشید خانصاحب فتحپور	صہ/
۲۸۶	جناب نواب مسعود حسن خانصاحب لکھنؤ	صہ/	۲۹۵	جناب خان بہادر شیخ احمد حسن صاحب تعلقدار سپرانوان ضلع پرتابگڈھ	صہ/
۲۸۷	جناب نواب سید مرتضیٰ حسن خانصاحب لکھنؤ	صہ/	۲۹۶	جناب مولوی محمد اشرف صاحب وکیل کوہاٹ	صہ/
۲۸۸	جناب نواب سید ارتضیٰ حسین خان صاحب لکھنؤ	صہ/	۲۹۷	جناب بابو چراغ الدین صاحب نائب سکریٹری انجمن اسلامیہ قصور ضلع لاہور	صہ/
۲۸۹	جناب سید عبد الرحمان صاحب لکھنؤ	صہ/			

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
	ڈپٹی کلکٹر پنشنر لکھنؤ	صر
۲۹۸	جناب محمد علم خانصاحب رئیس گوتنی ضلع پرتاب گڈھ	صر
۲۹۹	جناب مولوی حفیظ الدین صاحب بارہ بنکی	صر
۳۰۰	جناب شیخ نظیر حسین تعلقدار گدزیہ ضلع بارہ بنکی	صر
۳۰۱	جناب حکیم محمد خلیل اللہ صاحب رئیس بریلی	صر
۳۰۲	جناب عبد الرحمان صاحب وکیل ضلع آرہ	صر
۳۰۳	جناب مولوی حبیب الزمان خانصاحب شاہجہان پور	صر
۳۰۴	معرفت منشی محمد احتشام علی صاحب رئیس	۵ع/
۳۰۵	معرفت بابو منصور علی خانصاحب سپرنٹنڈنٹ اسٹیشن چارباغ لکھنؤ	[illegible]
۳۰۶	جناب مولوی عبد القادر صاحب	
۳۰۷	جناب حبیب الزمان خان صاحب برنبگلہ عبد القادر صاحب صوبہ دار حیدرآباد	صر
۳۰۸	جناب شیخ عبد الحی بحیر الوان ضلع رائے بریلی	صر
۳۰۹	جناب ابوالاعجاز عبد الرشید صاحب عرشی گنیش پور ڈاکخانہ صدر بستی	صر
۳۱۰	جناب سید احمد شیر صاحب مکان حکیم احمد خان قاضی جیلان پشاور	صر
۳۱۱	جناب شیخ ابو الحسن صاحب وکیل سیتاپور	صر
۳۱۲	جناب شیخ محمد بخش صاحب وکیل سیتاپور	صر
۳۱۳	جناب میر مظفر حسین صاحب وکیل سیتاپور	صر

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم	نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
۳۱۴	معرفت حکیم عبدالقوی صاحب لکھنؤ	لعہ/	۳۲۳	جناب شیخ فرزند علی صاحب وکیل لکھنؤ	صہ/
۳۱۵	معرفت حکیم عبدالرشید صاحب لکھنؤ	لہ للعہ۵/	۳۲۴	جناب حکیم محمد علی خان صاحب ایڈیٹر مرقع عالم ہردوئی	صہ/
۳۱۶	جناب مرزا محمد فصیح صاحب وکیل لکھنؤ	صہ/	۳۲۵	جناب مولوی محمود الحق صاحب قادری وکیل ہردوئی	صہ/
۳۱۷	جناب شیخ شاہد حسین صاحب تعلقدار گدیہ ضلع بارہ بنکی	صہ/	۳۲۶	جناب نواب عبدالکریم خان صاحب رئیس شاہ آباد ضلع ہردوئی	صہ/
۳۱۸	جناب شیخ محمد موسیٰ رضا صاحب رئیس بجنور ضلع لکھنؤ	صہ/	۳۲۷	جناب حامد حسین خانصاحب رئیس اللہ پور شاہ آباد	صہ/
۳۱۹	جناب شیخ محمد رضا صاحب رئیس بجنور	صہ/	۳۲۸	جناب خواجہ سید کاظم حسین صاحب آنریری سکریٹری میونسپل بورڈ و رئیس شاہ آباد	صہ/
۳۲۰	جناب سید اشرف علی صاحب رئیس امیٹھی ضلع لکھنؤ	صہ/	۳۲۹	جناب شہزاد علی خانصاحب بی۔ اے دلاور پور شاہ آباد	صہ/
۳۲۱	جناب مرزا اصغر حسین صاحب بلوچ پورہ لکھنؤ	صہ/	۳۳۰	جناب مولوی اکبر علی صاحب سکریٹری محکمہ جنگی بانس بریلی	صہ/
۳۲۲	جناب محمد حسن و محمد اسحاق صاحب دوکاندار امین آباد	صہ/			

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
۳۳۱	جناب مولوی قمر علی صاحب وکیل بانس بریلی	عہ ر
۳۳۲	جناب صاحبزادہ عبدالصمد خانصاحب بہادر چیف سکریٹری نواب صاحب رامپور	عہ ر
۳۳۳	جناب نواب وقار الملک مولوی مشتاق حسین صاحب اودھ	عہ ر
۳۳۴	جناب حافظ احمد علی خانصاحب سپرنٹنڈنٹ کارخانجات نواب صاحب رامپور	عہ ر
۳۳۵	جناب مولوی قمر شاہ خانصاحب جوڈیشل سکریٹری رامپور	عہ ر
۳۳۶	جناب صاحبزادہ عبدالمجید خانصاحب ریونیو سکرٹری ریاست رامپور	عہ ر
۳۳۷	جناب مولوی حشمت علی خان صاحب مہتمم بندوبست رامپور	عہ ر
۳۳۸	جناب مولوی محمد یعقوب صاحب وکیل مرادآباد	عہ
۳۳۹	جناب سید رضا علی صاحب وکیل مرادآباد	عہ ر
۳۴۰	جناب قاضی شوکت حسین صاحب آنریری مجسٹریٹ و رئیس مرادآباد	عہ ر
۳۴۱	جناب مولوی سید حسن صاحب وکیل مرادآباد	عہ ر
۳۴۲	جناب مولوی میر انتظام علے صاحب مختار ریونیو سول کورٹ مرادآباد	عہ ر
۳۴۳	جناب مولوی عبدالحی صاحب وکیل مرادآباد	عہ ر
۳۴۴	جناب مولوی تمیز علی صاحب سب رجسٹرار مرادآباد	عہ
۳۴۵	جناب شیخ رحمت علی صاحب آنریری مجسٹریٹ مرادآباد	عہ ر

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
۳۴۶	جناب شیخ محمد یعقوب صاحب سوداگر ظروف مرادآباد	صہ ر
۳۴۷	جناب حافظ محمد اسمعیل صاحب وکیل و آنریری مجسٹریٹ شاہجہان پور	صہ ر
۳۴۸	جناب مولوی رضی الدین صاحب وکیل و آنریری مجسٹریٹ شاہ جہان پور	صہ ر
۳۴۹	جناب رحمان حسین خان صاحب تحصیلدار شاہجہانپور	صہ ر
۳۵۰	جناب مولوی مطیع اللہ خان صاحب ڈپٹی کلکٹر شاہ جہان پور	صہ ر
۳۵۱	جناب قاضی عظیم الحق صاحب اسسٹنٹ منیجر کورٹ آف وارڈس شاہ جہان پور	صہ ر
۳۵۲	جناب محمد ایوب صاحب عینک ساز لکھنؤ	صہ ر
۳۵۳	جناب مولوی عباس علی خان صاحب ناظم مال رامپور	صہ ر
۳۵۴	جناب سید ابن حسن شاہ صاحب شاہ جہان پور	صہ ر
۳۵۵	جناب شیخ ریاضت حسن صاحب موضع بگھی پوسٹ سوریا ضلع مولی ہاری	صہ ر
	میزان	[illegible]

من ابتدائے یکم اپریل ۱۹۱۲ء

چندہ وزیڑی

بذریعہ جناب مولوی غلام محمد صاحب فاضل ہوشیارپوری بسعی جناب مرزا محمد ظفر اللہ خان صاحب ڈسٹرکٹ جج سیالکوٹ

چندہ گجرات پنجاب

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
۱	جناب سید اصغر علی شاہ صاحب آنریری مجسٹریٹ	عہ ر

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
۲	جناب شیخ فضل الدین صاحب شرف صدر	ع/
۳	جناب سید غلام شاہ صاحب پلیڈر	ع/
۴	جناب سید حامد علی شاہ صاحب سکریٹری مینوسپل کمیٹی	ع/
۵	جناب شیخ کرامت اللہ صاحب	ع
۶	جناب مولوی عبداللطیف صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس	ع/
۷	جناب بابو مولا بخش صاحب سفید پوش	ع/
	چندہ گجرانوالہ پنجاب	
۸	جناب چودھری قایم علی خان صاحب کورٹ انسپکٹر	ع/
۹	جناب ماسٹر محمد الدین صاحب مینوسپل کمشنر	ع/
۱۰	جناب مولوی نذیر حسین صاحب امام جامع مسجد	ع/

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
	چندہ متفرق	
۱۱	جناب سید محمود عالم صاحب رئیس مغلپورہ فیض آباد	ع/
۱۲	جناب شیخ موسیٰ صاحب موضع سوریا ڈاکخانہ سوریا ضلع موتی ہاری	ع/
۱۳	جناب شیخ صداقت صاحب موضع سوریا ڈاکخانہ سوریا ضلع موتی ہاری	ع/
۱۴	جناب شیخ امانت صاحب موضع سوریا ڈاکخانہ سوریا ضلع موتی ہاری	ع/
۱۵	جناب شیخ عقیق صاحب موضع سوریا ڈاکخانہ سوریا ضلع موتی ہاری	ع/
۱۶	جناب شیخ الٰہی بخش صاحب موضع سوریا ڈاکخانہ سوریا ضلع موتی ہاری	ع/

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم	نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
١٧	جناب شیخ کفایت حسین صاحب موضع سوریا ڈاکخانہ سوریا ضلع موتی ہاری	ع/	٢٣	جناب شیخ عبداللہ صاحب موضع مٹھوری ڈاکخانہ رام نگر ضلع موتی ہاری	ع/
١٨	جناب مولوی نورالدین صاحب موضع سل پور ڈاکخانہ سوریا ضلع موتی ہاری	ع/	٢٤	جناب شیخ محمد نواب صاحب موضع سروا ڈاکخانہ رام نگر ضلع موتی ہاری	ع
١٩	جناب شیخ سبحان صاحب موضع سل پور ڈاکخانہ سوریا ضلع موتی ہاری	ع	٢٥	جناب شیخ ریاض الدین صاحب موضع سروا ڈاکخانہ رام نگر ضلع موتی ہاری	عا/
٢٠	جناب شیخ عدالت حسین صاحب موضع بگہی ڈاکخانہ سوریا ضلع موتی ہاری	ع/	٢٦	جناب مولوی شراکت حسین صاحب موضع سروا ڈاکخانہ رام نگر ضلع موتی ہاری	عا/
٢١	جناب شیخ شمس الہدیٰ صاحب موضع بگہی ڈاکخانہ سوریا ضلع موتی ہاری	ع/	٢٧	جناب شیخ عبدالرزاق صاحب موضع سروا ڈاکخانہ رام نگر ضلع موتی ہاری	عا/
٢٢	جناب شیخ علی عباس صاحب موضع بگہی ڈاکخانہ سوریا ضلع موتی ہاری	ع	٢٨	جناب شیخ اسماعیل صاحب موضع سروا ڈاکخانہ رام نگر ضلع موتی ہاری	عا

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
۲۹	جناب شیخ ولی محمد صاحب موضع جوگیا ڈاکخانہ رام نگر ضلع موتی ہاری	عہ/
۳۰	جناب شیخ شراکت حسین صاحب شیروا ڈاکخانہ رام نگر ضلع موتی ہاری	عہ/
۳۱	جناب شیخ علیم الدین صاحب ڈاکخانہ رام نگر ضلع موتی ہاری	عہ/
۳۲	جناب شیخ بشیر صاحب ڈاکخانہ رام نگر ضلع موتی ہاری	عہ/
۳۳	جناب شیخ اصغر علی صاحب موضع دیوروا ڈاکخانہ سوریا ضلع موتی ہاری	عہ/
۳۴	جناب [illegible] صاحب ڈاکخانہ سوریا ضلع موتی ہاری	عہ/
۳۵	جناب شیخ امانت حسین صاحب	

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
	موضع بستی ڈاکخانہ سوریا ضلع موتی ہاری	عہ/
۳۶	جناب شیخ عبداللہ صاحب موضع بستی ڈاکخانہ سوریا ضلع موتی ہاری	عہ/
۳۷	جناب شیخ جمن صاحب موضع سلی پور ڈاکخانہ سوریا ضلع موتی ہاری	عہ/
۳۸	جناب شیخ عبدالعزیز صاحب موضع سمھیا ڈاکخانہ رام نگر ضلع موتی ہاری	عہ/
۳۹	جناب مولوی احمد حسین صاحب موضع جوگیا ڈاکخانہ رام نگر ضلع موتی ہاری	عہ/
۴۰	جناب شیخ بدرالدین صاحب موضع بگہی ڈاکخانہ سوریا ضلع موتی ہاری	عہ/
۴۱	جناب شیخ عبدالعزیز صاحب	

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
	موضع جہارسوی ڈاکخانہ ملان ضلع مولی ہاری	عہ/
۴۲	جناب شیخ خوشی صاحب موضع ڈمرا ڈاکخانہ سوریا ضلع مولی ہاری	عہ/
۴۳	جناب فوجدار صاحب موضع بگہی ڈاکخانہ سوریا ضلع مولی ہاری	عہ/
۴۴	جناب شیخ یار علی صاحب موضع جوگیا ڈاکخانہ رام نگر ضلع مولی ہاری	عہ/
۴۵	جناب شیخ نعمت صاحب موضع سکنا ڈاکخانہ سوریا ضلع مولی ہاری	عہ/
۴۶	جناب شیخ حافظ شیث صاحب موضع سہیا ڈاکخانہ رام نگر ضلع مولی ہاری	
۴۷	جناب شیخ علی حسن صاحب	

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
	موضع سہیا ڈاکخانہ رام نگر ضلع مولی ہاری	عہ/
۴۸	جناب نوازش علی صاحب بارہ بنکی	عہ/
۴۹	جناب مقصود علی صاحب بارہ بنکی	عہ/
۵۰	جناب محبوب علی صاحب ناظر بارہ بنکی	عہ/
۵۱	جناب اشفاق حسین صاحب ڈپٹی کلکٹر بارہ بنکی	للعہ/
۵۲	جناب محمد ادریس صاحب ردولی ضلع بارہ بنکی	عہ/
۵۳	جناب شاہ مصطفی احمد صاحب ردولی ضلع بارہ بنکی	عہ/
۵۴	جناب شاہ علی احمد صاحب ردولی ضلع بارہ بنکی	۶
۵۵	جناب اقبال الرحمان صاحب ردولی ضلع بارہ بنکی	عہ

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم	نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
۵۶	جناب محمد علی صاحب تاجر ردولی ضلع بارہ بنکی	عہ/		ناظر جوڈیشلی لکھنؤ	عہ/
۵۷	جناب الطاف علی صاحب ردولی ضلع بارہ بنکی	عہ/	۶۵	جناب حافظ عبدالکریم صاحب تاجر امین آباد لکھنؤ	عہ/
۵۸	جناب انعام الرحمان صاحب ردولی ضلع بارہ بنکی	عہ/	۶۶	جناب شیخ نواب علی صاحب ردولی ضلع بارہ بنکی	عہ/
۵۹	جناب عبدالوحید صاحب ردولی ضلع بارہ بنکی	عہ/	۶۷	جناب مہدی علی صاحب تاجر ردولی ضلع بارہ بنکی	عہ/
۶۰	جناب بدرالحسن صاحب تحصیلدار ردولی ضلع بارہ بنکی	عہ/	۶۸	جناب مظہر الحسن صاحب ردولی ضلع بارہ بنکی	عہ/
۶۱	جناب حافظ عبدالرؤف صاحب آنریری مجسٹریٹ بارہ بنکی	عہ/	۶۹	جناب مولوی علی نقی صاحب وکیل علیگڈھ	عہ/
۶۲	جناب عبدالکریم صاحب بارہ بنکی	عہ/	۷۰	جناب حاجی محمد مصطفیٰ صاحب علیگڈھ	عہ/
۶۳	جناب شیخ عبدالاحد صاحب مختار ریاست محمود آباد بارہ بنکی	عہ/	۷۱	جناب منشی علی حسن صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس آگرہ	عہ/
۶۴	جناب مفتی احسان الحق صاحب		۷۲	جناب شیخ ولی اللہ صاحب رئیس آگرہ	عہ/
			۷۳	جناب شیخ وحید الدین صاحب آگرہ	عہ/

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
۷۴	جناب شیخ غلام صفدر خان	
	صاحب آگرہ	عہ/
۷۵	جناب مولوی سلامت اللہ	
	صاحب آگرہ	عہ/
۷۶	جناب مولوی عبدالغفار	
	صاحب ڈپٹی کلکٹر آگرہ	۶
۷۷	جناب نثار احمد صاحب	
	کوتوال آگرہ	عہ/
۷۸	جناب مولوی نذیر احمد خان	
	صاحب مختار اٹاوہ	عہ/
۷۹	جناب مولوی عنایت حسین	
	صاحب اٹاوہ	عہ/
۸۰	جناب سید احمد صاحب	
	آنریری مجسٹریٹ اٹاوہ	عہ/
۸۱	جناب سید صادق حسین	
	صاحب احمدی اٹاوہ	عہ/
۸۲	جناب مولوی غلام مجتبےٰ	
	صاحب رئیس اٹاوہ	عہ/

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
۸۳	جناب مولوی الطاف حسین	
	صاحب ام۔اے ہڈماسٹر	
	اسلامیہ اسکول اٹاوہ	عہ/
۸۴	جناب اہلخانہ ڈاکٹر محمد سمیع	
	صاحب دریاباد	عہ/
۸۵	جناب چودھری مصطفٰے علی	
	صاحب دریاباد	عہ/
۸۶	جناب غلام حیدر صاحب	
	کمپوزیٹر دریاآباد	عہ/
۸۷	جناب منشی محبوب اشرف صاحب	عہ/
	کٹھوکر تالاب گیا	عہ/
۸۸	جناب منشی منیر الدین صاحب	
	پیشکار گیا	عہ/
۸۹	جناب حافظ ابوالبرکات صاحب	
	کٹھوکر تالاب گیا	عہ/
۹۰	جناب مولوی غنی حیدر صاحب	
	وکیل گیا	عہ/
۹۱	جناب منشی محمد احسن صاحب	

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
	مختار گیا	عـ/
۹۲	جناب مسٹر عبد الحلیم صاحب بیرسٹر گیا	عـ/
۹۳	جناب منشی فخر الدین صاحب مختار گیا	عـ/
۹۴	جناب منشی مطیع الحق صاحب گیا	عـ/
۹۵	جناب منشی الوہاب صاحب گیا	عـ/
۹۶	جناب مولوی خلیل الرحمان صاحب وکیل گیا کٹوگھر تالاب	عـ/
۹۷	جناب مولوی واعظ الحق صاحب وکیل گیا	عـ/
۹۸	جناب مولوی عبد الرحیم صاحب گیا	عـ/
۹۹	جناب مولوی عمر دراز صاحب گیا	عـ/

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
۱۰۰	جناب منشی شجاعت حسین صاحب گیا	عـ/
۱۰۱	جناب منشی سید گوہر علی صاحب گیا	عـ/
۱۰۲	جناب مولوی محمد انجم صاحب گیا	عـ/
۱۰۳	جناب منشی مشیر الدین صاحب گیا	عـ/
۱۰۴	جناب میر شفاعت حسین صاحب رئیس گیا	عـ/
۱۰۵	جناب حکیم شمس الدین صاحب گیا	عـ/
۱۰۶	جناب مولوی عبد الحمید صاحب سپرنٹنڈنٹ معروف گیا	عـ/
۱۰۷	جناب عبد الحکیم صاحب پیشکار بنسیج معروف گنج گیا	عـ/
۱۰۸	جناب نصیر الدین صاحب بیرسٹر گیا	عـ/

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم	نمبر شمار	نام معہ پتہ	نمبر شمار
۱۰۹	جناب منشی نورالہدیٰ صاحب کلرک گیا	عہ/	۱۲۰	جناب منشی لطافت علی خاں صاحب گیا	عہ/
۱۱۰	جناب مولوی عاشق حسین صاحب گیا	عہ/	۱۲۱	جناب شاہ عبدالغفور خاں صاحب ٹیڑھی گھاٹ پٹنہ	عہ/
۱۱۱	جناب عنایت احمد خاں صاحب ہیڈ کلکٹر گیا	عہ/	۱۲۲	جناب مولوی محمد اسماعیل خاں صاحب مرادپور بانکی پور	عہ/
۱۱۲	جناب منشی امیرالدین صاحب پیشکار گیا	عہ/	۱۲۳	جناب سید حسن رضا صاحب سررشتہ دار ججی مرادپور بانکی پور	عہ/
۱۱۳	جناب منشی انوارالحق صاحب کلرک گیا	عہ/	۱۲۴	جناب شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر بانکی پور	عہ/
۱۱۴	جناب مولوی محمد موسیٰ صاحب گیا	عہ	۱۲۵	جناب مولوی سید نورالحسن صاحب وکیل بانکی پور	عہ/
۱۱۵	جناب مولوی عبداللہ صاحب گیا	عہ/	۱۲۶	جناب مولوی سید محبوب حسن صاحب رئیس چوہٹہ بانکی پور	عہ/
۱۱۶	جناب مسٹر محمد حبیب صاحب کریم گنج گیا	عہ/	۱۲۷	جناب ڈاکٹر ولی احمد صاحب بانکی پور	عہ/
۱۱۷	جناب منشی حفیظ الدین صاحب تاجر گیا	عہ/	۱۲۸	جناب ڈاکٹر امیرالدین صاحب جنرل ہاسپٹل بانکی پور	عہ/
۱۱۸	جناب منشی عابد حسین صاحب گیا	عہ/			
۱۱۹	جناب منشی شاہ عبدالعزیز صاحب ہیڈ کلرک ڈسٹرکٹ بورڈ گیا				

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم	نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
۱۲۹	جناب غلام محمد صاحب کاغذی محلہ بہار	عہ/	۱۳۸	جناب مولوی محب الحق صاحب مختار بانکی پور	عہ/
۱۳۰	جناب یوسف علی خانصاحب عالم گنج پٹنہ	عہ/	۱۳۹	جناب محمد عبدالغفار صاحب عینک ساز بانکی پور	عہ/
۱۳۱	جناب مولوی سید نورالہدیٰ صاحب وکیل سری باغ بانکی پور	عہ/	۱۴۰	جناب سید محمد یوسف صاحب مختار بانکی پور	عہ/
۱۳۲	جناب مولوی سید لطافت اشرف صاحب موضع بدرہ پور پٹنہ	عہ/	۱۴۱	جناب مولوی محمد خلیل صاحب زمیندار موضع گیلانی ضلع پٹنہ	عہ/
۱۳۳	جناب مولوی حکیم عبدالحمید صاحب سری باغ بانکی پور	عہ/	۱۴۲	جناب مولوی مہدی حسن خانصاحب وکیل سری باغ بانکی پور	عہ/
۱۳۴	جناب مولوی حکیم سید نجم الہدیٰ صاحب بانکی پور	عہ/	۱۴۳	جناب ڈاکٹر محمد عبدالغفور صاحب مالک گرین میڈیکل ہال بانکی پور	عہ/
۱۳۵	جناب مولوی سید عبدالحی صاحب زمیندار موضع سائن ضلع پٹنہ	عہ/	۱۴۴	جناب شیخ محمد نصیرالدین صاحب زمیندار استھاواں ضلع پٹنہ	عہ/
۱۳۶	جناب مولوی ظہورالدین صاحب رئیس سود بکرہ پٹنہ	عہ/	۱۴۵	جناب سید محمد اسحاق صاحب	عہ/
۱۳۷	جناب مولوی ظہورالحق صاحب مختار موضع ندورہ ضلع پٹنہ	عہ/			

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم	نمبر شمار	نام معہ پتہ	نمبر شمار
	موضع پٹنہ	عا؍	۱۵۸	جناب مولوی عطاء اللہ بیگ صاحب	
۱۴۶	جناب مولوی محمد اشفاق حسین			ملیح آباد	عا؍
	صاحب ڈپٹی مجسٹریٹ بانکی پور	عا؍	۱۵۹	جناب عبد الاحد خانصاحب	
۱۴۷	جناب منشی علی کریم و محمد احسن			ملیح آباد	عا؍
	[illegible] بانکی پور	عا؍	۱۶۰	جناب وصی احمد خانصاحب	
۱۴۸	جناب عبد الرحیم خانصاحب			ملیح آباد	عا؍
	پسر یعقوب خانصاحب ملیح آباد	عا؍	۱۶۱	جناب کپل خانصاحب ملیح آباد	عا؍
۱۴۹	جناب عبد الحمید خانصاحب		۱۶۲	جناب عبد الوحید خانصاحب	
	ملیح آباد	عا؍		ملیح آباد	عا؍
۱۵۰	جناب محمد زمان خانصاحب		۱۶۳	جناب سید عبد الرؤف صاحب	
	ملیح آباد	عا؍		بیرسٹر ایٹ لا الہ آباد	عا؍
۱۵۱	جناب فقیر محمد خان صاحب ملیح آباد	عا؍	۱۶۴	جناب مولوی غلام مجتبیٰ	
۱۵۲	جناب احمد خانصاحب "	عا؍		صاحب وکیل الہ آباد	عا؍
۱۵۳	جناب محمد تکمیل خان صاحب "	عا؍	۱۶۵	جناب مولوی محمد نعمان	
۱۵۴	جناب عبد العزیز صاحب "	عا؍		صاحب وکیل الہ آباد	عا؍
۱۵۵	جناب سبحان علی خان صاحب "	عا؍	۱۶۶	جناب رسول احمد صاحب	
۱۵۶	جناب یسین علیخان صاحب "	عا؍		منصرم الہ آباد	عا؍
۱۵۷	جناب عالمگیر خان صاحب "	عا؍	۱۶۷	معرفت مولوی حمید الدین صاحب	

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم	نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
	ضلع الہ آباد	عہ/	۱۷۷	جناب ملک محمد یعقوب صاحب	
۱۶۸	جناب حکیم رفعت اللہ			بنارس	عہ/
	صاحب مرزاپور	عہ/	۱۷۸	جناب نواب جان صاحب	
۱۶۹	جناب حکیم عبدالحمید صاحب			بنارس	عہ/
	مرزاپور	عہ/	۱۷۹	جناب حاجی الٰہی صاحب بنارس	عہ/
۱۷۰	جناب مولوی ثناء الحق		۱۸۰	جناب عبدالحلیم صاحب انسپکٹر ؍؍	عہ/
	صاحب مرزاپور	۵/	۱۸۱	جناب عبدالحمید صاحب وکیل ؍؍	عہ/
۱۷۱	جناب ممتاز علی صاحب		۱۸۲	جناب مولوی عمر صاحب ؍؍	عہ/
	رئیس مرزاپور	عہ/	۱۸۳	جناب مولوی غلام مظہر صاحب ؍؍	عہ/
۱۷۲	جناب تاج الدین صاحب		۱۸۴	جناب مولوی عبدالواحد صاحب	
	مختار مرزاپور	عہ/		بنارس	عہ/
۱۷۳	جناب حکیم مہدی حسین		۱۸۵	جناب ڈاکٹر محمد وزیر صاحب	
	صاحب بنارس	عہ/		بنارس	عہ/
۱۷۴	جناب حاجی بدھن صاحب		۱۸۶	جناب حافظ عبدالرحیم صاحب	
	بنارس	عہ/		مختار بنارس	عہ/
۱۷۵	جناب خواجہ احمد صاحب		۱۸۷	جناب یاد علی صاحب مختار بنارس	عہ/
	بنارس	عہ/	۱۸۸	جناب مرزا اکبر بخت صاحب ؍؍	عہ/
۱۷۶	جناب محمد جان صاحب بنارس	عہ/	۱۸۹	جناب مرزا محمود بخت صاحب ؍؍	عہ/

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم	نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
۱۹۰	بذریعہ مرزا سلیم صاحب دفتر اعظم گڈھ	سے/		بنارس	للعہ/
۱۹۱	جناب مولوی شاہ علیم عطا صاحب مدرسہ سلون ضلع رائے بریلی	عا/	۱۹۹	جناب سعید الدین صاحب پرتاب گڈھ	عا/
۱۹۲	جناب مولوی حلیم عطا صاحب مدرسہ سلون ضلع رائے بریلی	عا/	۲۰۰	جناب محمد شاکر خانصاحب سلطان پور	عا/
۱۹۳	جناب محمد یعقوب صاحب تھانہ دار نصیر آباد سلون ضلع رائے بریلی	عا/	۲۰۱	جناب منشی وہاج الدین صاحب سلطانپور	عا/
۱۹۴	بذریعہ تھانیدار صاحب بنارس	سے/	۲۰۲	جناب شیخ عبد الحمید صاحب وکیل ہائی کورٹ سلطانپور	عا/
۱۹۴½	" " چوک بنارس	عسے/	۲۰۳	جناب منشی صفدر حسین صاحب سلطانپور	عا/
۱۹۵	جناب نثار احمد صاحب تعلقدار عطا گنج ضلع رائے بریلی	عا/	۲۰۴	جناب سالدار صاحب میر محبوب علی صاحب بھگونہ تحصیل مسافر خانہ سلطانپور	عا/
۱۹۶	جناب منشی بشیر احمد صاحب پیشکار رائے بریلی	عا/	۲۰۵	جناب بنیاد حسین خانصاحب سلطان پور	عا/
۱۹۷	جناب ابوالعلا علی صاحب پرتاب گڈھ	عا/	۲۰۶	بذریعہ مسٹر اقبال صاحب بنارس سلطانپور	للعہ/
۱۹۸	جناب عبد القادر صاحب				

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم	نمبر شمار	نام معہ پتہ	نمبر شمار
۲۰۷	جناب سید حمید الدین صاحب			سررشتہ دار سلطانپور	ع/
	وکیل سلطانپور	ع/	۲۱۷	جناب اصغر علی صاحب	
۲۰۸	جناب منشی بیچو خان صاحب			قرق امین سلطانپور	ع/
	سلطان پور	ع/	۲۱۸	جناب عبد الغفور خان صاحب	
۲۰۹	جناب منشی محی الاسلام صاحب			نائب محافظ دفتر سلطانپور	ع/
	انسپکٹر محکمہ آبکاری سلطانپور	ع/	۲۱۹	جناب منشی شہاب الدین	
۲۱۰	جناب منشی احکام الدین			صاحب سلطانپور	ع/
	صاحب سلطان پور	ع/	۲۲۰	جناب شیخ عبد السلام	
۲۱۱	جناب منشی مظہر الحق صاحب			صاحب وکیل سلطانپور	ع/
	سلطان پور	ع/	۲۲۱	جناب حکیم عبد الواحد خان	
۲۱۲	جناب منشی عبد الکریم صاحب			صاحب گونڈہ	ع/
	سلطانپور	ع/	۲۲۲	جناب حکیم محی الدین صاحب	
۲۱۳	جناب منشی ولی محمد صاحب			گونڈہ	ع/
	عرائض نویس سلطانپور	ع/	۲۲۳	جناب مولوی محمود حسن	
۲۱۴	جناب شیخ عبد الغفور صاحب سوداگر			صاحب منصف گونڈہ	ع/
	پارچہ سلطانپور	ع/	۲۲۴	جناب حامد حسین صاحب	
۲۱۵	جناب غلام علی صاحب زرگر سلطانپور	ع/		خلف نیاز احمد صاحب	
۲۱۶	جناب بشیر الدین صاحب			انسپکٹر آبکاری سلطانپور	ع/

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم	نمبر شمار	نام معہ پتہ	نمبر شمار
۲۲۵	جناب سید غلام مصطفیٰ صاحب ملازم ججی گونڈہ	عہ	۲۳۴	جناب مرزا محمود بیگ صاحب وکیل اترولہ گونڈہ	عہ
۲۲۶	جناب مظفر محمد خانصاحب تحصیلدار گونڈہ	عہ	۲۳۵	جناب منشی محمد یوسف صاحب وکیل اترولہ گونڈہ	عہ
۲۲۷	جناب بابو محمد اسرائیل صاحب وکیل گونڈہ	عہ	۲۳۶	جناب شیخ عبدالغنی صاحب سوداگر اترولہ گونڈہ	عہ
۲۲۸	جناب منشی عبدالقادر خانصاحب وکیل گونڈہ	عہ	۲۳۷	جناب میر قربان علی صاحب رئیس اترولہ ضلع گونڈہ	عہ
۲۲۹	جناب منشی مستیا خان صاحب منصرم گونڈہ	عہ	۲۳۸	جناب منشی امان علی صاحب مختار فیض آباد	عہ
۲۳۰	جناب منشی نصیرالدین صاحب منصرم منصفی گونڈہ	عہ	۲۳۹	جناب محمد عبدالعزیز صاحب ہڈ ماسٹر فیض آباد	عہ
۲۳۱	جناب بابو منظور علی صاحب ہڈ کلرک گونڈہ	عہ	۲۴۰	جناب منشی اعجاز علی صاحب وکیل فیض آباد	عہ
۲۳۲	جناب منشی محمد یٰسین صاحب وکیل اترولہ گونڈہ	عہ	۲۴۱	نامعلوم الاسم معرفت محمود عالم صاحب وکیل فیض آباد	عہ
۲۳۳	جناب سید محمد رضی الدین احمد صاحب بیرسٹر اترولہ گونڈہ	عہ			۵عہ

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
۲۴۲	جناب شیخ عبدالقیوم صاحب ٹانڈہ فیض آباد	عہ/
۲۴۳	جناب شیخ مصطفیٰ حسین صاحب ٹانڈہ فیض آباد	
۲۴۴	جناب حافظ عبدالحکیم صاحب ایجنٹ تحسین گنج فیض آباد	عہ/
۲۴۵	جناب منشی امان اللہ صاحب ناظر فیض آباد	عہ/
۲۴۶	جناب مولوی محمد فائق صاحب وکیل فیض آباد	عہ/
۲۴۷	جناب چودھری نعمت اللہ صاحب وکیل فیض آباد	عہ/
۲۴۸	جناب مولوی عبدالباری صاحب	عہ/
۲۴۹	جناب رمضان علی خان صاحب تعلقدار بیرہ سوہ ضلع رائے بریلی	عمہ/
۲۵۰	جناب رستم خان صاحب صوبہ دار بہادر پسیر پور	عہ/

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
۲۵۱	جناب عبدالجبار صاحب بسوان	عہ/
۲۵۲	جناب عبدالمجید صاحب جالاؤں	عہ/
۲۵۳	جناب مرتضیٰ حسین صاحب چھپیرہ	عہ/
۲۵۴	جناب عبدالحمید صاحب چھاتہ	عہ/
۲۵۵	جناب ہادی حسین صاحب ؍؍	عہ/
۲۵۶	جناب علی حسن صاحب ؍؍	عہ/
۲۵۷	جناب مولوی ابوالخیرات صاحب بسوان	عہ/
۲۵۸	جناب اسماعیل خان صاحب سندیلہ	عہ/
۲۵۹	جناب منشی رحمت علی صاحب سندیلہ	عہ/
۲۶۰	جناب چودھری عبدالودود صاحب سندیلہ	عمہ/
۲۶۱	جناب سید ارتضا علی صاحب سندیلہ	عہ/

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
۲۶۲	جناب سید مصطفیٰ علی صاحب سندیلہ	عا ر
۲۶۳	جناب مختار احمد صاحب سندیلہ	عا ر
۲۶۴	جناب امیر حسن صاحب سندیلہ	عا ر
۲۶۵	نامعلوم الاسم معرفت منشی محمود علی صاحب لکھنؤ	عا ر
۲۶۶	جناب محمود الزمان صاحب ملانوان	عا ر
۲۶۷	جناب رضی الحسن صاحب گدیہ بارہ بنکی	عا ر
۲۶۸	جناب سید امیر احمد صاحب گدیہ بارہ بنکی	عا ر
۲۶۹	جناب منشی دلاور علی صاحب لکھنؤ	عا ر
۲۷۰	جناب شیخ عنایت حسین صاحب	

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
	لکھنؤ	عا ر
۲۷۱	جناب معشوق علی صاحب لکھنؤ	عا ر
۲۷۲	جناب حکیم شاہ نظیر الحق صاحب بانکی پور	عا ر
۲۷۳	جناب محمد نذیر صاحب سب انسپکٹر تھانہ چھاونی لکھنؤ	عا ر
۲۷۴	جناب محمد بشیر صاحب اوورسیر چھاونی لکھنؤ	عا ر
۲۷۵	جناب محمد رضا خان صاحب صدر بازار لکھنؤ	عا ر
۲۷۶	نامعلوم الاسم لکھنؤ	عا ر
۲۷۷	جناب محمد خان صاحب سعادت گنج لکھنؤ	عا ر
۲۷۸	جناب شیخ حسین صاحب عالم نگر لکھنؤ	عا ر
۲۷۹	جناب شیخ انعام الرحمان	

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم	نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
	صاحب ردولی ضلع بارہ بنکی	ےر	٢٨٧	جناب سید عبد النعیم صاحب دسنہ ضلع پٹنہ	عار
٢٨٠	جناب سید عبد اللہ صاحب تحصیلدار بھوپال اسٹیٹ	عار	٢٨٨	جناب محمد بشیر الحق صاحب دسنہ ضلع پٹنہ	عار
			٢٨٩	جناب احمد جان صاحب	عا
٢٨١	جناب محمد حبیب صاحب رائے بریلی	عار	٢٩٠	جناب محمد حنیف صاحب کانپور	عار
٢٨٢	جناب محبوب علی صاحب ثمر وتہ رائے بریلی	عار	٢٩١	جناب محمد اظہر صاحب لکھنؤ	عار
٢٨٣	جناب محمد طہٰ صاحب سلون۔ رائے بریلی	عار	٢٩٢	جناب محمد عبد الحمید صاحب الہ آباد	عار
٢٨٤	جناب عبد الجلیل صاحب چوارڑہ ضلع مونگیر	عار	٢٩٣	جناب حافظ محمد حسن علیصاحب وکیل اعظم گڈھ	ےر
٢٨٥	جناب عبد اللطیف خانصاحب چوارڑہ ضلع مونگیر	عار	٢٩٤	جناب حمید بخش صاحب غازی پور	عار
٢٨٦	جناب حافظ محمد احسن صاحب وحشی نگرامی لکھنؤ	عار	٢٩٥	جناب علی حسین صاحب چکمنڈی لکھنؤ	عار
			٢٩٦	جناب مولوی مرزا محمود احمد	

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
	صاحب ناظم مدرسہ احمدیہ قادیان	عا،
۲۹۷	جناب حافظ روشن علی صاحب ناظم دینیات قادیان	عا،
۲۹۸	جناب سید شاہ سرور حیدر شاہ صاحب مدرسہ احمدیہ قادیان	عا،
۲۹۹	جناب قاضی امیر حسن صاحب اول مدرس مدرسہ احمدیہ قادری	عا،
۳۰۰	جناب سید عبدالحی صاحب عرب۔ قادیان	عا،
۳۰۱	جناب شیخ محمد تیمور عالم پروفیسر علیگڈھ	عا،
۳۰۲	جناب شفیق الحسن صاحب سب انسپکٹر لکھنؤ	عا،
۳۰۳	نامعلوم الاسم	سے،

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
۳۰۴	جناب حسین علی صاحب محلہ باہ دیوڑی الہ آباد	عا،
۳۰۵	جناب احسان حسین صاحب قیصر باغ لکھنؤ	عا،
۳۰۶	جناب عبدالحکیم صاحب لکھنؤ	عا،
۳۰۷	جناب رحیم بخش صاحب قصائی باڑہ لکھنؤ	عا،
۳۰۸	جناب عبدالحکیم صاحب دسنہ ضلع پٹنہ	عا،
۳۰۹	جناب العبد داؤد احمد صاحب ؍؍	عا،
۳۱۰	جناب سید معز الدین صاحب دسنہ ضلع پٹنہ	عا،
۳۱۱	جناب محمد سمیع صاحب وکیل جونپور	عا،
۳۱۲	جناب احمد شاہ خانصاحب وکیل جونپور	عا،
۳۱۳	جناب احمد یار خانصاحب الہ آباد	عا،
۳۱۴	جناب حکیم عبدالحکیم صاحب	

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد و رقم	نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد و رقم
	جھوائی ٹولہ لکھنؤ	عا/	۳۲۴	جناب احترام علی خان صاحب کاکوری لکھنؤ	عا/
۳۱۵	جناب حکیم عبدالحکیم صاحب جھوائی ٹولہ لکھنؤ	عا/	۳۲۵	جناب عزت علی صاحب کاکوری لکھنؤ	عا/
۳۱۶	جناب محمود الزمان صاحب لکھنؤ	عا/	۳۲۶	جناب انعام علی صاحب کاکوری لکھنؤ	عا/
۳۱۷	جناب عشرت علی صاحب لکھنؤ	عا/	۳۲۷	جناب عبدالکبیر صاحب چیف ریڈر بنارس	عا/
۳۱۸	جناب اسماعیل صاحب لکھنؤ	عا/	۳۲۸	جناب محمد محسن الدین حسین صاحب لکھنؤ	عا/
۳۱۹	جناب مرزا احمد وسیم صاحب وکیل اعظم گڈھ	عا/	۳۲۹	جناب مولوی عبدالباسط صاحب لکھنؤ	عا/
۳۲۰	جناب سلطان احمد صاحب اعظم گڈھ	عا/	۳۳۰	جناب سید حسن خانصاحب لکھنؤ	عا/
۳۲۱	جناب عبدالحکیم صاحب "	عا/	۳۳۱	جناب سید حسن صاحب لکھنؤ	عا/
۳۲۲	جناب عظیم الدین صاحب انسپکٹر ڈاکخانہ لکھنؤ	عا/	۳۳۲	جناب سید سلمان صاحب لکھنؤ	عا/
۳۲۳	جناب نظیر علی صاحب اورسیر ٹکسال لکھنؤ	عا/			

تعداد رقم	نام معہ پتہ	نمبر شمار	تعداد رقم	نام معہ پتہ	نمبر شمار
ے/	ملیح آباد لکھنؤ		ے/	جناب فہیم الدین صاحب بانس بریلی	۳۳۳
ے/	جناب عبد الوحید خانصاحب ملیح آباد لکھنؤ	۳۴۳	ے/	جناب اکبر حسین صاحب سلیجہ ضلع بارہ بنکی	۳۳۴
عا/	جناب فضل احمد صاحب لکھنؤ	۳۴۴	عا/	جناب فاروق احمد صاحب رائے بریلی	۳۳۵
عا/	جناب رحیم حسین صاحب لکھنؤ	۳۴۵	عا/	جناب فخر الحسن صاحب لکھنؤ	۳۳۶
عا/	جناب مولوی صفدر حسین صاحب	۳۴۶	عا/	جناب عبد الحق صاحب پیلی بھیت	۳۳۷
عما/	جناب مولوی عبد الحلیم صاحب امام جامع مسجد گورکھپور	۳۴۷	عا/	جناب عبد السبحان صاحب گورکھپور	۳۳۸
عا/	جناب لیاقت علی خانصاحب لکھیم پور	۳۴۸	عا/	جناب محمد احمد خانصاحب شاہ آباد	۳۳۹
عا/	جناب محمد شبیر خانصاحب لکھیم پور	۳۴۹	عا/	جناب مولوی عبد العلی صاحب رائے بریلی	۳۴۰
عا/	جناب شمیم احمد صاحب ملیح آباد لکھنؤ	۳۵۰	عا/	نا معلوم الاسم	۳۴۱
				جناب محمد مقیم خانصاحب	۳۴۲

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم	نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
۳۵۱	جناب نسیم احمد صاحب ولد عبد الکریم صاحب ملیح آباد	عه/		جگور	عه/
۳۵۲	جناب حافظ عبد الحق صاحب سوداگر امین آباد لکھنؤ	عه/	۳۶۲	جناب راحت حسین صاحب لکھنؤ	عه/
۳۵۳	جناب قصور عالم صاحب بارہ بنکی	عه/	۳۶۳	جناب خلیل احمد صاحب سکرٹری ای ایکسٹنہ نڈ لکھنؤ	عه/
۳۵۴	نا معلوم الاسم	عه/	۳۶۴	جناب بشیر احمد صاحب صدیقی	عه/
۳۵۵	عبد الستار صاحب صدیقی علیگڈھ کالج	عه/	۳۶۵	جناب سید غلام السبطین صاحب فلور مل لکھنؤ	عه/
۳۵۶	جناب [illegible] عبد المجید صاحب قصبہ [illegible] ضلع رائے بریلی	عه/	۳۶۶	جناب مرزا جعفر حسین صاحب لکھنؤ	عه/
۳۵۷	جناب قاضی ابو الحسن صاحب چوک لکھنؤ	عه/	۳۶۷	جناب [illegible] اصغر حسین صاحب گھسیاری منڈی	عه/
۳۵۸	جناب محمد اسماعیل صاحب لکھنؤ	عه/	۳۶۸	جناب ممتاز علی صاحب سید واڑہ فتح پور بارہ بنکی	عه/
۳۵۹	جناب محمد مصطفےٰ حسین صاحب گورکھپور	عه/	۳۶۹	جناب عبد الجلیل صاحب دربار ہوٹل لکھنؤ	عه/
۳۶۰	جناب محمد جمیل صاحب گورکھپور	عه/	۳۷۰	جناب سید شہامت حسین	
۳۶۱	جناب شیخ محرم علی صاحب				

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم	نمبر شمار	نام معہ پتہ	نمبر شمار
	صاحب لکھنؤ	عا/		نظیر آباد لکھنؤ	عا/
۳۷۱	جناب فاروق احمد صاحب جنرل سپرنٹنڈنٹ لکھنؤ	عا/	۳۸۰	جناب کرامت حسین صاحب بارہ بنکی	عا/
۳۷۲	جناب سید ابن الحسن صاحب لکھنؤ	عا/	۳۸۱	جناب حکیم حنیف صاحب تکمیل الطب لکھنؤ	عا/
۳۷۳	جناب محمد یعقوب خانصاحب قندہاری بازار لکھنؤ	عا/	۳۸۲	جناب محمد سلطان صاحب کانپور	عا/
۳۷۴	جناب شیخ احمد بدہو صاحب فیض آباد	عا/	۳۸۳	جناب مولوی خادم علی صاحب شیر پور ضلع اناؤ	عا/
۳۷۵	جناب منور خانصاحب لال کرتی لکھنؤ	عا/	۳۸۴	جناب باسط حسین صاحب شیر پور ضلع اناؤ	عا/
۳۷۶	جناب عبد الکریم صاحب افسر مدرس اسکول فتحپور	عا/	۳۸۵	نامعلوم الاسم	عا/
۳۷۷	جناب منشی محمد علی صاحب لکھیم پور	عا/	۳۸۶	جناب محمد اسماعیل خانصاحب صدر بازار لکھنؤ	عا/
۳۷۸	جناب بلند خانصاحب صدر بازار لکھنؤ	عا/	۳۸۷	جناب غفران الحق صاحب لکھیم پور	عا/
۳۷۹	جناب حسن رضا صاحب		۳۸۸	جناب محمد اسد خانصاحب	

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
	بارہ بنکی	عا/
۳۸۹	جناب محمد ابراہیم خانصاحب صدر بازار لکھنؤ	عا/
۳۹۰	معرفت بابو منصور علی خانصاحب اسٹیشن چارباغ لکھنؤ	عسہ/
۳۹۱	جناب منشی عاشق علی صاحب سیتاپور	ع/
۳۹۲	جناب مولوی سلیمان احمد صاحب رئیس سہارنپور	ع/
۳۹۳	جناب سید اسد اللہ صاحب سیتاپور	عا/
۳۹۴	جناب ڈاکٹر نبی احمد خان صاحب ہردوئی	ع/
۳۹۵	جناب صبغۃ اللہ صاحب رئیس اللہ پور شاہ آباد	ع/
۳۹۶	جناب مولوی احسان عظیم صاحب انسپکٹر ڈاکخانہ بریلی	عا/

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
۳۹۷	جناب مولوی عبدالقیوم صاحب بریلی	عا/
۳۹۸	جناب پیارے خان صاحب مرادآباد	عا/
۳۹۹	جناب پیرزی محسن الدین صاحب مختار امروہہ	ع/
۴۰۰	جناب امیر حسن خان صاحب شاہجہانپور	عا/
۴۰۱	جناب مولوی عبدالعزیز خانصاحب سابق ہڈ مولوی عربک اسکول بریلی	عا/
	میزان	لعا للعہ ۸۴

من ابتدائے یکم اپریل ۱۹۱۲ء

چندہ عام اغراض ندوۃ العلماء

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم	نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
۱	بذریعہ جناب بابو نظام الدین صاحب تاجر چرم و رئیس امرتسر جناب حافظ محمد حلیم صاحب رئیس و تاجر چرم و آنریری مجسٹریٹ کانپور	عہ/	۵	جناب میاں نظام الدین صاحب ٹھیکہ دار امرتسر	صہ/
۲	جناب بابو نظام الدین و حاجی عبدالرحیم صاحبان تاجران چرم امرتسر	صہ/	۶	متفرق چندہ از جامع مسجد شیخ خیر الدین صاحب مرحوم بروز جمعہ امرتسر	عاا/ ۲ پائی
۳	جناب مہر بخش و شیخ شمس الدین صاحب تاجران چرم امرتسر	صعہ	۷	جناب حاجی قادر بخش و مولا بخش صاحبان تاجران چرم	عا/
۴	جناب شیخ علی بخش صاحب تاجر چرم و مینوسپل کمشنر امرتسر	لے/	۸	جناب میر حبیب اللہ صاحب رئیس و آنریری مجسٹریٹ امرتسر	صہ/

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
۲۰	جناب میاں وزیر محمد صاحب ڈبل روٹی والا ہال بازار امرتسر	عہ/
۲۱	جناب میاں چراغ الدین صاحب پٹرنگ تالاب [illegible] امرتسر	عہ/
۲۲	جناب میاں تاج الدین صاحب گاڑیبان ہال بازار امرتسر	عہ/
۲۳	جناب الٰہ بخش صاحب رنگساز ہال بازار امرتسر	عہ/
۲۴	جناب میاں الٰہ بخش صاحب گاڑیبان ہال بازار امرتسر	عہ/
۲۵	جناب منشی احمد شاہ صاحب اپیل نویس امرتسر	عہ/
۲۶	جناب میاں غلام حسن صاحب رنگریز اہلووالیان امرتسر	عہ/
۲۷	جناب میاں غلام محی الدین صاحب ٹھیکہ دار امرتسر	عہ/
۲۸	جناب عبدالرزاق صاحب رنگریز اہلووالیان امرتسر	عہ/
۲۹	چندہ متفرق امرتسر	۵ہ/
۳۰	جناب ماسٹر اسد اللہ صاحب مدرس ایم اے۔ او ہائی اسکول امرتسر	
۳۱	جناب مولوی ظہور الدین صاحب مدرس ایم۔ اے۔ او ہائی اسکول امرتسر	عہ/
۳۲	جناب میاں عبدالوہاب صاحب چپراسی۔ ایم۔ اے۔ او ہائی اسکول امرتسر	۴/
۳۳	نامعلوم الاسم معرفت	

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
	جناب مولوی غلام محمد صاحب وکیل ندوۃ العلماء امرتسر	۸ر
۳۴	متفرق چندہ از ایم-اے او-ہائی اسکول امرتسر بذریعہ جناب منشی مہر علی صاحب	۲ر
۳۵	جناب ماسٹر سعادت علی خان صاحب ریس ایم-اے-او ہائی اسکول امرتسر (بذریعہ جناب مولوی غلام محمد صاحب فاضل ہوشیارپور بسعی جناب مرزا محمد ظفر اللہ خانصاحب ڈسٹرکٹ جج سیالکوٹ)	عہ ر
	چندہ ہوشیارپور	
۳۶	جناب شیخ جان محمد صاحب رئیس اعظم	صر
۳۷	جناب حاجی طالع محمد صاحب رئیس موضع بسم اللہ پور	عہ ر

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
۳۸	جناب خان صاحب بار محمد صاحب ذیلدار جہانخیلان	صر
۳۹	جناب حبیب اللہ خانصاحب ٹھیکہ دار ریلوے	عہ ر
۴۰	جناب ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب اسسٹنٹ سرجن	عہ ر
۴۱	جناب ڈاکٹر محمد علی صاحب اسسٹنٹ سرجن	عہ ر
۴۲	جناب محمد بخش صاحب نائب تحصیلدار بندوبست	عہ ر
۴۳	جناب شیخ علی احمد صاحب تحصیلدار بندوبست	عہ ر
۴۴	جناب منشی نبی بخش صاحب سب انسپکٹر پولیس	عہ ر
۴۵	جناب بابو سندھی خانصاحب سپروائزر ریلوے	عہ ر
۴۶	جناب رحیم بخش صاحب	

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم	نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
	افسر لین پولیس	۸/	۵۴	جناب مولوی غلام محی الدین صاحب بلیڈر	صر/
۴۷	جناب منشی نظیر احمد صاحب تحصیلدار	عا/	۵۵	جناب مولوی عبدالقادر صاحب وکیل چیف کورٹ پنجاب	صر/
۴۸	جناب حاجی شیخ غلام محی الدین صاحب رئیس خانپور ضلع ہوشیارپور	عا/		**چندہ وزیرآباد ضلع گجرانوالہ**	
۴۹	جناب شیخ جان محمد صاحب پوسٹ ماسٹر ڈاکخانہ ڈیرہ غازی خان	عا/	۵۶	جناب بابو غلام حسن خانصاحب	۷/
	چندہ قصور ضلع لاہور		۵۷	جناب چودہری فضل الدین صاحب ٹھیکہ دار	عا/
۵۰	جناب بابو محمد مستقیم صاحب پی۔ ڈبلو۔ انسپکٹر گوڈی واڈا ضلع کرشنا صوبہ مدراس	عا/	۵۸	جناب شیخ الہی بخش صاحب بوٹ فروش	عہ/
۵۱	جناب حافظ عبدالرحمن صاحب امام مسجد	للعہ ۱۲/	۵۹	جناب شیخ قایم الدین صاحب اپیل نویس	عہ/
۵۲	جناب میاں فضل دین صاحب گورا	صر/	۶۰	جناب حکیم صفدر علی صاحب	عہ/
۵۳	جناب مولوی محمد داؤد صاحب مختار	صر/	۶۱	جناب شیخ نور الدین	

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
	صاحب کمبوہ	۸/
۶۲	جناب شیخ نور الدین صاحب سوداگر	عه/
۶۳	جناب حافظ غلام رسول صاحب سوداگر	عه/
۶۴	نامعلوم الاسم	عه/
۶۵	جناب میاں شہاب الدین صاحب سوداگر	عه/
۶۶	جناب محمد حسین صاحب تاجر کتب	۸/
۶۷	جناب حسین بخش صاحب سوداگر	۸/
۶۸	جناب فضل الٰہی صاحب	۸/
۶۹	جناب منشی سردار محمد صاحب	۸/
۷۰	جناب منشی محمد جان صاحب	۸/
۷۱	جناب منشی فضل الدین صاحب	۸/

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
۷۲	جناب محمد الدین صاحب	۸/
۷۳	جناب مہر الٰہی صاحب	۸/
۷۴	جناب مہر اللہ جوایا صاحب	عه/
۷۵	جناب محمد عبداللہ صاحب سوداگر	۸/
۷۶	جناب محمد الدین و چراغ الدین صاحبان سوداگران	۸/
۷۷	جناب سلطان محمد و الٰہ بخش صاحبان سوداگران	عا/
۷۸	جناب مولا بخش و علی محمد صاحبان سوداگران	۸/
۷۹	جناب شیخ فضل الدین و فضل الٰہی صاحبان سوداگران	عه/
۸۰	نامعلوم الاسم	عه/
۸۱	جناب ملک غلام محمد صاحب سکنہ سوہدرہ	عه/
۸۲	جناب ملک شرف الدین	

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
	صاحب سوداگر چوب	للعہ/
۸۳	جناب علی گوہر صاحب سوداگر چوب	عہ/
۸۴	جناب جمعدار محمد قاسم صاحب سوداگر چوب	عا/
۸۵	جناب ڈاکٹر غلام محی الدین صاحب	عہ/
۸۶	جناب شیخ فتح الدین صاحب	۸/
۸۷	جناب شیخ نبی بخش صاحب	۸/
۸۸	جناب ماسٹر مہر الٰہی صاحب مشن اسکول	عہ/
۸۹	جناب ماسٹر محمد حسین صاحب مشن اسکول	عہ/
۹۰	از برادری بوچڑ خانہ	صہ/
۹۱	جناب میاں کرم الٰہی صاحب سوداگر	عا/

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
	چندہ پوسٹ نظام آباد ضلع گجرانوالہ	
۹۲	جناب چودہری امیر بخش صاحب چمڑنگ معہ برادری	صہ/
۹۳	جناب مستری الہ دتا صاحب	عا/
۹۴	جناب مستری خوشی محمد صاحب	عا/
۹۵	جناب مستری کرم الٰہی صاحب	عا/
۹۶	جناب مستری نبی بخش صاحب	عہ/
۹۷	جناب مستری محمد موسیٰ صاحب	عہ/
۹۸	جناب مستری سلطان محمود صاحب	عہ/
۹۹	جناب مستری رکن الدین صاحب	عہ/
۱۰۰	جناب مستری محمد الدین صاحب	عہ/
۱۰۱	جناب مستری امام الدین صاحب	صہ/
۱۰۲	جناب مرزا حیدر علی و مبارک علی صاحبان	عہ/
۱۰۳	جناب مستری اسماعیل صاحب	۸/

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
۱۰۴	جناب مستری ابراہیم صاحب	۸/
۱۰۵	جناب مستری چراغ دین صاحب	۸/
۱۰۶	جناب مستری محمد الدین صاحب ٹھیکہ دار	عہ/
	چندہ سیالکوٹ	
۱۰۷	جناب شیخ پیر محمد و محمد جان صاحبان سوداگران چھاونی	صہ/
۱۰۸	جناب شیخ مہر بخش صاحب سوداگر چھاونی	عہ/
۱۰۹	جناب شیخ ہیرا ہی صاحب سوداگر	صہ/
۱۱۰	جناب شیخ محمد سلطان صاحب سوداگر	صہ/
۱۱۱	جناب ماسٹر کرم الٰہی صاحب پلیڈر	ے/
۱۱۲	جناب مولوی امام دین	

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
	صاحب پلیڈر	عہ/
۱۱۳	جناب میاں رحیم گل صاحب	عہ/
۱۱۴	جناب احمد الدین و لال دین صاحبان سوداگران چرم	عہ/
۱۱۵	جناب شیخ میراں بخش و محمد الدین صاحبان سوداگران چرم	عہ/
۱۱۶	جناب ماما جی گلاب صاحب سوداگر چونا	عہ/
۱۱۷	جناب شیخ دین محمد صاحب سوداگر چرم	عہ/
۱۱۸	جناب عیدا و گلاب صاحبان دوکان داران	۸/
۱۱۹	جناب نظام دین و نواب دین صاحبان دوکانداران	۸/
۱۲۰	جناب صدر الدین و قمر الدین	

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
	صاحبان	عا/
۱۲۱	جناب رحیم بخش و فضل کریم صاحبان	عا/
۱۲۲	جناب عمر بخش و مہر دین صاحبان سوداگران چرم	عا/
۱۲۳	جناب حاجی شاہ ولی و خوش حال خان صاحبان	عا
۱۲۴	جناب شہاب الدین و غلام نبی صاحبان	۸/
۱۲۵	جناب رحیم بخش و علم الدین صاحبان	۸/
۱۲۶	جناب فضل الدین و عمر الدین صاحبان	۸/
۱۲۷	جناب صوبہ دوکاندار صاحب	۸/
۱۲۸	جناب شیخ نور ماہی صاحب	

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
	سوداگر بانس	عا/
۱۲۹	جناب کریم الدین و عبداللہ صاحبان	عا/
۱۳۰	جناب شیخ محمد صاحب دوکاندار	عہ/
۱۳۱	جناب صمد و صاحب قصاب	۸/
۱۳۲	جناب عبداللہ صاحب	عہ/
۱۳۳	جناب مولا بخش صاحب	۸/
۱۳۴	جناب نبی بخش صاحب	۴/
۱۳۵	جناب مولا صاحب ″	۴/
۱۳۶	جناب جھنڈا صاحب ″	۴/
۱۳۷	جناب ولی داد صاحب سوداگر چرم	عہ/
۱۳۸	جناب شیخ نیاز الدین و احمد دین صاحب صاحبان	عہ/
۱۳۹	جناب چوہدری الہ دتا صاحب چمرنگ	عہ/
۱۴۰	جناب پیر بخش صاحب چمرنگ	عہ/

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم	نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
۱۴۱	جناب منشی مولابخش و محمد عالم صاحبان	عہ/	۱۵۱	معرفت جناب سالدار ابراہیم صاحب منجانب مسلمانان ۲۸ کیولری چھاونی ملتان	عسہ/
۱۴۲	جناب شیخ گلا صاحب قصاب	عہ/		معرفت جناب مولوی غلام صاحب تملوی وکیل ندوہ بسعی جناب مولوی عطا محمد صاحب وکیل لائل پور	
۱۴۳	جناب الہ بخش صاحب محمد رنگ چندہ گجرات پنجاب	عہ/	۱۵۲	چندہ از جامع مسجد لائلپور بوقت نماز	اعہ/
۱۴۴	جناب منشی غلام محی الدین صاحب اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس	عہ/	۱۵۳	جناب شیخ فتح الدین صاحب وٹینری انسپکٹر لائلپور	صہ/
۱۴۵	جناب قاضی امیر بخش صاحب	عہ/	۱۵۴	جناب بابو احمد الدین صاحب فارسٹر تحصیل لائلپور	عہ/
۱۴۶	جناب شیخ غلام حیدر صاحب چندہ گجرانوالہ پنجاب	عہ/	۱۵۵	جناب مولوی عطا محمد صاحب وکیل لائلپور	صہ/
۱۴۷	جناب مولوی غلام مصطفٰے صاحب	عہ/	۱۵۶	جناب قاضی عبدالواحد صاحب	
۱۴۸	جناب منشی حیات محمد صاحب نائب کورٹ انسپکٹر	عہ/			
۱۴۹	جناب چودہری امام الدین صاحب	عہ/			
۱۵۰	جناب منشی عنایت اللہ صاحب	عہ/			

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم	نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
	ریڈر صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لائلپور	عہ/		پولیس لائلپور	عہ/
۱۵۷	جناب منشی شیخ خدا بخش صاحب بائیسکل والے لائلپور	عہ/	۱۶۶	جناب میاں میراں بخش صاحب کتب فروش لائلپور	عہ/
۱۵۸	جناب منشی دوست محمد خان صاحب اللہ آبادی لائلپور	للعہ/	۱۶۷	جناب شیخ عمر بخش و عطا محمد صاحبان لائلپور	صہ/
۱۵۹	جناب بابو نیک عالم صاحب پوسٹ آفس لائلپور	عہ/	۱۶۸	یک نامعلوم الاسم لائلپور	۴/
۱۶۰	جناب میاں فضل الٰہی صاحب لائلپور	۹/	۱۶۹	جناب بابو محمد سعید صاحب سب اوورسیر لائلپور	عہ/
۱۶۱	طالب علم لائلپور	۲/	۱۷۰	جناب شیخ فضل میراں صاحب قانونگو آفس لائلپور	عہ/
۱۶۲	جناب میاں کریم بخش صاحب مستری لائلپور	عہ/	۱۷۱	جناب مولوی غلام باری صاحب وکیل لائلپور	عـ۵/
۱۶۳	جناب میاں رحمت اللہ صاحب لائلپور	ے/	۱۷۲	جناب بابو عبد الحمید صاحب خلف مولوی غلام باری صاحب وکیل لائلپور	عہ/
۱۶۴	جناب میاں حسین بخش صاحب دوکاندار لائلپور	۴/	۱۷۳	جناب چودھری اللہ دتا صاحب لائلپور	عہ/
۱۶۵	جناب ملک شیر محمد خان صاحب		۱۷۴	جناب شیخ غلام قادر صاحب	

نمبر شمار	نام و پتہ	تعداد رقم	نمبر شمار	نام و پتہ	تعداد رقم
	عرضی نولس لائلپور	عہ/		(بذریعہ جناب مولوی غلام محمد صاحب شملوی وکیل ندوہ بسعی جناب مولوی عطا محمد صاحب وکیل لائلپور)	
١٧٥	جناب منشی محمد حسین صاحب احمدی	عہ/	١٨٢	جناب میاں فضل الہی صاحب لائل پور	۸/
١٧٦	جناب میاں بدرالدین صاحب خیاط لائل پور	عہ/	١٨٣	جناب چودھری محمد دین صاحب چمڑہ منڈی لائلپور	عہ/
١٧٧	دو صاحب ملازمان پوسٹ آفس لائل پور	۱۴/	١٨٤	ایک بچہ طال اللہ عمرہ بوقت وعظ لائل پور	٦/
١٧٨	جناب میاں محمد حسین صاحب مستری لائلپور	عہ/	١٨٥	جناب میاں غلام حسین صاحب لائل پور	۴/
١٧٩	جناب مولوی محمد رمضان صاحب مدرس لائل پور	٦/	١٨٦	جناب بابو غلام قادر صاحب پوسٹ آفس لائل پور	عہ/
١٨٠	جناب بابو دین محمد خان صاحب متعلم لائل پور	عہ/	١٨٧	جناب بابو محمد شجاع صاحب پوسٹ آفس لائلپور	۸/
١٨١	جناب مولوی نیاز احمد صاحب اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر لائل پور	عہ/	١٨٨	جناب مولوی محمد لطیف صاحب محررہ ملازمین لائلپور	عہ/

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم	نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
۱۸۹	جناب منشی محمد ... خانصاحب لائل پور	عہ/	۱۹۷	جناب چودہری خدابخش صاحب گرداور جبرانوالہ لائلپور	عہ/
۱۹۰	جناب قاضی فقیر محمد صاحب دوکاندار کچہری بازار لائلپور	عہ/	۱۹۸	جناب شیخ شمس الدین صاحب ریڈر لائلپور	عہ/
۱۹۱	جناب شیخ عطا محمد صاحب ہیڈ منشی محکمہ نہر لائلپور	عہ/	۱۹۹	جناب شیخ عبداللہ و شیخ محمد دین صاحبان لائلپور	عہ/
۱۹۲	جناب ملک برکت علیصاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر لائلپور	ء	۲۰۰	جناب شیخ عمر بخش و شیخ مولابخش صاحبان لائلپور	عہ/
۱۹۳	جناب بابو شیر محمد صاحب سپرنٹنڈنٹ اسلامیہ بورڈنگ لائل پور	۸/	۲۰۱	جناب شیخ عمر بخش صاحب تمباکو فروش ریل بازار لائل پور	۴/
۱۹۴	جناب چودہری عبدالعزیز صاحب اہلمد سایر مہتمم بندوبست لائل پور	عہ/	۲۰۲	جناب مستری کرم دین صاحب لائلپور	۲/
۱۹۵	جناب سید الطاف حسین صاحب محرر آبکاری	۵	۲۰۳	جناب لالہ لدہا مل صاحب صراف ریل بازار لائلپور	ے/
۱۹۶	جناب شیخ مولابخش صاحب محرر لوکل فنڈ	عہ/	۲۰۴	جناب شیخ فضل الہی و	

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
	امام الدین صاحبان لائلپور	۴ر
۲۰۵	جناب میاں فیض بخش صاحب تمباکو فروش ریل بازار لائلپور	۴ر
۲۰۶	جناب چودہری الہ دتا صاحب مستری لائلپور	عہ/
۲۰۷	جناب قاضی الہ بخش صاحب دوکاندار لائلپور	۸ر
۲۰۸	جناب شیخ مولا بخش و الہ دتا صاحبان لائلپور	۸ر
۲۰۹	جناب شیخ محمد عبداللہ صاحب ریڈر لائلپور	۶ر
۲۱۰	جناب شیخ الٰہی بخش صاحب خلف محمد عبداللہ صاحب ممبر لائل پور	۶ر
۲۱۱	شیخ محمد بشیر صاحب زمیندار ہاوس لائلپور	عہ/
۲۱۲	جناب شیخ کریم بخش صاحب آصغر وکیل لائلپور	صر
۲۱۳	جناب شیخ فیروز الدین و احمد دین صاحبان لائلپور	عہ/
۲۱۴	جناب بابو محمد وزیر صاحب کلرک ڈاکخانہ لائل پور	۸ر
۲۱۵	جناب شیخ کریم بخش صاحب تمباکو فروش لائلپور	۸ر
۲۱۶	جناب سید فتح حسین شاہ صاحب نائب کورٹ لائلپور	۸ر
۲۱۷	جناب بابو محمد دین صاحب کلرک آف دی کورٹ لائل پور	عہ/
۲۱۸	جناب منشی محمد اشرف صاحب نائب کلرک آف دی کورٹ لائلپور	عہ/
۲۱۹	جناب چودہری مراد علی خانصاحب دیوانی لائلپور	عہ/

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
۲۲۰	جناب شیخ عبدالمجید صاحب اہلمد تعمیر ضلع غیر لائلپور	عہ/
۲۲۱	جناب منشی محمد دین صاحب نقشہ نویس لائلپور	عہ/
۲۲۲	جناب منشی کرم الٰہی صاحب ایجنٹ بیرسٹرایٹ لا لائلپور	۸/
۲۲۳	جناب منشی رحیم بخش صاحب ایجنٹ وکیل لائل پور	عہ/
۲۲۴	جناب مولوی محمد حسین صاحب اہلمد اسسٹنٹ کمشنر صاحب بہادر لائلپور	۸/
۲۲۵	جناب شیخ ایزد بخش صاحب مثلخوان منصف لائلپور	عہ/
۲۲۶	جناب شیخ امام الدین صاحب تھانہ دار لائلپور	عہ/
۲۲۷	جناب بابو مولا بخش صاحب لائل پور	۸/
۲۲۸	جناب بابو محمد دین صاحب	

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
	لائلپور	۸/
۲۲۹	جناب قاضی عبدالرحمن صاحب ریڈر لائلپور	عہ/
۲۳۰	جناب میاں مولا بخش صاحب کاندہی لائلپور	۲/
۲۳۱	جناب ملک حسام الدین صاحب اورسیر لائلپور	ع/
۲۳۲	جناب مستری فتح الدین صاحب لائلپور	عہ/
۲۳۳	جناب شیخ عبداللہ صاحب ممبر کمیٹی لائلپور	للعہ/
۲۳۴	جناب میاں محکم دین و فیروز دین صاحبان لوہار لائل پور	عہ/
۲۳۵	یک صاحب درو عظ لائل پور	عہ/
۲۳۶	جناب چودہری نورالدین صاحب نمبر ۲۲۸ دارہ گ ب لائلپور	عہ/

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
۲۳۷	جناب منشی محمد دین صاحب پٹواری مال لائلپور	عہ/
۲۳۸	جناب چودہری رحمت اللہ خانصاحب چک نمبر ۱۰۷ رکھ برانچ لائلپور	عہ/
۲۳۹	جناب منشی غلام محمد صاحب سفید پوش لائلپور	عہ/
۲۴۰	جناب چودہری نبی بخش صاحب چک نمبر ۱۹۸ رکھ برانچ لائل پور	ع/
۲۴۱	جناب سید لطف علی شاہ صاحب نائب تحصیلدار لائل پور	صہ/
۲۴۲	جناب میاں کریم بخش صاحب رنگریز لائلپور	۲/
۲۴۳	جناب شیخ چراغ دین و سراج دین صاحبان ٹین دار لائلپور	۴/
۲۴۴	جناب میاں فتح محمد صاحب حلوائی لائل پور	۴/
۲۴۵	جناب سائیں کرم دین صاحب شیر فروش - لائل پور	۴/
۲۴۶	جناب میاں قطب دین صاحب نان بائی لائل پور	۴/
۲۴۷	جناب میاں رمضان صاحب نان بائی لائلپور	۴/
۲۴۸	جناب میاں میرا بخش صاحب نانبائی لائلپور	۲/
۲۴۹	جناب شیخ فضل کریم صاحب نانبائی لائلپور	۱/
۲۵۰	جناب سماۃ فاطمہ نانبائی لائلپور	۲/
۲۵۱	جناب میاں چراغ دین و نبی بخش صاحبان نانبائی	

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم	نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
	لائلپور	۴ر	۲۵۹	جناب مستری نظام الدین صاحب لائل پور	عہ/
۲۵۲	جناب میاں محمد اکبر صاحب زین فروش لائلپور	عہ/	۲۶۰	یک نامعلوم الاسم لائل پور	۶ر
۲۵۳	جناب میاں دین محمد صاحب گھڑی ساز لائلپور	۸ر		(چندہ از مقام ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور بسعی جناب مولانا غلام محمد صاحب شملوی وکیل ندوۃ العلماء سلسلہ	
۲۵۴	یک شاہ صاحب لائلپور	۲ر		جناب شیخ غلام محمد و جان محمد صاحبان سوداگران)	
۲۵۵	جناب منشی حبیب احمد صاحب ہلمد لائلپور	۴ر	۲۶۱	جناب ڈاکٹر عزیز الدین صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ	صہ/
۲۵۶	جناب شیخ مولابخش و محمد حسین صاحبان کالونی ہوس لائلپور	عا/	۲۶۲	جناب پیرزادہ منور احمد صاحب ڈپٹی کلکٹر جھنگ ڈویژن	صہ/
۲۵۷	جناب میاں رحیم بخش صاحب لائلپور	عہ/	۲۶۳	جناب شیخ عمر الدین صاحب ضلعدار محکمہ نہر	صہ/
۲۵۸	جناب بابو علی محمد صاحب ایگریکلچر کالج لائلپور	عہ/	۲۶۴	جناب میاں نور الدین صاحب ضلعدار نہر بنگلہ بھاکٹ	صہ/

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
٢٦٥	جناب شیخ نور الٰہی صاحب ہیڈ منشی محکمہ نہر جھنگ ڈویژن	صر/
٢٦٦	جناب شیخ محمد شریف صاحب سب انسپکٹر پولیس	ے/
٢٦٧	جناب مہتاب عالم صاحب محرر	ے/
٢٦٨	جناب غلام محی الدین صاحب واصلباقی نویس	ے/
٢٦٩	جناب ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب ڈسپنسری اسسٹنٹ	عہ/
٢٧٠	جناب داروغہ غلام نبی صاحب	عہ/
٢٧١	جناب منشی دولت علی صاحب	عا/
٢٧٢	جناب منشی سردار علی	
	شاہ صاحب محرر لوکل فنڈ	۸/
٢٧٣	جناب چودھری شہاب الدین صاحب	عا/
٢٧٤	جناب منشی امام الدین صاحب ایجنٹ	۸/
٢٧٥	جناب منشی محمد رمضان صاحب ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور	عا/
٢٧٦	جناب شیخ غلام محمد و جان محمد صاحبان سوداگران ضلع لائل پور	صر/
٢٧٧	جناب شیخ فتح محمد صاحب ارائے ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور	عہ/
٢٧٨	جناب شیخ کریم بخش و نور احمد صاحبان	

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
	دوکانداران ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائلپور	۵/
۲۷۹	جناب مولوی غلام محی الدین صاحب میونسپل کمشنر ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائلپور	۵/
۲۸۰	متفرق معرفت جناب مولوی غلام محی الدین صاحب ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور	للعہ ۸/
۲۸۱	جناب میاں غلام محمد صاحب پیران دتا ٹوبہ ٹیک سنگھ لائل پور	عا/
۲۸۲	جناب شیخ کریم بخش و الٰہ بخش صاحبان ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور	۸/
۲۸۳	جناب شیخ غلام رسول و خدا بخش صاحبان ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور	۸/
۲۸۴	جناب شیخ اسماعیل صاحب ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور	۸/
۲۸۵	جناب شیخ امام الدین صاحب دوکاندار ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور	۸/
۲۸۶	جناب میاں عبدالواحد صاحب ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور	۸/
۲۸۷	جناب حکیم محمد ابراہیم صاحب ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور	۴/
۲۸۸	جناب شیخ فضل الٰہی صاحب دوکاندار ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائلپور	۸/
۲۸۹	جناب مولوی الہ دتا صاحب سکنڈ ماسٹر ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور	عہ/

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
۲۹۰	جناب ماسٹر دین محمد صاحب ونرنش ماسٹر ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور	عہ/
۲۹۱	جناب دیوا صاحب سیالی ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور	۲/
۲۹۲	جناب نتھو صاحب تیلی ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور	عہ/
۲۹۳	پکسافر صاحب ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور	۲/
۲۹۴	جناب خانساماں غلام محمد صاحب ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور	۴/
۲۹۵	جناب بابو واجد بخش صاحب اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائلپور	عہ/
۲۹۶	جناب میاں سلطان دا اللہ دتا صاحبان ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائلپور	۸/

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
۲۹۷	معرفت جناب مولوی اللہ دتا صاحب خیاط ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور	۶/۵ ہے
۲۹۸	جناب جہان خانصاحب کانسٹبل ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور	۳/۵ ہے
۲۹۹	جناب چوہدری جہان خانصاحب نمبردار چک نمبر ۳۳۲ جھنگ برانچ ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائلپور	
۳۰۰	جناب مہدی خانصاحب چپراسی ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور	۸/
۳۰۱	جناب احمد خانصاحب چپراسی ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور	عہ/
۳۰۲	پکسافر ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور	۲/
۳۰۳	جناب دیوان سنگھ نمبردار صاحب	

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
	نمبر ۳۲۳ جھنگ برانچ ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور	۸/
۳۰۴	جناب سبحان خان صاحب کانسٹبل ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور	۴/
۳۰۵	جناب حافظ عبدالرحمان صاحب ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور	۸/
۳۰۶	جناب محمد الدین صاحب نانبائی ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائلپور	۸/
۳۰۷	جناب سبحان صاحب نانبائی ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور	۸/
۳۰۸	جناب مولوی عبدالرحمن صاحب ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور	۴/
۳۰۹	جناب چوہدری الٰہی بخش صاحب نمبردار چک نمبر ۳۵۰ ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور	۵/
۳۱۰	جناب چوہدری نبی بخش صاحب ذیلدار بیاگھٹ ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائلپور	للعہ/
۳۱۱	جناب شیخ کرم دین صاحب ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائلپور	۸/
۳۱۲	جناب شیخ کمال الدین صاحب کانسٹبل ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور	۸/
۳۱۳	جناب منشی شہاب الدین صاحب کمپوڈر ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور	۸/
۳۱۴	جناب شیخ محمد عیسیٰ و عبداللہ صاحبان ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور	۸/
۳۱۵	جناب شیخ بابو دین رحیم بخش صاحبان ٹوبہ ٹیک سنگھ لائلپور	۸/
۳۱۶	یک مسافر صاحب ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور	۳/
۳۱۷	جناب میران بخش صاحب ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور	۴/

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
۳۱۸	جناب بابو عزیز الدین صاحب دوکاندار ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور	۴ر
۳۱۹	جناب منشی الطاف کریم صاحب جمعدار اصطبل ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور	عا ر
۳۲۰	جناب میاں انعام اللہ صاحب ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائلپور	۲ر
	متفرق	
۳۲۱	جناب قدرت اللہ صاحب ملازم لفٹننٹ ڈہلپ صاحب ہمالیہ کلب کمرہ نمبر ۱۶ کو منصوری (معرفت جناب مولوی غلام محی الدین صاحب چک نمبر ۲۹۶ نمبردار ضلع لائلپور بسعی جناب مولوی غلام محمد صاحب شملوی وکیل ندوہ)	ے ر
۳۲۲	جناب منشی رکن الدین صاحب چک نمبر ۲۹۶ ضلع لائل پور	عہ ا ر

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
۳۲۳	جناب منشی محمد بخش صاحب چک نمبر ۲۹۶ ضلع لائل پور	عہ ر
۳۲۴	جناب منشی عمر الدین صاحب چک نمبر ۲۹۶ ضلع لائل پور	عہ ر
۳۲۵	جناب حافظ محمد بخش صاحب چک نمبر ۲۹۶ ضلع لائلپور (بذریعہ جناب مولوی غلام محمد صاحب شملوی وکیل ندوۃ العلماء)	عہ ر
۳۲۶	جناب منشی فتح محمد صاحب اسٹور کیپر چھاؤنی جالندھر (بسعی جناب مولوی عطا محمد صاحب وکیل لائل پور)	صعہ ر
۳۲۷	جناب شیخ عبد القادر صاحب پبلک پراسیکیوٹر لائل پور	عـہ ر
۳۲۸	جناب منشی عطاء اللہ صاحب محرر ڈاک ڈی سی لائلپور	عہ ر
۳۲۹	جناب میاں محمد حیات صاحب درزی	۴ر

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم	نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
۳۳۰	جناب منشی کریم الدین صاحب محافظ خانہ لائل پور	۴/	۳۳۹	جناب شیخ الٰہی بخش و مولا بخش صاحبان غلہ منڈی لائلپور	ے/
۳۳۱	جناب منشی شاہ محمد صاحب نائب کورٹ لائل پور	۸/	۳۴۰	جناب لالہ اننت رام صاحب انریری مجسٹریٹ لائلپور	عا/
۳۳۲	جناب سردار مراد علی صاحب آنریری ریمونٹ لائل پور	عا/	۳۴۱	جناب مستری تاج الدین صاحب و حاکم الدین صاحب لائل پور	عا/
۳۳۳	جناب منشی کریم اللہ صاحب عرائض نویس لائل پور	عہ/	۳۴۲	جناب شیخ الہ دتا و مولا بخش صاحبان بزازان لائل پور	عہ/
۳۳۴	جناب منشی الہ دتا صاحب پٹواری لائل پور	۸/	۳۴۳	جناب شیخ عبدالرحیم صاحب ٹھیکہ دار لائل پور	صہ/
۳۳۵	ایک صاحب لائل پور	عہ/	۳۴۴	جناب امام الدین صاحب برتن فروش لائل پور	۱/
۳۳۶	جناب بابو غلام محمد صاحب ہیڈ کلرک ڈاکخانہ لائلپور	عہ/	۳۴۵	جناب احمد الدین صاحب رر	
۳۳۷	جناب راجہ عبدالقادر و راجہ راجولی خان صاحبان چک نمبر ۲۸۶ گ ب لائل پور	۸/	۳۴۶	جناب مولوی محمد اسماعیل صاحب لائل پور رر	۲/
۳۳۸	جناب میاں محمد الدین صاحب درزی لائل پور	۸/			

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم	نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
۳۴۷	جناب میاں کریم بخش صاحب میناری فروش لائل پور	۱ر	۳۵۴	جناب مستری محمد الدین صاحب لائل پور	۱ر۹
۳۴۸	جناب خلیفہ محمد بخش صاحب لائل پور	۴ر	۳۵۵	جناب میاں نظام الدین صاحب شتر سوار لائل پور	۴ر
۳۴۹	جناب شیخ فضل الدین صاحب بساطی لائلپور	۴ر	۳۵۶	بوساطت جناب غلام فرید صاحب اسٹور کیپر ریلوے لائلپور	۵عہ
۳۵۰	جناب غلام محمد صاحب برتن فروش لائلپور	۲ر	۳۵۷	جناب شیخ غلام علی صاحب محکمہ نہر لائل پور	عہر
۳۵۱	جناب منشی محمد روشن صاحب عرائض نویس لائل پور	عہر	۳۵۸	جناب منشی سراج الحق صاحب فورتھ ماسٹر ہائی سکول لائلپور	۲ر
۳۵۲	جناب چودھری احمد خان صاحب محرر کمیٹی لائل پور	عہر	۳۵۹	جناب حکیم محمد امین صاحب بیرسٹر ایٹ لا لائل پور	عار
۳۵۳	جناب مستری عمر الدین صاحب قفل فروش لائل پور	۲ر	۳۶۰	جناب شیخ عطاء اللہ صاحب کلرک آرمی ریمونٹ لائل پور	۴ر
			۳۶۱	جناب میاں اللہ دتا صاحب	

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم	نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
	نان پز لائل پور	۸/		صاحب منشی لائلپور	عہ/
۳۶۲	جناب منشی مراد علی صاحب ناظر لائل پور	عہ ۴/	۳۷۰	جناب بابو نظام الدین صاحب نقشہ نویس نہر لائلپور	۴/
۳۶۳	جناب مولوی صدر الدین صاحب انسپکٹر دکنیشن لائل پور	عہ/	۳۷۱	جناب بابو محمد حسین صاحب خزانچی لائلپور	۸/
۳۶۴	جناب شیخ محمد الدین و قمر الدین صاحبان لائلپور (بوساطت جناب قاضی عبد القادر صاحب محکمہ نہر)	۴/	۳۷۲	یک نامعلوم الاسم لائل پور	۴/
۳۶۵	جناب بابو عبد الغنی صاحب نقشہ نویس لائلپور	۸/	۳۷۴	جناب منشی محمد ابراہیم صاحب نقشہ نویس لائلپور	۴/
۳۶۶	یک نامعلوم الاسم لائلپور	عہ/	۳۷۵	جناب شیخ غلام حسین صاحب ضلعدار گڈرو والا لائلپور	۶/
۳۶۷	جناب منشی [illegible] صاحب حافظ [illegible] لائلپور	عہ/	۳۷۶	جناب بابو محمد بخش صاحب کلرک ریلوے لائلپور	۸/
۳۶۸	جناب بابو شہاب الدین صاحب کلرک لائلپور	عہ/	۳۷۷	جناب مستری رحیم بخش صاحب ٹھیکہ دار لائلپور	عہ/
۳۶۹	جناب منشی عبد الماجد		۳۷۸	جناب میاں الہ بخش صاحب لائل پور	عہ/

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
۳۷۹	جناب بابو نور الٰہی صاحب کلرک لائلپور	۸/
۳۸۰	جناب سید محمد تحسین صاحب ہیڈ کلرک دفتر ڈسٹرکٹ بورڈ لائلپور	عا/
۳۸۱	جناب منشی شاہ محمد صاحب کلرک دفتر ڈسٹرکٹ بورڈ لائلپور	عہ/
۳۸۲	جناب سید خادم حسین صاحب کلرک دفتر ڈسٹرکٹ بورڈ لائلپور	۴/
۳۸۳	جناب منشی میرا بخش صاحب کلرک دفتر ڈسٹرکٹ بورڈ لائلپور	۴/
۳۸۴	جناب بابو فتح محمد صاحب سب اورسیر ڈسٹرکٹ بورڈ لائلپور	۸/
۳۸۵	جناب غلام محمد صاحب	

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
	دفتری دفتر ڈسٹرکٹ بورڈ لائلپور	۸/
۳۸۶	جناب خیر الدین صاحب چپراسی ڈسٹرکٹ بورڈ لائل پور	۴/
۳۸۷	جناب سردار صاحب چپراسی ڈسٹرکٹ بورڈ لائلپور	۴/
۳۸۸	جناب مشتاق محمد صاحب چپراسی ڈسٹرکٹ بورڈ لائل پور	۴/
۳۸۹	جناب رحیم بخش صاحب چپراسی ڈسٹرکٹ بورڈ لائل پور	۴/
۳۹۰	جناب مہر خان صاحب چپراسی ڈسٹرکٹ بورڈ	۲/
۳۹۱	جناب غلام حیدر صاحب مستری لائل پور	۲/
۳۹۲	جناب برخوردار احمد سعید صاحب لائلپور	۳ پائی

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
	(بوساطت جناب مولوی عطا محمد صاحب وکیل لائلپور)	
۳۹۳	جناب مولوی عبد المجید صاحب مولوی فاضل لائل پور	صر
۳۹۴	جناب منشی نبی بخش صاحب ایجنٹ مولوی عبد المجید صاحب مولوی فاضل لائل پور	۸ر
۳۹۵	(جناب محمد ابراہیم علیحیان و محمد یونس علیحیان متولیان جائداد موقوفہ محلہ میان سرائے سنبھل ضلع مراد آباد	
۳۹۶	جناب قاضی اسماعیل صاحب مرحوم سنبھل ضلع مراد آباد)	للعہ
۳۹۷	جناب مولوی عطا محمد صاحب وکیل لائلپور پنجاب	عہ
۳۹۸	جناب مولوی سید مقبول	

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
	احمد صاحب فتح گڑھ ضلع فرخ آباد	۶ر
	(بسعی جناب مولوی غلام محمد صاحب [بالا: منشی] مولوی وکیل ندوۃ العلماء لکھنؤ مرسلہ جناب منشی نفیس الدین احمد صاحب مثلخوان عدالت منصفی جھنگ)	۸ر
۳۹۹	جناب مولوی ولی محمد صاحب جھنگ	عہ
۴۰۰	جناب امام بخش خان صاحب جھنگ	عہ
۴۰۱	جناب محمد حسن صاحب جھنگ	۸ر
۴۰۲	جناب دین محمد صاحب ذیلدار جھنگ	۵ پائی
۴۰۳	جناب نور محمد صاحب [بالا: تیلی] جھنگ	۲ر

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم	نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
۴۰۴	جناب محرم صاحب رنگریز جھنگ	۲/		جھنگ	عہ/
۴۰۵	جناب عمر بخش صاحب جھنگ	۱/	۴۱۳	جناب میاں محمد ورزی صاحب جھنگ	۱/
۴۰۶	جناب خدا بخش صاحب پرچون جھنگ	۲/	۴۱۴	جناب مستری خیر محمد صاحب جھنگ	۸/
۴۰۷	جناب محمد حسن والہ وسایا صاحبان تاجران چرم جھنگ	۴/	۴۱۵	جناب میاں الہ دتا صاحب جھنگ	۴/
۴۰۸	جناب عبدالرحمن و فتح دین والہ دین صاحبان جھنگ	۶/	۴۱۶	جناب چودھری الہ جوایا صاحب جھنگ	۶/
۴۰۹	جناب سلطان محمد صاحب جھنگ	۲/	۴۱۷	جناب میر دودھی صاحب جھنگ	۲/
۴۱۰	جناب احمد دین صاحب جھنگ	۱/	۴۱۸	جناب حافظ غلام محمد صاحب جھنگ	۴/
۴۱۱	جناب رمضان صاحب حجام جھنگ	۲/	۴۱۹	جناب میر برخوردار پوریہ صاحب جھنگ	۲/
۴۱۲	جناب قاسم دین پوری صاحب		۴۲۰	جناب الہی بخش صاحب درزی جھنگ	۲/
			۴۲۱	جناب میاں فضل احمد صاحب	

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم	نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
	درزی جھنگ	۴/	۴۳۰	جناب مستری الہ دتا صاحب سب اوورسیر جھنگ	عہ/
۴۲۲	جناب الہ دتا صاحب جمعدار جھنگ	۶/۴	۴۳۱	جناب خلیفہ حسن دین صاحب جھنگ	۸/
۴۲۳	جناب سنا اسراز صاحب جھنگ	۳/	۴۳۲	جناب منشی احمد نواز خان صاحب جھنگ	عہ/
۴۲۴	جناب شیخ غلام یسین صاحب وکیل جھنگ	۵/	۴۳۳	جناب بابو سردار محمد خان صاحب جھنگ	۶/
۴۲۵	جناب شیخ الٰہی بخش صاحب وکیل جھنگ	۵/	۴۳۴	جناب منشی عبدالکریم صاحب جھنگ	۸/
۴۲۶	جناب منشی نفیس الدین احمد صاحب منشی دیوان عدالت منصفی جھنگ	۶/	۴۳۵	جناب بابو محمد بخش صاحب کلرک جھنگ	۸/
۴۲۷	جناب بابو علی محمد صاحب سنیٹری کلارک جھنگ	۸/	۴۳۶	جناب میاں جمال الدین صاحب ٹھیکہ دار جھنگ	۷/
۴۲۸	جناب مہر صالح محمد صاحب جھنگ	۲/	۴۳۷	جناب منشی غلام علی صاحب جھنگ	۸/
۴۲۹	جناب مولوی اکبر علی صاحب جھنگ	۴/	۴۳۸	جناب مولوی عبدالغفور صاحب جھنگ	۸/
			۴۳۹	چندہ از مسجد قاضیان جھنگ	۵/

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
۴۴۰	جناب حافظ محمد بخش صاحب جھنگ	عہ/
۴۴۱	جناب فقیر گل محمد صاحب جھنگ	۲/
۴۴۲	جناب مرزا احمد علی وعلی محمد صاحبان جھنگ	ا/
۴۴۳	جناب میاں صالح محمد صاحب جھنگ	ا/
۴۴۴	جناب میاں الہ بخش صاحب محرر دفتر جھنگ	۲/
۴۴۵	جناب سید امام شاہ صاحب جھنگ	۲/
۴۴۶	جناب چودہری مظفر خان صاحب جھنگ	عہ/
۴۴۷	جناب منشی امیر بخش صاحب جھنگ	۲/
۴۴۸	جناب حاجی عبد اللہ صاحب جھنگ	ا/۳/پائی

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
۴۴۹	جناب میاں اللہ جوایا صاحب پوری جھنگ	۲
۴۵۰	جناب میاں خدا بخش صاحب پوری جھنگ	۴/
۴۵۱	جناب سید محمد شاہ صاحب نائب تحصیلدار جھنگ	عہ/
۴۵۲	جناب میاں قایم دین صاحب درزی جھنگ	۲/
۴۵۳	جناب مولوی نور محمد صاحب ایجنٹ جھنگ	۴/
۴۵۴	جناب میاں غلام حسین صاحب ایڈیٹر جھنگ	عہ/
۴۵۵	جناب میاں علی محمد صاحب درزی جھنگ	۱۰/
۴۵۶	جناب شیخ محمد اسماعیل صاحب جھنگ	۸/
۴۵۷	جناب میاں محمد رمضان	

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
	صاحب دیزی جھنگ	ا ر
۴۵۸	جناب بابو پیر بخش صاحب کلرک جھنگ	عہ ر
۴۵۹	جناب منشی اعتقاد احمد خان صاحب جھنگ	عہ ر
۴۶۰	جناب الٰہی بخش صاحب جھنگ	۸ ر
۴۶۱	جناب جمعدار سخاوت حسین صاحب	عہ ر
۴۶۲	از ملازمان اصطبل سرکاری جھنگ	۴ ر
۴۶۳	جناب میان محمد اشرف صاحب کاتب جھنگ	۲ ر
۴۶۴	جناب میان سلطان مہمی جھنگ	۲ ر
۴۶۵	معرفت جناب مولوی مولا بخش صاحب محکمہ نہر جھنگ	سے ر

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
۴۶۶	جناب میان علی محمد صاحب جھنگ	۸ ر
۴۶۷	جناب میان عنایت آرائی صاحب جھنگ	۲ ر
۴۶۸	جناب میان غلام حسن صاحب جھنگ	۴ ر
۴۶۹	جناب میان محمد بخش صاحب جھنگ	۴ ر
۴۷۰	یک نامعلوم الاسم جھنگ	عہ ر
۴۷۱	جناب سید سردار شاہ صاحب جھنگ	۴ ر
۴۷۲	جناب میان احمد صاحب مختار صاحب جھنگ	عہ ر
۴۷۳	جناب حاجی محمد یار صاحب قصاب جھنگ	۲ ر
۴۷۴	جناب ڈاکٹر محمد امام الدین صاحب جھنگ	ع ر

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
۴۷۵	جناب سید الف شاہ صاحب جہنگ	۸/
۴۷۶	جناب مرزا اصغر علیصاحب اسسٹنٹ سرجن جہنگ	۵/
۴۷۷	جناب بابو رحمت علی خانصاحب جہنگ	۶/
۴۷۸	جناب فخرالدین احمد صاحب کلرک جہنگ	عہ/
۴۷۹	جناب بابو غلام حسن صاحب جہنگ	عہ/
۴۸۰	جناب میاں الہ داد خانصاحب جہنگ	۶/
۴۸۱	جناب میاں خدابخش صاحب جہنگ	عہ/
۴۸۲	جناب منشی الہ بخش صاحب جہنگ	عہ
۴۸۳	جناب حکیم غلام حسین صاحب جہنگ	عہ/

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
۴۸۴	جناب مولوی کریم بخش صاحب جہنگ	۴/
۴۸۵	جناب میاں علی بخش والہ دتا صاحبان درزی جہنگ	عہ/
۴۸۶	جناب میاں احمد بخش صاحب جہنگ	عہ/
۴۸۷	یک مسلمان صاحب جہنگ	۲/
۴۸۸	جناب میاں گل محمد صاحب درزی جہنگ	۸
۴۸۹	جناب میاں محمد دین صاحب خوجہ جہنگ	۸/
۴۹۰	جناب میاں غلام عیسیٰ صاحب جہنگ	عہ/
۴۹۱	جناب سید گل حسن شاہ صاحب جہنگ	۴/
۴۹۲	جناب میاں محمد موچی صاحب	۲/

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم	نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
۴۹۳	جناب میاں الہ دتا صاحب درکیان جھنگ	۲/	۴۹۶	جناب چودہری غلام رسول صاحب جھنگ	عہ/
۴۹۴	جناب میاں ولایت و غلام حسن صاحبان جھنگ	عہ/	۴۹۷	چندہ اہلکاران محکمہ نہر معرفت جناب لوی مولابخش صاحب جھنگ	صہ/
۴۹۵	جناب حاجی غلام نبی صاحب جھنگ	۸/			

میزان کمالہ للعہ
۹/ ۱½ پائی

فہرست آمدنی عطیہ و متفرق جلسہ ندوۃ العلماء

نمبر شمار	معرفت	نام	رقم	کیفیت
۱	معین الدین صاحب	چندہ متفرق	۸/	
۲	بذریعہ محمد شکر	حافظ شمس الدین صاحب عطار سیوان	عہ/	عطیہ
۳	〃	منشی اشتیاق احمد صاحب سیوان	عہ/	〃
۴	〃	علی محمد خان صاحب رائے بریلی	عہ/	〃
۵	〃	منشی عطاء اللہ صاحب فیض آباد	عہ/	〃
۶	〃	منشی صادق حسین صاحب سلطانپور	عہ/	〃
۷	〃	چندہ متفرق بذریعہ مولانا خلیل صاحب	سے/	〃
۸	〃	چندہ متفرق بذریعہ محمد عثمان صاحب سیوان	۴/	〃
۹	بذریعہ محمد اکرم علی	حکیم محمد احسن صاحب سیوان	عہ/	بطور امداد
۱۰	〃	امیر حسن صاحب 〃	عہ/	〃
۱۱	〃	ابو الحسن صاحب چھاتہ	للعہ	〃
۱۲	〃	محمد تقی صاحب جھرہ	عا/	〃
۱۳	〃	فضل الرحمان صاحب ڈپٹی کلکٹر سیوان	عا/	
		عابد علی خان صاحب ولد رمضان خان صاحب متوطن احاطہ فقیر محمد خان لکھنؤ منزل اکل	۵ ۱۲ ماشہ	عطیہ بابت مصارف دعوت مہمانان

فہرست آمدنی متفرق بابت طعام وزیٹران

نمبر شمار	بذریعہ	نام و پتہ	رقم	کیفیت
۱	ٹکٹ آفس	مولوی عبد الباسط صاحب	۸عہ/	
۲	//	ارشد صاحب	۸عہ/	
۳	//	فرید احمد خانصاحب	۸عہ/	
۴	//	محمد احمد صاحب	۸عہ/	
۵	//	مصطفیٰ حسین صاحب	۸عہ/	
۶	//	محمد کامل صاحب	۱۲/	
۷	//	ریاض الحسن صاحب	۸عہ/	
۸	//	محمد عظیم صاحب	عہ/	
۹	//	محمد احمد خانصاحب	۴/	
۱۰	//	منشی نواب علی صاحب	۴/	
۱۱	//	فیض الحسن صاحب	۴/	

میزان کل لعہ ۸/

فہرست چندہ ممبری بہ تبادلہ ٹکٹ و رجسٹری

فہرست اون ممبرون کی جنہون نے کچھ روپیے دے اور ٹکٹ و رجسٹری واپس کئے لیکن نام اونکے ہین جنہون نے چندہ و رجسٹری سے کم روپیے دے ہین

نمبر شمار	معرفت	نام وپتہ	رقم	کیفیت
۱	ٹکٹ آفس	مولوی فضل الدین صاحب مدرس فارسی انجمن اسلامیہ	عہ/	واپسی ٹکٹ و رجسٹری
۲	،،	مولوی سید حسین احمد صاحب وکیل و پریسیڈنٹ مسلم لیگ مظفر پور	عہ/	،،
۳	،،	مولوی اقبال احمد صاحب اعظمگڈھ	عہ	،،
۴	،،	حافظ عبد اللہ صاحب بالائے قلعہ علیگڈہ	عہ/	،،
۵	،،	مولوی عبد الستار صاحب وکیل جونپور	عہ/	،،
۶	،،	حفیظ احمد صاحب مختار بنارس	عہ/	،،
۷	،،	بابو محمد حمزہ صاحب تاجر چرم کانپور	عہ/	،،
۸	،،	محمد صادق صاحب تحصیلدار رسنئی گہاٹ ضلع بارہ بنکی	عہ/	،،
۹	،،	شیخ نظام الدین صاحب رئیس میرٹھ	عہ/	،،
۱۰	،،	مولوی عبد الحی صاحب اعظمگڈھ	عہ/	،،

نمبر شمار	معرفت	نام و پتہ	رقم	کیفیت
۱۱	ٹکٹ آفس	نجم الدین احمد صاحب میرٹھ	عہ/	واپسی دو ٹکٹ وزیٹری
۱۲	//	نوازش احمد صاحب رائے بریلی	عہ/	//
۱۳	//	سید نقی احمد صاحب سندیلہ	عہ/	//
۱۴	//	محمد اصغر صاحب کانپور	عہ/	//
۱۵	//	بابو علی گوہر صاحب ہیڈ کلرک دفتر انگریزی کوہاٹ	عہ/	//
۱۶	//	حاجی محمد سردار صاحب سوداگر چرم قصور ضلع لاہور	عہ/	//
۱۷	//	محمد مسلم خانصاحب گنتی	عہ/	//
۱۸	//	حکیم جواد حسین صاحب گورکھپور	عہ/	//
۱۹	//	شیخ ناصر علی صاحب رئیس بجنور	عہ/	//
۲۰	//	عبد الکبیر خانصاحب دارد ہاگورکھپور	عہ/	//
۲۱	//	ابو بکر محمد حلیم صاحب گیا	عہ/	//

میزان کل ۱عہ/

نوٹ ان حضرات کے اسمائے گرامی فہرست چندہ وزیٹری مین تلاش کئے گئے مگر ناموں کا پتہ نہیں چلتا

من ابتداء یکم اپریل سنہ ۱۹۱۲ء

چندہ زکوٰۃ

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم	نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
	(بذریعہ جناب مولوی غلام محمد صاحب فاضل ہوشیارپوری بسعی جناب مرزا محمد ظفر اللہ خان صاحب ڈسٹرکٹ جج سیالکوٹ)			**چندہ متفرق**	
			۵	قیمت گھڑی متروکہ جناب حاجی شیخ قادر بخش صاحب مرحوم رئیس فیض آباد	سے/
	چندہ ہوشیارپور			**متفرق**	
۱	جناب منشی میران بخش صاحب پٹواری	عہ/	۶	جناب سراج الدین صاحب اسسٹنٹ سرجن ریاست ممدوٹ۔ ڈاکخانہ جلال آباد ضلع فیروزپور پنجاب	صہ/
	چندہ قصور ضلع لاہور				
۲	جناب حاجی محمد سردار صاحب تاجر	صہ/	۷	جناب نظام الدین صاحب سب ڈویژنل افسر ملیٹری ورکس چھاؤنی امرتسر	عہ ۸/
۳	جناب مولوی حافظ حاجی محمد شاہ صاحب سجادہ نشین	صہ/		(بذریعہ جناب مولوی غلام محمد صاحب شملوی وکیل ندوہ)	
۴	جناب حاجی حبیب اللہ صاحب گورا	صہ/			

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم	نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
۸	جناب منشی فتح محمد صاحب اسٹور کیپر چھاؤنی جالندھر	۵	۱۱	جناب منشی محمد ظہر صاحب نائب تحصیلدار للت پور ضلع جھانسی	۱
	متفرق				
۹	جناب منشی عبد اللہ صاحب سلوتری کوارٹر نمبر ۱۶ پشاور	۱	۱۲	جناب شیخ غلام جیلانی صاحب پنشنر منصف لائلپور	۵
۱۰	اہلیہ محترمہ جناب سید علی احمد صاحب انسپکٹر پولیس کرنال	۱	۱۳	جناب مولوی شہاب الدین صاحب، معرفت شمس العلما مفتی مولوی عبد اللہ صاحب مہتمم دار العلوم	۵

میزان ۸

من ابتدائے یکم اپریل سنہ ۱۹۱۲ء

چندہ دارالعلوم ندوۃ العلماء

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم	نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
	بمعرفت جناب مولانا مولوی سید عبدالحی صاحب نائب ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ		۵	جناب ہمشیر کلاں رمضان علی خانصاحب گنورہ۔ ضلع راے بریلی	عہ/
۱	جناب رمضان علی خان صاحب تعلقدار و رئیس گنورہ ضلع راے بریلی	عہ۵/		ابھی چودہری معین الدین متعلم درجہ دوم دارالعلوم ندوہ لکھنؤ	
۲	جناب والدہ ایجاد محمد خان صاحب ساکن ستر کہہ ضلع لکھنؤ	اعہ/	۶	جناب چودہری قیام الدین صاحب تحصیلدار قصبہ کستہ ضلع کھیری	عہ۵/
۳	جناب کرم علی خانصاحب تعلقدار بہرامئو ضلع راے بریلی	للعہ/	۷	جناب میر ضمیر حسن صاحب شیعی قصبہ کستہ ضلع کھیری	عا/
۴	جناب زوجہ محمد احمد خانصاحب گنورا ضلع راے بریلی	عہ/	۸	جناب میر عاشق علی صاحب شیعی قصبہ کستہ ضلع کھیری	عا/

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم	نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
۹	جناب سید معصوم علی صاحب قصبہ کستہ ضلع کھیری	عا/		قصبہ کستہ ضلع کھیری	۸/
۱۰	جناب شیخ محمد علی صاحب قصبہ کستہ ضلع کھیری	عا/	۱۸	جناب حسن علی صاحب شیعی قصبہ کستہ ضلع کھیری	۸/
۱۱	جناب شیخ معشوق علی صاحب قصبہ کستہ ضلع کھیری	عہ/	۱۹	جناب بھوکر صاحب حلوائی قصبہ کستہ ضلع کھیری	۸/
۱۲	جناب شیخ معشوق علی صاحب قصبہ کستہ ضلع کھیری	عہ/	۲۰	جناب مسماۃ دولت قصبہ کستہ ضلع کھیری	۸/
۱۳	جناب میر تجمل حسین صاحب شیعی قصبہ کستہ ضلع کھیری	عہ/	۲۱	جناب مرزا نظر بیگ صاحب قصبہ ضلع کھیری	۴/
۱۴	جناب میکو سائیس صاحب چودھری جناب قیام الدین صاحب از قصبہ کستہ کھیری اودھ	عہ/	۲۲	جناب حمو صاحب قصاب قصبہ کستہ ضلع کھیری	۴/
۱۵	جناب حاجی لالو صاحب حلوائی قصبہ کستہ ضلع کھیری	عہ/	۲۳	جناب بھیکا صاحب قصاب قصبہ کستہ ضلع کھیری	۲/
۱۶	جناب انگنے صاحب نور باف قصبہ کستہ ضلع کھیری ۔	۸/	۲۴	جناب کریم بخش صاحب حلوائی قصبہ کستہ ضلع کھیری	۲/
۱۷	جناب میاں خان صاحب		۲۵	جناب شیخ شیرالی صاحب نور باف قصبہ کستہ ضلع کھیری	۱/

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
۲۶	جناب فرزند علیصاحب قصبہ کستہ ضلع کھیری	عہ/
	متفرق چندہ	
۲۷	جناب بدین اللہ صاحب ساکن ۹۶ ½ کانگا بازار اسٹریٹ کلکتہ	صہ/
۲۸	اہلیہ محترمہ جناب سید علی احمد صاحب انسپکٹر پولیس کرنال	صہ/
۲۹	جناب عبدالعزیز صاحب ریاست بہاولپور	عہ
	میزان	[illegible]
	چندہ وظائف	
۱	جناب سیٹھ حاجی محمد حنیف صاحب تاجر و رئیس ۱۵۰ انگا پاٹانک اسٹریٹ مدراس	سے/
۲	جناب مولوی حمیدالدین صاحب عربک پروفیسر	

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
	میور کالج الہ آباد	سے/
۳	جناب امیر الامرا شیخ بہاؤالدین صاحب بالقابہ وزیر ریاست جوناگڈھ	ماعنہ
۴	جناب نواب محمد مزمل اللہ خانصاحب رئیس بھیکن پور ضلع علیگڈھ	سے/
۵	جناب منشی محمد احتشام علی صاحب رئیس کاکوری ضلع لکھنو (منجملہ ماعسہ/)	عہ
۶	جناب مرزا ظفراللہ خانصاحب ڈسٹرکٹ جج سیالکوٹ	صہ/
	چندہ عام تعلیم	
۱	جناب حاجی محمد خان صاحب وکلار بازار ہوشیار پور	صہ/
	انعام تفسیر و حدیث	
۱	جناب مولوی محمد حفیظ اللہ صاحب	

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
	نائب تحصیلدار صفی پور ضلع اُناو	للعہ/
	چندہ مستقل سالانہ	
۱	جناب مولوی حاجی قربان احمد صاحب وکیل بارہ بنکی	صعہ/
۲	جناب ڈاکٹر محمد عظیم صاحب اسسٹنٹ سرجن پشاور	صعہ/
	قیمت فوٹو	لعہ/ ۱۲

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
	چندہ ماہوار دار العلوم	
۱	جناب نظام الدین صاحب سب ڈویژنل آفیسر ملٹری ورکس چھاؤنی امرتسر	عہ/ ۸

من ابتدائے یکم اپریل ۱۹۱۲ء

چندہ تکمیل عمارت دار العلوم

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم	نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
۱	جناب شیخ غلام زین العابدین صاحب	۱ر	۷	جناب وزیر محمد صاحب وکیل آگرہ	عہ
۲	جناب ڈاکٹر کرم حسین صاحب امین آباد لکھنؤ	۵ر	۸	جناب بابو علی گوہر صاحب ہیڈ کلرک ڈپٹی کمشنر کورٹ	عہ
۳	جناب خان بہادر احمد حسن خان صاحب فتحپور	۵ر	۹	جناب خطیب صاحب جامع مسجد ہلدوانی منڈی ضلع نینی تال	عہ
۴	جناب صاحبزادگان مسٹر ممتاز حسین صاحب بیرسٹر ایٹ لا۔ لکھنؤ	۱ر	۱۰	جناب حسن علی صاحب	عہ
۵	جناب شاہ محمد خان صاحب جنرل مرچنٹ لکھنؤ	عہ	۱۱	جناب محمد رضا صاحب تاجر سلطان پور	عہ
۶	جناب سردار حاجی محمد صاحبان سوداگران قصور ضلع لاہور	عہ	۱۲	جناب عبد الکبیر خان صاحب سب انسپکٹر گورکھپور	عہ
			۱۳	جناب عبد العزیز خان صاحب زمیندار	عہ

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
۱۴	جناب نوازش احمد صاحب	عہ/
۱۵	جناب قاضی ولی الحق صاحب نعمانی ردولی ضلع بارہ بنکی	صہ/
۱۶	جناب علی احمد صاحب آگرہ	صہ/
۱۷	جناب غلام صفدر خان صاحب آگرہ	صہ/
۱۸	جناب مولوی عبد الغفور صاحب موہن پور۔ گیا	للعہ/
۱۹	جناب عبد الجلیل صاحب پشاوری متعلم ندوۃ العلمأ لکھنؤ	ے/
۲۰	جناب دُلارے صاحب صاحبزادہ جناب پیارے صاحب لکھنؤ	صہ/
۲۱	جناب ولایت علیصاحب راے بریلی	عہ/
۲۲	جناب خدابخش صاحب ہیرپور	عہ/
۲۳	جناب مسٹر ایم۔ ایل گھوش صاحب پروفیسر ریڈ کرسچین کالج لکھنؤ	عہ/
۲۴	جناب خورشید حسن صاحب سلون۔ ضلع راے بریلی	عہ/
۲۵	نا معلوم الاسم	عہ/
۲۶	جناب محمد مصطفٰے صاحب	عہ/
۲۷	جناب افضال الحق صاحب	عہ/
۲۸	جناب عبد الحی صاحب عرب	عہ/
۲۹	جناب محمد فرید صاحب	۸/
۳۰	جناب محمد سلطان صاحب	۴/
۳۱	جناب علامہ سید رشید رضا صاحب اڈیٹر المنار مصر	ما/

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم	نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
۳۲	جناب مولوی فضل الرحمن صاحب نگرام، ضلع لکھنؤ	عار		مالک مطبع نامی لکھنؤ	عـہ/
۳۳	جناب منشی شفاعت علی صاحب کاکوری ضلع لکھنؤ	عار	۴۰	جناب احمد حسین و دلدار حسین صاحبان تاجران تمباکو خوردنی چوک لکھنؤ	ما
۳۴	جناب مشتاق علی صاحب منوسپلٹی بارہ بنکی	عہ/	۴۱	منجانب مسلمانان سب انسپکٹران آردو شاہ ہنڈریڈ۔ کرسچین کالج لکھنؤ	للعہ/ ۲۵
۳۵	جناب شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی معتمد تعلیمات ندوۃ العلماء لکھنؤ	ننشمار	۴۲	متفرق چندہ معرفت جناب احمد حسین و دلدار حسین صاحبان تماکوے خوردنی فروشان چوک لکھنؤ	عـلـہ
۳۶	جناب منشی محمد احتشام علی صاحب رئیس کاکوری و معتمد مال دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ	ضماہ/			
۳۷	جناب منشی محمود علی صاحب تاجر امین آباد لکھنؤ	عشہ/ ۲۵	۴۳	جناب بابو نظام الدین صاحب رئیس و تاجر چرم سوری گنج امرتسر	ما/
۳۸	جناب امیر حسن صاحب یحیی گنج۔ لکھنؤ	عـلـہ/	۴۴	جناب ڈاکٹر عبد الکریم صاحب ملیح آباد لکھنؤ	عـلـہ
۳۹	جناب حافظ قطب الدین صاحب				

نمبرشمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
۴۵	جناب منشی شیخ ہاشم علیصاحب رئیس جگور ضلع بارہ بنکی	۲۵ عـــہ/
۴۶	جناب مولوی بدرالحسن صاحب منصف لکھنؤ	۳۰ نـــہ
۴۷	جناب شمس الحسن صاحب ڈپٹی کلکٹر ضلع بجنور	عـــہ/
۴۸	جناب منشی ولی محمد صاحب واصلباقی نویس مہوبا ضلع ہمیرپور	عـہ/
۴۹	جناب مولوی علاءالحسن صاحب ڈپٹی کلکٹر سلطانپور	صہ/
۵۰	جناب مسٹر عبدالحلیم صاحب بیرسٹر ایٹ لا گیا معرفت جناب حکیم عبدالولی صاحب جھوائی ٹولہ لکھنؤ	صہ/
	(فہرست چندہ تکمیل عمارت دارالعلوم از سیالکوٹ	

نمبرشمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
	بسعی جناب مولانا مولوی غلام محمد صاحب فاضل ہوشیارپوری بذریعہ رسید نمبری ۹ مرسلہ جناب مرزا ظفر اللہ خانصاحب سب جج سیالکوٹ)	
۵۱	جناب فضل الٰہی صاحب انسپکٹر آبکاری شہر سیالکوٹ	صہ/
۵۲	جناب شیخ عبداللہ صاحب "	عہ/
۵۳	جناب مستری میران بخش صاحب ٹھیکہ دار سیالکوٹ	عہ/
۵۴	جناب مستری خدا بخش صاحب نال والہ شہر سیالکوٹ	صہ/
۵۵	جناب میر امانت علیصاحب وغیرہ شہر سیالکوٹ	عہ/
۵۶	جناب منشی نبی بخش صاحب اپیل نویس وغیرہ شہر سیالکوٹ	عہ/
۵۷	جناب سید فرزند علیصاحب آڑھتی شہر سیالکوٹ	عہ/ عہ/

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
۵۸	جناب مستری فضل صاحب سیالکوٹ	عہ/
۵۹	جناب مستری رمضان صاحب معمار	عہ/
۶۰	جناب مستری عظیم خان صاحب ٹھیکہ دار	عہ/
۶۱	جناب ماسٹر محمد عباس صاحب	عہ/
۶۲	جناب سید خورشید علی صاحب عرائض نویس شہر سیالکوٹ	عہ/
۶۳	جناب سید خورشید علی صاحب اپیل نویس شہر سیالکوٹ	عہ/
۶۴	جناب ڈاکٹر محمد شفیع صاحب	عہ/
۶۵	جناب مولوی عبد القدیر صاحب	عہ/
۶۶	جناب منشی فضل دین صاحب محرر شہر سیالکوٹ	عہ/
۶۷	جناب منشی الٰہی بخش صاحب محرر	عہ/
۶۸	جناب منشی شاہ دین صاحب	عہ/
۶۹	جناب مستری نبی بخش صاحب	عہ/
۷۰	جناب سید چراغ شاہ صاحب	عہ/
۷۱	جناب چوہدری سلطان علی صاحب [illegible]	عہ/

متفرق

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
۷۲	جناب مولوی عبد الباسط صاحب بیرون دروازہ چارگھاٹ حیدر آباد دکن	صہ/
۷۳	جناب قاری عبد الولی صاحب مالک مطبع آسی محمود نگر لکھنؤ (بذریعہ جناب مرزا اظفر اللہ خان صاحب رسید نمبر ۱۰۸ بسعی جناب مولوی غلام محمد صاحب ہاشمولوی)	صہ/
۷۴	جناب منشی احمد خان صاحب کلرک محکمہ سپلائی شہر سیالکوٹ	للعہ
۷۵	جناب منشی میاں اکبر علی صاحب ٹھیکہ دار	ے/
۷۶	جناب مولوی شیخ فضل احمد صاحب اسٹور کیپر شہر سیالکوٹ	۱۳ے/
۷۷	جناب میر ممتاز علی صاحب محرر چنگی شہر سیالکوٹ	عہ/
۷۸	جناب مستری خدا بخش صاحب ساکن میانہ پورہ شہر سیالکوٹ	۶/
۷۹	جناب مستری مہر دین صاحب ساکن میانہ پورہ شہر سیالکوٹ	عہ/

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
۸۰	جناب مستری محمد الدین صاحب ساکن میانہ پورہ شہر سیالکوٹ	عہ/
۸۱	جناب حاجی چودہری سلطان محمد خان صاحب بیرسٹرایٹ لا شہر سیالکوٹ	عہ/
۸۲	جناب میر نبی بخش صاحب آرائین شہر سیالکوٹ	عا/
۸۳	جناب حکیم حامد علی صاحب ساکن کوٹھی لوہاران شہر سیالکوٹ	ہ/
	متفرق	
۸۴	جناب مولوی محمد محمود عالم صاحب رئیس منگلپور ۵ - فیض آباد	سہ/
۸۵	جناب نواب سید نور الحسن صاحب رئیس بھوپال مقیم گھسیاری منڈی لکھنؤ	عما/
۸۶	جناب ڈاکٹر رحیم بخش صاحب فتح گنج لکھنؤ	معہ/
۸۷	جناب سید برکات احمد صاحب پھاٹک دبیر الدولہ بہادر لکھنؤ	عنہ/
۸۸	جناب حکیم جواد حسین صاحب سوداگر محلہ گورکھپورہ	عنہ/
۸۹	جناب محمد علی صاحب سوداگر بوٹ امین آباد لکھنؤ	ہ/
۹۰	جناب محمد یوسف علی خان صاحب ویٹرنری اسسٹنٹ فرخ آباد	ہ/

میزان ۲۶۸۰ [illegible] ۱۲/

قیمت فروخت روئداد معہ مدّات متفرق

من ابتدئے یکم اپریل سنہ ۱۲ ۱۹ء

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
۱	جناب بابو علی گوہر صاحب ہیڈ کلرک کوہاٹ یک جلد روئداد جلسہ دہلی	۱۲ ر
۲	معرفت جناب مولوی محمد خلیل صاحب یک جلد روئداد جلسہ دہلی	۱۲ ر
	امانت بلاتفصیل	
۱	جناب قاضی فضل الرحمن صاحب پشاور	عسہ/
۲	جناب مولانا عبدالسبحان صاحب رئیس گوڈون اسٹریٹ مدراس	اصہ/

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
	معرفت مولوی فرزند علی صاحب	۷/
	قیمت فروخت کتب دارالعلوم	
	قیمت فروخت کتب منظوم نحویہ معرفت حافظ فضل الرحمن صاحب مدرس ندوہ	۱۲ ر
	من ابتدائے یکم اپریل سنہ ۱۲ء	
	چندہ اشاعۃ الاسلام	
	جناب مولوی محمد مقتدیٰ خان صاحب شروانی از علی گڈھ	عہ/

فہرست عطیات چندہ ندوۃ العلما

من ابتدائے یکم نومبر ۱۲ء لغایت ۳۱ مارچ ۱۳ء

۱	سرکار عالی والی ریاست حیدرآباد دکن خلد اللہ ملکہم	سالعہ/ ۶

چندۂ تعلیم

نمبر شمار	نام نامی	تعداد رقم
۱	پراونشیل گرانٹ ان ایڈ	اعہ صما/
۲	عطیہ سرکار عالیہ والیہ ریاست بھوپال خلد اللہ ملکہا	الماصہ/
۳	عطیہ ہز ہائینس سر آغا خان بہادر بالقابہ	صما/

میزان کل للعمہ ماصہ/

اوقاف

نمبر شمار	نام نامی	تعداد رقم
۱	آمدنی وقف حمزہ پور ضلع شاہجہان پور	ما/ عہ
۲	آمدنی از جائداد موقوفہ خان بہادر حاجی شیخ قادر بخش صاحب مرحوم رئیس فیض آباد معرفت جناب منشی محمد احتشام علی صاحب رئیس کاکوری متولی وقف	ما/
۳	کرایہ مکان موقوفہ للت پور۔ ضلع جھانسی۔	عہ/
۴	کرایہ مکانات وصیتی لال باغ لکھنؤ۔	ماعہ/

میزان کل للعہ/

فہرست چندہ تکمیل عمارت دارالعلوم من ابتدا یکم نومبر ۱۲ ۳۱ء لغایت ۱۳ مارچ ۱۳ء

نمبر	نام مع پتہ	تعداد روپیہ	نمبر	نام مع پتہ	تعداد روپیہ
	(بذریعہ مولوی غلام محمد صاحب ہوشیارپوری)		۸	جناب فتح الدین خان صاحب موج پور ضلع ہشیارپور	عـہ/
۱	جناب حافظ نور محمد صاحب رئیس چوہیکی نور محل ضلع جالندھر	عـہ	۹	جناب خان صاحب شیر محمد خاں صاحب ؍؍	عـہ/
۲	جناب سید بدرالحسن صاحب بی اے منصف لکھنؤ (بقیہ منجملہ پچاس کے)	۵ عـ/	۱۰	جناب نور محمد خان صاحب ؍؍	عـہ/
	(بذریعہ مولوی غلام محمد صاحب ہوشیارپوری)		۱۱	جناب منشی نظیر احمد صاحب تحصیلدار ہشیارپور	عـہ/
۳	جناب چودھری عبدالمجید صاحب سفیدپوش نکودر ضلع جالندھر	عـہ/	۱۲	جناب سردار محمد اسحٰق خاں صاحب سپرنٹنڈنٹ ہشیارپور	عـہ/
۴	جناب خانصاحب گامو خان صاحب رئیس بھنبان ملازم رسالہ ریاست کپورتھلہ	عـہ/	۱۳	جناب دوست محمد خان صاحب بیرسٹرایٹ لا ہشیارپور	عـہ/
۵	جناب چودھری الٰہی بخش صاحب ذیلدار سید وپٹی ضلع ہشیارپور	عـہ/	۱۴	جناب نور احمد خان صاحب سوداگر ہشیارپور	عـہ/
۶	جناب چودھری بخش صاحب	عـہ/	۱۵	جناب شیخ جان محمد صاحب رئیس اعظم ہشیارپور	عـہ
۷	جناب غلام محمد صاحب ماحل ہشیارپوری	عـاہ/	۱۶	جناب چودھری گھیناسنگھ صاحب ساکنہ فیروزپور تحصیل دسوہا ضلع ہشیارپور	عـہ

نمبر	نام مع پتہ	تعداد چندہ	نمبر	نام مع پتہ	تعداد چندہ
۱۷	جناب چودھری برکت علی خانصاحب			جہان خیلان ضلع ہشیارپور	لعہ/
	اسٹیشن نندا چور ہشیارپور	عہ	۲۷	جناب میاں یار محمد خانصاحب رئیس اعظم	عہ
۱۸	جناب شیخ نیاز محمد صاحب ایم اے		۲۸	جناب ماسٹر عبداللہ صاحب	
	پلیڈر ہشیارپور	عیـہ		فراہم کردہ از اسلامیہ سکول امرتسر	سے
۱۹	جناب منشی محمود خان صاحب			بذریعہ بابو نظام الدین صاحب تاجر چرم	۱۳ر۳ پائی
	پٹواری محکمہ بندوبست ہشیارپور	۸/	۲۹	جناب مولوی قاضی محمد خلیل صاحب	
۲۰	جناب مولوی حاکم علی صاحب			رئیس بانس بریلی (منجملہ پچاس کے)	عـہ ۲۵
	خلف چودھری کریم بخش صاحب		۳۰	جناب مولوی عبدالباسط صاحب	
	نمبردار ڈتی وال ہشیارپور	۸/		خلف الرشید ملا عبدالقیوم صاحب	
۲۱	جناب منشی محمد علاء الدین خان صاحب			چادر گھاٹ حیدرآباد دکن	
	کلرک محکمہ انہار ضلع ہشیارپور	۸/		(منجملہ دس روپیہ کے)	صہ/
۲۲	جناب منشی غلام محمد صاحب پٹواری "	۸/	۳۱	جناب منشی محمد علی صاحب محرر	
۲۳	جناب محمد حسن خان صاحب			مال ندوۃ العلماء لکھنؤ	علہ
	طالب علم کوہاٹ	۸/	۳۲	از ملازمان کارخانہ جناب منشی محمد	
۲۴	جناب ڈاکٹر تفضل حسین خانصاحب			احتشام علی صاحب رئیس کاکوری ضلع لکھنؤ	للعہ/
	اسسٹنٹ سرجن کوہاٹ	۸/	۳۳	جناب مولوی ابوالکلام صاحب	
۲۵	جناب حکیم نجم الدین خانصاحب "	عہ/		آزاد مکلاوڈ اسٹریٹ کلکتہ	عہ
۲۶	جناب منشی میران بخش صاحب پٹواری			میزان کل مارچ	۱۰۶ر۵ر۳ پائی

سرمایہ مستقل سالانہ

نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد رقم
۱	جناب ڈاکٹر محمد معظم صاحب اسسٹنٹ سرجن پشاور	عہ
	فروخت جائداد	
۱	بابت قیمت مکان دارالعلوم واقع محلہ گولہ گنج لکھنؤ	۱۵۰۰
	چندہ وظائف طلبائے دارالعلوم ندوہ	
۱	جناب مولانا مولوی حبیب الرحمن خان صاحب رئیس بھیکن پور ضلع علیگڈھ (صہ ماہوار)	لـہ/
۲	جناب منشی محمد احتشام علی صاحب رئیس کاکوری ضلع لکھنؤ	ماعہ/

نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد رقم
۳	جناب منشی نثار الرحمن صاحب رئیس بڑاگاؤں ضلع بارہ بنکی	صہ/
۴	جناب سیٹھ حاجی محمد حنیف صاحب ۱۵۰ انگا پاٹانک اسٹریٹ مدراس	عشہ ۲۵
۵	جناب مولوی حمید الدین صاحب بی۔ اے۔ عربک پروفیسر ایم۔ سی کالج الہ آباد	سنہ ۳۰
	میزان کل مار صہ/	
	انعام تفسیر وحدیث	
۱	جناب مولوی محمد حفیظ اللہ صاحب نائب تحصیلدار پروا ضلع اناؤ	عنہ ۱۰/

چندہ ممبری

نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد چندہ
	(بذریعہ مولوی غلام محمد صاحب شملوی وکیل ندوہ)	
۱	جناب نواب فاخر احمد خان صاحب رئیس پانی پت	صہ
	(چندہ متفرق)	
۲	جناب سید انوار الرحمن صاحب نائب ناظم ریاست جے پور	صہ
۳	جناب سید فخر الحسن صاحب سب اسسٹنٹ سرجن سردار شہر ریاست بیکانیر	صہ
	میزان صعہ	

عام اغراض ندوۃ العلماء

نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد چندہ
	(بذریعہ مولوی غلام محمد صاحب شملوی)	
۱	جناب مولوی قاری عبد السلام صاحب انصاری پانی پت	عمار

نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد چندہ
۲	جناب قاضی محمد رزق اللہ صاحب پانی پت	عہ
۳	جناب منشی بقاء اللہ صاحب پانی پت	۸ر
۴	جناب سید نصیب علی صاحب "	۲ر
۵	جناب پیرجی عبد الحکیم صاحب سب انسپکٹر	عہ
۶	جناب منشی نثار حسن صاحب پٹواری "	۸ر
۷	دختر سید تفضل حسین صاحب مرحوم "	عمار
۸	جناب شیخ احمد جان صاحب تاجر پشمینہ "	۴ر
۹	جناب قاضی حمید حسن صاحب "	عہ
۱۰	چندہ متفرق در جامع مسجد بروز جمعہ "	ہے ۴ر
۱۱	معرفت چودھریان ٹھٹھیران بوقت وعظ مسجد ٹھٹھیران "	عــہ ۲ر
۱۲	جناب میاں حافظ محمد حنیف صاحب پسر عبد الوہاب صاحب گلی سنگتیان زیر قلعہ پانی پت	۸ر

نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد رقم
۱۳	جناب مولوی محمد یونس صاحب خلف مولوی سلامت اللہ صاحب پانی پت	عہ
۱۴	جناب بابو عبدالغنی صاحب بی۔اے وکیل کرنال	صہ۵
۱۵	قیمت تین عدد رکابی عطیۂ دختر جناب میر تفضل حسین صاحب پانی پت	عہ

چندۂ عام اغراض ندوۃ العلماء

نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد رقم
۱۶	جناب والدہ صاحبہ مشتاق حسین صاحب باغ میر صاحب سابق ممبر کونسل	سے
۱۷	جناب عزیز اللہ صاحب گوٹہ فروش سردار شہر ریاست بیکانیر	عہ

نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد رقم
۱۸	جناب منشی محمد فضل احمد صاحب سٹور کیپر سپلائی ٹرانسپورٹ سیالکوٹ بہ تقریب منگنی پسر خود مسمی نظیر احمد سلمہ	عنہ
۱۹	جناب خان بہادر محمد رمضان صاحب ریاست پٹیالہ	عہ
	میزان کل ماہ	سہ

فروخت کتب

کتب خانۂ ندوۃ العلماء

نمبر شمار	نام کتاب	تعداد رقم
۱	قیمت دو جلد شرائط الوسائط	۸ر

نمبر شمار	نام ملازمین مع عہدہ	شرح تنخواہ	ایام کارگزاری	میزان تنخواہ	کیفیت
۹	مولوی محمد یوسف صاحب مدرس	عـــہ/	۱۱ ماہ ۔ ۱۱ یوم	ما [illegible] ۱۵ ر ۲ پائی	
۱۰	مولوی فضل الرحمن صاحب مدرس	عـــہ/	۱۲ ماہ	ما للعـــہ	
۱۱	پنڈت لوکناتھ صاحب مدرس سنسکرت	عـــہ/	۶ ماہ ۔ ۴ یوم	ما [illegible] ۹ ر ۳ پائی	۵ دسمبر سنہ ۱۲ع کو آپ علیحدہ ہوئے
۱۲	سید عبدالجلیل صاحب فورتھ ماسٹر	عـــہ/	۱۲ ماہ	ما للعـــہ/	
۱۳	ماسٹر دین محمد صاحب تھرڈ ماسٹر	عـہ و عـــہ	۱۲ ماہ	ما [illegible]	آپ کا اضافہ [illegible] یکم دسمبر سنہ ۱۲ع سے ہوا
۱۴	ماسٹر فدا حسین صاحب مدرس ریاضی	عـــہ/	۹ ماہ	ما [illegible]	
۱۵	مولوی سید سلیمان صاحب	صـہ/	۳ ماہ ۔ ۷ یوم	ما [illegible] ۱۰ ر ۸ پائی	
۱۶	مولوی سلطان احمد صاحب مدرس عربی	عـــہ/	۱½ ماہ	[illegible] ۸ ر	
۱۷	مولوی قمر الدین صاحب مدرس عربی	عـــہ/	۱۱ ماہ ۔ ۲۳ یوم	ما [illegible] ۸ ر ۵ پائی	

نمبر	نام ملازمین مع عہدہ	شرح تنخواہ	مدت ملازمت سال گذشتہ	میزان تنخواہ سال گذشتہ	کیفیت
۱۸	منصور علی چپراسی	صہ؍	۱۲ ماہ	سنعہ	
۱۹	منشی سید علی صاحب محرر دار العلوم	عـہ؍	۱۴ ماہ ۱۱ یوم	للعہ ۱۱؍۳ پائی	
۲۰	ماسٹر صادق علی صاحب قائم مقام مدرس ریاضی	عـہ؍	یکماہ ۲۰ یوم	عـہ ۲؍۷ پائی	
۲۱	سراج الدین چپراسی	صہ و ۷؍	۱۱ ماہ ۲۳ یوم	لہ سہ ۱۱؍۵ پائی	یکم دسمبر سنہ ۱۲ء سے عہ ماہوار اضافہ ہوا۔
۲۲	منشی فضل حسین صاحب محرر معتمد صاحب دار العلوم	صہ؍	۳½ ماہ	معـہ ۸؍	
۲۳	شفیع بخش دربان	۷؍	۱۲ ماہ	معـہ؍	
۲۴	سید باقر حسین صاحب بی۔اے۔ایل۔ایل۔بی۔ سابق سکنڈ ماسٹر	سنعہ	۲۷ یوم	صہ ۲؍۴ پائی	
۲۵	سید عبد الجلیل صاحب قائم مقام محرر دار العلوم	صہ	۶ یوم	۱۵؍۵ پائی	
۲۶	مولوی شبلی صاحب متعلم مدرس	عـہ ۸؍ و عـہ / و عـہ	۰	۱ معـہ ۴؍۳ پائی	

نمبر شمار	نام ملازمین مع عہدہ	تنخواہ ماہوار	مدت ایام رخصت	رقم تنخواہ ایام رخصت	کیفیت
۲۷	منشی صفدر حسین صاحب محرر دار العلوم	عہ/	۳ ماہ - ۸ یوم	عسہ ۱۱/۱۰ پائی	
۲۸	ماسٹر نظور الحسن صاحب	للعہ/	۲۷ یوم	صسہ ۷/ ۱ پائی	
۲۹	سید علی حسن صاحب محرر دار العلوم	صعہ	۴ ماہ - ۱۶ یوم	مسہ ۴ پائی	
۳۰	سید محمد رضا صاحب قائم مقام مدرس ریاضی۔	عہ وصعہ	۲ ماہ - ۸ یوم	سہ ۱۳/۱ پائی	
۳۱	مولوی حافظ محمد یوسف صاحب متعلم مدرس	عہ ۸/ وعہ	۲ ماہ - ۸ یوم	سہ ۹/	
۳۲	منشی محمد سیٹے صاحب محرر دار العلوم	صہ/	۳ ماہ - ۲۰ یوم	سعہ ۵/۴ پائی	
۳۳	مولوی عبد الواحد صاحب قائم مقام مدرس	عہ وصعہ	۱۷ یوم	عہ ۱۳/۶ پائی	۳ یوم ستمبر بحساب عہ ۱۲/ ۱۴ یوم بحساب عہ/
۳۴	ماسٹر غنی محمد صاحب قائم مقام سکنڈ ماسٹر	للعہ	۲۷ یوم	لعہ ۲/۱ پائی	
				میزان	لعہ انما للعہ ۵/

نقشہ آمدنی ندوۃ العلماء لکھنؤ من ابتدائے یکم اپریل ۱۲ء لغایت ۳۱ مارچ ۱۳ء

نمبر	مد	رقم
۱	عطیۂ سرکار عالی والی ریاست حیدرآباد دکن خلد اللہ ملکہم	اللعہ ۳
۲	چندۂ رکنیت	الکالہ سہ ۱۲
۳	چندۂ وزیٹری	لکالعہ
۴	عطیات ندوۃ العلماء	ما للعہ ۱۳ /
۵	چندۂ عام اغراض ندوۃ العلماء	السہ عہ ۳ ۱۳ /
۶	زکوٰۃ	ما سہ ۲ /
۷	فروخت کتب روداد	عہ ۸ /
۸	ڈاک	۱۳ /
۹	چندۂ اشاعت اسلام	عصہ /
۱۰	قیمت طعام وزیٹران	لہ عہ ۸ /
۱۱	فروخت کتب کتبخانہ	۸ /
۱۲	امانت	سہ عہ
۱۳	میزان کل	صہ ما سہ ۳ ۱ /

نقشہ مصارف ندوۃ العلماء من ابتدائے یکم اپریل سنہ ۱۲ع لغایت ۳۱ مارچ سنہ ۱۳ع

مقدار	نمبر	تفصیل
الما معہ ۲ر۵ پائی	۱	تنخواہ ملازمین دفتر
السا ہیہ ۱۳ر	۲	تنخواہ وکلاء
ماریہ ۱۲ر	۳	سفرخرچ وکلاء
مارمعہ ۵ر۲ پائی	۴	تنخواہ ملازمین کتبخانہ
لہ للعہ ۳ر۴ پائی	۵	جلدبندی کتب
لہ سہ ۳ر	۶	خرید الماری کتبخانہ
سہ ۱۱ر۶ پائی	۷	سائرخرچ و متفرقات دفتر
مارے ۱۴ر۹ پائی	۸	ڈاک
ما معہ ۱۱ر۶ پائی	۹	طبع ندوہ
مالہ سہ ۱۰ر	۱۰	زکوٰۃ مدد خرچ یتیم خانہ کانپور
لعہ ماسہ ۱۵ر۹ پائی	۱۱	مصارف جلسہ سالانہ
صہ ۹ر۳ پائی	۱۲	مہمانداری
عہ ر	۱۳	سفرخرچ ارکان
صہ ر	۱۴	کرایہ مکان کتبخانہ
صہ مار للعہ ۱۱ر ۸ پائی	۱۵	میزان کل

غلط نامہ ۔ روداد جلسہ ندوہ ۱۹۱۲ء

نمبر صفحہ	نمبر سطر	غلط	صحیح
۱	آمدنی چندہ دار العلوم	[illegible]	[illegible]
۱۴	۱۹۴ ″	کادس ویپارٹمنٹ	کامرس ڈیپارٹمنٹ
۱۶	۱۹۷ ″	محمد عمر جو صاحب امرتسری	عبدالرحمن صاحب امرتسری
۲۳	۳۴ اشاعۃ اسلام	۶/	۶ پائی
۲۴	۵۵ ″	عبدالباسط	عبدالسباط
۲۸	جملہ میزان جرم ... وغیرہ	[illegible] ۷ پائی	[illegible] ۷ پائی
۴۱	فہرست عطیات ۱۹۱۲ء	[illegible] ۸ پائی	[illegible] ۱۰/ ۸ پائی
۴۵	۵۴ چندہ ممبری	ندارد	صہ/
۴۴	۵۴ چندہ ممبری	ندارد	صہ/
۴۹	۱۲۹ ″	ندارد	صہ/
۵۶	۲۵۱ ″	دو دفعہ درج کیا گیا	صرف ایکدفعہ [illegible]
″	″	بہول	بہلول
۵۶	۲۶۰ ″	ندارد	صہ/
″	۲۶۲ ″	ندارد	صہ/
۶۱	۳۴۴ ″	ندارد	صہ/
۶۴	۲۵ من ابتک یکم اپریل ۱۹۱۲ء چندہ وزیری	ندارد	عا/

نمبر صفحہ	نمبر سطر	غلط	صحیح
۶۴	۲۸ ″	ندارد	عا/
۶۶	۴۶ ″	ندارد	عا/
۶۶	۵۵ ″	ندارد	عا/
۷۰	۱۱۱ ″	عیایت احمد	عنایت احمد
″	۱۱۹ ″	ندارد	عا/
۷۷	۲۴۳ ″	ندارد	عا/
۸۰	۲۹۹ ″	قادری	قادیان
۸۱	۳۱۵ ″	حکیم عبدالحکیم	عبدالحلیم
۸۳	۳۵۶ ″	مولوی عبدالمجید	مولوی عبدالحمید
۸۸	۳۰ من ابتک یکم اپریل ۱۹۱۲ء عام اغراض	ندارد	عہ/
۹۷	۱۸۴ ″	۶/	۶ پائی
۹۸	۱۹۲ ″	ندارد	صہ/
۱۰۵	۲۹۰ ″	ندارد	عہ/
″	۲۹۹ ″	ندارد	۸/
۱۰۸	۳۳۹ من ابتک یکم اپریل ۱۹۱۲ء چندہ اغراض ندوہ	ندارد	سے/
۱۰۸	۳۴۵	ندارد	۱/
۱۱۲	۳۹۴	نشان آنہ ندارد	۸/

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینہون عن المنکر

روداد

جلسہ چہاردہم ندوۃ العلماء

منعقدہ

۳-۴-۵- اپریل سنہ ۱۹۱۵ع مطابق ۱۷- ۱۸- ۱۹- جمادی الاولیٰ سنہ ۱۳۳۳ھ

روز شنبہ و یکشنبہ و دوشنبہ واقع عمارت جدید دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

حسب ایمائے

مجلس انتظامی ندوۃ العلماء

عابد علیخان کی شاہی پریس لکھنؤ میں چھپی

کی خدمت مین اے معزز ارکان ندوۃ العلما، یہ اپیل کی جاتی ہی کہ رسالہ الندوہ کی توسیع اشاعت کیلئے سعی فرمائے، الندوہ آپکی مجلس کا آرگن ہی۔ اور آسکے اغراض و مقاصد اور مہتم بالشان کارنامون کی اشاعت کرتا ہے، اس لیے اے محترم ارکان! اگر آپ اپنے معزز احباب و اقارب کے حلقۂ اثر مین الندوہ کے لیئے سعی فرما کر صرف پانچ پانچ جدید خریدار پیدا کردین (جو جناب کے لیے ذرا بھی دشوار نہین) تو الندوہ پوری کامیابی سے ندوۃ العلما کی بہترین خدمات انجام دیسکتا ہے، اُمید ہے کہ یہ اپیل بے اثر نہ رہیگی، کیونکہ جناب ندوۃ العلما کے رکن انتظامی ہین، اسلیئے دوسرون سے زیادہ ندوۃ العلما کے ضروریات کا درد و احساس رکھتے ہین، اور ہم اسی احساس و فرض شناسی کے نام پر جناب سے اپیل کرتے ہین،

برکریمان کارہا دشوار نیست

خاکسار محمد اکرام اللہ خان ندوی اڈیٹر رسالۂ الندوہ

دفتر ندوۃ العلما،

لکھنؤ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلے علیٰ رسولہ الکریم

تمہید

ہندوستان ایک وسیع براعظم ہی جس مین قریبًا ۷ کرور مسلمان آباد ہین، یہ ایسی عظیم الشان تعداد ہی کہ آج دنیا مین کسی اسلامی حکومت کے زیر سایہ بھی اسقدر مسلمان موجود نہین ہین، ان ۷ کرور مسلمانون کی مذہبی و دنیوی ضرورتین قدرتًا اس قدر وسیع ہین کہ ان کا حصول بغیر اجتماعی قوت اور مسلسل جد وجہد کے ناممکن ہی، ہمارا زمانہ مقابلہ اور کشمکش کا زمانہ ہی اور مسابقت کے خیال نے اقوام عالم کے درمیان ایک عجیب طرح کا تصادم اعمال و تزاحم افکار پیدا کر دیا ہی، کوئی نہین کہہ سکتا کہ اس کشمکش کا کیا انجام ہوگا، البتہ اسقدر یقینی ہی کہ جن قومون مین ہمت، جوش، استقلال، عمل، اور عزم و حوصلہ زیادہ ہوگا، وہی اس میدان مسابقت مین کامیاب ہونگی، لیکن جو قومین تنگ حوصلہ، غافل، اور بے خبر ہین، اور گذشتہ عروج و ترقی کے غرور بیجا نے ان کو خواب شیرین مین مبتلا کر رکھا ہی، وہ آخر کار فنا ہو کر رہین گی اور ان کا بھی وہی حشر ہوگا جو آج سے پہلے دُنیا کی اکثر عظیم الشان تاریخی قومون کا ہوچکا ہی کیونکہ اِس دُنیا مین کمزور، ناتوان، اور ضعیف الارادہ قومون کو زندہ رہنے کا کوئی حق نہین حاصل ہی، بلکہ صرف وہی

قومین زندہ رہ سکتی ہین جو زندہ رہنا چاہتی ہین اَب مسلمانون کو اختیار ہو خواہ وہ اپنے اسلاف کا نمونہ بنکر اُس از دست رفتہ عروج کو حاصل کرین جس نے ان کو دُنیا مین ممتاز و سربلند کیا تھا، یا قناعت وکوتاہ ہمتی سے اپنے مستقبل کو بخت و اتفاق کے حوالہ کر کے بزرگون کی ہڈیون پر نوحہ گری اور مرثیہ خوانی اختیار کرین،

مسلمانون کے تنزل کا افسانہ اس قدر دھرایا گیا ہو کہ اَب بے مزہ ہو چکا ہو، لیکن کیا کیا جائے کہ ابھی تک مسلمانون نے اس سے عبرت و بصیرت نہین حاصل کی اس لیے یہ خشک و بیمزہ افسانہ ابھی بار بار دہرایا جائے گا، یہان تک کہ یا تو ہماری قوم بیدار ہو، یا (خدانخواستہ) وہ پیام اجل جو ایک دفعہ ہر قوم کے پاس آتا ہو، اسکو سیلاب فنا سے ہم آغوش کردے،

کہا جاتا ہو کہ مسلمانون کے تنزّل پر ماتم کرتے ہوئے کئی صدیان گذر چکین آخر اس شور و فغان کا نتیجہ؟ اور اس نالہ و فریاد کا مقصد؟ ہمکو تن بہ تقدیر اور رضا بقضا ہوکر خاموش ہو جانا چاہیئے اور دیکھنا چاہیئے کہ آئندہ پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہو، لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ اسلام کی یہ تعلیم نہین ہو اسلام نے ہمکو غور و فکر اور تدبر کا حکم دیا ہو، اور یہ بتایا ہو کہ خدا اُنہی کی مدد کرتا ہو جو آپ اپنی مدد کرتے ہین، یہ سچ ہو کہ ہمارا تنزّل آج سے شروع نہین ہوا، لیکن پہلے ابتداء تھی اَب انتہا ہو، یہ بھی سچ ہو کہ ہمارے نالہ و فریاد اور شور ماتم کی صدائین مدت سے کرہ ہوا مین گونج رہی ہین، لیکن پہلے مبالغہ تھا اور اَب واقعہ ہو، کون نہین جانتا کہ ایسی عالمگیر مصیبت مسلمانون پر کبھی نہین آئی، اُس زمانے مین یہ حالت تھی کہ اگر **بغداد** مین اُنکا **آفتاب اقبال** غروب ہوتا تھا تو **اُندلس** کے اُفق سے طلوع ہوتا تھا، اور جب اُندلس مین تاریکی پھیلتی تھی، تو وسط ایشیا کے میدانون، اور سواحل باسفورس کا ذرہ ذرہ اس نیر درخشان سے چمک اُٹھتا تھا، غرض مسلمانون کے اقبال کی کشتی اگر ایک جگہ ڈوبتی تھی تو

دوسری جگہ اُچھلتی تھی، مگر اب تو تمام دُنیائے اسلام مین تاریکی پھیلی ہوئی ہے اس لیے ہماری فریاد پہلے سے زیادہ پراثر اور ہمارا احساس ہمیشہ سے زیادہ نازک تر ہونا چاہیئے۔

غرض جب کہ مسلمانان عالم نکبت وادبار مین مبتلا ہین، توان کا سب سے پہلا فرض یہ ہونا چاہیئے کہ وہ اِس مصیبت سے نجات حاصل کرنے کی کوشش کرین، لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ تمام مسلمانان عالم کے لیئے ایک **نظام عمل** نہین بنایا جا سکتا، ہر جگہ کے حالات و خصوصیات جُداگانہ ہین، اِس لیئے ہم مُسلمانان ہند کو اپنا دائرہ عمل صرف ہندوستان تک محدود رکھنا چاہیئے، اور یہ غور کرنا چاہیئے کہ مسلمانان ہند کے ضروریات کیا ہین؟ اور یہان ہمکو ترقی و کامیابی کے جو وسائل حاصل ہین اُن سے ہم کیونکر فائدہ اُٹھا سکتے ہین؟

دُنیا مین جو قومین تجارت، دولت، صنعت وحرفت اور علم و فن کی ہر شاخ مین ممتاز ہین وہ **ترقی یافتہ** کہلاتی ہین، اِس بنا پر مسلمان بھی اگر ترقی کرنا چاہتے ہین تو اُن کا **یہ فرض** ہونا چاہیئے کہ وہ زندگی کے ہر شعبہ مین کامیابی کی راہین تلاش کرین اور اس کے بعد بحیثیت ایک مسلمان کے ترقی کرین، کیونکہ اگر مسلمان مُسلمان رہکر ترقی نہ کرین گے تو وہ ترقی مسلمانون کی نہوگی بلکہ کسی اور قوم کی ہوگی، اور یہ اسیوقت ممکن ہے جب مسلمان اپنی قومی روایات اور مذہبی علوم و فنون کے تحفظ کا معقول طریقہ سے انتظام کرین،

مذہبی **تعلیم و تربیت** کی ضرورت، اور قومی تاریخ کی حفاظت ایسا مسئلہ ہے جس پر کافی بحث ہو چکی ہے، اور جو کچھ اس موضوع پر لکھا جا چکا ہے، اس پر اب کسی اضافہ کی مطلق ضرورت نہین ہے، اس لیئے اب یہ سوال ہمارے سامنے نہین ہے، کہ مذہبی تعلیم کی ضرورت ہے یا نہین؟ بلکہ غور طلب یہ امر ہے کہ مذہبی تعلیم و تربیت کا انتظام کیونکر اور کس طریقہ سے کیا جائے؟ اِس موقع پر ہم اسی سوال کا مختصر جواب عرض کرین گے،

حقیقت یہ ہو کہ اوائل اسلام سے اب تک مسلمانون مین مذہبی تعلیم کا خاص طور پر اہتمام رہا ہو، ایسا کوئی زمانہ نہین گذرا جبکہ مسلمانون نے مذہبی تعلیم سے یکسر قطع نظر کرکے اس سے استغنا ظاہر کیا ہو، البتہ تغیر زمانہ کے ساتھ طریقہ تعلیم مین بھی ہمیشہ تغیر ہوتا رہا، جس زمانہ کی جیسی ضرورتین تھین، اُسی کے مطابق نظام تعلیم طیار کیا گیا، اور جب تک وہ ضرورتین باقی رہین، اسپر عمل ہوتا رہا، چنانچہ ہندوستان مین بھی ایک طریقہ تعلیم رائج تھا، لیکن چالیس پچاس برس کے اندر یہان جو تغیرات وانقلابات پیش آئے اُنھون نے حالات کو بالکل تبدیل کردیا، اب مذہبی تعلیم حصول معاش کا ذریعہ نرہی، اس لیئے حصول معاش کی ضرورت نے مسلمانون کو انگریزی تعلیم کی طرف متوجہ کردیا، اس کا قدرتاً یہ نتیجہ ہوا کہ مذہبی تعلیم کی طرف اعتنا نہین رہا، اس سے قطع نظر مذہبی علوم کی تحصیل وتکمیل مین اسقدر زمانہ صرف ہوتا تھا، کہ ہر شخص دُنیا سے بے نیاز ہوکر مذہبی تعلیم حاصل کرنے کی جرأت نہین کرسکتا تھا۔ اب دو ہی صورتین تھین یعنی یا تو مسلمانون کو انگریزی تعلیم سے قطعاً روک دیا جائے، یا مذہبی طریقہ تعلیم کی اصلاح کی جائے، **اول الذکر** صورت ناممکن تھی کیونکہ جو کوششین مقتضیات زمانہ کے خلاف کیجاتی ہین وہ ہمیشہ بے سود بلکہ ناکامیاب ثابت ہوتی ہین، اس لیے **دوسری صورت** پر عمل کرنا پڑا، چنانچہ چند روشن خیال اور زمانہ شناس علما کی طرف سے "اصلاح طریقہ تعلیم" کی آواز بلند ہوئی، اس تحریک نے آخرکار ایک مستقل حیثیت اختیار کرلی، جو مجلس **ندوۃ العلما** کی صورت مین ظاہر ہوئی، اس انجمن نے اصلاح طریقہ تعلیم کی ضرورت کو ملک پر ظاہر کیا، اور جیسا کہ دستور ہو، اس مفید تحریک کے متعلق بھی مخالفانہ وموافقانہ دونون ہی قسم کی صدائین بلند ہوئین، اور ندوۃ العلما کو زمانہ دراز تک طرح طرح کے مشکلات کا مقابلہ کرنا پڑا،

اصلاح طریقہ تعلیم کے متعلق ندوہ کی سالانہ رودادون اور تقریرون مین اسقدر بحث ہوچکی ہو

کہ اب اسکے اعادہ کی حاجت نہین ہی معمولی غور و فکر سے ہر شخص اسکو محسوس کرے گا کہ جب حالات تبدیل ہو گئے ہین، اور خورد نوش، لباس، وضع قطع، اسباب معاش، وسائل سفر، غرض جملہ طرق معاشرت مین غیر معمولی اور اہم تبدیلیان واقع ہو چکی ہین، وسائل آمد و رفت نے مسلمانون کو تمام اقوام عالم سے روشناس کر دیا ہی، اور جدید علوم نے مذہب مین فلسفہ کی آمیزش کر کے، خیالات مین عجیب تلاطم پیدا کر دیا ہی، مطابع کی آزادی اور حریت فکر نے تبادلہ خیالات کے لیے سہولتین بہم پہونچا دی ہین، اور علوم کی نشر و اشاعت کے وسائل پہلے سے زیادہ وسیع ہو گئے ہین، تو اس حالت مین یہ محض ناممکن ہی کہ ہم قدیم سطح پر قائم رہ سکین کیونکہ ان تمام حالات کا تقاضا ہی کہ طریقہ تعلیم مین بھی اصلاح کر کے مذہبی تعلیم کو زمانہ حال کے لیئے مفید و کار آمد بنایا جائے بس یہی سب سے زیادہ مہتم بالشان مسئلہ تھا جو ندوۃ العلماء کے قیام کا باعث ہوا، لہذا مذہبی تعلیم کا بہترین طریقہ وہ ہی جس کو ندوہ نے رائج کیا ہی"

ندوۃ العلماء کا سب سے پہلا اجلاس سنہ ۱۳۱۱ھ مین بمقام **کانپور** منعقد ہوا اس کے بعد وقتاً فوقتاً ہندوستان کے مختلف شہرون مین اس انجمن کا **سالانہ جلسہ** منعقد ہوتا رہا، کبھی کبھی بعض ناگزیر اسباب پیش آجانے سے دو سال تک کوئی جلسہ نہ ہو سکا، غرض گذشتہ اپریل سنہ ۱۹۱۵ء تک ندوۃ العلماء کے چودہ سالانہ اجلاس منعقد ہوئے، انمین سے تیرہ اجلاس ہائے سالانہ کی مفصل روداد ین چھپکر شائع ہو چکی ہین اور اب چودھوین اجلاس کی روداد ناظرین کی خدمت مین پیش کی جاتی ہی، اور اُنسے درخواست کی جاتی ہی کہ وہ بامعان نظر اس روداد کو ملاحظہ فرما کر **ندوۃ العلماء** کی ترقی و کامیابی کے لیے سعی فرمائین،
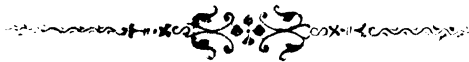
دار العلوم ندوۃ العلماء کی گذشتہ تاریخ اور اسکی ترقی کے اسباب و وسائل

روداد سالانہ کے مطالعہ سے ناظرین پر وضح ہوگا کہ اگرچہ مجلس ندوۃ العلماء کے متعدد مقاصد ہین، لیکن عدم فراہمی سرمایہ کی وجہ سے ابتک ان سب پر عمل نہو سکا، اس لئے آغاز کار سے ندوہ کی تمام کوششین اصلاح طریقہ تعلیم پر منحصر رہین، ابتداء مین کارکنان ندوہ کو کسی دار العلوم کے قائم کرنے کا خیال نہ تھا بلکہ صرف یہ مقصد تھا کہ ہندوستان مین جابجا جو عربی مدارس موجود ہین انکی اصلاح کیجائے اور مروجہ نصاب ضروری تغیر و تبدل کے بعد ان مدارس مین رائج کیا جائے اور ندوہ وقتاً فوقتاً اپنے مفید مشورون سے بانیان مدراس کی اعانت کرتا رہے، لیکن اس مقصد مین کامیابی نہین ہوئی اور تجربہ سے معلوم ہوا کہ لوگ ابھی عملی طور پر کسی اصلاح کے قبول کرنے کے لیئے تیار نہین ہین، اس لیئے یہ قرار دیا گیا کہ خود مجلس ندوۃ العلماء اپنے اہتمام و انتظام سے ایک دار العلوم قائم کرے جس مین اپنا مجوزہ طریقہ تعلیم رائج کر کے لوگون کے سامنے اپنے مقصد کا عملی نمونہ پیش کرے چنانچہ حسب تجویز مجلس انتظامی ندوۃ العلماء منعقدہ ۱۲- محرم ۱۳۱۳ھ ایک مفصل اسکیم "مسودہ دار العلوم" کے نام سے عام طور پر بغرض حصول آراء شائع کیگئی، اور قریباً تمام علماء اور دیگر تعلیم یافتہ صحاب نے قیام دار العلوم کی تجویز سے اتفاق ظاہر کیا اسکے بعد شوال ۱۳۱۳ھ کے اجلاس ندوہ منعقدہ بریلی مین یہ تجویز بالاتفاق منظور ہوگئی، اور تمام رائین جو قیام دار العلوم کی تائید مین موصول ہوئی تھین ایک مستقل رسالہ مین تجویز دار العلوم کے نام سے شائع کردی گئین، پھر مزید غور و مباحثہ کے بعد یہ طے ہوا کہ دار العلوم لکھنؤ مین قائم کیا جائے، اور اسکا ابتدائی درجہ کھولدیا جائے چنانچہ ابتدائی ضرورتون کے لیئے نوہزار دوسو روپیہ کو ایک مکان خرید کر ۹ جمادی الاولی ۱۳۲۶ھ مطابق ۲۶ ستمبر ۱۸۹۸ء

کو لکھنؤ مین دار العلوم کا افتتاح کر دیا گیا، لیکن ظاہر ہی کہ اُس مجوزہ دار العلوم کی وسیع ضرورتون کے لیئے جس کا خاکہ "مسودہ دار العلوم" مین شائع کیا گیا تھا یہ عمارت کافی نہ تھی چنانچہ چند ہی سال بعد ایک وسیع عمارت کی ضرورت نہایت شدت سے محسوس ہونے لگی لیکن سرمایہ کا مسئلہ سنگ راہ تھا اس مشکل کو ریاست بھاولپور کی برمحل فیاضی نے (جو پچاس ہزار روپیہ کی صورت مین ظاہر ہوئی) حل کر دیا اور لوکل گورنمنٹ نے بھی ایک خوش منظر اور وسیع قطعہ زمین دریائے گومتی کے قریب عطا فرما کر اپنی علم پروری کا ثبوت دیا، بلکہ ارکان ندوہ کی درخواست پر سر جان ہیوٹ بالقابہ لفٹنٹ گورنر ممالک متحدہ نے یہ بھی منظور فرمالیا کہ وہ دار العلوم کا سنگ بنیاد اپنے ہاتھ سے نصب فرمائین گے، چنانچہ ۲۸- نومبر سنہ ۱۹۰۸ء کو یہ رسم ادا کی گئی یعنی مشاہیر علماء، اُمرا اور مقامی معززین کی موجودگی مین ہز آنر نے دار العلوم کا سنگِ بنیاد نصب فرمایا، خان بہادر میر جعفر حسین صاحب نے نقشہ طیار کیا اور تعمیر کا سلسلہ شروع ہو گیا،

ہم اوپر بیان کر چکے ہین کہ دربار بھاولپور سے عمارت دار العلوم کے لیئے پچاس ہزار روپیہ عطا ہوا تھا، لیکن کام جاری ہو جانے پر معلوم ہوا کہ تکمیل عمارت کے لیے ابھی مزید روپیہ کی ضرورت ہی، اس بنا، پر ارکان انتظامیہ نے یہ مناسب خیال کیا کہ دار العلوم کی قدیم عمارت جو نو ہزار دو سو روپیہ مین خریدی گئی تھی اور جس مین بہت کچھ ترمیم و اضافہ ہو چکا تھا فروخت کر دی جائے، چنانچہ ۱۷. مارچ سنہ ۱۹۱۳ء کو عمارت مذکورہ پندرہ ہزار کو فروخت کر دی گئی، اور دار الاقامہ (بورڈنگ) دفتر اور کتب خانہ کرایہ کے مکانات منتقل کر دیا گیا، قریبًا ایک سال تک یہی صورت قائم رہی، اس کے بعد اپریل سنہ ۱۹۱۴ء مین دار العلوم و دار الاقامہ عمارت جدید مین منتقل ہو گیا،

دار العلوم کے قیام وتدریجی ترقی کی یہ مختصر تاریخ تھی جو عرض کی گئی، اب موجودہ حالت یہ ہی کہ عمارت جدید ابھی تک نامکمل ہی، اور اگرچہ اسپر تخمیناً ۰ ہزار روپیہ صرف ہوچکا ہی لیکن باین ہمہ اسکی تکمیل کے لیئے ابھی ۳۰ ہزار روپیہ کی اور ضرورت ہی جس کے بغیر عمارت کی تکمیل ناممکن ہی ضرورت ہی کہ یہ روپیہ سال روان مین فراہم ہوجائے ورنہ مجبوراً تعمیر کا کام بند کردینا پڑے گا اور ہمارے ناظرین خود فیصلہ کرسکتے ہین کہ یہ کس قدر افسوسناک امر ہوگا کہ ایک زیر تعمیر عمارت کو نامکمل حالت مین موسمی حوادث سے نقصان اُٹھانے کے لیے چھوڑ دیا جائے، اس کے علاوہ خود ہماری قوم کے لیے بھی یہ کچھ کم شرم کا باعث نہین کہ ایک نہایت مفید مذہبی تحریک اسطرح محض روپیہ نہونے سے ناکامیاب ہو،

مناسب معلوم ہوتا ہی کہ ندوہ کی **تکمیل مقاصد** کے متعلق جو ضرورتین بالفعل درپیش ہین ان کو ہم اس موقع پر بوضاحت قوم کے سامنے پیش کردین ورنہ اندیشہ ہی کہ ہم اپنے فرض کے ادا کرنے سے قاصر رہین گے چنانچہ وہ ضرورتین حسب ذیل ہین،

(۱) زیر تعمیر عمارت کے لیئے مزید تیس ہزار روپیہ فراہم کرنا تاکہ عمارت سال روان مین مکمل ہوجائے اور تعلیم وتربیت کے متعلق جو ضروری انتظامات پیش نظر ہین ان پر عمل کرنے کا موقع حاصل ہو،

(۲) **دار الاقامہ** کے لیئے بالفعل کم از کم ۲۵ ہزار روپیہ درکار ہی، اسوقت ندوہ کا کوئی دار الاقامہ (بورڈنگ) نہین ہی بلکہ عارضی طور پر زیر تعمیر درس گاہ کا نصف حصہ طلبہ کے قیام وسکونت کے لیے مخصوص کردیا گیا ہی، ظاہر ہی کہ یہ عمارت کا بیموقع استعمال ہی جو صرف نہایت مجبوری کی حالت مین جائز رکھا جاسکتا ہی، اس طریقہ بود وباش کا یہ نتیجہ ہی کہ تعلیم و تربیت کا انتظام معقول پیمانہ پر نہین ہوسکتا، اس لیئے یہ حالت زیادہ مدت تک قائم نہین

رکھی جاسکتی، اور اگر صرف موجودہ ضروریات کو پیش نظر رکھا جائے جب بھی سر دست پچیس کمرون کی ضرورت ہی اس لیئے اگر اس سال پچیس کمرے تیار نہو سکے تو سخت مشکلات کا سامنا ہوگا،

(۳) ندوہ کی جدید عمارت شہر کے باہر ہی یہان قرب وجوار مین کوئی مسجد نہین ہی ایک عظیم الشان مذہبی درسگاہ کے متعلق جہان طلبہ وعلماء کی ایک معقول جماعت ہر وقت رہتی ہو کسی مسجد کا نہونا کس قدر افسوسناک ہی، مسجد نہونے سے جو تکلیف ہی وہ شب و روز مین پانچ دفعہ محسوس ہوتی ہی، روداد کے مطالعہ سے ناظرین کو معلوم ہوگا کہ اس دفعہ اجلاس کے موقع پر مسجد کا سنگ بنیاد رکھ دیا گیا ہی اور کچھ روپیہ بھی فراہم ہوگیا ہی لیکن نہ اسقدر کہ اس سے مسجد کا کوئی معقول حصہ تعمیر ہو سکے، مجوزہ مسجد کا نقشہ مسجد نبوی کے مطابق تیار کیا گیا ہی اس طریقہ سے مسجد کا جو حصہ بھی تیار ہو جائیگا، وہ استعمال کیا جاسکے گا بالفعل ایک حصہ کی تعمیر کے لیئے پندرہ ہزار روپیہ کی ضرورت ہی، جس کے فراہم ہوجانے پر کام شروع کیا جاسکتا ہی تعمیر مسجد جس قدر خیر و برکت اور حصول ثواب کا باعث ہی۔ اس مین کس کو شبہ ہو سکتا ہی، اس لیئے ہمکو اُمید ہی کہ اس رقم کے فراہم کرنے کے لیئے کسی مزید تحریک کی حاجت نہو گی،

(۴) ندوۃ العلماء کے پاس ایک وسیع اور شاندار کتب خانہ ہی جو اپنی نوعیت کے اعتبار سے تمام صوبہ مین ممتاز ہی اس مین متعدد بیش بہا اور نادر الوجود کتابین موجود ہین جو کسی دوسری جگہ دستیاب نہین ہو سکتین، لیکن کس قدر تعجب کا مقام ہی کہ ندوہ کے پاس کتب خانہ کے لیے کوئی عمارت نہین، اور دار العلوم کی عمارت مین جو شہر کے باہر ہی گنجائش نہین، اسلیئے کتب خانہ اب تک دار العلوم سے قریبًا دو میل کے فاصلہ پر شہر کے اندر ایک کرایہ کے مکان مین ہی جس کا کرایہ ۱۲۰۰ للعہ سالانہ ندوہ کو اپنے خزانہ سے ادا کرنا پڑتا ہی، جو ندوہ کی مالی حالت

کے اعتبار سے ایک گرانقدر رقم ہی اس کے علاوہ سب سے بڑی دشواری یہ ہی کہ بعد فاصد کی وجہ سے ندوہ کے طلبہ و مدرسین کتب خانہ سے بآسانی فائدہ نہین اُٹھا سکتے، حالانکہ کتب خانہ قرب و بعد کو تعلیم سے بہت بڑا تعلق ہی اس لیئے کتب خانہ کا دار العلوم کے قریب ہونا نہایت ضروری ہی تاکہ طلبہ و مدرسین فرصت کے اوقات مین وہان جاکر تحقیق و مطالعہ مین مصروف رہین،

جو وسیع قطعہ زمین ندوہ کو عمارت کے لیے ملا ہی اسمین **تعمیر کتب خانہ** کے لیئے کافی گنجائش موجود ہی، اور اس دفعہ اجلاس سالانہ مین بھی یہ طے پایا ہی کہ شمس العلماء علامۂ **شبلی نعمانی** مرحوم کی یادگار کے طور پر کتب خانہ کی عمارت تیار کیجائے لہذا ارباب کرم اور قدردانان علم و فن سے اُمید ہی کہ وہ اپنے اسلاف کے دماغی نتائج کی حفاظت کے لیے بلند حوصلگی سے کام لین گے، اور اسقدر روپیہ فراہم کردین گے کہ ندوہ کا کتب خانہ کرایہ کے مکانات سے بے نیاز ہوجائے،

(۵) اب تک ہمنے ندوۃ العلماء کے متعلق جن ضروریات کا تذکرہ کیا ہی اس کا تمام تر تعلق **سلسلہ تعمیرات** سے ہی لیکن ہمارے ناظرین کو معلوم ہونا چاہیئے کہ دار العلوم، دار الاقامہ، مسجد، کتب خانہ، یہ سب چیزین صرف اسیوقت مفید و کارآمد ہوسکتی ہین جب قوم کے ہونہار نوجوانون کو ندوہ کی تعلیم و تربیت سے فائدہ اُٹھانیکا موقع حاصل ہو، موجودہ حالت یہ ہی کہ دار العلوم مین طلبہ کی تعداد کافی نہین ہی کیونکہ ندوہ زیادہ طلبہ کو وظیفہ اعانت نہین دے سکتا، ابتداء سے ندوہ مین یہ دستور رہا ہی کہ ارباب خیر طلبہ کے لیے ماہوار وظائف عطا کرتے ہین یہ روپیہ دار الاقامہ مین داخل ہوتا ہی اور اس سے غیر مستطیع طلبہ کے خورد و نوش کا انتظام کیا جاتا ہی، لیکن آجکل وظائف کی تعداد گھٹ گئی ہی، اس لیئے غیر مستطیع طلبہ دار العلوم کی تعلیم سے

فائدہ نہین حاصل کر سکتے،

دارالاقامہ کی فیس طلبہ سے تے روپیہ ماہوار وصول کی جاتی ہے اس رقم مین طلبہ کے قیام وطعام اور روشنی وغیرہ کے مصارف بھی داخل ہین، لہذا برادران اسلام سے درخواست ہے کہ وہ ماہوار وظائف جاری فرماکر اپنی قوم کے حاجت مند اور ہونہار نوجوانون کو تعلیم حاصل کرنے کا موقع دین ایک وظیفہ کی مقدار چھ روپیہ ماہوار ہے لیکن اگر کوئی صاحب اس سے کم رقم مقرر فرمائین گے تو وہ بھی نہایت شکریہ سے قبول کیجائے گی،

(۶) دارالعلوم کی روز افزون تعلیمی وانتظامی ضروریات کے لیے ایک مستقل سرمایہ کی ضرورت ہے قیام دارالعلوم کے وقت کوئی سرمایہ نہین جمع کیا گیا بلکہ عام چندون کے اعتبار پر کام شروع کر دیا گیا اور اب تک یہی حالت قائم ہے، مستقل سالانہ آمدنی دس ہزار سے زیادہ نہین جو دارالعلوم کے وسیع اخراجات کے مقابلہ مین قطعًا ناکافی ہے، اعلیٰ درجہ کی تعلیم وتربیت کے لیئے جو دارالعلوم کا نصب العین ہے قابل اساتذہ اور بہترین ساز وسامان کی ضرورت ہے، جو بغیر معقول آمدنی کے ممکن نہین، عربی علم ادب اور انگریزی کا اسٹاف کافی ہے کیونکہ لوکل گورنمنٹ جو پانچسو ۵۰۰ روپیہ ماہوار عطا کرتی ہے وہ اسی صیغہ مین صرف کیا جاتا ہے، لیکن مذہبی تعلیم وتربیت کے مصارف تمامتر عام چندے پر منحصر ہین، جسکی مقدار اسقدر ناکافی ہے کہ ہمیشہ مشکلات کا سامنا رہتا ہے، اگر یہی حالت باقی رہی تو مذہبی ودنیوی صیغہ کا توازن قائم نہین رہ سکتا یہ صورت واقعہ نہایت قابل توجہ ہے لہذا قوم کا فرض ہے کہ وہ سنجیدگی سے اس مسئلہ پر غور کرے کہ دارالعلوم کا موجودہ حالت تک پہونچکر اسطرح ناکام رہنا کس قدر شرم اور افسوس کا مقام ہے،

ہمارے باخبر ناظرین کو معلوم ہوگا کہ جب ۱۳۱۲ھ مین دارالعلوم کا خاکہ تیار کیا گیا

تو اس وسیع کاروبار کی اہمیت کے لحاظ سے قوم سے دس لاکھ روپیہ کا مطالبہ کیا گیا تھا جو
بالکل بجا تھا مگر اس لحاظ سے کہ گذشتہ بیس سال کے اندر حالات مین غیر معمولی تغیر
پیدا ہو گیا ہی نیز مسلمانون نے باعتبار احساس و بیداری نمایان ترقی کی ہی دس لاکھ روپیہ
کا مطالبہ زیادہ اہم نہین لیکن با این ہمہ ارکان ندوہ بالفعل صرف موجودہ ضروریات کیلیے
ایک چھوٹی سی رقم چاہتے ہین کیا جس قوم نے دو تین سال کے اندر مسلم یونیورسٹی اور
مجروحین جنگ طرابلس و بلقان کے لیے ایک کرور سے زیادہ روپیہ چندہ مین دیدیا اسکے
نزدیک ایک مذہبی دار العلوم کی اہم ضروریات کے لیے ایک دو لاکھ روپیہ فراہم کر دینا
ناممکن ہی؟

ہمکو اُمید ہی کہ برادران اسلام ہمارے معروضات پر غور فرما کر وقت و موقع کی اہمیت
کو محسوس کرین گے نیز اسلامی اخبارات جو حسیات اسلامیہ کے بہترین مظاہر ہین روداد کے
اس حصہ کو شائع فرما کر قوم کو ندوہ کی ضروریات پر توجہ دلائین گے تاکہ قوم کے جو توقعات ندوہ
سے وابستہ ہین وہ قریب ترین زمانہ مین حاصل ہو سکین'

این چنین در سگہ شرع بہ این حال تباہ — خود بہ بینید و بپرسید کہ چون می باید
فرصت از دست بشد ہرچہ کنی زود بکن — این نہ کارے کہ در و صبر و سکون می باید
این چنین کار بہ تمکین و سکون بر ناید — اندکے نیز درین شیوہ جنون می باید

کار ملت نہ بہ افسانہ و افسون باشد
سینۂ سوختۂ و درد درون می باید

تجویز اجلاس سالانہ ندوۃ العلماء

۱۰ جنوری ۱۹۱۶ء کو ندوہ کی مجلس انتظامیہ نے یہ طے کیا کہ اس سال ندوۃ العلماء کا سالانہ اجلاس خود ندوۃ العلماء کے مرکز لکھنؤ مین ۳-۴-۵- اپریل ۱۹۱۶ء کو منعقد کیا جائے، اسی مجلس مین یہ بھی طے ہوا کہ اجلاس سالانہ کے ضروری انتظامات کے لیئے ایک استقبالیہ کمیٹی قائم کیجائے اور تمام مقامی ارکان و دیگر معززین شہر سے درخواست کی جائے کہ وہ اس کمیٹی کی ممبری قبول فرمائین، استقبالیہ کمیٹی کو یہ اختیار دیا گیا کہ ہر انتظامی صیغہ کیلئے علیحدہ علیحدہ سب کمیٹیان قائم کرکے اِن کے لیے ایک ایک سکرٹری منتخب کرلے، اِن انتظامات کے لئے جلسۂ انتظامیہ نے بالاتفاق مولوی سید ظہور احمد صاحب بی۔ اے ایل ایل بی وکیل ہائی کورٹ کو مجلس استقبالی کا سکرٹری اور مولانا حکیم سید عبد الحی صاحب و حکیم محمد عبد الرشید صاحب کو جوائنٹ سکرٹری منتخب کیا، جس کو اِن حضرات نے بخوشی قبول فرمالیا، ناظم صاحب ندوۃ العلماء کو اختیار دیا گیا کہ وہ مصارف جلسہ کے لیے دو ہزار روپیہ تک استقبالیہ کمیٹی کو دے سکتے ہین۔

مجلس استقبالی

۲۰ جنوری کو مولوی سید ظہور احمد صاحب کے مکان پر استقبالیہ کمیٹی کا پہلا جلسہ منعقد ہوا جس مین بالاتفاق یہ طے ہوا کہ معزز اصحاب کو خطوط لکھکر استقبالیہ کمیٹی مین شرکت کے لیے استدعا کی جائے چنانچہ معززین شہر کی ایک فہرست جلسہ مین پیش کیگئی جو بالاتفاق منظور ہوئی، اور تمام معزز اصحاب کو خطوط لکھے گئے، جن مین سے اکثر حضرات نے نہایت خوشی سے کارکنان ندوہ کی درخواست کو منظور فرماکر استقبالیہ کمیٹی کی ممبری قبول فرمائی ۲۰ جنوری

کے بعد استقبالیہ کمیٹی کے چار اجلاس ۱۰ و ۲۱ و ۲۵ و ۲۹ مارچ ۱۹۱۵ء کو زیر صدارت جناب مولوی **نظام الدین حسن** صاحب بی اے۔ بی ایل سابق ڈپٹی کمشنر یا رو جناب **شیخ فرزند علی** صاحب وکیل لکھنؤ منعقد ہوئے جسمین اجلاس سالانہ کے انتظامات کے متعلق تمام ضروری تجاویز پر غور کیا گیا ہر شخص کے فرائض متعین کیئے گئے اور ہر صیغہ کے لیے جداگانہ ایک ذمہ دار شخص کا انتخاب کیا گیا، یہ امر باعثِ مسرت ہی کہ تمام صحاب نے نہایت مستعدی و سرگرمی سے اپنے متعلقہ فرائض کو انجام دیکر ارکان ندوہ کو منت پذیری و شکر گذاری کا موقع دیا،

اجلاس کا اعلان اور وفود کی روانگی

تجویز اجلاس سالانہ کے بعد دفتر ندوۃ العلماء سے قریبًا پندرہ سو دعوتی خطوط تمام اضلاع ہند کے مقتدر اور با اثر صحاب، اڈیٹران اخبارات، اور علما کی خدمت مین روانہ کیئے گئے اور اُن سے اجلاس سالانہ مین شرکت کی درخواست کی گئی، روزانہ اخبارات مین جلسہ کا اعلان کیا گیا، اور ہزارون اشتہارات مختلف مقامات مین شائع کیے گئے، لکھنؤ اور قریب قریب کے اضلاع مین جلی قلم اعلان چسپان کیے گئے، اور طلبائے دار العلوم کے چار وفد **اضلاع اودھ روہیلکھنڈ** مین ٹکٹ فروخت کرنے اور عام مسلمانون کو اجلاس مین مدعو کرنے کے لیئے روانہ کیے گئے چونکہ اس دفعہ انجمن حمایت الاسلام کے سالانہ جلسے کی وجہ سے پنجاب کے اکثر مہمانون کے تشریف لانے کی اُمید نہ تھی، اور خود ندوۃ العلماء کے سالانہ اجلاس مین بھی چند روز باقی رہ گیے تھے، اس بنا پر طلبہ کو صرف قریب ترین مقامات مین دورہ کی اجازت دیگئی اور انکی کوششین صرف چند اضلاع تک محدود رہین، تاہم بلحاظ حالات موجودہ کوئی وفد ناکامیاب نہین رہا، کیونکہ طلباء نے قریبًا تین سو روپیہ کے ٹکٹ اِس قلیل

مدت مین فروخت کرلیئے ارکان ندوہ شکرگذار ہین کہ طلبہ جن جن مقامات پر گئے وہان کے
با اثر صحاب نے اُن کے کام سے علی ہمدردی کا اظہار کیا اور ہر طریقہ سے انکی اعانت کی،

ارکان ندوۃ العلماء اور انجمن صلاح کا باہمی تصفیہ

چونکہ معاملات ندوۃ العلماء کے متعلق قریبًا دو سال سے ملک مین اختلاف پھیلا ہوا تھا،
اس لئے بجا طور پر یہ اندیشہ پیدا ہو گیا تھا کہ اس دفعہ ندوۃ العلماء کا سالانہ اجلاس مسلمانون کی
بدقسمتی کا عبرت انگیز منظر اور اُن کے ادبار کی تماشا گاہ ہوگا جہان مسلمانون کے دو تعلیم یافتہ گروہ
باہم دست و گریبان نظر آئین گے، اس خیال نے دردمندان اسلام کو بیچین اور مضطرب کر رکھا
تھا لیکن خدا کا شکر ہی کہ عین مایوسی و اضطراب کے عالم مین اُمید کی روشنی چمکی، یعنی ابھی
اجلاس مین کم و بیش پندرہ روز باقی تھے کہ **صلح کی سلسلہ جنبانی** شروع ہوگئی، اگرچہ مسلمانونکی
بدقسمتی نے اسدرجہ مایوس کر دیا ہی کہ کسیطرح یہ توقع نہین تھی کہ اس گفتگو کا خاتمہ بخیر ہوگا، لیکن با اینہمہ
انجام کا انتظار تھا، بحمداللہ کہ یہ حالت منتظرہ زیادہ دیر تک قائم نہین رہی، اور آخر کار ۱۳۔ مارچ
کی وہ تاریخی رات آگئی، جسکی صبح صادق سے دارالعلوم مین **دور جدید کا آغاز** ہوا،

اس اجمال کی تفصیل یہ ہی کہ فریقین کی طرف سے پانچ پانچ وکلاء تصفیہ باہمی کیلیئے
منتخب کیئے گئے تھے، چنانچہ حسب قرارداد ۱۳۔ مارچ کی شب کو ارکان انتظامیہ کے وکلاء
یعنی جناب مولانا حکیم سید عبدالحی صاحب و جناب منشی محمد احتشام علی صاحب و جناب آنریبل
مسٹر محمد نسیم صاحب ایڈوکیٹ و جناب سید ظہور احمد صاحب بی اے ایل ایل بی اور جناب حکیم
عبدالرشید صاحب دارالعلوم کی جدید عمارت مین جمع ہوئے، اور انجمن صلاح کی طرف سے
جناب حاذق الملک حافظ حکیم محمد اجمل خان و جناب صفی الدولہ حسام الملک نواب سید علیحسن خان

وجناب مولانا ابوالکلام آزاد وجناب بابو نظام الدین صاحب رئیس امرتسر اور جناب ڈاکٹر ناظر الدین حسن صاحب بیرسٹرایٹ لا تشریف لائے، ان تمام حضرات کے جمع ہونیکے بعد معاملات ندوہ پر گفتگو شروع ہوئی جو نہایت اطمینان وسکون خاطر سے دیرتک جاری رہی، آخرالامر **دستور العمل ندوۃ العلما** میں ضروری تغیر وتبدل کیا گیا، دارالعلوم ندوہ کے تعلیم یافتہ اصحاب میں سے پانچ ارکان کا انتخاب منظور کیا گیا، اور اسیطرح تمام مختلف فیہ مسائل کا اطمینان سے فیصلہ ہو گیا، درحقیقت یہ مسلمانوں کی نہایت خوش قسمتی ہی کہ خدا نے فریقین کے دلون کو صلح کے لیے جھکا دیا اور ندوہ کی ضرب المثل دیرینہ کشمکش کا غالبًا ہمیشہ کے لیے خاتمہ ہو گیا، جدید دستور العمل جو آخری مرتبہ ضروری ترمیمات کے بعد منظور کیا گیا ہی عنقریب شائع کیا جائیگا جس سے ناظرین کو موجودہ تغیرات کے متعلق صحیح معلومات حاصل ہو سکین گے،

اجلاس سالانہ کا انتظام

صلح کا ایک نمایان اثر یہ ظاہر ہوا کہ یکم اپریل کی صبح سے ہر طبقہ کے مقتدر اصحاب اجلاس سالانہ کو کامیاب بنانے اور ہر قسم کے خدمات انجام دینے کے لیے ہمہ تن مستعد نظر آتے تھے، ضروری انتظامات کی تقسیم ہو چکی تھی، چنانچہ اسٹیشن پر مہمانون کے **استقبال کا انتظام** منشی محمود علی صاحب سوداگر امین آباد کے متعلق تھا جنکی اعانت کیلئے طلبائے دارالعلوم کی ایک جماعت ہمیشہ اسٹیشن پر موجود رہتی تھی، جہانتک ہمکو معلوم ہی انتظام نہایت معقول تھا اور کسی مہمان کو شکایت کا موقع نہین ملا۔ کھانے کا انتظام حاجی قطب الدین صاحب مالک نامی پریس، محمد کامل صاحب تاجر چکن اور سید حسن شاہ صاحب کے ذمہ تھا، جنکی مدد کیلئے ہر وقت متعدد اشخاص موجود رہتے تھے، ان حضرات نے چار روز تک نہایت

خوش اسلوبی سے اِس خدمت کو انجام دیا، حالانکہ اجلاس کا مقام شہر سے فاصلہ پر واقع تھا' اِس لیئے قدرتاً انتظام مین دشواریان پیش آتی رہین، لیکن خوش قسمتی سے مہمانون کو اِن دشواریون کا اثر محسوس نہین ہوا اور ہر کام اپنے وقت پر انجام پاتا رہا' اجلاس کی ترتیب و آرائش، فراہمی سامان' اور روشنی کا انتظام خواجہ سید رشید الدین صاحب نے قبول فرمایا تھا۔ یہ انتظام اسقدر مکمل تھا کہ کسی کو شکایت نہین پیدا ہوئی' مہمانون کے آرام و آسائش کے متعلق ہر چیز پہلے سے فراہم کر لیگئی تھی' جو کافی مقدار مین موجود رہتی تھی' جلسہ گاہ کی ترتیب و زیبائش کے انتظام مین طلبائے دار العلوم بھی شریک غالب تھے' اور اُنھون نے نہایت محنت و دلسوزی سے اس خدمت کو انجام دیا۔

لکھنؤ کے مشہور خاندانی طبیب حکیم محمد عبد الرشید صاحب و حکیم محمد عبد الحمید صاحب کے زیرِ نگرانی مہمانون کے آرام و آسائش کے لیے اجلاس کے احاطہ مین دواخانہ بھی قائم کیا گیا تھا' یہان ہر قسم کی مفرد و مرکب دوائین مہیا کیگئی تھین' یہ امر خاص طور پر قابل ذکر ہی کہ حکیم محمد عبد الرشید صاحب نے مہمانون سے ادویہ کی قیمت قبول نہین کی' بلکہ خود اِن تمام مصارف کو برداشت کیا' اور اس کے علاوہ دیگر انتظامات مین بھی حصہ لیکر اپنے قیمتی وقت کا اکثر حصہ مہمانونکی خدمت کیلئے وقف کر دیا۔

دفتر واقفیت عامہ کا انتظام حکیم محمد عبد الحسیب صاحب و خواجہ سید اصغر حسین صاحب کے متعلق تھا یہان سے مہمانون کے متعلق ہر قسم کے ضروری معلومات حاصل کیئے جا سکتے تھے۔

اجلاس کے احاطہ مین ٹکٹ گھر بھی قائم کیا گیا تھا جسکی نگرانی اور حساب کتاب کی ذمہ داری جناب منشی شیخ فرزند علی صاحب وکیل لکھنؤ نے قبول فرمائی تھی'

اجلاس کے باہر طلبائے دارالعلوم نے بھی انجمن المعین کی طرف سے حسب معمول دوکان قائم کی تھی، جہان مہمانون کیلئے موسمی فواکھات چائے، شربت، لیمونیڈ وغیرہ کا انتظام کیا گیا تھا، اِس دوکان کا تمام انتظام طلبا، کے ہاتھ مین تھا جو نہایت سلیقہ وصفائی سے باقاعدہ طور پر اپنے متعلقہ فرائض کو انجام دیتے تھے،

کارکنان ندوۃ العلما، ممنون ہین کہ تمام حضرات نے شب و روز مصروف رہکر نہایت دلسوزی وہمدردی سے اپنے اپنے خدمات کو انجام دیا خصوصًا مولوی سید ظہور احمد صاحب بی اے سکرٹری استقبالیہ کمیٹی کی مخلصانہ ہمدردی خاص طور پر قابل شکریہ ہی کیونکہ جناب ممدوح نے باوجود کثرت اشغال ہر قسم کی ذمہ داری اور عام نگرانی کو قبول فرما کر کارکنان ندوہ کو بڑی حد تک اہم ذمہ داریون سے سبکدوش کردیا، ہمکو مولوی سید ظہور احمد صاحب کے اِن مخلصانہ خدمات پر ذرا بھی تعجب نہین، کیونکہ آپ ہمیشہ سے ندوہ کے ایک سرگرم رکن ہین اور ہر موقع پر ندوۃ العلما، کے تمام معاملات مین آپ نے عمیق دلچسپی کا اظہار کیا ہی،

مہمانون کی آمد اور اُن کا انتظام آسائش

یکم اپریل کی صبح سے مہمانونکی آمد شروع ہوگئی جس کا سلسلہ اجلاس کی آخری تاریخ یعنی پانچوین اپریل تک جاری رہا۔ مہمانونکے قیام وطعام کا انتظام دارالعلوم کی جدید عمارت اور اس کے وسیع احاطہ مین کیا گیا تھا، اور عمارت جدید کا نو تعمیر ہال جلسہ کے لیے تجویز کیا گیا تھا جس مین تخمینًا پانسو کرسیان موجود تھین گیلریون مین بھی نشست کا انتظام کیا گیا تھا جہان تک ہمکو معلوم ہی یہ انتظام راحت بخش و قابل اطمینان تھا۔ نووارد مہمان جب قیام گاہ پر پہونچتے تھے تو سب سے پہلے ندوہ کی باہمی کشمکش ان کو تحقیق حالات پر آمادہ کرتی تھی،

اور جب اُن کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ تمام معاملات کا بوجوہ احسن فیصلہ ہوگیا، اور اَب کسی قسم کا اختلاف باقی نہین رہا تو اُنکی مسرت کی کوئی حد نہین رہتی تھی، الغرض وہ فریقانہ جوش جس کو ہر شخص اپنے دلمین لیکر آیا تھا آغاز اجلاس تک رخصت ہوچکا تھا،

عدم شرکت اجلاس سالانہ پر اظہار تاسف اور معذرت کے خطوط

جن معزز صحاب کی خدمت مین اجلاس ندوۃ العلمار کی شرکت کے لیئے دعوتی خطوط روانہ کیئے گئے تھے انمین سے بعض صحاب کسی مجبوری یا مصروفیت کی وجہ سے شریک اجلاس نہوسکے اور خطوط کے ذریعہ سے اظہار افسوس کیا انمین سے چند خطوط کا ضروری اقتباس یہان درج کیا جاتا ہے،

(۱)

جناب مخدومی و مکرمی مولوی محمد خلیل الرحمان صاحب ناظم ندوۃ العلمار لکھنؤ،

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ،

گرامی نامہ مطبوعہ رقمزدہ ۱۰ ماہ حال کا بہت بہت شکریہ قبول فرمائیے، جس مین جناب نے مہربانی سے آئندہ اجلاس ندوہ مین خاکسار کو مدعو فرمایا ہی، اِس اجلاس مین شریک ہونے سے مجکو بہت زیادہ خوشی ہوتی، لیکن اپنی متواتر علالتون کے باعث خصوصاً پچھلی سخت علالت کیوجہ سے جس کا سلسلہ ابھی تک بدستور چلا جاتا ہی، مین اس جلاس مین شرکت سے قطعاً قاصر و مجبور ہون، اور مجکو امید ہی کہ جناب والا بھی شرکت سے معذور تصوّر فرما کر معاف فرمائین گے تاہم میری دلی خواہش ہی اور خداوند تعالیٰ کی درگاہ مین دعا ہی کہ اِس اجلاس مین تمام باہمی اختلاف رفع ہون، اور ندوہ کے مقاصد کی کامیابی کے لیئے کوئی بہترین صورت نکل آئے، اور

یہ اجلاس ہر طرح کامیاب ثابت ہو، آمین،

خاکسار مشتاق حسین (نواب وقار الملک)   امروہہ ۱۲۔ مارچ ۱۹۱۵ء

(۲)

جناب مولانا حافظ محمد فضل حق صاحب پرنسپل مدرسہ عالیہ رامپور تحریر فرماتے ہین

"اسمین کوئی شبہہ نہین کہ یہ جلسہ بعض خصوصیات سے بہت اہمیت رکھتا ہے۔ لیکن مجبوری یہ ہے کہ اسوقت مرض طاعون کی یہان شدت ہے، علاوہ دیگر اعزہ و اقارب کے میری دختر سخت علیل ہے ایسی حالت مین کسی طرح مکان مین سے علیحدہ ہونا مناسب نہین معلوم ہوتا ہے امید ہے کہ اس موقع پر میری غیر حاضری محض مجبوری پر مبنی سمجھی جائے گی۔ فقط والسلام۔

(۳)

گرامی نامہ جناب نواب عبد الصمد خان صاحب بہادر رئیس چھتاری

عنایت و کرمفرمائے مخلصان مولانا محمد خلیل الرحمن صاحب دام عنایتکم،

بعد اشتیاق ملاقات کے دعا نگار ہون عنایت نامہ نمبری ۱۰۹۰ باطلاع جلسہ چہاردہم ندوۃ العلماء (بمقام لکھنؤ) بہ تعین تاریخ ۳-۴-۵-اپریل آیا۔ نہایت مشکور کیا، مین اس جلسہ مین بخوشی تمام شریک ہوتا، اور دلچسپی لیتا، مگر ان تاریخون پر پہلے سے دوسرے کام مین حصہ لینے کا وعدہ کر لیا گیا ہے، اس لئے مجبوری ہو گئی، اسکا مجکو بہت افسوس ہے، زیادہ شوق ملاقات فقط۔

(۴)

جناب خان بہادر نواب سید نصیر الدین احمد صاحب رئیس بہار ضلع پٹنہ تحریر فرماتے ہین،

شرکت اس جلسہ کی باعث اعزاز سمجھتا ہون مگر بمقتضائے عمر ضعف ناتوانی۔ اور دائمی علالت کے نقل و حرکت مین سخت دشواری ہے اسی وجہ سے کسی جلسہ مین شرکت کا اتفاق

نہین ہوتا۔ اگر مجھ مین صلاحیت ہوتی توبسر وچشم شرکت کو حاضر تھا۔ آپ حضرات سے بوجہ مجبوری ومعذوری اپنی عدم شرکت کی معافی چاہتا ہون، والعذر عند کرام الناس مقبول،

(۵)

شمس العلماء مولانا ابو محمد عبدالحق صاحب مصنف تفسیر حقانی ہیڈ مولوی مدرسۂ عالیہ کلکتہ تحریر فرماتے ہین:۔

مولانا المکرم۔ السّلام علیکم

حضرت کا مفاخرت نامہ پہونچا، ممنون فرمایا، مئی کی ۱۶ کو تعطیل ہوگی اور آجکل سالانہ امتحان کی تیاری، کیونکر شریک ہوسکتا ہون،

(۶)

جناب مولوی محمد حبیب اللہ صاحب مدار المہام ریاست کدورا تحریر فرماتے ہین۔

نامہ عنایت بغرض شرکت اجلاس ندوۃ العلماء صادر ہوکر باعث مشکوری ہوا، افسوس ہی کہ بوجہ علالت حاضری سے معذور رہون اُمید ہی کہ آپ اس مجبوری کو معاف فرمائین گے،

خاکسار حبیب اللہ۔

۲۹۔ مارچ ۱۹۱۵ء

(۷)

ندوہ کے قدیم ہمدرد مولانا عبدالسبحان صاحب تاجر رئیس مدراس تحریر فرماتے ہین،

میری صحت چند دن سے خراب ہی اس لیئے مین شریک ہونے سے بالکل قاصر ہون، مگر اُمید رکھتا ہون کہ جلسہ بفضلہ اچھا ہوگا، اور کامیابی ہوگی، میرے مکرم دوست جناب سید عبدالقادر صاحب عرف جیلانی صاحب جلسہ مین شریک ہونے والے ہین اُن کا شریک ہونا گویا تمام

مدراس کا شریک ہونا ہی،

(۸)

جناب مولوی حاجی محمد دین صاحب چیف جج وڈائرکٹر سر رشتۂ تعلیمات ریاست بہاولپور،
اپنے ایک گرامی نامہ مین تحریر فرماتے ہین۔

"ایک عریضہ جناب سید عبدالحی صاحب کی خدمت مین بھیجا ہی جس مین اپنی عدم
شمولیت کی وجہ ظاہر کر کے معافی طلب کی ہی کیا کیا جائے جلسۂ انجمن حمایت اسلام اور جلسۂ
ندوۃ العلماء کی ایک ہی تاریخون نے محروم رکھا ہی کہ مین جلسۂ ندوہ مین شامل نہ ہو سکا، جناب
ڈاکٹر محمد الدین صاحب افسر تصریفات جلسۂ ندوہ مین شامل ہون گے، اور اُمید ہی کہ جناب مولانا
مولوی حاجی رحیم بخش صاحب بہادر پریسیڈنٹ کونسل ریاست بھی شامل جلسہ ہون،

(۹)

گرامی نامہ جناب مرزا محمد ظفر اللہ خان صاحب سب جج درجۂ اوّل سیالکوٹ۔

حضرتِ مولانا والانامہ بجواب عریضہ نیاز شرف صدور لایا مین حاضری لکھنؤ کیلئے
بالکل تیار تھا، لیکن پہلے جیسا کہ عرض کیا تھا، بہت دن مین بیمار رہا جس سے طبیعت
کمزور ہو گئی ہی، اب پھر مجھے دورہ دردسر کی سخت تکلیف ہوئی اس سے اور زیادہ نحافت
ہو گئی ہی، اور اس قدر طویل سفر سے خوف معلوم ہوتا ہی، اس لیئے اِسوقت کی حاضری
سے معذور ہون۔ معاف فرمایا جاؤن،

(۱۰)

جناب مولانا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب تحریر فرماتے ہین،

جناب من، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گرامی نامہ دعوتی جلسہ کا پہونچا، چونکہ پنجاب مین حمایت اسلام کا جلسہ اُنھی تاریخون مین ہی اس لیئے شرکت مشکل ہے،

امیدوار معافی

خاکسار

ابوالوفا ثناء اللہ

امرت سر

مندرجۂ بالا معزز صحاب کے علاوہ اور بھی خطوط موصول ہوئے ہین جس مین شرکت اجلاس سالانہ سے معذوری اور عدم شرکت پر اظہار تاسف کیا گیا ہی لیکن ہم قلت گنجائش کی وجہ سے ان خطوط کو نقل کرنیسے معذور ہین اور صرف ان معزز حضرات کے اسمائے گرامی ذیل مین درج کرتے ہین۔

(۱) جناب خواجہ محمد حبیب اللہ صاحب نواب ڈھاکہ بالقابہ

(۲) جناب آنریبل خان بہادر محمد عبد القدوس بادشاہ صاحب مدراس۔

(۳) جناب مولانا محمد حفیظ اللہ صاحب پروفیسر ڈھاکہ کالج۔

(۴) جناب قاضی محمد خلیل صاحب رئیس بریلی۔

(۵) جناب ایڈیٹر صاحب اخبار نیّرِ اعظم مراد آباد۔

(۶) جناب مولوی امانت اللہ صاحب علی گڈھ۔

(۷) جناب سیّد فضل الرحمٰن صاحب بی اے وکیل کانپور۔

(۸) جناب مولانا سیف الرحمان صاحب مدرس مدرسۂ فتحپوری دہلی۔

(۹) جناب رحمٰن حسین خان صاحب پنشنر تحصیلدار شاہجہانپور۔

(۱۰) جناب حکیم ابوتراب محمد عبد الحق صاحب امرت سر۔

اِن حضرات کے علاوہ خان بہادر شمس العلماء مولوی ابوالخیر صاحب فصیحی غازیپوری اور قاضی محمد سُلیمان صاحب سشن جج پٹیالہ نے بذریعۂ تار شرکت سے معذوری ظاہر فرمائی'

اجلاس سالانہ کا آغاز

زیرِ صدارت جناب مولانا شاہ محمد سُلیمان صاحب چشتی قادری

۳-اپریل ۱۹۱۵ء روز شنبہ کو ۳ بجے دن کے زیر صدارت جناب شاہ محمد سُلیمان صاحب چشتی قادری ندوہ کا سالانہ اجلاس نہایت سکون و اطمینان سے شروع ہوا' تلاوت قرآن مجید کے بعد جناب حکیم محمد عبد الرشید صاحب پریسیڈنٹ استقبالیہ کمیٹی نے ایک مفصل تقریر کرتے ہوئے جو ندوہ کے مقاصد و اغراض پر مشتمل تھی مہمانون کا خیر مقدم کیا' اس کے بعد مولانا محمد خلیل الرحمان صاحب ناظم ندوۃ العلماء نے حسب ذیل سالانہ رپورٹ پڑھکر سنائی۔

رپورٹ جناب ناظم صاحب ندوۃ العلماء

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم

امابعد۔ مجھکو دلی افسوس کے ساتھ اس امر کا اعتراف ہی کہ تھوڑے عرصے سے ندوۃ العلماء کے سالانہ اجلاس بے ترتیب ہوگئے اور گذشتہ اجلاسون کے بعد سب سے آخری اجلاس جو اپریل ۱۹۱۲ء مین بمقام لکھنؤ منعقد ہوا اُس کے بعد دُنیائے اسلام مین کچھ ایسے پریشان کن واقعات پیش آتے رہے اور مسلمانون پر دیگر ضروریات قومی کی وجہ سے اس قدر چندونکی بھرمار رہی کہ وہ دوسری طرف سر نہ اُٹھا سکے اور ندوۃ العلماء کی مالی مشکلات اسقدر بڑھگئی کہ مجبورًا ارکان کو ایک طرف تو پبلک چندون کی مایوسی نے دوسری طرف ندوۃ العلماء

کی مالی کمزوری نے اسکی جرأت نہ کرنے دی کہ سالانہ اجلاس کا بار بھی موجود سرمایہ کے سر ڈالا جائے انھین وجوہ سے ۱۳ و ۱۴ء کے اجلاس مجبوراً ملتوی رکھنا پڑے مگر اسکے ساتھ ہی یہ امر بھی ارکان کے پیش نظر تھا کہ قومی اطمینان اور توجہ نیز بعض کارروائیونکی منظوری حاصل کرنے کے لیے جلسہ عام کا جلد سے جلد منعقد ہونا بھی ضروری ہو چنانچہ اسوقت باوجود گذشتہ موانع سے قوی موانع موجود ہونیکے اپنی ذمہ داری کے خیال نے موجودہ اراکین کو مجبور کیا اور انھون نے اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس پر بھروسہ کرکے اس جلسہ عام کا اعلان کر دیا اور سنہ ۱۹۱۲ء مین جو وجہ غیر مکمل عمارت دار العلوم لکھنؤ مین انعقاد جلسہ کی تھی وہی اسوقت بھی موجود ہی کہ اکابر قوم تشریف لائین اور تعمیر مین سنہ ۱۲ء کے بعد سے جو ترقی ہوئی ہو اُس کو ملاحظہ فرمائین اور جو کسر بوجہ کمی سرمایہ کے ہمین باقی ہو اُسکی طرف بھی خاص توجہ فرمائین، لہٰذا یہ اجلاس سالانہ بھی بمقام لکھنؤ عمارت دار العلوم مین قرار دیا گیا۔

السعی منی والاتمام من اللہ

کارروائی جلسہ ہاے انتظامیہ

انعقاد جلسۂ انتظامیہ | اپریل سنہ ۱۲ء کے جلسۂ عام کے بعد سے اسوقت تک دس جلسہائے انتظامیہ منعقد ہوئے جسمین سے جلسہائے منعقدۂ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰ جولائی سنہ ۱۳ء مین معتمدین نے استعفے دیئے چونکہ ارکان انتظامیہ کو پیشتر اس سے یہ نقص انتظامی محسوس ہو رہا تھا کہ تقسیم عمل کے طریقہ پر تین معتمدیان جو قائم۔ کی ہین تینون کے مساوی الاختیار ہونیکی وجہ سے برابر تصادم رہتا ہو اور اس سے انتظام مین بڑا خلل پڑتا ہو اور یہ انتظامی نقص خود معتمدین کو بھی محسوس ہو رہا تھا لہٰذا جلسۂ انتظامیہ نے وہی قدیم انتظام پھر قائم کر دیا کہ ایک شخص با اختیار ناظم رہے اور حسب

ضرورت بماتحتی ناظم نائب ناظم مقرر کیئے جائین چنانچہ اس کے بعد انتخاب نظامت کی جو کارروائی عرصے سے چلی آرہی تھی اور اسمین بشمول دیگر حضرات میری بھی نامزدگی ہوئی تھی دیگر حضرات کے انکار و عدم جواب کی وجہ سے جلسۂ انتظامیہ نے مجھے بشرط منظوری جلسۂ عام ناظم منتخب کیا، جس کے بعد سے اسوقت تک چھ جلسہائے انتظامیہ منعقد ہوئے جسمین علاوہ معمولی کارروائیون کے حسب ذیل اہم کارروائیان ہوئین جن کو پیش کرنا مناسب سمجھتا ہون۔

تعمیرات تعمیرات کے حساب و کتاب کی جانچ کے لیئے اولاً جناب خان بہادر میر جعفر حسین صاحب انجنیر آڈیٹر مقرر ہوئے مگر جب جناب موصوف نے لکھنؤ تشریف لانے سے انکار کیا تو جلسۂ انتظامیہ نے معاوضہ آڈیٹر مقرر کرنے کی تجویز کی اور میر عاشق حسین صاحب سابق انجنیر ریاست بھاولپور نے اسقدر معاوضہ پر جوان کے مصارف آمد و رفت کے واسطے کافی ہو آڈیٹر ہونا منظور کیا چنانچہ دو تین بار اُنھون نے تشریف لا کے جانچ کی جسکی تفصیلی کیفیت آپ حضرات کو انکی آڈٹ رپورٹ سے معلوم ہوگی۔

انتخابات و اجلاس اراکین کونسل نظامت و مجلس مال و مجلس دار العلوم کا انتخاب ۲۱-جون سنہ ۱۴ء کو عمل مین آیا۔ کونسل نظامت نے تاریخ انتخاب سے اسوقت تک دو اجلاس کیئے اور مجلس دار العلوم نے تین اجلاس کیئے۔

انتظام جائداد موقوفہ شاہجہانپور جائداد موقوفہ شاہجہانپور پر مولوی عبد الواحد خان صاحب مرحوم جنھون نے دار العلوم ندوۃ العلماء کے لیے یہ جائداد وقف کی تھی بحیثیت متولی قابض تھے اور وہ اسکی آمدنی کو بطور خود مدرسہ جامع مسجد شاہجہانپور مین جس کو دار العلوم ندوۃ العلماء کی شاخ قرار دیا تھا صرف کرتے تھے۔

مولوی صاحب کے انتقال کے بعد عدالت سے اسکا داخل خارج مین نے بحیثیت

ناظم کے اپنے نام کرا کر بذریعۂ کارندہ وغیرہ کے اسپر قبضہ کیا۔

خدا کا احسان ہو کہ باوجود شدید مخالفت و مزاحمت کے عدالت سے بھی کامیابی ہوئی اور قبضہ بھی ہو گیا مگر ان چند سالون مین مقدمات اور مخالفتون کی وجہ سے بجز ۱۰۰ منسو ۲۰۰ دوسو روپیہ سالانہ کے اور زیادہ نفع نہین ہوا بلکہ بسا اوقات اسکی آمدنی سے زیادہ اپنے پاس سے ندوۃ العلماء کو خرچ کرنا پڑا۔

اسی خیال سے اطمینان قبضہ و دخل کے بعد حسب تجویز جلسۂ انتظامیہ منعقدۂ ۱۲ جون ۱۴ء مین نے مولوی احمد زمان خان صاحب رئیس و آنریری مجسٹریٹ شاہجہان پور کو جو ہمزہ پور کے نصف حصہ کے شریک ہین نکاسی خام سے علاوہ مالگذاری کے جو ہی ایک سو بیس روپیہ بابت اخراجات تحصیل وصول و منافع ٹھیکہ دار کے منہا کر کے پانسو چھتیس روپیہ سالانہ پر اس جائداد کا ٹھیکہ سات سال کے واسطے دیدیا گیا۔ اور قبل ٹھیکہ دینے کے اس کشاکش کے زمانے مین جو بقایا اسامیون کے ذمہ مبلغ ایک ہزار تین سو آٹھ روپیہ باقی تھے وہ بھی بہ منہائی حق چہارم تحصیل وصول مبلغ تین سو ستائیس روپیہ کے مبلغ نو سو اکاسی روپیہ پر ٹھیکہ دار کے ذمہ کر دیئے گئے اور وہ اسکو ایک سو چونسٹھ روپیہ سالانہ قسط کے حساب سے ادا کرین گے اسطرح پر سر دست تا ادائے بقایا بلا کسی تردد اور مصارف مقدمات کے سات سو روپیہ سالانہ آمدنی ملتی رہیگی اور اس کے بعد مبلغ پانسو چھتیس روپیہ سالانہ منافع کی مستقل آمدنی ہو گی۔

فروخت جائداد

تکمیل عمارت دار العلوم کے لیے تعمیر کے چندے کی کمی ہو گئی تھی نیز مکانات وصیتی فضلو بیگم صاحبہ واقع لال باغ لکھنؤ کی مرمت وغیرہ مین زیادہ صرف ہوتا تھا لہذا جلسۂ انتظامیہ ۹۔ مارچ ۱۳ء نے یہ طے کیا تھا کہ عمارت قدیم دار العلوم واقع گولہ گنج لکھنؤ پندرہ ہزار روپیہ

اور مکانات وصیتی فضلو بیگم صاحبہ سات ہزار روپیہ پر فروخت کرکے یہ روپیہ جدید عمارت مین صرف کیئے جائین اِس بنا پر عمارت قدیم دار العلوم پندرہ ہزار روپیہ مین ۱۷- مارچ سنہ ۱۳ع کو فروخت ہوئی اور مکانات وصیتی فضلو بیگم صاحبہ بجائے سات ہزار روپیہ کے سنہ ۱۲ع مین بارہ ہزار روپیہ کو فروخت کیئے گئے۔

ترتیب دستور العمل جدید ندوۃ العلماء

مسودہ دستور العمل جدید مرتبہ سب کمیٹی حسب تجویز جلسہ انتظامیہ بتاریخ ۲۰- مئی سنہ ۱۴ع بغرض حصول عام رائے اخبارات مین شائع کیا گیا اور ارکین انتظامیہ ندوۃ العلما کی خدمت مین بھی بھیجا گیا اور راگست سنہ ۱۴ع تک رایون کے بھیجنے کا انتہائی وقت مقرر کیا گیا مگر سوائے اراکین انتظامیہ کے اور کیسکی کوئی رائے یا ترمیم نہین آئی اور بعد گذرنے اِس میعاد کے سکرٹری صاحب انجمن اصلاح نے ایک ماہ کی مجھ سے اور توسیع چاہی جس کو مین نے نہایت خوشی سے منظور کرکے سکرٹری صاحب اصلاح کو اسکی اطلاع دی اور اخبارون مین بھی اعلان کردیا مگر یہ میعاد بھی گذر گئی اور کوئی مشورہ کسی طرف سے موصول نہین ہوا اور بعد گذرنے اِس دوسری میعاد کے ۲۴- دسمبر سنہ ۱۴ع کو ایک جدید مسودہ دستور العمل کا کمیٹی اصلاح کی طرف سے موصول ہوا جس کے بعد مین نے دونون دستور العمل کے مسودے سلکٹ کمیٹی کے سپرد کردیے اور اُس نے بعد غور و فکر کے مناسب ترمیمین کردین الحمد للہ کہ بتاریخ ۱۳- مارچ سنہ ۱۵ع حسب قرارداد باہمی ۲ ممبر کمیٹی اصلاح اور ۷- اراکین انتظامی نے باہم ایک اجلاس کرکے اُمور متنازعہ کا مشورہ کرکے صلح کرلی اور جلسہ انتظامی اپریل سنہ ۱۵ع کے مرتبہ دستور العمل کو منظور کرکے مشتہر کرنے کا حکم دیدیا۔

مشکلات کار

اگر آپ حضرات کے سامنے اُن مشکلات کا اجمالی طور سے تذکرہ نہ کیا جائے جنمین جدید انتظام کے بعد سے ارکان انتظامیہ مبتلا رہے ہین تو رپورٹ ہذا بالکل نامکمل

رہیگی اور نہ بغیر اس کے آپ حضرات اُن کامون کے متعلق جو موجودہ کارکن جماعت نے تھوڑے یا بہت کیئے ہین اچھی یا بڑی رائے قائم فرما سکتے ہین ۔

حضرات ۹ جلسہائے انتظامیہ (۱۸-۱۹-۲۰) جولائی سنہ ۱۳ء کو جدید انتظام قائم ہوا اور ۲۵ جولائی سنہ ۱۳ء سے ندوۃ العلماء اور دار العلوم کی مخالفت و نقائص کا اعلان اخبارات وغیرہ مین شروع ہو گیا جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ ایک طرف تو نا واقف حضرات مشکوک ہونے لگے دوسری طرف موجودہ اراکین کو جنکی تمامتر کوششین اور قوتین اندرونی اصلاحات پر صرف ہونی چاہیئے تھین وہ خارجی اثرات کے بچاؤ مین ہی صرف ہوئین اور یہ لوگ خدا پر بھروسہ کر کے اِن آفتون کا حزم و استقلال کے ساتھ برابر مقابلہ کرتے رہے کہ اسٹرایک کا ناگوار واقعہ پیش آیا آپ حضرات خود اندازہ فرمائین کہ ایسی حالت مین جبکہ دار العلوم کا قدیم مکان فروخت ہوچکا تھا اور دار العلوم کرایہ کے مکان مین تھا طلبہ کے قیام وغیرہ کا انتظام بھی کرایہ کے متفرق مکانون مین تھا دفتر و کتبخانہ بھی علیحدہ علیحدہ کرایہ کے مکانات مین تھے اِن مشکلات اور پریشانیون کو ملحوظ رکھتے ہوئے غیر معمولی مصارف کی افزونی جدید عمارت دار العلوم کی عدم تیاری بدنظمیون کا شور و غل، مسلمانون کے دلون کو غیر مطمئن کیئے ہوئے تھا ایسے وقت مین اسٹرایک کا کیسا خراب اثر پڑ سکتا تھا اِن وجوہ سے لازمی طور پر یہ نتائج پیدا ہوئے کہ قومی چندے جسکی رفتار عرصے سے سُست تھی تقریبًا بالکل بند ہوگئے ریاست عالیہ بھوپال اور رامپور نے اپنی امدادین ملتوی فرمائین برٹش گورنمنٹ کی طرف سے بھی غیر معمولی طور پر ندوۃ العلماء اور اُس کے انتظامات کے متعلق دیکھ بھال شروع ہوگئی چنانچہ پہلی مرتبہ انسپکٹر صاحب تعلیمات صوبہ متحدہ نے دار العلوم اور دفتر ندوۃ العلماء کا جگہ وہ کرایہ کے مکانون مین تھے معائنہ فرمایا اور یہ ریمارک کیا کہ اگر دار العلوم ایسے مکان اور ایسی

حالت مین رہا جو اسوقت ہی تو غیر محدود مدّت تک گورنمنٹ کی امداد قائم نہین رہ سکتی، جلد سے جلد مکان تبدیل کرنا چاہیئے،

مگر ہملوگ گورنمنٹ عالیہ کے بیحد شکر گذار ہین کہ وہ برابر ندوۃ العلماء کے صحیح حالات ضروریات دریافت فرماتی رہی اور اپنی بیش بہا امداد کو موقوف نہین فرمایا۔ اسٹرایک سے طلبہ کی تعداد جو ایک سو سے زیادہ تھی صرف تیس ۳۰ رہگئی،

ان تمام واقعات کے اصل اسباب اور وجوہ سے اس موقع پر بحث نہین کرون گا۔ اور نہ ان کے اظہار سے اسوقت کسیکی شکایت مقصود ہی بلکہ صرف یہ دکھانا مقصود ہی کہ موجودہ ارکان نے جس وقت سے اپنے ہاتھ مین کام لیا اُن کو کن کن مشکلات کا سامنا رہا اور کیا کیا مصیبتین اُن کو برداشت کرنا پڑین،

مگر خداوند تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہی کہ اُس کے فضل و کرم سے ہملوگ ان تمام مشکلات پر رفتہ رفتہ غالب آگئے اور اسٹرایک رفع ہو جانے کے بعد سے طلبہ کی تعداد مین اضافہ ہوتا گیا اور بجائے تیس ۳۰ طالب علم کے ۹۰ طالب علم اسوقت دار العلوم مین زیر تعلیم ہین اور برابر درخواستین داخلہ کی آرہی ہین مگر جگہ کی تنگی اور وظائف کی قلت کے سبب سے درخواستین نامنظور کرنا پڑتی ہین جب دار العلوم شہر مین تھا تو طلبہ کے قیام کے واسطے کرایہ کے مکانات بھی ملجاتے تھے اگرچہ اسمین بھی بیحد دقت ہوتی تھی مگر یہان سوائے عمارت دار العلوم کے اور کوئی دوسرا مکان نہین یہان تک کہ اس کے قرب وجوار مین اساتذہ کے قیام کے واسطے بھی مکانات نہین ملتے اور اس وجہ سے وہ شہر مین رہتے ہین اور روزانہ اسقدر طویل مسافت کی زحمت کو وہ برداشت کرتے ہین لہذا مین آپ حضرات سے پرزور الفاظ مین درخواست کرتا ہون کہ دار العلوم کی تکمیل اور دار الاقامہ کی تعمیر کی طرف جلد سے جلد اپنی توجہ مبذول

فرمائین تاکہ یہ دشواریان رفع ہوجائین۔ اور ہر شخص دار العلوم سے آسانی کے ساتھ فائدہ اُٹھا سکے۔

کتب خانہ

ندوۃ العلماء کا کتب خانہ بھی ذکر کے قابل ہی جسمین دن بدن اضافہ ہوتا جاتا ہی اور یہ ندوۃ العلماء کا بہترین سرمایہ ہی مکان کے نہونیکی وجہ سے یہ کرایہ کے مکان مین ابھی تک شہر مین ہی گو اسوقت عارضی طور پر اس کے لیے یہان جگہ نکالی جائے گی لیکن وہ کتب خانہ کے لیئے موزون اور مناسب نہوگی اِس لئے ضرورت اِس امر کی ہی کہ اس کے لیے مستقل مکان بنوایا جائے اور ایسی صورت مین اسکی عمدہ ترتیب اور پوری حفاظت ہوسکتی ہی۔ سنہ ۱۲ و ۱۹۱۱ع کو کتب خانہ مین کل ۱۲۱۰۵ جلدین مختلف علوم و فنون کی کتابون کی تھین سنہ ۱۳ و ۱۹۱۵ع تک چالیس مختلف ضروری کتابون کا اضافہ ہوا۔

معائنہ دار العلوم ندوۃ العلماء منجانب کانفرنس۔

مین نہایت امتنان اور شکر گذاری کے ساتھ مولوی ادریس احمد صاحب بی۔ اے جنرل سپرنٹنڈنٹ مسلم یونیورسٹی و قائم مقام اسسٹنٹ سکرٹری مدرسۃ العلوم علیگڈھ۔ جناب سید عبد الباقی صاحب ایم اے ممبر سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس و جناب مولوی نظام الدین حسن صاحب بی۔ اے بی ایل سابق ڈپٹی کمشنر ایلچپور (برار) کا شکریہ ادا کرنا اپنا فرض سمجھتا ہون کہ اِن حضرات نے حسب ایمائے حضور سرکار عالیہ فرمانروائے ریاست بھوپال خلد اللہ ملکہا علی گڈھ کانفرنس کی طرف سے دار العلوم مین تشریف لاکر نہایت صداقت سے تمام واقعات کی تحقیقات اور دار العلوم و حسابات کا معائنہ فرمایا اور ایک مفصل رپورٹ حسابات و تعلیم انگریزی اور عام حالت دار العلوم کے بابت لکھی۔

اور یہ رپورٹ جناب صاحبزادہ آفتاب احمد خان صاحب اسسٹنٹ سکرٹری کانفرنس

کی خدمت مین پیش کی صاحبزادہ صاحب ممدوح نے اس رپورٹ پر ایک مفصل ریمارک فرماکر حضور سرکار عالیہ دامت سلطنتہا کے سرکار مین پیش کی۔

جناب صاحبزادہ صاحب ممدوح کا مین بیحد شکر گذار ہون اور دارالعلوم ہمیشہ اُن کا ممنون احسان رہے گا کہ جنکی مزید تصریح اور اطمینانی حالت ظاہر کرنے سے حضور سرکار عالیہ دامت سلطنتہا نے اپنے شاہی عطیہ کے اجرا کا فرمان صادر فرمایا جو ندوۃ العلماء کو مستقل طور سے ڈہائی سو روپیہ ماہوار مرحمت فرماتی تھین معائنہ کی مفصل مطبوعہ رپورٹ آپکی خدمت مین پیش کیجاتی ہی۔

معائنہ دارالعلوم منجانب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لکھنؤ بالقابہ

جناب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لکھنؤ، مسٹر جاہننگ بالقابہ نے بھی دارالعلوم کا معائنہ فرمایا جن الفاظ مین جناب ممدوح نے دارالعلوم کی عام حالت تحریر فرمائی ہی وہ اجمالاً اُنھین الفاظ مین مندرجہ ذیل ہی اسکو صاحب انسپکٹر لکھنؤ کی رپورٹ سے ملاکر آپ حضرات اندازہ فرما سکتے ہین کہ اُسوقت دارالعلوم کی کیا حالت تھی اور اب کیا ہے۔

خلاصہ رپورٹ معائنہ دارالعلوم صاحب ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر بالقابہ

مجھے اطمینان ہی کہ اب انتظام دارالعلوم قابل اطمینان اشخاص کے ہاتھون مین ہی اب اس امر کا خوف نہین کہ آئندہ کسی قسم کے نزاعی اثرات پیدا ہون میرے علم و یقین مین مدرسہ کی موجودہ کمیٹی دل و جان سے اپنے مجوزہ اغراض کی تکمیل مین کوشان ہی یہ اغراض بہت زیادہ قابل تعریف ہین قدیم تعلیم کے ساتھ ساتھ نئی تعلیم کی تحصیل ایک ایسا خیال ہی جس سے ہمکو پوری ہمدردی کرنا چاہیئے اسمین بہت کامیابی ہوچکی ہے اور

آئندہ بہت کچھ اسکی اُمید ہی باوجودیکہ حال کی نزاع نے بہت کچھ نقصان پہونچایا۔

سردست مدرسہ کی خاص ملکیت مین اسکی شاندار عمارت ہی جسکی تقریباً تکمیل ہوچکی ہی اور

اُس کے اہم ضروریات حسب ذیل ہین۔

(۱) سرمایہ برائے تکمیل عمارت و بورڈنگ۔

(۲) سرمایہ مستقل۔

دارالعلوم وندوۃ العلماء کی مالی حالت

مالی حالت کا صحیح اندازہ فرمانے کے واسطے یہ مناسب معلوم ہوتا ہی کہ اسکی گذشتہ اور موجودہ حالت دونون کو آپ کے سامنے بیان کرون قبل انتظام جدید اوسط ماہوار دارالعلوم وندوۃ العلماء کی آمدنی السماطعہ تھی اور خرچ اوسط ماہوار السامعہ تھا اور بعد انتظام جدید کے اگست ۱۳ء سے دسمبر ۱۴ء تک اوسط ماہوار آمدنی سماعہ اور خرچ اوسط ماہوار للماعہ رہا اور خدا کے فضل سے سہ ماہی ۱۵ء مین اوسط ماہوار آمدنی الماعہ اور خرچ الصعہ ہے خدا کا احسان ہے کہ جو مشکلات میرے زمانے مین پیش آئین میرے ہی وقت مین اُن کا خاتمہ بھی ہوگیا اور آج مین اُسکو ایسی حالت مین آپ کے سامنے پیش کررہا ہون کہ پہلے زمانے کے قریب قریب ہے۔

انتقال اراکین وغیرہ

اس دو سال کے درمیان مین جو عظیم نقصان ندوۃ العلماء کو ہمارے قدیم ارکان واحباب شمس العلماء علامہ شبلی نعمانی) مولوی عبدالحی صاحب وکیل چندوسی۔ حکیم حافظ محمد عبدالولی صاحب لکھنوی اور دارالعلوم کے شفیق اور لائق اُستاد مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کے انتقال سے پہونچا ہی اُسکا نہایت رنج و افسوس کے ساتھ اظہار کرنا اپنا فرض سمجھتا ہون اور مستدعی ہون کہ آپ سب حضرات مرحومین کے واسطے دعائے مغفرت فرمائین۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۵

مذکورۂ بالا رپورٹ کے ختم ہونے پر محترم صدر کی طرف سے پہلا رزولیوشن حسب ذیل الفاظ میں پیش کیا گیا جو بالاتفاق پاس ہوا۔

"اس جلسہ ندوۃ العلماء کی رائے میں ہم مسلمان باشندگان ہند کو جو گورنمنٹ برطانیہ کے زیر سایہ آزادی و امن و امان سے زندگی بسر کر رہے ہین، لازم ہو کہ برطانیہ کے ساتھ موجودہ جنگ کے متعلق اپنے وفادارانہ طریق عمل کو قائم رکھین اور جس اطمینان و سکون کے ساتھ اب تک زندگی بسر کرتے رہے ہین، اسکو اپنا نصب العین بنائے رکھین۔"

اس کے بعد جناب منشی محمد احتشام علی صاحب رئیس کاکوری سابق معتمد مال ندوۃ العلماء نے دوسرا رزولیوشن علیا حضرت بیگم صاحبہ بھوپال خلد اللہ ملکہا کے شکریہ کے متعلق پیش کیا، جس کے الفاظ حسب ذیل ہین،

ندوۃ العلماء کا یہ جلسہ علیا حضرت سرکار عالیہ بھوپال ظلہم اللہ ملکہا کی فیاضانہ امداد کی بحالی پر دلی شکر کا اظہار کرتا ہو"

مولانا ناظر حسن صاحب مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ نے اسکی تائید فرمائی اور رزولیوشن بالاتفاق منظور ہوا۔

بعد ازان مولانا مولوی غلام محمد صاحب فاضل ہوشیارپوری اسٹیج پر تشریف لائے اور مندرجۂ ذیل رزولیوشن نہایت موثر طریقہ سے پیش کیا،

"یہ جلسہ جناب شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی مرحوم کی وفات پر دلی حزن و ملال ظاہر کر کے اسکا اعتراف کرتا ہو کہ ممدوح نے عرصہ دراز تک بڑے ایثار کے ساتھ اغراض ندوۃ العلماء کی کامیابی کے واسطے بیش بہا خدمات انجام دیے ہین اُن کے لیے دعاے مغفرت اور اُن کے پسماندگان کے ساتھ اظہار ہمدردی کرتا ہے،

اس رزولیوشن کو پیش کرتے وقت مولانا ممدوح نے ایک تاسف انگیز ومعنی خیز تقریر فرمائی جسمین علامۂ شبلی مرحوم ومغفور کے ذوق علمی خدمات ملی اور ایثار نفس کی متعدد مثالین پیش کین بعدازان جناب مولوی اعجاز علی صاحب رئیس کاکوری نے اسکی تائید فرمائی اور رزولیوشن بالاتفاق پاس ہوا،

آج کے اجلاس مین ناظم صاحب ندوۃ العلماء نے محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے جس معائنہ کا ذکر کیا ہی اسکی مفصل رپورٹ حسب ذیل ہے،

رپوٹ معائنہ دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

واقع ۱۳-۱۴-اکتوبر سنہ ۱۹۱۴ء

حسب ایما

ہر ہائنس حضور سرکار عالیہ فرمانروائے ریاست بھوپال خلد اللہ ملکہا

بذریعہ

کمیشن آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس علیگڈھ

نقل معائنہ حسابات ندوۃ العلماء لکھنؤ

بعالیخدمت جناب آنریری جائنٹ سکرٹری صاحب آل انڈیا محمڈن اینگلو اورینٹل کانفرنس علیگڈھ

جناب والا۔

حسب ہدایت مین نے ندوۃ العلماء لکھنؤ کے حسابات بمعیت جناب مولوی نظام الدین حسن صاحب

بی اے۔ بی ایل سابق ڈپٹی کمشنر پوٹ محل برار۔ و مولوی ادریس احمد صاحب بی اے۔ جنرل سپرنٹنڈنٹ یونی ورسٹی ایسوسی ایشن وقائمقام اسسٹنٹ سکرٹری مدرستہ العلوم علی گڈھ معائنہ کیئے اولاً جو نقد روپیہ جناب ناظم صاحب کی تحویل مین تھا اسکی پڑتال کی اور صحیح پایا۔ پھر جو روپیہ الہ آباد بنک لمیٹیڈ شاخ لکھنؤ مین تھا اُسکا اندراج پاس بک مین دیکھا اس کے بعد روزنامچہ یعنی سیاہہ نقدی جو ناظم صاحب کی تحویل مین ہی اُسکی رقومات آمد و خرچ کا معائنہ من ابتدا یکم اپریل ۱۹۱۲ء لغایت ۳۱۔ اگست ۱۹۱۳ء رسیدات و پرچہ ہائے ارسال سے کیا اور اُنکو درست و ٹھیک پایا کہین کہین خفیف رقوم کے حکم دہانید پر معتمد صاحب صیغۂ مال کے دستخط ہونا باقی رہ گئے تھے محرر کو ہدایت کر دی ہے کہ ان پر دستخط کرائے اور آئندہ سے کوئی خفیف سے خفیف رقم بھی بغیر دستخطی حکم کے ادا نہ ہونے پائے۔ و و چرس کی ترتیب تاریخ وار ہے یعنی ہر تاریخ کی آمد اور اس تاریخ کا خرچ معہ تمام کاغذات متعلقہ کے ایک ایک فائل مین علیحدہ مرتب ہے میری رائے ہی کہ تمام کاغذات ایک بڑی فائل مین جو بصورت کتاب ہو چسپان کر دیے جائین۔ حاجت مند طلبہ کو جو وظیفہ دار العلوم سے ملتا ہی وہ مصارف خوراک کے لیئے

محرر صاحب دار الاقامہ کو ادا کر دیا جاتا ہی۔ اور محرر صاحب کی رسید لے لی جاتی ہی۔ مین نے ان رسیدات کو کافی نہ سمجھا بلکہ کتاب حسابات دار الاقامہ کو بھی منگا کر دیکھ لیا کہ وہان رقوم ٹھیک ٹھیک درج ہین اور تنقید کو اس وقت تک جاری رکھا جب تک کہ اطمینان اُن کے صحیح مصرف کا نہ کر لیا۔ اسی طرح جو رقم معتمد صاحب تعمیرات کو ادا کی گئی ہین اُن کو بھی بخوبی دیکھ لیا کہ تعمیرات کے روزنامچے یعنی کیش بک مین درج ہوئی ہین اور پھر اُن کے مصرف کو دیکھ لیا۔ تعمیر کا حساب سرسری طور پر دیکھ سکا اس کے ساتھ کھاتا بھی ہی مگر چونکہ بیلنس شیٹ یعنی فرد باقیات و اخراجات اس وقت سامنے نہ تھی اس لیے اسکا مقابلہ نہ ہو سکا معلوم ہوا ہی

کہ ایسا حساب پریس مین گیا ہوا ہی۔ اور عنقریب معتمد صاحب تعمیرات کی طرف سے شائع ہوگا،
تعمیرات کے حسابات کے بارے مین چند ہدایتین دینا ضروری سمجھتا ہون اور اِس بارے
مین جناب مولوی نظام الدین حسن صاحب سے استصواب کرلیا گیا ہے،

(۱) روزنامچہ تعمیرات یعنی بلڈنگ کیش بک مین بعض رقوم بالا بالا جمع ہوکر خرچ ہوئی
ہین اور وہ ناظم صاحب کے سیاہہ نقد مین نہین پائی جاتی ہین ہماری مشترکہ رائے ہے،
کہ تمام ایسے رقوم جو بالا بالا بمد تعمیرات صیغۂ تعمیرات کو وصول ہوکر خرچ ہوگئی ہین۔ یکجائی یا
تفصیلاً اب جناب ناظم صاحب کے سیاہہ مین درج کرکے معتمد تعمیرات کے نام خرچ مین ڈالدیجائین
اور اُن کی کتاب کے صفحے کا حوالہ دیدیا جائے۔ اور آئندہ سے کوئی رقم خواہ کیسی ہی خفیف
کیون نہ ہو بالا بالا سیاہہ تعمیرات مین درج نہ ہو بلکہ اول ناظم صاحب کے سیاہہ نقد مین جمع ہو،
اس کارروائی کے نہ ہونے سے یہ نتیجہ پیدا ہوسکتا ہی۔ کہ ناظم صاحب کے یہان سے جو نقشہجات
آمد و خرچ مرتب ہون گے بسبب ایسی فروگذاشت کے پورے طور پر صحیح نہین ہوسکتے۔

(۲) حساب تعمیرات مین بڑی رقوم۔ دستگردان۔ کی ہین یعنی ضرورتاً معتمد صاحب
تعمیرات نے اپنے پاس سے رقوم بطور قرض کے دے دی ہین۔ اور پھر جب کبھی چندہ
موعودادا ہوا اُس سے یا کسی اور صورت سے آورہوئی ہے تو دستگردان کی رقوم خرچ مین ڈالکر
روپیہ واپس لے لیا گیا ہی۔ ان اُمور کی باضابطہ اطلاع مجلس انتظامی کو وقتاً فوقتاً ہونا چاہیئے
اور اگر ضرورت پیش آئے تو ایک خاص مقدار تک قرض لینے کی منظوری مجلس انتظامی
سے حاصل کرلی جائے۔

(۳) سالانہ موازنہ فرد باقیات یعنی بیلنس شیٹ و بجٹ تعمیرات کا لغایت ۳۱ مارچ
طیار کیا جائے اور مجلس انتظامی کی منظوری کے واسطے پیش ہو۔ ممبر صاحب انچارج تعمیرات سے

معلوم ہوا کہ اس قسم کی ایک فرد حساب زیر طبع ہی۔

(۴) تعمیرات کے حساب آڈٹ ہونا چاہیئے اور اسکی جانچ کے واسطے ایسا ماہر فن ہونا چاہیئے کہ جو تعمیرات کے تخمینون اور لاگت و نرخ وغیرہ سے بخوبی واقف ہو محض آمد و خرچ کا دیکھ لینا اور اُسکی طرف سے اطمینان کر لینا کافی نہین ہی۔ بلکہ یہ دیکھ لیا جائے کہ جو عمارت تیار ہو چکی ہی اسکے مقابلہ مین جو خرچ ہوا ہی آیا وہ خرچ ٹھیک ہے یا نہین۔ معلوم ہوا ہی کہ میر عاشق حسین صاحب انجنیر کا تقرر بنا بر جانچ حسابات صیغۂ تعمیرات منظور ہوا ہی۔ اور اس بارے مین اُن سے مراسلت ہو رہی ہے۔

(۵) کتب خانہ کا کھاتہ علیحدہ ہونا چاہیئے جس سے کہ تمام آمد و خرچ کتب خانہ کا حساب یکجائی معلوم ہو سکے اسی طرح جو فرد باقیات یعنی بجٹ کتب خانہ کا تیار ہو اُس کے ساتھ تعداد کتب بھی درج ہونا چاہیئے۔ اس کھاتہ مین کتب خانہ کی آمد ہر قسم کی خواہ چندے سے ہو خواہ فروخت کتب سے ہو درج ہونا چاہیئے۔ اخراجات مین تنخواہ ملازمین۔ کرایہ مکان مصارف جلدی بندی خریداری کتب درج ہونا چاہیئے۔

(۶) ناظم صاحب دار العلوم و معتمد صاحب صیغۂ تعمیرات کا یہ عذر معقول ہے کہ ترتیب حساب کے بارہ مین جس طرح اپنی رائے مین مناسب سمجھتے ہین۔ اسی طرح پر حساب کی ترتیب رکھی جاتی ہی۔ ہماری رائے ہی۔ کہ ایک مسودہ دستور العمل حسابات کا تیار کر لیا جائے۔ اور بعد منظوری جلسہ انتظامیہ صیغہ جات تعمیرات و مال کو ہدایت کر دی جائے کہ اُن قواعد کے بموجب کتاب حسابات مکمل رکھین۔

(۷) گوشوارہ آمد و خرچ کا ماہ بماہ رسالہ ندوہ مین بطور ضمیمہ کے شائع ہونا چاہیئے تاکہ معطیان چندہ کو جلد جلد اطلاع وصولیابی چندہ کی ہوتی رہے۔

کیفیت معائنہ آمد و خرچ ندوۃ العلماء

بجٹ ۱۵-۱۹۱۴ء کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ مستقل آمدنی ندوۃ العلماء کی جن کا مصرف تعلیم دینی یا دُنیوی ہی اسطرح پر ہے۔

(۱) گرانٹ ان ایڈ یعنی عطیہ گورنمنٹ ممالک متحدہ	سالانہ	(۶۰۰۰)
(۲) عطیہ سرکار عالیہ ریاست بھوپال خلد اللہ ملکہا۔	"	(۳۰۰۰)
(۳) عطیہ ہز ہائنس نواب صاحب بہادر ریاست رامپور دام ملکہ	"	(۵۰۰)
(۴) عطیہ ہز ہائنس سر آغا خان بہادر	"	(۵۰۰)
(۵) عطیہ آنریبل سر راجہ تصدق رسول خانصاحب بہادر تعلقہ دار جہانگیر آباد	"	(۶۰۰)
(۶) آمدنی[لہ] از وقف شیخ قادر بخش صاحب مرحوم	"	(۱۰۰)
(۷) کرایہ مکان واقعہ للت پور۔	"	(۱۵)
(۸) کرایہ مکانات واقع لال باغ لکھنؤ۔	"	(۳۳۶)

میزان ۱۱۰۵۱ روپیہ

انمین سے نمبر ۸ کی آمدنی جاتی رہی ہے۔ اس لئے کہ مکان فروخت ہو گیا۔ پس مستقل آمدنی سالانہ دس ہزار سات سو پندرہ روپیہ ہوئی اس کے مقابل مین جو خرچ محض تعلیم دینی و دنیوی کا ہوتا ہے۔ وہ اسطرح پر ہے۔

(۱) تنخواہ عہدہ داران تعلیم دنیوی عربی و انگریزی یعنی تنخواہ پرنسپل و پروفیسران و ہڈ ماسٹر

لہ اکثر دو سو روپیہ سالانہ آتے ہین چونکہ اسمرتبہ بدفعات آمدنی ہوئی اس لیئے یہان پر صرف اسی قدر درج ہوا اور بقیہ سو روپیہ بعد کو آیا ہے۔ لہذا اسکو دو سو سمجھنا چاہیئے۔ ناظم ندوۃ العلماء

وسکنڈ ماسٹر وغیرہ سالانہ (۹۱۲۰)

(۲) تنخواہ عہدہ داران صیغۂ تعلیم دینی یعنی تنخواہ مفسر فقیہہ متکلم وقاری وغیرہ سالانہ (۳۶۶۰)

(۳) تنخواہ محرر و چپراسیان و پنکھہ قلی وسائر خرچ دفتر " (۱۴۴۸)

(۴) اخراجات متفرقات مثل طبع پرچہ جات امتحان انعام طلبہ سامان نشست و مرمت سامان وغیرہ۔ سالانہ (۱۷۵۲)

میزان (۱۵۹۸۰) روپیہ

اس سے معلوم ہوا کہ اخراجات تعلیم آمدنی سے بہت بڑھے ہوئے ہین یہ کمی چندون سے پوری کیجاتی ہی جو بذریعہ وکلاء جلسہ سالانہ جمع ہوتے ہین۔ مگر ایسی غیر مستقل آمدنی ایک ایسی بڑی اور مفید تعلیم گاہ کے مستقل اخراجات کے واسطے کافی نہین۔ فقط۔

دستخط

سید عبد الباقی رجسٹرار مدرسۃ العلوم علیگڈھ ۱۴۔ اکتوبر ۱۹۱۴ء

مجھے عام طور پر اس رائے سے اتفاق ہے لیکن صیغۂ تعمیرات کے مصارف کا ہم لوگ مطلق اطمینان نہین کر سکے اور جس حساب کی سالانہ تنقیح یعنی آوٹ نہ ہو اُسپر رائے قائم کرنا خلاف عقل ہے۔

دستخط

نظام الدین حسن

منقح حسابات ندوۃ العلماء

نقل معائنہ دار العلوم ندوۃ العلماء

بعالیخدمت جناب صاحبزادہ آفتاب احمد خان صاحب آنریری جائنٹ سکرٹری کانفرنس

جناب والا۔

حسب ارشاد مین نے بمعیت جناب مولوی نظام الدین حسن صاحب بی اے بی ایل و سید عبد الباقی صاحب ایم اے ممبران سنٹرل اسٹنڈنگ کمیٹی آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس دار العلوم ندوۃ العلماء کا ۱۲ و ۱۳۔ اکتوبر ۱۹۱۴ء کو معائنہ کیا۔

مقصد یہ دار العلوم انجمن ندوۃ العلماء کی سرپرستی مین سولہ سال سے قائم ہی۔ اور اِس درسگاہ کا مقصد علوم عربیہ متداولہ کے ساتھ ساتھ مسلمان طلبا کو انگریزی تعلیم دینا ہی۔

درجہ بندی بلحاظ درجہ بندی دار العلوم آٹھ جماعتو نمین منقسم ہی۔ ہر جماعت مین طلبا ایک سال تعلیم پاتے ہین اور اس طرح آٹھ سال مین مروجہ علوم عربیہ کا نصاب ختم ہو جاتا ہی۔ اور ساتھ ہی طلبا مین انگریزی اسکولون کی آٹھوین جماعت کی معیار تک انگریزی اور ریاضی کی لیاقت پیدا ہو جاتی ہی اس جماعت بندی کی ممتاز خصوصیت یہ ہے کہ یہ جماعت بندی صرف عربی تعلیم ہی کے لحاظ سے نہین ہی بلکہ انگریزی تعلیم کے لحاظ سے بھی یہی جماعت بندی کارآمد ہی۔ جماعت بندی کی اس یکسانیت سے جماعت بندی کے جو فوائد ہین وہ اس درس گاہ کو بآسانی حاصل ہین۔ مگر دوران سال مین بعض مستثنیات بھی پیش آجاتے ہین مثلاً ایک جدید امیدوار داخلہ جو عربی لیاقت کے اعتبار سے چھٹی ساتوین جماعت مین شامل ہونے کے قابل ہی۔ انگریزی اور حساب سے ناواقف ہوتا ہی ایسے بیرونی اُمیدوارون کے لیئے ایک اسپشل (مخصوص) انتظام موجود ہی۔ وہ یہ کہ جو طالب العلم اپنی عربی جماعت کے ساتھ انگریزی نہین پڑھ سکتا اُسکو وہ

انگریزی ماسٹر تعلیم دیتا ہی جو اُس گھنٹے مین فارغ ہو یعنی ٹائم ٹیبل مین اُس کا وقت خالی ہو' ایسی مثالین بہت کم ہین۔ اور موجودہ اسٹاف اِس انتظام کو بغیر وقت کے چلا سکتا ہی۔ ایک زبان کی واقفیت دوسری زبان کے سیکھنے مین بہت کارآمد ہوتی ہی۔ اور جیسا کہ موقع پر جانچ سے معلوم ہوا دار العلوم کے طلبا اوسط رفتار کی بہ نسبت انگریزی مین ضروری واقفیت جلد پیدا کر لیتے ہین کسی کسی جماعت مین ایک یا دو طالب العلم انگریزی سے مستثنیٰ ہین۔

اوقات تعلیم روزانہ اوقات تعلیم ۴۵-۵۔۴ منٹ کے چھ پیریڈ (period) پر منقسم ہین' اِن مین سے چار پیریڈ روزانہ عربی تعلیم کے لیے محفوظ ہین اور دو پیریڈ روزانہ انگریزی و ریاضی کی تعلیم کے واسطے مقرر ہین۔ چونکہ آٹھ جماعتون کیلئے عربی کے آٹھ اُستاد و انگریزی کے چار ماسٹر ہین اسلیے معمولاً ہر ہر ماسٹر کو چار چار پیریڈ کام کرنا پڑتا ہی خاص حالت مین انگریزی کے اُستاد خالی اوقات مین اُن طلبا کو پڑہاتے ہین۔ جو درجہ بندی مین شامل نہین ہو سکتے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔

معیار تعلیم انگریزی اور حساب دوسری جماعت سے سکھانا شروع ہوتا ہی۔ آٹھوین جماعت مین ایک طرف عربی کا مقررہ نصاب ختم ہوتا ہی اور دوسری طرف انگریزی و ریاضی مین انگریزی مڈل کے معیار کی قابلیت طلبہ مین پیدا ہو جاتی ہی۔ اب تک انگریزی کے ساتھ صرف حساب (ارتھمیٹک) کی تعلیم کا اہتمام تھا۔ مگر اب ارتھمیٹک کے علاوہ الجبرا اور اقلیدس کی تعلیم کا نہایت مفید اضافہ کر دیا گیا ہی۔ آٹھوین جماعت کے بعد علوم عربیہ مین اعلیٰ دستگاہ حاصل کرنے کی غرض سے ایک ایک درجہ تکمیل کا بھی قائم ہی اور طلبا کو اختیار ہی کہ وہ تکمیل علوم عربیہ کے ساتھ ساتھ دو سال کے دوران مین انگریزی ریاضی اور تاریخ جغرافیہ مین انٹرنیس (میٹرک) کے لیے اپنے آپ کو تیار کرین ایسی تیاری بلحاظ اسباب موجودہ کوئی مشکل

کام نہین ہے'

نتیجۂ معائنہ اس معائنہ مین خاص کر دار العلوم کے حساب کی پڑتال عام حالت کی دیکھ بھال اور انگریزی تعلیم کی جانچ مدنظر تھی۔

چنانچہ حسابات کے متعلق رپوٹ جُداگانہ پیش کی جاتی ہے۔ بحیثیت موجودہ درسگاہ کی حالت قابل اطمینان نظر آئی یہ دار العلوم قوم کی مفید خدمت انجام دے رہا ہے۔ اسوقت نثر طلبا حسب ذیل دار العلوم مین زیر تعلیم ہین۔

تعداد طلبہ حاضر بوقت معائنہ	تعداد طلبہ درج رجسٹر	نام درجہ	تعداد طلبہ حاضر بوقت معائنہ	تعداد طلبہ درج رجسٹر	نام درجہ
۸	۹	پنجم	۵	۷	اول
۸	۱۰	ششم	۵	۸	دوم
۷	۷	ہفتم	۹	۱۰	سوم
۶	۶	ہشتم	۸	۱۳	چہارم

درجۂ تکمیل مین اسوقت صرف ایک طالب العلم مولوی محمد اکرم صاحب ہین اور ایک طالب العلم (احمد اللہ صاحب) صرف ادب پڑھنے کی غرض سے دار العلوم مین داخل ہین۔ افسوس ہے کہ درجۂ تکمیل اور درجۂ ہشتم مین اسوقت کوئی انگریزی خوان طالب علم نہ تھے۔ اُمید ہے کہ آئندہ امتحان کے بعد درجہ وار ترقی کے موقع پر یہ ناگوار کمی رفع ہو جائے گی ساتوین جماعت کا انگریزی مین مین نے امتحان لیا طلبا چھوٹے بڑے فقرون کا انگریزی مین بہت اچھا ترجمہ کرتے تھے اور عربی زبان کی کافی واقفیت کا یہ نتیجہ پایا کہ ذرا سے اشارہ پر طلبا اپنی غلطی پر خود ہی متنبہ ہو جاتے تھے اور خود ہی اپنی غلطی کی فوراً اصلاح کرتے تھے۔ انگریزی مین ساتوین جماعت کے طلبا کی لیاقت انگریزی اسکولون کی ساتوین جماعت کے

طلبا کی اوسط لیاقت سے کم نہ تھی باقی ماندہ سب جماعتون کا بھی مین نے انگریزی و ریاضی مین امتحان لیا۔ طلبا سے انگریزی کتاب پڑھوا کر سنی۔ انگریزی سے اُردو ترجمہ مین طلبا بالکل بے تکلف تھے۔ البتہ اُردو فقرون کے انگریزی ترجمہ کرنے کا ربط نسبتاً کم پایا گیا۔ گرامر (صرف و نحو) اور پارزنگ (ترکیب نحوی) طلبا کو اچھی طرح سمجھائی گئی ہی انگریزی کتاب پڑھنے کا لہجہ اصلاح طلب ہے انگریزی کتاب پڑھے اور بولنے کے لہجہ مین کوئی تفاوت نہ ہونا چاہیئے۔ حساب الجبرا اور اقلیدس کیطرف طلبا کی کافی توجہ پائی گئی سوالون کے جواب قریب قریب سب نے صحیح بتلائے الجبرا اور اقلیدس کی ابھی ابتدا ہوئی ہی مگر طلبا کو ان نئے مضمونون سے پوری دلچسپی ہی مین نے اقلیدس الجبرا کے متعلق سوالات تختہ سیاہ پر طلبا سے حل کرائے کلیات اخذ کرائے جن کو طلبا نے آسانی سے بتلایا اور انگریزی زبان مین اپنے بتلائے ہوئے کلیات کو ادا کیا اور یہ اچھی خاصی "تعریفات" تھین۔ اس تفصیل سے صرف یہ مقصد ہی کہ اس دار العلوم مین انگریزی اساتذہ کے زیر تعلیم طلبا معمولی اسکولون کے طلبا سے بلحاظ استعداد بہتر پائے گئے۔

دار العلوم ریکگنائزڈ نہین ہی دار العلوم چونکہ خاص قسم کی اسلامی درسگاہ ہے اور اسکا مقصد بھی خاص ہی اس لیئے وہ سررشتہ تعلیم کے قواعد کی پوری پابندی نہین کر سکتا لہٰذا وہ مروجہ معنون مین ریکگنائزڈ (Recognised) نہین ہی باایں ہمہ دار العلوم کو گورنمنٹ سے معقول امداد ملتی ہی اور اسطرح یہ دار العلوم ایک (ما نوی) کانگسڈ ایڈڈ انسٹی ٹیوشن ہی

تعلیمی فیس طلبا سے کسی قسم کی تعلیمی فیس نہین لی جاتی بلکہ حاجت مند طلبا کو چھ چھ روپے ماہوار کی شرح سے اسوقت بیس امدادی وظائف دیئے جاتے ہین جو اُن کی

خوراک کے لیے باورچی خانہ کی آمدنی مین براہ راست جمع ہو جاتے ہین۔

عمارت دارالعلوم دارالعلوم ایک اقامتی درسگاہ ہی یعنی طلبا عموماً دارالعلوم کے بورڈنگ ہوس مین مقیم رہتے ہین کچھ عرصہ قبل انجمن ندوہ اور دارالعلوم دونون کرایہ کے مکانون مین تھے۔ اب ندوہ کی اپنی عمارت کے بعض حصے تیار ہو جانے پر دارالعلوم اپنی ذاتی عمارت مین منتقل ہو گیا ہی۔ ندوہ کی عمارت نہایت شاندار پیمانہ پر تیار ہو رہی ہی۔ اس کے گرد و پیش فرحت بخش مناظر ہین عدم تکمیل تعمیر کی وجہ سے ہنوز گنجائش کم ہے بہت سے کمرے ہنوز ناتمام ہین۔ لہذا طلبا آرام سے نہین رہ سکتے۔ اور تعلیم کے اوقات مین تعمیر کا سلسلہ روزمرہ جاری رہنے سے بوجہ شور و غل تعلیم مین بھی ضرور ہرج ہوتا ہی قلت فنڈ کی وجہ سے باقیماندہ تعمیر کی رفتار سست ہی اور سخت ضرورت ہی کہ اکابر قوم یا کوئی مربی تعلیم معقول مالی امداد دیکر ندوہ کی شاندار عمارت کو جلد مکمل کرنے کا انتظام کرین۔

فرنیچر دارالعلوم کے فرنیچر مین ۱۹ کرسیان ۲۲ بنچ معہ ڈیسک اور دو سادہ بنچین اور چھ میزین شامل ہین بنچ اور کرسیان موجودہ ضرورت کے لیے کافی ہین مگر جماعتون اور دفتر کے لیے کم سے کم چار میزون کی اسوقت اور ضرورت ہی[1]

تعلیمی سامان تعلیمی سامان مین صرف پانچ[2] بلیک بورڈ (تختہ سیاہ) ہین اور کچھ نہین چونکہ ماہرین فن تعلیم کا قول ہی کہ (تختہ سیاہ ہی) ہر درسگاہ کی روح رواں ہوتا ہی۔ اس لیے کم سے کم ہر جماعت کے لیے ایک ایک تختہ سیاہ ہونا لازمی ہی جو ہر وقت جماعت مین موجود رہے۔ دوران تعلیم مین بلیک بورڈ (تختہ سیاہ) کے استعمال پر بہت اصرار ہونا چاہیے

---

[1] میزین حسب ضرورت بعد معائنہ پوری کر دی گئین۔

[2] اسوقت بلیک بورڈ (تختہ سیاہ) ۹ ہین یعنی ہر جماعت مین ایک تختہ موجود ہی یہ کمی معائنہ کے بعد پوری کر دی گئی۔

اور گو جغرافیہ تاریخ کی تعلیم باقاعدہ نصاب مین داخل نہین ہی مگر عالم کے روزمرہ کے واقعات سے طلبا کو آگاہ کرتے رہنا تعلیمی اسٹاف کا فرض ہو اور اس فرض کے ادا کرنے کے لیے نقشون کا استعمال ناگزیر ہی۔ طلبا کو جغرافیہ سے آشنا کرنے کی غرض سے جغرافیائی اصطلاحات کا نقشہ دینا کا اور پانچون بر اعظم کے نقشے دار العلوم مین ہونا ضروری ہین۔

کتب خانہ دار العلوم کے متعلق ایک نہایت قیمتی کتب خانہ ہی جو بوجہ عدم تکمیل عمارت دار العلوم ابھی شہر مین ہی۔ لہذا اُس کے معائنہ کا موقعہ نہین ملا۔ کتب خانہ سے اسٹاف اور طلبا پورے طور پر اُس وقت مستفید ہو سکین گے جب کہ کتب خانہ دار العلوم کی جدید عمارت مین نقل ہو جائے۔

رجسٹر دار العلوم مین حسب ذیل رجسٹر ملاحظہ ہوئے (۱) رجسٹر داخلہ (۲) عام رجسٹر حاضری طلبا (۳) جماعت وار رجسٹر حاضری طلبا (۴) رجسٹر نتائج امتحانات (۵) آڈر بک جسمین مہتمم صاحب (پرنسپل) کی طرف سے احکام و ہدایات درج ہوتے ہین (۶) اسی طرح آرڈر بک ہڈ ماسٹر صاحب کی جُداگانہ ہی (۷) رجسٹر برآورد تنخواہ ملازمین (۸) رجسٹر تقسیم تنخواہ۔ (۹) رجسٹر نقل درخواست ہائے رخصت مدرسین معہ نقل احکام (۱۰) رجسٹر معائنہ (۱۱) رجسٹر خط کتابت (۱۲) اسٹاک بک رجسٹر[۵۲] حاضری اساتذہ کے اضافہ کی ضرورت ہی جو پرنسپل صاحب اور ہڈ ماسٹر صاحب کے کمرے مین رہین اور اُسمین اساتذہ کو وقت آمد اور وقت رخصت روزانہ درج کرنا چاہیئے اور اس رجسٹر کی پرنسپل صاحب اور ہڈ ماسٹر صاحب روزانہ نگرانی فرمایا کرین۔ رجسٹر داخلہ مین تاریخ ہائے داخلہ ۱۹۱۲ء سے توصحیح طور پر درج ہین مگر اس سے بیشتر تاریخون کی

---

۵۱ چونکہ اسوقت تک دار العلوم زیر تعمیر ہی اسلئے گرد و غبار سے ہر مہینہ مین نقشہ کے خراب ہونیکا احتمال تھا اسواسطے نقشے نہین رکھوائے گئے۔ بعد تکمیل عمارت کے اسکا انتظام کردیا جائے گا۔ ۵۲ رجسٹر حاضری مدرسین موجود ہی

تقدیم و تاخیر کا سلسلہ درہم برہم ہی۔ رجسٹر حاضری مین ایک جگہ رجسٹر کو چاقو سے چھیلا گیا ہے یہ عمل ہرگز
روا رکھنے کے قابل نہین رجسٹر رخصت مین کہین کہین ہندسہ بدلا گیا ہی یہ جائز نہین۔ ہندسہ یا
رقم کو چھیلنے یا بدلنے کے بجاے سرخی سے کاٹ کر مطلوبہ ہندسہ یا رقم لکھنا چاہیئے اور تبدیلی کے مقام
پر مختصر دستخط افسر ذمہ دار کے ہونے چاہئین۔ رجسٹر نتیجہ امتحانات ۱۳-۱۹۱۲ء مین سال ہفتم کے دو طلبا
کو رعایتی ترقی دینا درج ہی لیکن اگر یہ رعایت بے وجہ تھی تو بے محل استعمال ہوئی اور اگر اُسکی
کوئی وجہ تھی تو درج ہونی چاہیئے تھی رجسٹر حاضری جماعت دار ناقص ہی اسمین ہر طالب علم
کے نام کی سامنے کئی کئی حاضریون کے اندراج کی جگہ چھوٹی ہوئی ہی تاکہ ایک ہی رجسٹر مین
کئی اُستاد ایک درجہ کے طلبا کی حاضری درج کر سکین مگر اس سے یہ نہین معلوم ہو سکتا کہ کس
اُستاد کے وقت مین فلان فلان طالب علم غیر حاضر رہے۔ لہذا رجسٹر حاضری ہر جماعت کے
متعلق ہر اُستاد کے علیحدہ علیحدہ ہونے چاہئین۔

دار العلوم کا اسٹاف حسب ذیل ہے

نمبر شمار	نام	عہدہ	میعاد ملازمت	عمر تخمیناً	تنخواہ	کیفیت
۱	مولوی ناظر حسن صاحب دیوبندی	فقیہ اول	تازہ تقرر ہوا ہے	-	[illegible]	مہتمم دار العلوم در پرنسپل اکی جگہ خالی ہی فقیہ اول انچارج ہین
۲	مولوی شیخ محمد صاحب عرب	ادیب	پانچ سال	۵۵ سال	[illegible]	بھوپال مین مدرس رہچکے ہین
۳	مولوی سید علی زینبی صاحب	نائب ادیب	۱۰ سال	۴۰ سال	[illegible]	
۴	مولوی شبلی صاحب	فقیہ دوم	۱۰ سال	۵۰ سال	[illegible]	
۵	مولوی محمد یوسف صاحب انصاری	مدرس	۴ سال	۲۵ سال	[illegible]	سند یافتہ درجہ تکمیل ندوۃ العلماء
۶	مولوی محمد یوسف صاحب	مدرس منطق فلسفہ	۲ سال	۴۰ سال		″ ″ ″

نمبر شمار	نام	عہدہ	میعاد ملازمت	عمر تخمیناً	تنخواہ	کیفیت
۷	مولوی فضل الرحمٰن صاحب	مدرس صرف و نحو	۸ سال	۳۰ سال	مسہ	فارغ التحصیل ندوۃ العلماء
۸	مولوی محمد صفدر علی صاحب	مدرس فارسی	ایک سال	۶۰ سال	صہ	
۹	مسٹر وحید الحسن صاحب بی اے ایل ٹی	ہڈ ماسٹر	جدید تقرر	۲۵ سال	ما،	ٹرینڈ گریجوایٹ ہین، بلی میرٹھ مین ٹیچر رہ چکے ہین۔
۱۰	مسٹر محمد ظہیر صاحب بی اے	سکنڈ ماسٹر	؍	۲۳ سال	صہ	گریجوایٹ ہین۔
۱۱	مسٹر محمد ادریس احمد صاحب	تھرڈ ماسٹر	؍	۲۶ سال	سہ،	انٹرینس پاس ہین مشن اسکول مین ٹیچر رہ چکے ہین
۱۲	مسٹر عبد الجلیل صاحب	فورتھ ماسٹر	۸ سال	۲۵ سال	عسہ	نارمل پاس ہین انٹرینس تک انگریزی مین تعلیم پائی ہمیشہ ٹیچر رہتے ہین ریاضی پڑھاتے ہین

دار العلوم کی موجودہ ضرورت کے لیے یہ اسٹاف کافی ہی البتہ انتظامی اُمور کی کافی نگرانی کے لیئے مہتمم کا عہدہ جس قدر جلد پُر ہو سکے بہتر ہو گا۔ درجۂ تکمیل کے طلبا اگر آئندہ انٹرینس کی تیاری کرنا چاہین گے تو اُس حالت مین انگریزی اسٹاف مین اضافہ کی ضرورت ہو گی۔

نتائج امتحان سنہ ۱۹۱۴ء کے سالانہ امتحان کے وقت ،، طلبا درج رجسٹر تھے ۱، شریک امتحان ہوئے اور منجملہ ۱، کے ۵۵ اُمیدوار کامیاب ہوئے ،، فیصدی کامیابی کی شرح بری نہین ہے مگر اسمین ترقی کی بہت گنجائش ہی جو طلبا شریک امتحان نہون اُن کو ترقی درجہ سے محروم رہنا چاہیئے نیز درجہ کی ترقی[1] کے لیئے انگریزی و ریاضی مین کامیابی کی شرط لازمی ہونا چاہیئے ورنہ جماعت بندی پر نیز دار العلوم کے مقصد پر بُرا اثر پڑے گا۔

ورزش کھیل دار العلوم کے طلبا ہاکی کھیلتے ہین اور کھیل کے وقت اساتذہ مین سے ایک صاحب بالالتزام نگران ہوتے ہین۔

طلبا کی سوسائٹی طلبا کی ایک سوسائٹی موسوم بہ "الاصلاح" قائم ہی جس مین مباحثے اور تقریرین

---

[1] امتحان مین کامیابی جب ہی ہوتی ہی جب کہ انگریزی و ریاضی کے نمبر بھی قابل کامیابی ہون اسکا التزام ہمیشہ سے ہی۔

ہوتی ہین۔ اس سوسائٹی کا ایک اپنا مختصر سا کتب خانہ موسوم بہ "دارالمعلومات" ہی جسمین اخبارات بھی آتے ہین۔

قیام فیس طعام و ڈسپلن دارالعلوم سے ملحق بورڈنگ ہوس ہین طلبا مقیم ہین رہنے کا طریقہ ستھرا اور پسندیدہ پایا گیا۔ ڈسپلن کی حالت قابل اطمینان ہی طلبا کو جماعت اور مسجد او قیام گاہ مین برابر مودب پایا اُستادون کا ان پر خاص اثر ہی۔ ہر طالب علم سے کھانے کی فیس (سے) ماہوار لی جاتی ہی جس کے عوض کھانے کے علاوہ طلبا کو روشنی بھی دیجاتی ہی مصارف ظروف بھی اسی مین شامل ہین کھانے کا انتظام بورڈنگ ہوس کی طرف سے ہوتا ہی اور دو وقتہ طلبا کو گوشت روٹی اور دال ملتی ہی کبھی کبھی چاول بھی دیئے جاتے ہین امتحاناً کھانا منگا کر دیکھا گیا اُسمین کوئی نقص نہ تھا بورڈنگ ہوس مین ایک اُستاد مستقل طور پر سکونت پذیر ہین مگر ضرورت ہی کہ ایک مولوی اور ایک ماسٹر بورڈنگ ہوس مین رہین تاکہ مطالعہ کے وقت طلبا کو عربی اور انگریزی دونون زبانون مین یکسان مدد مل سکے۔

نصاب تعلیم عربی نصاب اسوقت زیر بحث نہین۔ انگریزی نصاب مجوزہ ہڈ ماسٹر صاحب اسوقت ملاحظہ ہوا۔ اسمین کوئی بات قابل اعتراض نہین ہی ہر درجہ کے لئے ایک ریڈر، صرف نحو عبارت نویسی اور ریاضی کی تعلیم کا بندوبست ہے۔ اور منشا نصاب انگریزی اسکولون کے مڈل کلاس کے معیار تک طلبا کو انگریزی اور ریاضی کی تعلیم دینا ہی مگر دارالعلوم کے خاص حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے انگریزی تعلیم کی کامیابی کا دارومدار اُستاد کی شخصی قابلیت اور مستعدی پر ہے طلبا کی عربی استعداد سے بہت کچھ نفع اُٹھایا جا سکتا ہی۔ ہڈ ماسٹر صاحب کے نصاب کا عملی تجربہ جبتک کم سے کم سال بھر تک نہ ہوئے کوئی کارآمد رائے اُسکے متعلق نہین دیجا سکتی۔

طبی امداد افسوس ہی کہ دارالاقامہ مین طلبا کیواسطے کوئی طبی امداد کا طریقہ معین نہین ہی کچھ نہ کچھ

انتظام فوری ضرورتون کے لیے ہوناضرور ہی۔

مشورے اور ہدایا ت معائنہ کے وقت عربی انگریزی کے درجہ دار نصاب تعلیم اور ٹائم ٹیبل موجود تھی مگر انگریزی کا استاد وار ٹائم ٹیبل مرتب نہ تھا پرنسپل صاحب کے دفتر مین عربی تعلیم کا درجہ وار اور اُستاد وار نصاب تعلیم اور ٹائم ٹیبل مکمل آویزان رہنے چاہین اسیطرح انگریزی تعلیم کا مکمل نصاب اور ٹائم ٹیبل ہڈماسٹر صاحب کے کمرہ مین آویزان ہوناضروری ہی۔ اور ہر درجہ مین اُس درجہ کا سال بھر کا نصاب تعلیم اور ہفتہ بھر کے سبقون کی تقسیم معہ اُستادونکے نامونکے آویزان رہے تاکہ ہر شخص کو داخلہ کے وقت یہ معلوم ہوسکے کہ اِس کلاس مین اسوقت کون سے اُستاد کو کیا مضمون پڑھانا ہے۔

کارنامہ اس صوبہ کے سرشتہ تعلیم کے زیر ہدایت انگریزی مدرسین مین ڈائریان (روزنامچہ) مروج ہین۔ یہ روزنامچہ ہر کتاب کے لیے اُستاد کو علیحدہ علیحدہ رکھنا پڑتا ہی اس روزنامچہ کے شروع مین ہر مدرس کو لکھنا پڑتا ہی کہ وہ اِس کتاب کو کیونکر پڑہائیگا (اپنا طریقہ تعلیم درج کرنا ہوتا ہی) نیز یہ لکھنا ہوتا ہی کہ فلان ہفتہ مین اسقدر سبق فلان صفحہ سے فلان صفحہ تک ہوئے یہ روزنامچہ نہایت مفید ثابت ہوا ہی یہ گویا اساتذہ کا کارنامہ ہی جس سے روزانہ درسون کا پتہ معلوم ہوسکتا ہی ہڈماسٹر صاحب اگر یہ ڈائریان دارالعلوم کے اساتذہ کیلیے خریدلین اور اُنکی خانہ پُری کی خوب نگرانی رکھین تو اساتذہ مین چستی اور تعلیم مین نمایان ترقی محسوس ہوگی سرکاری انسپکٹر کے معائنہ کے وقت یہ روزنامچہ اُسکے پورے اطمینان اور خوشنودی کا باعث ہونگے۔

سرکاری اسکولون مین ہر اُستاد کو ہر کتاب کے متعلق ایک نوٹ بُک بھی رکھنی ہوتی ہے جسمین روزانہ اسباق کی مشکلات کا حل درج ہوتا ہی (مثلاً مشکل الفاظ عبارات اور محاورات کے معنی وغیرہ) یہ نوٹ بُک اُستاد کی تیاری کی علامت ہی کہ اُس نے درس کے لیے اپنے آپ کو تیار کرلیا جو کچھ اس نوٹ بک مین درج ہوتا ہی اُستاد موقعہ موقعہ پر تختہ سیاہ پر لکھتا ہی اور طلبا اپنی اپنی کاپیون مین وہ بہت کچھ نقل کرلیتے ہین اس طرح طلبا کی کاپیون مین گویا اُستاد کی نوٹ بُک خود بخود نقل ہو جاتی ہے

ایسا کرنے سے اُستاد کو وقت پر سوچنے اور غور کرنے کی ضرورت باقی نہین رہتی انگریزی ماسٹرون کو ایسی نوٹ بک ضرور رکھنا چاہیئے۔

ہڈماسٹر صاحب کو ایک کانفیڈنشل نوٹ بک (لاگ بک) رکھنا بہتر ہی ہڈماسٹر کا فرض ہی کہ وہ اپنے فرصت کے گھنٹہ مین دوسری جماعتونمین جاکر ماسٹرونکا طرز تعلیم جانچتا رہے اور اُنکی کاروائی زیر نظر رکھے ایسے معائنون کے وقت جو نقائص نظر آئین اُنکو کلاس مین برملا ظاہر نہ کیا جائے بلکہ جو کچھ ہدایات کرنے کی ہو اس نوٹ بک مین درج کرکے اُستاد متعلق کے پاس بھیجدینا چاہیئے تاکہ وہ دیکھکر دستخط اطلاعیابی کردے یہ عملی طریقہ ہی اساتذہ کو فن تعلیم کی تربیت دینے کا چونکہ ہڈماسٹر صاحب دارالعلوم ٹرینڈ اور سندیافتہ ہین وہ اساتذہ اور دارالعلوم کو اس طریقہ سے بہت کچھ فائدہ پہونچا سکتے ہین۔

دستخط

ادریس احمد

۱۶- اکتوبر ۱۹۱۴ء

۵- نومبر ۱۹۱۴ء روز پنجشنبہ

عام طور پر مجھکو رائے مذکور الصدر سے بالکل اتفاق ہی لیکن پرنسپل یعنی مدرس اعلی موجود نہ تھے اور ہڈماسٹر یعنی افسر مدرسین اُس روز ہی تشریف لائے تھے لہذا انتظام موجودہ کی نسبت مین رائے قائم نہ کرسکا کارنامہ مدرسین روزانہ مرتب ہو اور رسالانہ وسہ ماہی امتحانات کے نتائج ہر درجہ کے معائنہ کرائے جائین تو نسبت تعلیم کی رائے قائم کرنا آسان ہو۔

دستخط

نظام الدین حسن

منتحن تعلیم ندوۃ العلماء لکھنو

نقل خط نوشتہ آنریری جائنٹ سکرٹری کانفرنس
بنام
میر منصب علی صاحب فنانشل سکرٹری بھوپال

جناب من تسلیم۔

جناب کے والانامہ مورخہ ۱۲ مئی ۱۹۱۵ء کے ذریعے سے سرکار عالیہ مدظلہا العالی نے کارگزاران آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کو جو ہدایت اُن قومی تعلیم گاہون کے معائنہ کے متعلق فرمائی تھی جنکو سرکار عالیہ کے خزانے سے مالی امداد ملتی ہو اُسکی تعمیل مین جو کچھ کیا گیا اُسکو ذیل مین عرض کرنے کی اجازت چاہتا ہون۔

جس زمانے مین سرکار عالیہ کا مذکورالصدر حکمنامہ پہونچا تھا چونکہ اسوقت ندوۃ العلماء لکھنؤ کے معاملات خاص توجہ کے مستحق تھے اس لیے اوّل اُس کے معائنہ کا انتظام کیا گیا چنانچہ کانفرنس کیطرف سے اصحاب ذیل اس خدمت کے لیے مقرر کیئے گئے۔

(۱) جناب والا مولوی نظام الدین حسن صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ایل۔ وکیل لکھنؤ۔

(۲) جناب سید عبدالباقی صاحب رجسٹرار محمڈن کالج علی گڈھ۔

(۳) جناب مولوی ادریس احمد صاحب بی اے سپرنٹنڈنٹ دفتر مجوزہ مسلم یونیورسٹی۔

ہرسہ صاحبان نے ۱۲۔ اور ۱۳۔ اکتوبر ۱۹۱۴ء کو بمقام لکھنؤ معائنہ کیا۔ اُسوقت صرف تین اُمور کے متعلق جانچ کیگئی۔ حسابات انگریزی تعلیم اور عام حالت۔ حسابات کے متعلق

سید عبد الباقی صاحب نے مفصل رپورٹ مرتب کی ہی اور انگریزی تعلیم اور عام حالت کی نسبت مولوی
ادریس احمد صاحب نے رپورٹ تحریر کی ہی ان دونوں رپورٹوں پر جناب والا مولوی نظام الدین حسن
نے اپنے نوٹ تحریر فرمائے ہین دونون رپورٹون اور مولوی صاحب موصوف کے نوٹ کی
صحیح نقول ہم رشتہ عریضہ ہذا ہین اور اصل دفتر مین موجود ہین۔

حسابات اور انگریزی تعلیم اور عام حالت کے متعلق چونکہ مذکورۂ بالا رپورٹون مین ایک
حد تک مفصّل کیفیت موجود ہی اس لئے مجکو زیادہ عرض کرنے کی ضرورت نہین ہی البتہ چند اُمور
کی نسبت اپنی رائے کو ذیل مین پیش کرتا ہون۔

بعد پوری جانچ کے ندوہ کے حسابات کی نسبت رجسٹرار صاحب نے عام طور پر اپنا اطمینان ظاہر
فرمایا ہی اور مولوی نظام الدین حسن صاحب نے اتفاق کیا ہی جو جزوی اور فروعی فروگذاشتین
پائی گئین۔ اُن کی نسبت رجسٹرار صاحب نے ضروری مشورے دئیے ہین۔ اُمید ہی کہ اُنپر توجہ ہوگی
اس سے پیشتر ندوۃ العلماء کے حسابات کا معائنہ اس زمانہ کے آوٹ کے طریقون کے مطابق نہین ہوا سلئے
اس قسم کی فروگذاشتون کا ہونا کوئی تعجب کی بات نہین۔ مگر حسابات کی عام حالت رجسٹرار صاحب کی
رپورٹ سے بالکل قابل اطمینان پائی جاتی ہی البتہ تعمیرات کے حسابات کا معائنہ نہین کرایا گیا اسکی
نسبت رجسٹرار صاحب اور مولوی نظام الدین حسن صاحب دونون نے اپنی رپورٹون مین نوٹ کیا ہی
تعمیرات کے فنڈ مین جسقدر روپیہ موجود ہونا چاہیئے اُسکی نسبت رجسٹرار صاحب کو جانچ نہین کرائی گئی،
یعنی جہان کہین روپیہ جمع ہی اُسکی رسید وغیرہ نہین دکھلائی گئی معائنہ کے بعد مین نے ناظم صاحب
اور معتمد صاحب کو کئی بار لکھا کہ جس شکل مین اور جس جگہ روپیہ جمع ہی اُسکی نسبت حسب قاعدہ رسید
وغیرہ کا حوالہ دیا جائے جو آخری خط ناظم صاحب کا آیا اُس کے ساتھ چھپے ہوئے حسابات کی ایک
نقل موصول ہوئی مطبوعہ حسابات کے موافق تعمیرات کی مد مین ۵ لعہ ۵ر ۹ پائی باقی دکھلائے گئے ہین

ناظم صاحب نے تحریر فرمایا ہی کہ یہ رقم بنک آف بنگال مین ندوہ بلڈنگ اکاونٹ کے نام سے مولوی احتشام علی صاحب کی معرفت جمع ہی۔ بنک مین جو روپیہ جمع ہوتا ہی اُس کے متعلق رسید یا پاس بک جمع کرنے والے کے پاس رہتی ہی ایسی حالت مین ذمہ دار افسران کو چاہیئے تھا کہ معائنہ کے وقت اس قسم کی رسید یا پاس بک جسٹرار صاحب کو دکھلاتے کم ازکم یہ ضرور چاہیئے تھا کہ معائنہ کے بعد جب کئی مرتبہ اس رقم کی بابت دریافت کیا گیا تو بنک کا اس مضمون کا خط کہ اسقدر روپیہ فلان مدین جمع ہی بھیجدیا جاتا جیسا کہ ناظم صاحب نے اطلاع دی ہی کہ یہ رقم بنک مین جمع ہی۔ ہوگی۔ لیکن چونکہ کانفرنس کے معائنہ کے وقت یا اُس کے بعد اسوقت تک کوئی ایسا کاغذ نہین دکھلایا گیا جو آوڈٹ مین قابل پزیرائی ہو اس لیئے موجودہ اطلاع کی حالت مین حسابات کے اس حصہ کی نسبت اس معائنہ مین کوئی قطعی رائے نہین دی جاسکتی۔ حسابات دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ ندوہ کی مستقل آمدنی لعہ ہے اور خرچ ماہانہ ہے اس سے ظاہر ہی کہ ایک اوّل درجے کے ہائی اسکول کی جسقدر آمدنی ہونا چاہیئے اسقدر بھی اس قومی دار العلوم کی مستقل آمدنی نہین ہی اور جسقدر آمدنی ہی اس سے خرچ زیادہ ہی جو چندونکے ذریعہ سے پورا کیا جاتا ہی ہمین یہ امر بھی خاص توجہ کے لائق ہی کہ اس آمدنی مین سب سے بڑی رقم گورنمنٹ عالیہ کی ہی اور اس کے بعد سرکار عالیہ کی یعنی چھ ہزار گورنمنٹ کی اور تین ہزار سرکار عالیہ کی اگر ان رقوم کو علیحدہ کردیا جائے۔

تو صرف دو ہزار اکیاون روپیہ رہ جاتے ہین۔ باقی دو ہزار کی رقم مین پانچسو ہز ہائنس نواب صاحب رامپور کی اور پانچسو ہز ہائنس آغا خان صاحب کی اور چھ سو راجہ سر تصدق رسول خان صاحب کی یعنی لہ سو روپیہ ہین۔ اس سے ظاہر ہی کہ ندوۃ العلماء مین جو کچھ مستقل آمدنی ہی وہ صرف گورنمنٹ رؤسا اور تعلقدارونکی بدولت ہے ورنہ کچھ بھی نہین۔ جو بزرگ اس قومی دار العلوم کے قدردان اور ہی خواہ ہین۔ یہ امر اور حالت اُنکی خاص توجہ کے قابل ہی تعلیمی اور انتظامی حالت کے متعلق مولوی ادریس احمد صاحب نے مفصل رپورٹ مرتب کی ہی

جو قابل ملاحظہ ہی اسمین اول یہ امر قابل لحاظ ہی کہ کتب خانہ دار العلوم سے دور فاصلہ پر شہر مین ہی دوسری بات قابل ذکر یہ ہی کہ درجۂ تکمیل مین صرف ایک طالب علم ہی اور تیسری چیز جو قابل توجہ ہی وہ یہ ہی کہ طلبا کے علاج کے لیے کوئی مستقل انتظام نہین ہی لیکن تحقیقات پر غالبًا معلوم ہو گا کہ سب سے بڑی وجہ ان نقائص کی یہ ہی کہ آمدنی کافی نہین ہی۔

سرکار عالیہ کے تعمیل ارشاد مین کانفرنس سے موجودہ حالت مین جو کچھ ہو کاوہ کیا گیا جو کچھ حالت ہی اسکی لحاظ سے اسکی اشد ضرورت ہی کہ ندوۃ العلما کی مالی امداد کی جائے اور چند لائق اور مل کر کام کرنیوالے قومی خادم لکھنؤ مین رکھکر اس مقصد کی تکمیل مین ساعی اور مصروف ہون۔ فقط

دستخط

آفتاب احمد

نقل مراسلہ جناب منشی سید منصب علی صاحب فنانشل سکرٹری ریاست بھوپال

موصولہ ۲۶ جنوری ۱۹۱۵ء

منجانب منصب علی فنانشل سکرٹری ریاست بھوپال

بخدمت ناظم صاحب ندوۃ العلماء

جناب من۔ السلام علیکم۔ بجواب مراسلہ سامی مورخہ ۲۰۔ دسمبر ۱۹۱۴ء گذارش ہی کہ جو عطیہ چندہ بابت دار العلوم ندوۃ العلماء ریاست ہذا سے دیا جاتا تھا اور تا اصلاح بند کر دیا گیا تھا بدستور جاری کر دیا گیا ہی دفتر محاسبی کو اجرا و ارسال چندہ مقررہ کی نسبت ہدایت کر دیگئی ہی وصول فرماکر رسید سے مطلع فرمائیے۔

جناب کا خیر اندیش

منصب علی فنانشل سکرٹری۔

دوسرا اجلاس

۴ - اپریل یوم یکشنبہ کو حسب معمول تلاوت کلام مجید کے بعد شروع ہوا، اولاً جناب حکیم محمد عبدالرشید صاحب نے چوتھا رزولیوشن حسب ذیل الفاظ مین پیش کیا،

"یہ جلسہ مولوی عبدالحی صاحب وکیل جند وسی اور حکیم حافظ عبدالولی صاحب لکھنوی اراکین انتظامیہ ندوۃ العلماء کی وفات پر اپنے دلی افسوس کے اظہار کے ساتھ ان کے لیے دعائے مغفرت کرتا ہو اور اُن کے پس ماندگان کے ساتھ اپنی ہمدردی ظاہر کرتا ہو"

مولانا حاجی سید ظہور الاسلام صاحب نے تائید فرمائی اور رزولیوشن بالاتفاق پاس ہوا

اب مولانا سید سلیمان صاحب ندوی اسٹیج پر تشریف لائے اور آپ نے ندوۃ العلماء کے اغراض و مقاصد اور اُسکی اہمیت و ضرورت پر ایک مبسوط و پر معنی تقریر کی جو غیر معمولی توجہ اور اطمینان سے سُنی گئی،

تقریر جناب مولانا مولوی سید سلیمان صاحب ندوی

سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ٥

جناب رئیس مجلس! و دیگر حاضرین!!

اسوقت جس موضوعِ سخن پر مجھے کچھ کہنا ہو آج ۲۰ برس ہوئے کہ وہ مسلمانون کے سامنے ایک درد انگیز داستان کیطرح باربار دُہرایا گیا ہو، نطق و لفظ کے تماشا بین عجب نہین کہ گھبرا اُٹھین، لیکن درد آشنا دلون نے ہر بار اُس سے نیا لطف اُٹھایا ہو،

ذوقِ نظر بہ لذت کاوش نمی رسد داغم ازین کہ دل نتوان کرد دیدہ را

حاضرین اگر اسوقت بھی سراپا دل ہون تو اُمید ہو کہ یہ حکایت مکرر ناگوار نہ گذرے گی،

حضرات! دار العلوم کی ضرورت اور اُسکے فوائد پر ایک مبسوط تقریر، ندوہ کے ہر سالانہ جلسہ کا ایک جزو رہی ہی، اس اجلاس سے پہلے ہر جلسہ مین جن بزرگون نے اس موضوع پر تقریرین کین، وہ دلائل، واقعات، شواہد، اور جامعیت مین یقیناً بے نظیر تھین، لیکن یہ پہلا موقع ہی کہ خود دار العلوم کا آغوش پروردہ آج اپنی ضرورت کا آپ اعلان کرتا ہے۔

زمانہ کے انقلاب و رحوادث کے تسلسل نے آج جو مشکلات ہمارے سامنے پیدا کر دیئے ہین، اُنمین سب سے زیادہ اہم اور سب سے زیادہ لائق توجہ "مذہب اور مذہبی علوم کی بقا و حفاظت" کا مسئلہ ہی مسلمان آج اعتراضات اور حملون کے آماجگاہ ہین، لوگ کہتے ہین ہاتھ بچاؤ کہ بغیر اسکے کسب و تحصیل محال ہی، پاؤن بچاؤ کہ بے پاؤن میدان مین تگاپو ناممکن ہی، لیکن مین کہتا ہون کہ سینہ بچاؤ کہ اُسمین دل ہی، جو زندگی کا گھر ہی، قومیت اسلامیہ کا دل کیا ہی؟ مذہب ہے! تمام دُنیا کی قومون مین مذہب قومیت سے ہے، لیکن مسلمانون مین قومیت مذہب سے ہی، اگر یہ شیرازہ بکھرا تو قومیت اسلامیہ کے اوراق خزان دیدہ ایک ایک کرکے جھڑ جائین گے۔

یہ روئے سخن اُنکی طرف تھا جو خود "مذہب اور مذہبی علوم کی بقا و حفاظت" کی ضرورت کے قائل نہین، لیکن جو لوگ اس حد تک ہمارے ساتھ ہین، اُن سے سوال ہی کہ اگر یہ ضروری ہی تو اب تک مسلمانون کی طرف سے اسکے لیے، کیا تدبیر عمل مین آئی؟ کیا ہماری انگریزی درسگاہون کے وسیع ایوان، کیا ہماری مذہبی تعلیمگاہون کے تنگ و تاریک حجرے، کوئی جواب دے سکتے ہین۔

کلا ثم کلا۔

ہندوستان جب انقلاب کی کشاکش مین تھا، چند روشن ضمیر بزرگون نے موقع کی نزاکت اور اہمیت کو سمجھا، وہ اُٹھے، اور آواز دی، آواز ایسی شیرین اور دلپسند تھی کہ ہندوستان کے گوشہ گوشہ سے اُسکے جواب مین لبیک کی صدائین آئین، ندوہ کی مجلس مرتب ہوئی، علمائے ہند جنکا مشغلہ

اسوقت صرف نزاع وکشاکش باہمی تھا خواب سے چونکے محبت اور ہمدردی کے ساتھ ایکدوسرے کیطرف بڑھے، اور بالآخر قوم کے تمام امراض کا علاج دار العلوم قرار پایا۔

ہمنے کہا ہی کہ ہم اُس زخم کا علاج نہین چاہتے جو ہاتھ مین ہی اُس زخم کا علاج نہین چاہتے جو پاؤن مین ہی اُس زخم کا علاج چاہتے ہین جو دل مین ہی حضرت رسالت پناہ نے فرمایا ان فی الجسد مضغۃ اذا صلحت صلح الجسد کلہ واذا فسدت فسد الجسد کلہ الا وھی القلب (حدیث) ہمارے قومی جسم کا دل علما کی جماعت ہی، اگر یہ درست ہی تو ہمارے جسم کے دوسرے آبلے خود بخود درست ہوجائینگے

مسلمان ۱۳۳۲ سے دُنیا مین ہین، اُنکی سیزدہ صد سالہ زندگی صحیح مذہب عظیم الشان کارنامون مسلسل حکومتون، متعدد علوم وفنون، اعلیٰ تمدن ومعاشرت، قومی اخلاق، اور خصائص موروثی کا مجموعہ ہی، مسلمانونکی آئندہ زندگی کا مفہوم کیا ہی؟ یہ ہی موجودہ ضروریات ومقتضیات کی مطابقت کے ساتھ اپنی قومیت کے قدیم اجزا کی حفاظت ونگہداشت، کہ اگر یہ اجزا نکل گئے، تو بقیہ اجزاے قومیت مسلمانون کے نہون گے بلکہ کسی ایک اور نئی جنس قومی کے،

حضرات! اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو صرف تخیل نہین ہی وہ عمل کا طالب ہی، اور عمل اسکی حقیقت کا ایک جزء ہی، پھر عمل سے وہ صرف مخصوص طریقۂ عبادت وپرستش کو مراد نہین لیتا، بلکہ ایک انسان کی زندگی کے وہ تمام تر کام جو اُسکی زندگی کے لوازم ہین اسکے احاطہ مین داخل ہین اس بنا پر وہ اپنے پیروؤن سے ایک مخصوص طریقۂ زندگی کا طالب ہے اور اس لیئے اُسکو ایسے کارکن کی ضرورت ہی جو لوگونکو اُنکی زندگی کے ہر شعبہ مین مشورہ دے سکے، وہ اخلاق بھی ہی تمدن بھی ہی، علم بھی ہی حکومت بھی ہی اصلاح بھی ہی، اور آخراً مذہب بھی ہی، اس بنا پر اُس کے متبعین کے لیے ایسے راہبر مطلوب ہین، جو ان تمام شعبون مین قوم کی رہبری کرسکین، ضرورت کے ہر موقع کو پہچان سکین، اصلاح وہدایت کی ہر صنف مین چراغ راہ بن سکین،

یہ تشریح اگر صحیح ہو اور یقیناً صحیح ہی تو کیا ایسے علما اسلام کی رہبری کر سکتے ہین جو نقہ و معقولات کے چند ابواب کے سوا دینا اور دُنیا کے تمام شعبون سے قطعاً بے خبر اور غافل ہون، جو تمدن کا صحیح مفہوم نہ جانتے ہون جو اخلاق کا کوئی نمونہ نہ رکھتے ہون، جو ذوق علم وفن سے ناآشنا ہون، جو مقتضیات حال سے ناواقف ہون، جو سیاسیات کی گرہ کشائی سے عاجز ہون،

حضرات آج مسلمانونکی سیکڑون ضرورتین ہین لیکن مذہبی ضروریات کے بالائی دفتر کے سوا انکو کس ضرورت کے اتمام و تکمیل کا احساس ہی، آج قوم کو تعلیم کی ضرورت ہی تعلیم ہمیشہ سے علما کے ہاتھ مین رہی ہی، لیکن تعلیم کی اشاعت و ضرورت کی آواز آج کسکی زبان و دہن سے بلند ہوتی ہی؟ اسکی ضرورت کا وعظ مسجد کے منبر سے قوم سن رہی ہی، یا کانفرنس کے پلیٹ فارم سے عام اسلامی یونیورسٹی کی تحریک پیدا ہوئی، لیکن کس نے پیدا کی، ترکی ٹوپی کے جھبونے یا عمامون کے شملون نے آج مسلمانونکو اصلاح رسوم و تمدن کی ضرورت ہی لیکن اس ضرورت کے لیئے مجالس کس نے بنا کی آج ہر تحریک کس کے قلب و لسان کی حرکت ہی اسکا نتیجہ یہ ہی کہ ہمارے اعضاے قومی کا سب سے معطل، سب سے بیکار، سب سے ناکارہ وہی حصہ ہی جس کو سب سے زیادہ عامل سب سے زیادہ باکار اور سب سے زیادہ کارآمد ہونا چاہیئے تھا،

آج علما قوم مین کوئی پایہ نہین رکھتے اُن کے لئے عزت کا کوئی درجہ نہین ہی اُنکی آواز کو ملک مین کوئی سماعت حاصل نہین ہی، حالانکہ یہ وہی گروہ ہی جسکا سند فقر تخت شاہی کا ہمپایہ تھا جس کا دلق پارینہ، قبائے ناز وغرور سے ممتاز تھا جسکی آواز کے سامنے ملک کی ہر آواز پست تھی،

حضرات آخر اس انقلاب حال کے کیا اسباب ہین؟ بوضوح تمام ظاہر ہین، وہ قوم کی کس خدمت کے سزاوار ہین، وہ قوم کی کس تحریک کے لیے آمادۂ اعانت ہین، وہ قوم کی زندگی کے کس مقصد کو سمجھ سکتے ہین، وہ قوم کی کس ضرورت و مصلحت سے واقف ہین، ایسی حالت مین وہ قوم سے کس قدر منت

کا معاوضہ اور صلہ چاہتے ہین؟ ہمکو ایسے علما کی ضرورت ہی کہ قوم کی زمام اپنے ہاتھ مین لے سکین،
وہ ہر قومی تحریک کے بانی ہون، وہ ہر قومی ضرورت و مصلحت کے واقفکار ہون، وہ قوم کے حقیقی و
علمی رہبر ہون، اس موجودہ کشمکش مین وہ صحیح ہدایت و ارشاد کر سکین،

حضرات! آپ نے دیکھا ہوگا، اور افسوس ہوا ہوگا کہ اسکول کا ہر بچہ آج کس دریدہ دہنی اور
گستاخ طبعی سے، مذہب، علوم مذہبی، بلکہ علوم عربی کی تحقیر کرتا ہی، علما کے ادب و احترام کو اس نے
فراموش کر دیا ہی، انکی عظمت کا تخیل دل سے محو ہو گیا، مولوی، اور جاہل کا مفہوم تقریباً اس کے ذہن
مین ایک سے، یہ گمراہی ہی، اور سچ ہی کہ یہ گمراہی ہی، لیکن اسکا ذمہ دار کون ہی؟ وہ اسکول کا بچہ ہر
یا کالج کا اسٹوڈنٹ ہی، اس کے آس پاس علوم و فنون کا ڈھیر ہی وہ ایسے پروفیسرونکی صحبت مین رہتا
ہی جو علوم کے انتہائی رفتار تک پہونچ چکے ہین، اُسکے سامنے دُنیا کا ایک ایک گوشہ ہی، وہ قدرت و قوانین
قدرت کا ماہر ہی وہ ہر انسانی علم کی واقفیت کا دعویدار ہی، دوسرے طرف اُنکو وہ علما نظر آتے ہین
جو ایک ریشم کے کیڑے کیطرح اپنے گھر سے باہر کی خبر نہین رکھتے، وہ علوم انسانی کے نام سے بھی واقف
نہین وہ خود اپنے ملک کے جغرافیہ سے آگاہ نہین، وہ موجودہ دُنیا کی ہیئت سے عاجز ہین اِس حالت
مین اگر وہ ان کو عزت کا مستحق نہین سمجھتا تو کیا وہ حق بجانب نہین ہی، ایک وہ زمانہ تھا جب علما ہی
علوم و فنون کے مالک تھے، دُنیا کی کنجی اُنھین کے ہاتھ مین تھی، دنیا کا گوشہ گوشہ اُنکے پائے بادیہ پیما کے
نیچے تھا، علم کی تلاش و جستجو مین ہزارون میل کی مسافت طے کر کے وہ اُندلس سے بغداد اور بغداد سے اندلس
جاتے تھے، علم و حکمت کے شہپر اُن کے بازوؤن مین لگے تھے، نتیجہ یہ تھا کہ ایک طرف منبر تو دوسری
طرف تخت شاہی اُن کے لیے جھک جاتے تھے۔

حضرات! اگر ہماری قوم مین ایسے علما پیدا ہون، جو مذہبی علوم کی واقفیت و مہارت کے
ساتھ تمام جدید علوم مین بھی عام افراد تعلیم جدید کے ہم پایہ ہون تو کوئی سبب نہین ہی کہ وہ قوم

ہین عزت کے لائق نہون، اور وہ مُلک کا سب سے بہتر طبقہ نہون، آہ! کسقدر افسوس کی بات ہو کہ ہماری جہالت و کمزوری خود ہمارے مذہب کی عظمت و وقار کو کھو رہی ہو، خدا فرماتا ہو کہ ربنا لا تجعلنا فتنة للذین کفروا خدایا ہمکو کفار کے لیے فتنہ نہ بنا، یعنی ہماری حالت ایسی نہ بنا کہ کفار ہمکو دیکھکر کہین کہ کیا اسلام ــ کے یہی نمونہ ہین اور ہمکو دیکھکر خود ہمارے اسلام سے پھر جائین، حق ہو کہ ہم کہین ربنا لا تجعلنا فتنة للناس خدایا ہمکو دنیا کیلئے فتنہ نہ بنانا، کہ دنیا کی متمدن و صاحب علم قومین دیکھکر کہین کہ کیا یہ تعلیم اسلامی کے نمونے ہین؟ کیا یہ جہالت و بے دانشی کا صنم خانہ اسلام کا کعبہ ہو؟

حضرات! ہماری مذہبی تعلیم کے نقص کا تمامتر ذمہ دار ہمارے مدارس دینیہ کا نصاب تعلیم ہو ان مدارس کا مایۂ امتیاز جو فنون تھے، علم کے بازار مین اس جنس کا سد کی مانگ نہین، علوم کی دو قسمین ہین علوم آلیہ اور علوم مقصودہ، علوم آلیہ کا کام صرف یہ ہو کہ وہ علوم مقصودہ کی تحصیل مین معین ہون، ورنہ ہماری کوشش کا اصل و حقیقی مرکز علوم مقصودہ ہونا چاہیئے، لیکن چالیس پچاس برس سے جو نصاب زیر عمل ہو بدبختی سے اُسکا بڑا حصہ علوم آلیہ ہین، صرف و نحو علوم آلیہ ہین، انکا مقصد صرف زبان کے حصول مین سہولت اور کلام کی تصحیح ہو، لیکن یہ دعوی کیا جاسکتا ہو کہ صرف و نحو کی تکمیل کے بعد عربی طلبہ عربی زبان پر کوئی قدرت نہین رکھتے ہین، ادب مین چند کتابین متبنی، حماسہ، سبعہ معلقہ پڑھائی جاتی ہین، لیکن حاشا کہ ان کے رٹ لینے کے بعد عربیت کا مذاق بھی پیدا ہوتا ہو، سبب یہ ہو کہ انسان کو روزمرہ زندگی مین نظم سے زیادہ نثر کی حاجت پڑتی ہو اور اُسکا کوئی نمونہ طلبہ کے سامنے نہین ہوتا، رہ سہ کے ایک ابو القاسم حریری کے مقامات ہین جسمین بندھے ہوے فقرے تکلف اور تصنع کے بند و زنجیر مین جکڑے ہوے ادا ہوتے ہین، ضرورت ہو کہ نصاب تعلیم مین عربی نثر کی ایسی کتابین ہون، جن مین روزمرہ محاورہ، اور

بے تکلف وبے تصنع، روان زبان استعمال کیگئی ہو، جسمین ہر قسم کے مقصود آجاتے ہون، ایسی کتابین جاحظ ابوہلال عسکری، ابن اثیر، عبدالقاہر جرجانی، ابن قدامہ، ثعالبی، ابن خلدون وغیرہ کی تصنیفات ہین،

ایک اور بات جسپر مجکو ہمیشہ ہنسی آتی ہو وہ فن معانی وبیان، و بدیع کی تعلیم ہو ان فنون کی تعلیم سے مقصد فصاحت و بلاغت کی تحصیل ہو، لیکن ان کتابون سے جو اس غرض سے پڑھائی جاتی ہین، کبھی بھی یہ مقصد حاصل نہین ہوتا، ہمارے یہان خود کتابون مین لکھا ہو کہ بدیع کا درجہ معانی وبیان کے بعد ہو لیکن حریری کا تنہا نمونہ جو طلبہ کے سامنے ہوتا ہو، وہ بدیع کی وقعت ہمیشہ اُنکی آنکھون مین بڑھا دیتا ہو اسلیے بہت کم آپ ایسے علما پائینگے، جو سلیس و با محاورہ اور روان عربی عبارت کو پسند کرسکتے ہین، وہ ہمیشہ قافیہ بندی، صنائع لفظی، تجنیس، تضاد وغیرہ کو معراج بلاغت سمجھتے ہین، اور حضرات اہل یہ چیزین ایک صاحب مذاق سخندان کی ملت مین بدعات ہین، اس نقص کا ذمہ دار بھی ہمارا نصاب تعلیم ہو کہ سامنے نمونہ نہین، مختصر معانی اور مطول بیشک منطقی حدود کے ساتھ فن معانی وبیان کی بہترین کتابین ہین، لیکن انکی مثال بعینہ ایک عالم بے عمل کی ہو، یہ کتابین منطقی حدود و دلائل و تقسیم کے ساتھ مسائل کو خوبی سے بیان کرتی ہین لیکن انکی عبارت خود معیار بلاغت سے گھٹکر ہو، اُن کی عبارت اور منطق وفلسفہ کی عام بے مزہ اور پھیکی بلکہ غیر فصیح عبارت مین کوئی فرق نہین ہوتا، ایسی کتابین کیا فصاحت بلاغت اور مذاقِ ادب کا جوہر پیدا کرسکتی ہین، نصاب مین ایسی کتابین چاہئین جو علماً تعلیم و تشریح مسائل کے ساتھ عملاً خود بھی معیار کے مطابق ہون، کہ اُن کے پڑھنے سے خود بخود عملی طور پر سے مذاق درست ہوجائے، مثلاً دلائل الاعجاز، اسرار البلاغۃ، مثل السائر کتاب الصناعتین وغیرہ یہ کتابین دارالعلوم کے نصاب مین داخل ہین اور بحمد اللہ ان سے وہ فوائد حاصل ہوئے ہین جو مختصر معانی کے سیکڑون بار اور مطول کے ہزارون بار پڑھنے سے حاصل نہین ہوسکتے، اور اسوقت اعلان ہو کہ آپ حضرات

ہین سے جسکا جی چاہے امتحان کرلے۔

حضرات! یہ تو صرف ایک علم کے متعلق بحث تھی، منطق و فلسفہ کا کیا حال ہے؟ منطق کہ ایسا مکمل علم ہے جسمین تغییر و تکمیل کی اب حاجت نہین، گو اب یورپ مین منطق کا جو نظام قرار پایا ہے، استقرار کو جس حد تک اہمیت دیگئی ہے، وہ بالکل ایک حیثیت سے صحیح ہے لیکن اصل منطق ریاضی کیطرح تکذیب ابطال کی چیز نہین ہے، منطق کا مقصد یہ ہے کہ انسان کا دماغ دلائل کی صحت کا امتحان کرسکے باقی مباحث اسی مقصد کے فروع ہین، یہ مقصد کہان تک حاصل ہوتا ہے؟ نتیجۂ عملی تو یہ ہے کہ ایک منطق خوان عربی طالب العلم ایک غیر منطق خوان عربی طالب العلم سے زیادہ کج بحث اور کج دماغ ہوتا ہے ٹھیک اُس طرح جسطرح موجودہ نصاب کی ادبی کتابین مذاق زباندانی کو برباد کردیتی ہین، اسی طرح موجودہ طرز تعلیم منطق دماغ کی صحیح الخیالی اور راست فہمی کو نیست و نابود کردیتی ہے، سبب یہ ہے کہ ہمارے موجودہ نصاب مین منطق کی جو کتابین داخل ہین وہ بجائے اسکے کہ صحیح اور سلجھے ہوئے طریقہ سے مسائل کو بیان کرین، ہمیشہ دقت آفرینی، ژولیدہ بیانی اور اشکال پسندی سے مسائل کو بیان کرتی ہین نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ابتدا سے عربی کا طالب العلم ژولیدہ بیان، مناظرہ پسند، متعصب الرائے اور خود پسند ہوجاتا ہے وہ ہمیشہ اپنا مقصود ایسی عبارت مین اور ایسے دلائل سے ثابت کرتا ہے جسکا سمجھنا مشکل ہوتا ہے، اور اُسکا نصب العین صرف یہ ہوتا ہے کہ فریق کی زبان بند کردے، اور بس! اس بنا پر بجائے اسکے کہ منطق سے طالب العلم کا دماغ درست ہو اور زیادہ خراب ہوجاتا ہے اور عجب نہین کہ اسی سبب سے ہمارے علما زیادہ جنگجو اور نزاع پسند ہوتے ہین۔

حضرات! ضرورت ہے کہ ان کتابوں کی جگہ پر ایسی کتابین منطق کی نصاب مین داخل ہون جو سہل و آسان اور واضح طریقہ سے سیدھی سیدھی عبارت مین اصل فن کے مسائل کو بیان کرین مثلاً ابن سینا کی منطق المشرقیین، غزالی کی محک النظر، یا ایک دوسرے مصنف کی کتاب بصائر نصیریہ

حضرات! ہماری تعلیم کا سب سے بڑا جز **فلسفہ** ہے، اور وہ اسطرح ضروری اور لازم غیر منفک ہو گیا ہے کہ ممکن ہے کہ عربی کا طالب العلم تفسیر کا صرف ایک ہی صفحہ یا ایک ہی پارہ تمام عمر مین پڑھے لیکن فلسفہ کی تعلیم مین دو تین سال صرف کیئے بغیر کوئی مستند عالم نہین ہو سکتا، ایک وہ زمانہ تھا کہ فلسفہ پڑھنا گناہ اور زندقہ تھا، **امام شافعی** اور **ابن حنبل** وغیرہ نے اس پر فتوے دیئے، یا امام **غزالی** کے بعد سے یہ حال ہے کہ یہی فلسفہ کی کتابین ہین جسمین بیسیون مسئلے حقیقت مین کفر و زندقہ ہین تاہم ہماری بڑی بڑی مذہبی درسگاہون مین زور و شور سے اسکی حقیقت صحت پر دلیلین قائم کی جاتی ہین اور متکلمین اسلام کی علانیہ ہنسی اُڑائی جاتی ہین، ؎

گر تو قرآن برین نمط خوانی ❊ ببری رونق مسلمانی

پھر تعجب ہے کہ آج فلسفہ جدیدہ سے یہی لوگ نفرت کُلّی ظاہر کرتے ہین، اور بغیر پڑھے ہوئے اسکے ہر مسئلے کی تردید و تغلیط کے لیے ہمہ تن طیار ہے **حضرۃ الاُستاد** نے خوب فرمایا ہے کہ فارابی بننے سے پہلے غزالی بننا حماقت ہے" حقیقت مین پہلے فلسفہ **فارابی** کیطرح پڑھو پھر **غزالی** کیطرح کلام بناؤ، ورنہ بغیر اسکے ہر کوشش تمسخر ہے،

حاضرین! آپ کو حیرت ہوگی کہ نہ فلسفہ قدیمہ اسلام کا جز ہے اور نہ فلسفہ جدیدہ، نہ یہ میراث ہے نہ وہ، پھر کیا سبب ہے کہ فلسفہ یونانی کے ساتھ ہمکو وہ شغف ہے کہ اُسکا ایک نقطہ بھی مٹ جائے تو ہمکو دلی افسوس و رنج ہوتا ہے حقیقت مین گو ہنسی کی بات ہے لیکن ہمارے مخدوم مولانا شاہ **سُلیمان صاحب** نے خوب فرمایا کہ ایک پُرانی لٹھیا بھی کسیکے پاس مدت تک ہاتھ مین رہتی ہے تو اُسکے بھی گم ہو جانیکا افسوس ہوتا ہے پھر یہ فلسفہ یونانی صدہا سال سے ان کے دماغ مین جاگزین ہے، اُسکا چھٹنا کیون ناگوار خاطر نہو، لیکن اے حاضرین! اُن پُرانی لٹھیون والون کی خدمت مین التماس ہے کہ یورپ سے بنی بنائی نہایت عمدہ خوبصورت اور مضبوط چھڑیان آگئی ہین، چاہیے اب انکو خریدے (قہقہہ)

تعجب ہی کہ فلسفہ قدیمہ کن مسائل سے عبارت ہی؟ فلسفہ کی تعریف یہ ہی کہ "کائنات کی اشیاء کا علم بقدر طاقت بشری" لیکن سوال یہ ہی کہ اِس فلسفہ سے کائنات کی کن اشیا کا ہمکو علم ہوتا ہے، دقیق اور مخفی قویٰ کے علم کو جانے دو کیا اسکو پڑھکر ہمکو زمین کا علم ہوتا ہی؟ کیا پہاڑ کا علم ہوتا ہی کیا نباتات کا علم ہوتا ہی؟ کیا معدنیات کا علم ہوتا ہی کیا اجسام کا علم ہوتا ہی؟ کیا چاند سورج اور ستارون کا علم ہوتا کیا قوانین فطرت کا علم ہوتا ہی؟ ہیولیٰ، صورت، زمان، مکان، حیز اسی قسم کی چند مرعوب کن اصطلاحین ہین اور انکا ایک جال پھیلا ہوا ہی، اور انسان اسمین گرفتار ہی ہمکو وہ فلسفہ پڑھنا چاہیے جسمین فرضیات کی بجاے واقعیات کا علم ہو اور جس سے حقیقت مین ہم کائنات کے اسرار سے واقف ہون،

حضرات اب تک ہمنے جو کچھ بیان کیا ہی اُس سے قطع نظر کر لیجیے، عربی مدارس کا درس تمام مذہبی مدارس ہی انکی تاسیس و بنا کی اصل غرض قرآن مجید حدیث شریف فقہ و کلام وغیرہ علوم دینیہ کی تعلیم ہی، یہ تمام علماے کرام ہمارے سامنے ہین، جن مین سے اکثر بڑے بڑے مدرسون کے مدرسین اور بانی ہین، یہ خود شہادت دے سکتے ہین کہ ان کے مدارس مین جو نصاب تعلیم ہی دیگر علوم دنیوی کے مقابلے مین ان علوم دینیہ کا کیا پایہ ہی عام مدارس کو چھوڑ کر خاص مذہبی مدرسون سے سوال ہی کہ کیا وہ قرآن مجید کا باقاعدہ درس دیتے ہین جسمین باقاعدہ قرآن مجید کے مطالب وحقائق پڑھائے جاتے ہون، تفسیر کا جو حصہ زیر درس ہی کیا وہ سورۂ بقرہ سے جو تمام قرآن کا بیسوان حصہ ہوگا آگے بڑھتا ہی؟ جلالین کامل کا شاذ نام لیا جائے جو اکثر مدارس مین پوری پڑھائی جاتی ہی، لیکن اُسکی ناتمامی اور اختصار کا یہ حال ہی کہ عجب نہین کہ قرآن کی اصل عبارت اور تفسیر کے الفاظ برابر ہون، کیا قرآن مجید کے مشکلات صرف و نحو پر انکو عبور رہی؟ قرآن مجید کی فقہ سے واقفیت نہ ہمارے علما ہدایہ سے مسائل لکھدین گے، لیکن خود قرآن جو اصل دین اور مخرج علوم ہی کیا اُس سے بھی واقف ہین، قرآن مجید کا علم کلام کیا ہی؟ شرح عقائد نسفی پڑھانے والون سے پوچھتا ہون کہ

اُس سے آگاہ ہین، قرآن مجید مین فصاحت و بلاغت کی کیا کیا مثالین ہین کیا اُنکو یاد ہین؟ اور ہان پوچھتا ہون کہ قرآن مجید مین اخلاق و معاشرت اور تمدن کے قواعد ہین کیا انکی تشریح اُن کے مدارس مین کیگئی ہی، حیف احیف!!

حدیث شریف کی تعلیم آپ دعوی کرینگے کہ بہت سے مدارس مین زور شور سے ہوتی ہی لیکن مین عرض کرونگا کہ ہان زور شور سے ہوتی ہی لیکن یہ سارا زور صرف اِس مسئلہ پر ہی کہ حدیث کا ہر ٹکڑہ فلان جماعت کے اجتہاد اور مذہب کے مطابق ہی، حاشا پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام اسلیئے نہین آئے تھے کہ وہ کسی خاص جماعت کا اجتہاد اور مذہب دُنیا کو سکھائین وہ ایک عام تعلیم وہ ایک عام ارشاد وہ ایک عام ہدایت لیکر مبعوث ہوئے تھے، کیا حدیث کی تدریس کے وقت یہ بھی مدنظر رہتا ہی کہ آنحضرت صلعم ایک پیغمبر کی حیثیت سے جو تعلیم و ارشاد پیش کرتے ہین، وہ کہان تک دُنیا کے فوز و فلاح کے لیئے ضروری ہی آپ دُنیا کو اخلاق کی کیا تعلیم دیتے ہین، احادیث مین غلطی سے جو قابل اعتراض واقعات مذکور سمجھے جاتے ہین کیا اُنکی تلاش کی جاتی ہی آنحضرت کی سیرت مبارک پر احادیث کا کیا اثر ہے اسکی جستجو ہوتی ہی؟ مصنفین کتب صحاح، رواۃ حدیث اور دیگر رجال متعلقین حدیث کی تاریخ سے ہمکو واقفیت ہوتی ہی؟ آج اِس صف مین کتنے علما ہین جو بخاری، مسلم، ترمذی کا نام وہ روزانہ اپنی زبان سے ادا کرتے ہین، کیا وہ اُن کے اصلی نام و نسب و حالات اور تصنیف کی تاریخ و خصوصیات سے آگاہ ہین؟

یہ تو مصنفین ہین، رواۃ مین سلیمان، شعبہ، زہری، مکحول، نافع، سالم، قاسم، ابن معین، اوزاعی، مدینی وغیرہم کبار رجال ہین کیا ان کے حالات کی واقفیت مین طلبائے حدیث کی زندگی کا کوئی حصہ گذرتا ہی؟ سب سے بڑی بات یہ ہی کہ حدیث کی کتابین تنہا عبادات کی کتابین نہین ہین، وہ اسلام کی اجتماعی، سیاسی، اخلاقی، قانونی کتابین ہین کیا حدیث شریف کی تعلیم مین یہ حیثیتین مدنظر ہوتی ہین؟

حضرات! اب علم کلام کی نسبت کچھ کہنا چاہتا ہون علم کلام پہلے اُس فن کا نام تھا جسمین اعتقادات مذہبی کو عقلی دلائل سے مستحکم کیا جاتا تھا، لیکن اے حاضرین اب علم کلام کا دائرہ اس سے زیادہ وسیع ہوگیا ہے، اب وہ نام ہے ہر اُس مسئلہ کو دلائل عقلی سے مستحکم کرنیکا جسکو مذہب اپنی جانب منسوب کرتا ہے، اب مذہب پر اعتراضات اعتقادات کی حیثیت سے جسقدر کیے جاتے ہین اُنسے کہین زیادہ وہ اعتراضات ہین جو معاشرت و تمدن کے لحاظ سے کیے جاتے ہین، عبادات کے ایک ایک جزء کو قرینِ عقل و پرفوائد دکھانا اب علم کلام ہے، نکاح، طلاق، غلامی، سود جزیہ کب علم کلام کا حصہ تھا، اب ان تمام تمدنی و اقتصادی چیزون سے واقفیت متکلم کا فرض ہے، تاریخ اسلام کا ایک ایک نقطہ اب علم کلام کے دائرہ مین ہے حضرت سرور کائنات کی سیرتِ مبارک کا ایک ایک واقعہ اب علم کلام کا ایک ایک مبسوط باب ہے، اب ضرورت ہے کہ ہمارے طلبا جو ایک متکلم کی حیثیت سے میدان مین کھڑے ہون وہ نہ صرف یونانی فلسفہ کے چند پارینہ مسائل کے حافظ ہون، بلکہ وہ سائنٹسٹ ہون اسٹرانومر ہون، مورخ ہون، ایکانومسٹ ہون، اور تقریباً ہر فن سے آشنا ہون،

اے حضرات! یہ ڈیفنس (دفاع) کے ہتھیار تھے، دوسرے مذاہب کے مقابلے مین حملہ آور ہونا، اب تک متکلم کا فرض نہ تھا، اب ضروری ہے کہ جو اسلام کی حمایت کیلیے کھڑا ہوتا ہے جسطرح وہ بچاؤ کے پہلو جانتا ہو وہ حملہ کے وار بھی جانتا ہو، وہ یہودیت سے واقف ہو، وہ مجوسیت سے واقف ہو، وہ عیسائیت سے واقف ہو، وہ ہندوؤن کے مذہب سے واقف ہو، اِس بنا پر اب صرف قرآن پڑھنا متکلم کے لیے کافی نہین ہے توراۃ زند اُستا، انجیل، اور وید پڑھنا بھی ضروری ہے!

سائنس اور فلسفہ جدیدہ کے مقابلے مین جو متکلم کا فرض ہے وہ اس سے بھی زیادہ اہم ہے، مین فلسفۂ جدیدہ و قدیمہ پر اسوقت ریویو نہین کرتا، بلکہ صرف یہ کہنا چاہتا ہون اور اُمید ہے کہ حاضرین اس فرق کو اچھی طرح سمجھین گے کہ فلسفۂ قدیمہ مخاطب کی زبان کو بند کرتا ہے دل کو بند نہین کرتا، فلسفۂ

جدیدہ صرف دل کو بند کرتا ہو زبان کی پروا نہین کرتا، یہ بالکل ممکن کہ ایک متشکک فی الدین
کے دل مین ایک زخم (شک) تم فلسفہ قدیمہ کے پر پیچ استدلال سے اُسکی زبان بند کردو لیکن قلب
کو تسکین نہین دے سکتے، لاجرم دل کا زخم بڑھے گا، اور ایک دن تمام جسم کو ہمہ تن ناسور کردیگا
علمائے کرام! دل کی خبر لو زبان کی بند کشاد سے کیا فائدہ؟ تسلیم ہو کہ وہ تمھارے مشکل الفہم اور
اصطلاحی اعتراض پر خاموش ہو جائے لیکن کیا اِس سے قلب مین اطمینان پیدا ہوا جو ایمان کا عنصر
حقیقی ہے:

متکلم کا فرض ہو کہ مذہب پر جو اعتراضات واقع ہوتے ہین اُنکو دور کرے، آج مذہب کا
سب سے بڑا دشمن "جدید فلسفہ" ہو لیکن اس حملہ آور کے حملون کو قدیم فلسفہ سے روکنا توپ کے گولہ کو
تلوار سے روکنا ہو، سب سے پہلے ہمکو خود اعتراضات سے واقف ہونا چاہیئے، اور اُس کے لیئے علوم
جدیدہ سے واقفیت لازم، اسکے بعد وہ وقت آئے گا، جب ہم خود یورپ کے بنے ہوئے ہتھیارونسے
یورپ کی فوج کا مقابلہ کرسکین گے، ہم کو تسلیم ہو کہ اسلام ایک مضبوط و مستحکم اور ردئین دار قلعہ ہو
لیکن آؤ کہ اسلام کے لیئے ہم آج جدید طرز کے قلعے بنائین کہ وہ دشمنون کے جدید ہتھیاروںسے
بھی امن پائے،

حضرات! اسوقت کی صحبت دراز ہوتی جاتی ہو اور شاید آپ مین سے اکثر صاحب کتا بھی
گئے ہون، لیکن اگر مین ایک اور ضرورت کی طرف آپ کو توجہ نہ دلاؤنگا تو یقیناً اپنے جرم کا مجکو دینی
اعتراف کرنا پڑے گا، ہم سب کا اعتقاد ہو کہ اسلام ایک عالمگیر اور عمومی مذہب ہے، اُسکو دنیا کے
ہر گوشہ مین پھیلنا ہو، اُسکو ہر ملک و ملّت کے سامنے پیش ہونا ہو، اُسکو ہر زبان مین ادا ہونا ہو، لیکن
یہ فرض کس کا ہو؟ کیا علمائے کرام کا نہین ہو؟ لیکن کیا افسوس کے قابل یہ امر نہین کہ انگلینڈ مین
اشاعتِ اسلام کا کام کون انجام دے رہا ہو، کوئی عربی خوان نہین! کوئی عالم نہین! کوئی ہماری

جماعت کا ممبر نہین ! ایک انگریزی دان ! ایک گریجویٹ ! ایک باہر کا آدمی !

کامل اس فرقۂ زہاد سے اُٹھا نہ کوئی + کچھ ہوئے تو یہی رندان قدح خوار ہوئے

حضرات ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ اسلام کی ہر ملک و زبان مین اشاعت فرض ہے کہ حق کی آواز ہر جگہ گونجے قرآن کہتا ہے وما ارسلناک الا رحمة للعالمین تو اے وارثین پیغمبر اتم نے اس رحمت عالم کو دنیا کے کس کس حصہ مین پہونچایا، خدا کہتا ہے انا ارسلناک کافة للناس اے حاملین علم نبوی تم نے یہ رسالت کہان تک ادا کی، اگر یہ سچ ہے کہ اسلام کو ہر ملک و زبان مین روشناسی کرنا اور قرآن کی آواز ہر گوشہ مین پہونچانا فرض ہے تو یقیناً اسکے دوسرے معنی یہ ہونگے کہ تمام دنیا کی قومون مین پھرنا، تمام دنیا کے ملکون مین جانا، تمام دنیا کی زبانون کو سیکھنا ہم پر فرض و واجب ہے، پھر کہان ہین وہ علمائے کرام جو صرف ایک عربی زبان جان لینے کے بعد جس کے جاننے کے بھی یہ معنی ہین کہ وہ اُس زبان کی کتابین پڑھ لیتے ہین لکھ بول نہین سکتے۔ تمام دنیا کی زبانون سے اپنے کو مستغنی قرار دے چکے ہین، بلکہ غیر زبان کو سیکھنا وہ بدعت و حرام جانتے ہین، آج فارسی زبان وہ خوشی سے بولتے ہین، کیا یہ مجوس کی زبان نہین، وہ ہندوستان آکر ہندی اور بھاشا بولنے لگے کیا یہ غیر زبان نہین ہے کیا انھین یاد نہین کہ خود آنحضرت نے زید کو عبرانی زبان کی تعلیم دلائی تھی جو اہل کتاب کی زبان تھی، خدا فرماتا ہے وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه ہم ہر پیغمبر کو اُسکی قوم کی زبان دیکر مبعوث کرتے ہین، آنحضرت صلعم تمام دنیا کے لیے پیغمبر تھے وہ اپنی قوم عرب کو پیغام سنا گئے، اب اُنکے پیرو دن کا فرض ہے کہ وہ تمام دنیا کی زبانین سیکھین اور اپنے پیغمبر کے قرض کو جو اُن پر خود اُسی نے عائد کیا ہے مکمل کرین،

حضرات ! اسلام ایک بلند حوصلہ اور بلند نظر مذہب ہے جسکے لیے ایک مخصوص تربیت کی ضرورت ہے جو اُس کے مقتداؤن مین بلندی حوصلہ، استغنائے طبع وسعت نظر پیدا کرے، وہ اخلاق عالیہ کے

بہترین نمونہ ہون، صفائی، پاکی، تنزہ، جو علماے سلف کی خاص صفت تھی آج اُسکی سخت ضرورت ہی کہ بغیر اسکے انسان آج کسی سوسائٹی مین شریک نہین ہوسکتا، اسلام کا داعی جس کو ہر سوسائٹی مین پہونچنا چاہیئے اُسکو ان صفات سے کسقدر متصف ہونا چاہیئے۔ آپ مین سے ہر شخص سمجھ سکتا ہی، لیکن جو تربیت آج عربی خوان طلبہ کو مدارس مین حاصل ہوتی ہو کیا اُس سے اِس قسم کی بلند حوصلگی استغنا، اور طہارت و تنزہ کا خیال پیدا ہوسکتا ہی؟ اسکی دلیل مشاہدہ ہی،

حضرات! ہمنے آپکے سامنے جس قسم کے علماء کی، جس قسم کے نصاب تعلیم کی، جس قسم کی تربیت کی ضرورت پیش کی ہو کیا وہ حقیقی نہین؟ کیا ان اصلاحات کی حاجت نہین؟ آپ اسوقت جس ایوانِ عمارت مین ہین وہ وہی اصلاحی درسگاہ ہی جسکا اساس بنا ان اصلاحات کے ساتھ اس قسم کے علما پیدا کرنا ہی، ہم سب کو خداوند جلّ وعلا کا سپاس گذار ہونا چاہیئے کہ اُس نے ہم مسلمانون مین ایک ایسی جماعت پیدا کی جس نے قوم کے اصلی مرض کی تشخیص کی اور اسکا علاج کیا، دارالعلوم سپاہیون کی ایسی جماعت پیدا کرتا ہی جو موجودہ میدان مین کام آسکین، وہ ایسے طبیب طیار کرتا ہی جو موجودہ امراض مین کار آمد ہو سکتے ہین، دارالعلوم نے ابتک جو کچھ کیا وہ حقیقت مین لائق صد شکر ہی، ایک وہ زمانہ تھا جب اصلاح کی آواز کفر کے ہم معنی تھی جب اُسکے لیئے تکفیر کے فتوے جاری کیئے گئے، جب اُنکو بدعتی کہا گیا، لیکن آج بیس برس کے بعد وہ آواز نامانوس نہین رہی، دیوبند کے عظیم الشان درسگاہ مین صلاح ہوتی ہی ہم خوش ہین کہ دارالعلوم کام کر رہا ہی، فرنگی محل مین انگریزی اور بعض علوم جدیدہ داخل کیئے جاتے ہین ہم مسرور ہین کہ دارالعلوم اپنا فرض ادا کر رہا ہی حیدرآباد مین نئے اُصول پر عربی درسگاہ قائم کی جاتی ہی ہم محظوظ ہین کہ دارالعلوم کی تکمیل ہو رہی ہے، ہندوستان سے باہر نیل کی وادی مین ازہر کی یونیورسٹی صداے اصلاح بلند کرتی ہی، اور مصر کی ممتاز مذہبی جماعت دار العلم والارشاد کی بنیاد ڈالتی ہی، اور اعلان کرتی ہو کہ علماے ندوہ کا

طرز ہمارے لیئے چراغ راہ ہی، باسفورس کے ساحل پر قسطنطنیہ کے گنبد صدائے اصلاح سے لرزان ہین ندوۃ العلماء کی آواز اُسکی فضا مین گونجتی ہی، روس کی حکومت مین جدید طرز پر عربی مدارس بن رہے ہین، کیا یہ ندوہ کی کامیابی نہین؟ کیا یہ دار العلوم کے مقاصد کی تکمیل نہین، ندوہ اور دار العلوم کا صرف وہی کام نہین ہی جو اُسکے احاطۂ عمارت مین ظہور پذیر ہو، وہ تمام کام ندوہ اور اُسکے دار العلوم ہی کا کام ہی جو اصلاح کے نام سے دُنیا کے ہر عربی اور مذہبی مدرسہ مین رونما ہوتا ہم ندوہ اور دار العلوم نے جو کچھ کیا ہی وہ کم ہی اور جو کچھ انکو کرنا ہی وہ بہت زیادہ ہی، وما توفیقی الا باللہ وھو حسبی ونعم الوکیل

مولانا سید سلیمان کی تقریر کے بعد پانچوان رزولیوشن تکمیل عمارت کے متعلق مولانا ناظر حسن صاحب نے پیش کیا،

"اس جلسہ کی رائے مین تکمیل عمارت دار العلوم و تعمیر دار الاقامہ دار العلوم کی آئندہ ترقی و کامیابی کیلیئے بہت ضروری ہی، اور تمام مسلمانوں کو اُن کے لیے فراہمی سرمایہ کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے۔

مولوی مسعود علی صاحب قدوائی ندوی نے حسب ذیل موثر و پُرجوش الفاظ مین اسکی تائید کی اور یہ رزولیوشن نہایت جوش و مسرت سے پاس کیا گیا،

تقریر مولوی مسعود علی صاحب قدوائی ندوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

حضرات اسوقت میرے متعلق یہ خدمت کیگئی ہی کہ مین اُس رزولیوشن کی تائید کرون

جس کو ابھی جناب مولانا ناظر حسن صاحب مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ نے آپ حضرات کے سامنے پیش کیا ہو" ہر تحریک کی تائید مین اس امر کی ضرورت ہوتی ہو کہ اُسکی ضرورت کے اثبات مین نہایت قوی اور زوردار دلائل و براہین پیش کیے جائین، لیکن الحمد للہ کہ یہ تحریک محتاج دلیل نہین"

اسوقت آپ کے سامنے اِسی جلسہ مین طلبائے دار العلوم کی کافی تعداد موجود ہے، آپ اِن سے انکی تکالیف کو جنکو یہ غریب آئے دن برداشت کرتے رہتے ہین خود دریافت فرما سکتے ہین، ان کے علاوہ آپ کے سامنے دار العلوم کی موجودہ عمارت ہو جسکو دیکھکر آپ خود اندازہ فرما سکتے ہین کہ اسمین دار الاقامہ کی کس قدر ضرورت ہے؛

حضرات ارکان ندوہ نیز آپ و جملہ مسلمانان ہندوستان کے لیے یہ امر کس قدر شرمناک ہو کہ دار العلوم ندوۃ العلما جسکی شہرت و ضرورت اسوقت ہندوستان کے حدود سے متجاوز ہوکر دیگر ممالک اسلامی تک مین پہونچ چکی ہو یہان تک کہ مصر کے مشہور فاضل علامہ رشید رضا اڈیٹر المنار نے دعوت والارشاد قائم کرتے وقت صرف اِسی درسگاہ اعظم کے مقاصد و نصاب کو پیش نظر رکھا، اُسکی ظاہری شان و شوکت یہ ہو کہ اُسکی ملکیت مین صرف ایک ۳۲ بیگھہ کا غیر آباد رقبہ زمین، ایک ناکمل و ناتمام عمارت اور ایک غیر سقف مسجد ہو، جو اپنے رہنے والونکو گرمیونکی شدید لو اور دھوپ، برسات کی سخت بارش و ژالہ باری سے نہ بچا سکے۔

حضرات! کیا آپ نے اِس امر پر بھی غور فرمایا ہے کہ دار العلوم ندوۃ العلما نے یہ ذمہ داری بھی اپنے سر لے رکھی ہو کہ تعلیم کے ساتھ مسلمان بچونکی تربیت و مذہبی نگرانی بھی یہان کیجائیگی لیکن آپ حضرات مین جنکو مذہبی نظام تعلیم پر غور کرنیکا موقع ملا ہو وہ بخوبی اندازہ کرسکتے ہین کہ دار الاقامہ و مسجد اس غرض کیلئے کس قدر ضروری شے ہو، یہ سُنکر آپ سخت متحیر ہونگے کہ احاطہ دار العلوم مین

کوئی مسجد نہین، بلکہ طلبائے دار العلوم ایک اینٹ اور چونے کے چبوترے پر پنج وقتہ فریضۂ نماز ادا کرتے ہین، بدقت اب اسقدر ہو سکا ہی کہ کافی مدت گذرنے کے بعد اُس چبوترے پر ایک معمولی چھپر کھڑا کر دیا گیا ہی جو آپ کو اسوقت نظر آرہا ہی کیا اس حالت کے دیکھنے کے بعد بھی آپ اس امر کے منتظر ہین کہ مین اس رزولیوشن کی تائید مین آپ کے سامنے اِن واقعات کے علاوہ دلائل و براہین پیش کرون،

حضرات، غالبًا یہ سوال آپ کے دل مین ضرور پیدا ہوا ہوگا کہ اِس قسم کا رونا بار رہا ہمارے سامنے رویا جا چکا ہی لیکن اسکے جواب مین مین ادب کے ساتھ یہ کہنے کی جرأت کرون گا کہ اسکے جواب دہ صرف وہ کارکنان دار العلوم ندوۃ العلما ہین جنھون نے اب تک اسکے لیے عملاً کچھ نہین کیا، لیکن حضرات اب جواب طلبی کچھ زیادہ مفید نہوگی، بلکہ ضرورت اس بات کی ہی کہ آئندہ اس امر کی کوشش کیجائے کہ اب یہ تحریک بہت جلد عملی صورت اختیار کرلے اور اسکے لیے مین حضرات ارکان و نیز آپ حضرات کے سامنے ایک اسکیم پیش کرنا چاہتا ہون، چونکہ اسکے لیے ضرورت ہی کہ مین خود اسپر کاربند ہون، اسلیئے سب سے پہلے مین یہ ظاہر کر دینا ضروری سمجھتا ہون کہ ہر سال کے کچھ مہینے مین بخوشی اس کام کیلئے دینے کو طیار ہون، جس کا ثبوت مین اپنی گذشتہ زندگی مین دیچکا ہون، اور اب اس امر کے ظاہر کرنے مین مجھے کچھ بھی پس و پیش نہین ہی کہ فرزندان دار العلوم مین ایک معقول تعداد ایسے اشخاص کی موجود ہی جو بخوشی آپ کو اس کام مین مدد دے گی، بشرطیکہ آپ اُن کو اس قسم کے عملی خدمات کا موقع دین،

حضرات، چونکہ آپ اکثر قومی کامون مین شرکت فرمایا کرتے ہین اس لیے آپ اس سے بخوبی واقف ہون گے کہ ہندوستان مین خدا کے فضل سے اب اسقدر کام چھڑ گئے ہین (اور چھڑنے چاہئین) کہ بڑے بڑے شہرون سے چندہ ملنا سخت دشوار ہو گیا ہی کیونکہ تقریبًا ہر شہر مین

ایسے مقامی کام موجود ہین جنکی وجہ سے اُس شہر سے چندہ وصول کرنا درحقیقت اُس ضروری کام کو درپردہ نقصان پہونچانا ہی اس لیئے اب اس امر کی سخت ضرورت ہی کہ ہم شہرونکی چار دیوارین سے نکلکر دیہاتو نین قدم رکھین اور وہان سے اپنے ضروریات کے لیے چندہ جمع کرین چنانچہ مین آپ کے سامنے اسوقت بعض ایسے مقامات کے نام پیش کرتا ہون، جہان اگر کوشش کیجائے تو ہماری موجودہ ضروریات بآسانی پورے ہوسکتی ہین، جبسے مین نے انجمن طلبائے قدیم کی خدمت اپنے ذمہ لی ہی اور اس تعلق سے طلبائے دارالعلوم سے جو اطراف ہند مین پھیلے ہوئے ہین خط وکتابت کا موقع ملا ہی مین نے اِس امر کا خاص طور پر لحاظ رکھا ہی کہ اُن طلبا سے کیونکر ندوہ کی ترقی وتکمیل کیلئے عملی خدمت لیجا سکتی ہی، اور اُنکی اس خدمت کیلئے کون کون سے مرکز ایسے قرار دیئے جاسکتے ہین جہان کے مسلمانونکی اعانت سے ندوہ کو اسطرح فوائد پہونچین کہ دوسرے مقامی کامون کو ذراسی ٹھیس بھی نہ لگنے پائے،

حضرات یہ ہماری اور آپ دونون کی خوش قسمتی ہی کہ ندوہ کے طلبا دیہات مین قصبات مین بڑے بڑے شہرون مین پھیلے ہوئے ہین اور وہانکی پبلک پر اچھا خاصہ اثر رکھتے ہین مثال کے طور پر مین اپنے دوست مولوی حبیب الزمان خان صاحب ندوی کا نام لیتا ہون جو ریاست حیدرآباد کے منصبدار ہین اور اُن کے ذریعے سے مجکو وہان سے بہت کچھ فوائد کی توقع ہی اُنکی ندوہ کے ساتھ دلچسپی وشغف اسی سے ظاہر ہی کہ وہ اتنی دور ودراز مسافت طے کرکے جلسہ کی شرکت کی غرض سے تشریف لائے ہین،

اسی سلسلہ مین مجکو مولوی عبدالرحمن صاحب رنگونی کا نام بھی لینا چاہیئے جو رنگون کے ایک مشہور تاجر ہین اور ندوہ کے معاملات کے ساتھ ایک محبت آمیز جوش رکھتے ہین، اسیطرح مدراس، سیلون، پشاور وغیرہ کے اطراف مین بھی متعدد تعلیم یافتگان ندوہ موجود ہین جو ندوہ

کی عملی خدمت کیلیئے طیار ہین ایسی حالت مین اگر ہم اپنی کوششون کا دائرہ وسیع کرنا چاہین تو اُسکے حلقہ مین بڑے بڑے شہرون سے لیکر چھوٹے چھوٹے دیہات تک آ سکتے ہین اور ندوہ کی منادی گھر گھر ہوسکتی ہی، انجمن طلبائے قدیم کے قائم کرنیکا مقصد یہی تھا کہ ندوہ کا دائرہ وسیع کیا جاے، ایک سال کی کوشش مین زنجیر کی تمام کڑیان باہم ملگئی ہین اور اب ذراسی جنبش سے سب مین حرکت پیدا ہوسکتی ہی، یہ اسکیم مدت سے میرے پیش نظر تھی، اور مین چاہتا ہون کہ دار الاقامہ کی تعمیر مین اس سے فائدہ اُٹھایا جاے، اس بنا پر اس رزولیوشن کو عملی صورت مین لانے کے لیئے میرے نزدیک یہ نہایت ضروری ہی کہ ارکان ندوہ کی ایک کمیٹی قائم کیجائے جو فراہمی چندہ کیلیئے عملی کوشش کرے، اگر آپ نے اس قسم کی باضابطہ کام کرنیوالی ایک کمیٹی قائم کرلی تو تعلیم یافتگان ندوہ بھی اُسمین معقول مدد دینگے اور میرے خیال مین چندہ تعمیر بورڈنگ وصول کرنے کیلیئے سرورست رنگون، مدراس، سیلون، حیدرآباد اور اُس کے اطراف زیادہ موزون ہین کیونکہ مین نے اس عرصہ مین یہان کے بعض باثر حضرات سے ندوی طلبا کے ذریعہ سے خط وکتابت کی ہی جس سے مجھے کافی توقع ہی کہ یہان ہمارے تحریک باسانی کامیاب ہوسکتی ہی۔

مولوی مسعود علی صاحب ندوی کی تقریر کے بعد جناب صفی الدولہ حسام الملک نواب سید محمد علی حسن خان بالقابہ نے ایک مختصر تقریر کرتے ہوئے چھٹا رزولیوشن حسب ذیل الفاظ مین پیش کیا،

"اس جلسہ کی رائے مین شمس العلما، مولانا شبلی نعمانی مرحوم کی ایک یادگار احاطہ دار العلوم مین قائم ہونا مناسب ہے اور اُس کے لیے بہترین شکل یہ ہوگی کہ ایک عمارت کتب خانہ کیلیئے تیار کیجاے اور اُسکے واسطے ملک سے خاص طور پر اعانت کی درخواست کیجائے"

جناب ملا عبد الباسط صاحب خلف جناب ملا عبد القیوم صاحب مرحوم نے اِسکی

تائید کی اور مولوی سید سلیمان صاحب ندوی نے بطور تائید مزید علامہ مرحوم کی یادگار اور کتب خانہ کی ضرورت پر حسب ذیل مفصل تقریر کی، اور یہ رزولیوشن عام تائید سے پاس ہوا،

تقریر تحریک تعمیر کتبخانہ بیادگار مولانا شبلی نعمانی

بسم اللہ الحیّ الذی لا یموت

حضرات! مین اسوقت کیا کہنے کو ہون! کل تک جو تمام قومی اور علمی تحریکون کا بانی تھا، مین آج خود اُسکی یادگار کی تحریک کے لیے کھڑا ہوا ہون، امام الہند حضرت علامہ شبلی نعمانی برّد اللہ مضجعہ جنکی زندگی کا ایک ایک لمحہ علم و ملت کیخدمت کیلیئے وقف تھا، پانچ مہینے ہوے کہ اُنھون نے سرائے فانی کو وداع کہا، مرحوم نے جس ذوق و شوق اور قلبی ولولہ اور جذبہ کے ساتھ ندوہ کی خدمت کی اُسکی تفصیل اُن کے خدمات کی تحقیر ہے!!

ہندوستان کو آخر زمانہ مین ایک خادم ملت عطا کیا گیا تھا، وہ آیا اور آقاے اسلام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامونکی خدمت کی، اور آخر اسی خدمت مین جان دی اور دی تو اسطرح دی کہ نام اقدس زبان پر تھا،

بچہ ناز رفتہ باشد زجہان نیاز مندے　　　　کہ بوقت جان سپردن بسرش رسیدہ باشی

دوستو! وہ ہمہ تن علم تھا، سوتا تھا تو اُسکا بالین دبستر کتابون کا انبار ہوتا تھا، وہ خلوت مین تنہا رہتا تھا، لیکن تنہا نہ تھا کہ سینکڑون بصورت خاموش دمعنی گویا دوست اُسکے ہمنشین ہوتے تھے،

وخیر جلیس فی الزمان کتاب

دوستو! اُسنے اپنی تصنیفات سے ہمارے دلون کو روشن کیا ہے، ہم اُسکی یادگار
کہان بنائین دل مین! اُسکا دل کہان رہتا تھا؟ کتابونمین؟ کتابون کا گھر کہان ہے؟ کتبخانہ
ہم کتبخانہ کی عمارت بناتے ہین کہ وہ اُسکی روح کا مسکن ہو! مسجدین خدا کا گھر ہین، کیا خدا
کی روح وہان رہتی ہے؟ نہین! اُسکی محبت وہان رہتی ہے، ہمارا کتبخانہ بھی اُسکی محبت کا گھر ہوگا

ندوہ کا کتبخانہ ہندوستان کا ایک نادر کتبخانہ ہے، اسکی جمع و ترتیب، کتابونکی خریداری مختلف
ذرائع سے تحصیل اپنے ذاتی کتبخانہ کی ہبہ سے مولانا ے مرحوم نے اسکے ساتھ بے انتہا دلچسپی لی تھی
ندوہ مین اُنھون نے جو خدمات انجام دیے، کتبخانہ اُن سب مین سب سے اول صف مین ہے، اُنکے
زمانۂ قیام مین کتبخانہ پہلے سے تقریباً دوچند ہوگیا، ہر مہینہ مین مختلف طریقون سے کتابونکی نئی
خریداری کرتے تھے، دوستون کے کتبخانے بسعی و افسون، اُٹھالاتے تھے، خود مجھے دارالعلوم
کے قیام کے زمانہ مین، ندوہ کے تمام صیغون مین سے سب سے زیادہ کتبخانہ سے دلچسپی رہی ہے
اگر استکبار نہ سمجھا جائے تو اظہار واقعہ کیلئے کہتا ہون، کہ کتبخانہ کے لیے مولانا روح تھے تو مین
ہاتھ تھا، سکندر نواز جنگ، عماد الملک، عماد جنگ، حسام الملک علی حسن خان وغیرہ
کے تمام کتبخانے میرے ہاتھ سے ندوہ مین داخل ہوئے ہین، اور اُسکے لیے مین نے حیدرآباد
و بانکی پور وغیرہ کے سفر کیئے ہین، مولانا کے عہد کی تمام کتابین میرے ہی ذریعہ کی خریداری
سے دفتر مین داخل ہو سکی ہین، اس لیے بے موقع نہوگا اگر اسکے لیے ایک بہت بڑی تحریک بھی
میری ہی زبان سے انجام پائے،

بزرگان و احباب! ہم مین سے کون ہے جو اس محسن کی شکرگذاری کیلیئے آمادہ
نہین؟ من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ لیکن خود غرض انسان کی نفس پرستی دیکھو
کہ دوسرون کے شکریہ کیلیئے بھی وہی طریقہ اختیار کرتا ہے جو خود اُسکی ذاتی منفعت اور فائدہ کی

راہ ہی' ندوہ کے احاطہ مین ایک کتبخانہ کی تعمیر سے ہم مولانائے مرحوم کے احسانات کا شکریہ ادا کرتے ہین؟ یا اپنے لیئے مولانا کی وفات کے بعد بھی اُن سے ایک نیا احسان مانگتے ہین! لیکن اسکے سوا مسافر دار الفنا' دار البقا کے باشندہ کے لیے کیا تحفہ نذر کر سکتا ہی؟ پروردگار مرنے والے کے لیئے چند اوراق کا مجموعہ جس کو کتبخانہ کہتے ہین' اور اُسکے لیے ایک اینٹ اور پتھر کا گھر قبول کر حاضرین! دست سوال دراز کرو کہ یہ تحریک بار آور ہو' اور قوم کو خدا اس یادگار کی تعمیر کے لیے توفیق عطا کرے'

حضرات! ذرا اس فصل و صل کو دیکھیے کہ ندوہ کا مدرسہ یہان ہی لیکن کتبخانہ یہان سے دو میل پر واقع ہی "کشتی در فرنگ و ملاح در چین" عربی خوان طلبہ کی علمی دریوزہ گری اور فقر کا ایک راز یہ بھی ہی کہ جس درسگاہ مین وہ پڑھتے ہین اُس کے احاطہ مین کوئی وسیع کتبخانہ نہین ہوتا عموماً مانگے تانگے کی یا مشکل خریداری کی چند درسی کتابین ہوتی ہین جو اُنکی علمی ہستی کی کائنات ہی' کہین کتبخانہ ہوتا بھی ہی تو اُس خزانے پر ایک سانپ بیٹھا ہوتا ہی (مہتمم) جو عام طلبہ کا وہان گذر بھی نہین ہونے دیتا' دار العلوم کی کامیابی اور اس کے فرزندون کی وسیع نظری' استغنائے علمی' اور شوق مطالعہ اسی کتبخانہ کا نتیجہ ہی' لیکن اس حالت مین کہ "کشتی در فرنگ و ملاح در چین" کی مثل صادق ہی' دار العلوم کی قدیم کامیابی کو کسقدر نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہی؟

حاضرین! اس تحریک کی ضرورت و اہمیت اس درجہ عیان ہی کہ مزید گفتگو کی حاجت نہین' مولانائے مرحوم نے ندوہ اور دار العلوم کے احاطہ مین جو عظیم الشان اُمور انجام دیے' استحقاق تو یہ تھا کہ اُن کا مدفن اسی احاطہ مین ہوتا' لیکن یہ مقدر نہ تھا' اَب آئے کہ اُنکی یاد اور احسانات کا مدفن یہان بنائین جس کا نام کتبخانہ ہو'

بعد از وفات تربتِ ما در زمین مجو

در سینہائے مردمِ عارف مزارِ ماست

اب گیارہ بج چکے تھے اس لیئے صاحب صدر نے اجلاس برخاست کیا،

سہ پہر کو جلسہ عام تھا جسمین ہر شخص شریک ہو سکتا تھا اسوقت مولانا احمد علی صاحب محدث میرٹھی نے وعظ بیان کیا اور بعد نماز مغرب مولانا شاہ محمد سلیمان صاحب چشتی قادری نے اپنے دلکش و طرب انگیز وعظ سے سامعین کو محظوظ کیا،

تیسرا اجلاس

صدر جناب خان بہادر مولوی حاجی رحیم بخش صاحب سی۔ آئی۔ ای۔

۵۔ اپریل روز دوشنبہ کو ندوۃ العلماء کا تیسرا اجلاس زیر صدارت عالیجناب خان بہادر مولوی حاجی رحیم بخش صاحب سی آئی ای پریسیڈنٹ کونسل بہاولپور شروع ہوا، تلاوت قرآن مجید کے بعد دار العلوم کے ایک طالب علم ابو الجلال صاحب نے فارسی نظم پڑھی بعد ازان جناب مُلّا عبد الباسط صاحب حیدر آبادی نے ساتوان رزولیوشن حسب ذیل الفاظ مین پیش کیا،

"مولانا مولوی محمد خلیل الرحمان صاحب کے انتخاب نظامت کو جو تاریخ ۲۰ جولائی ۱۹۱۳ء مین مجلس انتظامیہ نے کیا تھا یہ جلسہ منظور کرتا ہے اور اپنی نظامت کے زمانہ مین مولانا موصوف نے جو خدمات کیئے ہین اُن کا شکریہ ادا کرتا ہے اور ۲ ماہ جولائی کے بعد کے لیے مجلس انتظامی منعقدہ ۲ ماہ حال مین جو انتخاب مولانا مولوی حکیم سید عبد الحی صاحب کا بطور ناظم ہوا ہے اس کو تکمیلاً منظور کرتا ہے"

نواب سید محمد علی حسن خان بالقابہ نے اسکی تائید کی اور رزولیوشن جلسہ مین منظور کیا گیا،

اسکے بعد ابو حسنات عبد الشکور صاحب متعلم دار العلوم نے حسب ذیل ترکیب بند پڑھکر سنایا،

ترکیب بند

ایکه در بزمِ جهان بهرِ تماشا آئی | باہزار آرزو و شوق و تمنّا آئی
ایکه از عالمِ امکان ز سرِ ناز و غرور | بهرِ نظارهٔ این گنبدِ خضرا آئی
گه بلطف و طرب از خانہ بطرزِ مستان | بردرِ میکده با ساغر و مینا آئی
گاه تنگ آمده از غلغلهٔ صوفی و شیخ | از درِ صومعه رو کرده بصحرا آئی
پئے این گاه گہے از پئے آن می تازی | حیف باشد که نہ از بهرِ مواسا آئی
تا بہ بینی که درین بزم چه برگ ست و چه ساز | گاه گه باز خرامی و چنداراآئی
حالتِ شرع بہ بینی که چه سامان دارد | ما نگوئیم بغرِ بتکدهٔ ما آئی
طرح انداخته نو، کار دگر بست طراز | خود بہ بینی و بہ بازیگهِ دنیا آئی

هان بگوئی که چنان عزتِ اسلام کجا
ابتدایش که چنان بود سرِ انجام کجا

خود بہ بینی که چسان خانهٔ ویران بودست | این بپرسی که چه طور و چه عنوان بودست
قدمے رنجه کن در حرمِ شرع بیا | ایکه پرسی که چه سازست و چه سامان بودست
علما بے خبر انند ز حالِ ملت | مشتعل در حرمش آتشِ سوزان بودست
فرقه ہا ساخته کند ند بناے توحید | همه شیرازهٔ اوراق - پریشان بودست
داشته اند پس پشت ولیکن ز زبان | همه گویند مرا کار بقر آن بودست
چون توبے بہره ز اسباب جهانی چه شود | گر تو گوئی پدرم زادهٔ سلطان بودست
گرچه بودیم گرانمایه ولیکن اکنون | مایهٔ ذلت و افلاس فراوان بودست

امرا ست بد و تنگد ہامے خوا بند — آن ندانند چہ تقلیب بدوران بودست

آن یکے بے خبر و این دگرے ست بخواب — قوتِ بازوئے اسلام ز ایشان بودست

بحر طوفان زدہ و کشتی ما در گرداب — دوستان ہیچ ہبینند چہ طغیان بودست

کشتی شرع ہ بینی کہ بگرداب فتاد

ناخدا بے خبر و کار بہ سیلاب فتاد

ایکہ پرسید ز ما باعثِ خونباری ما — خود بہ بینید کہ چہ نست دل افگاری ما

خوار گشتیم و تبہ و بے سرو سامان گشتیم — تا کجا اے فلک این ذلت و این خواری ما

ایکہ با عیش و تنعم گذرد شام و پگاہ — گاہ پرسید کہ چہ نست و چہ زاری ما

داغ بر داغ نہد حادثۂ دہر ولے — آنچنانست کہ بد غفلت و سرشاری ما

ما کہ غافل ز جہانیم و بدانیم ہشیار — چہ بود خواب ہمین ست چہ بیداری ما

چرخ پیش و پسِ ما سنگ بلامے بارد — لیک خفتست بغفلت گدہ ہشیاری ما

پیش ازین زینتِ ما بود کلاہ و افسر — لیکن اکنون ز سر انداخت نگونساری ما

جلوہ افروز جہان بود ضیائے اسلام — گشت تاریک حریش ز سیہ کاری ما

کار عالم ہمہ بر طرز دگر یافت طراز — وقت سخت ست و ہمانست سبکباری ما

ہمت ہست اگر خیز کہ وقت ست ہمین

پیش سہل ست بسے منزل سخت ست ہمین

گرچہ در دست تو آئین جہانبانی نیست — گرچہ بر فرق ترا افسرِ خاقانی نیست

گرچہ دانیم ترا صولتِ اسکندر نیست — گرچہ دانیم ترا تختِ سلیمانی نیست

گرچہ دانیم کہ در کیسۂ بے مایۂ تو — سیم و گنجینۂ زر ہیچ فراوانی نیست

پیشِ تو حالِ دلِ خویش شوم عرضہ گذار — حاش للہ کہ سودائے غزلخوانی نیست

چشم بکشا و دمے چند نظر کن بجہان — برہمان طور، کنون گردشِ دورانی نیست

رفت برباد ہمہ دولتِ شرع و ملّت — لیک در خاطرِ تو ہیچ پریشانی نیست

جذبۂ ملّت و آن غیرتِ دین ست کجا — حالِ دین ست تبہ، ہیچ پشیمانی نیست

آن بناشد کہ حسودانِ تو گاہے گویند — کہ بر اوراقِ جہان نقشِ مسلمانی نیست

حالِ فرداست ہویدا ز نشانِ امروز — سرِّ مرموز مثالِ خطِ پیشانی نیست

چشم بکشا و سوئے حالتِ دین کن نظرے — خیز و برخیز، کہ این وقتِ تن آسانی نیست

راست ست اینکہ ترا ملک و زر و دولت نیست — لیک دانیم چنان بے سر و سامانی نیست

قوتِ نشو و نما چون شود از نم پیدا

قطرہ قطرہ چو کنی جمع شود یم پیدا

اگہ پرسی کہ درین بزم چہ سامان باشد — کہ درین باختہ جامِ مے و سندان باشد

تو برین کالبدِ خاک اگر مینازی — سخن اینجا ہمہ از کالبدِ جان باشد

عالمے ہست دگر، گر نظرت پنہان ست — سخن اینجا ہمہ از عالمِ امکان باشد

عالمے ہست بالا۔ زرہ عجز و نیاز — عقل و ہوش و خرد اینجا ہمہ حیران باشد

تو بفرمودۂ عقل و خرد خود نازی — سخن اینجا ہمہ از آیتِ قرآن باشد

از عالم ہمہ در گفتۂ حق باید جست — تو چہ دانی کہ چہ پیدا و چہ پنہان باشد

تا چہ نازی تو بر اقوالِ حکیمانِ جہان — سخن اینجا سخنِ ختمِ رسولان باشد

در پئے بہرِ علاجِ تنِ خود مے باشی — صحت اینجا ہمہ از علتِ ایمان باشد

بادہ گر خواہی بیا، از قدحِ ندوہ بنوش — کہ پئے تشنہ لبان چشمۂ حیوان باشد

چارہ ارجوئی زامراض ہم ازندوہ بجو　　درد ہا راکہ تو داری ہمہ درمان باشد

شمس خاموش شود دست دعا ار بزار

سخت گشتہ دراز و قلمت سحر نگار

اے خدائے دوجہان صاحب لطاف عمیم　　ایکہ ذات تو غفورست و رحیم ست و کریم

گونہ گون بازی قدرت بنمائی ہر دم　　گاہ بر طرز حدوث و گہے بر طرز قدیم

سبزہ روئیدگی و شاخ نموئے یابد　　جان از قدرت خود میدمی در عظم رمیم

برامید یکہ تو لا تقنطوا خود فرمودی　　خط طغرائے صحف کردہ رحمٰن و رحیم

حاضر درگہ تو ایم بیک مایہ اُمید　　طالب ملک و گہر ایم نہ جنات نعیم

تاج جمشید با تخت کیان نیز مدہ　　ما نخواہیم زر و مال، نہ تاج و دیہیم

آرزو نیست کہ ما افسر سکندر طلبیم　　ہوس ما ست نہ گنجینۂ لعل و زر و سیم

چشم داریم ز درگاہ تو ہر شام و پگاہ

کہ بما یک نظر انداز بصد لطف نگاہ

مندرجہ بالا ترکیب بند کے ختم ہونے پر مولوی احمد اللہ صاحب متعلم درجۂ تکمیل نے عربی میں تقریر کی
اور مولانا شیخ محمد صاحب عرب پروفیسر ادب دار العلوم ندوہ نے حسب ذیل عربی قصیدہ پڑھکر سنایا۔

قصیدہ

رحوا القوام اعتد الاقد حکی الفا　　فصار قلبا لبانات الحمی الفا

یهوی مغازلة الالحاظ وهو علی　　حد المهند منها لم یخف تلفا

وهکذا ایدع الاقدام صاحبه　　حلیف عزه یجوب البید معتسفا

فيا فؤادي وقيت الباس كن حذرًا | من ان تحملني ما يقتضي اَسَفا

واستفت قلبك في حكم الغرام اذا | ما كنت مدعيا بالحب معترفا

وان تسلني عن الاحزان ما فعلت | فانت ادرى ومن ذاق الهوى عَرَفا

ناشدتك الله اذ كنت الولوع فلا | تستبك جفني وكم اشكو جوى وجفا

فكن حريصًا على الصبر الجميل تنل | صفو الليالي باوقات اللقا وكفى

وان كبا بك طرف الحظ وازدحمت | خطوب دهر بها ريح الاَسَى عصَفا

فانهض الى ندوة تحيا النفوس بها | ناهيك من محفل بالعلم قد وكَفا

صدر المحافل لا تحصى مآثرها | كنز الفضائل كم ابدت لنا تُحَفا

احيت بتدبيرها الاوطان فانتظمت | ارجاؤها نظم عقد الدر مؤتلفا

جاءت بشائرها بالصلح مفصحة | فقلت مستبشرا اكرم به خَلَفا

فالصلح خير وخير الناس طالبه | والله في الذكر قد اثنى بما سلَفا

فلا تزال بها الاوطان راقية | اوج المعالي سراة قادة شرفا

ولا تزال بها في حظوة فرحًا | تبدي طوالعها في عزة طُرَفا

فهي المبشر بالاقبال طالعها | فكل ذي مظهر من بحرها اغترفا

عن منتهى مدحها الافكار قاصرة | لكن نطلي عليها بالسنتنا عرفا

في كل عام توافينا عوائدها | باليمن والامن والتوفيق حيث صفا

فيا اولي العلم حثوا الناس قاطبة | لاجل تعميرها المبقي لهم شرفا

ويا اولي المال والجاه العريض لكم | هذا الندى ندى يشتهي الغُرَفا

يبقى ويذهب ما تعطون من نشب | ذكر جميل على هام السماك صَفا

کونوا لندوۃ کم عونا علی زمنٍ	اودت مکارمہ بل صُیّرت ھدفا
لا تحسبوا تلفا ما تعمرون بہ	دار العلوم بلی یا نعمہ خلفا
لا زالت امدحہا والشعر یشہد لی	والنظم ابلغ فی المعنی لمن وصفا
ھذا وطلابہا یرجون خیر رجی	منکم اولوا العز والفضل الذی وکفا
قوموا علی قدم واستبدلوا ابدا	عن بذلکم فی جنان الخلد وغرفا
فاللہ عونکم فی کل معضلۃ	وحسبنا اللہ مما قد عنی وکفا
والشکر للدولۃ العظمیٰ اذ منحت	مکارما جمۃ حزتم بہا شرفا
فالشاہ جارج لا زالت عواطفہ	علی رعیتہ کالغیث اذ وکفا
نجل الحسین بنظم الدر قد ھتفا	من بحر ندوتکم قد جاء مغترفا
ثم الصلاۃ علی المختار من مضرٍ	والآل والصحب والاتباع والخلفا
ما سح مزن وما ناحت مطوقۃ	تثیر صبّاً لبانات الحمی الفا

ناظم عقدھا وناسج بردھا ابو خلیل محمد بن حسین الانصاری

مدرس دار العلوم ندوہ لکھنؤ عفا اللہ عنہ

اس کے بعد متعدد علماء نے تقریرین کین جو قلمبند نہین ہو سکین آخر مین میر عاشق حسین صاحب سابق انجنیر ریاست بھاولپور نے آڈٹ رپورٹ متعلق تعمیر دار العلوم پیش کی۔

آج کے اجلاس مین جناب صاحب کمشنر بہادر اور جناب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لکھنؤ بھی تشریف لائے، مولوی سید ظہور احمد صاحب بی اے ایل ایل بی آنریری سکرٹری استقبالیہ کمیٹی نے جلسہ کیطرف سے شکریہ ادا کیا، اور دوران تقریر مین یہ ظاہر کیا کہ ہمارے درمیان جو اختلاف تھا وہ رفع ہو گیا، اور اب دونون فریق باہم ملکر کام کر رہے ہین اس پر دونون صاحبون نے اظہار مسرت

فرمایا، اس اجلاس مین بعض معزز طلبائے قدیم کی تحریک اور دیگر اصحاب کی تائید سے تعمیر مسجد کی تجویز بھی پیش کیگئی جسکا عام طور پر نہایت خوشی سے خیر مقدم کیا گیا، اور اسیوقت عام چندہ شروع ہوگیا جس کا معقول حصہ فوراً وصول ہوگیا اور موعودہ رقمین بھی وصول ہو رہی ہین، اس تحریک کے بعد ندوہ کا تیسرا اجلاس محترم صدر کی آخری تقریر پر ختم ہوا،

مسجد کا سنگِ اساس

اجلاس برخاست ہونیکے بعد ارکان انتظامی، علماء، اور مقامی معززین کی موجودگی مین مسجد کا سنگِ اساس نصب کیا گیا اور تمام حاضرین نے تکمیل مسجد کے لیے دعائے خیر و برکت مانگی، ہمکو اُمید ہی کہ تمام مسلمان نہایت فیاضی سے تعمیر مسجد مین حصہ لین گے، تاکہ ندوہ کی ضرورت و شان کے لائق ایک وسیع و شاندار مسجد تعمیر ہو سکے،

چوتھا اجلاس

صدر جناب مولانا مولوی ناظر حسن صاحب

۳ بجے سہ پہر کو چوتھا اجلاس زیر صدارت جناب مولانا ناظر حسن صاحب منعقد ہوا، تلاوت قرآن شریف کے بعد جناب مولانا حکیم سید عبدالحی صاحب نے نہایت خلوص و محبت سے ان مہمانون کا شکریہ ادا کیا جو دور و دراز مقامات سے زحمت سفر گوارا فرما کر اجلاس ندوہ کی شرکت کے لیئے تشریف لائے اور اپنا گرانمایہ وقت اس قومی مجلس کی خدمت و اعانت مین صرف کیا، مولانا ممدوح کے بعد جناب منشی محمد احتشام علی صاحب رئیس کاکوری نے اسکی تائید کی،

مولوی سید ظہور احمد صاحب وکیل نے اُن اصحاب کا شکریہ ادا کیا جنھون نے مجلس استقبالی کے مہمات اُمور مین حصہ لیکر شبانہ روز نہایت محنت و مستعدی سے اجلاس سالانہ کے خدمات مین اپنا وقت صرف کیا، مولانا سید ظہور الاسلام صاحب نے اسکی تائید فرمائی،

آخر مین مولوی اعجاز علی صاحب رئیس کاکوری نے صدر کے شکریہ کی تجویز پیش کی مولوی عبدالرحیم صاحب ریواڑی نے تائید کی اور اجلاس عام کی طرف سے صدر انجمن کا شکریہ ادا کیا گیا، بعدازان محترم صدر کی اختتامی تقریر پر نہایت سکون و سادگی سے ندوہ کا سالانہ اجلاس ختم ہو گیا،

ارکان ندوہ اور طلبائے قدیم

۵-اپریل ۱۹۱۵ء کو دارالعلوم ندوہ کے طلبائے قدیم نے ارکان ندوۃ العلماء اور علماء کرام کو ٹی پارٹی کے لیئے مدعو کیا ہال کے متصل ایک وسیع کمرہ مین ہر قسم کے فواکہات اور مٹھائیان ترتیب و قرینہ سے چُنی ہوئی تھین اور طلبائے قدیم معزز مہمانونکی آمد کے منتظر تھے، نماز عصر کے بعد ارکان ندوہ، علماء اور دیگر معززین کمرہ مین تشریف لائے، اور قریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک یہ پر لطف صحبت جاری رہی، پارٹی کے ختم ہونے پر مولانا سید سلیمان صاحب ندوی نے ایک برمحل تقریر کی پہلے آپ نے ارکان کا شکریہ ادا کیا اس کے بعد آپ نے واضح طور پر بتایا کہ طلبائے قدیم ارکان سے کیا توقعات رکھتے ہین؟ ندوہ سے انکی کیسی کیسی اُمیدین وابستہ ہین؟ آپنے معزز ارکان کو مخاطب کرکے نہایت جوش سے بیان کیا کہ آپ لوگ ہمکو ندوہ کے لیے کام کرنے کا موقع دیجیئے اگر آپ اس عمارت کے معمار ہین تو ہمکو کم ازکم مزدوری کے لیے قبول کیجیئے۔ کیونکہ ہم کام کرنا چاہتے ہین، اور ہمنے ندوہ کے لیے ایثار و نفس کشی کی متعدد مثالین خود یہان رہکر قائم کی ہین، دنیوی جاہ و حشمت اور مال و دولت

کی تمنائین ہمارے دلمین نہین ہین، ہم اگرچہ خاک نشین ہین لیکن اپنے اندر خدمت قومی کا ایک جذبہ رکھتے ہین، اس بناء پر نہایت ادب سے ہمارا یہ مطالبہ ہی کہ ہمکو اپنے کام مین شریک کیجیئے، یہ مؤثر و پرجوش تقریر دیر تک جاری رہی۔ جس کے ختم ہونے پر جناب مولانا حبیب الرحمان خان صاحب شروانی رکن انتظامی نے ارکان ندوۃ العلماء کی طرف سے اس کا جواب دیا آپ نے بیان فرمایا کہ ؛ ہم طلبائے قدیم کے اِن پاکیزہ خیالات کی قدر کرتے ہین اور ان کے خدمات کو مسرت سے قبول کرنے کے لیئے تیار ہین۔ اسکے بعد آپ نے طلباء قدیم کو متعدد نصیحتین کین اور فرمایا کہ دنیوی جاہ و جلال معیار عزت نہین ہی، اس لیے آپ کو اُن لوگون پر رشک نہین کرنا چاہیئے جو قصر امارت مین اپنی زندگیان بسر کرتے ہین، اور جنکی شاندار دنیوی زندگی لوگون کو مرعوب کردیتی ہی بلکہ آپ کو ایسی عزت حاصل کرنی چاہیئے، کہ آپ بوریا نشین ہوکر ہماری قوم کے سرتاج ہون اور تمام دُنیا آپ کی عزت کرنے پر مجبور ہو مولانا ممدوح کی پوری تقریر نہایت پرمغز اور مفید معلومات سے لبریز تھی، جو نہایت خاموشی و سکون سے سُنی گئی، مولانا حبیبُ الرحمان خان کے بعد مولانا ابوالکلام آزاد کھڑے ہوئے اور طلبائے قدیم کو مخاطب کر کے ایک مختصر لیکن پُردرد اور معنی خیز تقریر کی جس مین آپنے بتایا کہ اسوقت مذہب کے لیے کس قسم کے خدمات کی ضرورت ہی؟ آخر مین آپ نے مذہبی خدمات کے لیے ثبات و استقامت اور عزم و استقلال کی ضرورت ظاہر کی اور فرمایا کہ طلبائے دارالعلوم کو ہمیشہ خالص مذہبی و علمی خدمات مین منہمک رہنا چاہیئے، اَب چونکہ مغرب کا وقت آگیا تھا، اس لیے یہ پُرلطف صحبت ختم کردی گئی، لیکن اِس کی خوشگوار یادگار اب تک ہمارے دلون مین باقی ہے،"

تکمیل عمارت کی عملی تجویز

ندوۃ العلماء کے موجودہ مسائل میں سب سے زیادہ مہتم بالشان مسئلہ تعمیر دار الاقامہ کا ہے، اگرچہ بجائے خود تکمیل عمارت جدید تعمیر کتب خانہ اور مسجد کی ضرورت بھی نہایت شدت سے محسوس ہو رہی ہے لیکن دار الاقامہ (بورڈنگ) ایسی چیز ہے جس کے بغیر دار العلوم کا تمام نظام بالکل نامکمل حالت میں ہے، اس لئے کارکنان ندوہ کو قدم قدم پر مشکلات کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے، دار العلوم کی جدید عمارت شہر سے بعید فاصلہ پر ہے جہاں نہ تو طلبہ کے لیئے کرایہ کے مکانات حاصل کیئے جا سکتے ہیں، نہ کوئی عارضی انتظام معقول پیمانہ پر ہو سکتا ہے، اگر طلبہ کو بطور خود شہر میں رہنے کی اجازت دی جائے تو قطع نظر اس کے کہ یہ طریقہ کہاں تک ان کے لیے زحمت و دشواری کا باعث ہوگا۔ دار الاقامہ کی تربیت و باقاعدہ نظام سے جو فائدہ مد نظر ہے وہ ہمیشہ کے لیے مفقود ہو جائے گا۔ اس بنا پر خود ارکان ندوہ بھی تکمیل و توسیع عمارت کی ضرورت کو محسوس کر رہے ہیں، چنانچہ اجلاس سالانہ کے بعد ۶۔ اپریل کو بعد مغرب اسی غرض سے ایک صحبت مشورہ نواب سید محمد علی حسن خان بالقابہ کے مکان پر منعقد ہوئی علاوہ مقامی اصحاب کے مولوی غلام محمد صاحب ہوشیارپوری مولوی حبیب الرحمان خان صاحب شروانی اور مولانا ابو الکلام آزاد بھی شریک مشورہ تھے سر دست ۲۵ کمروں کی اشد ضرورت ظاہر کیگئی، موجودہ ارکان نے وعدہ کیا کہ وہ ایک ایک کمرہ کی تعمیر کے لیے ہزار ہزار روپیہ دو ماہ کے اندر جمع کر دیں گے، مولوی مسعود علی صاحب قدوائی ندوی نے ظاہر کیا کہ طلبائے قدیم بھی ایک کمرہ کی تعمیر کیلیئے مقررہ رقم فراہم کر دینے کا اعلان کرتے ہیں، مولانا حبیب الرحمان خان شروانی نے خاص طور پر اس اسکیم سے دلچسپی ظاہر کی آپ نے فرمایا کہ وہ اس تجویز کی توسیع و تکمیل کے لیئے ندوہ کے

تمام معاونین سے برابر خط وکتابت جاری رکھین گے، لہذا ہمکو اُمید کرنا چاہیئے کہ یہ تحریک انشاءاللہ بارآور و کامیاب ہوگی،

اجلاس سالانہ کے نتائج پر ایک تبصرہ

اب تک یہ سوال بحث طلب ہو کہ ندوہ کا چودھوان سالانہ اجلاس کامیاب ہا یا ناکامیاب ہم اپنے فرض سے قاصر رہین گے اگر اس سوال کو اسیطرح بحث طلب چھوڑ کر خاموش ہو جائین، اس سوال کے حل کرنے کے لیے سب سے پہلے ہمکو گردوپیش کے واقعات اور ندوہ کے گذشتہ دور کشمکش کو بھی ملحوظ رکھنا چاہیئے اُس وقت البتہ توقع کیجا سکتی ہو کہ ہم کسی صحیح نتیجہ تک پہونچ سکین،

حقیقت یہ ہو کہ کسی قومی جلسہ کی بے رونقی و ناکامیابی کے جس قدر اسباب ہو سکتے ہین وہ سب بدقسمتی سے اس دفعہ ندوہ کے سالانہ اجلاس کے موقع پر جمع تھے،

(۱) مثلاً جنگ و قحط کے عالمگیر نتائج کسی طرح نظرانداز کیے قابل نہین ہین یہ ناممکن تھا کہ ندوہ اس اثر سے متاثر نہوتا جبکہ ہندوستان کے تمام قومی کامون مین نمایان افسردگی محسوس ہو رہی ہو، چند دن کی رفتار رُک گئی ہو اور کسی موقع پر بھی عام مستعدی و سرگرمی کی علامتیں نظر نہین آتین،

(۲) اس کے علاوہ یہ امر بھی قابل لحاظ ہو کہ اختلاف باہمی نے ایک بڑی تک ملک مین ندوہ کی طرف سے بے چینی پیدا کردی تھی اور یہ توقع مفقود ہو چکی تھی کہ ندوہ کی اسکیم پر آئندہ صلح و آشتی سے عمل کیا جا سکے گا، خود سالانہ جلسہ کے متعلق یہ خیال تھا کہ وہ ایک میدان دار و گیر ہوگا، جہان فریقانہ جذبات منظر عام پر نمایان ہون گے، اور دلون کا غبار برق غضب

ہنگر ہمارے خرمن اُمید کو خاک سیاہ کردے گا، یہ خیال تھا جس نے لوگونمین نفرت و بے اعتمادی کی اسپرٹ پیدا کردی تھی، بلکہ حقیقت یہ ہو کہ ندوہ کے ساتھ جو توقعات وابستہ تھے اِن کا خاتمہ ہوچکا تھا، اس حالت مین کیونکر توقع کی جاسکتی تھی کہ مُلک کے سربرآوردہ صحاب ندوہ کے ہنگامہ مین حصہ لینے کے لیئے اجلاس سالانہ مین شریک ہون گے، البتہ اگر صلح کا اعلان کسی قدر پہلے ملک مین شائع ہوجاتا تو اجلاس کی حالت مین ایک خوشگوار تبدیلی محسوس ہوتی،

(۳) سب سے بڑھکر جلسہ کی بیرونقی کا باعث مسلم یونیورسٹی علی گڈھ اور انجمن حمایت اسلام کا سالانہ جلسہ تھا، مسلم یونیورسٹی کے بعض اہم معاملات سے مسلمانون کو جو تعلق ہو اسکے لحاظ سے اِس جلسہ مین شرکت ضروری تھی، اسیطرح زندہ دلان پنجاب اپنی مقامی انجمن کے سالانہ جلسہ کی وجہ سے لکھنؤ نہ آسکے، ورنہ یقیناً پنجاب و ممالک متحدہ کے بکثرت مہمان شریک ہوتے،

غرض اس دفعہ متعدد اسباب ناکامی کے جمع ہوگئے تھے، لیکن باایں ہمہ ندوہ کا سالانہ جلسہ ہماری توقع سے بڑھکر کامیاب رہا، جلسہ مین کلکتہ، بمبئی، رنگون، مدراس، اور حیدرآباد تک کے مہمان موجود تھے، اس سے بھی قطع نظر سب سے زیادہ وقیع کامیابی یہ ہو کہ بحمد للہ ہمارا باہمی اختلاف رفع ہوگیا، اور اب فریقین ایک دوسرے سے ملکر کام کرنے پر آمادہ ہین، یہ وہ کامیابی ہو جو ندوہ کو اپنے گذشتہ ایام حیات مین غالباً کبھی نصیب نہین ہوئی،

ندوۃ العلماء کا مستقبل

اب چونکہ ندوۃ العلماء کے تمام اختلافات کا خاتمہ ہوچکا ہو، باہمی کش مکش رفع ہوچکی ہو، اس لیے مسلمانان ہند کا فرض ہو کہ وہ پورے عزم و حوصلہ سے کام لیکر ایک دفعہ ندوہ کی ترقی و اعانت کے لیے بھی مستعد ہوجائین، ندوہ کے لیے کام کرنے کا اصلی وقت اب آیا ہو، ہمارا فرض ہے

کہ اس فرصت جلیلہ کا ایک لمحہ بھی ضائع نہ کرین، خصوصًا جن اصحاب نے معاملات ندوہ مین فریقانہ حیثیت سے حصہ لیا تھا، اُن کو سب سے پہلے وقت و موقع کی اہمیت محسوس کرنا چاہیئے، ورنہ یہ خیال کیا جائے گا کہ اُن کی مخالفت و موافقت شخصی اغراض پر مبنی تھی،

اعتذار

افسوس ہی کہ اس دفعہ اجلاس سالانہ کے موقع پر بعض تقریرین قلمبند نہ ہو سکین اجلاس کے بعد معزز مقررین کیخدمت مین درخواست کیگئی کہ وہ اپنی تقریرین قلمبند کرکے مرحمت فرمائین تاکہ روداد سالانہ مین درج ہو سکین لیکن اسمین بھی کامیابی نہین ہوئی، اسلیئے ہم مفصل تقریرون کے شائع کرنے سے معذور ہین، لیکن قریبًا تمام تقریرون کا ماحصل روداد مین درج کردیا گیا ہے،

تعمیر دار العلوم کے متعلق جناب میر عاشق حسین انجنیر نے جو رپورٹ مرتب کی ہو وہ بھی ابھی تک موصول نہین ہوئی، اگر روداد مرتب ہونیسے پہلے میر صاحب ممدوح نے رپورٹ بھیجدی تو بطور ضمیمہ روداد کے ساتھ شامل کردیجائیگی، ورنہ علیحدہ چھاپکر شائع کیجائیگی، چونکہ روداد کا جلد شائع ہونا ضروری ہو اس لیئے رپورٹ کے انتظار مین مزید توقف نہین کیا جا سکتا،

ندوۃ العلماء اور دار العلوم کا سالانہ حساب یکم اپریل سنہ ۱۹۱۴ء سے ۳۱ مارچ سنہ ۱۹۱۵ء تک اس روداد کے ساتھ شامل کردیا گیا ہو، چونکہ مفصل حساب ماہ بماہ رسالہ الندوہ مین شائع ہوتا رہتا ہو اس لیئے چندہ دہندگان کے اسمائے گرامی قلم انداز کرکے صرف آمد و صرف کا گوشوارہ شائع کیا جاتا ہو، جو اصحاب ندوۃ العلماء کے مداخل و مصارف کا مفصل حساب دیکھنا چاہین وہ رسالہ الندوہ ملاحظہ فرمایا کرین،

خاکسار محمد اکرام اللہ خان ندوی ایڈیٹر رسالہ الندوہ

ندوۃ العلماء

لکھنؤ

یکم ستمبر سنہ ۱۹۱۵ء

ضروری قواعد داخلہ وغیرہ دار العلوم ندوۃ العلماء

۱ - دار العلوم مین درجۂ فضیلت کی تعلیم کی مدت آٹھ سال ہی جسکو کامیابی کے ساتھ پورا کرنے پر فضیلت کی سند دیجاویگی

۲ - اس درجے مین علوم ذیل پڑہائے جائین گے،

تفسیر حدیث - فقہ اُصولین فرائض معانی بیان بدیع - انشا - عروض - قوافی - منطق - فلسفہ مناظرہ کلام صرف نحو حساب ہندسہ - تاریخ زبان انگریزی بطور زبان ثانی -

۳ - انگریزی سے کوئی طالب علم مستثنیٰ نہین ہوسکتا جب تک کہ مجلس دار العلوم کسی کو مستثنیٰ نکرے

۴ - دار العلوم کے درجۂ تکمیل کی ہر شاخ کیلئے تعلیم کی مدت دو برس مقرر ہی جس کو کامیابی کے ساتھ پورا کرنے پر تکمیل کی سند دیجائے گی،

اسوقت مدارج تکمیل تین ہین

۵ - (۱) تکمیل دینیات جسمین تفسیر حدیث فقہ و اُصول کی اعلیٰ درجے کی کتابین داخل ہین،

۶ - (۲) تکمیل کلام جسمین منطق فلسفہ الہیات اور کلام کی اعلیٰ درجے کی کتابین داخل ہین،

۷ - (۳) تکمیل ادب جسمین ادب و انشاء کی کتابین اور نظم و نثر کی مشق شامل ہی،

داخلہ طلبہ

۸ - (۱) دار العلوم کے درجۂ عربی کی اوّل جماعت مین وہ طلبہ لئے جائین گے جن کا سن پندرہ برس سے زائد نہو اور جو طلبہ دوسرے یا تیسرے سال یا متوسط درجے مین داخل ہونے کی لیاقت رکھتے ہون گے اُنکی عمر کا لحاظ اُنکی ختم شدہ خواندگی کے معیار سے کیا جائیگا مگر خاص حالتون مین بمنظوری ناظم اِس قاعدہ سے کسی کو مستثنیٰ کیا جاسکتا ہے،

۹۔ (۲) فارسی کے درجہ مین وہ طالب العلم لیا جاوے گا جسکی عمر ۱۴ برس سے زیادہ نہو،

۱۰۔ (۳) ہر ایک اُمیدوار کو دار العلوم کے چھپے ہوئے فارم پر درخواست لکھنا اور اُس فارم کی خانہ پری کرنی ہوگی،

۱۱۔ (۴) مندرجۂ بالا درخواست مہتمم کے پاس پیش ہوگی پھر مہتمم بذات خود یا کسی دوسرے مدرس کے ذریعے سے اُمیدوار کی لیاقت کا امتحان لے گا۔ اِس امتحان مین اُمیدوار لائق ثابت ہوا تو اُس کی درخواست منظور کی جائے گی اور وہ باقاعدہ جماعت مین داخل کر لیا جائے گا، منظوری کے بعد اُمیدوار کو اپنی درخواست محرر دار العلوم کے حوالے کرنا ہوگا تاکہ وہ باقاعدہ اُسکا نام رجسٹر داخلہ نیز درجے کے رجسٹرون مین درج کر دے،

۱۲۔ (۵) ہر طالب العلم کو بوقت داخل ہونے کے دو روپیہ فیس داخلہ دینی ہوگی اگر کسی طالب العلم کا نام غیر حاضری وغیرہ کی وجہ سے خارج ہو گیا ہو یا کر دیا گیا ہو تو دوبارہ بہ ادائے فیس داخل ہو سکے گا۔ (بجز ایسی صورت کے وہ ممنوع الادخال کیا گیا ہو)

حاضری دار العلوم

۱۳۔ (۶) ہر طالب العلم پر فرض ہوگا کہ وہ روزمرہ بلاناغہ درجہ مین ہر اُستاد کے پاس تعلیم حاصل کرنیکے لیئے حاضر ہو،

۱۴۔ (۷) اگر کوئی طالب العلم حاضری سے معذور ہو تو اُسکو درخواست رخصت مہتمم دار العلوم کی خدمت مین پیش کرنا چاہیئے درخواست پر اتالیق دار الاقامہ کی (اگر طالب العلم دار الاقامہ مین رہتا ہو) ورنہ اُسکے سرپرست کی تصدیق ہونی چاہیئے مہتمم بعد منظوری درخواست رخصت کو محرر دار العلوم کے پاس درج رجسٹر کرنے اور فائل مین رکھنے کو بھیجدے گا،

۱۵۔ (۸) ایسی رخصت جو ایک دن سے کم کی ہو ہر درجہ کا اُستاد بھی اگر مناسب سمجھے دے سکتا ہے

اور ایسی رخصت کیلیئے درخواست کی ضرورت نہین ہی مگر اُستاد کو اُسکی اطلاع محرر دارالعلوم کو دینا لازمی ہوگی؛

۱۶- (۹) ہر اُستاد کو رجسٹر حاضری مین صرف حاضری یا غیر حاضری درج کرنا چاہیئے رخصت کا اندراج بذریعہ درخواستون کے محرر دارالعلوم جنرل رجسٹر مین کریگا اور رجسٹر حاضری کے خانہ کیفیت مین لکھ دیگا کہ یہ غیر حاضری بذریعۂ رخصت کے ہے؛

۱۷- (۱۰) کسی اُستاد کو اجازت نہین ہے کہ وہ خود کسی طالب العلم کا نام رجسٹر حاضری مین درج کرے بلکہ تمام طلبہ درجہ کے نام محرر رجسٹرون مین درج کرے گا،

۱۸- (۱۱) کسی اُستاد کو اجازت نہین کہ وہ درجہ مین کسی ایسے طالب العلم کو بیٹھنے دے جس کا نام رجسٹر مین درج نہ ہوا ہو،

۱۹- (۱۲) محرر دارالعلوم روزمرہ آخر گھنٹہ مین تمام رجسٹرہاے حاضری درجون سے منگا کر جنرل رجسٹر مین حاضری وغیر حاضری معہ تصریح رخصت کے درج کرے گا،

۲۰- (۱۳) مہینہ کے ختم پر محرر دارالعلوم طلبہ کی فہرست تیار کرے گا جو اپنے درجہ مین بلا حصول رخصت غیر حاضر رہے ہین اور (۶) پرت کا ایک دن قرار دیکر ہر طالب علم کی یومیہ غیر حاضری پر ایک آنہ کے حساب سے جرمانہ قائم کر کے مہتمم کی منظوری سے جرمانہ وصول کرے گا،

۲۱- (۱۴) پندرہ روز متواتر غیر حاضری پر طالب العلم کا نام دارالعلوم سے خارج کر دیا جائے گا۔

۲۲- (۱۵) جو طالب العلم اکثر غیر حاضر رہتا ہو یا جسکا چال چلن خراب ہو یا عدول حکمی یا گستاخی کرے اُس کو مہتمم فہمائش وتنبیہ کرے گا اگر موثر نہو تو اختیار ہے کہ نام خارج کردے اور اگر ضرورت سمجھے تو وہ ممنوع الادخال بھی کر سکتا ہے،

۲۳- (۱۶) جس طالب العلم کا نام دارالعلوم سے خارج ہوگا وہ دارالاقامہ سے فوراً

خارج کردیا جائے گا،

قیام دارالاقامہ

۲۴۔ (۱۷) دارالاقامہ مین رہنے والے طلبا وہی ہون گے جنکی عمر دس برس سے کم نہو۔

۲۵۔ (۱۸) مستطیع طلبہ سے بابت اخراجات خورد ونوش کے سات روپیہ ماہوار لیئے جائین گے اگر کوئی طالب العلم یا مدرس یہ خواہش کرے گا کہ وہ ایک وقت دارالاقامہ مین کھانا کھاوے تو نصف فیس لیکر اُسکی یہ خواہش پوری کیجاوے گی،

۲۶۔ (۱۹) کوئی طالب العلم مستطیع اپنی خدمت کیواسطے اُس شخص کو دارالاقامہ مین رکھ سکتا ہی جس کو مہتمم منظور کرے ہر وقت مہتمم کو اختیار ہوگا کہ جب چاہے ایسے خدمتگار کو موقوف کرکے دوسرا مقرر کردے۔ ایسے خدمتگار کو دارالاقامہ سے کھانا مل سکتا ہی بشرطیکہ تین روپیہ آٹھ آنہ ماہوار منجانب طالب العلم ادا کیا جائے۔

۲۷۔ (۲۰) ہر طالب العلم کے سرپرست کو اُس طالب العلم کی بابت جو دارالاقامہ مین داخل ہوگا سات روپیہ بابت داخلہ کے اور سات روپیہ مصارف ماہ رواں پیشگی داخل کرنا ہوگا، اور آئندہ ہر مہینے کی ۵ ۲ تاریخ تک فیس ماہ آئندہ مہتمم کے پاس بھیجنا ہوگی جسکی رسید مہتمم مع مختصر حالات (جسمانی و تعلیمی طالب العلم کے) فرستندہ فیس کے پاس بھیجدیگا، داخلہ کی رقم دارالاقامہ چھوڑنے پر بشرطیکہ چھوڑنے والے پر کسی رقم کا مطالبہ باقی نہو واپس کردیجائیگی، اگر کسی طالب علم کی فیس بجائے مدت مقررہ بالا کے آخر ماہ تک بھی نہ داخل ہوگی تو اُسکا نام دارالاقامہ سے خارج کردیا جائے گا،

۲۸۔ (۲۱) دارالاقامہ سے غیر حاضری کے بابت کچھ مجرا نہین دیا جائیگا لیکن باقاعدہ اطلاع دیکر جانے کی صورت مین جب کہ یہ جانا ایک ہفتہ یا اِس سے زائد کیلئے ہو غیر حاضری کا فر

مجرے دیا جائے گا، اگر پھر بھی دو روپیہ ماہوار کے حساب سے ایام غیر حاضری کی فیس لیجائیگی
تاوقتیکہ وہ خود علیحدہ ہو جائے یا اُسکا نام خارج کر دیا جاوے۔

۲۹- (۲۲) ہر طالب العلم کو سالانہ امتحان (یعنی شعبان) کی فیس دار الاقامہ کے ساتھ تین روپیہ فیس
تعطیل بھی داخل کرنا لازم ہوگی ورنہ شریک امتحان نہ کیا جاویگا۔

۳۰- (۲۳) غیر مستطیع طلبا کے مربیونکو ایک تحریر دینا ہوگی کہ طالب العلم قبل پورا کرنے تعلیم
ہشت سالہ اور اگر تکمیل مین داخل ہوگا تو بلا پورا کیئے تعلیم درجہ تکمیل کے بغیر کسی ایسی
مجبوری کے جس کو مجلس دار العلوم تسلیم کرلے مدرسہ نہ چھوڑیگا اگر ایسا کریگا یا کسی اسٹرائک وغیرہ
مین شریک ہوگا تو ہم تمام اُن اخراجات و وظائف کے جو اُس کو اُس وقت تک
ملے ہونگے ذمہ دار ادائیگی کے ہون گے۔

۳۱- (۲۴) دار الاقامہ مین سوائے پرنسپل و نگران (مہتمم دار الاقامہ) یا اُس کے مددگار کے اگر ضرورت
ہو غیر شخص نہین رہ سکتا البتہ پرنسپل اور مہتمم دار الاقامہ اور اُسکے مددگار ایک ایک اپنا
عزیز اپنے پاس رکھ سکتے ہین بشرطیکہ اُن کے کھانے کا انتظام بھی اُنھین کے ساتھ ہو یعنی
وہ اپنا اور اُن کا کھانا علیحدہ اپنے اہتمام سے انتظام کرین یا دونون بادلائے فیس دار الاقامہ
سے کھاوین البتہ کوئی مہمان طلبہ یا مدرسین مقیم دار الاقامہ کا باجازت مہتمم دار الاقامہ یا پرنسپل قیام کر سکتا ہے مگر
قیام کسی حالت مین ایک ہفتہ سے زیادہ نہین ہو سکے گی ایسے مہمان کو دار الاقامہ سے
کھانا بادلائے ۲ روقت مل سکے گا۔ مہمان کے کھانے کا صرفہ نقد داخل کرنا ہوگا کسی کے
حساب مین شامل نہ کیا جاویگا۔

۳۲- (۲۵) طلبہ دار الاقامہ ایک جگہ کھانا کھائین گے اور کھانے کے وقت ایک اُستاد نگران موجود
رہیگا۔ باجازت نگران کسی وقت بضرورت کھانا جائے سکونت پہ بھیجا جا سکتا ہے غذا عموماً گوشت

روٹی ترکاری دال چاول ہوگی؛

۳۳- (۲۶) طلبہ دارالاقامہ کو کسی وقت دارالاقامہ سے باہر جانا بدون اجازت اپنے نگران کے جائز نہین اسکی خلاف ورزی پر نگران تنبیہ کریگا اگر موثر نہو تو پرنسپل کو رپورٹ کریگا- پرنسپل کو سزائے جرمانہ وغیرہ یہان تک کہ اخراج کا جیسا کہ وہ مناسب سمجھے اختیار ہوگا، -

نگران جب کسی طالب العلم کو باہر جانے کی اجازت دے تو طالب کو ایک تحریری ٹکٹ دے گا جس مین لکھا ہوگا کہ فلان طالب العلم کو فلان وقت سے فلان وقت تک باہر جانیکی اجازت دیجاتی ہی جو بعد واپسی نگران کو واپس کردیا جاوے گا عموماً طلبہ کو بغرض تفریح بپابندی دفعہ ہذا جمعہ کو بعد جمعہ اجازت دیجائیگی مگر کسی ضرورت کی وجہ سے جو نگران کے نزدیک ضروری ہو ہر وقت اجازت دیجاسکتی ہے،

۳۴- (۲۷) کسی طالب علم کو علاوہ دارالمعلومات کے کسی اخبار یا رسالے کے منگانے کی اجازت نہین ہے- البتہ دارالمعلومات مین اخبارات و رسائل بعد منظوری نگران کے منگائے جاسکتے ہین،

(۲۸) دارالمعلومات شبانہ روز مقفل رہیگا اور اُسکی کنجی نگران یا جس کو وہ مقرر کرے اُسکے پاس رہیگی اور اوقات مدرسہ کے لحاظ سے جو وقت نگران مقرر کیا کرے گا- دو گھنٹہ کیلئے دارالمعلومات کھلا کرے گا مگر تمام انتظامات دارالمعلومات کے اور اُسکا چندہ خرید و فروخت طلبہ کے اختیارات مین ہوگا،

۳۵- (۲۹) ہر طالب العلم پر فرض ہوگا کہ اتالیق کے احکام کی اطاعت کرے،

۳۶- (۳۰) اتالیق کو بحیثیت نگرانی اختیارات ذیل ہون گے طلبہ کو بلا اجازت باہر جانیسے روکنا- شب کے وقت کسی طالب العلم کو دوسرے طالب العلم کے کمرے مین نہ جانے دینا-

ایسے مجمع کو منتشر کرنا جس سے دیگر طلبہ کا نقصان ہو یا کسی دوسری مضرت کا اندیشہ ہو یا خلاف تہذیب و متانت ہو۔ طلبہ کی باہمی خفیف نزاعات کا مناسب فیصلہ رہائش کے لیے کمروں کی تقسیم، مناسب موقعوں پر کمروں کی تبدیل۔

رہائش کے متعلق طلبہ کی شکایات کا انتظام اس کے علاوہ تمام وہ اُمور جن کے انتظامات کی ضرورت ہو۔

۳۷۔ (۳۱) ہر طالب العلم کو نماز جماعت سے پڑھنا ضروری ہے اس کے لیے مہتمم و نگران کو حاضری لینے اور تنبیہ کرنے کا اختیار ہے؛

طلبہ کا غیر شرعی وضع بنانا جرم قابل مواخذہ ہے اگر باوجود تاکید و تنبیہ کے ترک نہ کرے تو مہتمم کو اختیار ہے کہ اسکو دار الاقامہ اور دار العلوم سے خارج کر دے،

۳۸۔ (۳۲) بعد نماز عصر طلبہ احاطہ کے اندر کھیلا کریں گے جب تک نماز مغرب کے لیے وضو کی گھنٹی نہ ہو کھیل جاری رکھ سکتے ہیں گھنٹی ہونے کے ساتھ ہی فوراً کھیل بند کر دیا جاویگا۔ کھیل کے وقت ایک اُستاد کا موجود رہنا ضروری ہے کھیل کا انتظام ہیڈ ماسٹر کے متعلق ہوگا یا جس کسی کو وہ سپرد کرے۔

۳۹ (۳۳) طلبہ کے دار الاقامہ کے اوقات کی تقسیم حسب ذیل ہو گی،

صبح نماز کے بعد آدھا گھنٹہ تلاوت قرآن مجید،

بعد عصر ایک گھنٹہ یا زائد مغرب تک جسمانی ورزش،

مدرسہ کی حاضری چھ گھنٹہ؛

مطالعہ و سبق انگریزی کے لیے دو گھنٹہ،

مطالعہ و سبق عربی کے لیے چار گھنٹہ؛

باقی سونا آرام کرنا نماز وقت پر پڑھنا،

امتحانات

۴۰- (۳۴) ہر مہینے مین ایک امتحان تحریری ہوگا جو خود اساتذہ لیا کرینگے اور سالانہ امتحان مین چار پرچہ تحریری اور ایک پرچہ تقریری ہوگا سالانہ امتحان کے واسطے پانچوین جماعت تک کے طلبہ کا امتحان خود اساتذہ دارالعلوم لیا کرینگے مگر کوئی اُستاد اُس کتاب کا ممتحن نہوگا جو سال امتحان مین اسکے زیر تعلیم رہی ہو، لیکن سال ششم اور اس سے اوپر کی جماعتون کے امتحان کیواسطے عموماً مشاہیر علما ہندوستان مین سے انتخاب کیے جائین گے،

۴۱- (۳۵) کسی امتحان مین کامیابی کے واسطے ضرور ہے کہ ہر پرچہ مین کم از کم ۳۳ فیصدی نمبر حاصل ہون اور تقریری امتحان مین بھی یہی شرط ضروری ہو گی،

۴۲- (۳۶) ایسے طالب العلم کو جسکی حاضری ۷۵ فیصدی سے کم ہو ماہواری امتحانات مین قابل شرکت نہو تو اُسکو شرکت کی اجازت نہ دیجائے گی،

جو طالب العلم بلا کسی ایسے عذر کے جسکو پرنسپل نے قبول کر لیا ہو شریک امتحان سالانہ نہوگا تو اُسکا نام دارالعلوم سے خارج کر دیا جائے گا،

وظائف

۴۳- (۳۷) ہر سال اتنے وظیفہ جتنے بجٹ مین منظور ہوئے ہون حسب شرائط مندرجہ بجٹ پرنسپل بمشورہ ناظم مقرر کر سکے گا،

کسی ناکام امتحان طالب العلم کو نہ وظیفہ دیا جائیگا نہ جاری رکھا جاویگا،

مکالمہ ومباحثہ

۴۴- (۳۸) ہر مہینے مدرسین مین سے کوئی مدرس علمی یا مذہبی مضمون پر محققانہ لکچر دا سپیچ دینگے جسمین

عموماً طلبہ و مدرسین حاضر ہونگے

ہر جمعہ کو طلبہ کی مجلس مکالمہ منعقد ہو گی جسمین وہ کسی ایسے مضمون پر تقریر کرین گے یا لکھی ہوئی تحریر سنائین گے جو پہلے سے اُنکو بتلا دیا گیا ہوگا اور اُسمین کم سے کم ایک اُستاد موجود رہے گا جو اُن کی غلطیون کو نوٹ کرتا رہے گا اور آخر مین اپنی تقریر مین اُن کی فروگذاشتونکو بیان کردے گا،

تعلیمی اوقات

۴۶ - (۳۹) تعلیم کا وقت پورے پانچ گھنٹے ہوگا جو چھ حصونمین تقسیم کیا جائیگا ہر حصہ پچاس منٹ کا ہوگا اور ان پانچ گھنٹون کے علاوہ ایک گھنٹہ ظہر کے وقت نماز کی چھٹی ہو گی جبکہ مدرسہ دس بجے سے ہوگا ممکن ہے کہ کسی مدرس کا کوئی گھنٹہ خالی ہو جائے لیکن کسی کو یہ جائز نہین کہ وہ اوقات معینہ درس مین غیر حاضر ہو یا اگر اُس کے سپرد کوئی کام تحریر یا درس کا مہتمم کرے تو وہ عذر کرے؛

۴۷ - (۴۰) تعلیمی گھنٹون کے تعین و تشخیص پرنسپل کے اختیار مین ہو گی لیکن یہ ضرور ہے کہ کسی کو اصلی پانچ گھنٹے سے زیادہ وقت تک تعلیم دینے پر مجبور نہین کرے گا،

۴۸ - (۴۱) مدرسین ادب اسباق ادب کو پنجم جماعت سے اوپر عربی زبان مین پڑھاوین گے بلا سخت ضرورت اُردو لفظ استعمال نکرین گے اور اُسکا لحاظ رکھین گے کہ طلبہ مین عربی بولنے اور لکھنے کی مہارت پیدا ہو،

تعطیلات

عیدالضحی	محرم	بارہ وفات	شب برات	رمضان شریف	سالگرہ ملک معظم	تخت نشینی ہندوستان
۵ یوم	۲ یوم	یک یوم	۲ یوم	۴۰ یوم	یک یوم	یک یوم
۹ سے ۱۳ تک	۹ و ۱۰ المحرم	۱۲ ربیع الاول	۱۴ و ۱۵ شعبان	۲۶ شعبان سے ۵ شوال تک	۳ جون یا جو مقرر ہو	۱۲ دسمبر

تفصیل نصاب دارالعلوم

سال اوّل

شمارہ	اوّل	دوم	سوم	چہارم	پنجم	ششم
۱	میزان	نورالایمان	مشق تصریف	دروس الادب حصہ اوّل	خوشخطی	حساب تا تقسیم مفرد مع عبارتی سوالات
۲	"	"	"	"	"	
۳	منشعب	"	"	"	"	
۴	"	پنج گنج و زبدہ کامل	نحو میر مع مائۃ عامل وخلاصہ معہ ترکیب	"	"	"
۵	صرف میر	"	"	"	"	"
۶	"	"	"	"	مشق تعلیل و صیغ	"
۷	"	"	"	"	"	"
۸	"	"	"	"	"	"
۹	"	"	"	"	"	"

سال دوم

شمارہ	اوّل	دوم	سوم	چہارم	پنجم	ششم
۱	شرح مائۃ عامل	کبریٰ	علم الصیغہ	دروس الادب حصہ دوم	حساب جمع مرکب تفریق مرکب تقسیم مرکب ذواضعاف اقل مع عبارتی سوالات	انگریزی
۲	"	"	"	"		"
۳	"	"	"	"		"
۴	ہدایۃ النحو کامل	"	"	"		"
۵	"	"	"	"		"
۶	"	تسہیل التہذیب	ربع آخرہ پارہ عم مع ترکیب و ترجمہ	"	"	"
۷	"	"		"	"	"
۸	"	"	"	"	"	"
۹	"	"	"	"	"	"

سال سوم

شماره	اوّل	دوم	سوم	چهارم	پنجم	ششم
۱	قدوری عبادات وکتاب النکاح تا عتاق	الفیه	شرح تهذیب	اخوان الصفا واملا	حساب	انگریزی
۲	״	״	״	״	کسور عام مع عبارتی	״
۳	״	״	״	״	سوالات وکسور اعشاریه	״
۴	״	״	״	״	״	״
۵	״	״	״	״	״	״
۶	دیوان ابی العتاهیه تا قافیة الحاء	المجموع الادب تا ختم ربع	״	״	״	״
۷	״	״	سراجی	״	״	״
۸	״	״	״	״	״	״
۹	״	״	״	״	״	״

سال چهارم

شماره	اوّل	دوم	سوم	چهارم	پنجم	ششم
۱	شرح وقایه ربع اول	قطبی باستثنائے مختلطات	مختصر المعانی فن معانی	حماسه باب الادب ونسیب واملا	حساب تجارت وسود مفرد ومرکب واربعه	انگریزی
۲	״	״	״	״		״
۳	״	״	״	״	واقلیدس مقاله اولی	״
۴	״	״	״	״	״	״
۵	״	״	״	״	״	״
۶	تاریخ دول العرب از زمان نبوت	״	״	״	״	״
۷	״	״	محیط الدائره	״	״	״
۸	״	״	״	״	״	״
۹	״	״	״	״	״	״

سال پنجم

شمارہ	اول	دوم	سوم	چہارم	پنجم	ششم
۱	ہدیہ سعیدیہ کامل	نور الانوار کامل	شرح وقایہ ربع ثانی	حماسہ باب الحماسہ	حساب	انگریزی
۲	ʺ	ʺ	ʺ	ʺ	جذر مستی کاملا	ʺ
۳	ʺ	ʺ	ʺ	ʺ	ʺ	ʺ
۴	ʺ	ʺ	ʺ	ʺ	ʺ	ʺ
۵	ʺ	ʺ	ʺ	ʺ	ʺ	ʺ
۶	ʺ	ʺ	دیوان متنبی	مجمل نظر بر جغرافیہ عالم و مشق نقشجات جغرافیہ	ʺ	ʺ
۷	لباب الاشارات	ʺ	ʺ	ʺ	ʺ	ʺ
۸	الہیات	ʺ	ʺ	ʺ	ʺ	ʺ
۹	ʺ	ʺ	ʺ	ʺ	ʺ	ʺ

سال ششم

شمارہ	اول	دوم	سوم	چہارم	پنجم	ششم
۱	مشکوٰۃ شریف جلد اول	تفسیر جلالین کامل	ہدایہ جلد رابع	مقامات حریری ۲۵ مقامہ و املا	انگریزی	انگریزی
۲	ʺ	ʺ	ʺ	ʺ	ʺ	ʺ
۳	ʺ	ʺ	ʺ	ʺ	ʺ	ʺ
۴	ʺ	ʺ	ʺ	ʺ	ʺ	ʺ
۵	ʺ	ʺ	ʺ	ʺ	ʺ	ʺ
۶	ʺ	ʺ	ʺ	ʺ	ʺ	ʺ
۷	ʺ	ʺ	معالم الاصول الدین	ʺ	ʺ	ʺ
۸	ʺ	ʺ	ʺ	ʺ	ʺ	ʺ
۹	ʺ	ʺ	ʺ	ʺ	ʺ	ʺ

سال ہفتم

شمارہ	اول	دوم	سوم	چہارم	پنجم	ششم	
۱	مشکوٰۃ شریف جلد ثانی	دلائل الاعجاز	ہدایہ جلد ثالث	سبعہ معلقہ ملا	انگریزی	انگریزی	دلائل الاعجاز تا صفحہ ۸۰ اور از ۲۲۰ تا ۲۵۷ و از ۲۴۵ تا ۳۷۷ مطبوعہ مصر مطبعۃ المنار۔
۲	〃	〃	〃	〃	〃	〃	
۳	〃	〃	〃	〃	〃	〃	
۴	〃	〃	〃	〃	〃	〃	
۵	〃	〃	〃	〃	〃	〃	
۶	〃	شرح مطالع	〃	〃	〃	〃	
۷	کشف الاولہ	〃	〃	〃	〃	〃	
۸	〃	〃	〃	〃	〃	〃	
۹	〃	〃	〃	〃	〃	〃	

سال ہشتم

شمارہ	اول	دوم	سوم	چہارم	پنجم	ششم	
۱	بیضاوی شریف سورہ بقرہ	حمد اللہ	ترمذی مع رسالہ اصول حدیث جرجانی	حجۃ اللہ البالغہ جلد اول واملا	انگریزی	انگریزی	حجۃ اللہ البالغہ کے ساتھ املا ہفتہ مین دو بار ہوگا
۲	〃	〃	〃	〃	〃	〃	
۳	〃	〃	〃	〃	〃	〃	
۴	〃	〃	〃	〃	〃	〃	
۵	〃	〃	〃	〃	〃	〃	
۶	〃	〃	〃	〃	〃	〃	
۷	〃	شرح نخبۃ الفکر	〃	〃	〃	〃	
۸	الفوز الکبیر	〃	〃	〃	〃	〃	

درجۂ تکمیل حدیث و تفسیر

صحیح بخاری۔ صحیح مسلم۔ سنن ابن ماجہ۔ سنن ابی داؤد۔ سنن نسائی۔ مقدمہ ابن صلاح
تفسیر کشاف سورۂ بقرہ۔ اشعار اتقان متعلقہ غریب القرآن۔ تفسیر نیشاپوری برائے مطالعہ شرح معانی الآثار
جلد اول برائے مطالعہ۔ تفسیر اتقان برائے مطالعہ۔

درجۂ تکمیل فقہ و اصول فقہ

درمختار۔ الاشباہ والنظائر۔ فقہ ابن رشد۔ حجۃ اللہ البالغہ حصہ دوم۔ توضیح و تلویح تا مقدمات
اربع۔ مسلم الثبوت۔ کشف الاسرار بزدوی جلد اول۔

درجۂ تکمیل ادب

کتاب الصناعتین۔ کتاب العمدہ اسرار البلاغۃ دیوان بالعند۔ دیوان امرأ القیس
دیوان عروۃ بن الورد۔ رسائل بدیع الزمان۔ مطول تا ما انا قلت۔ خطابت
و کتابت۔

درجۂ تکمیل فلسفہ و منطق و کلام

شمس بازغہ تا بحث زمان۔ الٰہیات شرح حکمۃ العین۔ الٰہیات شرح مقاصد۔ شرح
حکمۃ الاشراق۔ تہافتۃ الفلاسفۃ للامام الغزالی و ابن رشد۔ رسائل اربعہ امام غزالی۔
الدروس الاولیہ۔ ہیئت جدیدہ۔

نصاب انگریزی و ریاضی دارالعلوم لکھنؤ

نمبر شمار	انگریزی	تیز خواندگی	کمپوزیشن	گرامر	ترجمہ	ریاضی	کیفیت
درجہ ابتدائے فارسی	نقشہ حروف تہجی	نلسن پرائمر	.	.	.	گنتی و پہاڑے از جمع تا تقسیم مفرد مع عباراتی سوالات	
درجہ اول	لانگ مینس انگلش فار انڈین اسکول	نصف اول لانگ مینس ریڈنگ بک فار فرسٹ ایر	تختۂ سیاہ پر تحریری مشق	.	.	از جمع مرکب تا تقسیم مرکب مع سوالات عباراتی بقسمت علیہ اعظم و ذو اضعاف اقل	اول دو درجوں میں انگریزی ڈائرکٹ میتھڈ سے تعلیم دیجائیگی اور تعلیم زیادہ تر تقریری ہوگی۔
درجہ دوم	نصف آخر لانگ مینس ریڈنگ بک فار فرسٹ ایر لانگ مینس ریڈنگ بک فار سکنڈ ایر	.	فواسٹر ایکسر سائز بک اٹنک	.	.	کسور عام و کسور اعشاریہ مع متوالی	حساب انگریزی میں ہونا چاہیے۔
درجہ سوم	نلسن ریڈر نمبر ۲	لے برو بوائے گریس ڈرائنگ	ہفتہ وار زبانی	گرامٹیکل پرائمر	ہفتہ میں دو مرتبہ	تجارت سود مفرد اربعہ متناسبہ متعلق کام خاص وقت میں اور رفتار و فاصلہ	
درجہ چہارم	نلسن ریڈر نمبر ۳	لے برو بوائے گریس ڈرائنگ اور اسی قسم کی داستان کتابیں۔	"	مینول گرامر	"	جذر مکعب [illegible] قیمت نقد، سود مرکب	
درجہ پنجم	بیرونز جونیر پروز ریڈر	رابن سن کروسو سندباد دی سیلر الہ دین جونیر سٹوری سیریز	نیس کمپوزیشن ہفتہ میں دو بار	"	اسٹیلے	الجبرا کی بی یا سو جامیٹری پی ہال اینڈ سٹون ہفتہ میں دو بار۔ ارتھمیٹک اور پرکے قواعد کا آموختہ۔	الجبرا میں [illegible] مفرد قاعدے جامیٹری مثلث تک انگریزی میں تعلیم ہونا چاہیے۔
درجہ ششم	بیرنز سینیر پروز ریڈر	کلیورس پولس چینٹ آف ولیس (جونیر اسٹوری سیریز)	"	نسفیلڈ گرامر حصہ ۳ و ۴		سمپل ایکویشن متوازی الاضلاع نسبت اور مبادلہ	
درجہ ہفتم	لانگ مینس انگلش ریڈنگ بک فار انڈین اسٹوڈنٹ	کوئن ٹائن ڈرورڈ یا کوئی دوسری کتاب موافق رائے استاد۔	استاد کی رائے پر	مذکورۂ بالا	اوکلے ٹرانسلیشن	الجبرا میں مقسوم علیہ اعظم و اضعاف اقل ایکویشن	
درجہ ہشتم	لانگ مینس انگلش ریڈنگ بک فار انڈین اسٹوڈنٹ نمبر ۲ یا میٹرکیولیشن کورس	لانگ مینس کلاس بکس آف لٹریچر	"	"	اوکلے ٹرانسلیشن یا کسی اخبار کی عبارت	جیامٹری ہال اسٹون اشکال ثابتی و عملی	

برآورد تنخواہ ملازمین دفتر ندوۃ العلماء لکھنؤ من ابتدائے یکم اپریل سنہ ۱۹۱۴ء لغایت ۳۱ مارچ سنہ ۱۹۱۵ء

نمبر شمار	نام ملازمین مع عہدہ	شرح تنخواہ	ایام کارگزاری بیان تنخواہ	کیفیت
۱	محمد علی محرر مال	سہ	۱۰ ماہ ۱۵ یوم سالعہ ۱ر۳ پا	
۲	مولوی سید عبد الغفور صاحب محرر مراسلات	عسہ	۱۲ ماہ ۱۱لعہ	چونکہ محرر مال بیمار تھا اسلیے محرر ہذا کو ۱۵ سہ یوم کا معاوضہ بابت کارکردگی محرر مال کے بحساب ع ماہوار دیا گیا۔
۳	چپراسی ندوۃ العلماء	ے ر	۱۱ ماہ ۱۱ یوم سہ ۲ر۲ پا	
۴	چپراسی ہنگامی۔	ے ر	۲۰ یوم ستمبر و ۲۰ یوم اکتوبر سنہ ۱۹۱۴ء صہ ۱ر۹ پائی	
	میزان کل	+	+ سماعہ ۱ر۲ پائی	

برآورد تنخواہ ملازمین وکلائے ندوۃ العلماء از یکم اپریل سنہ ۱۹۱۴ء تا ۳۱ مارچ سنہ ۱۹۱۵ء

نمبر شمار	نام ملازمین مع عہدہ	شرح تنخواہ	ایام کارگزاری بیان تنخواہ	کیفیت
۱	مولوی غلام محمد صاحب وکیل ندوۃ العلماء	لعہ ر	۱۲ ماہ سماعہ ر	
۲	مولوی عبد الحق صاحب وکیل ندوۃ العلماء	سہ ر	۳ ماہ ۲۰ یوم ۱۱سہ ۱ر۳ پا	
۳	مولوی عبد العلیم خان صاحب وکیل ندوۃ العلماء	عہ سہ	یکماہ ۲۰ یوم سہ ۱ر۱۰ پا	
	میزان کل	+	+ اللعہ ۱ر۶ پا	

نمبر شمار	نام ملازمین دار العلوم	شرح تنخواہ ماہانہ	ایام کارکردگی	میزان کل تنخواہ سالانہ	کیفیت
۱۰	مولوی حافظ محمد یوسف صاحب انصاری قائم مقام مدرس عربی	عـــه ر	۱۱ ماہ ۲۲ یوم	ماللعـــه ۳ ر ۱ پا	
۱۱	مولوی محمد خلیل صاحب عرب قائم مقام ادیب	للعـه	۱۱ یوم	للعـه ۳ ر ۱ پا	
۱۲	مولوی محمد قمر الدین صاحب مدرس عربی	صـه	۶ ماہ	لعـه ر	
۱۳	ماسٹر سید عبد الجلیل صاحب فورتھ ماسٹر	عـه ر	یکسال	ماللعـه ۱۱ ر	
۱۴	مولوی صفدر علیخان صاحب مدرس فارسی	صـه	۱۰ ماہ ۱۲ یوم	ا ســه ۱۲ ر	
۱۵	منشی سید علیحسن صاحب محرر دار العلوم	صـه ر	۳ ماہ	للعـه ر	
۱۶	ممتاز علی چپراسی دار العلوم	صـ ر	۷ ماہ ۱۰ یوم	ســه ۹ ر ۱۰ پا	
۱۷	احسانعلی چپراسی دار العلوم	ـــے ر	یکسال	عـــه	
۱۸	شفیع بخش چپراسی دار العلوم	ـــے ر	۱۱ ماہ ۲۷ یوم	لعـه ۱۲ ر ۷ پا	
۱۹	منشی فدا حسین صاحب مدرس ریاضی	صـه	یکسال	مالـه ر	
۲۰	مولوی فضل الرحمن صاحب مدرس عربی	عـه	″	مالللعـه	
۲۱	چپراسیان ہنگامی بابت ماہ اپریل و مئی ۱۹۱۴ء ۲ نفر	معـه ر	۰	لـه ۴ ر	
۲۲	منشی دین محمد صاحب تھرڈ ماسٹر	صـه	۳۰ یوم	للعـه ۳ ر	
۲۳	منشی محمد ظہیر صاحب سکنڈ ماسٹر	صـه ر	۵ ماہ ۳ یوم	مالعـه ر	یکم جنوری سنہ ۱۹۱۵ء سے انکا صـه ماہوار اضافہ ہوا
۲۴	شیخ جلال احمد صاحب قائم مقام مدرس فارسی	عـه	یکماہ ۵ یوم	لعـه ر ۱۰ ر ۰ پا	
۲۵	مولوی ناظر حسن صاحب فقیہ اول	مار	۲۰ یوم بابۃ ماہ اکتوبر و نومبر	لعـه ر ۱۱ ر ۶ پا	
۲۶	منشی وحید الحسن صاحب بی اے ایل ٹی ہیڈ ماسٹر	مار	۴ ماہ ۱۹ یوم	امارســه ۴ ر ۹ پا	
۲۷	منشی ادریس الدین احمد صاحب تھرڈ ماسٹر	صـعـه ر	۴ ماہ ۱۹ یوم	ماعـــه ر ۱۵	
	میزان کل	+	+	[illegible]	

نقشہ صرف دار العلوم و ندوۃ العلماء من ابتداء یکم اپریل سنہ ۱۹۱۴ء لغایت ۳۱ مارچ سنہ ۱۹۱۵ء

رقم	مد	رقم	مد
سمعہ ۹ر۹ر	تنخواہ ملازمین دار العلوم	الـعـہ ۱ر۶ پا	تنخواہ وکلاء
الـعـہ ۱۱ر	وظائف طلباء غیر مستطیع	سالعہ	تنخواہ ملازمین کتب خانہ
ماعـہ ۱ر۲ پا	لگان آراضی نزول واقع مکارم نگر لکھنؤ	معـہ ۲ر۱ پا	جلد بندی کتب خانہ
۶ر	ڈاک دار العلوم	ماللعہ	کرایہ مکان کتب خانہ
ماعـہ ۸ر	متفرقات سائر خرچ دار العلوم	ماعہ ۹ر	ڈاک ندوۃ العلماء
للعـہ ۲ر۹ پا	طبع پرچہ امتحان وغیرہ دار العلوم	ـعہ ۶ر۱۳ پا	متفرقات و سائر خرچ ندوۃ العلماء
لعہ ۱۲ر	انتقال مدرسہ دار العلوم	ماللعہ	طبع ندوۃ العلماء
المعـہ ۶ر۱۴	خرید فرنیچر دار العلوم	ـعہ	خرید فرنیچر ندوۃ العلماء
ماعہ	مصارف تعمیر مکانات وصیتی لال باغ لکھنؤ	صالعہ ۱۲ر۹ پا	سفر خرچ وکلاء
عـہ ۱۰ر۳ پا	مصارف مسجد وصیتی لال باغ لکھنؤ	للعـہ ۱۰ر	سفر خرچ عہدہ داران و ملازمین
الـ	مصارف مقدمہ تقف کرتال	لعہ ۹ر۹ پا	مہمانداری ارکان ندوۃ العلماء
ـہ ر	تعمیر باورچی خانہ	عـہ	کرایہ مکان دفتر
ـہ ر	مصارف نقشہ تعمیر بورڈنگ	معہ ۹ر۹ پا	مصارف جلسہ سالانہ
لعہ ۲ر۴ پا	کرایہ مکان بورڈنگ در متعلقہ دار العلوم	ماعـہ	مصارف رسالہ الندوہ
۱ر	حکیم محمد یوسف صاحب ٹھیکیدار بنا بر تعمیر	مالعہ	زکوٰۃ یتیم خانہ کانپور
ماعہ ۱۱ر۹ پا	مصارف اوقاف شاہجہانپور	معہ	سفر خرچ ارکان ندوہ
ـہ	ایڈوانس مہتمم دار العلوم بنابر [illegible] طلباء	مالعہ ۱۰ر۳ پا	رقم حساب طلب بطور ایڈوانس
سمہ ۱ ار	بنابر تعمیر عمارت دار العلوم حساب طلب	سماعہ ۴ر پا	امانت
سماعہ ۱ر۲ پا	تنخواہ ملازمین ندوہ	للوہ ماعہ ۲ر۹ پائی	میزانکل صرف

باقی تحویل ۳۱ مارچ سنہ ۱۹۱۵ء

تحویل دفتر — سمالہ سہ ۹ر۸ پائی

محمد علی محرر مال

حبیب الرحمن سہارنپوری ناظم ندوۃ العلماء

نقشہ آمدنی ندوۃ العلماء و دار العلوم من ابتداے یکم اپریل ۱۹۱۵ء لغایت ۳۱ اگست ۱۹۱۵ء

تعلیم دار العلوم

نمبر		رقم
۱	پراونشل گورنمنٹ گرانٹ ان ایڈ من ابتداء مارچ تا جولائی ۱۹۱۵ء	اعـ صہ
۲	سرکار عالیہ والیہ ریاست بھوپال خلد اللہ ملکہا من ابتداء مارچ تا جولائی ۱۹۱۵ء	الـ ۱۵ صہ
۳	اوقاف شاہجہانپور بذریعہ ٹھیکہ۔	صما ۵
۴	کرایہ دوکان چندوسی ضلع مراد آباد۔	۵
۵	کرایہ اوقاف حاجی شیخ قادر بخش صاحب مرحوم بذریعہ متولیان اوقاف۔	ما
		للعـ ما عـ

نمبر شمار	اسمائے گرامی چندہ عطا کنندگان	رقم	نمبر شمار	اسمائے گرامی چندہ عطا کنندگان	رقم
	چندہ مسجد دار العلوم		۵	جناب شاہ محمد خان صاحب جنرل مرچنٹ لکھنؤ	۵
۱	جناب مولانا محمد خلیل الرحمن صاحب سہارنپوری ناظم ندوۃ العلماء	ما	۶	جناب مولانا محمد حبیب الرحمان خان صاحب رئیس حبیب گنج ضلع علی گڈھ۔	۵
۲	جناب مولوی عبد اللہ جان صاحب رئیس و وکیل سہارنپور۔	صہ	۷	جناب ڈاکٹر ناظر الدین حسن صاحب بیرسٹر لکھنؤ	صہ
			۸	جناب مولوی مشتاق حسین صاحب	عا
۳	جناب حافظ عبد الصمد صاحب خلف الرشید حافظ عبد الرزاق صاحب تاجر امین آباد لکھنؤ	ما	۹	جناب مولوی عبد الوحید صاحب ندوی	عا
			۱۰	جناب مولانا ظہور الاسلام صاحب فتحپور ہسوہ	عہ
۴	جناب مولوی حبیب الزمان خان صاحب رئیس پاترزئی شاہ جہان پور	صہ	۱۱	جناب نہال احمد صاحب۔	عہ
			۱۲	گمنام۔	عہ

نمبر شمار	اسمائے گرامی چندہ عطا کنندگان	رقم
۱۳	جناب مولانا احمد علی صاحب محدث میرٹھ	عہ؍
۱۴	جناب مولوی سید عبد الغفور صاحب حسنی ندوی بہاری	عہ؍
۱۵	جناب تجمل حسین صاحب شاہجہانپور	عہ؍
۱۶	جناب مسٹر ممتاز حسین صاحب بیرسٹر ایٹ لا لکھنؤ	صہ
۱۷	جناب والدہ ماجدہ منشی مشیر الزمان صاحب لاٹوش روڈ۔ لکھنؤ	سے؍
۱۸	جناب والدہ صاحبہ مرحومہ مسٹر محمد وسیم صاحب بیرسٹر ایٹ لا لکھنؤ	صا؍
۱۹	جناب مولوی حکیم تمیز الدین صاحب ندوی صدر بازار کیمپ انبالہ	عہ؍
۲۰	جناب مولانا ناظر حسین صاحب دیوبندی مدرس مدرسہ عالیہ۔ کلکتہ	صہ؍
۲۱	جناب مولانا مولوی محمد عبد اللہ صاحب انصاری ناظم دینیات مدرسۃ العلوم علیگڈھ	صہ؍
۲۲	جناب مولوی منظور النبی صاحب سہارنپوری تاجر لٹھ	صہ
۲۳	جناب ڈاکٹر محمد دین صاحب افسر تصریفات ریاست بہاولپور	ما؍
۲۴	جناب منشی عبد الغفور خان صاحب سب انسپکٹر کاندھلہ ضلع مظفر نگر۔	عا؍
۲۵	جناب عبد اللہ خان صاحب خلف مولوی عبد العلیم خان صاحب سابق وکیل ندوہ	عہ؍
۲۶	جناب منشی برکت الٰہی خان صاحب مختار عام میرٹھ بنک کاندھلہ ضلع مظفر نگر	عا؍
۲۷	جناب منشی انعام اللہ صاحب محلہ حکیمان آگرہ	عہ؍
۲۸	جناب فضل امام خان صاحب رئیس تپورہ قائم گنج ضلع فرخ آباد۔	عا؍
۲۹	جناب محمد نظیر علیخان صاحب رسالدار میجر بہادر محلہ تپورہ قائم گنج فرخ آباد	عا؍
۳۰	جناب منشی عبد العزیز صاحب تحصیلدار پنشنر ہری پربت متصل جیل کلاں آگرہ۔	عا؍
۳۱	جناب منشی اشفاق علی صاحب سوہندرا شوفیکٹری آگرہ	عہ؍
۳۲	جناب حکیم محمد حیات خان صاحب رئیس دہلوی محلہ کوچہ حکیمان آگرہ	عا؍
۳۳	جناب منشی محمد نبی داد خان صاحب وزیر خان صاحب مالک سوہندرا شو فیکٹری آگرہ	عا؍

نمبر شمار	اسمائے گرامی چندہ عطا کنندگان	رقم
۳۴	جناب نواب خان صاحب نواب پینڈ شو فیکٹری سبزی منڈی آگرہ	عہ ر
۳۵	جناب عبد الشکور خان صاحب سب انسپکٹر کاندھلہ ضلع مظفر نگر	عا ر
۳۶	جناب دختر صاحبہ مولوی عبد العلیم خانصاحب وکیل ندوہ	عہ ر
۳۷	جناب احمد شریف صاحب سوداگر شو فیکٹری آگرہ	۱۴ر
	میزان کل	الالعہ ۱۴ر

تعمیر بورڈنگ دار العلوم

نمبر شمار	اسمائے گرامی چندہ عطا کنندگان	رقم
۱	جناب مولوی سید زین العابدین صاحب تعلقدار اول عثمان آباد حضور نظام دکن	للعہ حالی
۲	جناب مولوی علی الدین حسن صاحب ناظم عدالت دیوانی و جوائنٹ مجسٹریٹ عثمان آباد	صہ کلدار
۳	جناب مولوی سید سردار علیخان صاحب منصرم	ر حالی
۴	جناب محمد اسحاق صاحب وکیل عثمان آباد	صہ حالی
۵	جناب مولوی تاج محمد صاحب وکیل "	صہ حالی
۶	جناب مسٹر نگراؤ صاحب پیشکار "	عار "
۷	جناب مسٹر واسدیو راؤ صاحب وکیل "	عا "
۸	جناب مولوی محمد احمد صاحب وکیل عثمان آباد	صہ کلدار
۹	جناب مولوی غلام جیلانی صاحب وکیل "	عا حالی
۱۰	جناب مولوی شفیع الدین صاحب ہیڈ ماسٹر "	عا کلدار
۱۱	جناب مسٹر ناگوراؤ صاحب ناظر عدالت "	عا حالی
۱۲	جناب مسٹر موجنگ راؤ صاحب "	عار "
۱۳	جناب مولوی عبد الحمید صاحب مددگار صیغہ دار "	عار "
۱۴	جناب مسٹر ٹیکہ راؤ صاحب انیوری "	عار "
۱۵	جناب مسٹر گوبند رنگیر اؤ صاحب "	عار "
۱۶	جناب مولوی حفاظت علی صاحب سررشتہ دار "	عہر "
۱۷	جناب مسٹر راجچند راؤ صاحب وکیل "	عہ کلدار
۱۸	جناب مولوی محمد عثمان صاحب "	عہ حالی
۱۹	جناب مولوی عظیم الدین صاحب "	عہ کلدار
۲۰	جناب سید عبد الحمید صاحب قاضی "	عہ حالی
۲۱	جناب مولوی غلام جیلانی صاحب مشائخ "	عہر "
۲۲	جناب مسٹر سلوبت رنگراؤ تعدی پولیس "	عہر "
۲۳	جناب مسٹر ہرچند صاحب ساہوکار "	صہ کلدار
۲۴	جناب مسٹر کیشو راؤ صاحب نائب محافظ دفتر "	عہ
۲۵	جناب غلام نبی صاحب ضبطی کارکن "	عہر "

نمبر شمار	اسمائے گرامی چندہ عطا کنندگان	رقم	نمبر شمار	اسمائے گرامی چندہ عطا کنندگان	رقم
۲۶	جناب علی صاحب جوادی سوداگر عثمان آباد	عہ کلدار			
۲۷	جناب ویشوناتھ راؤ صاحب نقلیوس "	عہ حالے	۳	جناب مولوی حاجی سید مرتضیٰ صاحب چناپٹن مدراس	صہ
	میزان کل	سعہ ۴ر		میزان کل	للعہ ۵ر
	وظائف طلبائے غیر مستطیع			**انعام تفسیر و حدیث**	
۱	جناب غلام احمد صاحب کلامی ٹیس کاروٹنڈل کولار گولڈ فیلڈ	عہ ۵ر	۱	جناب مولوی محمد حفیظ اللہ صاحب نائب تحصیلدار رخصتی مقیم گورکھپور	للعہ ۵ر
۲	جناب مولانا حبیب الرحمان خان صاحب شروانی	سہ			

عام اغراض ندوۃ العلماء

۱	عطیہ ماہوار سرکار عالی والی ریاست حیدرآباد دکن خلد اللہ ملکہ من ابتدائے اردی بہشت ۱۳۲۴ف الٰہی لغایت شہریور ۱۳۲۴ف الٰہی۔	اناللعہ ۱۰ر

نمبر شمار	اسمائے گرامی چندہ عطا کنندگان	رقم	نمبر شمار	اسمائے گرامی چندہ عطا کنندگان	رقم
۲	جناب تاج الدین صاحب فیض آباد	۶ر	۶	جناب محمد علی صاحب ہیڈ پولیس آفسر دیلور	دسعہ
۳	جناب جی ایم سید عثمان صاحب سوداگر ریشم چین پٹن ریاست میسور	۱ر	۷	جناب حکیم محمد ظہیر صاحب بان خان ڈسٹرکٹ دیلور	۵عہ
			۸	جناب اربوتھی شمس الدین صاحب ڈپٹی کلکٹر دیلور	سعہ
۴	جناب امبور مسلم تھرو مالاگی عبدالرحمٰن صاحب وپٹیل و مولوی قاسم صاحب	۱ر	۹	جناب مرزا عابد علی صاحب رئیس ملیح آباد ضلع لکھنؤ	۶ر
			۱۰	جناب عبدالرؤف صاحب " " "	۶
۵	جناب اہلیہ صاحبہ نواب عابد حسین خان صاحب لبائے ڈسٹرکٹ دیلور۔	سہ	۱۱	جناب بشیر احمد خان صاحب " " "	۶ر
			۱۲	جناب مولوی عبدالباسط صاحب سندیلہ ضلع ہردوئی	۶ر

نمبر شمار	اسمائے گرامی چندہ عطا کنندگان	رقم
۱۳	جناب چودھری عبدالودود صاحب سندیلہ ضلع ہردوئی	عا
۱۴	جناب چودھری قبول احمد صاحب " "	عا
۱۵	جناب مولوی اسحٰق خان صاحب "	عا
۱۶	جناب حاجی عبدالقادر صاحب شاہجہانپور	عا
۱۷	جناب مولوی محمد لطافت علی خانصاحب بہادر گنج "	عا
۱۸	جناب محمد مبین خان صاحب محلہ خلیل "	عا
۱۹	جناب ملک میر حسن خانصاحب "	عا
۲۰	جناب محمد احمد خان صاحب " "	عا
۲۱	نامعلوم الاسم	عا
۲۲	"	عا
۲۳	جناب قربان احمد صاحب وکیل بارہ بنکی	عا
۲۴	جناب نواب علی صاحب بی اے۔ وکیل۔ "	عا
۲۵	جناب شیخ نعیم اللہ صاحب محلہ بنکی نواب گنج	عا
۲۶	جناب نعمت اللہ صاحب وکیل فیض آباد	عا
۲۷	جناب عبدالحکیم صاحب مرچنٹ "	عا
۲۸	جناب محمد فائق صاحب وکیل "	عا
۲۹	جناب اشتیاق احمد صاحب رودولی ضلع بارہ بنکی	عا
۳۰	جناب قاضی اکرام احمد صاحب سترکھ "	عا
۳۱	جناب راجہ تصدق رسول خان صاحب بالقابہ ریاست جہانگیر آباد ضلع بارہ بنکی	عا
۳۲	گمنام از ٹانڈہ فیض آباد	عا
۳۳		عا
۳۴	جناب مولوی ریاست حسین صاحب مہتمم مدرسہ رحمانیہ رائے بریلی	عا
۳۵	جناب کوٹ صاحب "	عا
۳۶	جناب شیخ یوسف صاحب تاجر "	عا
۳۷	جناب اکرام اللہ صاحب "	عا
۳۸	جناب سید علی اصغر صاحب زیدی	عا
۳۹	جناب صغیر احمد صاحب ڈپٹی کلکٹر پرتاپ گڈھ	عا
۴۰	جناب امیر حسن صاحب " بنارس	عا
۴۱	نامعلوم الاسم	عا
۴۲	جناب محمد احمد صاحب محلہ مہمند شاہجہانپور	عا
۴۳	جناب خورشید علی صاحب پروفیسر کوئنس کالج بنارس	عا
۴۴	جناب حافظ عبدالرحیم صاحب مختار بنارس	عا
۴۵	جناب کوتوال صاحب شہر بنارس	عا
۴۶	جناب حاجی حافظ اسمٰعیل صاحب مدن پورہ "	عا
۴۷	نامعلوم الاسم معرفت محمد فاروق رائے بریلی	عا

نمبر شمار	اسمائے گرامی چندہ عطا کنندگان	رقم	نمبر شمار	اسمائے گرامی چندہ عطا کنندگان	رقم
۴۸	جناب میرزا رضا علی صاحب فتحپور رہسوہ	عا،	۶۶	جناب سید عبد الحق صاحب مدراسی کالج علیگڈھ	عا،
۴۹	جناب عبد السبحان صاحب " "	عا،	۶۷	جناب حکیم عبد الحمید صاحب جھوائی ٹولہ لکھنؤ	عا،
۵۰	جناب سید عنایت حسین صاحب وکیل "	عا،	۶۸	جناب عطاء الملک صاحب ساکن ملیح آباد ضلع "	عا،
۵۱	جناب شاہ اظہار عالم صاحب " "	عا،	۶۹	جناب سید محمد اسمعیل صاحب - ہمیرپور	عا،
۵۲	جناب خواجہ احمد صاحب وکیل کانپور	عا،	۷۰	جناب محمود علی صاحب بارہ بنکی	عا،
۵۳	جناب حافظ ابو سعید خانصاحب مطبع نظامی "	ے،	۷۱	جناب بسم اللہ خان صاحب بنارس	عا،
۵۴	معرفت جناب شیخ نثار الدین صاحب تاجر بانس منڈی "	عا،	۷۲	جناب مولوی سید ظہور احمد صاحب بی اے وکیل لکھنؤ	عا،
۵۵	جناب حافظ محمد حلیم صاحب تاجر چرم آنریری مجسٹریٹ "	سہ	۷۳	جناب منشی ابرار حسن صاحب بی اے ملازم جوڈیشلی	عا،
۵۶	جناب مولوی محمد یعقوب خانصاحب قندھاری بازار لکھنؤ	عا،	۷۴	جناب خیرات علی صاحب امین الدولہ پارک "	عا،
۵۷	جناب نظار الحق صاحب سب رجسٹرار "	عا،	۷۵	جناب حافظ عبد الحق صاحب " "	عا،
۵۸	جناب سید عطاء اللہ صاحب مدراسی کالج علیگڈھ	عا	۷۶	جناب شیخ ناصر علی صاحب ملازم جوڈیشلی "	عا،
۵۹	جناب سید عنایت اللہ صاحب " "	عا،	۷۷	جناب عبد اللطیف صاحب امین آباد "	عا،
۶۰	جناب ریاض الدین صاحب لکھنؤ	عا،	۷۸	جناب شیخ اولاد حسین صاحب یحییٰ گنج "	عا،
۶۱	جناب صاحبزادگان سید ظہور احمد صاحب بی اے وکیل "	للعہ	۷۹	جناب شیخ عبد العزیز صاحب باغ قاضی "	عا،
۶۲	جناب قاضی خادم حسین صاحب وکیل "	عا،	۸۰	جناب منشی شیخ عبد الحمید صاحب مختار "	عا،
۶۳	جناب محمود علی صاحب رانی کٹرہ "	عا،	۸۱	جناب حافظ مسیتا صاحب تاجر گوٹہ صحبتیا باغ "	عا،
۶۴	جناب محمد اسمٰعیل صاحب صدر بازار "	عا،	۸۲	جناب شیخ سخاوت حسین صاحب تاجر عطر چوک "	عا،
۶۵	جناب حافظ احمد حسین صاحب "	عا،	۸۳	جناب محمد اکبر صاحب ولد چودھری محمد حسین صاحب ڈپٹی کلکٹر فیض آباد	عا،

نمبر شمار	اسمائے گرامی چندہ عطا کنندگان	رقم	نمبر شمار	اسمائے گرامی چندہ عطا کنندگان	رقم
۸۴	جناب منشی التفات احمد صاحب ساکن نظام پور۔	عا/	۹۹	جناب نواب مقتدی خانصاحب لکھنؤ	عا/
۸۵	جناب خواجہ قطب الدین احمد صاحب مالک مطبع نامی لکھنؤ	عا/	۱۰۰	جناب خلیل احمد صاحب تلوچن بازار بنارس	عا/
۸۶	جناب شیخ فخر الدین صاحب مالک فخر المطابع ״	عا/	۱۰۱	جناب مولوی مقبول عالم صاحب وکیل پھاٹک شیخ سلیم بنارس	عا/
۸۷	جناب منشی صدیق حسن صاحب۔ لکھنؤ	عا/			
۸۸	جناب منشی فقیر محمد خان صاحب ״	عا/	۱۰۲	جناب مولوی رفیع اللہ صاحب وکیل محلہ ندیسر بنارس	عہ/
۸۹	جناب حافظ کریم اللہ صاحب ״	عا/			
۹۰	جناب شیخ کریم اللہ صاحب ״	عا/	۱۰۳	جناب عبد العلیم صاحب ״ ״	عہ/
۹۱	جناب بابو عبد الحق صاحب ״	عا/	۱۰۴	جناب مولوی عبد الواحد صاحب ״ ״	عہ/
۹۲	جناب حکیم عبد الحسیب صاحب دریاآبادی معرفت ״	للعہ/	۱۰۵	جناب مولوی وصی اللہ صاحب وکیل ״ ״	عہ/
۹۳	جناب حکیم محمد عبد الحکیم صاحب جھوائی ٹولہ	عا/	۱۰۶	جناب کوتوال صاحب رائے بریلی	عہ/
۹۴	جناب منشی محرم علی صاحب جگور	عا/	۱۰۷	جناب تفضل حسین صاحب ״	عہ/
۹۵	جناب خواجہ حمید الدین صاحب ״	عا/	۱۰۸	جناب عبد الغفار صاحب ״	عہ/
۹۶	جناب نواب اختر حسین خان صاحب ״	عا/	۱۰۹	جناب وجاہ الدین صاحب پرتابگڈھ	عہ/
۹۷	جناب نواب سید شمس الحسن خانصاحب ״	عا/	۱۱۰	جناب شیخ نور محمد صاحب رائے بریلی	۸/
			۱۱۱	جناب حکیم عبد العظیم صاحب۔ لکھنؤ	عا/
۹۸	جناب نواب سید انور حسن صاحب ״	عا/		میزان کل	[illegible]

چندہ رکنیت ندوۃ العلماء

نمبر شمار	اسمائے گرامی	رقم	نمبر شمار	اسمائے گرامی	رقم
۱	جناب مولوی محمد ایوب صاحب وکیل لکھنؤ	صہ/	۳	جناب شیخ الہ دیا صاحب دہلوی سوداگر انارکلی لاہور	صہ/
۲	جناب منشی حکیم الدین صاحب ״	صہ/			

نمبر شمار	اسمائے گرامی چندہ عطا کنندگان	رقم	نمبر شمار	اسمائے گرامی چندہ عطا کنندگان	رقم
۴	جناب محمد نسیم صاحب بی اے۔ وکیل ہائیکورٹ وایڈوکیٹ۔ لکھنؤ	صہ	۱۸	جناب حکیم میر عارف علی صاحب برہان خان سٹریٹ ویلور	صہ
۵	جناب مولوی اعجاز علی صاحب رئیس کاکوری ضلع ؍؍	صہ	۱۹	جناب منشی عبدالغنی صاحب بی اے لیکچرار پولیس ٹریننگ سکول ویلور	صہ
۶	جناب منشی محمد احتشام علی صاحب ؍؍ ؍؍	صہ	۲۰	جناب محمد علی خانصاحب تعلقدار ملیح آباد ضلع لکھنؤ	صہ
۷	جناب مولوی عبدالباسط صاحب رئیس حیدرآباد دکن	صہ	۲۱	جناب ڈاکٹر عبدالکریم صاحب ؍؍ ؍؍	صہ
۸	جناب مولوی حبیب الزمان خانصاحب رئیس باقرزئی شاہجہانپور	صہ	۲۲	جناب مولوی محمد یونس خان صاحب ؍؍	صہ
۹	جناب مولانا محمد خلیل الرحمان صاحب ناظم ندوۃ العلماء	صہ	۲۳	جناب چودھری صفدر حسین خانصاحب ؍؍	صہ
۱۰	جناب مولوی منظور النبی صاحب قاضی محلہ سہارنپور	صہ	۲۴	جناب منشی التفات رسول صاحب تعلقدار وآنریری مجسٹریٹ سندیلہ ضلع ہردوئی	صہ
۱۱	جناب مولوی رشید الدین صاحب اعظم گڈھی	صہ	۲۵	جناب طفیل احمد خانصاحب شاہجہانپور	صہ
۱۲	جناب میرزا مصطفی بیگ صاحب ؍؍	صہ	۲۶	جناب مولوی ریاض الدین صاحب وکیل محلہ مھنڈ؍	صہ
۱۳	جناب عبدالحکیم صاحب ؍؍	صہ	۲۷	جناب حافظ محمد اسمٰعیل صاحب وکیل ؍؍ ؍؍	صہ
۱۴	جناب میرزا محمد سلیم صاحب میونسپل کمشنر ؍؍	صہ	۲۸	جناب مولوی عبدالرافع خانصاحب محلہ تارین ؍؍	صہ
۱۵	جناب مولوی محمد حبیب الرحمان خانصاحب شروانی رئیس حبیب گنج ضلع علیگڈھ	صہ	۲۹	جناب محمد عبدالرزاق خانصاحب محلہ انگین چوپال ؍؍	صہ
۱۶	جناب شیخ کمال الدین صاحب چونا پر ٹھیکہ دار ریواڑی ضلع گوڑگاوں	صہ	۳۰	جناب خانبہادر منشی تجمل حسین خانصاحب ؍؍	صہ
۱۷	جناب شیخ کرم الٰہی صاحب تاجر ادن نارنول	صہ	۳۱	جناب مولوی محمد مطیع اللہ خانصاحب انگین چوپال ؍؍	صہ
			۳۲	جناب سمیع الدین میاں صاحب محلہ گکرد ؍؍	صہ
			۳۳	جناب محبوب علی میاں صاحب ؍؍	صہ

نمبر شمار	اسمائے گرامی چندہ عطا کنندگان	رقم	نمبر شمار	اسمائے گرامی چندہ عطا کنندگان	نمبر شمار
۳۴	جناب قدر اللہ خان صاحب قد نشین محلہ شاہجہانپور	صہ	۵۱	جناب حافظ محمد ہاشم صاحب تاجر کانپور	صہ
۳۵	جناب حاجی سعید خان صاحب محلہ بہادر گنج "	صہ	۵۲	جناب قاضی نذیر احمد صاحب وکیل اناؤ	صہ
۳۶	جناب چودھری رشید الدین صاحب محلہ بیبیا بارہ بنکی	صہ	۵۳	جناب شیخ برکت اللہ صاحب رئیس "	صہ
۳۷	جناب محمد اسمٰعیل صاحب وکیل فیض آباد "	صہ	۵۴	جناب نیاز احمد خان صاحب فتحپور	صہ
۳۸	جناب محمد امتیاز علی صاحب وکیل "	صہ	۵۵	جناب عبد الرشید خان صاحب "	صہ
۳۹	جناب [illegible] فراز احمد صاحب ولی ضلع بارہ بنکی	صہ	۵۶	جناب غلام مصطفےٰ خان صاحب "	صہ
۴۰	جناب محمد علی صاحب حلوائی "	صہ	۵۷	جناب مدح خان صاحب "	صہ
۴۱	جناب قاضی وحید الدین صاحب شہر کہنہ "	صہ	۵۸	جناب شیخ ثناء الدین صاحب تاجر چوب کانپور	صہ
۴۲	جناب مغفور احمد صاحب جہانگیر آباد "	صہ	۵۹	جناب عابد علی خان صاحب ولد نعمان علی خان صاحب حافظ خادم فقیر محمد خان لکھنؤ	صہ
۴۳	جناب منصرم صاحب ٹانڈہ ضلع فیض آباد	صہ	۶۰	جناب سید عبد الحکیم صاحب خلف سید محمود علی صاحب بڑاگاؤں ضلع بارہ بنکی	صہ
۴۴	جناب خان بہادر محمد باقر خان صاحب ڈپٹی کلکٹر رائے بریلی	صہ	۶۱	جناب چودھری محمد حسین صاحب ڈپٹی کلکٹر فیض آباد	صہ
۴۵	جناب نواب محبوب علی صاحب برادر خورد جناب مہاراجہ صاحب چندہ پور ضلع رائے بریلی	صہ	۶۲	جناب شیخ فرزند علی صاحب وکیل لکھنؤ	صہ
۴۶	جناب سراج احمد صاحب تعلقہ دار "	صہ	۶۳	جناب شیخ عبد القادر صاحب جیلانی سنبٹ مونٹ مدراس	صہ
۴۷	جناب خان بہادر ممتاز علی صاحب بی سی سنو	صہ	۶۴	جناب سید عبد الواحد صاحب ظہور وارڈ مدرسۃ العلوم علیگڈھ	صہ
۴۸	جناب شیخ شہاب الدین صاحب وکیل "	صہ	۶۵	جناب مولوی سید ظہور احمد صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل لکھنؤ	صہ
۴۹	جناب شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پرتابگڈھ "	صہ			
۵۰	جناب حافظ محمد حلیم صاحب تاجر چرم و آنریری مجسٹریٹ کانپور	صہ			

نمبر شمار	اسمائے گرامی چندہ عطا کنندگان	رقم
۶۶	جناب حافظ عبد الصمد صاحب امین آباد پارک لکھنؤ	صہ
۶۷	جناب سید ریاض حسین صاحب ٹانڈہ فیض آباد	صہ
۶۸	جناب صدیق احمد صاحب انجمن ہند قیصر باغ لکھنؤ	صہ
۶۹	جناب شیخ عبد الحمید صاحب رئیس ہوشیار پور	صہ
۷۰	جناب سید شہنشاہ حسین صاحب لکھنؤ	صہ
۷۱	جناب منشی محمود علی صاحب سوداگر امین آباد "	صہ
۷۲	جناب حافظ معین الدین صاحب "	صہ
۷۳	جناب بابو منصور علیخان صاحب اسٹیشن ماسٹر ال گودام	صہ
۷۴	جناب محمد کامل صاحب معرفت جناب شیخ فیض بخش صاحب عبا تاجر چکن	صہ
۷۵	جناب سید احمد حسین ولد احسین صاحبان تاجران تمباکو چوک	صہ
۷۶	جناب عفور بخش عرف کیرت سنگھ صاحب کھیپور ضلع بارہ بنکی	صہ
۷۷	جناب ڈپٹی نہال الدین صاحب آہنی پل لکھنؤ	صہ
۷۸	نامعلوم الاسم بذریعہ منشی محمد احتشام علی صاحب رئیس	صہ
۷۹	جناب سید حفیظ الدین حیدر صاحب موضع سکرہیا ڈاکخانہ بن بہن۔ ضلع پٹنہ	صہ
۸۰	جناب حکیم محمد عبد الرشید صاحب جھوائی ٹولہ لکھنؤ	صہ
۸۱	جناب حاجی بخش الٰہی صاحب سی آئی ای دہلی	صہ

نمبر شمار	اسمائے گرامی چندہ عطا کنندگان	رقم
۸۲	جناب حسام الملک صفی الدولہ نواب	
۸۳	سید محمد علی حسن خان صاحب بہادر لکھنؤ	صہ
۸۴	جناب خواجہ رشید الدین صاحب لال باغ روڈ نمبر ۵	صہ
	میزان کل	۱۲لعہ
	زکوٰۃ	
۱	جناب سید مشتاق حسین صاحب رئیس باغ میر صاحب جے پور	عا
۲	جناب عبد اللہ صاحب جمعدار کور نمبر ۱۶ پشاور	سے
۳	جناب شیخ شہاب الدین احمد صاحب وکیل رائے بریلی	لعہ
۴	جناب داؤد عارف ہمام صاحب رئیس سول مگوڈ اسٹریٹ رنگون	سہ
	میزان کل	للعہ
	امانت	
۱	جناب مولوی محمد دین صاحب چیف جج وڈائرکٹر سررشتۂ تعلیم ریاست بہاولپور	اللعہ
۲	جناب مولوی مسعود علی صاحب قدوائی بہیارہ ضلع بارہ بنکی	سا
۳	جناب سید عبد الرحمٰن صاحب تکیہ شاہ علیم اللہ رائے بریلی	سے ۱۲
۴	جناب مولوی منظور النبی صاحب سہارنپور تاجر لٹھہ دہلی	سہ
	میزان کل	صمالہ

از سرمایۂ محفوظہ فنڈ

۱	بذریعۂ جناب منشی محمد احتشام علی صاحب رئیس و امین ندوہ بنا بر مصارف مقدمہ وقف کرنال	الـ
۲	بنا بر ادائے گی قرضۂ بورڈنگ	۱۸ماعہ ۱۲ر۹ پا
	میزان کل	۱۱ماسہ ۱۲ر۹ پا

نقشہ مصارف تنخواہ ملازمین دفتر ندوۃ العلماء لکھنؤ من ابتداے مارچ ۱۹۱۵ء لغایت ۳۱ جولائی ۱۹۱۵ء

نمبر شمار	نام ملازمین	شرح تنخواہ	ایام کارگذاری	میزان	کیفیت
۱	محمد علی محرر مال	سہ/	۵ ماہ	ماعہ	
۲	مولوی سید عبد الغفور صاحب محرر مراسلات	عہ/	ر	ما/	
۳	حسین علی چپراسی	۷/ و سہ/	ر	لہ سہ	یکم جون ۱۹۱۵ء سے عہ/ ماہوار کا اضافہ ہوا
۴	پیر بخش چپراسی	۷/	یکماہ		یکم جولائی ۱۹۱۵ء سے عارضی طور پر تقرر ہوا۔
	میزان کل	ما لعہ			

نقشہ مصارف تنخواہ ملازمین کتبخانہ ندوۃ العلماء لکھنؤ من ابتداے مارچ ۱۹۱۵ء لغایت ۳۱ جولائی ۱۹۱۵ء

نمبر شمار	نام ملازمین	شرح تنخواہ	ایام کارگذاری	میزان	
۱	منشی محمد عارف الزمان صاحب ناظر کتبخانہ	عہ	۵ ماہ	معہ/	
۲	منشی محمد خلیق الزمان صاحب مددگار ناظر کتبخانہ	مہ/	ر	للعہ/	
۳	باقر بیگ فراش کتبخانہ	۷/	ر	لسہ/	
	میزان کل	ما للعہ			

نقشہ آمد و صرف ندوۃ العلماء و دار العلوم من ابتدائے یکم اپریل سنہ ۱۹۱۵ء لغایت ۳۱ اگست سنہ ۱۹۱۵ء

آمدنی

رقم	مد
۸ ر ۹ پا	بقایا — تحویل دفتر ۴ ر ۲ پا؛ تحویل بنگال بنک ۴ ر ۲ پا
[illegible]	تعلیم دار العلوم
[illegible]	وظائف طلبائے غیر مستطیع
۴	چندہ تعمیر مسجد
۴ ر	چندہ تعمیر دار الاقامہ
[illegible]	انعام تفسیر و حدیث
۳ ر ۹ پا	از سرمایہ محفوظ بذریعہ جناب منشی محمد احتشام علی صاحب امین
۱ ر	امانت
۲ ر	چندہ عام اغراض ندوۃ العلماء
[illegible]	چندہ رکنیت
[illegible]	زکوٰۃ
۱۰ ر	واپسی محصول ڈاک
۱۲ ر ۶ پا	واپسی رقم ایڈوانس
۱۱ ر	بابت قیمت رسالہ الندوہ
۹ ر	میزان کل مع بقایا سال گذشتہ

صرف

رقم	مد
۸ ر ۴ پا	تنخواہ ملازمین دار العلوم
۱ ر ۳ پا	وظائف طلبائے غیر مستطیع
۹ ر ۳ پا	متفرقات و سائر خرچ دار العلوم
۵ ر	خرید کتب درسیہ
[illegible]	مصارف تعمیر مسجد
۸ ر ۳ پا	مصارف تعمیر دار الاقامہ
۳ ر	تنخواہ ملازمین کرایہ مکان یتیم [illegible] کتبخانہ
[illegible]	مقدمہ وقف کرنال
۳ ر ۹ پا	مصارف اوقاف شاہجہانپور
۹ ر ۹ پا	ادائیگی قرضہ دار الاقامہ
۶ ر	طبع پرچہ امتحان دار العلوم
[illegible]	تنخواہ ملازمین دفتر ندوۃ العلماء
۱ ر ۶ پا	تنخواہ ملازمین وکلاء
۱۴ ر ۹ پا	سفر خرچ وکلاء
۱ ر	طبع کاغذات ندوۃ العلماء
۳ ر ۵ پا	ڈاک ندوۃ العلماء
۱۵ ر ۳ پا	متفرقات و سائر خرچ ندوۃ العلماء
۱۰ ر	زکوٰۃ یتیم خانہ کانپور
۱۵ ر ۹ پا	مہمانداری
۸ ر ۶ پا	مصارف جلسہ سالانہ ندوۃ العلماء
[illegible]	مصارف اشاعت و تنخواہ اڈیٹر رسالہ الندوہ
[illegible]	ایڈوانس حساب طلب
۲ ر ۱۰ پائی	میزان کل
۲ ر ۶ پائی	باقی تحویل تا ۳۱ اگست سنہ ۱۹۱۵ء — تحویل دفتر ۲ ر ۱ پا؛ تحویل بنگال بنک ۱۵ ر ۱ پا

فہرست ارکان انتظامیہ ندوۃ العلماء لکھنؤ

صوبہ متحدہ آگرہ و اودھ

(الف) عالم

۱ مولانا حکیم سید عبدالحی صاحب ناظم ندوۃ العلماء۔

۲ مولانا محمد خلیل الرحمان صاحب سہارنپوری۔

۳ مولانا حکیم سید ظہور الاسلام صاحب فتحپور ہسوہ

۴ مولانا احمد علی صاحب محدث میرٹھ۔

۵ مولانا حبیب الرحمان خان صاحب شروانی رئیس بھیکن پور ضلع علیگڈھ

۶ شمس العلماء خان بہادر مولوی شاہ ابوالخیر صاحب فصیحی غازیپور۔

۷ مولوی اعجاز علی صاحب رئیس کاکوری۔

۸ مولوی ابوبکر محمد شیث صاحب جونپور۔

۹ مولوی احمد زمان خان صاحب رئیس و آنریری مجسٹریٹ شاہجہانپور

۱۰ مولوی حاجی محمد یونس خان صاحب رئیس دتاؤلی ضلع علیگڈھ

(ب) غیر عالم

۱ منشی محمد احتشام علی صاحب رئیس کاکوری

۲ آنریبل راجہ تصدق رسول صاحب کے سی ایس آئی راجہ جہانگیر آباد (اودھ)

۳ مولوی محمد نسیم صاحب ایڈوکیٹ لکھنؤ۔

۴ منشی محمد اظہر علی صاحب وکیل و آنریری جوائنٹ سکرٹری آل انڈیا مسلم لیگ لکھنؤ

۵ شیخ شبیر حسین صاحب قدوائی بیرسٹرایٹ لا لکھنؤ

۶ مولوی سید ظہور احمد صاحب بی اے ایل ایل بی لکھنؤ

۷ حافظ محمد حلیم صاحب رئیس و آنریری مجسٹریٹ کانپور۔

۸ نواب حاجی محمد اسحاق خان صاحب آنریری سکرٹری محمڈن کالج علیگڈھ

۹ شیخ محمد اسماعیل صاحب رئیس فیض آباد

۱۰ ڈاکٹر ناظرالدین حسن صاحب بیرسٹرایٹ لا پی ایچ ڈی لکھنؤ

۱۱ حکیم محمد عبدالرشید صاحب لکھنؤ

۱۲ صفی الدولہ حسام الملک نواب محمد سید علی حسن خان صاحب لکھنؤ۔

پنجاب

(الف) عالم

۱ مولانا قاری عبدالسلام صاحب انصاری پانی پت

۲ مولوی شاہ نظام الدین صاحب جھجری

۳ مولوی عبدالرحیم صاحب ریواڑی۔

۴ مولانا غلام محمد صاحب فاضل ہوشیارپوری

(ب) غیر عالم

۱ خان بہادر شیخ غلام صادق صاحب رئیس آنریری مجسٹریٹ امرتسر

۲ بابو نظام الدین صاحب تاجر چرم آنریری مجسٹریٹ امرتسر

۳ مرزا محمد ظفر اللہ خاں صاحب پنشنر اکسٹرا جوڈیشل اسسٹنٹ کمشنر وزیرآباد

دہلی

عالم

۱ شمس العلماء مولوی ابو محمد عبدالحق صاحب حقانی دہلی

۲ شمس العلماء مولوی سید احمد صاحب امام جامع مسجد ״

۳ مولوی سیف الرحمان صاحب مدرس مدرسہ فتحپوری ״

بنگال

عالم

۱ مولانا محمد حفیظ اللہ صاحب مدرس اعلیٰ مدرسہ سرکاری ڈھاکہ

۲ مولوی ناظر حسن صاحب مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ۔

بہار

(الف) عالم

۱ مولانا شاہ محمد سلیمان صاحب چشتی قادری پھلواری

۲ مولانا سید محمد علی صاحب سابق ناظم ندوۃ العلماء مونگیر

(ب) غیر عالم

۱ آنریبل جسٹس سید شرف الدین صاحب جج ہائی کورٹ کلکتہ

مدراس

(الف) عالم

۱ مولانا عبدالسبحان صاحب تاجر و رئیس مدراس

ب غیر عالم

۲ نواب غلام احمد صاحب کلامی کارومنڈل گو[illegible]

۳

دیسی ریاست

۴

(الف) عالم

۱ مولوی حمید الدین صاحب پرنسپل دارالعلوم حیدرآباد دکن

۲ ملا عبدالباسط صاحب حیدرآباد دکن۔

۳ مولوی سید محمد صاحب کالپی اوجین

۴ خان بہادر مولوی حاجی رحیم بخش صاحب سی آئی ای پریسیڈنٹ کونسل آف ایجنسی ریاست بہاولپور۔

۵ مولوی حافظ فضل حق صاحب پرنسپل مدرسہ عالیہ ریاست رامپور

۶ مولوی محمد یحییٰ صاحب مفتی ریاست بھوپال۔

(ب) غیر عالم

۱ مولوی محمد دین صاحب چیف جج و ڈائرکٹر سررشتہ تعلیمات ریاست بہاولپور۔

۲ مفتی محمد انوار الحق صاحب ایم اے۔ ڈائرکٹر سررشتہ تعلیمات ریاست بھوپال۔

اعلان

ناظرین والاتمکین سے مخفی نرہے کہ ہمارے **شاہی پریس لکھنؤ** محلہ نواب گنج مین خدا کے فضل سے ہر قسم کی چھپائی کا کام سیاہ۔ رنگین اور میلان کا عمدہ سے عمدہ ٹھیک و عدہ اور وقت پر لائق پسند شائقین چھپ سکتا ہی اور حتی الامکان کفایت کا خاص لحاظ رکھا جاتا ہی۔ ایک مرتبہ معمولی سا کام چھپوانیسے ہمارے قول کی تصدیق ہو سکتی ہی۔ جن صاحبون کو ہمارے مطبع کی چھپائی اور نمونہ وغیرہ دیکھنا ہو وہ رسالہ **الندوہ** ملاحظہ فرمائین۔ جو ہر ماہ مین چھپ کر شائع ہوتا ہی امید کہ ناظرین وقت ضرورت اِس مطبع کو فراموش نہ فرمائین گے۔

المشتہر

عابد علیخان منیجر و پرپرائٹر مطبع شاہی محلہ نواب گنج لکھنؤ